

دست 375

کتابخانه احمد سرچشودای نقشبندی دہلوی  
رقم 758

اِنِّیْ رُکْمٌ وَاَمْحَاسِنٌ مَّرْتَاکُمْ

# سوانح حیات ابوالخیر

۹۲ — ۵ — ۱۳

معروف بہ

# مقامات اخیر

۹۲ — ۵ — ۱۳

در احوال

مخدوم جهان حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین فاروقی نقشبندی دہلوی

رَضِيَ اللهُ جَلَّ وَعَلَا عَنْهُ

۹۲ — ۵ — ۱۳

تصنیف لطیف

حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی نقشبندی دہلوی

شاہ ابوالخیر الہدی بنی بنی ناشر

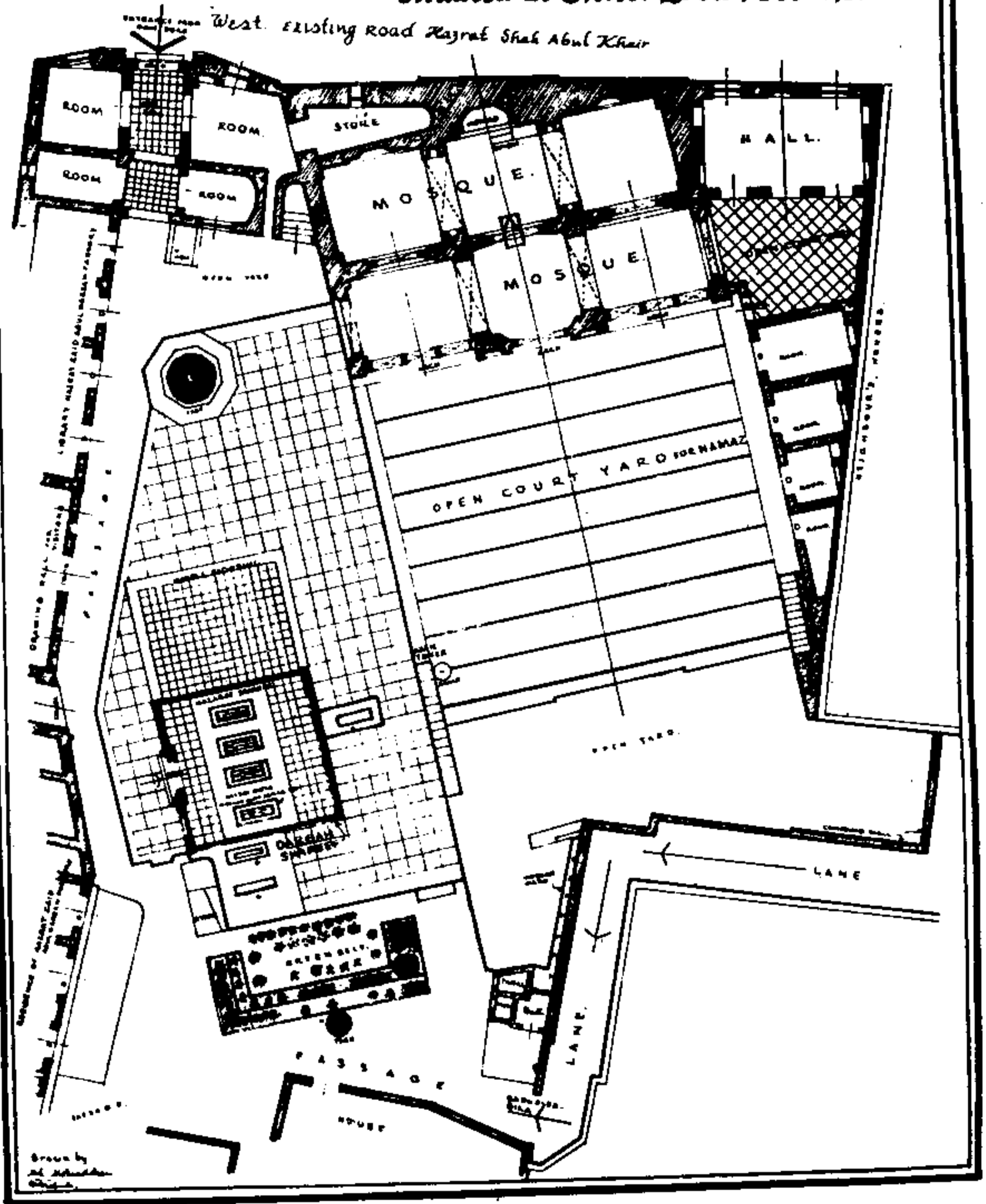
53490

سلسلہ مطبوعات شاہ ابوالخیر اکادمی

شاہ ابوالخیر اکادمی	ناشر
شاہ ابوالخیر مارگ - دہلی ۱۱	
گلوب آفسٹ پرنٹرس نوکر بوالان دہلی	مطبع
ہنٹا پلیٹ پرنٹرس کلاں محل دہلی	
بار اول	اشاعت
یک ہزار	تعداد
ماہ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ	تاریخ
حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی	مؤلف
ڈاکٹر ابوالفضل محمد فاروقی	حقوقِ ملکیت محفوظ برائے
درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر (رحمۃ اللہ)	عنوان
شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی ۱۱	

نقشه خانقاه ارشاد پناه  
المعروف به درگاه حضرت شاه ابوالخیر، شاه ابوالخیر مارگ دہلی

Plan Showing The Mosque and Dargah Shareef  
Hazrat Shah Abdulah Abul Khair Farooqi Mujadadi  
Situatad at Chilli Qabar, Delhi, S.



# مسجد شریف درگاہ شاہ ابوالخیرؒ



محلہ شریف حضرات کرام



## فہرست مطالب

### مقاماتِ اخیار

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۵۷	بابائے مہتمم حضرت سیدفالدین	۳۳	واقعہ شیخین جلیلین	۱۵	قصیدہ نعتیہ میراؤعدی
۶۱	اولاد ایشان	۳۵	دسائس علمائے سور	۱۷	دیباچہ
۶۲	بابائے ششم حضرت محمد عیسیٰ	۳۶	تحریر سفینۃ الاولیاء	۱۹	مقدمہ
۶۲	بابائے پنجم حضرت عزیز القدر	۳۸	عجبت از شیخ عبدالحق	۱۹	بابائے نہم حضرت مجدد
۶۳	بابائے چہارم حضرت صفی القدر	۴۲	قاضی ثناء اللہ نوشتہ	۱۹	نسب مبارک
۶۴	بابائے سوم حضرت شاہ ابوسعید	۴۲	اعتراف شیخ عبدالحق	۱۹	خواجہ ہاشم کشمی (حاشیہ)
۶۸	حضرت شاہ عبد الغنی	۴۴	تالیفات حضرت ایشان	۲۱	جدول نسب از زبدۃ المقامات
۷۰	کتاب "القول السنی"	۴۵	اولاد امجاد	۲۳	اشکال
۷۱	تالیفات ایشان	۴۵	حضرت محمد صادق	۲۴	جدول درست
۷۲	مکتوبات ایشان	۴۷	تعمیر گنبد	۲۵	مخدوم عبدالاحد
۷۳	اجازت	۴۷	الوصال	۲۶	احوال حضرت مجدد
۷۴	میلا د شریف	۴۷	خطاب مجدد الف ثانی	۲۶	وصول بہ خدمت حضرت خواجہ
۷۴	اولاد	۴۷	بالربیع الاعلیٰ	۲۷	بنائے مسجد سرہند
۷۵	خلفار	۴۸	عشق نبوی	۲۷	یک شبہہ و جواب آن
۷۵	حضرت شاہ عبد المغنی	۵۱	بابائے ششم حضرت محمد معصوم	۲۸	الطاف حضرت خواجہ
۷۶	بابائے دوم حضرت شاہ احمد سعید	۵۵	قیوم	۲۹	احیائے دین
۷۹	مسند ارشاد	۵۶	اولاد مبارک	۳۰	در سجتہ المرجان نوشتہ
۷۹	غذاری فرنگ	۵۶	مکاتیب شریف	۳۱	در ابجد العلوم نوشتہ
۸۰	ابتلائے عظیم	۵۶	نماز جنازہ	۳۲	متابعت نبوی

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۱۲۲	حفظِ کلامِ الہی	۹۵	سفرِ قدس	۸۱	تفویضِ خانقاہ
۱۲۲	وفاتِ والدہ و برادران	۹۶	وفاتِ اہلیہ و دو پسر	۸۲	سفرِ حرمینِ محترمین
۱۲۲	سفرِ طابہ طیبہ	۹۷	سفرِ ہند	۸۲	مولوی رحیم بخش (حاشیہ)
۱۲۳	تحصیلِ علم و اساتذہ	۹۸	رسالہ در احوالِ سفر	۸۴	قصیدہ برادرہ
۱۲۵	پایہ علمیت و تدریس	۱۰۴	کمالِ استغنا	۸۵	تالیفات
۱۲۶	تدریسِ مدرسہ صولتیہ	۱۰۵	حجرہ مسجد	۸۶	ذوقِ سخن
۱۲۶	مدرسہ صولتیہ	۱۰۶	حلیہ مبارکہ	۸۶	خلفار
۱۲۶	بیانِ اوقافِ کلامِ الہی	۱۰۷	تحریراتِ ایشان	۸۶	اولاد
۱۲۷	تدریس و حلقہ	۱۱۱	کلامِ منظوم	۸۶	حضرت شاہ عبدالرشید
۱۲۸	بیانِ تفسیرِ اکلیل	۱۱۲	الوصال و التذنین	۸۷	حضرت شاہ محمد معصوم
۱۲۸	سیرِ سلوک	۱۱۳	قطعاتِ تاریخ	۸۷	شیخ ابوالطاهر
۱۲۹	تحریرِ مبارک	۱۱۶	ذکرِ خیرِ چراغِ نبوی	۸۸	حضرت ابوالشرف
۱۳۰	قوتِ حافظہ	۱۱۷	فصلِ اول در احوالِ مبارکہ	۸۸	شیخ ابوالفیض
۱۳۱	سرعتِ سیرِ سلوک	۱۱۷	ولادت با سعادت	۸۹	حضرت محمد ابوسعید
۱۳۲	سلوکِ نقشبندیہ مجددیہ	۱۱۸	حضرت والدہ	۹۰	قاری عبدالحمید
۱۳۵	راہِ سلوکِ ہفتِ قسمت	۱۱۸	عہدِ طفلی	۹۰	عبدالحمید
۱۳۸	رابطہ	۱۱۹	بیعت و خلافتِ خاصہ	۹۱	حضرت شاہ محمد منظر
۱۳۹	عنایتِ شاہ عبدالغنی	۱۱۹	اسبابِ سعادت	۹۱	شیخ احمد بہار الدین
۱۳۹	برکاتِ طابہ طیبہ	۱۲۰	خلافتِ خاصہ	۹۲	شیخ محمد منظر
۱۳۹	مراجعتِ بہ نگہ	۱۲۱	آثارِ سعادت	۹۲	شیخ عیسیٰ
۱۴۰	رسالہ عربی	۱۲۲	وفاتِ جدِ امجد	۹۲	امہ الجلیل (بی بی جمیلہ)
۱۴۰	لائحہ عمل	۱۲۲	جوارِ بیتِ اللہ	۹۳	بابائے اول حضرت شاہ محمد عمر
۱۴۱	رونقِ بزمِ صاف کیشان	۱۲۲		۹۴	دعادر اماكن مقدسہ

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۱۶۶	بہ سردھنہ	۱۵۵	فتویٰ الکفر	۱۴۲	نماز شام
۱۶۸	نظم اصغر علی شاہ	۱۵۶	فتنہ قبر	۱۴۲	رحلۃ الہند
۱۶۰	در بلبند شہر	۱۵۶	غم مسجد شریف	۱۴۲	کرامت النساء
۱۶۰	گلاوٹھی	۱۵۶	گزاشتن زوجہ اولیٰ	۱۴۳	بعض مفسدین
۱۶۰	مسجد شریف حضرت بلال	۱۵۶	سکونت خانقاہ	۱۴۴	وفات حضرت والد و خطوط
۱۶۱	سنت بابائے نہم	۱۵۶	انقطاع از اہل دنیا	۱۴۶	عقد زواج اول
۱۶۱	اسباب تربیت جلالی	۱۵۸	احتیاط در قبول ہدایا	۱۴۶	قیام در دہلی و سرہند
۱۶۳	نظر بندی	۱۵۹	تفریح و تمشیہ	۱۴۸	طلاقات با سائین توکل شاہ
۱۶۴	مہمانی	۱۶۰	قصہ نقاب	۱۴۸	معاودت بہ حرمین شریفین
۱۶۵	واقعہ النشر	۱۶۰	ہوش در دم نظر بر قدم	۱۴۹	نکاح دوم
۱۶۵	پیشکش یک ہزار روپیہ	۱۶۱	مصیف کوٹہ	۱۴۹	شوق زیارت
۱۶۶	نماز جمعہ	۱۶۲	نور ہدایت دمید	۱۵۰	دیار حبیب
۱۶۶	شوق دیدن اب صاحب	۱۶۳	بگلستان رفتن	۱۵۰	برہزار ابن عباس
۱۶۶	مولانا عبدالغفار خان	۱۶۳	واقعہ ملا عبدالحمید	۱۵۱	مراجعت بہ ہند
۱۶۸	یک منکر و محمد حسن خان	۱۶۴	مفتی کفایت اللہ	۱۵۱	خانقاہ ارشاد پناہ
۱۶۸	یک ملزم	۱۶۴	پیر مردے	۱۵۱	مولوی رحیم بخش
۱۶۹	یک حال بے مثال	۱۶۴	نظام دکن	۱۵۲	شاہ ولی النبی
۱۶۹	برہزار حضرت والد بزرگوار	۱۶۵	امیر حبیب اللہ خان	۱۵۲	ملا محمد عثمان دامانی
۱۸۰	تدریس شاطبیہ	۱۶۵	قیام در سکھر	۱۵۲	آمد ملا محمد عثمان
۱۸۰	خاتمہ نظر بندی	۱۶۶	خانہ در کوٹہ	۱۵۳	حق بہ حقدار رسید
۱۸۱	وصول بہ کوٹہ	۱۶۶	قیام در میرٹھ	۱۵۳	مراجعت ولی النبی و در مشاہیر
۱۸۲	آمد بی بی	۱۶۶	شیعان علی	۱۵۳	آثار خلافت خاصہ
۱۸۲	آمد مہدی حسن	۱۶۷	دستہ فوج پنجاب بیان	۱۵۵	جماعت معاندین

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۲۱۶	قیلولہ	۱۹۸	میر اعظم خان	۱۸۳	آخوند جی شاہ محمد عمر
۲۱۶	وضو	۱۹۹	سفر گل محمد	۱۸۴	روحے پرواز می کند
۲۱۶	نماز بانیاں	۱۹۹	سردار امیر احمد	۱۸۵	بہ خورجہ
۲۱۶	حضور قلب	۲۰۰	امیر امان اللہ خان	۱۸۵	نمائش گاہ بلند شہر
۲۱۸	حسنات الابرار	۲۰۰	ایامِ آخرین	۱۸۵	کارپاکن راقیاس از خود مگیر
۲۱۸	ادعیہ ماثورہ	۲۰۱	پیر عبدالخالق ہوشیار پوری	۱۸۶	لمحہ مسلمان می شود
۲۱۹	قنوت نازلہ	۲۰۲	تحریر ڈاکٹر اشفاق محمد	۱۸۸	حادثہ ریل
۲۲۰	اذان	۲۰۳	مرد پیر	۱۸۸	میان شیر محمد شمر قپوری
۲۲۱	جماعت	۲۰۴	وصول بہ مسقطِ اس	۱۸۸	رؤف احمد شاہ امام
۲۲۱	نظر بر احوال مقتدیان	۲۰۴	بنائے مسجد ارادہ حج	۱۸۹	حضرت طاہر بندگی
۲۲۱	اعراض بے خردان	۲۰۴	ہستشفی رفتن	۱۹۰	مقبرہ جہانگیر
۲۲۲	احادیث مبارکہ	۲۰۵	یک کشف	۲۱۱	بہ امر تسر
۲۲۳	در مرقات نوشتہ	۲۰۵	اجازت یک قبر	۱۹۱	بہ دصوراجی
۲۲۳	شیخ عبدالحق نوشتہ	۲۰۶	طلب کردن میلاد خوانان	۱۹۲	دعوتِ راج
۲۲۳	امامت	۲۰۶	کتاب حالات مشائخ نقشبندیہ	۱۹۲	بہ پانی پت
۲۲۶	ختم قرآن مجید	۲۰۶	کتاب مقدمہ الکتاب	۱۹۳	بہ سعد آباد
۲۲۶	بعد از سلام دادن	۲۰۸	کتاب آثار رحمت	۱۹۴	بہ اکبر آباد (آگرہ)
۲۲۶	نماز جمعہ	۲۰۸	تحفہ الاخیار	۱۹۴	محفل مبارک میلاد شریف
۲۲۸	مساجد شریفہ	۲۱۲	فصل دوم در معمولات	۱۹۵	مراجعت و شکار
۲۲۹	نماز عید	۲۱۲	خواندن بسم اللہ	۱۹۵	سفر آخرین کوئٹہ
۲۳۰	تراویح	۲۱۳	طہارت	۱۹۵	اشعار مبارکہ
۲۳۰	حافظ نیاز احمد	۲۱۳	لباس	۱۹۶	خان قبیلہ بختیار
۲۳۲	امامت نیاز احمد	۲۱۴	اطعمہ و اشربہ	۱۹۸	سفر محمد اسماعیل خان



صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۲۴۵	مولوی اشفاق الرحمن	۲۵۴	واقعہ حافظ عبدالحکیم	۲۳۴	حافظ پنجاب و یک کشف
۲۴۵	یک اہل حدیث	۲۵۵	واقعہ مولانا سیف الرحمن	۲۳۵	گلدستہ
۲۴۵	مسئلہ میلاد و قیام	۲۵۶	واقعہ ملا عبدالحلیم	۲۳۵	صلوٰۃ تسبیح
۲۴۵	مکتوب مبارک	۲۵۶	واقعہ ملا عبد اللہ	۲۳۸	سنن و نوافل
۲۴۶	تحریر مولوی رشید احمد	۲۵۶	واقعہ ملا جمعہ خان	۲۳۸	روزہ کشائی
۲۴۶	عبارت ابن حجر	۲۵۹	واقعہ ملا عبد الحنان ترکی	۲۳۸	فطرہ
۲۴۹	عاجز گوید	۲۶۰	واقعہ ملا نیک نظر ترکی	۲۳۸	اضحیہ
۲۸۰	بعض معاندین و مخالفین	۲۶۱	واقعہ محمد اسحاق دراہد حسین	۲۳۸	زکات
۲۸۰	مال یک معترض	۲۶۲	واقعہ ملا احمد خان	۲۳۹	بیعت و ارشاد
۲۸۱	دلہ بیدہ و اذتاب و ہا بیدہ	۲۶۳	واقعہ محمد رفیع	۲۳۹	بیان مولوی عبد الشکور
۲۸۱	ابیات قصیدہ ہمزیہ	۲۶۳	مولانا حبیب الرحمن ردو لوی	۲۴۱	ہا بیت سیدنا عمرؓ
۲۸۲	درود کبریٰ احمد	۲۶۴	بقیہ از احوال محمد رفیع	۲۴۲	الی ما کتافیہ
۲۸۵	حرف آخر از مولد	۲۶۴	خلاصہ القول	۲۴۲	مکتوب مبارک
۲۸۵	زیارت قبور	۲۶۵	اجازت و خلافت	۲۴۴	صرفہ گویمان
۲۸۶	امام رازی گفتہ	۲۶۶	محفل میلاد شریف	۲۴۵	مقام مرشد
۲۸۶	حضرت خواجہ باقی بائہ	۲۶۸	ورفعنا لک ذکرک	۲۴۶	بیعت زنان
۲۸۸	حضرت سید نور محمد	۲۶۰	اشیء بالشیء یذکر	۲۴۶	حلقہ و توجہ
۲۹۰	حضرت حافظ سعد اللہ	۲۶۰	رجوع بہ حدیث میلاد	۲۵۱	تدریس و تذکر
۲۹۰	حضرت گلشن	۲۶۲	بعض لطائف ذکر مبارک	۲۵۱	متعلق بہ حلقہ
۲۹۱	حضرت عبد العدل	۲۶۳	رسیدن صوت بہ ہر یک	۲۵۲	تربیت مخلصین
۲۹۱	حضرت محمد آفاق	۲۶۳	خطاب بہ عبید الرحمن خان	۲۵۳	اجتناب از واعظان
۲۹۳	حضرات محدثین دہلویہ	۲۶۴	سید بشیر علی	۲۵۳	اجتناب از صوفیہ ناتمام
۲۹۴	واقعہ حضرت اُسید	۲۶۴	بیان مرد پیر	۲۵۴	از عزیمت بہ رخصت

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۳۲۴	فصل سوم در اکرامات الہیہ	۲۹۴	کتاب القول الجمیل		قرنہ اللہ
۳۲۵	راہ اجتہاد	۲۹۵	دعا و دم کردن		حضرات عندلیب و درد
۳۲۴	مولانا عبدالحق الزآبادی	۲۹۵	والدہ شوکت علی محمد علی		حضرت قطب الاقطاب
۳۲۴	سائین توکل شاہ	۲۹۶	معظم علی شاہ		حضرت سلطان المشائخ
۳۲۸	پیر سید جماعت علی شاہ	۲۹۸	دم بر مرصیان		نوبت دیگر
۳۲۸	میان شیر محمد شر قپوری	۲۹۹	علامت اولاد		حضرت چراغ دہلی
۳۲۸	مولانا رؤف احمد شاہ	۲۹۹	برائے ایصال ثواب		سید محمود بخار
۳۲۸	پیر عبد الخالق	۲۹۹	برائے دفع اثر چشم بد		شاہ کلیم اللہ
۳۲۸	مفتی محمود مد راسی	۳۰۰	برائے حاجت براری		شاہ عبد السلام
۳۲۹	پیر جی مظفر علی خان	۳۰۰	برائے اوجہ باع		بندۂ عالم الغیب
۳۲۹	حافظ انور علی رہتکی	۳۰۱	دعا ماہ نو		چٹلی قنبر
۳۲۹	مولوی جعفر شاہ	۳۰۱	دعا سال نو		ما يتعلق بالزیارہ
۳۳۰	شاہ سلیمان کنگن پوری	۳۰۲	رویت سبیل نجات		بعض اوراد و وظائف
۳۳۰	مولانا مشتاق احمد	۳۰۲	ختم مقدس		ختم خواجگان
۳۳۱	مولانا رکن الدین الوری	۳۰۳	بہترین اوقات و ایام		مستعات عشر
۳۳۲	مفتی منظر اللہ	۳۰۳	لطف خفی		سید الاستغفار
۳۳۳	سید ظہور الحسن	۳۰۳	داروئے دل عاشق		اسما حسنیٰ
۳۳۳	سید محمد شاہ قصوری	۳۰۵	اجازت اوراد و صلوات		المزدوجۃ الغرّاء
۳۳۳	سید ممتاز علی شاہ	۳۰۸	تحریر بر شجرہ		شجرۂ نقشبندیہ مجددیہ
۳۳۴	سید ابوالخیرات	۳۱۱	اشترک در مجلس نکاح		اشعار مالتی
۳۳۴	شاہ محمد شعیب	۳۱۲	عقیقہ		صلوات حاجت
۳۳۵	حکیم فرید احمد	۳۱۳	مسألہ فقہیہ در لباس		تعویذات
۳۳۶	مولوی امداد اللہ خان	۳۱۳	منقبت غوث دہلوی		برائے مرض صراع

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۳۶۰	مولانا احمد حسین خان امروہوی	۳۴۹	حضرت شاہ محمد معصوم	۳۳۶	محمد حسن خان رامپوری
۳۶۱	مولانا عبدالکافی الہ آبادی	۳۵۰	حضرت شاہ ابوالاحمد	۳۳۷	محمد حسن خان کرتپوری
۳۶۱	قاری عبدالرحمن الہ آبادی	۳۵۰	حضرت غلام قیوم	۳۳۷	پیر ابو الخیر غازی پوری
۳۶۱	مولانا نور احمد سپروی	۳۵۱	حضرت محمد حسن	۳۳۸	مولانا کرامت اللہ خان
۳۶۱	حکیمان خاندان شریفی	۳۵۱	مولانا اعجاز حسین	۳۳۸	استادی مولانا عبدالعلی
۳۶۲	خاندان خانان	۳۵۲	حافظ محمد یعقوب	۳۳۹	آمدیک ولی کامل
۳۶۲	زائرین آخرین	۳۵۲	ابو ذکار مولانا سلامت اللہ	۳۴۱	صاحبزادہ ملا پیر محمد
۳۶۲	نبذۃ من الکرامات	۳۵۳	مولانا ظہورالحسین	۳۴۲	خلیفہ طریقتہ بنوریہ
۳۶۶	یک پادری وزن دے	۳۵۳	مولانا ریاست علی خان	۳۴۲	مقبولیت این را گویند
۳۶۶	یک انگلیزی	۳۵۳	محمد امیر خان	۳۴۳	اشارات غیبیہ
۳۶۷	منتحرے راتونج کردن	۳۵۴	مولانا محمد میان کاندھلوی	۳۴۳	اخترمشکی
۳۶۷	ملا صاحب خان قمبرانی	۳۵۵	ملا کمال دہلوی	۳۴۳	مردولی نسخ اللہ اندری
۳۶۸	ملا طیب کٹوازی	۳۵۶	مولانا حبیب الرحمن شروانی	۳۴۵	اکبر توخی
۳۶۸	ذکر اضحیہ و منی	۳۵۷	مولانا عبدالرحمن شروانی	۳۴۵	قاری عبدالغنی شافی
۳۶۸	عبداللہ خرکار	۳۵۷	حکیم محمد مسعود احمد	۳۴۶	سید یوسف زواوی
۳۶۹	روح فتح اللہ	۳۵۷	مولانا رشید احمد گنگوہی	۳۴۶	سید علی زواوی
۳۶۹	مولانا محمد اسماعیل کاندھلوی	۳۵۸	مولانا محمد قاسم نانوتوی	۳۴۶	سید عبداللہ دھلان
۳۶۹	یک پہلوان شناور	۳۵۹	قاضی سید محمد اسماعیل	۳۴۷	مقبولیت تامہ
۳۶۹	حکیم نور الدین قادیانی	۳۵۹	حافظ سید محمد امام جامع دہلی	۳۴۷	آہوئے سیاہ شاخدار
۳۷۰	قاری فضل الرحمن	۳۵۹	سید احمد شمس العلماء امام جامع	۳۴۸	یک غزال
۳۷۰	مولوی محمد یونس	۳۵۹	سید محمد امام عید گاہ	۳۴۸	کبوتر
۳۷۱	ملا سبزل	۳۶۰	مولانا محمود الحسن	۳۴۸	طوطی و گنجشک
۳۷۱	شاکر احمد خان انصاری	۳۶۰	مولانا مفتی عزیز الرحمن	۳۴۹	حضرات ذوی المجدد الاحرام

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۵۱۴	۱- شیخ عماد الدین بلخاری	۴۸۰	۲- سلسلہ قادریہ	۳۴۲	فرخ علی شاہ
۵۱۴	۲- مولانا مختار سمرقندی	۴۸۲	۳- سلسلہ چشتیہ	۳۴۳	سفید باز
۵۱۴	۳- شیخ محمد حسن	۴۸۵	۴- سلسلہ سہروردیہ	۳۴۳	احمد اللہ خان
۵۱۴	۴- قاری عبدالغنی انطاکی	۴۸۶	۵- سلسلہ گبرویہ	۳۴۳	میمنان بمبئی
۵۱۴	۵- مولوی عبداللہ قندھاری	۴۸۹	۶- سلسلہ مداریہ	۳۴۴	مولانا حفظ الرحمن سیوہاری
۵۱۸	۶- حاجی نور احمد مقری	۴۹۰	۷- سلسلہ قلمندریہ	۳۴۴	مولانا احمد سعید دہلوی
۵۱۸	۷- ملا گل محمد اودنخیل	۴۹۳	فصل ہشتم در علالت وصال	۳۴۵	محمد شاہ گفتمہ
۵۱۹	۸- ملا حاجی گل	۴۹۳	علالت	۳۴۵	نعمہ بجران
۵۱۹	۹- ملا جمعہ خان	۴۹۴	وصال	۳۴۸	فصل چہارم در ملفوظات
۵۱۹	۱۰- ملا عبداللہ علیزی	۴۹۸	تغییل و تکفین	۴۰۲	فصل پنجم در تحریرت و مکاتیب
۵۱۹	۱۱- یار محمد خروئی	۴۹۹	قبر مبارک	۴۰۲	مولد سعیدیہ
۵۱۹	۱۲- غلام اکبر طیزی	۴۹۹	ارشاد مبارک بہ ملا احمد	۴۰۲	الدر المنظم
۵۲۰	۱۳- ملا مشوروی	۵۰۰	بہ کار آمدن تحریر	۴۰۳	حامل اعجاز صنعت
۵۲۰	۱۴- ملا ذاکر علی خیل	۵۰۱	تحفیر و درستی قبر	۴۰۳	اجازت طریقت
۵۲۰	۱۵- عبدالحکیم دفقانی	۵۰۱	نماز جنازہ	۴۰۴	اجازت دلائل
۵۲۰	۱۶- عبدالقادر احمدزی	۵۰۲	تدفین	۴۰۴	تصیحت نامہ
۵۲۱	۱۷- ملا حاجی احمد مٹخیل	۵۰۳	فاتحہ	۴۰۵	نصائح
۵۲۱	۱۸- ملا اسلم کبیر اندری	۵۰۴	جلسہ صغریٰ	۴۰۶	مکاتیب مبارک
۵۲۱	۱۹- سید محمد سعید	۵۰۵	جلسہ کبریٰ	۴۰۶	فصل ششم در شعرو سخن
۵۲۱	۲۰- ملا پیر احمد تترکی	۵۰۸	فصل ہفتم در بعض تواریخ و قصائد	۴۰۷	کلام عربی
۵۲۲	۲۱- ملا سید باز نیازی	۵۱۶	خاتمہ	۴۰۷	کلام فارسی
۵۲۲	۲۲- ملا لعل محمد جانی خیل	۵۱۶	اولاد معنوی	۴۰۸	فصل ہفتم در بیان سلاسل سبعہ
۵۲۲	۲۳- ملا سید رحمت نیازی	۵۱۶		۴۰۸	۱- سلسلہ نقشبندیہ

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۵۶۲	۴۔ برخوردار عبدالرحمن	۵۳۲	۴۶۔ مولوی محمد عمر مداپوری	۵۲۲	۲۴۔ ملا عبدالحق صاحبزادہ
۵۶۲	۵۔ بی بی زینب -	۵۳۳	۴۸۔ قاری ولی محمد میرٹھی	۵۲۲	۲۵۔ ملا احسان اللہ صاحبزادہ
۵۶۲	۶۔ برخوردار عبداللہ	۵۳۴	۴۹۔ فتح محمد گجراتی	۵۲۲	۲۶۔ ملا غلام احرار صاحبزادہ
۵۶۳	۷۔ برخوردار عبداللہ	۵۳۴	۵۰۔ حافظ سکتدر	۵۲۴	۲۷۔ حسین اللہ صاحبزادہ
۵۶۳	۸۔ بی بی رابعہ	۵۳۴	۵۱۔ مولوی سعید احمد سنہلی	۵۲۵	۲۸۔ خدائے مہر گل صاحبزادہ
۵۶۳	۹۔ بی بی ہاجرہ	۵۳۴	۵۲۔ سردار عدالت خان	۵۲۵	۲۹۔ ملا سید احمد جان
۵۶۳	۱۰۔ بی بی فاطمہ	۵۳۵	۵۳۔ محمد ہاشم کوسی کلان	۵۲۶	۳۰۔ ملا خیر اللہ اندری
۵۶۳	وفات اہلیہ	۵۳۶	۵۴۔ مولوی عبدالعزیز بنگالی	۵۲۶	۳۱۔ شرف الدین مہمند
۵۶۴	خلفار	۵۳۹	بیان مولوی عبدالشکور	۵۲۷	۳۲۔ حاجی کلاخان خروئی
۵۶۴	حضرت ابوالسعد سالم	۵۴۲	حضرت والدہ ماجدہ	۵۲۷	۳۳۔ ملا امیر بیچن خیل
۵۶۴	ولادت و تسمیہ	۵۴۵	اولادِ صلبی	۵۲۷	۳۴۔ ملا حسن بابی
۵۶۵	زواج و اولاد	۵۴۶	بی بی صدیقی	۵۲۸	۳۵۔ ملا محمد آفاق مروت
۵۶۶	۱۔ برخوردار ابوبکر	۵۴۷	بی بی فاروقی	۵۲۸	۳۶۔ قاضی نعل محمد نورزی
۵۶۶	۲۔ بی بی سعاد	۵۴۹	بی بی امۃ اللہ	۵۲۸	۳۷۔ ملا عبدالخلیم آخوندزادہ
۵۶۶	۳۔ برخوردار ابو حفص عمر	۵۵۰	حضرت ابوالفیض بلال	۵۳۰	۳۸۔ ملا عبدالرشید آخوندزادہ
۵۶۶	۴۔ برخوردار عاصم	۵۵۰	ولادت و تسمیہ	۵۳۰	۳۹۔ سید عبدالحق پشینئی
۵۶۶	۵۔ برخوردار جعفر	۵۵۴	زواج	۵۳۱	۴۰۔ خدائے رحم کارک
۵۶۶	۶۔ برخوردار عبداللہ عامر	۵۵۵	زلزال کوٹہ	۵۳۱	۴۱۔ سید اکرم شاہ
۵۶۶	۷۔ برخوردار عبدالعزیز شیخ دوران	۵۵۸	توطن کوٹہ	۵۳۱	۴۲۔ مولوی صحاب الدین چانگامی
۵۶۶	۸۔ بی بی فوزیہ	۵۶۱	اولاد	۵۳۲	۴۳۔ حاجی فیض اللہ سرسوی
۵۶۶	۹۔ بی بی فائزہ	۵۶۱	۱۔ برخوردار ابوالمجد عبدالرحمن	۵۳۲	۴۴۔ مولوی برکت اللہ ہانسوی
۵۶۷	خلفار	۵۶۲	۲۔ بی بی خدیجہ	۵۳۲	۴۵۔ مولوی سید عبدالجلیل
۵۶۷	ذوقِ مطالعہ	۵۶۳	۳۔ بی بی عائشہ	۵۳۲	۴۶۔ میر واحد ہلوی

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۵۸۷	بی بی سنیۃ	۵۷۸	سلسلہ مبارک	۵۶۷	تولف کتاب ابوالحسن زید
۵۸۸	بی بی عطیۃ	۵۷۹	مسک عاجز	۵۶۷	ولادت
۵۸۸	بی بی نقیۃ	۵۸۲	حج زیارت	۵۶۸	عہد طفلی
۵۸۸	بی بی زکیۃ	۵۸۳	امامت عیدگاہ	۵۶۸	اشتغال بہ علم
۵۸۸	بی بی خیرۃ	۵۸۶	زواج	۵۷۰	مولانا عبدالعلی فرمودہ
۵۸۸	برخوردار ابوالفضل محمد	۵۸۷	اولاد	۵۷۱	سفر مصر
۵۸۹	زواج و اولاد	۵۸۷	بی بی صفیۃ	۵۷۱	مراجعت
۵۹۰	سلسلہ نسب	۵۸۷	ابو تراب حامد	۵۷۳	تالیفات
۵۹۱	سلسلہ نقشبندیہ مجددیۃ	۵۸۷	ابوالخیر احمد	۵۷۵	شعر و سخن

## قطعہ تاریخ

یہ فضلِ خداوند کون و مکان  
نوشتم چو احوالِ خیرِ جہان  
چہ خیرِ جہان است ابوالخیرِ خیر  
فدایش دلم باد و ہم جسم و جان  
پے سالِ تالیف گوشم شنید  
مقاماتِ اخیار سالش بدان  
۱۳۹۳ھ

## قصیدہ نعتیہ میرا وحید الدین اوحدی کرمانی

رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خوش آن کہ بندم در بہت برناقہ محل از وطن  
چون پانہم در راہ تو باشد پیے قطع رہم  
آیم برین دار الشفا گویم بہ زاری دم بہ دم  
شاہ سرسلطنت سلطان اودادی لقب  
از گفتن نعتت بود ساعت بہ ساعت تازہ تر  
از شوق باغ عارضت ز دست حشر چاک زد  
از شرم خاک رگہت بر خاک و خواری ریختہ  
سحر آفرین عقل را در وقت و صفت اوفتد  
کتر گدائے در گہت بر مسندت شاہی بود  
بعد وفا تم بس بود گردے ز راہ مقدمت  
یا رحمۃ للعالمین بر خیز تا خیز و دگر  
از سطوت حشمت ہمزد گردوے تابدا تا ابد  
از سنگ کین بدگوہران خستند دندان ترا  
عیسی و صالح در بہت با خضر و موسی آمدہ  
عقل دل دین و خرد گردند گرد و روضہ ات  
شمس تبرع از بہت از بہر دفع کفر شد  
از بیبت شریعت عجب نبود اگر دوری کند  
ہم از طفیل ذات تو موجود گشتہ از عدم

خیزم چو گرد افتم چو اشک آیم بہ سر غلظم بہ تن  
پارا جلد کف آبلہ چشمم قدم غم زا دمن  
کالے شمع دین ختم رسل مطلوب حق فخر ز من  
مکی نسب امی حسب بطحا مکان یثرب وطن  
باغ امل شاخ طرب گلزار حبان نخل بدن  
لالہ گریبان غنچہ دل نسریں قبہ گل پیرہن  
رنگ گل و آب مل و تاب چمن بوے سمن  
کلک از بنان حرف از بیان لطف از زبان لطف از دین  
خسرو صفت دارا محل خاقان مکان جمشید فن  
زاد سفر زیب عمل شمع لحد عطر کفن  
شوار فلک حج را ز فلک رنگ از زحل سراز علن  
آبا از زمین تاب ز شمر بلبل ز گل باد از چمن  
محراب دین لعل ختن درج گہر در عدن  
اوجہ دارا این ناقد کش آن خاک بوس این باد زن  
آن شادمان بن جانفشان آن طوف کن این چرخ زن  
گیتی ستان آتش فشان کشور کشا اعدا فگن  
چشم از غضب بروز چرخ حال از فسولب از شکن  
چرخ و فلک ملک و ملک لوح و قلم سرو علن

کلک بدائعِ سنج من در صفحہ نعتت بود  
 پے ناقتہ ات ہر جاہد از دولت گامش بود  
 وقت چریدن از دہن خالے کہ آفتد بر زمین  
 بستہ میان بندگی در پیش خدام درت  
 بنمائے روئے نازنین تا بر زمین افتد شرم  
 از حجرہ بیرون نہ قدم بر کن درختِ ظلم را  
 جمع خطا اندیشہ را از برقی تیغ آبدار  
 فرمان بر حکم ترا در زیر فرمان آمدہ  
 کہ ضبط تو مانع شود گردد گریزان تا ابد  
 از بہر دفع دشمنت آیام تعیین ساختہ  
 بادشمنت روز ازل زائندہ است از یک شکم  
 از دولت نعت شہما لحظہ بہ لحظہ تازہ تر  
 اے آفتابِ شرع دین چون مہ کہ پامان توام  
 ہستی شفیع المذنبین خویت شفاعت کردن است  
 باد از ما بر آل تو پیوستہ صلوات و سلام  
 صدیق اکبر با عمر عثمان چہارم حیدر است  
 با ذکر و فکر نعت تو خرم نشستہ اوحادی

دستان سرامعنی نما عیسی نفس عنبر فگن  
 باغِ ارم ملک بقا صحرائے چین دشتِ ختن  
 سوسن شود نسرين دمد خیزد گل آرد نستر  
 علم و ادب فضل و ہنر ذہین ذکا خرد و مہن  
 زہرہ زبام ماہ از افق مہراز تنق شمع از لگن  
 بر بادوہ آتش بزین در ہم شکن از پافگن  
 از پابرا از جافشان در خاک کش گردن بزین  
 چین و خطا مصر و حلب روم وری و شام و مین  
 مرگ از مرض رنگ عرض گرگ از غم داغ از زغن  
 تیر و کمان گرز و سنان تیغ و تبر و اورسن  
 داغ برص رنج بہق گند بخل بوئے دہن  
 فیض ازل عمر ابد روز نو و عیش کہن  
 دامن نگر برین گزر سایہ فگن بر سرق من  
 بیچارہ من نامہ سیاہ عالم تباہ دل پر حزن  
 در آشکارا در نہان در خلوت و در انجمن  
 آن صادق و این عادل آن جامع و این بوالحسن  
 آسودہ جان آزادہ دش بے فکر دل اندر بدن

دارم امید مغفرت از دولت نعت شہما  
 با این عمل با این گنہ با این جفا اے ذوالمنن



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا عَلَيَّهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَىٰ وَالصَّلَاةُ  
 وَالسَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالْبَرَكَاتُ عَلَىٰ حَبِيبِهِ وَصَفِيِّهِ الَّذِي أَرْسَلَهُ مُعَلِّمًا وَمُزَكِّيًا وَرَحْمَةً  
 لِّلْعَالَمِينَ وَهُوَ سَيِّدُنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعُنَا مُحَمَّدٌ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ عَدَدَ خَلْقِ  
 اللّٰهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِينَةَ عَرْشِهِ وَمَدَادِ كَلِمَاتِهِ - وَبَعْدُ -

بندہ عاجز ابو الحسن زید فاروقی عرض می دارد کہ عاجز دو سال پیشتر بہ زبان اردو در احوال  
 پیرو مشد برحق، سیدی و سندی و والدی حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین قدس سرہ کتاب  
 ”مقاماتِ خیر“ نوشتہ بود۔ تا ذکر مبارک ایشان بر صفحات روزگار بماند۔

ذکر باقی را حکیمان عمر ثانی گفتہ اند این ذخیرہ پس ترا کا لباقیات الصالحات  
 چونکہ مخلصین حضرت ایشان در بلاد افغانستان بیش از بیش اند، برائے ایشان عاجز بہ تالیف این  
 کتاب کہ موسوم بہ ”سوانح حیات ابوالخیر“ و معروف بہ ”مقاماتِ اخیر“ است پرداخت۔ و این  
 ہر دو نام تاریخی اند۔ وَفَّقَهُ اللّٰهُ لِلاَّتِمَامِ۔

آوردہ اند کہ از سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ سوال کردند کہ در حکایات و روایات  
 صالحین برائے مریدان چہ فائدہ بود۔ فرمودند سخن ایشان لشکرے است از لشکر ہائے خدائے تعالیٰ۔  
 کہ اگر مریدے دل شکستہ بود بہ آن قوی گردد و بہ آن لشکر مدد یابد۔ پروردگار بہ حبیب خود صلوات اللہ  
 وسلامہ علیہ می فرماید۔ وَكَلَّمَ نَفْسُ عَلِيٍّ مِنْ اَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُنْتَبِئُ بِهِ قَوَادِكُ - یعنی قصہ ہائے  
 انبیائے گزشتہ با تومی گویم تا دل تو بہ آن آرام گیرد و قوی تر گردد۔ اگر برائے سرور عالمیان حکایات  
 انبیا سبب تثبیت دل گشتہ برائے ما عاجزان حکایات اولیا باعث تقویۃ قلب می باشد۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احراز قدس سرہ فرمودہ کہ پروردگار گفتہ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا  
 اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ - یعنی اے مومنان بتز سید از اللہ و باشید باراست گویان۔ لہذا رفاقت  
 صادقین مطلوب است۔ بہ خدمت ایشان رسیدن و در صحبت ایشان بودن کینونت و رفاقت

ظاہری است و بہ خیال ایشان ماندن و بہ ذکر ایشان مصروف بودن کینونتِ باطنی است۔  
 محبتِ این طائفہ کلیدِ رحمتِ الہی است۔ در صحیحین از عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرویست  
 کہ مردے بہ خدمتِ سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم رسید و گفت: کَیْفَ تَقُولُ فِی رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ  
 یَلْحَقْ بِہِم۔ یعنی چہ می فرمائی در مردے کہ گر وہی را دوست داشته است و لاحق بہ ایشان نہ شدہ۔  
 آن سرورِ عالمیان فرمود: الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔ یعنی مرد با کسے است کہ ویرا دوست داشته۔ سبحان  
 اللہ چہ بشارت بیستِ عظیم برائے امثالِ ما دون ہمتان کہ اگر در اعمالِ قاصر ماندہ ایم در محبتِ خاصانِ حق  
 تقصیر نہ نمایم تا رفاقتِ ایشان در: رَوْحٌ وَرَیْحَانٌ وَجَنَّةٌ نَعِیمٌ۔ دست دہد۔  
 و این کتابِ مقاماتِ اخیار شتمل است بر مقدمہ و فصولِ تسعہ و خاتمہ۔

مقدمہ در بیان سلسلہ نسب تا امیر المؤمنین، امام الاعلیٰ سیدنا عمر بن الخطاب رضی  
 اللہ عنہ و در ذکر آباء کرام از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی تا حضرت  
 والد بزرگوار ایشان قدس اللہ سرار ہم العلیہ۔

فصل اول در احوال مبارکہ حضرت ایشان از روز ولادت تا اول روزِ علالت۔

فصل دوم در معمولاتِ شریفہ حضرت ایشان۔

فصل سوم در بیانِ اکراماتِ الہیہ بر حضرت ایشان۔

فصل چہارم در بیانِ ملفوظاتِ حضرت ایشان۔

فصل پنجم در بعضِ تحریرات و مکاتیبِ شریفہ حضرت ایشان۔

فصل ششم در بیانِ ذوقِ شعر و سخنِ حضرت ایشان۔

فصل ہفتم در بیانِ سلاسلِ مبارکہ سابعہ۔

فصل ہشتم در بیانِ علالت و وصالِ بہ حضرت ذوالجلال۔

فصل نہم در بیانِ بعضِ قصائد و تواریخ وصالِ حضرت ایشان۔

خاتمہ در بیانِ اولادِ معنوی و صلبی حضرت ایشان۔

غرض نقشہ است کہ زیاد ماند کہ ہستی را نہ می بینم بقائے

## مقدمہ

در بیان نسب ذکر آباء کرام تا حضرت مجدد قدس اللہ اسرار ہم

فی الذّٰہبِیْنَ الْاَوْلَادِ ..... نَ مِنَ الْکِرَامِ لَنَا بَصَائِدُ

بابائے ہم حضرت امام ربانی مجدد و منور الف تانی قدس سرہ

اسم گرامی ایشان احمد کنیت ابو البرکات، لقب بدرالدین، خطاب امام ربانی مجدد و منور الف

تانی، فرزند چہارم حضرت عبدالاحد المشہر بہ مخدوم۔ ولادت بابرکت بہ شب جمعہ ۲۴ اشوال ۹۱۶ھ کہ

کلمہ "خاشع" وال بران سال است در بلدہ سرہند بودہ، بہ حساب تقویم شمسی ہجری ۱۵ جوزا ۹۲۳ھ

مطابق ۵ ماہ جون ۱۵۶۲ء بود، و وفات شریف بہ روز سہ شنبہ ۲۸ صفر ۱۰۳۲ھ در سرہند شریف شدہ۔

بعض افراد، ۲۰ و بعض ۲۹ از صفر نوشتہ اند بنا بر اختلاف مطالع، در روز اختلاف نیست کہ آن

سہ شنبہ بود۔ بہ حساب شمسی ۵ قوس ۱۰۳۲ء مطابق ۲۶ نومبر ۱۶۲۲ء بود عمر شریف بہ حساب قمری ۶۲ سال

۴ ماہ ۱۲ روز، و بہ حساب شمسی ۶۰ سال، ۵ ماہ ۲۱ روز بودہ۔

والد بزرگوار ایشان راہفت پسر بودہ و ایشان خیر الامور و وسطہا بودند۔ اسم مبارک ایشان چہار

حرفی و وجود ایشان چہارم در برادران۔

حسب نوشتہ خواجہ محمد ہاشم کشمی در زبدۃ المقامات بہ ۲۶ واسطہ

نسب مبارک ایشان | پھلوی جلیل ابن جلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما می رسد۔

خواجہ ہاشم نوشتہ اند۔ شہاب الدین علی المقلب بہ فرخ شاہ جد پانزدہم حضرت ایشان است و او بہ یازدہ

واسطہ بہ حضرت عبداللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما می پیوندد۔

۱۔ سرمست جام احمدی حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہ از بزرگ زاد ہائے کشم بدخشان است، والد ایشان خواجہ

قاسم از علما اعلام و اکابر آن ولایت بودہ، آباد اجداد ایشان از منتسبان سلسلہ کبرویہ بودہ اند۔ ایشان در عنفوان شباب

بہ واسطہ اشارات و بشارات دل بہ سلسلہ خواجگان نقشبندیہ لیستہ بودند و در خواب بہ زیارت بزرگے مشرف شدہ بودند۔

چنانچہ بہ تلاش مرشد کمال از وطن خود روان شدند تا آنکہ در ہندوستان بہ برہان پور رسیدند و آنجا آن بزرگ را کہ در خواب

باقی برصنہ

سلسلہ نسب را شیخ بدرالدین سہرندی نیز در حضرت القدس نوشتہ، در بیان حضرت خواجہ و جناب شیخ بہ دو جا اختلاف است چونکہ خواجہ محمد ہاشم اکتفا بہ سمر و اسامی مبارکہ نہ کردہ بلکہ بیان و سباط ہم کردہ و گفتہ است کہ امام رفیع الدین جد ششم حضرت ایشان است، و امام رفیع الدین بہ ہشت واسطہ بہ فرخ شاہ می پیوندند۔ و شہاب الدین علی المقلب بہ فرخ شاہ الفاروقی الکابلی جد پانزدہم۔ حضرت ایشان است و او بہ یازدہ واسطہ بہ حضرت عبداللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ عنہما می پیوندند۔“  
لہذا عاجز از زبده المقامات سلسلہ نسب را در جدول نقل می کند۔

باقی از صفحہ

دیدہ بودند یافتند و آن بزرگ حضرت سید میر محمد نعمان قدس سرہ بودند، چنانچہ بردست حق پرست ایشان داخل سلسلہ نقشبندیہ می رسیدند و عریضہا بہ حضرت مجدد قدس سرہ نوشتند۔ حضرت ایشان بہ حضرت میر نوشتند: ”خواجہ محمد ہاشم را فرستند کہ چند روز در صحبت باشد و اخذ بعض علوم و معارف نماید کہ جوان قابل ظاہری شود“ شمساً الیہ مربائے شما است و مذاق دان شما، استفسار ہا را بہ احوالہ فرمایند کہ جواب گرفتہ بہ خدمت شمار ساند و السلام! چنانچہ حضرت میر ایشان را بہ سہرند شریف فرستادند۔ حضرت خواجہ چون بہ سہرند رسیدند و جمال باکمال حضرت مجدد را دیدند از دل و جان عاشق آن جناب شدند و مدت دو سال بہ ذوق و شوق تمام در حضور و سفر ملازم خدمت بابرکت ماندہ از محرمان اسرار شدند و بہ اجازت و خلافت مشرف شدند۔ دفتر ثالث مکتوبات را ایشان جمع کردہ اند و در ۱۳۴۰ھ کتاب ”برکات الاحمدیۃ الباقیہ“ معروف بہ اسم تاریخی ”ہوزبده المقامات“ تالیف نمودند و قبل از ۱۳۵۰ھ در برہان پور رحلت فرمودند، چراکہ شیخ بدرالدین سہرندی در حضرت القدس از وفات ایشان نوشتہ اند، و تالیف حضرت القدس در ہردو سنہ ۱۳۵۰ھ بودہ۔ مزار ایشان در قبرستان دالی عکہ بود کہ بر راہ واقع است کہ از شہر برہانپور بہ پٹیشن ریل می رود و متصل بہ قبرستان مسیل است کہ آن را ”پنڈول“ گویند، عرصہ شصت سال می شود کہ حضرت خواجہ در خواب بر نیک مردے ظاہر شدہ گفتند: قریب است آب سیل قبر انقصان رساند لہذا جسد مرا در جائے دیگر دفن کنید۔ آن مرد صالح اہالی برہانپور را از خواب آگاہ کرد۔ اہالی از حکومت برائے قبر ایشان نزد رابرٹ سن اسکول در میدان جائے طلب کرد و جتان ایشان را از قبر قدیم برداشتہ در قبر جدید دفن کردند۔ بعد از سہ صد سال جسد مبارک ایشان را بر آورده بودند جسد مبارک از سزنا پا بالکل سالم بود معلوم می شد کہ حالافوت کردہ اند و کفن ہمچو نو بود۔ خوش نصیبان برہانپور کیفیت نم کنوم العروس را بہ چشمہائے سمر ملاحظہ کردند۔ و بر آن دلی پروردگار نماز جنازہ خواندہ دفن کردند۔

ہرگز نہ میرد آن کہ دلش زندہ شد بہ عشق ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

در تحقیق این واقعہ قطعاً محلّ ریب نیست، فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ۔

شمار	نام	شمار	نام	شمار	نام	شمار
۶	عبدلہ الواعظ الاصغر	۲۱	عبد اللہ	۱۱	مخدوم عبدالاحد	۱
۷	عبدلہ الواعظ الاکبر	۲۲	شعیب	۱۲	زین العابدین	۲
۸	ابو لفتح	۲۳	احمد	۱۳	عبدالحمی	۳
۹	اسحاق	۲۴	یوسف	۱۴	محمد	۴
۱۰	ابراہیم	۲۵	شہاب الدین علی فرخ شاہ	۱۵	حبیب اللہ	۵
۱۱	ناصر	۲۶	واسط	۱۶	امام رفیع الدین	۶
	حضرت عبداللہ صحابی	۲۷	۱	۱۷	نصیر الدین	۷
	حضرت عمر امیر المؤمنین	۲۸	۲	۱۸	سلیمان	۸
	رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ	۲۹	۳	۱۹	یوسف	۹
	وَعَنَّا مَعَهُمْ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ	۳۰	۴	۲۰	اسحاق	۱۰
			۵			

درین جدول نام پدر شہاب الدین علی فرخ شاہ نوشته نہ شد۔ اگر پدر فرخ شاہ نصیر الدین باشد۔ پس وسائط تا حضرت عبداللہ می باشند حالانکہ خواجہ ہاشم ذکر یازده واسطہ می کند۔  
شیخ بدر الدین در حضرات القدس اضافہ دو نام کردہ۔ یک نام نور الدین است کہ مابین امام رفیع الدین و نصیر الدین واقع شدہ۔ و دیگر نام عبداللہ است کہ بعد از نام مسعود است و عبداللہ را فرزند واعظ اصغر و واعظ اصغر را فرزند واعظ اکبر نوشتہ۔

عاجز گوید کہ این ہر دو بزرگواران از خلفائے جلیل القدر حضرت مجددانہ و در احوال حضرت مجدد کتابہائے ایشان را امتیاز خاص حاصل است۔ بعد از ایشان ہر کہ از احوال حضرت مجدد نوشتہ اعتماد بر کتابہائے ایشان کردہ۔ مع ہذا کلمہ عاجز گوید اگر بہ نظر دقیق مطالعہ ہر دو کتاب کردہ شود فرقے مابین ہر دو کتاب ظاہر خواہد شد خواجہ ہاشم در ۳۱۰۰ بہ خدمت حضرت مجدد رسید و دو سال خدمات شائستہ بہ انجام رسانید۔ محرم اسرار گشت و دفتر ثالث را از مکتوبات جمع کرد و بعد از ارتحال حضرت مجدد قدس سرہ برائے تسکین قلب را ہے نہ یافت بجز آنکہ احوال مبارکہ پیرو مرشد را نوشتہ کند چنانچہ در دیباچہ زبدۃ المقامات می نویسد۔  
از مقتضیات تقدیر و قضا این حقیر را دوری ضروری از ان سُدہ سنیہ روئے نمود۔ در ان دوری جہت تسکین ملالتِ مجوسری پیش از بیش بہ تحریر آن نمیقہ مذکورہ مامورہ پرداخت، ہنوز ورقے چند از سواد مداد سیاہ نگزیدہ بود کہ واقعہ ہائلہ انتقال حضرت ایشان در ویشان در ویشان را سیاہ پوش ساخت، پس از ارتحال حضرت

خود لازم تر گشت تسلی جستن بہ ذکر احوال واقوال ایشان، الخ؛ چنانچہ در ظرف سہ سال بہ کمال تحقیق این کتاب را نوشتند۔ نزد این عاجز از کتاب حضرت القدس دو نسخہ است۔ یکے در ۱۰۹۹ھ نوشتہ شدہ و دیگرے در ۱۱۵۰ھ در ہر دو از یوسف اول (رقم ۹)، تا یوسف دوم (رقم ۱۲)، استقلا بفتح نامہا است یعنی اسحاق و عبد اللہ و شعیب و احمد و یوسف نوشتہ نہ شدہ و فیما بعد کسانیکہ مطالعہ این نسخہا کردہ اند بر ہامش کتاب این نامہا نوشتہ اند معلوم می شود کہ شیخ بدر الدین این کتاب را بہ وقت تمام نہ نوشتہ اند۔ اضافہ نام نور الدین را بعد از امام رفیع الدین گنجائش نیست۔ زیرا کہ خواجہ ہاشم نوشتہ اند "امام رفیع الدین بہ ہشت واسطہ بہ فرخ شاہ مذکور می پیوندد" اگر اضافہ نور الدین کردہ شود تعداد و سائلط نہ می شود۔

نزد عاجز از کتاب زبدۃ المقامات سہ نسخہ اند۔ یک نسخہ را حضرت سیدی الوالد در ۱۳۰۳ھ فیما بیندہ اند، و صحیح آن فرمودہ، و نسخہ دیگر را احمد علی نقشبندی مجددی در ۱۳۸۹ھ نوشتہ، و نسخہ سوم از وسط و آخر ناقص است از کاغذ و سیاہی معلوم می شود کہ این نسخہ در او اخیر قرن حادی عشر نوشتہ شدہ۔ در کتابت این نسخہ استعمال شگرف نیز شدہ۔ عناوین و اسمائے فہمہ را کاتب بہ شگرف نوشتہ و جا بہ جا خطوط بہ شگرف کشیدہ، و شگرف بر قرطاس پس لعل مصفی ریختہ۔ را مصداق شدہ۔ درین نسخہ و سائلطے را کہ ما بین فرخ شاہ و حضرت عبد اللہ بن عمر اند بہ این ہج نوشتہ۔

"زیرا کہ او (فرخ شاہ) فرزند نصیر الدین بن محمود بن سلیمان بن مسعود بن عبد اللہ الواعظ الاکبر بن ابو الفتح بن اسحاق بن ابراہیم بن ناصر بن عبد اللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ عنہما؛ فیما بعد کہے تصحیح ارقام کردہ و رقم ۷ را کہ بر عبد اللہ بود زدہ و رقم ۸ را کہ بر ابوالفتح بودہ را ۸ و ۸ و ۸ را نہ و یازدہ را زدہ کردہ و باز بر عبد اللہ بن عمر رقم یازدہ نہادہ، اصلاح کنندہ این قدر خیال نہ کردہ کہ تعداد و سائلط یازدہ است و در وسط نہ فرخ شاہ شامل است و نہ عبد اللہ۔ لہذا بر عبد اللہ رقم یازدہ نہادن غلط است، و این مصلح عبد اللہ الواعظ الاکبر بن رایک نام پنداشتہ۔ لہذا رقم ۶ را گذاشتہ و رقم ۷ را زدہ، و لفظ الاکبر بن را نہ بخجیرہ کہ صبیغہ تثنیہ است و دلالت بر دو می کند، خواجہ ہاشم عاشق صادق حضرت مجدد بود، عاشق اکابر محبوب را توصیف بہ اصغر کہ می تواند کرد، لہذا خواجہ ہاشم بیان این ہر دو حضرات بہ تعبیر بلیغ علمی کرد۔ و الاکبر بن نوشتہ کہ صبیغہ تغلیبی تثنیہ است۔ تا فہمیدہ شود کہ عبد اللہ الواعظ و نفراند، و امتیاز ایشان بہ اکبر و اصغر کردہ می شود۔

نسخہ حضرت القدس کہ در ۱۰۹۹ھ نوشتہ شدہ، نام عبد اللہ الواعظ را بہ این ہج نوشتہ۔ "خواجہ عبد اللہ بن خواجہ واعظ اکبر" یعنی نام واعظ اصغر نیاوردہ۔ و فیما بعد کہے بر ہامش۔ "ابن خواجہ واعظ اصغر" افزودہ۔ از مطالعہ حضرت القدس معلوم می شود کہ شیخ بدر الدین از کتاب زبدۃ المقامات استفادہا کردہ و

بعض واقعات و احوال را لفظاً نقل فرموده است و بعضی را به تغییر لیسیر معلوم می شود که جناب بدرالدین در خواندن عبد اللہ الواعظ الاکبر بن سہو کرده و الواعظ الاکبر بن را الواعظ الاکبر ابن خوانده. لهذا واعظ مفر را نوشته و عبد اللہ را جدا گانه اسم قرار داده است۔

شیخ بدرالدین نام نورالدین یا نور بعد از امام رفیع الدین آورده۔ به خیال عاجز این نام بعد از شہاب الدین فرخ شاہ است، چونکہ نورالدین فرزند نصیر الدین است کہ نام والد امام رفیع الدین و نام جد فرخ شاہ است۔ بہ مناسبت نصیر الدین سہو بعد از امام رفیع الدین نوشته شده۔ در نسخہ قدیمیہ زبده المقامات بر نصیر الدین رقم ۲ نوشته شده و رقم ۱ وجود ندارد و معلوم می شود کہ رقم ۱ عند الکتابہ در فرو گزارشت آمده و آن نورالدین بن نصیر الدین است۔ هَذَا مَا ظَهَرَ لِي وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ۔

**اشکال** اشکالی کہ در سلسلہ نسب واقع است آن غیر از بحث نورالدین است، و بیانش این است کہ در کتب اسما رجال اولاد حضرت عمر و اولاد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما را بہ تفصیل ذکر کرده اند۔ حضرت عمر را نہ پسر بود۔ ۱۔ زید اکبر، ۲۔ زید اصغر، ۳۔ عبد اللہ، ۴۔ عاصم، ۵۔ عبد الرحمن اکبر، ۶۔ عبد الرحمن اوسط، ۷۔ عبد الرحمن اصغر، ۸۔ عبید اللہ، ۹۔ عیاض، و حضرت عبد اللہ را سیزده پسر بود، ۱۔ ابوبکر، ۲۔ ابو عبیدہ، ۳۔ واقد، ۴۔ عبد اللہ، ۵۔ عبید اللہ، ۶۔ عمر، ۷۔ عبد الرحمن، ۸۔ سالم، ۹۔ حمزہ، ۱۰۔ زید، ۱۱۔ بلال، ۱۲۔ ابوسلمہ، ۱۳۔ عاصم۔ در اولاد این ہر دو حضرت ناصر نام کسی نیست۔ حالانکہ شہاب الدین فرخ شاہ فاروقی است و از اولاد ایشان جماعتی بہ ہند آمدہ، پیچوشیخ فرید الدین گنج شکر و امام رفیع الدین قدس اللہ اسرارہما، و این بزرگواران کہ از اصحاب علم ظاہر و باطن و از گروہ۔ الَّذِينَ يَنْظُرُونَ بِنُورِ اللَّهِ۔ بودند خود را فاروقی می گفتند و نسب این بزرگواران بہ ناصر بن عبد اللہ بن عمری رسد۔

بعض فاروقیان از اولاد حضرت فرخ شاہ کہ در ہند قیام دارند، خود را از فاروقی گفتن باز داشتند جناب رشید احمد امروہوی مخلص سہیل اختیار کرد و حضرت فرخ شاہ کابلی را از سادات شمار کرد و درین مسئلہ رسالہ بیادیت فریدی نوشت۔ فکر ہر کسی بہ قدر ہمت اوست۔

این عاجز از ساہا در حل این اشکال ساعی بود، کتب اسما رجال را مطالعہ کرد۔ و بہ این نتیجہ رسید کہ از اول سلسلہ بعض حلقات در فرو گزارشت آمدہ۔ و عبد اللہ فرزند عمر، نہ حضرت عبد اللہ بن عمر الخطاب است، بلکہ توافق اسمی برائے کاتبان و بیان کنندگان نسب مغلطہ واقع شدہ، در ایام تفحص، کتاب "عمدة المقامات" بہ دست رسید، این کتاب را حضرت فضل اللہ مجددی در ۱۲۳۳ھ تالیف کردہ و بہ ساعی حضرات سندھ در لاہور تقریباً چہل سال قبل طبع شدہ۔ بر صفحہ ۹۸ بیان سلسلہ نسب است، کمافی زبده المقامات۔

دبر حاشیہ عبارت جناب عبدالقیوم المتوفی ۱۲۶۱ھ تحریر یافتہ۔ نوشتہ اند۔ محقق نماںد کہ تمام نسب مبارک تا امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ از روئے انتخاب سی و دو نفر می شوند۔ حالانکہ در سلسلہ نسب از حضرت مجددنا حضرت عمر بست و نہ نفر اند۔ این عاجز کلمہ "از روئے انتخاب" را نہ فہمیدہ کہ انتخاب نام کتاب است یا بمعنی مختار و پسند کردہ شدہ، است۔ از این عبارت ظاہری شود کہ اگر در سلسلہ نسب شمار حضرت مجدد کردہ شود کمی سہ افراد است و اگر شمار ایشان نہ باشد پس کمی چہا افراد است۔

این عاجز بہ حضرت محمد ہاشم مجددی سندھی تذکرہ این عبارت کرد۔ ایشان نقل تحریر حضرت والد خود بہ عاجز دادند کہ بر حاشیہ حضرت القدس نوشتہ اند۔ تحریر حضرت محمد ہاشم درج ذیل است۔

"بر حاشیہ حضرت القدس از فردوم صفحہ ہفتم جناب حضرت قبلہ محمد حسن مجددی قدس اللہ سرہ تحریر فرمودہ اند۔ شیخ عبداللہ بن شیخ عمر بن شیخ حفص بن شیخ عام بن شیخ عبداللہ بن امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم ہکذا آمد کور فی کتب الانساب۔"

ازین عبارت ظاہر است کہ حضرت محمد حسن از کتب انساب اضافہ این چہا نامہا کردہ اند ممکن است۔ "انتخاب" در بیان انساب کتابے باشد و از ان کتاب این نامہا نقل کردہ باشند۔

در کتاب جواہر معصومی احمد حسین خان امروہوی درین باب تنقیح خوب کردہ اند و در آخر بحث نوشتہ اند کہ قول فیصل بہ موجب کتب تواریخ این است کہ حضرت ایشان نسباً فاروقی اند و ناصر فرزند عبداللہ بن عمر بن حفص بن عام بن عبداللہ بن عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین می باشند۔

شیخ محمود احمد عباسی امروہوی در جلد چہارم از تاریخ امروہہ کہ موسوم بہ تحقیق الانساب است نوشتہ اند کہ تحقیق خاکسار مؤلف کتاب سلسلہ نسب بہ این طور است کہ ناصر فرزند عبداللہ است و ایشان فرزند عمر بن حفص بن عام بن عبداللہ بن عمر الفاروق رضی اللہ عنہم اند۔

نظر بر تحقیقاتے کہ عاجز کردہ و تصریحاتے کہ از بزرگواران ذکر شدہ سلسلہ نسب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ بہ این نہج است۔

شمار	نام	شمار	نام	شمار	نام
۱	مخدوم عبدالاحد	۵	حبیب اللہ	۹	یوسف
۲	زین العابدین	۶	امام رفیع الدین	۱۰	اسحاق
۳	عبدالحمی	۷	نصیر الدین	۱۱	عبداللہ
۴	محمد	۸	سلیمان	۱۲	شعیب



شمار	نام	شمار	نام	شمار	نام
۱۳	احمد	۲۰	مسعود	۲۶	عبد اللہ
۱۴	یوسف	۲۱	عبد اللہ الواعظ الاصغر	۲۸	عمر
۱۵	شہاب الدین علی فرخ شاہ	۲۲	عبد اللہ الواعظ الاکبر	۲۹	حفص
۱۶	نور الدین	۲۳	ابو الفتح	۳۰	عاصم
۱۷	نصیر الدین	۲۴	اسحاق	۳۱	حضرت عبد اللہ صحابی
۱۸	عمود	۲۵	ابراہیم	۳۲	حضرت عمر الفاروق امیر المؤمنین
۱۹	سلیمان	۲۶	ناصر		رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ

مناسب است کہ در نیاقدے از احوال حضرت مخدوم قدس سرہ ہم بیان کردہ شود۔

**حضرت مخدوم عبد الاحد** خواجہ ہاشم نوشتہ کہ حضرت مخدوم رادر عنفوان جوانی در آوان تحصیل علم شوق این راہ پیدا شد و بہ خدمت حضرت عبدالقدوس رسید بیعت

شدند۔ ایشان قصہ قیام در آن استان کردند، حضرت شیخ فرمود اولاً علوم دین حاصل کنید و باز تحصیل این معاملہ کمر ہمت بندید۔ ایشان عرض کردند ترسم کہ صحبت گرامی نہ یابم، حضرت شیخ فرمود۔ فرزندم رکن الدین موجود است۔ چنانچہ ایشان بہ تحصیل علوم مشغول شدند و باز از شیخ رکن الدین معارف باطنی حاصل نمودند۔ در طریقہ قادریہ و چشتیہ بہ اجازت و خلافت مشرف شدند۔ حضرت مخدوم بہ غرض استفادہ و استفادہ ممالک ہند را سیر کردہ اند و بہ صحبت ارباب علم و معرفت رسیدہ اند۔ بالآخر بہ وطن مراجعت فرمودہ بہ درس و تدریس و مطالعہ کتب تصوف چون عوارف و فصوص مشغول بودہ اند ایشان را کتب شائستہ و رسائل خجستہ در علوم دین و اسرار یقین اندازان جملہ کنوز الحقائق و اسرار التمشہد مشہور اند، چون جوازہ حیات را بہ دروازہ حدود شمانین رسانیدند ندائے اذ جعی الی ربی راضیۃ قرصیۃ رالبیک گفتہ در سنہ ۱۰۰۰ بہ ہفدہم ماہ رحلت فرمودند خواجہ ہاشم نام ماہ نہ نوشتہ اند و نوشتہ اند فقیرے تاریخ انتقال ایشان را چنین یافت۔

آن شیخ کہ بود اعلم اندر ہر فن جانش گہرے ستر ازل را معدن  
چون شیخ زمانہ بود در علم و عمل تاریخ وصال او بگو "شیخ زمن"

در حالت سکرات فرمودند۔ حقیقت او سبحانہ ہستی مطلق است، اما کسوت کونیہ خاک در چشم مجوبان می افکند  
دور و مجوری دارد۔ و بہ فرزند خود حضرت مجدد فرمودند۔ "ترا بر ہمین سخن وصیت می کنیم" چون کہ حضرت  
مجدد بارہا از حضرت ایشان شنیدہ بودند کہ محبت اہل بیت حضرت خاتمیت علیہ علیہم الصلوٰت و التحیۃ را  
در حرز ایمان و حسن خاتمہ مدخلتہ عظیم است، لہذا ہنگام نزع آن را فریاد ایشان داوند۔ حضرت مخدوم فرمودند

کہ سرشارِ آن مجتہد و غرقِ آن دریائے نعمت۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ وَقَدَّسَ سِتْرَهُ وَتَوَضَّعَ رِجْلَهُ۔

**احوال حضرت مجدد** چون حضرت ایشان بدستان شدند بہ اندک روز حفظِ قرآن مجید نموده

پیش علمائے کبار آن روزگار گزارانده بہ سیالکوٹ رفتہ نزد مولانا کمال کشمیری کہ از فحول دانشوران متورع بود و از علم باطن نیز نصیبہ اشنت بعضے کتب محقوله خوانده اند و از شیخ یعقوب کشمیری بعض کتب احادیث

خوانده اند۔ شیخ یعقوب از خلفائے بزرگ قطبِ معظم شیخ حسین خوارزمی کبروی قدس سرہ بودہ و

روایت و اجازت کتب تفاسیر و احادیث و حدیث مسلسل بالاولیہ و قصیدہ بردہ از عالم ربانی قاضی

بہلول بدخشانی دارند۔ بعد از تحصیل علوم دین یک بار بہ آگرہ کہ اندران ایام بہ اکبر آباد

مشہور بود تشریف بردہ اند چونکہ آگرہ در آن روزگار دار السلطنت بود جمیع از علمای و فضلا آنجا قیام داشتند

صحبت ایشان حضرت ایشان را بہ خود کشید چنانچہ مدتے آنجا قیام فرمودند حضرت مخدوم را شوق دیدار

فرزند دلہند بے قرار کرد و جناب ایشان با وجود کبر سن بہ آگرہ تشریف بردند، یکے از فضلای آن دیار از حضرت

مخدوم پرسید، باعث این تصدیع چه بود فرمودند شوق ملاقات فرزندم شیخ احمد مرا اینجا رسانیدہ

یوسف نہ رود کنعان یعقوب برون آید۔ حضرت ایشان با قبلہ گاہ خود از آگرہ بہ سرہند تشریف آوردند و

ملتزم خدمت و صحبت حضرت والد شدہ فوائد حاصل کردہ اند۔ در رسالہ مبداء و معاد تحریر می فرمایند: این

درویش را مایہ نسبتِ فردیت از پدر بزرگوار خود حاصل شدہ بود۔ حضرت مخدوم با وجود کثرت تلامذہ و

معتقدین بجز حضرت مجدد کسے را بیعت نہ فرمودہ۔ حضرت مجدد نسبتہائے سلاسل حاصل کردہ بہ اجازت

خلافت ممتاز گشتہ اند و از والد بزرگوار خود بیان کردہ اند: چنان معلوم ما گردیدہ کہ مرکز این دائرہ و شاہراہ

این بادیہ بہ دست طائفہ علیہ نقشبندیہ افتادہ، نسبت ایشان فوق ہمہ نسبتہا طاہری گردید و نیز حضرت

والد ماجد فرمودہ اند۔ با وجودیکہ از رسائل اکابر این طریقہ سنیہ بر اوضاع و اطوار و اسرار ایشان اطلاع

دست وادہ و حظہا فرا گرفتہ و از نسبت شریفہ ایشان بہرہ یافتہ اما ہموارہ خواہانیم کہ یکے از کارشناسان

راہ نمایان این سلسلہ را حق سبحانہ بہ دیار ما برساند یا ما را بہ دیار او برد تا از برکات صحبت او اقتباس انوار ایشان

نمائیم۔

**وصول بہ خدمت حضرت خواجہ** از مدتے حضرت ایشان را شوق زیارتِ مرین شریفین بآرام

می داشت لیکن از وجہ حضرت مخدوم قصد سفر نہ کردہ اند۔

چون حضرت مخدوم در سال ہزار و ہفت رحلت فرمود، حضرت ایشان در ہزار و ہشت بہ قصد سفر حرمین

محترمین از خانہ برآمدند چون بہ شہر دہلی رسیدند، مولانا حسن کشمیری کہ یکے از فضلا و آشنایان ایتان و از مخلصان حضرت خواجہ بودہ ایشان را بہ دریافت حضرت خواجہ دلالت نمودہ و گفتہ کہ امروز از سلسلہ علیہ نقشبندیہ این چنین گوہرے بہ چہار سوئے این دیار آمدہ کہ طلاب از یک نظرش آن دولت یابند کہ از اربعینات متکاثرہ در ریاضات متوافرہ نہ یابند

آن کہ بہ تبریز دید یک نظر شمسین سخزہ کند بر ذہبہ طعنہ زند بر چلہ  
چون کہ حضرت ایشان از والد بزرگوار خود فضائل و اوصاف سلسلہ نقشبندیہ شنیدہ بودند بہ شوق تمام متوجہ اعناب عالیہ حضرت خواجہ شدند و فرمودند کہ توشہ این سفر مبارک بہ از این چہ باشد کہ ذکر و مراقبہ حضرات خواجگان از حضرت خواجہ اخذ نمایم

بہ گیریم زاد رہ این سراغ ز شورا بہ اشک و ز قرص داغ

چون بہ خدمت حضرت خواجہ رسیدند لطفہا و مہربانیہا یافتند، حضرت خواجہ از قصد ایشان پرسیدند، ایشان عرضہ کہ در پیش داشتند یہ عرض رسانیدند اگر چہ شیوہ حضرت خواجہ نہ بود کہ از طلاب کسی را دلالت بر اخذ طریقہ یا التزام صحبت خویش نمایند یا از مثل این سفر مبارک بہ سکونت خانقاہ اشارت فرمایند اما حضرت ایشان را فرمودند ہر چند سفر مبارک در پیش دارید اما چند روز می توان بہ فقر صحبت داشت لا اقل ماہ یا ہفتہ چہ مانع است حضرت ایشان اختیار بودن ہفتہ نمودند ہنوز دور روز بران نہ رفتہ بود کہ آثار تصرف حضرت خواجہ بر ایشان استیلا نمود چنانچہ بہ خدمت حضرت خواجہ معروض داشتند و حضرت خواجہ بلا تأمل ایشان را بہ خلوت بردہ بہ ذکر دلالت نمودند جناب ایشان در مکتوب ۲۶۶ از دفتر اول نوشتہ اند توجہ شریف ایشان در دو و نیم ماہ این ناقابل را بہ نسبت نقشبندیہ رسانیدہ و حضور خاص این اکابر را عطا فرمودہ حضرت خواجہ ایشان را بشارت دولت کمال و تکمیل دادہ مرخص کردند۔

حضرت ایشان از خدمت حضرت خواجہ مرخص شدہ معاودت بنائے مسجد شریف در سر ہند

بہ سر ہند شریف نمودند و آنجا پیش دروازہ حویلی خود مسجد شریف نو ساختہ مشغول کار شدند شیخ بدرالدین در حضرت تاسعہ در بیان تصرف ۳۸ واقعہ تعمیر مسجد شریف را ذکر کردہ اند این مسجد شریف کہ فی ما بعد سر چشمہ فیوضات و برکات گشتہ در سنہ ہزار و ہشتاد و ہشت تعمیر شدہ ۱۰ این عاجز از "مسجد فردان خدا" سال بنیافتہ ہزاران ہزار ہنگام خدا ازان ارض مبارک بہ درجات ولایت رسیدہ اند و عالمہا را روشن کردہ اند۔

یک شبہہ و جواب آن | اینجا بعض افراد را یک شبہہ پیدا شدہ است کہ حج فرض است و

حضرت ایشان از خانہ برائے حج برآمدہ بودند و در راہ بہ خدمت حضرت خواجہ رسیدند و سفر حج ملتوی شد و باز تا آخر ایام بہ حج نہ رفتند۔ برائے حاصل کردن کمال باطنی فریضہ حج را چہ گونہ گزارشتند۔

عاجز گوید، حضرت ایشان ارادہ سفر حرمین شریفین از وجہ شوق و راہ توکل کردہ بودند نہ از وجہ فرضیت، چہ احوال مالیہ ایشان مقتضی آن نہ بود کہ قصد حرمین شریفین فرمایند، و اکبر شاہد برین مدعا آن مکتوب گرامی است کہ حضرت خواجہ اندر آن ایام بہ مخلصہ نوشتہ اند۔ در کاتبی مبارکہ ایشان تحت رقم ۶۵ اندراج دارد، نوشتہ اند: "شیخ احمد نام مردے است در سر ہند، کثیر العلم و قوی العمل، روزے چند فقیر با او نشستہ برخواست کردہ، عجائب بسیار از روزگار و اوقات او مشاہدہ کردہ، بہ آن می ماند کہ چراغے شود کہ عالمہا ازو روشن گردند، بچہ اللہ تعالی احوال کاملہ او مرا بہ یقین پیوستہ، این شیخ مشار الیہ برادران و اقربا دارد، ہمہ مردم صالح و از طبقہ علماء، چندے را دعا گو ملازمت کردہ، از جوہر عالیہ دانستہ، استعداد ہلے عجیب فرزند این آن شیخ کہ اطفال و اسرار الہی اند، بالجملہ شجرہ طییبہ اند۔ اُنْبَتْهَا اللّٰهُ نَبَاتًا كَحَسَنًا۔ الغرض بہ جہت کثرت عیال و علو فقر و بے معاشی تفرقہ در اوقات آن جماعت ہست۔ اگر ازو چہ چہل یک ہر سال قدرے معین بہ آن خانوادہ برسد چنانچہ کاتب قسمتے در میان ایشان قرار دہد بہ غایت مستحسن است، مورث خیر بسیار، ہر چند کہ اندکے باشد، کن عظیم از خیرات خواہد بود، فقر لے باب اللہ اند، دلہلے عجیب دارند، زیادہ جہا است۔" ازین مکتوب گرامی حقیقت حال ظاہر و باہر است کہ حضرت ایشان از جماعت "و کَانَ رِزْقُ كَفَافًا" بودہ اند کہ شان اولیائے پروردگار است کَمَا أَخْبَرَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وقتیکہ حضرت ایشان بہ خدمت قبلہ حق پرستان رسیدند ابواب عزیمت علیٰ مَصْرَ اَجْبَهَا بِرِ اِيشَانِ مَفْتُوحٌ شَد، مقام حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِينَ۔ دریافتند، لہذا وَتَزَوَّدُوا فَاِنْ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى رَانَصِبُ الْعَيْنِ خُودِ سَاخْتِ رَاہِ تُوَكَّل رَاہِ اَمْرِ رَبِّ الْعَالَمِينَ امانند۔ اگر سعی بود از شوق او سبحانہ و تعالی بود و اگر صبر بود بہ امر و بے بود۔ در ہر حال رضائے و بے مطلوب بود۔

رشتہ در گردنم افکنده دوست می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

**الطاف حضرت خواجہ** حضرت ایشان بہ خدمت حضرت خواجہ سہ بار رسیدہ اند۔ نوبت اول بہ بشارت حصول دولت کمال و تکمیل و خلعت اجازت و خلافت

مشرف شدند، حضرت خواجہ از طالبان جمعہ را حوالہ ایشان کردند تا تربیت آنها نمایند۔ و نوبت دوم کارخانہ ارشاد بہ حوالہ ایشان کردند۔ درین ضمن آن خدمت جلیلہ نیز بہ ایشان تعلق یافت کہ برائے انسداد اِنْحَادِ اکبری حضرت خواجہ بران طریقہ عمل پیرا بودند و ذلک اصلاح احوال الامراء و الوزراء حضرت

خواجہ بہ جناب حضرت ایشان نوشتہ اند۔ کما فی المکتوب، اَمِنَ الْمَكَاتِيبِ الْمُبَارَكَةِ - اَبْقَاكُمْ اللهُ تَعَالَى۔ خدمت میان صدر جہان استدعائے تعلیم ذکر و مراقبہ کردند۔ تعلیم ذکر کردہ شد۔ چون مراقبہ خاصہ این طبقہ از مقولہ درس و بیان نیست و ایشان ارادہ ہمان داشتند مصلحت چنان دید کہ در خدمت شامان تصحیح آن نمایند حصول آن بے ظہور تصرف متعذر است، انشاء اللہ العزیز وجہ اتم ظاہر شود، درین اوقات ضعف کاتب قوی است فرصت صحبت و سرو برگ توجہ نہ مانده و نوبت سوم چون بہ مسامح مبارکہ حضرت خواجہ خیر قدم حضرت ایشان رسید، حضرت خواجہ از فرط محبت و شفقت با وجود ضعف قوی از مسکن مبارک کہ در قلعہ فیروزی بود تا دروازہ کابلی بہ استقبال ایشان پیادہ آمدہ اند و فرزندان خود را کہ عبید اللہ خواجہ کلان و محمد عبداللہ خواجہ خورد می باشند و در آیام شیر خوارگی بودہ اند طلب فرمودہ از ایشان التماس توجہ کردند چنانچہ امتثالاً الامرہ حضرت ایشان بہ آن ہر دو نور دیدہ توجہات دادند۔ حضرت خواجہ بسبب ایشان فرمودہ اند۔ ایشان از کمل مردان و محبوبان اند۔ و نیز فرمودہ اند کہ امروز زری فلک ازین طائفہ علیہ چون ایشان کسے نیست۔ و وقتے بر زبان مبارک رانند۔ بعد از صحابہ و کمل تابعین و مجتہدین چون ایشان معدودے چند از اخص الخواص بہ نظمی در آیند۔ و نیز فرمودہ اند۔ مادرین سہ چہار سال شیخی نہ کردیم چند روز بازی کردیم اما الحمد للہ کہ این بازی ما دین دکان پردازی ما بے فائدہ نہ شدہ کہ چون ایشانے بروئے کار آمد۔ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ الاقدس خوب دانستند کہ آن طوطی منتظر ذات فرخندہ صفات حضرت ایشان است لہذا خود را از کار شیخت کشیدند و تمام کار را بہ حضرت ایشان حوالہ نمودند و فرمودند۔ این تخم را از بخارا و سمرقند آوردیم و در زمین برکت آئین ہند کشتیم۔

**احیائے دین** ظہور حضرت ایشان قدس سرہ در زمانے شدہ کہ از تصرفات علماء سور و از اقوال جاہل صوفیہ اسلام در زبوں حالی و الحاد در ترو تازگی بود۔ خدا نا شناسے برائے اکبر جاہل محض نامیہ نوشت کہ مرتبہ سلطان عادل زیادہ از مرتبہ مجتہد است و دیگرے اکبر را خلیفۃ الزمان قرار داد و گفت کہ دے انسان کابل است و برایش سجدہ تعظیمی تجویز کرد۔ یکے ہنگام ملاقات اللہ اکبر می گفت و دیگرے در جوابش "جَلَّ جَلَالُهُ" می سرانید۔

فَجَاءَ الدَّهْرُ أَنْوَاعَ مُنَوَّعَةٍ  
وَاللَّحْوَادِثُ سُلُوَانٌ يُسَهِّلُهَا

وَلِلزَّمَانِ مَسَرَّاتٌ وَأَحْزَانٌ  
وَمَا لِلْمَاخِلِ بِإِلَّا سَلَامٌ سُلُوَانٌ

قبلہ حق پرستان حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ چند سال پیشتر فرمودہ بودند۔ شیخ احمد نام مرے است در سرہیت، کثیر العلم و قوی العمل۔ بہ آن می ماند کہ چراغ شود کہ عالمہا از روشن گردد۔ آن چہ حضرت

خواجہ بنور الہی دریافت ہو نہ ظہور آن بہ وجہ اتم واکمل شد۔ و کہ عالم زندہ شد بار و گرا از فیض ربانی۔  
 علامہ سید غلام علی آزاد بلگرامی رحمہ اللہ در کتاب "مبجۃ المرآجین فی آثار مندوستا"  
 بہ عربی نوشتہ۔ درین کتاب حوال حضرت مجدد و اقدس سرہ در ہفت اوراق تحریر نموده۔ نزوہا جزا زین کتاب  
 نسخہ خطی موجود است، قدرے ازان می نویسند۔

مولانا الشیخ احمد بن الشیخ عبد الاحد الفاروقی السہرندی من مفاخر اہل الہند  
 المجتہد دلائل الثانی والبزھان الساطع علی اشرفیۃ النوع الانسانی، بحاب ہا طل زوی العرب  
 والعجم مطارہ، نیر اعظم بلغ المشارق والمغرب انوارہ، جامع العلوم الظاہرۃ والباطنۃ  
 خازن الكنوز البازرۃ والکامنۃ، نسب ینتہی الی الفاروقی رضی اللہ عنہ، میلادہ سنتہ  
 احدی و سبعین و تسعمایہ و ہو فی صغریئہ حفظ القرآن فی عمر سبعۃ عشر سنۃ فرغ  
 من تحصیل العلوم الدریسیۃ و اشتغل بالتدریس والتصنیف فصنف فی تلک الایام  
 رسائل لطیفۃ باللسان العربی و الفارسی۔ ثم ارتحل من سہرند الی دہلی و اخذ الطریقۃ  
 النقشبندیۃ عن الخواجه عبد الباقی و اخذ الطریقۃ الجشیدیۃ عن ابیہ مولانا الشیخ  
 عبد الاحد و الطریقۃ القادریۃ عن الشیخ سکندر عن جدہ کمال الکتلی و الخواجه  
 عبد الباقی فی حق المجتہد دینایات عظیمہ و کلمات کریمہ، منہا ما کتب فی اوائل ملازمتہ  
 المجتہد دلہ الی بعض الاکابر بالفارسیۃ۔ ما ترجمتہ ہذا الشیخ احمد رجل من سہرند  
 کثیر العلم قوی العمل جالسہ الفقیر عدۃ ایام و شاهد عجائب کثیرۃ فی اوقایہ و یتراوی  
 سببیر شمساً یتنور بہا العوالم ثم جلس المجتہد علی مسند الارشاد والتلقین وملا  
 من فیضہ السماوات والارضین و نشأ فی حجر تربیتہ الخلفاء الاجلاء کل واحد منہم  
 مرکز لدائرۃ الولاية و وصلت سلسلۃ من الہند الی ما وراء النہر و الروم و الشام و  
 المغرب ولہ مکتوبات فی ثلاث مجلدات ہی بحج قواطع علی بحرہ و براہین سواطع علی  
 بصیرتہ و سمعت ان عمر کما بعض العلماء لکن ما رأیت المکتوبات المعربۃ و بعد ازین

۱۔ غالباً در ادخیر قرن ہادی عشر یا اوائل قرن ثانی عشر کسے تعریب مکتوبات شریفہ کردہ بود۔ لیکن آن نسخہ ناپید  
 شدہ و باز در ۱۳۱۶ھ شیخ محمد مراد المنزوی تعریب مکتوبات شریفہ کردہ در طبع میرتہ، در مکہ مکرمہ طبع کردہ و ہاشم راہ سائل  
 نافعہ و تقریظات و تحریرات علمائے اعلام آراستہ و پیراستہ کردہ جزاۃ اللہ خیر الجزاء۔ شیخ منزوی از مخلصین سید ابو عبد اللہ  
 محمد صالح بن عبدالرحمن الزواوی است و ایشان خلیفہ حضرت شاہ محمد منظر عم اصغر حضرت سیدی الوالد ند چون کہ  
 این کتاب (مکتوبات معربہ) ناپید شدہ بود۔ پروردگار از اترک صاحب نسبت و مؤدت شیخ حسین علی (باقی بر صلا)

واقعہ مجلسِ حضرت ایشان نوشتہ و باز این دو شعر گفته۔

لَقَدْ بَرَعَ الْأَقْرَانِ فِي الْهِنْدِ سَاجِمٌ وَجَدَّ دَفَنَ الْعِشْقِ يَا لِمُغْرِدٍ  
فَلَا عَجَبَ أَنْ صَادَةً مُتَقَنِّصٌ أَلَمْ تَرَفِي الْأَسْلَافَ قَيْدَ الْمُجَدِّدِ

تاریخ وفات حضرت ایشان را از "رفیع المراتب" دریافتہ کہ ۱۰۳۴ می باشد، و در احوال ملا محمود الفاروقی صاحب شمس بازغہ نوشتہ "اَلرَّيْبُ اَنَّهُ لَمْ يَطْهَرِ بِالْهِنْدِ مِثْلُ الْفَارُوقِيِّنِ، اَحَدُهُمَا فِي عِلْمِ الْحَقَائِقِ وَهُوَ مَوْلَانَا الشَّيْخُ اَحْمَدُ السَّهْرَنْدِيُّ الْمُتَقَدِّمُ ذِكْرًا وَالثَّانِي فِي عُلُومِ الْحِكْمَةِ وَالادْبِيَّةِ وَهُوَ الْمَلَا مُحَمَّدٌ صَاحِبُ التَّرْجُمَةِ۔"

وسید صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی در کتاب "ابجد العلوم قدرے از کلام علامہ آزاد بگرامی نقل کردہ نوشتہ اند۔ "وَمِنْ اِفَادَاتِهِ اَنَّهُ اَوْضَحَ الْفَرْقَ بَيْنَ وَحْدَةِ الْوُجُودِ وَبَيْنَ وَحْدَةِ الشُّهُودِ وَبَيْنَ اَنْ وَحْدَةِ الْوُجُودِ تَعْتَرِي السَّالِكِ فِي اَتْنَاءِ سُلُوكِهِ فَمَنْ تَرَفَى مَقَامًا اَعْلَى مِنْ ذَلِكَ تَجَلَّى لَهُ حَقِيقَةُ الشُّهُودِ فَسَدَّ بِذَلِكَ طَرِيقَ الْاِلْحَادِ عَلَيَّ كَثِيرٌ مِمَّنْ كَانَ يَتَسْتَرِي بِزِي الصُّوفِيَّةِ۔ ثُمَّ اَنَّهُ بَاَحَثَ الْمَلَا حِدَّةً فِي زَمَانِهِ وَجَادَلَهُمْ بِقَائِمِهِ وَلِسَانِهِ وَرَدَّ عَلَيَّ الرَّوَافِضَ وَحَقَّقَ الْفَرْقَ بَيْنَ الْبِدْعَةِ وَالسُّنَّةِ وَاَقْبَسَةَ الْمُجْتَهِدِينَ وَاِسْتَحْسَنَاتِ الْمَتَأَخِّرِينَ وَالتَّعَارُفِ عَنِ الْقُرُونِ الْمَشْهُودِ لَهَا بِالْخَيْرِ وَمَا اَحَدَتْهُ النَّاسُ فِي الْقُرُونِ الْمَتَأَخِّرَةِ وَتَعَارَفُوهُ فِيمَا بَيْنَهُمْ فَزَادَ بِذَلِكَ مَسَائِلَ مِمَّا اسْتَحْسَنَهَا الْمَتَأَخِرُونَ مِنْ فُقَهَاءِ مَذْهَبِهِ وَكَانَ فَقِيرًا مَا تَرِيدُ يَا حَرِيصًا عَلَيَّ اِتِّبَاعِ السُّنَّةِ مُجْتَهِدًا فِيهِ قَلِيلَ الْخَطَا فِي ذِكْرِهَا وَالْمَسَائِلُ الْمُعْدُوْدَةُ الَّتِي شَدَّدَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ التَّكْبِيْرَ عَلَيْهَا فَالصَّوَابُ اَنَّ لَهَا تَاوِيْلًا وَقَدْ شَارَكَ فِيهَا غَيْرٌ مِمَّنْ لَا يُحْصَى كَثْرَةُ، فَلَيْسَ اِذَا اِيْخَصَهُ الْاِنْكَاسُ۔ (دھ)

د باقی از صلہ عشق و در فقلے ایشان را توفیق داد کہ ایشان تصویر عکسی گرفتہ مکتوباتِ معربہ را بار دیگر طبع نموده اند عشق خلیفہ سید عبدالحکیم ازواسی اند و ایشان خلیفہ سید فہیم ازواسی خلیفہ سید طہ بھکاری، خلیفہ مولانا خالد کردی اند کہ از اجل خلفا حضرت شاہ عبدالغلام علی بودند قدس اللہ اسرارہم، بہ چہار شنبہ پانزدہم شعبان ۱۳۹۱ھ (۶ اکتوبر ۱۹۷۱ء) از ترکیہ برائے زیارت مقابر حضرت مشائخ کرام قدس اللہ اسرارہم آمدہ بودند و ملاقاتہا با عاجز کردند، شیخ حسین حلمی عشق در حلیہ عسکری استادا ند بہ سہ شنبہ ۱۲ شعبان ۱۳۹۳ھ (۱۱ ستمبر ۱۹۷۳ء) سہ نفر از تلامذہ ایشان، انور اوزن، احمد نجسر۔ ابراہیم سرمد آلتن آیار بہ ایمانے ایشان بہ خانقاہ شریف دہلی آمدند و بہ سر ہند شریف نیز رفتند و بہ زیارت حضرت کرام مشرف شدند۔ زَادَ اللّٰهُ فِي مَحَبَّتِهِمْ وَاِخْلَاصِهِمْ وَوَقَّفَهُمْ لِحُدُودِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِيْنَ۔ انور غیر از رشہ تلمذ رشہ دامادی نیز وارد و حفظہم اللہ و ساءہم۔

عاجز گوید در احوال مبارکہ ایشان کتاب ولی کامل خواجہ محمد ششم و کتاب شیخ بدرالدین سرہندی از بہترین کتب اند۔ اگر کسی بہ نظر انصاف مطالعہ این دو کتاب کند بروئے ظاہری شود کہ آنچہ حضرت خواجہ قدس سرہ فرمودہ اند حقیقت واقعہ است کہ دروئے ہیچ جائے قیل و قال نیست، لآنکہ نظر بنور اللہ تبارک و تعالیٰ کہ ایشان از کمال مرادان و محبوبان اند۔ امروز زیر فلک ازین طائفہ علیہ چون ایشان کہ نیست، بعد از صحابہ و کمل تابعین و مجتہدین چون ایشان معدودے چند از اخص الخواص بہ نظری در آیند۔ عاجز چند واقعات را می نویسد تا حقیقت حال واضح تر گردد۔

فصل ششم زبده المقامات نوشته کہ از زبان مبارک حضرت ایشان بہ کرات استماع نموده کہ فرمودند اگر چه عمل و کار ماچہ باشد، و ہر چه بہ ما عطا کردہ اند بہ محض فضل و صرف کرم می دانیم اما اگر مثلاً امرے بہانہ کرم باشد آن متابعت سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم خواهد بود کہ مدار کار خود را بران می دانیم و روزے در تحریر معارف بودند ناگاہ بہ سرعت بہ متوضارفتہ بودند و باز بہ سرعت برآمدند ابرق آب طلبیدہ ناخن ابہام بسیار را شستہ باز بہ خلاد آمدند چون فارغ شدہ برآمدند فرمودند نقطہ سیاہی پشت ناخن یافتم کہ از اسباب کتابت حروف قرآنی است، لہذا آنجا شستن را لائق ندیدم۔ و وقتے مولانا صالح شتلائی را امر نمودند کہ چند قرفل از خریطہ بر آورده حاضر کن و شش قرفل حاضر ساخت، در عتاب فتنہ فرمودند، اینک صوفی ما، آن قدر ز شنیدہ کہ اللہ و تبارک و تعالیٰ رعایت و تر از مستجاب است، مستحب را مردم چہ دانستہ اند مستحب دوست داشته اوست سبحانہ و تعالیٰ۔ اگر دنیا و آخرت را بہ یک علی کہ دوست داشته حق عزوجل باشد بدہند ہیچ نہ دادہ باشند، و میفرمودند کہ از علمائے دین احکام شرع متین را تحقیق می کردہ باشند کہ کدام مقتی بہ است و کدام مسنون و معمول و کدام بدعت و مردود کہ زمانہ از عہد آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم پس دور افتادہ و فاسد شدہ ظلمات بدعت و فجور شمول یافته درین ظلمات جز بہ چراغ سنت سننیہ راہ نجات نہ توان یافت، و فرمودند غیر از متابعت سید البشر علی آلہ الصلوٰت و التسلیات ہیچ چیز منظور نیست و ہیچ فضیلت را بہ متابعت عدل نہ می اندازد و فرمودند ہزار احمیای لیالی را بہ نیم متابعت نہ خریم، عشرہ اخیرہ ماہ رمضان را اعتکاف شستیم یا ان را جمع کردہ گفتیم کہ غیر از متابعت نیست نہ کنید کہ بتل و القطار ماچہ خواهد بود۔ صد گرفتاری بہ حصول متابعت قبول داریم اما ہزار بتل و القطار بے توسل متابعت قبول نہ داریم و فرمودند مردم ہوس ریاضتہا و مجاہدہا می نمایند و ہیچ ریاضت و مجاہدہ برابر رعایت آداب نماز نیست لایستما نماز ہائے فرض، و میفرمودند احوال تابع شریعت است نہ شریعت تابع احوال، کہ شریعت قطعی است بہ وحی ثابت شدہ و احوال ظنی است از کشف و



الہام ثابت گشتہ، شیخ بدرالدین در حضرت خامسہ نوشتہ اند کہ طلبیہ علم را تحریر و ترغیب بر علم می نمودند و تحصیل علم را بر سلوک طریقہ صوفیہ تقدیم می دادند، این حقیر را در ایام عنفوان جوانی اکثر اوقات از استیلائے حال ذوق خواندن نمی شد بہ مہربانی تمام می فرمودند کہ سبق بیار و بخوان کہ صوفی جاہل مسخرہ شیطان است، و در حضرت سادسہ نوشتہ اند، روزی حضرت ایشان بہ جہت تقاضائے حاجت بہ مستراح در آمدند، دیدند کہ در آن جا کاسہ ناتمام از سفالین است کہ کتاس بہ آن نجاسات برمی داشت و اسم اللہ بر آن نقش کردہ اند و ملوث بہ قاذورات شدہ، آنحضرت کاسہ را بہ دست خود گرفتہ از آنجا برآمد و خادم را فرمودند کہ آفتاب بہ آب بیار، آورد آن کاسہ را بہ دست خود از قاذورات پاک ساختند ہر چند خادم التماس نمودند کہ ما آن را پاک کنیم قبول نہ فرمودند، بعد از پاک کردن آن را بر طاق بلند بہ جامہ سفید پیچیدہ بہ تعظیم تمام نگاہ داشتند و ہر گاہ می خواستند کہ آب بیاشامند در ہمان کاسہ می آشامیدند و در فصل ششم زبدۃ المقامات نوشتہ است، شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہ را بس بزرگی می دانستند و نیک یاد می کردند و می گفتند با وجود این محبت کہ مرا بہ شیخ است قدس سرہ بعضی علوم کشفی شیخ را نہ می پسندم و حق برخلاف آن معلوم می شود اما چون این خطا خطای کشفی است از مواخذہ دور است مانند خطائے اجتہادی الخ و حضرت ایشان قدس سرہ در مکتوب ۳۶ از دفتر اول نوشتہ اند شریعت متکفل جمیع سعادات دنیویہ و اخرویہ آمد و طلبیہ نہ ماند کہ بہ ما و رائے شریعت در آن مطلب احتیاج افتد، طریقیت و حقیقت کہ صوفیہ بہ آن ممتاز گشتہ اند ہر دو خادم شریعت اند و تکمیل جزو ثالث کہ اخلاص است، پس مقصود از تحصیل آن ہر دو تکمیل شریعت است نہ امر دیگر و رائے شریعت۔ الخ و در مکتوب ۱۱۲ از دفتر اول نوشتہ اند۔ احوال و مواجید کہ بے تحقق بہ حقیقت معتقدات این فرقہ ناجیہ میسر شود جز استدراج بیچ نہ می دانیم و جز خرابی بیچ نہ می انگاریم۔ الخ

عاجز چند اقوال را نقل کردہ کہ بہ منزلاً عرفیہ از بحر بے کنار است۔ عشق کہ بہ شریعت مطہرہ و سنت مبارکہ ایشان را بود شاید کم کسے دیگر این گونه عشق داشته باشد و بصیرتے کہ حق تعالی در طریقیت و حقیقت بہ ایشان عطا کردہ بود بیانش چہ کردہ آید، این عاجز در کتاب مرآت الجنان از امام یافعی و در صفحات لاس از عارف جامی و در شذرات الذہب از ابن عماد حنبلی واقعہ شیخین جلیلین حضرت شہاب الدین بہروردی و حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی۔ دیدہ است کہ اتفاقاً ملاقات این دو اولیائے پروردگار با ہم شد ہر یک از این ہر دو بزرگوار نظرے در دیگرے کرد و بدون تکلم بہ راہ خود روان گشت۔ فیما بعد کسے از شیخ اکبر محی الدین شہاب الدین پرسید۔ حضرت ایشان فرمودند۔ رَجُلٌ مَمْلُوءٌ مِنْ فَرْقِیْهِ اِلٰی قَدَمِیْهِ مِنَ السُّنَّةِ۔ یعنی مردے است کہ از سرتاقدم پر بہ سنت مطہرہ است۔ و باز از شیخ شہاب الدین حال

شیخ اکبر پر سید حضرت ایشان فرمودند: هُوَ بِحَقِّ الْحَقَائِقِ - کہ وہ دریاے بے کنارِ حقائقِ است ،  
 این عاجز چون احوالِ مبارکہ و رسائل و مکتوباتِ شریفہ حضرت مجددِ قدس سرہ را مطالعہ می کند حضرت  
 ایشان را جامع این ہر دو وصف می یابد: تَمَسَّتْ بَادِئَ أَحْمَدِيَّةِ حضرت خواجہ محمد شمس گفتمہ و چہادِ زہر  
 غر سفتہ، بَلَّ أَنْطَقَةَ اللَّهِ بِالْحَقِّ -

زہر کی نقطہ اش چون نافہ تر	شمیم وصلِ جانان می زند سر
و لے آن کز برودت در زکام است	چہ داند نافہ اش گردِ مشام است
سرایم مدح آن سیاحِ غواص	کنم خورشید را چون ذرہ رقاص
ہمیں فرزندِ فاروق است چون آب	کنون لطق از زبان او کند رب
سراپا نسخہ اخلاقِ فاروق	زہر منقضت تریاقِ فاروق
چراغِ نقش بندِ ہفت محفل	نگاہش نقش بندِ غیر از دل

مراد از ہفت محفل طرقِ سبعمہم می توان شد کہ حضرت ایشان در ان منسلک بوده اند۔ وہی  
 النقشبندیہ والقادرینہ والچشتیہ والسہروردیہ والکبرویہ والمداریہ والقندریہ، و ممکن است  
 مراد از ہفت کثرتِ زائدہ بود، چہ عند العرب عددِ سبعمہ جمع الجمعین است جمع طاق عددِ سہ است و  
 جمع زوج عددِ چہار۔ و سبعمہ جامع ہر دو جمع است، لہذا دال بر کثرتِ زائدی باشد و کذلک السَّبْعِیْنَ  
 وَالسَّبْعِیَّاتِ۔ پروردگار جل شانہ و عم احسانہ حضرت ایشان را برائے تابانی شریعتِ  
 مطہرہ و برائے تصفیہ و تزکیہ طریقہ صوفیہ صافیہ طاہرہ کردہ بود، و حضرت ایشان قلبا و لسانا و قلماً مصروف  
 این کار بوده اند و حق تعالیٰ از اطراف و اکنافِ عالمِ قلوبِ عبادِ را بسوئے دارالارشاد سر ہند متوجہ کرد۔  
 شاعرے گفتمہ -

سر ہندگو کہ رشکِ طور است خارِ خس او ہمہ ز نور است  
 و دیگرے گفتمہ -

سر ہندگو کہ رشکِ چین است خلدے است بریں کہ بر زمین است

حضرت ایشان قدس سرہ بہ برادرِ خوردِ خود شیخ نمود و در حمہ اللہ در مکتوب ۲۲۶ از دفتر اول  
 نوشتہ اند۔ اے برادرِ مردم از اطراف و جوانب ترک اسبابِ نبوی نمودہ در رنگِ مورخ می ریزند و شما  
 قدر دولتِ خانگی را نا شناختہ در مطلبِ دنیاے ذمیہ بہ ذوق می دوید و بہ شوق خواہانِ حصولِ آئینہ  
 الْحَيَاءِ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ حدیثِ نبوی است عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ أَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّسْلِيمَاتِ

آگہا۔ اے برادر! میں نوع اجتماع اہل اللہ و این قسم جمعیت اللہ و فی اللہ کہ امروز در سر ہند میسر است اگر  
گرد عالم گردید معلوم نیست کہ عشرِ عشرِ این دولت پیدا آید و شمع ازین ماجرا حاصل کنید، شما این  
چنین دولت را مفت از دست دادید و از جوہر نفیس بہ جوز و موز در رنگ طفلان اکتفا نمودید و  
شربت بادا ہزار شربت بادا ۱۰

حضرت ایشان در سر ہند شریف مشغول کار و علمائے سواد عدائے دین مصروف دسائس و آزار این  
گروہ باطن سقیم نزد جہانگیر شکایت ہا بردند، چنانچہ جہانگیر حضرت ایشان را بہ ۲۲ خورداد سلسلہ جلوس کہ مطابق  
۹ جمادی الآخرہ ۱۰۲۲ مہ ۱۶۱۹ مہی باشد در حضور خود طلب کرد و بہ ایشان گفت، شنیدہ ایم کہ شما نوشتہ اید کہ مرتبہ  
من از مرتبہ صدیق اکبر افضل است، حضرت ایشان بادشاہ را از حقیقت امر آگاہ کردند، شیخ بدرالدین در  
حضرت سابعہ از حضرات القدس نوشتہ اند: "سلطان بدین جواب از سر عتاب درگزشت، درین اثنا  
مردے دور از خدا شناسی بہ سلطان گفت کہ دیدید تکبر این شیخ را کہ بشما کہ ظل اللہ و خلیفہ او تعالیٰ اید سجدہ  
نہ کرد بلکہ تواضع بہ رسمے کہ بایک دیگر می کنند ہم، بجانیا وردہ سلطان ازین سخن بشورید و حکم بہ قید گویار  
نمود، مفتی غلام سرور فرزند غلام محمد بن رحیم اللہ القریشی الاسدی الہاشمی لاہوری در کتاب خزینہ  
الاصفیاء کہ در ۲۸۰ تالیف شدہ نوشتہ اند: "چون در عہد بادشاہ نورالدین جہانگیر بہ دربار شاہی  
بہ سبب اختیار نور جہان بیگم مردمان اہل مذہب رافضہ را بسیار دخل بود و حضرت مجدد در رد عقائد  
این طائفہ رسالہ ہا و کتابہا تصنیف کردہ بود و این قوم دشمنان جانی آن امام ربانی بودند فرصت وقت  
غیبت دانستہ این مکتوب را بہ نظر بادشاہ گزاریندند، و باز قصہ مکالمہ حضرت ایشان با بادشاہ  
نوشتہ و باز تحریر کردہ: "حضرت مجدد بادشاہ را بہ این چنین دلائل و براہین تسلی داد۔ بادشاہ از سر عتاب درگزشت  
دبا کرام زہمت فرمود۔ بہ وقوع این واردات حضرات شیعہ دانستند کہ کار بہ مطلب ایشان نہ شد بعد  
چندے موقع وقت دریافتہ بہ عرض بادشاہ رسانیدند کہ شیخ احمد جامعے کثیر بہم رسانیدہ و ہزار در  
ہزار مردیان جان نثار نزد وے جمع اند و نزدیک است کہ فتنہ برانگیزد و بر مملکت شاہی دست تصرف  
درازند و بادشاہ را برین آوزند کہ شاہان را سجدہ تحیّت جائز است و اگر شیخ احمد ہم در حضور شاہی حاضر  
شدہ سجدہ تحیّت ادا نہاید مخالف نیست پس بادشاہ باز شیخ را نزد خود خواند و سجدہ تحیّت خواست،  
"شیخ بدرالدین در حضرت سابعہ نوشتہ: "وقیل ازین شاہزادہ دین پناہ شاہ جہان کہ با ایشان را اخلاص تام  
داشت علامی فہامی افضل خان و خواجہ عبدالرحمن مفتی را با کتب فقہ پیش ایشان فرستادہ بود کہ سجدہ  
تحیّت برائے سلاطین آمدہ است اگر شما سجدہ کنید ہیچ گزندے از پادشاہ بہ شما نہ خواہد رسید مضامن و

متعہدی شوم۔ ایشان فرمودند کہ این رخصت است عزیمت آن است کہ غیر حق را سجدہ نہ کنند۔ مفتی غلام سرور نوشتہ: "چون شیخ مرتکب این امر نہ شد (یعنی سجدہ نہ کرد) معاندان سر بہ شورش برداشتند و بر مضمون مکتوب کہ سابق ذکر کردہ شدہ بود دیگر مضامین مکاتیب کہ فہم ظاہر بینان بہ آن نہ می رسد اعتراضہا بہ وقوع آوردند خصوصاً مولوی عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ہمہ درین بحث مکتوبہا نوشت و جوابہائے شافی یافت پس ہمہ علماء بہ خاطر داری امرائے دربار فتویٰ بر قتل شیخ نوشتند و بادشاہ آن جناب در محبس حبس نمود و حضرت شیخ تا دو سال در حبس بماند۔"

عاجز گوید جہانگیر حضرت ایشان را بہ ۲۲ ماہ خورداد ۱۲ سالہ جلوس حبس کردہ و بہ ۲۱ خورداد ۱۵ سالہ از حبس خلاص کردہ، کمافی تزک جہانگیری۔ پس مدت حبس یک سال می باشد۔

نزد عاجز نسخہ از سفینتہ الاولیا است کہ در سنہ ۱۱۰۶ھ تحریر شدہ، در آن نوشتہ است شیخ احمد کابلی قدس سرہ از اولاد امیر المومنین عمر فاروق اند۔ در سر ہند سکونت ورزیدند مرید حضرت خواجہ باقی اندر سلسلہ نقشبندیہ و از مشائخ قادریہ و چشتیہ نیز اجازت ارشاد دارند و صاحب ریاضت و مجاہدت بودہ اند۔ در اواخر حال بعضی بر شیخ ہمت کردہ اند کہ می گوید مرتبہ من زیادہ است از مراتب خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اما این محض بہتان و افتراءے مخالفان است بر شیخ، چرا کہ این فقیر خود شنیدہ از سیادت و نقابت پناہ فضائل و کمالات دستگاہ افضل فضلای عصر علامی فہامی استاد میسرک شیخ بن شیخ نصیح الدین می فرمودند کہ وقتی ما را بہ سر ہند عبور افتاد و ملاقات شیخ احمد روئے داد۔ در اثنائے ملاقات خاطر گزشت کہ اگر شیخ را بہ خدا شناسی است این سہ چیز کہ در دل من گزرانیدہ ام می باید کہ این ہر سہ امر بہ فعل آید پس آنچه مردم از ایشان بیان می کنند محض دروغ و افتراء است۔ آن ہر سہ سوال کہ در خاطر آخوند گزشتہ بود شیخ بعینہ جواب دادند و بہ عمل آوردند حضرت آخوند بہ شیخ مذکور معتقد شدند و فقیر را از فرمودہ ایشان یقین شد کہ شیخ احمد سر ہندی صاحب حال بودند۔ وفات ایشان در سال یک ہزار و سی و چہار ہجری بودہ و قبر در سر ہند است۔ انتہی۔

در نسخہ سفینتہ الاولیا کہ در سنہ ۱۸۶۲ء در مطبع منشی نول کشور طبع شدہ۔ بیان این واقعہ قدرے تفصیل اندراج یافتہ۔ "در اثنائے ملاقات بہ خاطر گزشت کہ اگر شیخ را کرامتے است باید کہ مردم آنچه از ایشان بیان می کنند خاطر نشان من سازند۔ و دیگر آن کہ شنیدہ بودم کہ خواجہ باقی کہ پیر ایشان است بے اجازت مولانا خواجگی مریدی گرفتند۔ و دیگر آن کہ بہ خواجہ محمود چہ اعتقاد دارند، چون ساعتے پیش شیخ نشتم جزوے کہ از زیر بند خود بہ من دادند کہ مطالعہ نمایند۔ چون آن را تمام بدیدم، بہ من گفتند، ازہن

چیزے ظاہری شود، گفتم ازین خود هیچ ظاہر نمی شود و آنچه درین جا است درست است، گفتند پس بدانید کہ آنچه از ما واقع شدہ ہمین است و باقی افترا است، و باز بعد از ساعتی گفتند کہ روزے خواجہ خاوند محمود بہ اینجا آمدہ بودند گفتند کہ خواجہ باقی اجازتِ صریح از پیر خود نہ دارد، بہ بہت آن کہ روزے مولانا خواجگی اکنکی خرپزہ میخورد و قاج قاج را خود بریدہ بہ دست حاضران و مریدان می دادند و بہ خواجہ باقی نہ دادند، اصحاب گفتند کہ خواجہ نیز حاضر اند، مولانا خواجگی اکنکی فرمودند ما خرپزہ بہ او درست دادیم، خواجہ باقی ازین استنباط کردند کہ مرا اجازت ارشاد دادند من گفتم این چنین نیست چرا کہ ماہرگز این چنین سخنی از پیر خود و از دیگر مردم نہ شنیدہ ایم، بلکہ خواجہ باقی ابامی کردند کہ این کار درست من نہ می آید و این بار را من نہ می توانم برداشت و مولانا خواجگی می فرمودند کہ ما اجازت دادیم و ترا این کار را باید کرد و درین اثنا چندے از ریش سفیدان نیز گفتہ اند کہ مادران مجلس حاضر بودیم کہ مولانا خواجگی اجازت ارشاد بہ خواجہ باقی دادند، خواجہ خاوند محمود گفتند پس ما غلط شنیدہ بودیم، و بعد از ان شیخ احمد فرمودند کہ آنچه از مریدان خواجہ خاوند محمود ایشان اعتقاد دارند خواجہ آن چنان نیستند و من آن اعتقاد بہ خواجہ نہ دارم۔“

علامہ میرک شیخ کہ از اکابر فضلاء روزگار بودہ صفائے حضرت ایشان را دیدہ مخلص و معتقد حضرت ایشان شدند و فرمودند آنچه مردم از ایشان بیان می کنند محض دروغ و افترا است۔

علامہ آزاد بلگرامی نوشتہ اند۔ ثم اخرجہ السلطان عن السجن بشرط ان یقیم فی عسکرہ و یدور معہ فاقام الشیخ قدس سرہ فی العسکر ثم رخصہ السلطان والعود احمد الی سہرورد و عطرھا و اھالیہا بعرف الرّند، یعنی بادشاہ حضرت ایشان را از حبس بہ این شرط کشید کہ اقامت ایشان در عسکر باشد، ہر جائیکہ عسکر رود ایشان ہمراہ عسکر روند، و پس از بادشاہ ایشان را رخص کرد۔ عودت ایشان بہ سہرورد آمدہ بودہ چہ شام جان سہرورد، و اہالی سہرورد از نفحات بوے خوش عود و زرد معطر گردید۔ آی بِاللّٰحِقَاتِ الرَّحْمٰنِیَّةِ وَ بِاللّٰسَمَاتِ الرَّبَّانِیَّةِ اَحَبِّی الْبِلَادَ وَ اَھَالَیہَا۔

از عبارت علامہ آزاد ظاہر است کہ حضرت ایشان اگر از حبس گویا برآمدند اما آزاد و خود مختار نہ بودند بلکہ زیر رقابت بودند حضرت ایشان در مکتوب ۲، از دفتر سوم بیان این حقیقت فرمودہ اند۔ نوشتہ اند، صحیفہ شریفہ و ملاطفہ منیفہ کہ از روے کرم و شفقت نامزد این فقیر ساختہ بودند بہ مطالعہ آن مستر گشت، اللہ سبحانہ الحمد و الملتہ کہ بہ صحت و عافیت اند و از تفقد احوال دوستان دور افتادہ فارغ نیستند، احوال اوضاع فقرای این حدود مستوجب حمد است کہ در عین بلا عافیت است و در مظان تفرقہ جمعیت، فرزندان و دوستان کہ ہمراہ اند، اوقات شان بہ جمعیت است و احوال ایشان در

ترقی و تزايد، عسکر در حق ایشان خانقاہ شخص است کہ در عین تلونیات لشکریان تمکین نصیبشان است و در عین گرفتاریہاے شستی کہ از لوازم این موطن است گرفتاریک مطلب اند، نہ کہے را با ایشان کارے و نہ ایشان را از کہے بارے، مع ذلک مسلوب الاختیار اند، و بہ لوازم حبس و قید گرفتاری عجب جیسے است کہ رہائی را در عوض آن بہ جوے نہ خرد و طرفہ قیدے است کہ اطلاق را از ان جا بہ پیشیزے (ای دانگے) نہ ستانند۔ الحمد لله سبحانه و المنة على ذلك وعلى جميع نعمة العظام۔ الخ حضرت ایشان درین مکتوب بہ صراحت بیان حبس و قید کردہ اند۔ فالصواب ما قاله السيد البلگرامي۔ و مدت این حبس کمتر از چہار سال نہ بودہ، جہانگیر بہ ۱۹ رجب سنہ ۱۰۳۲ھ کہ نہم ماہ خورداد بودہ بہ اجیر رسیدہ بود خواجہ محمد شام فصل نہم نوشتہ۔ در سال ہزاروسی و دوم در بلدہ اجیر فرمودند کہ آثار قرب انتقال ظاہری شود، و در فصل دوم در حوال حضرت خواجہ محمد معصوم آن مکالمہ را نقل کردہ کہ مابین حضرت مجدد و حضرت محمد معصوم قدس اللہ اسرار ہا بود و نوشتہ۔ چہ این گفتگو در عشرہ اولی ذی الحجہ سنہ یک ہزاروسی و دو بود و ارتحال آن ہادی کمال بہ بیست و ہشتم صفر سنہ یک ہزاروسی و چہار بودہ، و شیخ بدر الدین در حضرت تاسعہ از حضرات القدس در بیان کرامت ۸۵ نوشتہ۔ بعد از ان بہ وطن مالوف رسیدند و برائے خود خلوت خانہ جدا مقرر کردند و در ان خلوت می بودند تا آنکہ در مدت قلیلہ رحلت آخرت فرمودند، نزد این عاجز امتداد این مدت قلیلہ بیشتر از سالے ہرگز نہ بودہ، بلکہ مظننہ آن است کہ این مدت کمتر از سالے بودہ۔ واللہ اعلم۔

از عبارت خزینۃ الاصفیاء ظاہر است کہ ہمہ علماء بہ خاطر داری امرائے دربار فتویٰ بر قتل حضرت ایشان دادہ بودند و شیخ عبدالحق دہلوی ہم درین بحث مکتوب بہا نوشتہ و جوابہائے شافی یافتہ۔ اگر علماء سرور برائے قتل کردن ایشان سعیہا کردہ اند جائے تعجب نیست فإتھم مثل کثیر الحداد میجرق بیتک أو ثوبک أو تجد منہ ریحاً خبیثۃ۔ البتہ عجب از جناب شیخ است کہ از اقوال گروہ باطن سقیم متاثر شدہ اعتراضات و اہمیہ بر حضرت مجدد قدس سرہ کردند و برائے کور باطنان مزید اسباب شقاوت فراہم آوردند۔ حضرت ایشان قدس سرہ در او خرایام خود بہ خواجہ حسام الدین مکتوبے نوشتہ اند کہ در دفتر سوم مکتوب ۱۲۱ است۔ درین مکتوب مبارک تحریر فرمودند۔

گر عشق نہ بودے و غم عشق نہ بودے چندین سخن نغز کہ گفتے کہ شنودے  
صاحب عوارف قدس سرہ کہ قول۔ قدیمی ہذا علی رقبۃ کل ولی۔ را کہ از حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ صادر شدہ است بر لقبیہ سکر محمول داشتہ است مرادش قصور این قول نیست کہ ما تو ہم کہ آن عین محبت اوست بلکہ بیان واقع نمودہ است یعنی صدور این قسم سخن کہ منہی از مباحات و افتخار

است بے بقیۃ سکر کائن نیست کہ در صحیح خالص بہ امثال این سخنان تکلم نمودن دشوار است این فقیر کہ این ہمہ دقات در بیان علوم و اسرار این طائفہ علیہ نوشتہ است ظاہراً بہ خاطر شناسا قرار یافتہ است کہ از روی صحیح خالص نوشتہ است بے مزج سکر و حاشا و کلا کہ آن حرام و منکر است و گزاف و سخن بافی است ، سخن بافان کہ بہ صحیح خالص منتصف اند بسیار اند چہ این قسم سخنان نہ بافند و دلہائے مردم را از جانہ برندہ فریاد حافظ این ہمہ آخر بہ ہرزہ نیست ہم قصہ غریب و حدیث عجیب ہست

مخبر و ما این قسم سخنان کہ نبی از افشائے اسرار باشد و از ظاہر مصروف بود در ہر وقتے از مشائخ طریقت قدس اللہ تعالی اسرار ہم ظہور آمدہ است و عادت مستمرہ این بزرگواران گذشتہ ، امرے نیست کہ فقیر آن را ابتدا کردہ باشد و اختراع نمودہ ، لیس ہذا اول قار و درہ کسرت فی الاسلام ہم . پس این ہمہ شور و غوغا چیست ، اگر لفظے صادر شدہ است کہ ظاہر ش مطابقت بہ علوم شرعیہ نہ دارد آن را بہ اندک توجہ از ظاہر صرف نمودہ مطابق باید ساخت و مسلمانے را متہم نہ باید کرد . اشاعت فاحشہ و تفضیح فاسق ہر گاہ در شریعت حرام و منکر باشد تفضیح مسلمانے بہ مجر و اشتباہ چہ مناسب بود و شہر بہ شہر بہ آن منادی کردن کہ دام تدین باشد طریق مسلمانان و مہربانی آن است کہ کلمہ کہ ظاہر ش مخالف علوم شرعیہ است اگر از شخصے ظاہر شود باید دید کہ قائل آن کیست اگر ملحد و زندق بود و زود آن باید کرد و در اصلاح آن نہ باید کوشید ، و اگر قائل آن کلمہ از مسلمانان بود و ایمانے بہ خدا و رسول داشتہ باشد در اصلاح سخن او باید کوشید و مجمل صحیح از برائے آن پیدا باید نمود یا از آن قائل حل آن باید طلبید ، و اگر در حل آن عاجز آید نصیحتش باید کرد و امر معروف و نہی منکر بہ رفق اولی است کہ بہ اجابت نزدیک است ، و اگر مقصود اجابت نہ باشد و تفضیح مطلوب بود امر دیگر است ، اللہ تعالی توفیق دہاد ، و عجب تر آن کہ از مکتوب شریف مفہوم می شود کہ بعد از استماع کتابت فقیر از ان عزیز اشتباہے و انحراف در ملازمان شمانیز طاری شدہ بود ، ماناکہ انعکاسی باشد ، بایستے کہ مظان اشتباہ را ایشان خود حل می کردند و برین فقیر نہ می انداختند و تسکین فتنہ می فرمودند ، از یاران چہ گلہ نماید کہ بعضے از ایشان با وجود قدرت و دفع اشتباہ خود را معاف داشتن و سکوت ورزیدند و ع ماز یاران چشم یاری داشتیم - رَبَّنَا اِنْتَا الَّذِی رَحْمَةٌ وَهِيَ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا نَشْدَا ، وَالسَّلَامُ اَوْلَا وَاخِرًا . اھ سبحان اللہ چہ مکتوب مبارک پر از مودت و اخلاص است چسان طریقہ مسلمانان را بیان فرمودہ اند کہ اذع الی سبیل ربک بالحکمۃ واملو عظمت الحسنة - وچہ نصیحتہا فرمودہ اند کہ فاذا الذی بینک و بینک عداوۃ کانہ ولی حمیم - این مکتوب مبارک شیخ عبدالحق مطالعہ نمودہ ، می بایست کہ در حدیث و حقائق ایشان تخفیف پیدا شدے و جواب مازیا ان چشم یاری داشتیم - راہ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان - داوے لیکن آنجا مزید شدت پیدا شد و جواب

شیخ مکتوبے از بس طویل بہ حضرت مجدد قدس سرہ نوشت ، ازین مکتوب طولانی ظاہری شود کہ اعتراضات جناب شیخ از آیام حیات حضرت خواجہ قدس سرہ شروع شدہ و بر مکتوبے کہ بہ خواجہ حسام الدین احمد نوشتہ شدہ انجام یافتہ یعنی از ۱۰۳۳ھ تا ۱۰۳۳ھ ، غلام معین الدین در کتاب "معارج الولاہیت" مکتوب شیخ را نقل نموده و خلیق احمد نظامی در تالیف خود حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی " از صفحہ ۳۱۲ تا آخر صفحہ ۴۴۴ آن را نقل نموده . عاجز این مکتوب را مطالعہ کردہ . اعتراضات جناب شیخ از تدبیر و تفکر معری می نمایند . عاجز دو اعتراض ایشان نقل می کند یکے از ابتدائے مکتوب و دیگرے از انتہا ، تا قدر و قیمت اعتراضات ظاہر شود . اعتراض اول . بعد از آن کہ در خدمت خواجہ محمد باقی افتادند و از صحبت شریف ایشان استفادہ این نسبت کردند و بہ ترقی نہادند در حیات و بعد از وفات ایشان از حالات و کمالات خود حسب رادان گرفتند زیادہ از حصر و قیاس " الخ

اعتراض آخر " در آخر سکر را بہانہ ساختہ اند کہ منتہی گردیدند و بے قیدیہا نمودند ، چہ چیز با بر سر ایشان گزشتہ و ہنوز زباناہا بطعن و تشنیع ایشان دراز است ، و قول شریف " وَلَيْسَ هَذَا اَوَّلَ قَارُورَةٍ كَسِرَتْ فِي الْاِسْلَامِ " عجب واقع شدہ است در اعتراف بہ شناخت آن کافی است و شیشہ شکستہ چون باز بہم نمی آید . وَكَذَلِكَ لَا يَلْتَأَمُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ وَايَةُ كَرِيمَةٍ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ، و حدیث شریف ، كُفَّ هَذَا يَعْنِي اللِّسَانَ دَرِيْنِ بَابِ كَافِي اِسْتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

عجب است جناب شیخ بر عریضہ یازدہم ایراد ہا گرفته و فکر نہ کردہ کہ اگر در عریضہ مرید پاک نہاد حسب استعداد جائے قیل و قال بودے حضرت پیر روشن ضمیر آگاہ کردے . از رضائے خواجہ ظاہر است کہ در عریضہ مبارکہ هیچ عیب نیست حضرت ایشان بیان کمالات کردند زیرا کہ حق تعالی فرمودہ است . وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ . و قاضی شہار اللہ نوشتہ . در حدیث آمدہ " التَّحَدِيثُ بِالنِّعْمَةِ شُكْرٌ " و جناب شیخ حدیث بالنعمة را خوش نہ داشتہ . زیرا کہ ایشان را از ان نعم خبرے نہ بودہ و نہ این گونه معارف را بیانی از نظر شان گزشتہ . واللہ اعلم کہ جناب شیخ نسبت بہ حضرت محمد صادق قدس سرہ چہ خیال داشتہ باشند کہ بہ عمر نہ سالگی حضرت خواجہ قدس سرہ ہموارہ ایشان را طلب داشتہ از امور کونیہ غیبیہ می پرسیدند و ایشان از رونے کشف خود جواب می دادند . یقیناً این احوال برائے ظاہر بینان مقام صدحیرت است اما اہل بصیرت می دانند کہ فوق کل ذی علمہ علیم .

فَاِذَا كُنْتَ فِي الْمَدَارِجِ غَدًّا      ثُمَّ ابْصُرْتَ حَاذِقًا لَا تُمَارِ  
لَا تَكُنْ مُنْكَرًا فَلْتَمَّ اُمُوسُ      لِبَطْوَالِ الرَّجَالِ لَا لِلْقِصَارِ



فَاذْهَبْ إِلَى الْهَلَالِ فَسَلِّمْ لِأَنَّا نَسِرُ أَوْ ذَهَابًا بِصَبَا

جناب مجدد قدس سرہ در آخر مکتوب نوشتہ اند: فقیر کہ این ہمہ دفاتر در بیان علوم و اسرار این طائفہ علیہ نوشتہ است ظاہر ابہ خاطر شما قرار یافتہ است کہ از روئے صحیح خالص نوشتہ است بے مزج سکر، حاشا و کلا کہ آن حرام و منکر است و گزاف و سخن بانی، الخ۔ شیخ بر این قول نوشتہ است: "در آخر سکر ابہانہ ساختہ اند" و قتیکہ شیخ این الفاظ می نوشت: "إِنَّ بَعْضَ النَّظَرِ إِتْمَامُ رَأْفَتِ مَوْشٍ كَرَاهِيَةً بَدْرُ دَعْوَةِ عَالَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمُحِبُّوبٍ وَفَرْزَنْدِ مُحِبُّوبٍ خُودِ ارشاد فرمودہ۔ اَقَالَ لِأَلَّةِ إِلَّا اللَّهُ وَكَلَّمَتْهُ۔ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السَّلَاحِ۔ قَالَ أَفَلَا شَقَّقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ قَالَهَا أَمْ لَا فَمَا زَالَ يَكِدُّ رُهَا عَلَى حَتَّى تَمْنَيْتُ أَنِّي أَسَلَّمْتُ يَوْمَئِذٍ۔ یعنی حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ در میدان قتال شخصے را کہ چون تیغ بے نیام دید و کلمہ خواند قتل نمود و در بارگاہ رسالت عرض کرد کہ وے از خوف سلاح کلمہ خواندہ بود۔ آنحضرت فرمودند چہ دلش را چاک کردہ نہ دیدی کہ وے از خوف گفتہ یانہ۔ و آنحضرت این قول را آن قدر تکرار کردند کہ حضرت اسامہ تمنا کرد کاش امروز مسلمان می شدم" از روئے این ارشاد مبارک شیخ رامی بایست کہ قلب مبارک حضرت مجدد را شوق کردہ می دید کہ آیا از روئے بہانہ این قول نوشتہ اند یا از روئے حقیقت۔ و شیخ گفتہ: و قول شریف و لیسَ هَذَا أَوَّلَ قَائِمٍ رُؤْيَا كَسْرَتِ فِي الْإِسْلَامِ عَجَبٌ وَقَدْ شَدَّ اسْتِ۔ الخ۔ قول حضرت ایشان قدس سرہ عجب واقع نہ شدہ بلکہ قول جناب شیخ عجب واقع شدہ، فکر نہ کردہ کہ ماہی عظیم الیٰ و اخصص این جانب تخصیص است کہ از ارباب بصیرت پوشیدہ نیست و ذلک و لیسَ هَذَا أَوَّلَ قَائِمٍ رُؤْيَا كَسْرَتِ فِي الْإِسْلَامِ بِأَمْرِ اللَّهِ تَعَالَى۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ بہ امر الہی صدر القواریر مکتوبہ را شکستہ اسرار و معانی ربانیہ بر آوردہ بر صفحات قلوب و اوراق کتب ثبت نمودہ کہ برائے اہل قلوب از اسباب تقویت قلوب توسکین جنان شدہ۔ حضرت قاضی شہار اللہ پانی پتی در رسالہ احقاق الحق نوشتہ اند: علمائے ظاہرین بزرگواران را مثل خود دانستہ و در خوردن و آشامیدن شریک حال خود شناختہ و از باطن شان عمی و زریہ برا عالم اولیاء کلام شان نافہمیدہ سخن چینی نمودند و از دریافت فضائل شان محروم ماندند چنانچہ بر کلام امام العارفین۔ (در شش سطور القاب اسم مبارک حضرت مجدد نوشتہ) اکثر اعتراضات نوشتہ و بخلق اللہ ضرر عظیم اخروی رسانیدہ کہ ہر کہ آن اعتراضات رامی بیند از جناب حضرت ایشان بغض پیدامی کند و در ضلالت ابدی گرفتاری ماند الْعِيَاذُ بِاللَّهِ مِنْهَا۔ از برائے آنکہ اِمَاطَةُ أَدَى عَنِ الطَّرِيقِ رَأْسُ السَّيِّدِ الْأَنَامِ عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالسَّلَامُ از ایمان فرمودہ پس دفع این ضرر کہ در امور یقینی است از واجبات باشد

اگر بینی کہ نابینا و حیاء است اگر خاموش بنشیننی گناہ است

حضرت قاضی ثناء اللہ کھلی و کھلی بہ علم ظاہر و باطن بودہ اند برائے رد کردن چنین اقوال فاسدہ استدلال بہ حدیث شریف کردہ اند و درجہ و جوب دادہ اند جَزَاةُ اللّٰهِ خَيْرًا۔ این امر واقعی است کہ تا این وقت اہل اہوار مکتوب شیخ را منزلتے می دہند گویا کہ آن صحیفہ آسمانی است۔ حالانکہ آن خط از لیس لایعنی است علمای کرام در ردّ آن رسالہا نوشتہ اند۔ از ان جملہ چند رسائل را عاجز ذکر می کند۔

رسالہ حضرت محمد یحییٰ فرزند حضرت امام ربانی قدس اللہ اسرار بہما۔

رسالہ حضرت محمد فرخ شاہ فرزند حضرت محمد سعید قدس اللہ اسرار بہما موسومہ بہ کشف الغطاء عن

وجہ الخطا۔۔۔۔۔ تعلیقات حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ بر مکتوب جناب شیخ رحمہ اللہ۔

رسالہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی احقاق الحق در ردّ اعتراضات شیخ عبدالحق کہ بہ پنجشنبہ ۲۵ شوال ۱۱۹۰ھ

بہ تمام رسیدہ۔۔۔۔۔ رسائل حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ۔

رسالہ شیخ محمد بک زکبی "عطیۃ الوہاب الفاصلۃ بین الخطا و الصواب" کہ بہ عربی در مکہ مکرمہ نوشتہ شدہ

دہ دوم ماہ ربیع الاول ۱۱۹۲ھ از تالیف رسالہ فارغ شدہ و مفتی مکہ مکرمہ عتاتی زادہ و شیخ حسن تونسلی و شیخ

احمد بشیشی و شیخ قاسم سنجقدار و شیخ حرم کی السید محمد شیخ سید علی کلا زادہ الدیار بکری و شیخ مرشد الدین مرشدی

و مفتی مدینہ منورہ سید اسعد و غیر ہم بر این رسالہ تقریظات تالیف نوشتہ اند و شیخ محمد مراد المنزوی معرب مکتوبات

در ۱۳۱۶ھ تقریظات علمای کرام را بر ہامش دفتر اول از مکتوبات معربہ و رسالہ عطیۃ الوہاب را در ۱۳۱۷ھ بر ہامش

دفتر ثالث طبع کردہ جَزَاةُ اللّٰهِ سُبْحَانَہُ خَيْرًا لِّجَزَاءِ۔

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی کتاب بشارات منظریہ در حیات پیرو مرشد خود حضرت مرزا منظر جان جانان

قدس اللہ اسرار بہا نوشتہ بودند و بعد از شہید شدن حضرت پیرو مرشد اضافہ بعض ابواب کردہ۔ ازین کتاب

نسخہ کہ در ۱۳۱۷ھ نوشتہ شدہ۔ در اینڈیا آفس لندن محفوظ است۔ عاجز عکس این نسخہ از انجا طلب کردہ است

بر ہامش این کتاب حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ قلم خود بعض جا حواشی نوشتہ اند۔ در باب پنجم از مقصد اول

این کتاب بر ورق ۳۵ آن مکتوب نوشتہ شدہ است کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بہ جناب خواجہ حسام الدین خلیفہ

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ اسرار بہم نوشتہ اند۔ عاجز آن مکتوب را نقل می کند۔ شاہ نعیم اللہ این مکتوب را

بہ نام اخلاص نامہ نوشتہ اند۔

سَلِّمُ اللّٰهُ دَابِقَاكُمْ عَلٰی رُؤْسِ الْمُحِبِّينَ الطَّالِبِينَ الْمُخْلِصِينَ دَرِيْنَ سَرِّ رُوْزِكُمْ اَزْ اَحْوَالِ

شریف خبر نہ گفت بہ بہت تفصیر ہے کہ در جبلت بشر است یا بہ قصد آن کہ مطلقاً از آلائش ضعف و فقرت پاک

شدہ باشند تا بہ خبر مسرت اثر صحت کلی و عافیت تام مشرف و مسرور گردد، امید کہ بہ اعلام آن مشرف

گردانند، دیدہ محبت در راہ انتظار و صولِ اخبارِ مسرت آثار بندگی حضرت مہبان شیخ احمد دوچار است، امیدوار است کہ دعائے مہبان بہ اجابت رسیدہ اثر عظیم آرد، نسبت این فقیر در این ایام و صفائے باطن بہ خدمت ایشان از حد متجاوز است و اصلاً پرودہ بشریت و غشاوہ جبلت در میان نہ مانده، نہ می دانند کہ از کجا است، با قطع نظر از رعایتِ طریقہ انصاف و حکیم عقل کہ بہ این چنین عزیزان و بزرگان بد نہ باید بود و در باطن بہ طریقی ذوق و وجدان و غلبہ چیزے افتادہ است کہ زبان از تقریر آن لال است۔ سُبْحَانَ اللَّهِ مُقَلِّبِ الْقُلُوبِ وَ مُبَدِّلِ الْأَحْوَالِ، شاید کہ ظاہر بنیان در اینجا استبعاد کنند من نہ می دانم کہ حال چیست و بہ چه منوال است، زیادہ چہ گوید و چہ نویسید وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْحَالِ۔ اھ۔

حضرت غلام علی شاہ بر قول۔ واصلاً پرودہ بشریت۔ الخ۔ درج ذیل حاشیہ نوشتہ اند۔

”ازین قول معلوم می شود کہ اعتراضات سابقہ از بشریت و نفسانیت بودنہ از حقیقت۔ این

احوال علماء است و اے برین صرفہ گویان“

مجموعہ مکاتیب حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ نزد عاجز موجود است شیخ عبدالرزاق

قریشی آن مکاتیب شریفہ را نقل گرفتہ در سال ۱۹۶۶ء طبع کردہ اند۔ در مکتوب شانزدہم کہ بہ نام حضرت تاضی

شمار اللہ پانی پتی است تحریر فرمودہ اند۔ ”نفس علماء افعال خود بہ زور و قوت علم مزین در نظر خود می دارد

و متصدی جواب می شود عند الحساب مشکل خواهد شد“

این ہر دو حضرات قدس اللہ سرار بہا حقیقت امر را بیان فرمودہ اند جناب شیخ از حضرت خواجہ

بیعت شد بودند دیدند کہ حضرت مجدد از سر ہند آمدند و در دو و نیم ماہ بکمال رسیدند و خلافت یافتند و بعد

از یک سال حضرت خواجہ مریدان خود را بہ حضرت ایشان تسلیم کردند لہذا رگ بشریت و نفسانیت بہ حرکت

درآمد وَالَّذِي زَادَ فِي الطَّيْنِ بَلَّةً۔ معانیدین حضرت مجدد و گردہ ظاہر بنیان سخنان دروغ و بیجا بہ شیخ

رسانیدند لہذا شیخ در سوطن مبتلا شد تشریحات حضرت مجدد بے قدر شدند و نوشتند۔ در آخر سکر را بہانہ

ساختہ اند۔ ”عجب است کہ عاشق بے چارہ ذکر محبوب کند و در کلامش اثرے از سوز و محبت نہ بود۔ حضرت

شاہ غلام علی در رسالہ خود نوشتہ اند۔ ”مبنائے رسالہ بر استماع اخبار بے صرفہ گویان است کاش حضرت شیخ

مکتوبات شریفہ را مطالعہ می فرمودند و از سز تامل و تحقیق سخن می نمودند تا مردم ناہم زبان طعن اکابر نہ می کشوند“

و نوشتہ اند۔ ”مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی از اجلہ فضلائے ہندوستان و ارادتمندان ایشان است، در جواب

معرضان مجلاً ارقام نمودہ کہ قدح کردن در سخن بزرگان بے علم بہ مراد ایشان جہل است نتیجہ نیک نہ دارد

غیبت عوام گناہ است چہ جائے غیبت خواص، پس رد کلام شیخت پناہ عرفان دستگاہ شیخ احمد از جہل و

نافہمیدگی است۔ انتہی۔ دست آویز مفکران رسالہ حضرت شیخ عبدالحق محدث است رحمۃ اللہ علیہ کہ اعتراضات بہ طریق علمائے ظاہر بر بعض معارف ایشان نموده، و علامہ روزگار جناب میرک شیخ رحمہ اللہ فرمودہ اند، آنچه مردم از ایشان بیان می کنند محض دروغ و افترا است، و جناب میرک شیخ صفائے حضرت ایشان را را دیده معتقد ایشان شدند، کما کتب داراشکوہ۔

چون کہ حضرت ایشان جو آپ مکتوب طولانی کہ سر اسر لایعنی بوده نہ نوشتند و در خلوت خانہ خاص مشغول بہ امور یقینینہ شدند و فرمودند چه باشد حال آن کس کہ معانی می بیند کہ نام او را از صفحہ زندگانی این جہان محو ساختند۔ و کانت مدّة تلك الفترة سبعة أشهر۔ غالباً درین مدت ہفت ماہ جناب شیخ را حالتی روئے دادہ کہ نوشتہ اند: "من نہ می دانم کہ حال چیست و بہ چه منوال است۔" و اخلاص نامہ بخواب حسام الدین نوشتہ باشند۔ جناب شیخ در لہجہ انکار گرفتار ماندند و حضرت ایشان قدس سرورین متین را رونق تازہ بخشیدند و طریقہ حضرات صوفیہ صافیہ را از بدعات صاف کردہ بر طریقہ مبارکہ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحمیۃ راست فرمودند و ارشاد کردند: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَنِي صِلَةً بَيْنَ الْجَزَيْنِ وَ مُصْلِحًا بَيْنَ الْفِتْنَتَيْنِ۔ گویا کہ حضرت ایشان قدس سرور اشارہ بہ آن حدیث شریف کردہ اند کہ ابن سعد در طبقات خود در جلد ہفتم صفحہ ۱۳۴ طبع بیروت بہ این لفظ را وایت کردہ۔ عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر انه بلغه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يكون في امتي رجل يقال له صلة يدخل يشفاعته الجنة كذا او كذا۔ حضرت ایشان بہ فرزند گرامی حضرت خواجہ محمد معصوم در مکتوب ششم از دفتر دوم نوشتہ اند: "اے فرزند با وجود این معاملہ کہ بہ خلقت من مربوط بودہ است کارخانہ دیگر عظیم بہ من حوالہ فرمودہ اند بر لای پیری و مریدی مرا نیاوردہ اند و مقصود از خلقت من تکمیل و ارشاد و خلق نیست معاملہ دیگر است و کارخانہ دیگر۔ الخ" راست است علی قدر اہل العزم تالی الغرّائم۔

**تالیفات حضرت ایشان** | شیخ صفرا احمد مخدومی نواسہ حضرت خواجہ معصوم در برکات معصومی ذکر ہفت رسائل حضرت ایشان کردہ۔ (۱) رسالہ تہلیلۃ تحقیق

کلمہ طیبہ۔ (۲) رسالہ اثبات نبوت (۳) رسالہ ردّ شیعہ (۴) رسالہ معارف لدنیۃ (۵) شرح الشرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ (۶) مبداء و معاد (۷) مکاشفات غیبیہ۔ و نوشتہ "مکاشفات غیبیہ حضرت ایشان (یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم) و مبداء و معاد را خواجہ محمد صدیق بدخشی جمع نمودہ اند یعنی خطبہ آہا از خود ساختہ اند و رسائل باقیہ من البدایت الی النہایت از حضرت مجدد الف ثانی است رضی اللہ عنہ۔" در زبده المقامات نام اثبات نبوت نیست بلکہ نام۔ جذیر و سلوک۔ آمدہ و در حضرتات القدس نام رسالہ

تہلیلہ نیست بلکہ نام آداب المریدین“ ذکر کرده شدہ۔۔۔ رین ہر دو کتاب نام رسالہ تعلیقات عوارف میر آمدہ و نوشتہ اند کہ آن ناتمام ماندہ، غیر ازین رسائل حضرت ایشان رسالہ دفتر مکتوبات اند۔ در دفتر اول ۳۱۳ مکاتیب اند این دفتر را خواجہ بابا محمد عبید بخشی جمع کردہ و در سنہ ۱۰۲۵ھ از جمع فارغ شدہ، خواجہ محمد ہاشم برائے این دفتر نام تاریخی۔ در سمرقند بخیز کردند حضرت ابیساں قدس سرہ فرمودند نامتس نیز ہمین باتند در دفتر دوم ۹۹ مکاتیب اند و این دفتر را خواجہ عبدالحی حصاری جمع کردہ۔ در سنہ ۱۰۲۸ھ از جمع فارغ شدہ، و نور الخلائق نام تاریخی است۔ دفتر سوم را سمرقند جامع احمدی خواجہ محمد ہاشم کشمی جمع نمودہ۔

در مقدمہ این دفتر نوشتہ اند۔۔۔ این ضعیف کہ نام او در آخر مکتوب اول این جلد بر قلم شریف رفتہ در سنہ کہ از لفظ خاک نشین (۱۰۳۱ھ) مبرہن است بہ خاک نشینی غلبہ علیہ استسعاد یافت۔ مقارن آن دریلے لسان الغیب و انبوب بنان حضرت ایشان در مجموع تقریر و جو ششش تحریر آمد و از غایت رحمت عنایت آن غریب نواز این کمترین بہ جمع آن مسودات و نقل آن از سواد بہ بیاض ممتاز گردید و بہ اتمام جلد ثالث در ہمان سال کہ از لفظ ثالث نیز معین است سرفراز شدہ و چون شمار مکاتیب بہ صد و سیزدہ رسید کہ موافقت آن بہ عدد حروف باقی۔ ہویدا است و بہ سہ اعتبار تقریر بر آن بہ غایت شان و بیابا، برہاں انجام یافت در سالے کہ ”کاس الراشخین“ (۱۰۳۳ھ) ملوح آن است۔ بعد از ان مکتوبے را کہ بہ تازگی علوم جدیدہ و اسرار غریبہ ظہور یافتہ بود فرمودند کہ مسکتہ الختام گردد و چنان شد کہ بہ الحاق آن تطابق عدد سور قرآنی عیان شد۔ عاجز گوید بعد ازین اضافہ نہ مکاتیب شریفہ دیگر ہم کردہ شدہ چنانچہ تعداد مکاتیب این دفتر بہ یک صد و بیست و سہ رسیدہ کل مکاتیب شریفہ پنچصد و سی و پنج اند۔

زہر یک نقطہ اش چون سنبلی تر  
شمیم دصل جانان می زند سر

پروردگار جل شانہ حضرت ایشان را ہفت پسر و سہ دختر عنایت فرمود۔  
**اولادِ امجاد** فرزندان = (۱) محمد صادق (۲) محمد سعید (۳) محمد معصوم (۴) محمد کجی (۵) محمد علی۔

(۶) محمد فرخ (۷) محمد اشرف۔ مؤخر الذکر سہ فرزندان در طفولیت رحلت فرمودند۔

دختران = (۱) خدیجہ (۲) زقیہ (۳) ام کلثوم۔

**حضرت محمد صادق** ولادت ایشان در ہزار بوقوع آمد۔ تاحیات حضرت مخدوم در کنف تربیت ایشان ماندند چون در ہزار و ہشت حضرت مجدد بہ خدمت حضرت خواجہ رسیدند حضرت محمد صادق بہ نظر قبول حضرت خواجہ درآمدند و اخذ کرد و مراقبہ و نسبت نمودند حضرت خواجہ در مکتوبے نوشتہ اند قرۃ العین محمد صادق برخوردار ظاہر و باطن گردد۔ احوال او چنانچہ ظاہر است

مستوجبِ حمد است۔ برہمان حضور خود باشد، از غیبت و استغراق اندیشہ نیست، انشاء اللہ العزیز از سکر بہ صحو آید و فنا در شعور اندراج یابد۔ الخ۔ درس بست و یک سالگی بہ خلعتِ خلافت مشرف شدند۔ در زبدۃ المقامات و حضرات القدس در احوال حضرت میر محمد نعمان نوشتہ است کہ نوبتے حضرت ایشان را ضعفی رونے نمود بہ خاطر اشرف آمد کہ مانند حضرات خواجگان بہ اہل آن باید سپرد چنانچہ آن را بہ حضرت محمد صادق و حضرت میر محمد نعمان سپردند، چون بہ سن بیست و چہار رسیدند در سر ہندو بانے عظیم رونے نمود۔ بہ روز شنبہ ہفتم ماہ ربیع الاول ۱۰۲۴ھ محمد عیسیٰ و بہمان روز وقت شام محمد فرخ و یک روز عقب یعنی بہ ہشتم ماہ ربیع الاول روز یکشنبہ ام کلثوم رحلت نمود بہ روز دوشنبہ نہم ربیع الاول حضرت محمد صادق رحلت فرمودند۔ در طرف سہ روز چہار ہجر گو شہا جہا شدند حضرت ایشان قدس سرہ نسبت بہ محمد صادق بہ یکے از دوستان بزرگداشتہ اند۔ کمافی الزبدہ۔ "فرزندی مرحومی آیتے بود از آیات حق جل و علا و رحمتے بود از رحمتہائے رب العالمین۔ درس بیست و چہار سالگی آن یافت کہ کم کسے یافت، پایہ مولویت و تدریس علوم نقلیہ و عقلیہ را بہ حد کمال رسانیدہ بود حتی کہ تلامذہ ایشان بیضادی و شرح مواقف و امثال اینہا را بہ قدرت تام درس دادند و حکایات معرفت عرفان و قصص شہود و کشف ایشان مستغنی است از ان کہ در بیان آرد، معلوم شما است کہ در سن ہشت سالگی بر نیچے مغلوب حال شدہ بودند کہ حضرت خواجہ با قدس سرہ معالجہ تسکین حال ایشان را بہ طعامہائے بازار کہ مشکوک و مشتبه است می نمودند و می فرمودند کہ مجبتے کہ مرابہ محمد صادق است بہ ہیچ کس نیست و ہم چنین مجبتے کہ اورا با ما است بہ ہیچ کس نیست، ازین سخن بزرگی ایشان را باید دریافت، ولایت موسوی را بہ نقطہ آخر رسانیدہ بود، عجائب و غرائب آن ولایت بیان می فرمود و ہموارہ خاضع و خاشع و ملتجی و متضرع و متذلل و منکسر بودہ می فرمودہ کہ ہر یکے از اولیاء حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ چیزے خواستہ است و من التجا و تضرع خواستہ ام۔ الخ

در سیر الکاملین تاریخ وفات ایشان۔ "وَكَانَ ذَلِكَ لِنِسْفِ خَلَّتْ مِنْ رَبِيعِ الْاَوَّلِ سَنَةً اَلْفِ دَارْبِعِ وَعِشْرِينَ"۔ نوشتہ است و خواجہ ہاشم در زبدۃ المقامات نوشتہ۔ انتقال حضرت مخدوم زاو بزرگ روز دوشنبہ نہم ربیع الاول بہ وقوع پیوستہ بود و از لفظ۔ روز دوشنبہ نہم ربیع الاول۔ تاریخ سال وصال ایشان نیز می برآید۔ خواجہ ہاشم بہ صراحت ذکر سال نہ کردہ۔ شیخ بدر الدین ہم روز و تاریخ ماہ را بیان کردہ و سن را نہ نوشتہ و از لفظ۔ روز ۲۱۳، دوشنبہ ۳۶، نہم ۹۵، ربیع ۲۸۲، الاول ۶۸ کہ ۱۰۲۵ می شود می برآید یعنی بیشی یک سال واقع می شود۔ وَالصَّوَابُ مَا فِي سِيرِ الْكَامِلِينَ زیرا کہ وفات ایشان در عمر ۲۴ سال شدہ۔

## تعمیر گنبد

حضرت ایشان فرزند گرامی خود را در صحن حویلی مدفون ساختند۔ در حضرت حادیہ عشر شیخ بدرالدین نوشتہ۔ مدتی قبر ایشان را خام مانده بودند و محاطہ گردان کرده بعد از آن خاطر اشرف حضرت ایشان گزشت کہ چون قبر فرزند می در میان عمارات واقع شدہ است بہتر آن است کہ درین مقام گنبد ساخته شود و متابعت بہ انبیاء علیہم الصلوٰت و التسلیمات نمودہ آید۔ بناءً علی ذلک بران قبر قرۃ العین خود گنبد بنا فرمودند۔

## الوصال

حضرت ایشان قدس سرہ چون بفضل اللہ و کرمہ از تطہیر الحاد اکبری و از ترویج سنت مطہرہ و تصفیہ طرق صوفیہ صافیہ فارغ شدند روزے فرمودند۔ شریعت را دیدم کہ در محلہ ما فرود آمدہ چنان کہ کاروانے در سرائے فرود آید۔ و فرمودند۔ ہر کمالے کہ در نوع بشر ممکن است مرا عطا فرمودند و بہرشت و تبعیت سید البشر علیہ الصلوٰت و السلام بدان متحقق ساختند۔ و تحریر فرمودند۔ اے فرزند این آن وقت است کہ در ائم سابقہ درین طور وقتے کہ پراز ظلمت است پیغمبر الوالعزم مبعوث می گشت و بنائے شریعت جدیدہ می کرد و درین امت کہ خیر الامم است و پیغمبر ایشان خاتم الرسل علیہ علی اکرم الصلوٰت و التسلیمات علماء امت تہ انبیائے بنی اسرائیل دادہ اند و بہ وجود علماء از وجود انبیا کفایت فرمودہ اند لہذا بر سر ہر مایہ از علماء این امت مجد دے تعیین می نمایند کہ احیائے شریعت فرماید علی الخصوص بعد از مضی الف کہ در ائم سابقہ وقت بعثت پیغمبر اولو العزم است و بہر پیغمبرے در ان وقت اکتفانہ نمودہ اند و درین طور وقت عالمے عارفے تام المعرفہ از این امت در کار است کہ قائم مقام اولو العزم ائم سابقہ باشند۔

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید دیگران ہم بکنند آنچه مسیحامی کرد

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کہ در علوم عقلیہ و نقلیہ بکیتائے روزگار بودہ حضرت ایشان قدس سرہ را بہ خطاب مجدد الف ثانی یاد کرد و زبان زد عالمیان

گشت۔ کما فی الفصل الخامس من الن بدۃ۔

## بالرفیق الاعلی

حضرت ایشان از حبس عسکری خلاص شدہ بہ سرچند رسیدند و در ماہ شعبان سنہ ہزار و سی و سہ خلوت اختیار کردند، در شب برات از زبان عصمت پناہ شنیدند خدا دادند کہ امشب نام کرا از ورق ہستی محو کردہ باشند۔ حضرت ایشان قدس سرہ فرمودند چہ باشد حال کسے کہ می بیند و می داند کہ نام او را از نامہ وجود محو کردہ اند و اشارت بہ خود نمودہ اند، و بہ عصمت پناہ فرمودہ اند کہ از مبلغ مہر خود کنن من سازی، و وصیت فرمودند کہ التزام متابعت سنت و اجتناب از بدعت نماید و مشغول بہ دوام ذکر و مراقبہ باشند۔ حضرت ایشان بہ روز پنجشنبہ ۲۳ صفر بہ دست مبارک خود جاہا قسمت نمودند و بہ

کثرت تصدق و خیرات کردند و بزبان مبارک این مصراع را از اشعار ہندی راندند و سرشک مسرت را از دیدہ برافشانند و آج بلا و آگتھ سون سکھی جگ دینون وار۔ یعنی امروز روز وصالِ دوست است اے محرم ہمہ عالم را از شادی این دولت و نعمت نثاری کنم۔ و از آنجا کہ حضرت ایشان را شوق لقائے او سبحانہ استیلا نموده بود از کمال شوق گریہ برایشان غالب می شد و ہمیشہ در آن ضعیف بہ دعائے ماثورہ **اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى رَبُّبُ اللِّسَانِ** می بودند و بہ وقت اشراق فرمودند کہ بہ جهت بول طشت حاضر کنید چنانچہ طشت آوردند کہ در آن ریگ نہ بود فرمودند طشت ریگ نہ دارد احتمال جستن قطرات است۔ لہذا ترک بول فرمودند و بر طبقہ مسنونہ دست راست زیر خد راست نہادہ بہ ذکر پر داغند حضرت محمد سعید سرعت نفس در ایشان دیدہ معروض داشتند کہ حال شریف چون است، فرمودند آن دو رکعت نماز کہ کردیم کافی است و بعد ازین سخن نہ فرمودند و بہ طہارت در حال ذکر پروردگار بہ وقت چاشت روز سہ شنبہ قریب یک پاس روز، بیست و ہشتم صفر و چہنما شمسی منتصف جدی گویند در سہ ہزار و سی و چہار از ہجرت سیدالابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازین جہان رحلت فرمودند امامت نماز حضرت محمد سعید نمود و در قبہ مبارکہ حضرت محمد صادق سمت قبلہ پیش روی ایشان در آغوش مادر خاک بیار امیدند۔ **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** قَدَّسَ اللَّهُ رُوحَهُ وَعَطَّرَ قَبْرَهُ وَأَنَا عَلَى الْعَالَمِينَ مَعَارِفَةٌ وَأَسْرَارَةٌ وَفِي وُضْءٍ۔

**عشق نبوی** عشقے کہ بہ بارگاہ رسالت حضرت ایشان را بود محتاج بیان نیست۔ ہر حرف مکتوبات شریف دال برین معنی است خواجہ محمد ششم کشمی در فصل ششم زبده المقامات این ملفوظ مبارک نوشتہ اند کہ فرمودند۔ **وَقْتِ** از اوقات جمعے از درویشان نشستہ بودند۔ این فقیر از محبت خود کہ نسبت بہ غلامان آن سرور داشت علیہ **وَعَلَىٰ إِلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيمَاتُ أُمَّهَا وَأَكْمَلُهَا** چنین گفت کہ محبت آن سرور بہیچ مستولی شدہ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ را بہ واسطہ آن دوست می دارم کہ رب محمد است۔ صلی اللہ علیہ وسلم، عاجز گوید حضرت خواجہ قدس سرہ فرمودہ اند۔ ایشان از کل مردان و محبوبانند۔ **عشق نبوی علی صاحبہ التحیات والتسلیمات** کہ حضرت ایشان داشتند موہبتی بودہ۔ کسب و عمل را در آن دخل نہ بودہ۔ سن شریف ایشان چون بہ چہل رسید ناگاہ بہ خدمت شریف حضرت خواجہ قدس سرہ رسیدند و بہ درجات ولایت رسیدند سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را درین عمر شریف فلعت نبوت عطا شد و حضرت ایشان را خلعت ولایت مدت نبوت بیست و سہ سال بودہ و مدت ارشاد حضرت ایشان نیز بیست و سہ سال **وَكَذَٰلِكَ يَلْعَنُ الْإِتِّفَاقُ فِي مُدَّةِ الْحَيَاتِ** موافقتی کہ درین امور حضرت ایشان را حاصل شدہ شاید کہ بہ کسے دیگر حاصل شدہ باشد **ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ** حضرت ایشان قدس سرہ در مکتوب صدم از دفتر سوم بہ شیخ نورالحق



فرزند مولیٰ عبدالمحق نوشته اند۔ ازان دولتِ خاصهٔ او علیه الصلوٰۃ والسلام بعد از تخلیق و تکمیل او علیه و علیٰ الہ الصلوٰۃ والتسلیمات بقیہ مانده بود کہ در خوران دولت ضیافتِ کربان زیاد تہیہ لازم است کہ اولش گویان نصیبِ خادمان بود آن بقیہ را بہ یکے از دو لتمندان امت او علیہ و علیٰ الہ الصلوٰۃ و السلام اولش گویان عطا فرمودہ اند و آن را خمیر پایہ ساختہ تخمیر طینت او نمودہ و بہ تبعیت و وراثت شریکِ دولتِ خاصۂ او گردانیدہ علیہ علیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام بحاکم کربان کار ہاد شوار نیست۔ این بقیہ در رنگ آن بقیہ طینت حضرت آدم است علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ نصیب خلقت و رخت خرمای آمدہ است کما قال علیہ و علیٰ الہ الصلوٰۃ و السلام اگر مواعنکم النخلہ فانہا خلقت من طینتہ آدم۔ بلی۔ و لا رضى من کاس الکرام نصیب۔ حضرت ایشان حقیقت امر را بیان فرمودہ اند اگرچہ بعض نا فہمان و صرفہ گویان ازین عبارت مبارکہ بعض مفاہیم فاسدہ بیان کردہ اند کہ دولتِ خاصۂ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم ختم نبوت است و تشریک در دولتِ خاصۂ العیاذ باللہ از حد قبیح است۔ این صرفہ گویان وہ نا فہمان فکر نہ کردند کہ مراد از تخمیر تخلیق بہ اخلاق نبویہ است علی صاحبہا الصلوٰۃ و التحیۃ نہ کہ آن اخلاق از امور طبیعیہ گردد۔ این کور باطنان فکر نہ کردند کہ حق تعالی جل شانہ و عم احسانہ حضرت ایشان را بہ آن اوصافِ نبویہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ و تحیۃ متصف کردہ کہ کسب رادران دخل نیست و بیانش این عاجز کردہ، و از وجہ تعشق و ارتباط تام بہ بارگاہِ نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اوصافِ کسبیہ ہم اوصافِ طبیعیہ گشتہ بود۔ شیخ بدرالدین سرہندی در او اخر حضرت خامسہ از حضرت القدس صفت نماز خواندن حضرت ایشان قدس سرہ نوشتہ کہ: "اتما خضوع و خشوع از استیلائے باطن بزطاہر ایشان پیدا و ہویدا می شد و جمیع اصحاب ایشان در صورت بہ نماز ایشان تقلید می کردند۔ این حقیر پیش از انتظام در زمرۂ خدام آن امام ہمام گاہ گاہ در نماز ہائے جمعہ بہ مسجد ایشان می رسید و نماز گزاردن ایشان را ہر کہ می دید بے اختیار از جامی رفت و یقین می دانست کہ ایشان ہموارہ با سرور کائنات مجتبیٰ می دارند و نماز کردن آن حضرت علیہ السلام و التحیہ امی بیند، بر وفق آن نماز می گزارند۔" دولتِ خاصۂ این احوال اند کہ حضرت ایشان قدس سرہ قلباً و روحاً و شوقاً و جسداً بدان متصف بودند۔ دلیلی از ابن عباس روایت کردہ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ خلقتُ انا و ابوبکر و عمر من طینتہ و احدیۃ۔ و حدیثی را کہ حضرت ایشان قدس سرہ بیان کردہ اند آن را بخاری در "تاریخ" خود و دیگران روایت کردہ اند۔

عاجز گوید بقیہ طینت مبارکہ نبویہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ و تحیۃ کہ در طینتِ طیبۂ حضرت ایشان بودہ اثر آن بفضلِ اللہ و احسانہ تا امروز در او شش خوران مانده کہ کم حضرت ایشان موجود است

وَأَنْشَأَ اللَّهُ سَيِّدِي هَذَا الْأَثْرَ الْمُبَارَكُ وَهَذِهِ النِّسْبَةُ الطَّيِّبَةُ إِلَى الْخَيْرِ الدُّهُورِ - آری۔

سرشتند از نور حق خاک او بود چون نبی طینت پاک او  
نبی نیست لیکن بہ رنگ نبی بجوشد ز کویش ہزاران ولی

جد امجد اکبر حضرت شاہ ابوسعید زکی القدر قدس سرہ در رسالہ ہدایۃ الطالبین و مرقاۃ السالکین  
تحریر فرمودہ اند۔ قربان پیران خود شوم کہ چہ راہ سہلے و آسانے برائے ما پست فطرتان و کم استعدادان مقرر خستہ  
اند و این احسان حضرت شاہ نقشبند است رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ پانزدہ روز سر بہ سجدہ نہادہ دعا و تضرع در  
جناب الہی کردہ اند و عرض کردند الہی مرا طریقہ دہ کہ البتہ موصل باشد۔ اللہ تعالیٰ دعائے ایشان مستجاب فرمود و ایشان  
را طریقہ عنایت کرد کہ اقرب طرق است و البتہ موصل۔ این راہ مبارک کہ در اطراف بخارا و اترہ بود بہ برکت  
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ شاہراہ عظیم شدہ محیط عالم شدہ ہزاران ہزار افراد کہ در بادیہ غفلت  
سرگردان بودند بر این شاہراہ قدم نہادہ از واصلین و کاملین و اولیائے رب العالمین شدہ اند۔ صرف  
گویان ہر چہ گویند گویند پاک نہادان می سرایند۔

مَضَّتِ الدُّهُورُ وَمَا أَتَيْنَ بِمِثْلِهِ وَلَقَدْ آتَىٰ فَحَجْرًا عَنِ نَظَرِ آرِي

قطب شام حضرت عبدالغنی نابلسی قدس سرہ در ابصاح الدلالات نوشتہ: "يَأْتِي هَذَا الزَّمَانَ  
الَّذِي صَارَتْ فِيهِ الْفُقَهَاءُ هُمُ الَّذِينَ يَتَحَكَّمُونَ بِمَا يَقَعُ فِي قُلُوبِهِمُ الْمَلُوعَةُ بِحُبِّ الدُّنْيَا وَ  
الْعُرُوفِ فَيَنْكُرُونَ بِالظُّنُونِ السَّيِّئَةِ الْمُنَاكِرِ الْمُوهُومَةِ فِي الشَّرْعِ وَيَسْتَدْرِكُونَ عَلَيْهَا بِالسَّائِلِ  
الصَّحِيحَةِ فَغَالِبُ الْوَقَائِعِ بَاطِلَةٌ لِأَنَّهَا تَهَاوَىٰ عَلَى الْأَوْهَامِ الْعَاطِلَةِ"۔

ملا علی بن سین کا شفی رحمہ اللہ در "رشحات" این قول عارف نامی حضرت نور الدین عبدالرحمن  
جامی قدس سرہ نقل کردہ: "مردم بد نفس چو خواہند کہ عیب کسے بر شمارند اول بدہ ہائے کہ در ذات ایشان  
موجود است بر زبان جاری می شود کہ آن بہ فہم ایشان نزدیک تر است"۔

بر این قول مبارک عاجز این بحث را بند می کند۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا  
مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ وَصَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَ  
أَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

؛ ؛ ؛

## بابائے ہشتم حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ

اسم گرامی ایشان محمد معصوم، کنیت ابو الخیرات، لقب مجد الدین و خطاب العروة الوثقی بود در زبده المقامات نوشته، ولادت شریف ایشان در سنہ ہزار و ہفت ہجری یازدہم شہر شوال بودہ مطابق ۱۵۹۹ م و در سیر کاملین نوشته "در بلده سہرند در سنہ ہزار و ہفت ہجری بہ ظہور رسیدہ" و در برکات معصومی نوشته "درستی ملک حیدر کہ قریب بہ دو میل خام از بلده متبرکہ دارالارشاد حضرت سرہند واقع است در ماہ شوال سنہ یک ہزار و ہفت ہجری اتفاق افتاد" و در حضرات القدس نوشته "ولادت با سعادت ایشان در سنہ ہزار و نہ بودہ حضرت ایشان می فرمودند کہ قدم میمنت لزوم فرزند می محمد معصوم ما را بسیار مبارک آمد بعد ولادت ایشان بہ چند ماہ ملازمت حضرت خواجہ قدسنا اللہ سبحانہ بسره الاقدس نصیب گشت۔ عاجز گوید در کتابت سن از شیخ بدرالدین سہرود واقع شدہ چہ خود ایشان در حضرت ثانیہ این کتاب نوشته اند۔ پدر بزرگوار آن حضرت در سنہ یک ہزار و ہفت ہجری ارتحال فرمودند۔ آن عزم (عزم حج) سرکشید و شوق غالب گردید بہ تجرید و تفرید بہ سفر مبارک بیرون آمدند" و این امر محقق است کہ ولادت شریف ایشان قبل از وصول بہ خدمت اقدس حضرت خواجہ قدس سرہ بود چنانچہ شیخ بدرالدین قول حضرت ایشان نوشته۔ کہما تقدم و خواجہ ہاشم نیز آن قول مبارک را نقل کردہ، لہذا صواب آن است کہ در زبده المقامات و برکات معصومی و سیر کاملین اندراج یافتہ، اصحاب خزینۃ الاصفیاء و جواہر علویہ و مناقب احمدیہ مقامات سعیدیہ اتباع شیخ بدرالدین کردہ سنہ یک ہزار و نہ در کتابہا خود نوشته اند۔ فکثیراً ما یقلد الساہون الساہین۔ و وفات ایشان بہ روز شنبہ عند نصف النہار۔ نہم ماہ ربیع الاول ۱۰۹۹ م مطابق ۱۶۸۵ م در سرہند شریف اتفاق افتاد۔ عمر شریف ایشان بہ حساب تقویم قمری ۱۰۹۹ م، ۲۸ ماہ و ۲۸ روز بہ حساب شمسی ۶۹ سال، ۳ ماہ و ۵ روز بودہ۔

خواجہ محمد ہاشم نوشته کہ آن حضرت قدس سرہ در مکتوبے بزرگداشتہ اند کہ از فرزند می محمد معصوم چہ نویسید کہ وے بالذات قابل این دولت است یعنی ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام والتحیۃ، وقت دیگر بزرگان شریف راندند کہ از اقتضائے علو استعداد او بود کہ در ایام سہ سالگی بہ جامعیت استعداد و حقیقت تجلی ذات و حرف توحید لب کشودومی گفت من آسمانم من زمینم من فلانم من فلان "و نیز نوشته کہ "می فرمودند بابا زودتر از تحصیل این علوم فارغ شوید کہ ما را یا شاہکار ہائے عظیم است۔ در شانزدہ سالگی از تحصیل علوم فراغ یافت در برکات معصومی نوشته کہ اکثر این علوم از جناب حضرت مجد الف ثانی استفادہ نمودند و برخی از عالم ربانی

عارف سجالی برادر کلان خود خواجہ محمد صادق خواندہ اندوپایہ از شیخ محمد طاہر لاہوری کہ از فحول علماء و از اعظم خلفائے مجدد الف ثانی بودہ اند حاصل نمودند همچنین از بعضی علماء و دینداروں الاعتبار نیز اخذ کرده اند و در زبده المقامات نوشتہ - وہم از عنایات الہی در حق این مخدوم زادہ ثالث آنکہ درین ایام با وجود مشاغل از افادہ طلبہ علم واقافہ طالبان حق و التزام اوراد و مراقبات در اندک روز حفظ قرآن مجید نمودند و ماہذا الامین اعطای اللہ سبحانہ و الطافی شیخ بدرالدین در حضرت القدس نوشتہ - و فرقان مجید را بہ سند عالی تجویز نموده اند و در مدت سہ ماہ حفظ کردہ و بر تلاوت آن مداومت دارند - و نوشتہ - در سن شانزدہ سالگی از تحصیل علوم متداولہ فراغ شان حاصل گشت و در اثنائے تحصیل در سن یازدہ سالگی طریقہ فرمودہ بودند (یعنی بیعت فرمودہ بودند و جمع میان تحصیل قل و حال نمودہ بعد حصول ملکہ مولویت ہر چند بہ درس علوم واقادہ طلبہ علم نیز اشتغال داشتند اما کارخانہ حال بر قال غالب گشت - و خواجہ محمد ہاشم نوشتہ اند روزے از زبان مبارک حضرت ایشان قدس سرہ شنودم کہ فرمودند اقتباس محمد معصوم نسبتہائے ما را ایوماً قیوماً بہ صاحب شرح وقایہ می نماید در حفظ و تعلیم وقایہ از جد بزرگوارش چنانچہ در آن کتاب آورده الفہامی جدی الوقایۃ سبقاً سبقاً و کنت اجری فی میدان حفظہا طلقاً طلقاً حتی اتفق اتمام تالیفہ مع اتمام حفظی الخ -

حضرت ایشان قدس سرہ یک و نیم سال پیشتر از ارتحال خود بہ فرزندان گرامی حضرت محمد سعید و حضرت محمد معصوم مکتوبی نوشتہ اند کہ آن مکتوب ۱۰۵ از دفتر سوم است - و اندران مکتوب تحریر فرمودہ اند - دیر و زبید از نماز با مداد مجلس سکوت داشتیم، ظاہر شد کہ خلعتی کہ داشتیم از من جدا شد و خلعت دیگر بہ من متوجہ شد کہ بہ جلستے آن خلعت نشینند، بہ خاطر آمد کہ این خلعت زائلہ را بہ کسے خواهند داد و ایانہ و آرزوئے آن شد کہ اگر آن را بہ فرزندی ارشدی محمد معصوم بدہند، بعد از لمحہ دیدم کہ بہ فرزندی مرحمت فرمودند و آن خلعت اورا بہ تمام پوشانیدند، و این خلعت زائلہ کنایت از معاملہ قیومیست بودہ است کہ بہ تربیت و تکمیل تعلق داشتہ و باعث ارتباط بہ این عرصہ مجتہدہ او بودہ و این خلعت جدیدہ را چون معاملہ بہ انجام برسد و حق خلع گردد امید است کہ از کمال کرم آن را بہ فرزندی اعزیز محمد سعید عطا فرمایند - این فقیر ہموارہ بہ تضرع این مسألت می نماید و اثر اجابت می فہم و فرزندی راستی این دولت می یابد - الخ - در زبده المقامات نوشتہ کہ بعد ازین بیعت قلبیہ چون حضرت مخدوم زادہ اشرف ملازمت رسیدند خلعت ثانیہ موعودہ مذکورہ را فرمودند کہ بہ فرزندی محمد سعید عطا کردند حمد اللہ سبحانہ علی ذلک چه آن خلعت ثانیہ کنایت از خلعت است - الخ - خواجہ محمد ہاشم از بیاض حضرت ایشان آن مکالمہ را ہم نقل کردہ اند کہ اندران ایام در میان ایشان و حضرت مجدد قدس اللہ اسرار ہما بودہ است - حضرت ایشان در آخر بیان خود نوشتہ اند - بعد ازین گفتگو بہ یک

دس ماہ چند روز کم واقعہ حضرت ایشان روئے داد چہ این گفتگو در عشرہ اولی ذی الحجہ سنہ یک ہزار و سی و دو بود  
 احوال آن ہادی کمال بہ بیست و ہشتم صفر سنہ یک ہزار و سی و چہار بودہ ۴

حضرت مجدد قدس سرہ مکاشفہ خود بیان فرمودہ فرزند ثالث خود را کہ حضرت محمد معصوم اندکارخانہ  
 ارشاد سپرد کردہ فرمودہ اندکونات بہ شوق تمام بہ تورہ آوردند خواجہ محمد ہاشم می نویسند: آثار تکمیل و ارشاد در رنگ  
 پدر عالی مقدار بودہ کمال از ایشان بہ ظہور پیوست و نور ہدایت ایشان اطراف و اکناف عالم را در گرفت چنانچہ  
 این نوشتہ آن مخدوم زادہ برین مدعا شاہد عدل است۔ ب۔ بہ کرم خداوندی جل سلطانہ و بہ طفیل رسول او  
 صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم و بہ یمین توجہ حضرت پیر دستگیر قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس معاملہ تسلیک و تکمیل  
 بہ غایت سہولت پذیرفتہ و راہ وصول اقرب گشتہ و کار ڈھور بہ ایام و شہور مقرر شدہ، ہر چند بہ حسب کمیت  
 مسترشدان این معاملہ قلت دارد چہ این وقت کثرت آن را بر نہ تا بد لیکن از روئے کیفیت و ذوق افزون  
 و بیش از بیش است، یکے از مسترشدان بہ واسطہ در ہفت روز از ابتدائے تعلیم طریقہ از فنائے قلبی در خود  
 نشان می داد و چیز ہا بیان می نمود کہ گویا بہ حوالی فنائے نفس رسیدہ و فاذا ذلک تعالی اللہ یعزیزہ و اکثر مجازان فقیر کہ  
 از احوال مسترشدان خود بیان می کنند و قصص سرعت وصول کہ می گویند عقل عقیل در تحریر می ماند الخ۔ در سیر کالمین  
 نوشتہ: سلطان اورنگ زیب عالمگیر از جملہ مریدان و نیاز مندان آستانہ فیض کاشانہ حضرت ایشان است  
 و تیکہ بہ عزم حرمین شریفین برخواستند سلطان عرض کردہ کہ سلطنت ملک ہندوستان از حضرت سرور کائنات  
 علیہ افضل الصلوٰت و اکمل التحیات استدعا فرمایند کہ بہ من عنایت شود۔ فرمودند تا تو بادشاہ نہ شوی بہ  
 ہندوستان مراجعت نہ خواہم کرد۔ ہچنال بہ وقوع آمد الخ۔

عاجز گوید شیخ محمد شاہ مرہندی پسر شیخ بدر الدین مرہندی از خلفائے عالی قدر حضرت ایشان است  
 و کتاب حسنات الحرمین المعروف بہہ اقیات الحرمین در احوال سفر حرمین شریفین تحریر فرمودہ۔ نوشتہ اند۔  
 در سنہ ہزار و شصت و ہشت کہ از کلمہ محمد ۹۲ المعصوم، ۲۴، زار ۲۰۸ الشیفیع ۲۹۱ = ۶۸ = ۱۰۔ نیز معلوم  
 می گردد بہ عنایت خداوندی جل و علاطواف بیت اللہ و روضہ رسول اللہ زیارت اصحاب کبار و مزار متبرکہ  
 میسر گشت۔ و سلطان اورنگ زیب بر دست حق پرست حضرت شیخ سیف الدین بیعت شدہ بود۔ غالباً  
 این بیعت بعد از سفر حرمین شریفین بودہ۔

حضرت ایشان قدس سرہ از ملوآن و فضلیان بودہ اند۔ در حضرات القدس نوشتہ است یکے از  
 خادمان حضرت ایشان کہ در سفر و حضر ملازم آنحضرت می بود پیش این فقیر نقل می کرد کہ در ان ایام کہ حضرت  
 ایشان قدس سرہ بعد از حال حضرت خواجہ قدس سرہ بہ دار الخلافہ دہلی تشریف بردہ اند آن مخدوم زادہ بر جہان

راہمراہ گرفتہ بودند روزی حضرت ایشان بعد فراغ از حلقہ بہ حجرہ درآمدند کہ ساعتی استراحت نمایند و دیدند کہ آن مخدوم زادہ کونین برباد دادہ بر فراش آن حضرت خوابیدہ است، بہ سرعت تمام ریح القہقری نمودند خدام بہ عرض آن امام ہمام رسانیدند کہ حضرت چرا بازگشتند اگر حکم فرمایند مخدوم زادہ را بیدار کنیم تا ایشان دراز کشند فرمودند کہ از غیرت خداوندی برسیدیم و بر خود بلرزیدیم ناچار بہ اضطراب بگردیدیم کہ دوست خدا اجل و علا در استراحت است مبادا موجب ملال و کلال دے گردم۔ الخ۔ در زبدۃ المقامات نوشتہ است۔ روزی این مخدوم زادہ در آن وقت کہ درس چہارمہ سالگی بودند بہ عرض اشرف حضرت ایشان رسانیدند کہ من از خود نورے یافتم کہ تمام عالم از آن نور منور است و آن نور در ہر ذرہ از ذرات عالم ساری است چون آفتاب اگر آن فرورود عالم ظلمانی است حضرت ایشان بشارت دادہ فرمودند کہ تو قطب وقت خویش می شوی و این سخن را از من یاد دار۔ الخ۔ آنچہ حضرت مجدد قدس سرہ بشارت دادہ بودند ظہور آن بہ اتم و جہ شد در اطراف عالم فیوضات و برکات ایشان رسیدند۔ در مناقب احمدیہ نوشتہ است۔ خلفا و مستفیدان جناب ایشان بیشمار، کثرت ہدایت و افاضات کمالات باطنی کہ از توجہ علیا بہ ظہور آمدہ دلیلے است واضح بر علو شان، گویند ز صد ہزار کس بردست حضرت ایشان مرید شدند و ہفت ہزار آدم را خلافت دادہ اند۔

شاعر مشہور ناصر علی سرہندی گفتہ و در زہد سافستہ۔

چراغِ ہفت محفلِ خواجہ معصوم	منور از فروغش ہند تا روم
رود جائے کہ جا آن جا نہ گنجد	نظر بے کار ماند پا نہ گنجد
ردے ماہتابی شرع بردوش	جو صبح از پاکی باطن قطب پوش
دو عالم کرد خود را فرسش راہش	کہ شاید زیر پا افتد نگاہش
سر بر معرفت را باد شاہے	بہ فرق از فرق درویشی کلاہے
ستون بارگاہِ شرع اسلام	بہ افعالِ پیمبر گام بر گام
زہے عزت کہ ربُّ العزتش داد	کہ بر سرتاج قیومیش بنہاد
جہان قائم بہ او، او با خداوند	ز خود بگستہ با حق کرد پیوند
جہان در سایہ احسان او باد	فلک قائم بہ فرزندان او باد
بزرگ و خورد این پاکیزہ رویان	بہ خلوت گاہ عصمت پار سایان
ز صاحبزادہائے پاک گو ہر	چہ گویم چون زہر و صف اند برتر
فلک را گر چہ در عصمت رسائی است	از ایشان کردہ کسبِ پارسائی است

**قیوم** | اشتہار حضرت ایشان خواجہ محمد معصوم بہ قیوم بود۔ و قیوم درین عالم خلیفہ حق است جل و علا و نائب  
مناب او، اقطاب و ابدال در دائرہ ظلال او مندرج اند و افراد او تا دور محیط کمال او مندرج، افراد  
عالم ہمہ بہ وے روئے دارند و قبلہ توجہ جہانیان اوست دانند یا نہ دانند بلکہ قیام عالم بہ ذات اوست، چونکہ افراد عالم  
مظاہر اسما و صفاتند۔ و ذاتے در میان شان کاین نیست ہمگی اعراض اوصاف اند و اعراض و اوصاف را از ذات و  
جوہر چارہ نیست تا قیام شان بہ آن بود۔ لہذا سنتہ اللہ جاری است کہ عارفے را نصیبے از ذات ارزانی داشته  
ویرا ذاتے عطامی فرمایند کہ بہ حکم نیابت و خلافت قیوم اشیاء می گردد و اشیاء بہ وے قائم می باشند۔ این چنین  
ذات عارف را حضرت شیخ اکبر قدس سرہ نام قطب لاقطاب دادہ و حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ویرا قیوم فرمودہ  
اند مولوی محمد اسماعیل بن عبدالغنی بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ جمیعاً در عقبہ بیستم از مقدمہ کتاب عمقا  
نوشته اند۔ اتفق اهل الکشف والوجدان و آرباب الشہود و العرفان المؤمنین بالبراہین  
العقلیۃ و الاشارات النقلیۃ علی ان القیوم للکثرات الکونیۃ و احد شخصی۔ الخ یعنی اصحاب  
کشف و وجدان و خداوندان شہود و عرفان کہ بہ برابری عقلیہ و اشارات نقلیہ مؤیدان دیرین امر متفق اند کہ برائے  
کثرات کونیہ شخص واحد قیوم است۔ ہر چہ این دو بزرگواران فرمودہ اند آن مسلک اہل عرفان است قاطبہ۔  
بعض افراد را بر تسمیہ حضرت مجدد قدس سرہ اعراض است۔ کہ قیوم از اسمائے الہیہ است۔ دگر  
را بہ این نام و صفت موسوم کردن بے ادبی است۔ لہذا بعضے از معترضین چون بیان حضرت مجدد قدس سرہ  
می شنوند حوقلمی خوانند و بعضے را کلمہ استرجاع بر زبان می آید چونکہ این افراد از دقائق علمیہ بے خبر اند معذور  
اند ایشان فکر نہ کردند کہ غنی، علیم، قادر، قہار، جبار، رؤف۔ رحیم، سمیع، بصیر و غیرہا من الاسماء المبارکہ۔ از  
اسماء الہیہ اند و بدون ادنی تردد بندگان را بہ این اوصاف و اسماء متصف می کنند۔ اگر در اتصاف بہ این اسماء  
مبارکہ قباحتی نیست در اتصاف بہ اسم مبارک قیوم قباحت از چہ آمد۔ اگر این جماعت معترضین تفسیر آیت  
شریفہ۔ قُلْ اَدْعُوا اللّٰهَ اَوْ اَدْعُوا الرَّحْمٰنَ۔ را مطالعہ کنند، از دل و جان معترف فضل و کمال حضرت مجدد  
شوند قدس اللہ سرہ۔ عا جز گوید من حیث المعنی و نظر الی۔ تَخَلَّقُوا بِاِخْلَاقِ اللّٰهِ۔  
تسمیہ حضرت مجدد نہایت درست و صواب است۔

حق تعالی حضرت مجدد را این مقام اعلیٰ کہ مقام خلافت است بخشیدہ بود و در او اواخر ۱۰۲۲ھ این  
مقام بہ حضرت خواجہ محمد معصوم عطا کردہ شد کہما اخبرنا السید المجدد قدس اللہ اسرارہما و اللہ دَرُ الْقَابِلِ۔  
آں کہ نامش بزبان بر دلم از بے ادبی است ؛ گرچہ ذرات تنم جملہ بہ نامش گویا است  
لیک زانجا کہ زبان نیز سعادت طلب است ؛ گر بہ این نام شریفش نہ رسام ز جفا است

قطبِ حق ہادی دین خواجہ محمد معصوم ؛ آن کہ پیشش بہ توضیح قدرِ افلاک و سما است  
ظاہرِش جملہ بہ انوارِ شریعت روشن ؛ باطنش جملہ بہ اسرارِ حقیقت و انا است  
قطع شد بر قدرِ قد اوجِ خلعتِ قیومیت ؛ آرزے این خلعتِ فاترہ چہین زیبا است  
قدسنا اللہ سبحانہ لسره الاقدس و افاض علینا من فیوضاتہ و فتوحاتہ و برکاتہ۔

**اولادِ مبارک** | حق تعالیٰ حضرت ایشان را شش پسر اور صیغہ اللہ ۲۔ حجۃ اللہ و نقشبند ثانی، ۳۔ عبید اللہ  
(مروج شریعت)، ۴۔ محمد اشرف، ۵۔ شیخ سیف الدین، ۶۔ محمد صدیق پنج دختر، ۱۰۔ امین اللہ  
۲۔ عائشہ، ۳۔ عارفہ، ۴۔ عاقلہ، ۵۔ صفیہ۔ عنایت کردہ بود۔

**مکاتیب شریفہ** | در زبده المقامات نوشتہ مخفی نہ ماند کہ این مخدوم زادہ را غایت اطلاع است  
بر اسرار و معارف پدر بزرگوار خود چہ آن معارف کہ داخل مکتوبات گردیدہ و چہ غیر آن  
اسرار خاصہ کہ در خلوات از زبان مبارک آنحضرت شنودہ اند الخ۔ و شیخ بدر الدین ابن مضمون را بہ تغیر سیر در  
حضرت القدس نوشتہ۔ حضرت ایشان معارف حضرت مجدد و در مکتوبات خود بیان فرمودہ اند مکتوبات ایشان  
نیز سہ دفتر است در دفتر اول ۲۳۹ مکاتیب اند و این دفتر در مطبع نظامی کانپور در سنہ ۱۳۰۳ طبع شد۔ و دفتر  
۵۸۴ مکاتیب اند و این دفتر در سنہ ۱۳۲۲ مطابق سنہ ۱۹۰۶ء در ظہور پریس لدھیانہ طبع شدہ، و در دفتر سوم ۲۵۲ مکاتیب  
اند و این دفتر تقریباً پنجہ سال پیشتر مولوی نور احمد آتسری طالع مکتوبات قدسی آیات محترم امام ربانی طبع کردہ۔

**نماز جنازہ** | امامت نماز جنازہ ایشان حضرت محمد مصطفیٰ برادر خود حضرت ایشان کردہ۔ اجتماع خلائق بہ حدسے بودہ  
کہ در تعداد نیاید۔ و بہ وقت دفن آسمان بہ شدت اشکبار بود۔ و بہ جهت غربت قبہ حضرت مجدد قدس  
ندرے بہ فاصلہ حضرت ایشان را دفن نمودند۔ و فیما بعد قبہ عالی بر مزار مبارک ایشان ساختہ شدہ

تواریخ وصال: سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ گفتہ۔

قیومِ جہانِ خلیفۃ اللہ دانندہ رازِ ہائے مکتوم  
در دائرہ وجود تا بود بودش بہ جہان مثالِ معدوم  
تاریخ وصالِ او خرد گفت رفتہ ز جہان امامِ معصوم  
ناصر علی رحمہ اللہ گفت

چراغِ خاندانِ نقشبندان فروغِ دین احمد خواجہ معصوم  
بہ سونے گلشنِ جنت قدم زد ازین دیران رباط کهنہ بوم  
طلب کردم ز دل سالِ وصالش ندآمد ز عالم رفتہ معصوم



## بابائے ہفتم حضرت شیخ سیف الدین قدس

اسم گرامی ایشان سیف الدین است، چونکہ از خورد سالی امر بمعروف وہی از منکر می فرمودند لہذا قبلہ گاہ ایشان بہ خطاب مُتَّسِبُ لَامِ ایشان را نواختند و چونکہ در حیات حضرت والد بزرگوار خود مرجع خاص عام شدند بزبان خلاق پسر سلطان الاولیاء اشترہار یافتند۔ ولادت حضرت ایشان در دارالارشاد سرہند بود۔ در سال ولادت و وفات اختلاف است۔ شیخ صفرا احمد کہ خواہر زادہ ایشان است در کتاب برکات معصومی و شاہ رؤف احمد در جواہر علویہ سال ولادت را ۱۰۴۹ھ (۱۶۳۹ء) نوشته اند۔ و در روضہ قیومیہ و مناقب احمدیہ و انساب الطاہرین و سیر الکاملین ۱۰۵۵ھ (۱۶۴۵ء) نوشته۔ و وفات حضرت ایشان در سرہند بودہ۔ در برکات معصومی و جواہر علویہ نوشته اند۔ شب بستم شہر جمادی الاولیٰ در ۱۰۹۶ھ (۲۵ اپریل ۱۶۸۵ء) ازین دار پرطال در گذشتند۔ در جواہر علویہ بجائے جمادی الاولیٰ۔ ماہ جمادی الآخرہ تحریر یافتہ است۔ در تاریخ وصال اختلاف نسبت و در روضہ قیومیہ و مناقب احمدیہ و انساب الطاہرین و سیر الکاملین صرف سال وفات ۱۰۹۵ھ نوشته۔ بہ حساب برکات معصومی عمر شریف ایشان چہل و ہفت سال بود و مادہ تاریخ وفات "ہے ہے ستون دین افتاد" است، و بہ حساب روضہ قیومیہ و مناقب احمدیہ و مناقب ایشان چہل سال بودہ، نزد عاجز روایت برکات معصومی شایان اعمال است، یہ مولف این کتاب خواہر زادہ حضرت ایشان بودہ و صاحب البیت ادری بمآئید مشہور مقولہ است۔ قیوم جہان حضرت خواہر محمد معصوم قدس سرہ را پروردگار شش سپر عنایت فرمود ہر یکش از کمال اولیائے پروردگار و مصداق "لَا یُذَرُّ رِیْ اَوْلَیِّ خَیْرًا اَمْ اِخْرَہُ" بودہ قدس اللہ اسرارہم۔ حضرت ایشان فرزند نجم حضرت خواہر محمد معصوم بودند، سیمائے رشد و ہدایت و آثار قیومیہ از خوردی برجین مبارک ایشان ظاہر بود۔ در برکات معصومی نوشته۔ بعد ازین کہ مخدوم زادہ مذکور بہ سن تعلیم و تعلم رسیدند در اندک مدت قرآن مجید را خواندہ بہ کتب متداولہ پرداختند و معاملہ حال از ایام طفولیت بہ کمال رسانیدند گویند یازدہ سالہ بودند کہ حضرت ایشان بہ بشارت فنائے قلب ولایت صغریٰ کہ درجہ اولیٰ است از درجات ولایت مشرف ساختند بہ حدی کہ در ہم سالان ایشان کہ بنی اعمام و عمات ایشان بودند موجب غبطہ گردیدند و پیش از ایام بلوغت بشارت فنائے نفس و ولایت کبریٰ گردیدند۔ و نوشته "در عنفوان شباب مقبول ہولائے ذی الجلال گردانیدہ ہمت ایشان مصروف بہ اجرائے احکام شریعت و از یاد رونق دین و ملت گردیدہ، حضرت حق سبحانہ بہ موافق ہمون ہمت کہ مقرون نیت صالحہ بودہ ایشان را در حضور والد بزرگوار ایشان

براعلیٰ رتبہ ارشاد رسانیدہ "نوشتہ۔ بعد ازین کہ حضرت ایشان بعد الحاح و طلب بادشاہ خلد مکان بلکہ بہ موجب الہام رحمان آن مخدوم زادہ را رخصت و اجازت حضور لازم السرور برائے ارشاد خلیفہ وقت و دیگر طالبان فرمودند۔۔۔۔۔ حضرت ایشان را یک دفتر مکتوبات است کہ فرزند اکبر ایشان حضرت محمد اعظم قدس اللہ سرار ہما جمع نمودہ و دیباچہ نوشتہ اند اختتام و بیجاہ بر این اشعار است۔

زہے این نامہ ہائے رشد فرجام	کہ در آغاز او پیدا است انجام
معارف آن چنان درمے ہجوم است	کہ گوئی آسمانے پیر نجوم است
درو تابندہ انوار الہ است	کہ از مے مقتبس خورشید و ماہ است
طریق احمدی از وے منور	مشاہم طالبان از وے معطر
لباس رہنمائی دربر او	رجوع پارسائی بر در او
نہ می گویم کہ مدح او نمودم	ز مدحش اعتبار خود فرودم
امامے کو بود معصوم از عیب	کتاب مستطاب فیہ لاریب
حقائق از مضامینش شگفتہ	رموزش از مخالف رو نہفتہ
زیبفش دین احمد است نصرت	وزا انا ففتحنا ہست مدحت
حقائق اندر و گردیدہ مستور	بہ رنگ اسم اعظم گشتہ مستور
بود تا گرم بازار ہدایت	بہ دوران تا رسد فیض عنایت
الہی باد ہادی طالبان را	حیات تازہ مرروح و روان را

جناب ایشان در مکتوب ہشتاد و سوم بہ صوفی سعد اللہ کابلی تحریر فرمودہ اند۔ بادشاہ بہ دخول طریقہ علیہ مشرف گشتہ بسیار متاثر گشت، سہ صحبت با حضرت ایشان داشت چون شاہ جہان وفات یافت، بہ جہت ضرورت وجہ اکبر آباد گشت دیگر از ہجوم اہل طلب کہ مانند مور و بلخ غلو دارند چہ نوسید کہ از حیثہ نوشتن خارج است الخ۔ در مکتوب صد و چہل و دوم بہ شیخ محمد باقر لاہوری تحریر فرمودہ اند۔ پادشاہ دین پناہ شب شنبہ کہ سوم این ماہ باشد بہ منزل فقرا آمدہ از قسم اطعمہ بے تکلفانہ آنچہ حاضر بود تناول فرمودند و صحبت طولانی گشت و مجلس سکوت نیز در میان آمد معاملہ بقارابہ و ضوح تام می فرمایند کہ مدرک می گرد و مبدأ تعیین خود را صفت علم یافتہ، وسعتہ در لطیفہ اخفی و مناسبت بہ آن و از حقوق صفات بہ اصل از مدتے ظاہر می سازند، شاہزادہ سلطان محمد اعظم بہ ترغیب دلالت بادشاہ بہ دخول طریقہ علیہ مستعد گشتہ و احوالش بہ غایت بلند است از ذکر لطائف و ذکر سلطانی و وسعتہ در قلب نشان می دہد، بادشاہ اظہار شکر این معنی می نماید

وازاحوال شاہزادہ خیرگیران است۔ الخ۔ ودر مکتوب پنجاہ و دوم بہ شاہزادہ سلطان محمد معظم بیان فضیلت ذکر خفی و مزیت دوام حضور کردہ اندورین خط نوشتہ اند۔ ذکر اسم ذات و طریقہ آن بالمشافہہ بیان کردہ شد از کیفیت آن اطلاع بخشند عمدہ آن است کہ ذکر ملکہ دل می گرد و وصفیت لازمہ او شود چنانچہ سمع صفت سامعہ و بصر صفت باصرہ الخ۔ ودر برکات معصومی نوشتہ: "غلبہ ارشاد بہ حدی مجیط الآفاق گردیدہ کہ بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کہ بہ اخلاص تمام مرید شدہ بود روزی بر دروازہ شریفی از کثرت از دعای دستار از سرافتاد چون این مقدمہ بہ عرض بادشاہی رسیدہ شکرانہ الہی بہ تقدیم رسانیدند کہ در عہد مبارک ما این چنین شیخ صاحب کمال بہ منصفہ منظر آور آمدہ" الخ۔ و نوشتہ: "روزی محمد اعظم شاہ دعوت آنحضرت نمودہ اند از غایت اخلاص آفتاب بہ دست خود آورده ایشان برادر بزرگ خود را حضرت محمد اشرف راقدس سرہ کہ در ان ایام نیز تشریف ایشان در حضور بودہ در دعوت شریک خود فرمودند ہر گاہ شاہزادہ بہ فکر شستادن دست ایشان بہ دست خود گشت، ایشان آن آفتابہ را از دست بادشاہ زادہ گرفتہ خود اولاد دست برادر خود شستند بعد از ان بہ بادشاہ زادہ مرحمت کردند تا دست ایشان شستند" الخ۔ و نوشتہ اند: "حضرت ایشان دقیوم جہا خواجہ محمد معصوم، را غلبہ ارشاد مخدوم زادہ عالی نژاد خیلے مرغوب الطبع گردیدہ، در ایام بودن ایشان در شاہجہان آباد حضرت وحدت قدس اللہ سرہ کہ فرزند رشید حضرت خازن الرحمہ قدسنا اللہ بسره الاقدس و بہ کمالات بلند معنی ارجمند پیراستہ و بہ زبان آوری و لب و لہجہ شیرین گفتار آراستہ نیز درین بلدہ بودند حضرت ایشان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر ہا در حرم محترم می فرمودند کہ سبحان اللہ عبد الاحد باین شیرینی کلام موصوف است و سیف الدین بہ این تمکین و قار معروف و قبولیت بہ این نصیب گشتہ خوش گفت ہ

بہ مقبولی کسے را دسترس نیست قبول خاطر اندر دست کس نیست

و بعد از تشریف بہ وطن مالوف دیگر از خدمت حضرت ایشان جدا نہ گردیدند و در حضور لامع النور اخذ کمالات صحبت کہ ہر روز در ترقی بود بہ کمال حلاوت و طہری نمودند و بعد از ایام وصال حضرت ایشان بانی روغنہ منورہ فی الحقیقت ایشان اند ہر چند بنا بہ اعتبار ظاہر روشن آرا بیگم رحمہما اللہ سبحانہ نمودہ است اما چون بادشاہ زادہ مذکورہ بہ توسل ایشان انتساب داشتہ و در محبت ایشان بے نظیر بودہ و بہ اشارات ایشان بہ این دولت رسیدہ، پس بہ حکم "الدال علی الخیر کفایعید" این کار از ایشان استوار است چنانچہ بالائے روغنہ معظمہ نیز بیتے از ان ابیات مرقوم شاہد این مدعا است ہ

اوز سیف الدین محمد مقتدا یافت سوئے این سعادت اہتدا

و عرہائے حضرت ایشان بہ شان تمام در ہر عام بشوق مالکلام بخود متعلق گردانید حتی المقدور شرکت غیرے دین امر

رفع القدر تجویزی می فرمودند بالجمله در جمیع اطوار و افعال جانشینی حضرت ایشان کما ینبغی نمودند و بعد از آن ہم صحبت ہائے شائستہ بہ بادشاہ دست دادہ و بہ موجب طلب در حضور رسیدند و باز بہ وطن مراجعت نمودند خدمت حضرت والدہ کریمہ خود بعد وصال حضرت ایشان بہ وجہ اہل حق بہ تقدیم رسانیدند۔<sup>۱</sup> در سیر الکاملین نوشتہ: حضرت ایشان را شوکت ظاہری بسیار بود۔ مجال سلاطین و امرانہ بود کہ بہ حضرت ایشان لب کشائی یا حرف زنند و دست بستہ بہ آداب تمام استادہ می بودند آن قدر ہجوم مردم در حلقات ذکر و مراقبہ می شد کہ از نشستن نظر بہ ہر کس نہ می رسید حضرت ایشان بر کرسی نشستہ انظار قدسیہ بہ حال مستفیدین می فرمودند یک ہزار و چہار صد کس در خانقاہ شریف طالبین حق سبحانہ می بودند ہر کس را موافق فرمایش طعام می رسید۔<sup>۲</sup> نوشتہ اند کہ شوکت ظاہری ایشان را دیدہ بعض افراد گفتند حضرت شیخ تکر دارند چون این قول بہ مسامح شریف حضرت ایشان رسید فرمودند تکر ما از کبریائی اوست جل جلالہ و گرنہ من همان خاکم کہ بودم۔ در برکات معصومی نوشتہ: جماعت کثیر از صغیر و کبیر و رجال و نسا و اماراد قرار از فیض آن حضرت شاداب گردیدہ، ہر کس بہ موافق نصیبہ خود نعمت برداشتہ و کام روائی اہل حوائج علی الخصوص کہ از اہل حقوق باشند در آن مدت بہ نوعی بہ حصول پیوستہ کہ تا امروز طب لسان شکر عطیات و تفضلات ایشانند و صلہ رحمی بر بنات و اخوات و دیگر قریبات زیادہ از آنچه مشروح قلم تواند شد بہ کاری بردند و آداب بزرگان و برادران خود غیر متوقع بہ وقوع پیوستہ۔<sup>۳</sup> نوشتہ: تشریف حضرت حجۃ اللہ قدسنا اللہ سبحانہ بسره جانب سفر حجاز اتفاق یافتہ و آن حضرت بہ جهت مشاہرت یک مرحلہ کاملہ ہمراہ آمدند وقت وداع حضرت حجۃ اللہ فرمودند کہ عمر بہ اخیر رسیدہ است باید کہ بر احوال فرزندان این جانب البتہ مہربانی مبذول خواهند داشت۔ بہ ایشان در جواب گفتند کہ امید از فضل چنان است کہ عمر حضرت بہ سن کثیرہ و قانا پیدا ما بر خود این امید مطلق نہ مانده است، فرزندانم رجا مند عنایت شما یند، همچنان شد کہ ملاقات اخوین کہ باز دست نہ داد و واقعہ آن حضرت بہ وقوع پیوست و حضرت حجۃ اللہ نوزدہ سال بعد از وصال ایشان بہ قید حیات بودند سبحان اللہ طرفہ اندام جلوه گر گشتہ است و دو اہمرا کا بردار بہر کف خود برداشتہ است فاقمہ و لات کمن من القاصیین۔<sup>۴</sup> عاجز گوید کہ این قصد روم از سفر حجاز بودہ کہ حضرت محمد نقشبند حجۃ اللہ در ۱۰۹۵ ہجری مکررہ بود و از وجہ غیر مامون بودن سفر آبی از حیدرآباد معاودت فرمودہ بودند و لطف برکات معصومی ہر واقعہ را بہ عنوان احمری نوید تہذام را از دو احمرد و واقعہ است در عمدۃ المقامات در احوال قیوم جہان حضرت محمد معصوم قدس سرہ نوشتہ کہ عبدالملک از فقرائے مبتدع تسخیرات از خواندن اسمائے سیفی بہم رسانید بود، حضرت ایشان یک روز قبل از رحلت خود فرمودند عنقریب فرزندنی سیف الدین اورا منہدم و ناچیز خواہد نمود۔ فوقہ کما اخبیرا<sup>۵</sup> انتھی ماخصصا۔ در برکات معصومی نوشتہ: وضع

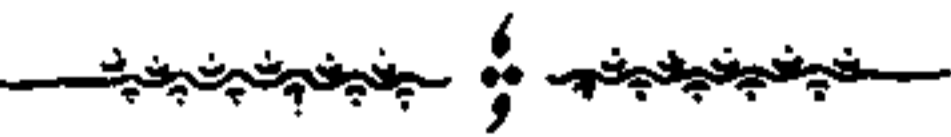
شریف آن حضرت از مدتی چنان بودہ کہ در نصف شب جمیدہ بر روضہ مقدسہ حضرت مجدد الف ثانی بہ شوقی تمام می رفتند و گرد آن مقدمہ نورہ اللہی گشتند و می فرمودند: سگ در گاہ مجدد الف ثانی ام۔ و گاہے بہ این عبارت می گفتند کہ: سگ در گاہ بندگی شیخ احمد کابلی سرچندی ام۔ و ہنگامے بر روضہ معظمہ حضرت ایشان بہمان وقت لیل رفتہ این بیت بہ شورش تمام می خواندند۔

من کیستم کہ با تو دے بتدگی کنم چندین سگان کوے تو یک کمترین منم  
قاعہ شریف چنان بود کہ بین الظہر والعصر اخوت کریمات راجع فرمودہ بہ دستور حضرت ایشان قدس سرہ حدیث شریف می خواندند و روزے کہ مقدمہ موت ایشان بود چون کتاب را غلاف کردند یکے از حضرات معروض داشت کہ بیشتر ہم بخوانید فرمودند کہ بیشتر از محمد اعظم خواهند شنید چنانچہ ہچمان شد کہ آن روز گذشت و بہ شب آن حضرت ارتحال فرمود۔ شیخ صفرا احمد بن فضل اللہ مخدومی ہمیشہ زادہ حضرت ایشان قدس سرہ در برکات معصومی نوشتہ: فقیر با وجود خورد سالی آن معرکہ را بہ وجہ احسن در خاطر دارم و شہرتے کہ در ہمان وقت بین الناس انتشار یافتہ بود ذہن نشین است، اما بعد از کلان سالیہا ہم از اکثر مردم شنیدم کہ جنازہ آن حضرت قدس سرہ بالائے ہوامی رفت و ہر چند مردم بہ قصدی جنتند دست کم کسے بہ آن می رسید و بعد از رسیدن بہ روضہ خود بہ خود فرود آمد۔ روضہ منورہ ایشان از روضہ حضرت مجدد بہ سمت جنوب قدرے بہ فاصلہ در یک باغ واقع است۔  
طوبی لمن زادھا۔ مادہ تاریخ ایشان را کسے چنین نظم کردہ است۔

مصدر درع شیخ سیف الدین بود سلطان عالم ارشاد  
چون بہ جنت برفت از دنیا آب تقویٰ وز ہد شد بر باد  
سال تاریخ و صل آن حضرت گشت ہے ستون دین افناد = ۱۹۶۷

اولاد ایشان | حق تعالی حضرت ایشان را ہشت بیسروش دختر عنایت فرمود۔  
فرزندان = (۱) محمد اعظم (۲) محمد شعیب (۳) محمد حسین (۴) محمد علی (۵) محمد موسی  
(۶) محمد کلمتہ اللہ (۷) محمد عثمان (۸) عبد الرحمن۔

دختران = (۱) جنت (۲) حبیبہ (۳) سائرہ (۴) شہری (۵) رفیع النساء (۶) زہراء،  
مرحمتہ اللہ تعالی علیہم اجمعین۔



## بابائے ششم حضرت محمد علی قدس سرہ

حضرت ایشان فرزند چہارم سلطان الاولیا حضرت شیخ سیف الدین اندر برغے از علوم پیش حضرت والد ماجد خواندہ بودند کہ حضرت ایشان رحلت فرمودند۔ فیما بعد از حضرت برادر کلان محمد اعظم اسکمال علم ظاہر و باطن فرمودند۔ در برکات معصومی نوشتہ۔ شاعر و فاضل اندر در جودت طبع مشہور۔ ہر کجا باشد خدا یا بہ سلامت دار و در جواہر علویہ نوشتہ است۔ عالم و شاعر و ذہین و صوفی و اہل نسبت بودند۔ در سنہ ہزار و صد و پنجاہ و قات یافتند۔ و در رسالہ سیر الکا ملین نوشتہ است۔ ولادت ایشان در مایہ یازدہم است بعد ہزار و ہفتاد، عالم بودند علم ظاہر و باطن، تحصیل علوم از خدمت والد ماجد و برادر کلان شیخ محمد اعظم فرمودہ بودند، در علم و علم و فضل و تقویٰ مستثنیٰ روزگار بودند، روزے عالمگیر یاد شادہ در خدمت حضرت ایشان حاضر شد، دید کہ جامہ باریک پوشیدہ اند عرض نمود کہ در میان مردم این حدیث مشہور است۔ مَنْ رَقَّ ثَوْبُهُ رَقَّ دِينُهُ۔ حضرت ایشان در تحقیق این حدیث رسالہ نوشتند و مَوْضُوعِيَّتِ این حدیث را از کتب معتبرہ اثبات کردند، و پیش سلطان وقت فرستادند، سلطان بہ کمال علمیت ایشان مقرر شد۔ در سنہ ہزار و یک صد و پنجاہ و سہ وفات یافتند و در قبہ والد ماجد خود مدفون شدند۔ رَفَعَ اللهُ قَدْرَهُ فِي أَعْلَى الْجَنَانِ۔

**اولاد** حضرت ایشان را سہ پسر و یک دختر بودہ۔ (۱) رفیع القدر (۲) عزیز القدر (۳) عظیم القدر و عمدۃ الناس۔

## بابائے پنجم حضرت عزیز القدر قدس سرہ

ولادت حضرت ایشان در سنہ ہند شریف بودہ، در سیر الکا ملین نوشتہ۔ ولادت ایشان در آخر مایہ یازدہم بود و وفات در مایہ دوازدہم، عالم و عامل و فاضل و اکمل بودند، تلمذ در ظاہر و باطن از والد ماجد خود داشتند و بر طریقہ شریفہ آباء کرام بہ کمال استقامت مستقیم بودند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَقَرَّبَهُ لِدِينِهِ۔ حضرت جد ماجد در انساب الطاہرین نوشتہ اند۔ بہ پنجم ربیع الاول ۸۳۲ھ ہزار و یک صد و ہشتاد و سہ رحلت فرمودہ۔ و شاہ رؤف احمد در جواہر علویہ سال وفات یک ہزار و یک صد و ہشتاد و ہفت نوشتہ و بر ہامش کتاب ہدیہ احمدیہ در انساب حضرات مجددیہ نوشتہ است مسموع شدہ است کہ ایشان در قصبہ نجیب آباد از اضلاع بجنور مدفون اند۔

**اولاد** حضرت ایشان را از دو زوجہ یکے عشرت دختر الوار اللہ سعیدی و دیگر اکرام النساء بنت ابن عم ایشان سہ پسر و سہ دختر بودہ۔ (۱) حفیظ القدر از زوجہ اولی (۲) احمد معصوم (۳) صفی القدر از زوجہ ثانیہ۔

(۱) سمرہ (۲) جمیلہ (۳) فصیح النصار۔ احوال بنات معلوم نہ شد کہ از لطن کد این زوجہ اند۔ رَحْمَهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا۔

## بابِ چہارم حضرت صفی القدر قدس سرہ

در سیر الکاملین نوشتہ است: "حضرت شیخ محمد صفی القدر فرزند رشید حضرت شیخ عزیز القدر بہتند، ولادت شریف ایشان در سہزادہ سنہ یک ہزار و یک صد و شصت و شش بہ وقوع آمد تحصیل علم ظاہری از علمائے وقت و از والد ماجد فرمودہ اند و کسب سلوک باطنی نیز از خدمت پدر عالی قدر کردہ اند، عالم با عمل کثیر العبادات و الطاعات و الوظائف و الأوراد بہ حدی بودند کہ یک لمحہ از ان فراغت نہ داشتند و استقامت بر شریعت و طریقت تا حد نہایت داشتند، امر بالمعروف و نہی عن المنکر بلا خوف، خواہ امیر باشند خواہ فقیر می فرمودند: **كَانَ لَا يَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةً لَا بَعْجَ۔** ہر کس را کہ خلاف جادہ شریعت می دیدند، بے تماشائی و بے تأمل، خواہ بہ دست خواہ بہ زبان، زجر می کردند و در زہد و تقویٰ عدیم النظیر فی الامثال بودند، نواب نصر اللہ خان رئیس رامپور ہر چند خواست کہ منصب نیابت قبول کنند، از کثرت و وسع جواب صاف دادند، وقت رحلت بہ فرزند خود حضرت شاہ ابوسعید، فرمودند: **حَجِبَ بِالْكَلِّ مَرْتَفِعٌ كَثُتُنْدُ** و چون قاری بہ آیتہ شریفہ **فَاذْخُلِي فِي عِبَادِي وَاذْخُلِي جَنَّتِي** رسید، جان با جانان سپزند، **وَكَانَ ذَٰلِكَ لِحَمْسٍ وَعِشْرِينَ خَلَّتْ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةِ اَلْفٍ وَمِائَتَيْنِ وَسِتِّ وَثَلَاثِينَ**، **تُوْفِيَ فِي بَلَدَةٍ لَّكُنُوْدُ فِيهَا رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ** " و محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبد الغنی در رسالہ **هُوَ الْغَنِيُّ**، ضمیمہ مقامات مظہری بر صفحہ ۵۹ نوشتہ اند۔ اول ارادت بہ خدمت والد ماجد خود (حضرت صفی القدر) آوردند، اوشان بر طریقہ آبانے کرم خود مستقیم بودند و ترک دنیا و انقطاع غالب داشتند بہ حدیکہ نواب نصر اللہ خان آرزو نمود کہ عہدہ بخشگیری قبول فرمایند مگر بہ معرض قبول نیفتاد، دامنہ اشتغال و اوراد خود مصروف بودند، ذوق بہ علم حدیث شریف داشتند از اہل فسق و فجور معروض بودند، وفات شان دو شنبہ بسبت و پنجم شعبان سنہ یک ہزار و دو صد و سی و شش ہجری در بلدہ لکنو واقع شد، تاریخ وفات آن حضرت **فَاذْخُلِي جَنَّتِي** است، سید احمد صاحب مولوی اسماعیل شہید و دیگر اعزہ تجہیز و تکفین بر خود گرفتند، در راہ عریضے یعنی چھپرے کسے سوختہ افتادہ بود نعش شریف را بر آتش بردند کسے را آسیب نہ رسید، حضرت جد ماجد در انساب الطاہرین نوشتہ اند کہ حضرت ایشان چون از تہجد فارغ می شدند اہل خانہ را بیداری کردند تا نماز تہجد بخوانند در توکل بے نظیر بودند، مزار مبارک ایشان بیرون دروازہ اکبری کہ اندرین روز ہا آن جائے را چوک گویند بالائے پتھے در زاویہ مسجد صغیر واقع است **رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَقَدَّسَ سِرَّهُ۔**

زوجہ حضرت ایشاں فیض جہاں بنت مولوی محمد رشید بن محمد ارشد بن فرخ شاہ سعیدی مجددی بوده  
قدس اللہ اسرارہم۔ واز بطن ایشاں یک پسر ابو سعید زکی القدر و دو دختر صفیہ و امۃ العزیز پروردگار عطا فرمود

## باب سوم حضرت شاہ ابو سعید زکی القدر

اسم گرامی ایشاں زکی القدر است کما فی انساب الطاہرین و کنیت ابو سعید۔ ولادت با سعادت بہ دوم  
ذی العقدہ ۱۱۹۱ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۷۷۲ء در مصطفیٰ آباد رامپور بوده۔ سال ولادت از حافظ و عالم دولی باوا <sup>ست</sup> ظاہر  
وفات بہ روز شنبہ یکم شوال ۱۲۵۱ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۸۳۵ء شدہ بامر شریف بہ اعتبار سنین قمریہ ۵۳ سال،  
دہ ماہ بست و ہشت روز بہ اعتبار سنین شمسیہ پنجاد و دو سال و سہ ماہ و بست و دو روز بوده۔

دہ سالہ بودند کہ قرآن مجید را حفظ کردند چون بہ عمر نوزدہ سال رسیدند از تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ  
یعنی فقہ و حدیث و تفسیر و منطق و غیرہ از علمائے زمانہ مثل مفتی شرف الدین و مولوی رفیع الدین فرزند شاہ ولی اللہ  
و خال خود مولوی سراج احمد بن مولوی محمد رشید حاصل نمودند و اجازت علم حدیث شریف از خال خود و از حضرت  
شاہ عبدالعزیز حاصل فرمودند۔ و از قاری سیم علیہ الرحمۃ فن تجوید حاصل کردہ در تلاوت قرآن مجید یکائے وقت  
گشتند می فرمودند بہر حسن تجوید خود چندان اعتماد نہ بود تا آنکہ در حرم محترم اہل مکہ تحسین قرأت من نمودند و مشق  
خطاطی از کاتب شہیر کلو خاں کردند۔ چنانچہ قرآن مجید را نوشتہ و وقف می فرمودند۔ عاجز بہ روز شنبہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۲۳۸ھ  
مطابق ۸ اپریل ۱۹۱۶ء در رباط حضرت شیخ محمد مظہر سدس سرہ در مدینہ منورہ بہ زیارت آن مصحف مبارک  
مشرف شد کہ حضرت ایشاں قدس سرہ بہ ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۲۳۸ھ از کتابت آن فارغ شدہ اند کل صفحات آن  
ہشت صد و ہشتاد و ہشت اند و در ہر صفحہ نہ سطور اند۔

کیفیت کمالات ظاہر و باطن از آیام صبا در ذات شریف مرئی گشت۔ شاہ عبدالغنی از حضرت  
ایشان نقل فرمودہ کہ: ”در او اہل عمر بہ حسب اتفاق در بلدہ لکھنؤ معیت میان ضیاء النبی کہ از اقارب بودند  
گزر واقع شد، در مکانے فروش شدیم در راہ آمد و رفت کہ در مسجد برائے نماز می رفیقیم در ویشتے بود کہ اکثر ستر بہنہ  
می داشت۔ مگر بہ وقت آمد و شد من ستر عورت خود می کرد۔ کسے پرسید کہ ترا چہ شد چون ایشاں را می بینی ستر می کنی،  
گفت وقتے باشد کہ ایشاں را منصبے حاصل شود کہ مرجع اقارب خود گردند۔ حضرت ایشاں را در زمانہ تحصیل علم  
ظاہر ارادہ خدا طلبی پیدا شد، از والد بزرگوار خود کمالات باطنی حاصل کردند۔ حضرت والد بہ حضرت ایشاں فرمودند  
اے فرزند مرغ ہمت تو بلند پرواز افتادہ است لہذا از خلفائے خاندان خویش تکمیل نسبت نمایند۔ لہذا  
حضرت ایشاں رجوع در خدمت حضرت شاہ درگاہی کردند کہ در رامپور بہر مسند ارشاد حضرت حافظ جمال اللہ



خلیفہ حضرت سید قطب الدین خلیفہ حضرت خواجہ محمد زبیر قبلہ عالم قدس اللہ اسرارہم بودند، در طریقہ قادریہ مجددیہ بیعت کردند تا دوازده سال ملازم خدمت بابرکت شاہی در گاہی بودند درین ایام ریاضات و مجاہدت شاقہ کد و اہم الصَّوْمِ و لُزُومِ السَّهْرِ و تَرَاکِ اللَّذَائِتِ - بر خود لازم گرفته بودند شاہ در گاہی ایشان را بخلعتِ خلافتِ خاصہ خود و اجازتِ مُطلقہ نواختند و قائم مقام خود فرمودند صد ہا افراد بہ توجہاتِ عالیہ ایشان بہ درجا علیا رسیدند مع ذلک می فرمودند چون مکتوبات شریفہ را مطالعہ می کردم می یافتم کہ تا این دم کمالاتِ نسبت احمدی مجددی حاصل نہ شدہ است، چنانچہ بہ دہلی تشریف آوردند و مکتوبے بہ پانی پت در خدمت حضرت قاضی شہار اللہ فرستادند کہ خواہش استفادہ باطنی دارم حضرت ایشان بہ ایشان نوشتند کہ شاہ بہ خدمت حضرت شاہ غلام علی برسید چنانچہ جناب ایشان بہ خدمت حضرت شاہ صاحب رسیدند و بیعت شدند و خلافت یافتند حضرت شاہ صاحب می فرمودند طلب خدا چنین باید کہ ایشان را ہست، شیخی گزارشتہ بہ مریدی شتافتند چند ماہ نہ گزارشتہ بود کہ بہ خلافتِ مُطلقہ در طُرُقِ سَبْعَہ نواختند، حضرت ایشان از صحبتِ حضرت شاہ صاحب تا پانزده سال استفادہ کردند و بہ بشارتِ عالیہ این خاندان مثلِ ضمیمت و قیومیت مشرف گردیدند۔

حضرت شاہ صاحب مُردانِ خود را حوالہ ایشان می کردند، در مناقب احمدیہ نوشتہ است کہ مولانا خالد گردی و سید اسماعیل مدنی و غیرہما از ایشان توجہاتِ گرفتہ اند۔ و شاہ سعد اللہ حیدر آبادی و ملا عبد الکریم ترکستانی از حضرت شاہ صاحب شروع سلوک کردند و بعد از حضرت ایشان تمام سلوک کردند حضرت ایشان اجازت دادند چونکہ ایشان بیعت از شاہ صاحب کردہ بودند ازین جہت تصدیق اجازت نامہ از اسم مبارک حضرت شاہ صاحب است و ہر ایشان نیز عند البسملہ ثبت است و در آخر ہر حضرت ایشان اعنی شاہ ابو سعید است بہ حضرت شاہ صاحب در اجازت نامہ کہ بہ حضرت ایشان تحریر کردہ عطا فرمودہ اند، نوشتہ اند: و مشاہدہ کردہ ام بہ عنایتِ الہی کہ بہ توجہاتِ ایشان در ایشان از نسبتِ قلبی نسبت فوقانی بہرہ در می کردند: در ضمیمہ مقاماتِ مظہری حضرت شاہ عبدالغنی نوشتہ اند۔ شاہ سعد اللہ صاحب در خدمت حضرت ایشان رسیدند، شروع سلوک از حضرت ایشان کردند بعد از ایشان توجہات گرفتند و اجازت و خلافت یافتند، بہ حرمین شریفین رفتند آنجا شرف اندوز شدہ در حیدر آباد کون رفتند و ارشاد تمام یافتند، صغیر و کبیر آن ملک بہ اخلاص تمام پیش آمدند، صد و پنجاہ کس در خانقاہ ایشان وظیفہ خوار اند، عرس حضرتین بہ تکلف می کنند، انقطاع از اہل دنیا و سخاوت نہایت دارند، ملا عبد الکریم ترکستانی نیز بہ خدمت حضرت ایشان حاضر آمدند، نسبتے برداشتند، بعد از ان توجہات از ایشان گرفتہ اجازت یافتہ رخصت شدند، در شہر سبز طریقہ ایشان رواج تمام یافتہ ہزار ہا کس حلقہ بگوش شدند، خانقاہ و دیہات

دلنگر خانہ عظیم پر پادارند، امیر شہر اخلاص تمام دارد؛ الخ۔ عاجز گوید مراد از حضرت ایشان "حضرت شاہ غلام علی" واز "ایشان" حضرت شاہ ابوسعید اند، قدس اللہ اسرارہما۔

سید احمد خان مؤسس جامعہ اسلامیہ علی گڑھ ہمراہ پدر بزرگوار خود سید محمد تقی بہ خدمت حضرت شاہ صاحب در خورد سالی می آمد، وے در کتاب آثار صنادید نوشته حضرت شاہ صاحب بارہا بہ یاران طریقت فرمودہ اند۔ ابوسعید برائے من فخر است، اگر من فقیری اختیار کردم غم کسے نہ داشتہ، ابوسعید را بہ بندگی باوصف علائق دنیویہ (یعنی باوجودے کہ اہل و عیال دارند) در عبادت پروردگار این گونہ مصروف است گویا کہ علائق دنیویہ نہ دارد۔ در سیر الکاملین نوشته جناب ایشان در ترویج شریعت محمدی و طریقہ مجددی مانند آباد اجداد سرگرم شدند و تلخی و سختی و فقر و فاقہ کہ شیوہ محمودہ طریقہ علیہ ہست بہ سبب کمال ایشان خیلے زیاد چشیدند، و اوصاف حمیدہ و اخلاق نبویہ جناب ایشان از شکست و مسکنت و حفظ مراتب ہر کس بانہایت مشغولی و تحمل و صبر و بردباری بہ این حد رسیدہ بود کہ کسے کہ منکر حضرت شاہ صاحب بودہ بہ جناب ایشان رو بہ اعتقاد آورد۔ و حضرت شاہ رؤف احمد در جواہر علویہ نوشتہ اند۔ اول مصافحہ بیعت در خاندان قادریہ بردست زبدہ اصفیاقدوہ اولیا محبوب الہی حضرت مولانا شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ داشتند، و نسبت باطن ہم از آن حضرت کسب نمودہ بہ مرتبہ اجازت و خلافت رسیدہ بودند باز بحضور حضرت ایشان (حضرت شاہ غلام علی) حاضر شدہ مصافحہ بیعت در خاندان نقشبندیہ کردند و سلوک مقامات مجددیہ تا آخر رسانیدہ عجویہ روزگار گردیدند۔ از آیام طفولیت آثار۔ السَّعِيدُ مَنْ سَعِدَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ۔ از جنین مبینش ظاہر بود برادر خالہ زاد این احقر اند۔ در مناقب احمدیہ نوشتہ است۔ ہر گاہ ایشان (شاہ ابوسعید) از سفر تشریف می آوردند (حضرت شاہ صاحب) استقبال ایشان می فرمودند حتی کہ یک بار آن حضرت مریض بودند و ایشان تشریف آوردند، بر چہار پائی خود نشستہ مردمان را فرمودند کہ مرا برداشتہ برید تا کہ استقبال فوت نہ شود و تا مسجد حکیم قدرت اللہ کہ بیرون خانقاہ بہ فاصلہ قلیلہ واقع است تشریف بردند و بہ نواز شہاے بسیار سرفراز ساختند۔ حضرت شاہ صاحب در ماہ مبارک رمضان ۱۲۳۱ھ حضرت ایشان را بہ ضمنیت خود سرفراز فرمودند، و در نصف ماہ جمادی الاولی ۱۲۳۲ھ بشارت بہ منصب قیومیت اوند و چون حضرت شاہ صاحب را مرض موت لاحق شد قیام حضرت ایشان در لکھنؤ بود۔ بہ ایشان تحریر فرمودند می بینم کہ منصب آخر مقامات این خاندان عالی شان بہ شما متعلق و وابستہ شد و پیش ازین در بیماری سابق دیدہ بودم کہ شما بر جائے ناشستہ اید و قیومیت بہ شما عطا کردند۔ و تحریر فرمودند از غیب القامی شود کہ ابوسعید را باید طلبید و روح مبارک حضرت مجدد رضی اللہ عنہ برین باعث است و دیدہ ام کہ شما بران راست خود

بنشانده ام و منصبی کہ آثار آن عنقریب عاید بہ شامی شود مفوض نموده . خانقاہ شمار امبارک باد . جلد ۲  
بیائید ، تو کلا علی اللہ اینجبا آمدہ بنشینید .

در سال یک ہزار و دو صد و چہل و نہ عزم حرمین شریفین کردند . فرزند اکبر حضرت شاہ احمد سعید را  
سجادہ نشین خانقاہ ساختند و فرزند او وسط حضرت شاہ عبدالغنی را رفیق خود ساختہ متوجہ آن دیار برکت  
آثار شدند . در حرمین محترمین علماء فضلار اقتباس انوار از حضرت ایشان کردند و بعضی بہ دخول طریقہ  
ممتاز شدند . بعد از حج در ماہ محرم و در بلد محترم مرض اسہال و جمی شروع شد چون مرض قدرے تخفیف کرد  
در ماہ ربیع الاول بہ مدینہ منورہ سفر کردند . ایام مولد شریف ہمنو بجا بودند ، بہ دوران قیام مدینہ منورہ در  
شدت مرض تخفیف بود . چون بہ جانب وطن رجوع فرمودند در مرض شدت شروع شد . با وجودیکہ علیل و  
مسافر بودند بہ اول ماہ صیام ۱۲۵۰ ہجری داشتند . در آن روزہ شدت مرض زیادہ شد لہذا حکم بہ فدیہ  
دادند بہ بست و دوم رمضان داخل بلدہ ٹونک شدند . نواب وزیر الدولہ بسیار تکریم و تعظیم نمود . مرض  
شدت اختیار کرد . روز شنبہ کہ یکم شوال و روز عید بود در احوال تغیر پیدا شد بہ فرزند خود حضرت عبدالغنی  
وصیت بہ اتباع سنت و اجتناب از اہل دنیا فرمودند و ارشاد کردند . اگر بردار اہل دنیا خواہی رفت دلیل  
خواہی شد و الا ایشان چون سگان بر دروازہ تو خواہند غلطید و فرمودند ہر چہ ما را از اشغال و اوراد رسیدہ  
ترا بلکہ عبدالغنی را اجازت دادم و فرمودند وقت کہ ام نماز ہست مولوی حبیب اللہ عرض کردند ہر نماز کہ  
حضرت خواہند ادا فرمایند فرمودند امشب تمام شب در نماز گزشتہ است . بعد از نماز ظہر حافظ را بہ  
قرأت سُورۃ بلیس حکم کردند . سہ بار شنیدند فرمودند بس کنید کہ وقت کم ماندہ است و فرمودند امروز  
نواب در خانہ نیاید . پیشتر از امر آکسے آمدہ بود فرمودند از آمدن امر اظلمت می آید . بین الظہر و العصر از روز  
شنبه یکم شوال ۱۲۵۰ ہجری کہ روز عید بود انتقال فرمودند مولوی حبیب اللہ و اہل قافلہ متکفل غسل شدند  
مولوی خلیل اللہ قاضی ٹونک امامت نماز کردند علماء ، فضلار ، عمائدین ، اُمراء و نواب ٹونک و جمیع  
اہالی در نماز جنازہ شریک بودند . در تابوت پنبہ نہادہ جسد مبارک را بران نہادند و بعد از چہل روز از  
صندوق بر آوردند چنان معلوم می شد کہ ہمین وقت غسل دادہ اند . ہیچ تغیر در حضرت ایشان نہ بودہ ،  
پنبہ کہ زیر ایشان در تابوت بود نہایت معطر بود ، مردم آن را تبرکاً بردند . حضرت ایشان را در خانقاہ شریف  
دہلی بمہ پہلوئے سپردمش حضرت شاہ صاحب بہ جہت غرب سپرد خاک کردند . کسے گفتہ و خوب گفتہ

سعید ازل آمدہ نام او سعادت بود اولین کام او  
زر حمت کہ بودہ خزائن ہزار کلیدش بدو دادہ پروردگار

بہ ملکِ طریقت شہِ بے نظیر  
چو جبریل در راہِ عرفان دلیل  
بہ محبوبِ بیش برگزیدہ خدا  
ز بہر غریبانِ بے اعتبار  
ایں جہان پرده دارِ زمین  
بہ ہندوستان گرچہ دارد مقام  
گزشتہ بہ یک گام زین نہ طَبَق  
بہ ملکِ امارت ولایت بسرد  
مُرَّجِ نشینِ مُسَدِّسِ سَرا  
بہ کوئے حقیقت فَنِّیخِ کبیر  
نبی راجیب و خدا را خلیل  
بہ قر و بیش برستودہ قضا  
بود آیتِ رحمتِ کردگار  
بہ روئے زمین آسمان برین  
بہ بالائے ہفتم فلک راندہ گام  
ز قدوسیان بردہ گوئے سَبَق  
بہ کوئے نبوت وراثت بسرد  
بہ راہش جبین سودہ ہفتم سما

مولوی خلیل احمد مضطرب سخیوی مجددی رامپوری از مخلصین حضرت شاہ صاحب و از محبتین

حضرت شاہ احمد سعید صاحب قدس اللہ اسرارہم تاریخ وفات حضرت ایشان گفتہ

امام و مُرشدِ ما شاہ ابو سعید سعید  
دل شکستہ و مغموم گفت تاریخش  
حضرت ایشان قدس سرہ در بیان سلوک مجددیہ رسالہ ہدایۃ الطالبین و مرقاة السائِلین  
نوشتہ اند۔ از بہترین رسائل است درین باب۔ در سیر الکاملین نوشتہ "بعض مخلصین در  
مکہ معظمہ آن را مترجم بہ زبان عربی کردہ اند"

**اولاد** حضرت ایشان را دو زوجہ بود و از ہر دو اولاد شدہ۔ اولی زبده دختر غلام صدیق فرزند عظیم القدر  
از بطن ایشان یک پسر احمد سعید و یک دختر مجیدہ۔ دُخری حسینی بنت میر بادشاہ بن میر احمد  
مجدوی۔ و از بطن ایشان دو پسر عبدالغنی و عبدالمنغنی۔ تذیل۔ عاجز در دیباچہ کتاب ذکر کردہ کہ از حضرت  
شاہ ابو سعید قدس سرہ ذکر جمیع افراد این فرع مبارک انشاء اللہ کردہ خواہد شد۔ تا نامہائے ایشان محفوظ  
ماند و سلسلہ تعارف گستہ نہ شود۔ لہذا عاجز بیان جمیع اولاد حضرت ایشان می کند۔

**حضرت شاہ عبدالغنی** ولادت ایشان بہ شب شنبہ ۲۵ شعبان ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۹ جون ۱۸۱۹ء

در محلہ مغلیپورہ نزد خانقاہ حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ بہ ظہور رسیدہ۔  
نام تاریخی "مظاہر حلیم" است۔ و وفات ایشان در مدینہ منورہ بہ روز شنبہ ۲۹ محرم ۱۲۹۶ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۸۷۹ء  
بدوقوع آمد و در جنت البقیع بہ پہلوئے حضرت برادر خود شاہ احمد سعید متصل گنبد مبارک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

مدفون شدند و بہ مراد خود رسیدند چنان کہ در مکتوب دوم ظاہر فرمودہ اند۔ سالِ وفات از ”شد اند زمین آفتابِ علوم“ ظاہر است۔ این مادہ تاریخی را عاجز از حضرت سیدی الوالد قدس سرہ شنیدہ بودہ چنانچہ این مصرع نفیسہ را عاجز در سلک نظم سفتہ و گفتہ

امامِ زمنِ شاهِ عبدالغنی شریعتِ پناہ و طریقتِ اروم

چو ہفتِ محرمِ سہِ شنبہ رسید بہ جنتِ برقت و برست از ہوم

چہا والد مگفت سالِ وصال ”شد اند زمین آفتابِ علوم“ = ۱۲۹۶

قرآن مجید و خورد سالی حفظ کردند و علوم ظاہری از مولانا حبیب اللہ و علوم باطنی از حضرت والد بزرگوار خود کسب می کردند ہنوز از تحصیل علوم فارغ نہ شدہ بودند کہ در ۱۲۳۹ھ ہمراہ والد بزرگوار خود بہ سفر حرمین شریفین روانہ شدند مولانا حبیب اللہ کہ استاد ایشان بودند نیز درین مبارک سفر رفیق ایشان بودند، این سفر برائے حضرت ایشان از بس مبارک واقعہ آنچہ از فوائد باطنی نصیب ایشان شد، غیر ازین چہ گفتہ آید کہ لَا یَعْلَمُ إِلَّا اللَّهُ۔ البتہ فوائد علوم ظاہری جناب ایشان را بہ درجہ علیا رسانید و سند حدیث شریف ایشان از اعلیٰ اسانید عالم شد جناب ایشان از شیخ محمد عابد سندھی و از شیخ اسماعیل رومی سند حدیث حاصل کردند۔ علماء کرام در بیان سند ایشان رسالہا نوشتہ اند شیخ محمد حسن بن سحیی التیمی ثم البکری (دای الصدیقی)، الذہبی ثم الفرینی رسالہ البیان الحنبی فی اسانید الشیخ عبد الغنی بعرنی نوشتہ اند، این رسالہ طبع شدہ است شیخ محمد حسن در موضع مظفرہ متصل پیگومرانی ضلع مونگیر، بہار، قیام داشتند، در سالہ دیگر از جناب شیخ عبدالوہاب صاحب بن خدیار (حبیب اللہ) بن عظیم حسین یا صدیقی مہاجر مکہ مکرمہ است کہ نامش الْمَوْرِدُ الْهَنْبِيُّ فِي اسَانِيدِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْغَنِيِّ است، این رسالہ نیز بعرنی است و طبع نہ شدہ، نزد عاجز نسخہ قلمی موجود است۔ حضرت ایشان چون بہ ہند مراجعت فرمودند بہ تکمیل

علوم ظاہری و باطنی مشغول گشتند از شاہ محمد اسحاق ابن بنت حضرت شاہ عبدالعزیز و شاگرد و جانشین ایشان حدیث شریف و علم باطن چندے از برادر کلان حضرت شاہ احمد سعید و سپس از مرزا عبدالغفور خوجوی کہ از اعظم خلفائے حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ اسرار ہم بودند و حاصل کردہ بہ تدریس و تعلیم علم ظاہر باطن مصروف گشتند۔ اشتغال حضرت ایشان بہ علم حدیث بیشتر بودہ، در ہندوستان در مدینہ منورہ صد ہا افراد از علمائے کاملین بہ خدمت ایشان رسیدہ حدیث شریف از ایشان خواندند، از کثرت مزاولت حدیث شریف در نسبت مبارکہ ایشان عجب لطافتی پیدا شدہ بود کہ غیر از اصحاب بصیرت کسے ادراک آن

ہ آدم بضم ہمزہ سگے را گویند کہ برائے اہتداد و صحرانصب کنند و اروم بہ فتح ہمزہ اصل شجر را گویند۔

ذمی توانست کرد، در اتباع سنت و عمل بر عزیمت یکتائے روزگار بوند، سید احمد خان مؤسس جامعہ اسلامیہ علی گڑھ احوال ایشان را قدرے تفصیل در کتاب آثار الصنادید به اردو نوشته اند، عاجز بر رخ از کلام ایشان ذکر میکنند، نوشته اند ما معنای حضرت ایشان نیز فرزند ارجمند حضرت شاہ ابوسعید اندونی الحقیقت وجود ایشان فخر خاندان است، اوضاع و اطوار ایشان جداگانہ و کیفیات و احوال ایشان یگانہ اند، اوقات ایشان بجز مستحسن اند کہ شاید در ازمان سابقہ از نیکو کاران بودہ باشند، نشست ایشان در مسجد شریف، و عمل ایشان بہ ہمہ وقت در ہمہ حال بر طبقہ محمدیہ، اے خوشحال کسے کہ ہمہ وقت مراعات احوال نبی خود را کند و از دنیا و مافیہا خبرے نہ داشته باشد حضرت ایشان در اتباع سنت بہ نوعی سعی می کنند کہ اگر مسکن آسمان و زمین ایشان را بہ لقب حُجی السُّنَّةِ وَقَاهُ الْبِدْعَةُ یاد کنند و باشد از ترک ادنی سنت چیزے را بدتر نہ می دانند، اگر استفسار از شخصے شود کہ فنانی السنۃ و محور شریعت و شہسوار میدان طریقت بود پس غیر از ذات فیض آیات ایشان کسے دیگر نیست، کسے کہ در امور تافہمہ این گونه احوال دارد پس خیال کنید کہ در امور عظیمہ بہ چہ منوال و چہ آقا بودہ باشد۔ الخ۔ سید احمد خان چہا رسالہ بودند کہ ہمراہ پدر بزرگوار خود، سید محمد متقی بہ خدمت حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ چند بار رسیدہ اند و یاد آن مبارک صحبت در حافظہ خیال ایشان تادم و اسپین ثبت بودہ و فیما بعد یک گویہ تعلقے با خانقاہ و اہل خانقاہ داشتند، ہذا ہر چہ کہ در باب حضرت نوشتہ اند از روئے دید و معانیہ نوشتہ اند، ایشان دیدند کہ حضرت شاہ عبدالغنی میوہ آنبہ را کہ از بازار گرفتہ شدہ باشد، بیچ گاہ استعمال نہ فرمودند۔ زیرا کہ در ہندوستان بیچ باغہائے آنبہ بہ وقت ظہور گل می شود، و از روئے شریعت این بیچ جائز نیست۔ لہذا حضرت ایشان از استعمال آنبہ پرہیز می کردند بلکہ استعمال ہر آن شے کہ در بیچ آن فساد می بود، اجتناب می کردند۔ سید احمد خان مشاہدہ این امر کردہ بودند و نوشتہ اند۔ "امورے را کہ ما بدبختان کمتر از موے می پنداریم نزد ایشان از محالات بودہ لہذا از لطف ولدت این گونه فواکہ حضرت ایشان آشنا نہ بودند"

**القول السنی** | خدا تا ترسے دور از کارے بر رسالہ مبارکہ ایشان کہ سفار السائل نام دارد اعتراضت فاسدہ کردہ، چون عاجز تحریرات آن بدانند لیش دید جوالبش بہ صورت کتاب کبیر الموسوم بہ "القول السنی فی الذب عن شیخ عبدالغنی" در سال ہزار و سہ صد و شصت تحریر کرد، درین کتاب این عاجز منقبتے از حضرت ایشان قدس سرہ نوشتہ بر رخے ازان نقل می کند۔

چہ گویم وصف شہ عبدالغنی را امام و مرشد دار نبی را  
بہ خلوت خانہ دل داشت قرآن بر رقت ہاتلاوت کردے ہر آن

عنانِ ہمتش بر تافت آن پاک  
 حدیثِ مصطفیٰ را گشت شاغل  
 ز خوردی بود منظورِ خدایس  
 بہ چہدو سعی در اندک زمانہ  
 اجازت یافت از مردانِ یکتا  
 ز اخلاقِ رذیلہ شد مُبرّی  
 زبان در ذکرِ حق ہر آن جاری  
 ہمہ تن پائے در راہِ رضا بود  
 ہمہ تن لب برائے ذکرِ سبحان  
 نہ گفتے، نہ برفتے، نہ شنیدے  
 بہ ظاہر پیکرش از خاک بودہ  
 کجا ہندو کجا طیبیہ بیندیش  
 بہ کوہ و دشت و دریا جادہ پیود  
 زہے قسمت کہ کامل بست و یک سال  
 گہے ذکر و گہے تدریس تنزیل  
 بدین سان عمر خود آنجا بسر کرد  
 بہ آخر شد چو دور ز ندگانی  
 بہ صد خواہش گرفت آن جامِ رنگین  
 سلام از ما رسد ہر دم بہ جانس  
 الہی آنچہ از احسان کردی  
 از ان فیضان یک جُرعہ عطا کن  
 نگاہے لطف کن دل شاد گردد

علومِ دین را بر خواند چہ لاک  
 بسے اسنادِ عالی کرد حاصل  
 خدایس را نظر دارد اثر بس  
 بدید از لطف مولی بے کرانہ  
 خلافت یافت از پیرانِ والا  
 بہ آدابِ رسول اللہ مُحَلّی  
 دلش معمور از انوارِ باری  
 ہمہ تن گوش بر قولِ خدا بود  
 ہمہ تن دیدہ بہر دید جانان  
 نہ دیدے، گر رضائے حق نہ دیدے  
 بہ باطن کُل ز نورِ پاک بودہ  
 سعادت یا دور و اقبال در پیش  
 بہ دارِ مصطفیٰ آن گہ بیاسود  
 سکونت کرد آنجا فارغ البال  
 گہے بحث از حدیث و جرح و تعدیل  
 ہزاران بے ہنر را با ہنر کرد  
 ملک آورد حجام ارغوانی  
 نثارش کرد فوراً حبان شیریں  
 الہی از تو رحمت بر روانش  
 کرامتہا بہ وے ارزان کردی  
 از ان عرفان یک لمعہ عطا کن  
 ولائے دوستانت زید دارد

**تالیفات ایشان** | بر سنن ابن ماجہ حاشیہ لطیفہ نوشتہ اند کہ انجاء الحاجہ نام دارد و رسالہ  
 تخریج احادیث مکتوبات رسالہ شفاء السائل و رسالہ تحفہ تیموریہ و در اردو  
 ترجمہ نصاب الاحساب از تالیفات ایشان است۔ بجز تخریج احادیث مکتوبات ہمہ طبع شدہ اند۔

## مکتوباتِ ایشان

مرد پاک طینت پاک باطن حافظ محمد یعقوب مجددی نسباً و مشرباً ساکن پانی پت  
مکاتیب شریفہ حضرت ایشان راجع کردہ بود و برائے ملاحظہ نزد حضرت سیدی  
الوالد قدس سرہ آورده بود۔ ایشان از مطالعہ آن مجموعہ مبارکہ بسیار محفوظاً و سرور شدہ بودند۔ حافظ محمد یعقوب  
قصید طباعت داشت لیکن اسباب فراہم نہ شد و در عقد خامس از ماہ چہارم ہم بعد آن ناہذا الثمانین من  
العمر سفر آخرت اختیار کردند رحمہ اللہ و آن مجموعہ ثمینہ ضائع شد۔ نزد این عاجز یازدہ خطوط کہ نوشتہ دست مبارکہ  
ایشان است محفوظ اندر پنج ازال متعلق بہ امور خانگی اندیشش را این عاجز نقل می کند۔

۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ از عبد الغنی فرزند عزیز حافظ ابو الخیر و والد ایشان سلام خوانند۔ الحمد للہ  
علی عافیتکم و سلاماً متکم۔ مکتوب شمار سید خوش وقت ساخت۔ رزق فی اللہ و ایاکم اتباع الشریعۃ  
السنیۃ المرضیۃ المصطفویۃ بجاہ سیدنا محمد و آلہ۔ والسلام، ۲۵ شعبان ۱۲۸۹ھ

۲۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ از عبد الغنی ہمیشہ محترمہ اہل خانہ نواب قطب الدین خان صاحب  
سلام مطالعہ فرماید، از استماع رحلت دوست قدیم خود صدمہ بردل رسید لیکن چون مراد او شان و مراد ماموت  
در حرمین شریفین ہست و ازین معنی حمد خدا بہ جا آورده۔ اللہم الحفظنا بقربنا الصالحین بجاہ سید المرسلین  
علیہ و علی آلہ الصلوٰت و التسلیمات و علی جمیع الانبیاء و المرسلین۔ والسلام، ۲۵ شعبان ۱۲۸۹ھ

۳۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ از عبد الغنی فرزند عزیز میان ابو الخیر و والد ایشان سلام خوانند، مکتوب  
ایشان مشعر و فات میان خورشید احمد صاحب رسید۔ دعائے مغفرت در حق ایشان نموده شد۔ ان فی  
ذٰلک لذکر لمن کان لہ قلب او الفی السمع و هو شہید۔ باید کہ سپماندگان عبت بگیرند و موت را  
نصب العین دارند۔ اگر چه ماند خضر لیک جاودانہ نہ ماندہ

نہ ماندام و زس عمخوار این بیمار سودائی ؛ فغان از بے کسی فریاد از بیداد تنہائی

صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و السلام، ۲۵ رجب ۱۲۹۰ھ

۴۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ از عبد الغنی فرزند عزیز مولوی ابو الخیر و والد ایشان سلام خوانند، مکتوب  
رسید۔ از اشتغال ایشان بہ علوم دینیہ و امور یقینیہ سرور شد، طوبی لہن انما یبقی علی ما یبقی۔ سبعة  
یظلمہم اللہ فی ظلہ یوم لا ینظر الا ظلمہ، شات نشانی عبادۃ اللہ۔ الحدیث۔

وَسْأَلُ مَوْلَانَا الْكَرِيمِ الْهَمَانَا يُصَيِّرُنَا مَنْ يَظِلُّ بِظِلِّهِ

بِجَاهِ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَىٰ آلِهِ وَ  
الِهِمُ وَأَصْحَابِهِ وَأَصْحَابِهِمْ، وَيَرْحَمُ اللَّهُ عَلَىٰ مَنْ قَالَ آمِينَ۔ زید۔



برکدام آئینہ مائلی کہ ز فرصت ہمہ غافل  
تو نگاہ دیدہ بسملی مژہ واکن و بہ کفن درا  
صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - ۲۶ رجب ۱۲۹۲ھ

۵۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ از عبد الغنی فرزند ی عزیز ی مولوی محمد عمر و مولوی ابوالخیر سلام  
مطالعہ نمایند مکتوب ایشان در باب عزائے فرزند ی نور اللہ مرقده رسید۔ الحمد للہ علی کل حال  
ہرچہ بر تو آید از شادی و غم ہم زگستاخیست و بیدیا کیست ہم  
وَقَفْنَا لِلّٰهِ لِمَا يُحِبُّ وَيَرْضَى، اِذَا يَمَانَسْتَ هَمَّ احْسَانَسْتَ۔ وَالسَّلَامُ ۱۴ ذِی قَعْدَةِ ۱۲۹۳ھ

۶۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ از عبد الغنی عزیز از جان و دل مولوی محمد عمر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ  
بعد از سلام سنت اسلام مکشوف باد مکتوب محبت اسلوب در عین انتظار رسید مسرور ساخت۔ درین  
جاد و حادثہ عظیم در پیش آمدند یعنی بتاریخ ۹ ماہ ربیع الآخر امت کریم انتقال کرد کہ از چند ماہ مریض  
بود و بعد پانزدہ روز شب جمعہ محمد موسی انتقال کرد۔ روز چہار شنبہ برائے سبق ترمذی بہ خانہ حاجی حساب  
رفتہ بود، بعد سبق سردی معلوم شد۔ بہ خانہ آمد، بخار شد، شب دوم انتقال کرد۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ  
رَاٰجِعُوْنَ، اَوْ سِحَانَةٌ مَغْفَرَتٌ فَرَمَا يَد۔ ۱۵ جمادی الثانی ۱۲۹۵ھ

**اِجَازَت** = حضرت سیدی الوالد قدس سرہ از ایشان جامع ترمذی خواندند حضرت ایشان قدس سرہ  
درج ذیل اجازت نامہ نوشتہ و مہر کردہ بہ ایشان عنایت کردند۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَاٰخِرًا وَاَلصَّلَاةُ وَاَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَاٰلِهِ دَائِمًا  
كَثِيْرًا، اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَرَأْتُ عَلَى الْوَلَدِ الْاَعْرَابِ الْخَيْرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الصَّخْرِيِّ لَمَّا مَآءِ اِلَى عِيْسَى مُحَمَّدِ بْنِ سُوْرَةَ  
الْتَرْمِذِيّ مِنْ الْاَوَّلِ اِلَى الْاٰخِرِ اِلَّا اَنَّهُ قَاتَ مِنْهُ نَبْذًا مِنْ الْكِتَابِ وَاَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالَى لِيْ الصَّوَابَ وَاَنْ  
يُّوَفِّقَهُ لِمَا يُحِبُّ وَيَرْضَى مِنْ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ وَالْفِعْلِ وَالنِّيَّةِ وَالْهُدَى وَاَجَزْتُ لِيْ بِمَا يَجُوزُ الرِّوَايَةَ عَنِّي  
عَلَى الْعُرْمِ وَاَوْصِيَهُ بِالْوَرَعِ وَالتَّقْوَى وَاَجْتَنَابِ اَهْلِ الرَّهْوَى وَاَللّٰهُ وِيْلِيْ التَّوْفِيقِ۔ كَتَبَهُ الْمُتَلَجِّجِي اِلَى حَرَمِ  
النَّبِيِّ عَبْدِ الْغَنِيِّ بْنِ اَبِي سَعِيْدِ الْمَجْدِيِّ دِي سَامَحَهُمَا اللّٰهُ بِلَطْفِهِ الْخَفِيِّ سَنَةَ ۱۲۹۱ مَہر  
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ

حضرت ایشان قدس سرہ بر اجازت نامہ سید احمد حسن عرشی قنوجی برادر سید صدیق حسن قنوجی  
بھوپالی درج ذیل عبارت نوشتہ اند۔

وَالوَاجِبُ عَلَيَّ اَنْ يَسْلُكَ بِسِيْرَةِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ مِنَ الصُّوْفِيَّةِ وَالْفُقَهَاءِ الْقَادَةِ  
وَالْمُحَدِّثِيْنَ الْمُسْتَقِيْمِيْنَ عَلَى الْجَادَةِ لِمَا كَانَ حَزِيْمًا وَاَبْنِ يَمِيَّةَ۔ الخ۔

چونکہ صدیق حسن خاں بھوپالی ازریقہ تقلید جین خود را کشیدہ بود و ہوائے اجتہاد بہ دماغش رسید بود و بہ اتباع ابن تیمیہ و ابن عبدالوہاب قدم نہادہ بود۔ و مشہور است کہ المجلس الی المجلس بمیل۔ لہذا حضرت ایشان بہ سید عرشی نصیحت کردند و راہ صواب نشان دادند۔ و مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ۔

ازین عبارت مسلک حضرت ایشان بہ خوب و جہ ظاہر است کہ مراد از اتباع سنت آن نیست کہ مسلک و مذہب ائمہ دین را کہے بگزارد۔ چہ اتباع ائمہ دین عین اتباع سنت مطہرہ است۔ این بزرگوار از خود چیزے نہ گفتہ اند بلکہ ارشادات مختلفہ نبویہ را علی صاحبہا الصلاۃ و الخیر بہ وجہ نیک مطالعہ کردہ اند و آن چہ اصلح بودہ آن را گرفتہ اند۔

نیادردم از خانہ چیزے نخست تو دادی ہمہ چیز و من چیزتست

**میلاد شریف** در ہندوستان بعض افراد می گویند کہ حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ در محافل میلاد شریف کہ خاص در شب دوازدهم ماہ مبارک ربیع النور انعقاد یا بندوبست ذکر ولادت شریف قیام کردہ شود شریک نہ می شدند۔ این قول سراسر ناصواب و خلاف واقع است حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بارہا می فرمودند کہ طریقہ حضرت شاہ عبدالغنی ما را پسند است بلکہ حضرت ایشان بہ حافظ احمد صاحب فرزند مولانا قاسم رحمہما اللہ مکتوبے نوشتہ اند و در ان میں عبارت تحریر کردہ اند، شیخ الدلائل مولانا مولوی عبدالحق الہ آبادی ہاجر مکرمہ از خلفائے عالی مرتبت حضرت شاہ عبدالغنی اند۔ ایشان بہ فارسی کتاب الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم، نوشتہ اند و این کتاب حسب ارشاد حضرت حاجی امداد اللہ در مطبع محمود المطابع دہلی در ۱۳۰۳ھ طبع شدہ بر صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴ طریقہ حضرت شاہ عبدالغنی را و ارشاد ایشان نقل کردہ اند کہ بہ یکشنبہ دوازدهم ماہ ربیع الاول ۱۲۸۶ھ در صحن مسجد نبوی محفل مبارک میلاد شریف منعقد شد حضرت ایشان درین محفل مبارک شریک بودند و بہ وقت ذکر ولادت شریف چون برائے قیام ہمہ استادند حضرت ایشان نیز قیام کردند مولوی عبدالحق نیز شریکین مبارک محفل بودند و بعد ازین چون مولوی صاحب حضرت ایشان اجازت خلافت عنایت کردند، در باب میلاد شریف بہ تصریح تمام امر کردند و برائے ابلاغ این امر تاکید فرمودند چنانچہ امتثالاً لاموالیکریم مولوی صاحب این کتاب نوشتند و حاجی صاحب ربطاعت آن سعی فرمودند۔ جَزَاهُمْ اللَّهُ خَيْرًا۔

**اولاد** پروردگار ایشان را شش فرزند۔ ۱۔ عبداللہ۔ ۲۔ عبدالرحمن۔ ۳۔ اسماعیل۔ ۴۔ عبدالقادر۔ ۵۔ عبدالاحد۔ ۶۔ صالح، و دہ دختر۔ ۱۔ زینب۔ ۲۔ ام الفضل۔ ۳۔ ام کلثوم۔ ۴۔ امہ اللہ کبریٰ۔ ۵۔ رقیہ۔ ۶۔ رابعہ۔ ۷۔ تقیہ۔ ۸۔ امہ اللہ صغریٰ۔ ۹۔ میمونہ۔ ۱۰۔ امہ الرحمن۔ از زوجات ثلاثہ، اولی مجددیہ، ثانیہ، افغانیہ، ثالثہ مغربیہ عنایت فرمودہ جمیع فرزندان و جمیع دختران بجز امہ اللہ صغریٰ درجات ایشان رحلت نمودند۔ از سہ دختر

سلسلہ اولاد جاری است۔۔۔۔۔۔ خُلقاء۔ احوالِ خلفاء تہ تفصیل معلوم نہ شدہ۔ نامہائے ہفت افراد بہ عاجز معلوم شدہ است و ان را می نویسد۔

امولانا عبدالمحق الہ آبادی ہاجر مکہ مکرمہ صاحب علم و تالیفات بود۔ از تالیفات ایشان است۔  
الإکلیل علی مداریح التَّنْذِيلِ کہ در ہفت جلد طبع شدہ۔ و۔ الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاکرم کہ طبع  
رسیدہ۔ و۔ الفقہ الاکبر شرح الکنز الاصغر کہ غیر مطبوع است و نزد عاجز موجود است۔

۳۔ شاہ رفیع الدین دیوبندی

۵۔ نواب مصطفیٰ خان شیفتہ۔

۷۔ قاری رحیم بیگ دہلوی۔

۲۔ حضرت شاہ ابوالحمجدی بھوپالی۔

۴۔ مولوی امین الدین نانوتوی۔

۶۔ میاں احمد جان دہلوی۔

از سابق الذکر چہاں افراد اشاعت سلسلہ شریفہ شدہ۔

حضرت ایشان فرزند ثالث حضرت شاہ ابوسعید اند۔ ولادت ایشان  
**حضرت شاہ عبدالمعنی** بہ ہفتم ربیع الآخر ۱۲۳۹ھ در لکھنؤ بودہ فضل الرحمن نام تاریخی است

و وفات بہ دوازدم ربیع الاول ۱۲۹۲ھ در مدینہ منورہ شدہ و در جنت بقیع نزد قبۃ حضرت عثمان ذوالنورین مدفون شدند۔ اَبْرَدَ اللّٰهُ قَبْرَهُ وَ تَرَاهُ۔ مادہ تاریخ وفات است۔ یازدہ سالہ بود کہ حضرت والد ایشان رحلت فرمودند، در خورد سالی قرآن مجید را حفظ کردند، حضرت والد ایشان را بسیار دوست می داشتند۔ گویند کہ در ایام خورد سالی روزی چند افراد حضرت ایشان را گفتند کہ طلب کار توجہ شما ہمستیم حضرت ایشان مسجہ را در دست گرفته بہ شدت ہو گفتند، بر حاضرین عجب تاثیر شد۔ از مولوی عبدالقیوم و مولوی حبیب اللہ و حضرت شاہ عبدالمعنی علم ظاہری خواندند و از حضرت شاہ احمد سعید علم باطن حاصل کردند و از حضرت شاہ خطیب احمد فرزند حضرت شاہ رؤف احمد نیز استفادہ کردند۔ ذات مبارک ایشان جامع اوصاف جمیلہ و اخلاق حسنہ بودہ، در تواضع و شکست و مسکنت و تحمّل و دید قصور بر سیرت آبائے کرام و بر طریقہ مشائخ عظام مستقیم بودند بعد از تسلط فرنگ خدایم اللہ بردہلی، چند سال در ہندوستان قیام کردند، شبہ در خواب بہ دیدار رب العزت جل شانہ و عم احسانہ مشرف شدند، عرض کردند، بار خدا یا تمنائے سکونت طابہ طیبہ و آرزوی موت در ان بلدہ منورہ دارم۔ دعائے ایشان مقبول شد۔ حضرت ایشان مع اہل و عیال بہ مدینہ منورہ ہجرت کردند و در جنت بقیع آرام فرمودند رَحِمَهُ اللّٰهُ وَ قَدْ سَبَّحَهُ۔

**اولاد** حضرت ایشان را سہ پسر و سہ دختر شدہ بود، محمد و عائشہ و ابراہیم و نامہائے بقیہ معلوم نہ شد۔ بجز محمد ہمہ در خورد سالی وفات یافتند۔ ولادت شیخ محمد در ماہ ربیع الاول ۱۲۶۲ھ در خانقاہ شریف

دہلی ہوئے۔ مصباح المغنی، تاریخی نام است و بہ ہمین نام اشتہار داشتند۔ مصباح تخلص ایشان بود۔ در خود سالی حفظ قرآن مجید کردند و بر نخبے از کتب خواندند۔ از حضرت شاہ محمد مظہر استفادہ علوم باطنی فرمودند۔ عجب مرد پاک طینت، پاکیزہ مسلک بودند۔ از اہل دنیا دور و از احوال خود مسرور نہ با کسے کارے و نہ از شخصے با کسے۔ یادگار ایشان یک دختر حبیبہ و یک دیوان ضحیم از اشعار بودہ۔ در حرب عمومی اولین چون از وجہ فقدان غلہ اہل مدینہ را حکومت ترکیہ بہ اطراف شام و مصر و ترکیہ برد حضرت ایشان بہ شام رفتند و در ۱۳۳۳ھ در حصہ وفات یافتند و در جوار سیف اللہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ مدفون شدند۔ قدّس اللہ سرّہ و نور ضریحہ۔

## بابائے دوم حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ

اسم گرامی حضرت ایشان احمد سعید و کنیت ابوالمکارم و لقب لکاتبہ جدی سراج الاولیاء و تخلص سعید بود۔ ولادت بابرکت ایشان در مصطفیٰ آباد (ریاست رامپور) بہ یکم ماہ ربیع الآخر ۱۲۱۱ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۸۲۶ء بہ ظہور رسیدہ و وفات شریف بین الظہر و العصر از روزہ شنبہ دوم ماہ مبارک ربیع النور ۱۲۶۴ھ مطابق ۱۸ ستمبر ۱۸۶۶ء در مدینہ منورہ طابہ و طیبہ بہ وقوع پیوست، و در محراب نبوی علی صاحبہ الصلاۃ و التّحیّۃ در جائے کہ نماز جنازہ جد اکبر حضرت ایشان امیر المؤمنین و امام الاعلیٰ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ خواندہ شدہ بود۔ نماز جنازہ حضرت ایشان خواندہ شد و در جوار قبہ حضرت ذوالنورین آرام پذیر شدند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَعَطْرُ ضَرِيحِهِ وَرَفَعَ مَكَانَهُ وَقَدَّسَ سِرَّهُ۔

احوال مبارکہ حضرت ایشان را فرزند اصغر ایشان حضرت شاہ محمد مظہر در کتاب مناقب احمدیہ مقامات سعیدیہ تفصیل نوشتہ اند، این کتاب بہ فارسی است و در ۱۲۶۴ھ تالیف شدہ مظاہر حکم احمدی نام تاریخی کتاب است و این کتاب را جناب حاجی دوست محمد قندہاری بہ توسط احمد مرزا خان در اکل المطابع واقع شہر دہلی طبع نمودند، و فیما بعد حضرت مؤلف این کتاب را بہ عربی تحریر کردند کہ بعد از احوال حضرت ایشان قدس سرہ ۱۳۱۳ھ در قرآن طبع شدہ، حضرت شاہ محمد معصوم فرزند حضرت شاہ عبدالرشید احوال مبارکہ حضرت والد ماجد خود و احوال حضرت جد امجد شاہ احمد سعید را در کتاب "ذکر السعیدین" بہ صورت اختصار نوشتہ اند، این کتاب بہ لسان اردو است و بہ یازدہم ماہ شعبان ۱۳۰۸ھ در مطبع مظہر النور متصل مسجد سرخ واقع مصطفیٰ آباد، رامپور، بہ طبع رسیدہ، و جد این عاجز حضرت شاہ محمد عمر در کتاب انساب الطاہرین بہ صورت مختصرہ احوال مبارکہ حضرت والد خود نوشتہ اند و این کتاب نزد عاجز موجود است۔

و کسے رسالہ بہ فارسی نوشتہ است و درین رسالہ ذکر حضرت مخدوم عبدالاحد حضرت امام ربانی مجدد

الف ثانی و حضرت خواجہ باقی باللہ و ہر دو فرزند ان ایٹان و ذکر کاملین از اولاد حضرت مجدد تازمانہ تالیف رسالہ بصورت اختصار نوشتہ است و ذکر حضرت مرزا مظہر جان جاناں و حضرت شاہ غلام علی نیز آمدہ۔ درین رسالہ ذکر حضرت جدی آمدہ و نوشتہ شدہ کہ حضرت ایٹان در ۱۲۹۵ھ وفات یافتہ اند و ذکر حضرت شاہ محمد مظہر نیز آمدہ و نوشتہ شدہ کہ ایٹان بہ حیات اند و وفات حضرت ایٹان بہ یازدہم محرم ۱۳۰۵ھ بہ وقوع آمدہ۔ ازین جامعہ معلوم می شود کہ این رسالہ بعد از وفات حضرت جدی و قبل از وفات حضرت شاہ محمد مظہر نوشتہ شدہ۔ نزد عاجز مسودہ این رسالہ موجود است رسالہ اگرچہ مختصر است اما قیمتی است چونکہ مولف اکتفا بر ذکر اہل کمال کردہ ازین جهت عاجز این رسالہ را بہ سیر الکاملین نام زد کردہ تا در حوالہ دقتی نہ ماند۔ عاجز احوال حضرت ایٹان قدس سرہ از مذکورہ بالا کتب می نویسد۔۔۔۔۔ آثار رشد و ہدایت از خورد سالی بر حسین مبین ظاہر بود حضرت شاہ غلام صدیق کہ والد بزرگوار حضرت والدہ ایٹان بودند نہایت عابد و زاہد و عالم با عمل و پاک نفس بودند۔ حضرت ایٹان را بسیار دوست می داشتند مشرب حضرت ایٹان را در یافتہ موسوم بہ غلام غوث کردند۔ یعنی این فرزند ارجمند را از غوثیت نصیب خواہد بود۔ تا نوزدہ سال در کنف عافیت جد بزرگوار حضرت صفی القدر پرورش یافتند۔ احياناً ہمراہ قبلہ گاہ خود بہ خدمت ارشاد پناہی حضرت شاہ در گاہی می رفتند حضرت در گاہی از روئے لطف حضرت ایٹان را بہ پہلوئے خود جائے می دادند و احياناً از ایٹان استماع کلام پاک می نمودند۔ و دست شفقت بر سر ایٹان نہادہ فرمی آوردند چون قبلہ گاہ ایٹان بہ خدمت قیوم جہان حضرت شاہ غلام علی بہ دہلی رسیدند جناب ایٹان ہمراہ ایٹان بودند۔ دران وقت سن مبارک دہ سالہ بود کہ وابستہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ شدند۔ لطف و محبت حضرت شاہ صاحب بر احوال حضرت ایٹان بے غایت بود حتی کہ حضرت شاہ صاحب ایٹان را بفرزندیت خود گرفتند۔ فیا لہا من کرامۃ و سعادۃ۔ حضرت شاہ صاحب از فرط مسرت بر زبان خود می راندند۔ ما از مخلصین فرزندے طلب کردیم، کسے بہ مانہ داد ابو سعید طلب ما را قبول کردہ نخت جگر خود را بہ من دادہ۔ شاہ صاحب ایٹان را داخل سلسلہ کردہ فرمودند۔ اے فرزند حال را با قال جمع کنید۔ از علمائے کرام علم ظاہر بخوانید و در اوقات فراغ شامل حلقہ شوید۔ چنانچہ حضرت ایٹان ب تحصیل علوم ظاہری پرداختند و ہر گاہ کہ فرصت می یافتند شریک حلقہ مبارک می شدند۔ حضرت ایٹان بیان کردہ اند۔ کہ در حلقہ حضرت شاہ صاحب کثرت متوسلین بہ عدتے می بود کہ برائے نشستن خود جائے نہ می یافتم و برکنارہ حلقہ استادہ فرجہ را تلاش می کردم کہ نظر مبارک حضرت شاہ صاحب بر من می افتاد و مرا طلب کردہ نزد خود بر مسند ارشاد می نشانند۔ عاجز گوید عفی اللہ عنہ کہ درین جا اشارہ است بہ آنکہ این مسند ارشاد وراثتہ بہ این فرزند خواہد رسید و همچنان واقع شد۔ حضرت ایٹان رسالہ قشیریہ، عوارف المعارف، احیاء العلوم، نفحات الانس، شجاعت غین الحیاء

مکتوباتِ قدسی آیاتِ حضرت امام ربانی، مثنوی معنوی، مشکاة المصابیح، وجامع ترمذی از حضرت شاہ صاحب و کتب معقول از مولوی فضل امام و بقیہ کتب از مولوی رشید الدین خان تلمیذ رشید شاہ عبدالعزیز خوانندہ بہ خدمت حضرات ثلاثہ شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر حاضری شدند۔ گاہے برائے زیارت و گاہے برائے استفادہ حضرت ایشان می فرمودند کہ این ہر سہ برادر در علوم دینیہ تجربے کنار بودند و تفسیر کلام الہی حضرت شاہ عبدالعزیز آیتے بود از آیات الہیہ۔ ہر سہ برادر اصحاب نسبت و کشف صحیح بودند البتہ کشف شاہ عبدالقادر بغایت اعلیٰ و درست بودہ۔ ایشان دو از دہ سال ریاضات و مجاہدات کردہ بودند و از بعض خلفائے این طریقہ (یعنی طریقہ مجددیہ معصومیہ) استفادہ نمودہ اند۔ جناب ایشان بسیار احترام و تکریم مامی کردند و نہ نہایت محبت پیش می آمدند۔

حضرت ایشان در مصطفیٰ آباد رامپور از مفتی شرف الدین و از خال والد بزرگوار خود مولوی سراج احمد سعیدی مجددی نیز تحصیل علم کردہ اند و از مؤخر الذکر اجازت حدیث رحمت المسلسلہ بالاولیٰ عن طریق حضرت المجد حاصل کردند۔ و در لکھنؤ از مولوی محمد اشرف و مولوی نور نیز تحصیل علم کردہ اند۔ مولوی محمد اشرف بہ غایت محقق و مدقق بودند و مولوی نور صاحب نسبت بودند۔ و حضرت ایشان اجازہ عامہ از حدیث شریف از حضرت شاہ عبدالعزیز حاصل کردہ اند۔ حضرت ایشان کسب سلوک از ابتدائات انہما از حضرت شاہ صاحب کردہ اند۔ حضرت شاہ صاحب در رسالہ خود کہ در حدود ۱۲۳۰ھ تالیف فرمودہ اند نسبت بہ ایشان نوشتہ اند: حضرت احمد سعید فرزند حضرت ابوسعید بہ علم و عمل و حفظ قرآن مجید و احوال نسبت شریفہ قریب است بہ والد ماجد خود۔“ و بر حاشیہ این رسالہ از حضرات کرام کسے نوشتہ: ”و نیز در جائے ارقام نمودہ اند فرزند ایشان (یعنی حضرت ابوسعید) حضرت احمد سعید حافظ و عالم از پدر خود کم نیست اجازت تعلیم طریقہ ازین فقیر دارد۔ انتہی منقول از عین مسودہ حضرت شاہ صاحب و قبلہ است۔“

در روز عید قربان در مجمع عام حضرت شاہ صاحب بہ دست مبارک خود ملبوس خاص از قسم کلاہ و دستار و پیراہن مبارک حضرت ایشان را پوشانیدند و بہ خلافت عامہ و اجازت مطلقہ سرفراز فرمودند۔ حضرت ایشان فرمودہ اند کہ من در جمیع مقامات از حضرت والد بزرگوار خود توجہات و فوائد حاصل کردہ ام لہذا اسم مبارک ایشان در سلسلہ شریفہ نوشتہ ام۔ عاجز گوید در سلسلہ روایت ہر چند وسائل کم باشند خوب تر

لے این بیان ماخوذ از کتاب مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ است۔ نزد عاجز ازین رسالہ مبارک نسخہ قلمی موجود است کہ قبل از تسلط فرنگ خدو ہم اللہ بردہ بی نوشتہ شدہ است، این رسالہ در احوال حضرت مرزا جان جانان مظہر شمس برتو نوشتہ شدہ است، از مقامات مظہری مختصر است و چیزے تفاوت دارد حضرت شاہ صاحب برائے رسالہ تجویز نامے فرمودہ اند۔ عاجز را اول سرورق نام ”مکالات مظہری“ نوشتہ است۔ تسہیلاً للحوالہ و حفظاً للرسالہ۔

است چہ منظرہ ضعف کتری باشد۔ اما در سلسلہ طریقت حضراتِ مشائخ بہ منزلہ شیشہ ہائے دور بین اند۔ اتحاد شیشہ ہاوت زیاد در دور بینی پیدای کند۔ لہذا حضرت مشائخ نامہائے آن بزرگواران را نیز داخل سلسلہ می کنند کہ از ایشان فوائد حاصل کردہ اند، چنانچہ حضرت یعقوب چرخ اسم حضرت علاء الدین عطار را ثبت نمودہ اند حالانکہ خود ایشان نیز خلیفہ حضرت امام الطریقہ سید بہار الدین نقشبند مقدس اللہ سرارہم۔ حضرت ایشان مع والد بزرگوار خود در لکھنؤ بودند کہ حضرت شاہ صاحب پدر بزرگوار ایشان را از لکھنؤ طلب کردند و تحریر نمودند کہ فرزند خود را بہ جائے خود بنشانید چنانچہ حضرت ایشان در لکھنؤ بہ جائے قبلہ گاہ خود مصروف کار گشتند و قبلہ گاہ ایشان در دہلی بہ جائے حضرت شاہ صاحب مصروف عمل شدند و بعد از چند گاہ حضرت ایشان ہم بہ خانقاہ شریف دہلی تشریف آوردند۔ و بہ امامت نمازی پنجگانہ واقفا و تدریس علوم دینیہ مصروف گشتند۔ اندرین ایام نوبتے بہ سر ہند شریف نیز رفتند و از حضرات کرام قدس اللہ سرارہم مستفید و مستفیض شدند۔

**مسند ارشاد** در ماہ جمادی الآخرہ ۱۲۲۹ھ حضرت والد ماجد ایشان بہ سفر حج و زیارت روانہ شدند و مسند ارشاد و خانقاہ شریف بہ حضرت ایشان تفویض نمودند۔ حضرت ایشان بہ حساب تقویم قمری کامل بست و چہار سال و ہفت ماہ و چند روز رونق دہ مسند ارشاد در خانقاہ ارشاد پناہ ماندند۔ از اطراف و کناف عالم ہندگان خدا حاضر شدہ استفادہ کردند۔ کسانے کہ ظرف عالی داشتند سرست جاہائے معرفت شدہ خلعت خلافت و اجازت بر جاہائے خود آراستہ بہ اوطان خود مراجعت فرمودند و در جہات خود خلعت خدا را و اصل بہ حق گردانیدند۔

**غداری فرنگ** فرنگ خذ لہم اللہ ببادشاہ ہند غداری کرد۔ در او اخر محرم ۱۲۴۲ھ افواج فرنگ دہلی داخل شد۔ بادشاہ در قید افتاد و خون مسلمان بے قیمت شد در این ہنگامہ دارو گیر حضرت ایشان مع اہل و عیال و فقراے باب اللہ از خانقاہ شریف و از شہر دہلی برآمدند۔ زن و مرد خورد و کلاں یک صد نفر ہمراہ ایشان بودند۔ اگر کسے مطالعہ مکتوبات شریفیہ ایشان بکند، معلومش خواہد شد کہ احوال مالیتہ حضرت ایشان داسما صدق۔ و کان سرزقہ کفافیاً۔ بود مع ہذا جمعیت احوال ایشان سر موفرق نیامد۔ کار ساز حقیقی از غیب سا مانہائے فراہم کرد کہ بہ وہم و خیال کسے نہ آید۔ و عجب تر آن بود کہ اسم گرامی حضرت ایشان نزد فرنگ در زمرہ باغیان منسلک بود و ہر وقت و ہر لحظہ خیال می رفت کہ فرنگیان ایشان را گزندے ساند لیکن در اعمال و اوراد و وظائف و حلقہ و توجہ بیچ فرق نیامد۔ حضرت ایشان از خانقاہ شریف برآمدہ مقبرہ منصور شریف بودند کہ آن را صفر جنگ نیز گویند۔ و از اسباب مہرولی کہ در آنجا مزار پرنوار حضرت

قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ است تشریف بردند، لیکن آن جاؤ با بود لہذا بہ دقت تمام باز بہ صفدر جنگ آمدند  
وآن جا عیال مبارک ایشان امۃ الفاطمہ بنت نثار حسن بن نثار احمد یحییٰ بی شب جمعہ چہارم صفر ۷۴۲ھ  
رحلت نمود، دران اوقات صعبہ و احوال شدیدہ بہ وجہ احسن از تغیل و تکفین فارغ شدہ جنازہ ایشان را بہ  
باغ نواب مکرم خان بردہ بہ پہلوئے حضرت سید نور محمد بدایونی قدس سرہ جہت شرق دفن کردند۔ مزار  
حضرت سید السادات بہ جہت جنوب از مزار حضرت نظام الدین قدس سرہ بہ فاصلہ یک تیر پرتاب واقع  
است۔ رَحِمَهَا اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهَا۔

**ابتلائے عظیم** | در ذکر السعیدین نوشتہ کہ در دوران قیام صفدر جنگ روزے یک افرنجی کہ افسر بودہ مع چند  
سوار اسلحہ بردار رسید بہ حضرت ایشان گفت۔ تو از باغیان ہستی من ترا ہمراہ خود بردہ بہ سوار  
و مذلت بر سرداری کشم، وقتے کہ افرنجی این سخن می گفت نزد حضرت ایشان ہر دو برادران و ہر سہ فرزندان ایشان  
و مولف ذکر السعیدین کہ یازدہ سالہ بود استادہ بودند، حضرت ایشان بہ افرنجی فرمودند۔ فکر نہ کنید ما ہمراہ شامی  
رویم۔ و بہ خادمے ارشاد کردند۔ برو بہیلی بیار، یعنی آن عزیبہ کہ گاؤ آن رامی کشد چنانچہ خادم بہیلی آورد و حضرت  
ایشان ہمراہ خود وظیفہ شریفیہ و اشیائے ضروریہ گرفتہ سوار شدند۔ درین تمام مدت افرنجی استادہ احوال آن حضرت  
را ملاحظہ می کرد و قتیکہ آن حضرت در عزیبہ سوار شدہ بہ افرنجی فرمودند۔ بفرمائید، مارا کجای برید۔ بر افرنجی از استماع این  
سخن ہیبتہ طاری شد و وئے مع سوار ہا بہ زودی روانہ شد و از احاطہ صفدر جنگ بیرون آمدہ سوارے را نزد  
حضرت ایشان فرستاد کہ پیر صاحب بہ جائے خود باشند۔

آن کس کہ ترا شناخت جان را چه کند  
فرزند و عیال و خان و مان را چه کند  
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخششی  
دیوانہ تو ہر دو جہان را چه کند  
چون از اسباب دنیویہ نشانے نہ ماند، ظہور "بَشِيرِ الصَّابِرِينَ" شد۔ و بیانش آنکہ در فوج افرنک  
پنجاب بہا و افغانہا نیز بودند۔ وقتے کہ حضرت ایشان از مہرولی مراجعت می فرمودند یک دستہ فوج پیش آمد  
درین دستہ فوج نورنگ خان نیز بود کہ از کلانجی گذرہ پوران ضلع ڈیرہ اسماعیل خان بودہ و مرید حاجی  
دوست محمد قندہاری ساکن موسی زری، ڈیرہ اسماعیل خان بود۔ وے قافلہ حضرت ایشان را بہ حفاظت  
تمام بہ صفدر جنگ رسانید و خودش نزد افسران فوج رفت تا برائے حضرت ایشان اجازت نامہ سفر  
حاصل کند۔ عاجز از سیدی الوالد قدس سرہ شہیدہ بود کہ در حصول پروانہ راہ داری نواب جان نشان خان  
سعید ہا کردہ بود۔ وے در فوج منصبے عالی داشت و فیما بعد حکومت افرنک ویرا جاگیر سردھنہ و منصبے اعزازی  
دادہ بود۔ نورنگ خان و جان نشان خان در جدوجہد خود بفضل اللہ و احسانہ کامیاب شدند و نورنگ خان



برائے حضرات ایشان و رفقاءے حضرت ایشان اجازت نامہ سفر حاصل کردہ بہ خدمت شریف حضرت ایشان رسید۔ و باز حضرت ایشان رابع قافلہ برائے سہ روزیہ معسکر بردو مہمانی کرد۔ در معمولات حضرت ایشان در معسکر ہم تفاوتے واقع نہ شد برائے نماز در اوقات خمسہ اذان دادہ می شد۔ و بہ کمال سکون و خشوع جماعت کردہ می شد و حسب معمول بہ حلقہ و توجہ اشتغال بودہ۔ افزنگہا احوال ایشان را بہ نظر غامری دیدند و تعجب ہامی کردند۔  
حضرات مشایخ کرام فرمودہ اند۔ **الْإِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكِرَامَةِ**۔ **كَيْفَ لَا وَقَدْ رَوَى مُسْلِمٌ فِي مِصْنَعِهِ عَنِ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ**۔ **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِبَادَةُ فِي الْهَرَجِ كَهَجْرَةِ الْإِي**۔ سبحان اللہ چہ مژدہ جانفز اور روح پرور است۔ حضرت ایشان چون مستحق این کرامت علیا شدند حق تعالیٰ بفضل و احسان خویش برائے حضرت ایشان و رفقاءے حضرت ایشان اسباب سفر بیکان کرامت و دار ہجرت مہیا کرد و بیانش این است۔

قافلہ حضرت ایشان برائے ڈیرہ اسماعیل خان از راہ پانی پت و کرنال و انبالہ و لدھیانہ و لاہور علی اسم اللہ از معسکر روانہ شد، چون حضرت ایشان بہ لدھیانہ رسیدند معلوم شد۔ کہ جناب خورشید احمد مجذبی کابلی مجبوس شدہ اند۔ خورشید احمد از مخلصین حضرت ایشان بودہ۔ از استماع این خبر حضرت ایشان التوشیہ لاحق شد و دعا ہا کردند۔ کار ساز حقیقی لطف فرمود و یک افغانی کہ افسر فوج بود بہ خدمت حضرت ایشان رسید و باز سبب نجات جناب خورشید احمد شد و خورشید احمد نیز از رفقاءے سفر حضرت ایشان شد۔ وقتے کہ این قافلہ لاہور رسید چند افراد بہ انتظار حضرت ایشان متوقف بودند۔ ایشان را جناب حاجی صاحب از ڈیرہ اسماعیل خان فرستادہ بودند خود حاجی صاحب با بین لاہور و ڈیرہ بہ استقبال حضرت ایشان رسیدند و حضرت ایشان قافلہ حضرت ایشان را بہ موسیٰ زئی بردند حضرت ایشان آن جا سہ ماہ قیام فرمودند۔

خدمتے کہ حضرت حاجی دوست محمد قدس اللہ سرہ و تَوَضَّعَ رُجْحُهُ وَ رَفَعَ مَكَانَهُ دَرِينِ وَقْتِ هَرَجِ کردہ اند از اعظم حسنات و اکبر اعمال است، خالصاً لِحُبِّ اللَّهِ وَ رِضَائِهِ تا سہ ماہ تمام اہل قافلہ را در خانقاہ خود خدمت کردند و برائے ہر یک سامان سفر مہیا کردند و باز از ڈیرہ تا بمبئی انتظام کشتی کردند و از بمبئی تا حجاز مقدس در باخترہ انتظام سفر کردند بلکہ برائے مصارف حجاز مقدس نیز انتظامات کردند۔ از برداشت این گونہ مصارف اُمَاقِ صَرَدِجَ جَاءَ فَقَرَا۔ **ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ**۔

**تَفْوِيزِ خَالِقَاهُ** | شاہ محمد نظر در مناقب احمدیہ مقامات سعیدیہ بر صفحہ دو صد و چہل و چہل و یک آن تحریر و نقل کردہ اند کہ حضرت ایشان بہ حاجی صاحب دادہ اند۔ در ان تحریر نوشتہ است۔ **مِرْقُومِ سَازِمِ بِمَرِيدَانِ خُودِ كِه دَر ہندوستان و خراسان سکونت می دارند کہ بہ جالے من مقبول**

بارگاہ احد حاجی دوست محمد صاحب راکہ خلیفہ من اند۔ بدانند و تو جہات از ایشان گرفته باشند الخ۔ و شاہ محمد مظہر نوشتہ اند۔ و خانقاہ و مکانات محل سرائے خود و تسبیح خانہ حوالہ ایشان نمودند و اختیار دادند کہ خواہ خود در آنجا باشند یا خلیفہ خود را دارند۔ لہذا ایشان مولوی رحیم بخش صاحب راکہ از زبده خلفائے ایشان اند و خانقاہ شریف بہ جہت خدمت و اردین و جاہ و بکشی مسجد و مزارات بابرکات مقرر فرمودند **رَزَقَهُ اللهُ الْاِسْتِقَامَةَ**۔

**سفر بہ حرمین محترمین** سماہ بلکہ چیزے زائد و موسی زنی قیام فرمودند و باز بہ راہ دریاد کشتیہا بہ بمبئی تشریف بردند و در ماہ شعبان از بمبئی بہ جدہ روانہ شدند و

در ماہ شوال بہ جدہ رسیدند حج کردند و در اوائل ماہ ربیع الاول حضرت ایشان مع دو فرزند ان کلان و چیت نفر مخلصین بہ مدینہ منورہ سفر کردند و در ہمان ماہ مبارک بہ مدینہ منورہ رسیدند و بقیہ افراد بہ ماہ رجب از مکہ مکرمہ بہ مدینہ منورہ رسیدند۔ جدا جدا حضرت شاہ محمد عمر مکتوبے بہ فضائل و کمالات پناہ سید عبد السلام ہمسوی قدس اللہ سرار بہا نوشتہ اند۔ اصل این خط مع خطوط آخر نزد جناب مولانا ابوالحسن علی ندوی حفظہ اللہ تعالیٰ محفوظ است۔ جناب ایشان لطف فرمودہ نقلش بہ عاجز فرستادہ اند۔ ازین مکتوب مبارک بر خے راکہ متعلق بہ احوال حضرت ایشان است عاجز نقل می کنند۔ نوشتہ اند۔

”اولاً وقت خروج از شاہجہان آباد، دہلی خاص، در مقبرہ منصور علی خان جناب والدہ محترمہ ام وفات یافتہ در مقابر خلجائی آر میدہ۔ در جوار حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ قریب مزار حضرت سید صاحب مدفون شدند۔ ابواب غم و الم بر ما فرزند ان کشودند، زان بعد از مقام مذکور حضرت والد مرحوم مع جمیع فرزندان و برادران متعلقان ذکور و انات دخور و بزرگ از راہ پنجاب بہ بندر بمبئی و از آنجا بہ سواری مرکب، جہاز بادی، در جدہ و از آنجا بہ مکہ معظمہ از بعد فراغی حج بہ مدینہ منورہ تشریف آوردند۔ از ابتداے پنجاب تا مدینہ منورہ خلق کثیر از عمائد و شرفا و امراء و علماء و مشائخین جوئے بہ حضرت مرحوم آوردہ مردم بے شمار بہ سعادت بیعت در آمدند و صد ہا کس از ترک و عرب بہ قدمبوسی حاضر می شدند، چنان مرجع خاص و عام شدہ بود کہ بینندگان متحیر بودند و تصرفات و خوارق عادات از جناب مرحوم بہ ظہوری آمد کہ عقل حیران بود۔ درین عرصہ از مکہ شریفہ تا مدینہ منورہ چندین مرہان از اقارب و

لے مولوی رحیم بخش از پنجاب بودند، عجب مرد ولی و فرشتہ خصلت بودند، از ۱۲۴۳ھ تا ۱۲۸۳ھ خدمت خانقاہ شریف بہ وجہ احسن کردند و بہ پہلوئے حضرت مرزا جانان قدس سرہ جہت شوق بیرون مجتہد مدفون شدند، بہ روز شنبہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۲۸۳ھ مطابق ۸ نومبر ۱۹۵۵ء در قبر ایشان وقتے کہ مزدور ہا اصلاح فرش می کردند، سوراخے شد و ازین سوراخ نفحات خوشبوئی بہ چہار اطراف منتشر شد۔ خود این عاجزان بوئے خوش را شمید۔ مزدوران و زائرین متحیر بودند۔ سال وفات ایشان از ”**اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَخَافُوْنَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ**“ ظاہر است کہ ۱۲۸۳ھ می باشد۔ **رَحِمَهُ اللهُ وَقَدَّسَ سِرَّهُ**۔

اہل حرمت یعنی والدہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب عموی صاحب "و دختر در میانی شان و جناب پھو کھی جنتا" ہمشیرہ صاحبہ حضرت والدہ بحق، و اہلیہ برادر م حضرت عبدالرشید صاحب و برادر اہلیہ شان و دیگر چند کس کہ تفصیل آن در غمہا کتو دست راہی عالم بقاشدند و ما غم زدگان را کوفت بر کوفت رسانیدند۔ آخر کہ بجز صبر چارہ نیست بہ حکم الصبر مفتاح الفرج صبر کردیم و بہ تجویز حضرت والد مرحوم عقد نکاح برادر رشید جناب عبدالرشید صاحب از دختر ثالث عموی حضرت عبدالغنی صاحب کردہ شد، و بعد این ہمہ قصہ ہائے اندوہ اثر جناب والد مرحوم بہ تاریخ دوم ماہ ربیع الاول ۱۲۰۴ ہجری صلعم، یوم سہ شنبہ ما بین وقت نماز ظہر و عصر رحلت فرمودہ بہ موت جنت عدن تشریف فرما شدند و بموجب وصیت حضرت مرحوم در جنت البقیع قریب گنبد امیر المؤمنین خلیفہ ثالث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون شدند رحمہ اللہ تعالیٰ ارحمتہ واسعۃ و نوشتہ اند جعفر بہ سبب تنہائی از خدمت والد مرحوم و زخم ہائے کثیرہ وفات یابی عزیزان و قریبان تاب استقامت در مدینہ منورہ نیاوردہ قبل از آیام حج در مکہ معظمہ مع عیال و اطفال خود رسیدہ چارہ غم غلطیہائے خود بہ زیارت کعبہ مشرفی نمایم و خود را تسلیہامی دہم اما طبیعتم را وحشتہ و بے قراری وے دادہ است کہ در تحریر می آید و عاف فرمایند کہ او تعالیٰ تسکین عطا فرماید، و نوشتہ اند جناب والد مرحوم قبل از رحلت خود ہیچگونہ وصیت و حکم خلافت و غیرہ آنچه مرسوم است با وجود اثبات ہوش و حواس نہ فرمودند، بعد وفات شان بہ صلاح صوابدید جناب عموی صاحب و این احقر البشر و برادر عزیز محمد مظہر نظر بہ فوقیت عمر و سن برادر رشید حضرت عبدالرشید صاحب را برائے نشستن مقام نشستگاہ حضرت مرحوم مقرر نمودہ شد۔ الحمد للہ کہ در مدینہ منورہ ہر سہ صاحبان یعنی حضرت عبدالغنی صاحب و برادر م عبدالرشید صاحب و محمد مظہر صاحب در مکہ معظمہ این احقر البشر بہ طریقہ آبائی خود مستقیم و توجہ بہ طریقہ حلقہ و مراقبہ و شغل و اذکار و غیرہ طریق مرسومہ مشغول است و طالبان نام خدا از ہر چہ ہر حلقہ بہرہ و نصیب خود می گیرند و گزران معیشت ما ہمہ فقرا بہ طریقہ بزرگان خود یعنی بر توکل محض است گاہے فراخی می شود و گاہے تنگی می آید و گاہے زیر بار قرض و گرومی شویم۔ بہ ہر حال شکر او تعالیٰ ہست البتہ اگر جناب حضرت مرحوم راجیات وفا می کرد و چندے درین بلاد بہ قید حیات می بودند لامحالہ نوبت مریدان بہ لگو کہامی رسید، چہ حال مردم ترک و عرب از دور و دور شہرت و ولایت حضرت مرحوم دریافتہ بہ آستانہ بوسی می آیند و بہ سنگ حرمان و مالوسی سر عقیدت و اخلاص خود مجروح می سازند۔ او تعالیٰ از فیوضات و برکات حضرت پیران کبار قدس اللہ اسرارہم این عاجزان گننام را سرفراز فرمودہ چراغ خاندان مجددی قدس سرہ را برافروزد و تا قیام قیامت این باب فیوضات را مفتوح دارد۔ آمین۔ تحریر سیم محرم الحرام ۱۲۰۴ ہجری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم از مکہ مکرمہ۔

در سیر الکاملین نوشتہ ” بعنایت الہی بہ مکہ معظمہ رسیدند، عظمائے شہرتا بہ جدہ بہر استقبال آمدہ بودند، بادشاہ جدہ حاضر خدمت اقدس شدہ خدمتہا نمود و اہل مکہ از علما و مفتائی و مشائخ بہ ملاقات حاضر شدہ بسیار کسان داخل طریقہ شریفہ بردست شریف شدند، چند ماہ در آنجا بودہ عزم مدینہ منورہ فرمودند و سکونت آن بقعہ طیبہ اختیار کردند۔ اہالی آن بلدہ معطرہ ہجوم آوردند و خلق کثیر از کبار اہل مدینہ و از علما و مشائخ و امرابہ توبہ و انابت بردست مبارک مشرف شدند و حضرت ایشان و فرزندان بعنایات وافرہ از حضرت سرور دین و دنیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ و اصحابہ وسلم کہ از بیانش استار اولی، مخصوص گشتند سلطان عبدالمجید خان راز قدم شریف خبر رسید و طبقہ بغیر درخواست مقرر ساخت و حضرت بہ کمال جمعیت صوری و معنوی و افاضہ فیوضتہمچو سابق بلکہ اندازان سرگرم بودند۔ اہالی آن بقعہ منیفہ می گفتند کہ همچون شیخے را گاہے نہ دیدہ ایم و بہ کمال اعتقاد و محبت پیش می آمدند۔ الخ

قبولیتے کہ حضرت ایشان را در ان بلدہ مبارکہ حاصل شدہ جناب سید نبیل و قاضی جلیل  
**قصیدہ برآدہ** سید عبد الجلیل برآدہ رَحْمَةُ اللهِ وَرَقَصِيدَةُ رَأِيَّةٍ خُودِ بِيَانِ اَنْ كَرَدَه كَه دَرَج ذِيلِ اسْت۔

كَذَا قَلْبِي كُنْ سَعَى الْفَتَى يَلْمَا شِرِّ	وَتَجِدِيْدِ اَعْلَامِ الْمُعَالِي الدَّوَابِرِ
تَعْمُرُكَ هَذَا الْفَقْرُ لَا مَا يَعْدُهُ الْاَلْ	مُلُوكُ ذُو وَالْتِيْجَانِ يَوْمَ التَّفَاخُرِ
وَمَنْ مِثْلُ سُلْطَانِ الطَّرِيْقَةِ اَحْمَدِ	سَعِيْدِ جَلِي الْاَبْصَارِ قُلِّ وَالْبَصَائِرِ
مُنُوْرًا قَطَارِ الْبِلَادِ بِدَا تِه	وَاَوْلَادِهِ الْغُرِّ الْكِرَامِ الْاَكَابِرِ
هُوَ الشَّمْسُ فِي وَسْطِ السَّمَاءِ بِنُوْرِهَا	تَبَدَّتْ وَنَجْمُ الْهُدَى يَبْدُو لِنَا ظِرِّ
هُوَ الطُّوْحُ جِلْمًا اَرَا سِحَا فِي وَقَارِهِ	هُوَ الْبَحْرُ عَلِمًا ذَا اِحْرَابٍ اَلذَّخَائِرِ
وَكَنْزٍ لِّاَهْلِ الْفَقْرِ اَصْبَحَ مُغْنِيًا	فِيَا حَبْدًا اَلْكَنْزُ لِسَيِّدِ الْمَفَا قِرِ
عَلَى نَجْمِهِ اِنْ شِدَّتْ تَظْفُرُ بِالْمُتَى	وَمِنْ هَلْجِهِ فَا سَلْكَ سَرِيْعًا وَبَادِرِ
عَلَى سَيْرِهِ سِرٌّ اِنْ قَدِرْتَ مُشْمِرًا	مُجْدًا اَوْ عِنْدِي اَنْتَ لَسْتَ بِقَادِرِ
فَذَاكَ اِمَامُ الْعَصْرِ اَوْ حُدُ دَهْرِهِ	فَحَاشَى يَضَاهِي فِي الْمَلَا يَمْنَا ظِرِ
لَهُ الرَّتْبَةُ الْعُلْيَا الَّتِي دُوْنَ نَيْلِهَا	لِمَنْ رَامَهَا لَا شَكَّ شَقَّ الْمَدَائِرِ
وَكَيفَ لِرَبَاتِ الْخُدُوْرِ اِنْ سَمِتْ	مُبَارَزَةَ الْاَسَدِ اللَّيُوْتِ الْخَوَادِرِ
فَكَمْ حَائِرًا يَهْتَدِي لِسَبِيْلِهِ	اَتَاهُ فَوَاقَاهُ الْهُدَى بِالْبَشَائِرِ
وَكَمُ وَاوَدٍ لِّلْفَيْضِ يَطْلُبُ هَائِمًا	اَتَاهُ فَا مَسَى حَامِلًا لِمَصْدِرِ

وَكَمْ مُسْتَفِيتٍ فِي دُبْحَى اللَّيْلِ أَمَةٌ  
وَكَمْ مِنْ مُرِيدٍ يَشْكُو مَرِيدَةً  
تَطِيفُ بِهِ عِنْدَ الْمَسَاءِ وَغُدْوَةً  
وَيُسْعِدُهُمْ مِنْ نَظْرَةٍ بَعْدَ نَظْرَةٍ  
فَيَقْتَمُ مِنْ أَغْلَاقِ حِصْنِ قُلُوبِهِمْ  
وَلَا زَالَ مِنْ تَحْرِيرِ الْوِصَالِ عَلَيْهِمْ  
إِذَا اجْتَمَعُوا لَيْلٌ تَجَافَتْ جُنُوبُهُمْ  
سُكَارَى وَمِنْ أَنْظَارِهِ فِي وَجْهِهِمْ  
وَيَنْقُلُهُمْ مِنْ حَالَةٍ بَعْدَ حَالَةٍ  
هُمُ الْقَوْمُ حَقًّا لَيْسَ يُشْفَى جَلِيئُهُمْ  
فَبَادِرِ إِلَيْهِ وَاعْتَنِمِ قُرْبَ وَصْلِهِ  
وَلَذِكُمْ لَنَا نَابِتُكَ فِي الْكُؤُونِ حَلِجَةٌ  
وَمِنْ حُبِّهِ كُنْ دَائِمًا مُتَمَسِّكًا

جناب برادرہ ابن قصیدہ رمانہ درجات مبارکہ حضرت ایشان گفته خوش نصیب بود کہ بخدرت آن  
قیوم جهان رسیده و ادراک حقائق کردہ از اہل بصیرت گشتہ، چه خوب گفته و کم من مرید یَشْكُو مَرِيدَةً  
یعنی بسیاری از مریدان و مخلصان بہ خدمتش از شر شیطان فریدہ نالان می رسند و مدتے بہ سمرنہ می رود کہ ایشان  
بہ توجہات کیمیا اثر حضرت ایشان از شر آن اجبت بفضل اللہ و احسانہ رستگاری می یابند، و چه خوب از کیفیت  
حلقہ و توجہ بیان کردہ و یَنْقُلُهُمْ مِنْ حَالَةٍ بَعْدَ حَالَةٍ۔ در اندک مدت جناب برادرہ آن حقیقت را دریافتہ است  
کہ حضرت مشایخ کرام گفته اند من استواء یومان فہو مغبون۔ و چه خوب نصیحت کردہ کہ علی سائرہ سر۔ الخ  
یعنی اگر می توانی بر مسلک ایشان روان شو و قدم بر قدم ایشان بنہ۔ اگر چه من یقین دارم کہ این کار از دستت نہ خواہ  
برآمد، چه از سیر فضلیان و مرادان بہ دیگران چه رسد۔ اللہ یَجْتَنِبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَجِدُنِي إِلَيْهِ مَنْ  
یَنْتِيب۔ ع این کار دولت است کنون تا کار رسد۔

**تالیفات** حضرت ایشان رانچ رسائل اند۔ ۱۔ سعید البیان فی مولد سید الانس و الجان صلی اللہ علیہ وسلم  
بہ اردو۔ ۲۔ الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف۔ بہ فارسی۔ ۳۔ الفوائد الصابغہ  
فی اثبات الرابغہ۔ بہ فارسی۔ ۴۔ الا نهار الاربعة، بہ فارسی۔ ۵۔ تحقیق الحق المبین فی اجوبہ

المسائل الأربعة، بفارسی۔ در این رسالہ حضرت ایشان قدس سرہ رَدِّ مولانا اسحاق پسر و دختر حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی و شاگرد ایشان کردہ اند۔ مولانا اسحاق در بعض مسائل خلاف مسلک جد و استاد خود رفتہ۔ بلکہ اتباع مولانا اسماعیل دہلوی کردہ۔ حضرت ایشان بہ وجہ خوب رد کلام دے فرمودہ اند۔

**ذوقِ سخن** | حضرت ایشان را ذوقِ سخن بودہ۔ احياناً اشعار می گفتند۔ و سعید تخلص می فرمودند۔ حضرت ایشان را بباضی بود۔ در مناقب احمدیہ منقبت ایشان موجود است، این منقبت در مدح حضرت پیران پیر سیدنا عبدالقادر جیلانی است قدس سرہ۔ حضرت جد امجد در بیاض اشعار خود یک شعر ایشان نوشتہ اند۔

دو گوشہ لعل تو سر چشمہ حیوان است  
روے دل من زان رو ہر لحظہ سوے آن است

**خلفاء** | در مناقب احمدیہ شاہ محمد مظہر نامہائے ہشتاد نفر نوشتہ تحریر فرمودہ اند تا بکے نامہاں توہم کہ بسیار اند و حضرت جد امجد در انساب الطاہرین تحریر فرمودہ اند کہ صد ہا افراد بہ اجازت و خلافت مشرف شدہ اند و ہر یکش در جائے خود صاحب ارشاد است۔

**اولاد** | زوجہ حضرت ایشان امۃ الفاطمہ بنت نثار حسن بن نثار احمدیہ بچیوی بودہ۔ از بطن ایشان حق تعالی آن حضرت را چہار پسر و یک دختر عطا فرمود۔ ۱۔ عبدالرشید، ۲۔ عبدالحمید، ۳۔ محمد عمر، ۴۔ محمد مظہر و روشن آرا عبد الحمید و روشن آرا در خوردی رحلت نمودند۔

**حضرت شاہ عبدالرشید** | ولادت ایشان بہ دوم جمادی الآخرہ ۱۲۳۶ھ در لکھنؤ بودہ۔ عم شریف ایشان بہ ۱۰ سال نہ رسیدہ بود کہ قرآن مجید را حفظ کردند۔ علم معقول از مولوی فیض احمد دہلوی و حدیث شریف از مولوی مخصوص اللہ و مولوی محمد اسحاق و از پدر بزرگوار خود علم تفسیر و فقہ اصول و تصوف خواندند۔ از تحصیل علم ظاہر در بست سال فارغ شدند، از عمر پنج سالگی ملازم صحبت شریف جد امجد خود گودند، بہ شب ہمراہ ایشان بر یک بستر خواب می کردند۔ و وقت تہجد بمعیت ایشان بر می خواستند۔ می فرمودند کہ ما فی سیر الکاملین۔ کہ عمر من ہفت ہشت سالہ باشد کہ حضرت جد امجد مرا و عم مرا حضرت شاہ عبدالغنی را در شب لیلة القدر بعد تراویح طلب کردہ بردست مبارک خود بیعت کنانیدند۔ اتمام سلوک از حضرت والد ماجد خود کردند و خلافت یافتند۔ در ۱۲۵۶ھ از حضرت والد خود اجازت گرفتہ بہ حجاز مقدس برائے حج و زیارت رفتند و آن جا از شیخ عبداللہ سراج اجازت حدیث شریف و دیگر علوم حاصل کردند۔ در ۱۲۶۴ھ ہمراہ حضرت والد ماجد خود حجت فرمودند۔ در ۱۲۸۶ھ برائے حج بہ مکہ مکرمہ آمدند۔ بہ خیر خوبی حج کردند۔ و دو روز بیماری کشیدہ بہ وزشہ بین النظم و العصر، شانزدہ ذی الحجہ ۱۲۸۶ھ رحلت فرمودند۔ امامت نماز جنازہ حضرت جد امجد کردند و در معلّٰہ

نزد ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدفون شدند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَقَدَّسَ سِتْرُهُ۔ احوال ایشان را فرزند ایشان قدرے تفصیل در ذکر السعیدین نوشتہ اند۔ حضرت ایشان را از زوجات مختلفہ پروردگار شش سپرد ہشت دختر عنایت فرمود۔ (۱) بدر الصیام، (۲) محمد معصوم (۳) محمد بشیر (۴) محمد وحید (۵) محمد زبیر (۶) محمد سعید و (۱) امۃ الرشید (۲) امۃ الحلیم (۳) امۃ الکریم (۴) عائشہ (۵) امۃ الرجم (۶) حفصہ (۷) فاطمہ والثامنۃ لَمْ يُعْرِفْ اسْمَهَا۔ در فرزند ان بجز ثانی کسی نہ پائید۔

**حضرت شاہ محمد معصوم** | ولادت ایشان بہ دہم شعبان ۱۲۶۳ھ در خانقاہ شریف دہلی بودہ و وفات بہ دہم شعبان ۱۳۴۱ھ در مکہ مکرمہ واقع شد و در مغللہ نزد حضرت والد

ماجد خود مدفون شدند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَقَدَّسَ سِتْرُهُ۔

در خورد سالی قرآن مجید حفظ کردند و کسب علم ظاہری از ملا محمد نواب کہ از اجلہ علماء و از شاگردان جد ایشان بودند و بیشتر از عم اصغر حضرت شاہ محمد منظر کردند۔ و سند حدیث از حضرت شاہ عبدالغنی و از علامہ شیخ صدیقی کمال مکی حاصل کردند، در طریقت بیعت از جد امجد شدند و کسب سلوک از پدر بزرگوار خود کردند۔

ایشان را تالیفات قیمہ اند تفصیل کہ از فرزند اصغر ایشان بہ عاجز معلوم شدہ است می نویسند۔  
 (۱) و ضوح المعانی للكلام الربانی۔ تا سورہ مائدہ، غیر مطبوع۔ (۲) ریاض الحکم فی معارف القدم، تالیف قیامت  
 بعربی، طبع نہ شد۔ (۳) الادعیۃ الماثورۃ المعصومیہ۔ طبع شدہ (۴) اجازۃ الارشاد للشیخ اسعد الکردی  
 ابن ابن مولانا خالد الکردی۔ بعربی غیر مطبوع (۵) انصح البیان فی مکائد الشیطان، بہ اردو مطبوع۔  
 (۶) شمائل العارفين فی سیر المجید دینین۔ عربی، غیر مطبوع، بہ فرمائش علامہ روزگار مولانا ابوالحسنات عبدالحمی  
 لکھنوی رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ نوشتہ شدہ (۷) کشف الغطاء عن اهل الخطایہ اردو مطبوع (۸) السبع  
 الاسرار فی مدارج الاخیار، بہ اردو مطبوع (۹) ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین بہ اردو مطبوع  
 (۱۰) الکھف المتین تہذیب الحصن الحصین۔ مطبوع (۱۱) احسن الکلام فی اثبات المولد والقیام  
 بہ اردو مطبوع (۱۲) تہذیب سعید البیان، بہ اردو مطبوع (۱۳) تعریب الفوائد الضابطہ فی اثبات الرابطہ  
 و حضرت ایشان را بعربی وارد و کلام منظوم است و برنخے از ان طبع شدہ است معصوم نخلص می کردند۔ در  
 ذکر السعیدین برنخے از احوال خود و نامہائے خلفائے خود نیز نوشتہ اند۔ حضرت ایشان را از زوجات ثلاثہ  
 شش سپرد و چار دختر بودہ (۱) صبغۃ اللہ (۲) ابوالطاہر سیف الدین (۳) ابوالطیب مجد الدین (۴) ابوالشرف  
 عبدالقادر (۵) ابوالفیض عبدالرحمن (۶) محمد ابوسعید، و (۱) عارفہ (۲) صادقہ (۳) طاہرہ (۴) کاملہ۔

**شیخ ابوالطاہر سیف الدین** | ولادت ایشان بہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۹۸ھ در رامپور بودہ محمد عبدالغنی

نام تاریخی است۔ در ۱۳۲۳ھ ہمراہ والد ماجد خود بہ حرمین شریفین رفتند۔ چندے در انجا قیام کردہ نزد والدہ خود بہ امپور آمدند و تا آخر ایام آنجا قیام کردند۔ بہ جمعہ ۸ ماہ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۵۵ء رحلت فرمودند۔ رحمۃ اللہ و رضی عنہ جناب ایشان شاعر شیوہ بیان بودند۔ طہار تخلص می کردند۔ بہ صورت یک دیوان ضخیم و براوراق مختلفہ کلام ایشان جمع شدہ بود۔ بعد وفات ایشان از دست فرزندان ایشان۔ آن دیوان و کاغذات متفرق بہ دست دیگران رسیدہ، در شاعری ایشان را مقام رفیع بودہ و در استادان سخن شمارایتان بودہ۔ ایشان برادر و پسر یک دختر بودہ۔ پسر کلان ابو احمد نام اردو و پراچہ پسر چہار دختر است (۱) طیب (۲) شاہد (۳) زاہد (۴) ساجد و نام دختران (۱) زہمت (۲) عصمت (۳) عشرت (۴) فاطمہ سلمہ اللہ و حفظہم۔ و پسر خور و عبد الباری نام دارد، ویراسہ پسر و دو دختر است۔ (۱) عبد الرحمن یوسف (۲) عبد الہادی (۳) عبد الملک و اختر عروسہ و مبارک شگفتہ سلمہ اللہ و حفظہم، و دختر ایشان را نام قریشہ بود۔ عقد نکاحش با شیخ عیسیٰ منظر شد۔ بہ مدینہ منورہ۔ رفتنش شد و در حالت نفاس بہ ۱۴ جمادی الآخرہ ۱۳۵۴ھ وفات یافت و در بقیع مدفون گشت۔ رحمہا اللہ۔

زہمت عالی کہ یا بد مقام  
 بہ آن مورد وحی و ملک سعید  
 بود تا بد در جوارِ رسول  
 فیاحبذ امانہا من مزید  
 بگو سال تر جیل آن پاک جان  
 ”قریشہ ز طیبہ بخت رسید“

**حضرت ابوالشرف عبدالقادر** ولادت ایشان بہ چہارم ذی القعدہ ۱۳۱۵ھ مطابق یکم ستمبر ۱۸۹۲ء در رامپور بودہ، ”منظر قیوم“ نام تاریخی ایشان است و رحلت بہ شب جمعہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۴۴ء در مکہ مکرمہ واقع شد۔ و در مغلاہ بہ پہلوئے آب و جد مدفون شدند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَ رَضِيَ عَنہُ۔

حضرت ایشان در خورد سالی قرآن مجید حفظ کردند و از علمائے اعلام علوم متداولہ خواندند و سلوک باطنی از حضرت والد بزرگوار خود حاصل کردند۔ در شعر و سخن پایہ بلند داشتند، شرف تخلص ایشان بود۔ بہ اردو دیوان ضخیم دارند کہ موسوم بہ ”کلام شرف“ است و در عربی نیز مجموعہ نفیسہ از کلام ایشان است۔ بر مسلک حضرات کرام ثابت بودند۔ بعد وفات پدر بزرگوار خود جانشین ایشان بودند۔ ایشان را اولاد کثیر شد۔ لیکن غیر از یک پسر عبدالعزیز و یک دختر رقیہ ہمہ در خورد سالی رحلت کردند۔ عبدالعزیز در خورد سالی قرآن مجید را حفظ کرد و بر تحصیل علوم دینیہ بہ رامپور نزد عم اصغر خود آمد و از علمائے آن دیار کتب مر و جہ خواند۔ جوان نیک ذہن و فطین صاحب استعدادات و شاعر شیرین کلام بودہ۔ والد ایشان برادر خورد خود نوشتند کہ در خاندان مجددیہ بایکے از صالحات عقد زواج بر خوردار عبدالعزیز بکنید۔ چنانچہ ہمہ انتظامات بہ تکمیل رسیدند و قریب بود کہ بعد از چند روز عقد نکاح



ایشان شہود کہ دور روز علیل شدند و بہ روز جمعہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ راہی ملک بقا شدند۔ رحمۃ اللہ۔ در ان ایام این عاجز بہ مصر بود۔ مکتوبے کہ حضرت ایشان درین سلسلہ بہ عاجز نوشتہ اند نہایت درد انگیز است۔ در کتاب مقامات خیر عاجز آن خطر النقل کردہ است۔ و دختر ایشان رقیہ از برادر خود کلان تر است۔ بسیار حساسہ صاحبہ استعدادات بودہ۔ در شعر گوئی نیز مہارتے داشتہ۔ اولاً غم برادر خود برداشت و باز از صدمہ وفات پدر خود فتویے بہ دماغش لاحق شد و آخر از عقل و شعور بے نیاز گشتہ در رامپور ایام حیات خود را بہ سر می برد۔ حضرت ابو الشرف در مکتوبے کہ بہ عاجز نوشتہ بودند۔ دو شعر عربی تحریر فرمودہ بودند۔ تذکار الواقعة الالیمة عاجز آن ہر دو شعر را نقل می کند۔

أرثیک یا ولدنی یا تی رثاء      عبد العزیز یعزفیک عزائی  
ما کنت احسبان لسا بقنی الفنا      بل کنت احسبان تکون و رالی

رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَاسِعَةً وَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ۔ ابو الشرف کان اللہ لہ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ شنبہ۔

ولادت ایشان بہ ۸ اردی القعدہ ۱۳۰۴ھ در رامپور بودہ منظر الحسین  
**شیخ ابو الفیض عبدالرحمان** نام تاریخی است۔ قرآن مجید حفظ کردہ بہ علوم متداولہ مصروف شدند۔

استعداد خوب بہم رسانیدند در فن اصول رسالہ ناتمام و وصول الماشی الی اصول الشاشی "تالیف کردند ذوق سخن خوب داشتند فیض تخلص ایشان بود مجموعہ کلام ایشان "چشمہ فیض" موسوم است۔ متاہل شدند و پروردگار دو اولاد عنایت کرد۔ قضا را ہر دو اولاد و عیال ایشان رحلت نمود۔ صدمہ کہ بردل ایشان رسید شدید بود فتویے بہ دماغ ایشان رسید و بعد از چند وقت اثر نام تاریخی ظاہر شد و بہ روز جمعہ دہم محرم ۱۳۳۴ھ راہی ملک بقا شدند۔ رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

ولادت ایشان در رامپور بہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۸۹۹ء  
**حضرت محمد البوسعید** واقع شدہ شش سالہ بودند کہ حضرت والد ایشان ہجرت فرمودہ بہ حرین شریفین

رفتہ بودند لہذا پرورش ایشان در ان اماکن مقدسہ شدہ۔ در مدینہ منورہ حفظ قرآن مجید کردند و تحصیل علوم دینیہ مشغول شدند ذوق سخن خوب دارند بیشتر بہ اردو اشعاری گویند۔ بہ عربی نیز قصائد و قطعات دارند۔ حیانا بہ فارسی نیز شوق می فرمایند۔ مجموعہ کلام ایشان موسوم بہ "فکر سعید" است۔

در ۱۳۲۱ھ قبلہ گاہ ایشان در مکہ مکرمہ وفات یافتند، ایشان بہ رامپور آمدند و در خانقاہ معصومی قیام کردند۔ قبلہ گاہ ایشان این خانقاہ را ساختہ بودند۔ در گوشہ شمال غربی مسجد شریف است۔ چونکہ این مسجد نزدیک نھرا اللہ خان واقع است، معمور بہ نمازیان است۔ اگر در نماز جہری جناب ایشان امامت می فرمایند مقتدی بہا بسیار مخطوط می شوند۔ لہجہ ایشان حجازی است۔ بہ خوش الحانی و روانی تلاوت می فرمایند۔

حضرت ایشان را از زوجہ اولی دو پسر عبد الحمید و عبد المجید و از زوجہ ثانیہ چہار دختر سکینہ و میمونہ و عذرا و مرشدہ حق تعالی عنایت کردہ۔

ولادت ایشان بہ ۱۵ رمضان ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء بودہ۔  
**قاری حافظ عبد الحمید** چون عبد العزیز فرزند حضرت ابو الشرف رحلت نمود عبد الحمید را قبلہ گاہ

ایشان بہ مکہ مکرمہ نزد حضرت برادر خود فرستادند۔ لہذا تربیت ایشان در ان بلاد مبارکہ شدہ۔ قرآن مجید را حفظ کردہ اند و بہ سخن خوب تلاوت می کنند۔ در زبان عربی مہارت کاملہ دارند ذوق شعر و سخن دارند مجموعہ کلام عربی را بہ وحی الخیال و اردو را بہ "آینہ افکار" موسوم کردہ اند۔ اہلیہ ایشان ہاجرہ بنت نور میان ضیاء مجددی رامپوری است، پروردگار ایشان را دو دختر و سہ پسر عنایت کردہ سعیدہ کہ بہ ۱۳ رمضان ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۵۴ء و صبیحہ بہ ۲۰ جمادی الآخرہ ۱۳۶۵ھ مطابق ۳ فروری ۱۹۵۶ء و معصوم بہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۶ء و زہیرہ در ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ مطابق جون ۱۹۶۰ء و امین در رمضان ۱۳۸۴ھ مطابق دسمبر ۱۹۶۶ء متولد شدہ۔ سلمہم اللہ و حفظہم۔ عبد الحمید در سفارت سعودیہ بہ دہلی موزف است۔ در طریقت بردست عم محترم حضرت ابو الشرف بیعت کردہ۔ دَفَقَ اللهُ لِمَرْضَاتِهِ وَحَفِظَهُ۔

ولادت ایشان در ماہ شوال ۱۳۴۲ھ مطابق او اخر مئی یا او ایل جون ۱۹۲۲ء بودہ۔ در رامپور قیام دارند۔ اہلیہ ایشان را شدہ بنت قاری محمد اسماعیل مجددی است حق تعالی سہ پسر و سہ دختر عنایت فرمودہ، عبدالرشید بہ چہار شنبہ ۱۹ جمادی الآخرہ ۱۳۶۴ھ مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۵۱ء و عبدالوحید بہ یک شنبہ ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۳۶۳ھ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۵۴ء و عبد المعید بہ جمعہ ۲۵ ذی الحجہ مطابق ۳ اگست ۱۹۵۶ء متولد شدہ۔ دو دختر ان ایشان لیلی و نجلا شہلا را نام دارند تاریخ ولادت ایشان معلوم نہ شد۔ حَفِظَ اللهُ جَمِيعَهُمْ وَسَلَّمَهُمْ۔

وہر چہار دختر ان حضرت محمد ابو سعید صاحبات اولاد اند۔ سَلَّمَهُنَّ اللهُ وَحَفِظَهُنَّ۔

حضرت ایشان فرزند اصغر حضرت شاہ احمد سعید اند۔ بہ سوم جمادی الاولیٰ ۱۳۴۸ھ در خانقاہ شریف دہلی متولد شدند۔ مظاہر محمدی "نام تاریخی ایشان

است، وفات ایشان بہ یازدہم محرم ۱۳۸۰ھ در مدینہ منورہ شد و در بقیع نزد قبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مدفون شدند رَحِمَهُ اللهُ وَقَدَّسَ سِرَّهُ۔

در خورد سالی قرآن مجید حفظ کردند و علوم متداولہ از منقول و معقول از علمائے وقت حاصل کردہ حدیث شریف از عم محترم حضرت شاہ عبد الغنی خواندند۔ و سلوک باطنی در خدمت حضرت والد بزرگوار خود بہ انتہا رسانیدہ

سہ ہذی القعدہ ۱۳۹۳ھ پروردگار دختر سوم فائزہ عنایت کردہ سلمہا اللہ

مجمع البحرین گشتند بست و دو سالہ بودند کہ خلافت یافتند و اندراں ایام بہ سرہند شریف رفتہ از فیوضاتِ حضراتِ کرامِ قدس اللہ اسرارہم دامنِ مراد پر کردند و باز بہ حریمِ شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً رفتند درین ایام حضرت قبلہ گاہ ایشان بشیخ جمال الدین کشمیری بہ مہمبئی نوشتہ اند: نسخہٴ فرزندِی در سالہا بہ تصحیح رسیدہ است او تعالیٰ بہ اقصیٰ الغایات رساندہ الخ۔ بعد از وفاتِ قبلہ گاہ خود در مدینہ منورہ قیام فرمودند با وجودِ آن کہ آن جا عم بزرگوار ایشان حضرت شاہ عبدالغنی و برادرِ اکبر ایشان حضرت شاہ عبدالرشید قیام داشتند لیکن جوعِ خلّاق بہ حضرت ایشان بیشتر بودہ، در سنہ ۱۲۹۰ھ در حارۃ الأغوات سہ منزلہ عالی شان خانقاہ ساختند حضرت جدِ مجد تاریخ بنامے آن گفتہ اند۔

چون اخ کاہل محمد منظر عالی ہمسم  
ساخت خوش بنیاد وزیبا خانقاہ احمدی  
سال تاریخش عامیہ عمر گفت: لے الہ  
تا ابد آباد بادا خانقاہ احمدی ۱۲۹۰  
این خانقاہ شریف بہ نام "رباطِ منظر" مشہور است۔ حضرت ایشان را صدر خلفا بودہ اند۔  
لیکن نامہاے ایشان بہ عاجز معلوم نہ شدہ۔ باوجود کثرتِ ارشاد و تکثیرِ خلفا کسے احوال مبارکہ ایشان نہ نوشتہ،  
وقتیکہ عاجز احوال مبارکہ حضرت ایشان را و تغافلِ مخلصینِ ایشان را فکری کند۔ شعر سموءل بیادش  
می آید۔ گفتہ۔

وَمَا ضَرَّنَا أَنَّا قَلِيلٌ وَجَارُنَا  
عَزِيزٌ وَجَارُ الْكَثَرِ بَيْنَ ذَلِيلٍ

حضرت ایشان احوالِ قبلہ گاہ خود نوشتہ اند کہ موسوم بہ مناقبِ احمدیہ و مقاماتِ سعیدیہ است۔  
اولاً بالفارسیّۃ و الآخر بالعبریّۃ، کما تقدم بیانہ فی اول احوالِ حضرت دالیدہ، وغیر ازین حضرت  
ایشان را بہ عربی رسالہ "الدر المنظم فی القیام تجاہ القبر المکرم" است، این رسالہ در سنہ ۱۲۹۶ھ تالیف  
شدہ و از "الدر المنظم" سال تالیف ظاہر است۔ سید محمود مدرسی خلیفہ حضرت ایشان بر آن شرح  
نوشتہ اند و نام آن "السلک المنظم" است۔ در سنہ ۱۳۲۲ھ این رسالہ مع شرح در احسن المطالع مدارس  
طبع شدہ۔ اولاد = حضرت ایشان را از زوجات متفرقہ دہ پسر و پنج دختر  
حق تعالیٰ عنایت فرمود (۱) عبداللہ (۲) مبشر (۳) احمد (۴) عبداللہ ثانی (۵) احمد ثانی بہار الدین (۶) محمد،  
(۷) محمود (۸) عیسیٰ (۹) موسیٰ (۱۰) ابراہیم و (۱۱) امّہ الجلیل معروف بہ جمیلہ (۲) فاطمہ (۳) خدیجہ (۴) امّہ العزیز  
(۵) ام کلثوم۔ بہ وقت وفات حضرت ایشان احمد ثانی و عیسیٰ و موسیٰ و ابراہیم از اہل بیت و امّہ الجلیل از بنات  
حیات بودند۔ باقی رحلت کردہ بودند۔

اشیخ احمد ثانی، بہار الدین | از بطنِ ترکیبہ اند۔ بہ وقت وفات والد ماجد خود شش سالہ بودند۔

تربیت ایشان سید عبداللہ زواوی کردند کہ از خلفائے والد ایشان بودند تا ہذا الثمانین و توفی فی المدینۃ المنورۃ و دفن فی البقیع، رَحِمَهُ اللهُ دَقْدَسَ سِرُّكَ۔ ایشان را ایک پسر است، محمد منظر۔

**شیخ محمد منظر** | ولادت ایشان در ہزار و سہ صد و نوزدہ یا بست بودہ۔ در مدینہ منورہ قیام دارند۔ بہ کسب حلال و ذکر و الجلال معروف اند۔ نہ ایشان را با کسے کارے و نہ کسے را از ایشان بارے۔ پاکیزہ زندگی بہرہی برزند ہشت سال قبل بہ عاجز مکتوبے نوشتہ بودند تفصیل اولاد خود بہ این طور تحریر کردہ بودند۔

**فرزندان** = (۱) احمد سعید (۲) محمد عمر (۳) محمود (۴) عدنان (۵) ہاشم (۶) ابراہیم  
احمد سعید شش پسر دارند (۱) خالد (۲) عبد الغزیز (۳) عبداللہ (۴) بہار الدین (۵) نشأت (۶) عصام  
محمد عمر ایک پسر است عبدالرحمن۔

و نامہائے دختران معلوم نہ شد۔ ایشان در مکتوب خود نوشتہ اند۔ اَمَّا الْاُنَاثُ فَلَا حَاجَةَ اِلَى اَسْمَائِهِنَّ۔ سَلَّمَ اللهُ الذَّكُوْرَ وَالْاُنَاثَ وَحَفِظَ الْجَمِيعَ۔

**۲۔ شیخ عیسیٰ** | معروف بہ عیسیٰ منظر از بطن مغربیتہ۔ بہ حالت شیرخوارگی بودند چون حضرت والد ایشان فوت کردند چون سن ایشان ما بین ستین و سبعین رسید در مدینہ منورہ رحلت فرمودند۔  
رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ سہ دختر از ایشان یادگار ماند۔ سَلَّمَ اللهُ عَنْهُنَّ۔

۳۔ موسیٰ از بطن امۃ اللہ بنت حضرت شاہ عبدالغنی و ۴۔ ابراہیم از بطن بخاریہ در طفلی حلت نمودند۔ رَحِمَهُمَا اللهُ۔

**امۃ الجلیل معروف بہ جمیلہ** | از بطن ام الفضل بنت حضرت شاہ عبدالغنی، در سنہ ۲۶۸ھ خانقاہ شریف دہلی متولد شدند و بہ شب پنجشنبہ عند العشاء الآخرہ

پنجم ماہ رمضان ۳۵۸ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۹ء در رامپور وفات یافتند و در قبرستان حضرت شاہ در گاہی مدفون شدند۔ عقد نکاح ایشان با ابن العم الاکبر حضرت شاہ محمد معصوم شدہ بود پروردگار یک پسر صبغۃ اللہ و یک دختر عارفہ عنایت فرمود چونکہ در طبائع توافق نہ بود شوہر ایشان در ۱۲۹۱ھ بہ رامپور آمدند و متاہل شدند و ایشان نزد پدر بزرگوار خود در مدینہ منورہ با دختر خود ماندند۔ دختر ایشان را حضرت جد امجد برائے حضرت سیدی الوالد طلب فرمودہ بودند۔ لہذا وقتیکہ در ۱۲۹۶ھ حضرت جد امجد برائے عقد زواج فرزند خود بہ رامپور آمدند جناب امۃ الجلیل و دخترش عارفہ را نیز ہمراہ خود آوردند۔ ازان روز قیام ایشان در رامپور بود۔

جناب امۃ الجلیل از حضرت والد خود و از جد مادری حضرت شاہ عبدالغنی کسب کمالات باطنی

کر دے ہو دندہ استقامتے کہ پروردگار نصیب ایشان کر دے ہو دم کہسے بہ آن سرفرازی شود۔ حضرت سیدی الوالدی فرمودند کہ درخاندان ما ہمیشہ صاحبہ نجیب الطرفین اند۔ روزے حضرت عمہ محترمہ بہ این عاجز فرمودند۔ بفضل خدا از پدر و عم تو در ہیچ چیز کم نیم (یعنی از شاہ محمد معصوم و سیدی الوالد) البتہ فرق این است کہ من مستورہ، مستم و ایشان رجال۔ و قد صدقت رحمہا اللہ۔ الرضا بقضائے اللہ کہ اعلیٰ تر مقامات است نقد وقت ایشان بودہ۔ سی سال بہ کمال استغناد روحی خورد حکیم منظر حسین خان در محلہ مدرسہ کہنہ رام پور با یک خادمہ ضعیفہ نسبت کردند چند سال حامد علی خان نواب رام پور چیزے ماہانہ بہ ایشان می داد و باز نواب حیدر آباد کن خدمت ایشان می کرد۔ فرزند ایشان در خورد سالی فوت کردہ بود۔ دختر ایشان ہمراہ حضرت والد خود بہ حجاز رفت و باز در شام فوت کرد۔ ایشان را این خبر رسید غیر از کلمہ استرجاع کہسے یک لفظ دیگر از زبان مبارک ایشان نہ شنید و بعد از چند سال دختر و دختر در مکہ مکرمہ بہ حالت نفاس رحلت نمود۔ بجز کلمہ استرجاع چیزے نہ فرمودند و در اعمال و اشغال ایشان ہرگز در ہیچ حال فتویٰ واقع نہ شد۔ بہ کمال خشوع و طمانینت نماز می خواندند۔ چون عاجز در احوال مبارک ایشان فکری کند، قول متنبی بیادش می آید۔

وَلَوْ كَانَ النِّسَاءُ كَمَنْ قَدْنَا لَفَضَّلَتِ النِّسَاءُ عَلَى الرِّجَالِ  
وَمَا التَّائِيْتُ لِاسْمِ الشَّمْسِ عَيْبٌ وَلَا التَّذْكِيرُ فَخْرٌ يَهْلِكُ لِي

حضرت سیدی الوالد قدس سرہ ایشان را ہمیشہ صاحبہ می فرمودند و احترام ایشان می کردند و ہر سال یک سیر چائے سبز عمدہ و قدرے از بادام و یک صدو بیست و پنج روپیہ بہ ایشان می فرستادند۔  
رَحِمَهَا اللَّهُ وَرَضَى عَنْهَا وَحَشَرَهَا مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشَّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ۔

## بابائے اول حضرت شاہ محمد عمر قدس سرہ

اسم گرامی ایشان محمد عمر کنیت ابوالسعادات فرزند ثالث حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ ولادت شریف ایشان در خانقاہ شریف دہلی در ماہ شوال ۱۲۳۲ھ مطابق اپریل ۱۸۲۹ء واقع شد و وفات ایشان بہ صبح یکشنبہ دوم محرم ۱۲۹۸ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۸۸۲ء در رام پور شد و متصل گنبد حضرت شاہ جمال اللہ جہت غرب مدفون شدند عمر شریف ایشان بہ حساب تقویم قمری ۵۳ سال و سہ ماہ و بہ حساب تقویم شمسی ۵۱ سال و ہشت ماہ بودہ۔ ایشان را برادرے بود کلان کہ عبد الحمید نام داشت و حضرت شاہ احمد سعید را باوے فوق العادہ محبت بود، بہ قضائے الہی وفات یافت و حضرت ایشان بسیار کبیدہ خاطر شدند اندران ایام یکے از خلفائے ایشان

برمزارِ پُرانوارِ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ رفت و در واقعہ حضرت خواجہ را دید کہ می فرمایند بہ پیر و مرشد خود بگو کہ عنقریب پروردگار ایشان را فرزندے عطا خواهد کرد و آن فرزند من خواهد بود۔ نامش عمر تجویزی می کنم، ان شاء اللہ آن بچہ عمر خواهد یافت و از اصحاب کمال خواهد بود۔ حافظ غلام رسول دیران در شجرہ شریفہ کہ نظم کرده است، اشارہ بہ این معنی کرده و گفت۔

دلا این بشارت نہ شاید نہ ہفت کہ فرزند خود خواجہ باقیش گفت  
ز بس بیش بودش بہ سُویش نظر بہ ضمنیتِ خود گرفتش پدر

و اندران ایام حضرت والدہ ماجدہ ایشان در خواب دید کہ مہتابے درخانہ من ظہور یافتہ۔ حضرت شاہ احمد سعید فرمودند حق تعالی شمار فرزندے چون بدر کابل عنایت خواهد کرد۔ چون ولادت شریف ایشان بہ وقوع پیوست حضرت ایشان نام ایشان محمد عمر نہادند، و محبتے کہ حضرت ایشان را با عبد الحمید راجل بودہ بہ ایشان منتقل شد۔ چنانچہ حضرت ایشان را در فرزندان خود با ایشان الفت و محبت زائد بودہ۔

جناب ایشان قرآن مجید حفظ کردند و بیشتر کتب علوم متداولہ از مولانا حبیب اللہ و احادیث از عم بزرگوار حضرت شاہ عبد الغنی و کتب تصوف از حضرت والد خود خواندند۔

از خورد سالی حضرت ایشان مبتلاے امراض گوناگون بودہ اند۔ در مثنائے ایشان سنگ پیدا شد و زحمتهما کشیدند۔ آخر جراح بہ عملیہ آن سنگ را کشید۔ و بعد از چندے باز در مثنائے سنگ پیدا شد۔ جراح گفت کہ عملیہ نہ می توان کرد۔ حضرت والد بزرگوار ایشان تو جہات فرمودند و پروردگار آن سنگ را از راه بول خارج کرد۔

در ۱۲۶۲ھ عقد زواج ایشان شد۔ و چند سال گزشت کہ ایشان را اولاد پیدا نہ شد۔ بعض افراد خیال بردند کہ از وجہ جراحت شاید اولاد نہ می شود، لہذا حضرت والدہ ایشان بہ حضرت والد ایشان عرض می کردند کہ دعا فرمائید۔ تا پروردگار فرزند میرا اولاد عنایت کند۔ حضرت ایشان می فرمودند شما ولتنگ نہ شوید۔ پروردگار ایشان را فرزند عنایت خواهد کرد۔

حضرت ایشان در ۱۲۶۶ھ سفر اجیر شریف کردند تا آتجاد عا کنند و پروردگار بہ برکت آن بقعہ مبارکہ دعائے ایشان را قبول کند و فرزند عنایت کند۔

چون از قصد خود در حضور قبلہ گاہ خود عرض نمودند حضرت ایشان اجازت سفر دادند و قبل از سفر ایشان را خلافت دادند و دو خلفائے خود را ہمراہ ایشان کردند و ارشاد کردند صبح و شام بہ حلقہ و توجہ مصروف باشید۔ عاجز گوید امام مسلم در باب الرخصۃ فی التخلف عن الجماعۃ بعد ر۔ حدیث عثمان بن مالک را روایت کردہ کہ در ان آمدہ۔ "وَدِدْتُ اَنْك يارسول الله تاتى فتصلى في مصلى فاقخذ من مصلى"

وامام نووی در شرح گفته: "وفی حدیث عتبان هذا فوائد كثيرة منها انه لیتنب لمن قال سا فعل  
 كذا ان يقول ان شاء الله للآية والحديث ومنها التبرک بالصالحين واثارهم والصلوة  
 فی المواضع التي صلوا بها والتبرک منهم ﷺ - حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی در تفسیر سورۃ  
 بقرہ در بیان آیت - ولاخلوا الباب سجداً - نوشتہ ازین آیت چند فائدہ مستنبط می شود. و نوشتہ بعضی  
 مواضع متبرکہ کہ مورد نعمت و رحمت الہی گشتہ اند یا بعضی خاندانہائے قدیم اہل صلاح و تقویٰ خاصیتے پیدا  
 می کنند کہ در آن با احداث توبہ نمودن و طاعت بجا آوردن موجب سرعت قبول و ثمرات نیک می باشد ﷺ -  
 حافظ اشفاق الہی میرٹھی را فرزند نہ بود، روزے نزد مزارات شریفہ مصروف دعا بود کہ درین اثنا  
 سیدی الوالد از حرم سرا بر آمدند و اشفاق الہی را دیدہ فرمودند - اشفاق چرا بہ اجمیر شریف نہ می روی و آنجا دعا  
 نہ می کنی - قبلہ گاہ ما بہ اجمیر شریف رفتند و دعا کردند و حق تعالی بہ ایشان پسرداد - و این گفتہ فرمودند - بسین مرا کہ  
 من پیش روئے تو استادہ ام - بعد از استماع این قول حافظ اشفاق الہی بہ اجمیر شریف رفت و پروردگار ایشان  
 را چہار پسر عنایت کرد -

مردانِ خدا، خدا نہ باشند لیکن ز خدا جدا نہ باشند

در اوائل سال ہزار و دو صد و ہفتاد و چہار ہمراہ پدر بزرگوار خود مع عیال و فرزند بہ حجاز مقدس تشریف  
 بردند و در کنف عاطفت قبلہ گاہ خود در طابہ طیبہ قیام فرمودند - در ماہ ربیع الاول ۱۲۴۴ھ وصال قبلہ گاہ ایشان  
 شد - ازین واقعہ مؤلمہ دل و دماغ ایشان را صدمہ سخت رسید حضرت عمہ محترمہ اعنی امۃ الجلیل می فرمودند کہ از حزن  
 ملال ایشان اہل فاندان را فکر لاحق شد کہ عقل ایشان از کار نہ رود و در مناقب احمدیہ نوشتہ است " بعد از انتقال  
 حضرت والد ماجد ایشان را ترددے در مرید گرفتن بود از غلبہ تواضع، پس در خواب دیدہ اند کہ حضرت امام الطریقہ خواجہ  
 بہار الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف آور دہ ایشان را کلاہ خود پوشانیدند خاطر ایشان جمع گردید "

**سفر قدس** | صدمہ کہ بہ حضرت ایشان رسیدہ بود مد او اے آن بہ علاج حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کردند چون آن عاشق صادق مدینہ منورہ را از وجود مبارک آن سرور عالمیان صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم خالی یافت تاب قامت نہ آورده رُو بہ ملک شام نہاد، همچنان حضرت ایشان رخت سفر بہ مکہ مکرمہ  
 بستند و حج ۱۲۴۴ھ کردہ در جوار بیت اللہ الحرام قیام فرمودند سال دیگر حج کردہ بہ دوازدهم محرم ۱۲۴۹ھ از جدہ  
 بمصر در کتب خانہ روانہ شدند - ہمراہ ایشان مولوی ابوالبرکات بہاری فرزند مولوی فضل امام و مولوی حکیم  
 محمد اسماعیل و مولوی ابوالحسن و یک عقیفہ و چہار نفر خادم بودند و مراجعت بہ جدہ ازین سفر میمون بہ ۲۴ ماہ  
 ربیع الاول ۱۲۴۹ھ بودہ - در قاہرہ و اسکندریہ و فلسطین تمام اماکن مقدسہ و مزارات مبارکہ را زیارت کردند -

در عودت بہ شب جمعہ سوم ربیع الاول رفیق سفر مولوی حکیم محمد اسماعیل در مصر رحلت نمود حمد اللہ حضرت ایشان در فقائے ایشان از مسجد اقصیٰ احرام بستہ نیت عمرہ کردہ اند مولوی ابوالبرکات بہاری احوال این مبارک سفر بہ تفصیل و تقریر و پذیر نوشتہ اند نام رسالہ ایشان ”برکات الانس لزار القدر“ است اتمام این سفر نامہ بر این نظم فرمودہ اند۔

بریح است بہ بین نو و کهن را	بریح مہیج خویشتن را
بر چرخ مناز و بر نعیمش	بر صبح مہیج و بر نسیمش
سیلاب غم است در سرورش	طوفان بلا است در تنورش
اینجا شجرے نہ شد برومند	کش باد فنا ز پا نیفگند
اینجا ہمہ رخت خانہ نیل است	دستان ہمہ نو حہ رحیل است
تا چند فتنا پسند بودن	بر مہیج نظارہ بند بودن
نیرنگ فنا است پردہ بشکاف	سی مرغ بقا مجوا زین قاف
تو آبلہ پا و کاروان تیز	بر خیز ازین گریوہ بر خیز
ہر چند مقام دل پذیر است	زین مرحلہ کوچ ناگزیر است

حضرت ایشان قدس سرہ تاریخ زیارت بیت المقدس گفتہ اند و مؤلف رسالہ اتمام رسالہ بر تاریخ ایشان کردہ۔ فرمودہ اند۔

بحمد اللہ دیدم روے اقصیٰ کہ بر بنیاد تقویٰ شد مؤسس  
چہ خوش تاریخ مولانا عمر گفت عبادت اللہ فی بیت المقدس

### ۱۲۷۹ ہجری النبوی

این رسالہ مبارکہ کہ اندران ایام نوشتہ شدہ نزد عاجز محفوظ است۔ فالحمد للہ علیٰ نعمائہ۔

ہنوز از صدمہ فراق حضرت والد ماجد قدس سرہ ایشان را تسکین حاصل  
وقات اہلیتہ و دو پسر ز شدہ بود کہ صدمہ ثانیہ بہ حضرت ایشان رسید۔ و بیانش بہ این ہنج

است کہ اہلیتہ محترمہ ایشان بی بی نواب بنت جناب احمد علی بن مولوی محمد باقر از اولاد امجد حضرت عثمان ہارثی  
رحمۃ اللہ علیہم جمعین بہ حالت نفاس بہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۲۸۱ھ و قات یافت، و بہ روز ہفتم نومولود  
ابو حفص و بہ روز ہفتم دیگر دو سالہ فرزند ابوبکر رحلت نمود۔ در ظرف پانزدہ روز سہ صدمات شدیدہ برداشت  
کردند۔ برائے تسکین قلب و تسلیتہ حضرت ایشان یک ذات مبارک سیدی الوالد ماند کہ اندران ایام نہ



سالہ بودند۔ حضرت عمہ محترمه بہ این عاجز گفتند کہ عم محترم را (یعنی جدی المحترم، باید شما اُلفت و محبت بیش از بیش بود بلکہ ایشان عاشق فرزند خود بودند، جناب ایشان از خورد سالی تا آخر ایام در گوناگون امراض مبتلا بودند چون جدہ شمار حلت فرمود عم اکبر (شاه عبدالرشید) وجد مادری من (شاه عبدالغنی) بہ ایشان گفتند شما عقدا ثانی بکنید۔ ایشان گفتند می ترسم کہ از مادرِ علانی بہ نخت جگم آزارے نہ رسد۔ و ایشان تادم و اسپین نکاح دیگر نہ کردند۔

عاجز گوید چون کہ از صغیر سن حضرت ایشان در گوناگون امراض مبتلا بودند و از وجہ امراض در حضوری حلقات فتویٰ واقع می شد۔ ایشان شکایت حال خود بہ حضرت قبلہ می نمودند حضرت ایشان فرمودند اگر قدم بہ قدم من خواہید رفت مثل من خواہید شد۔ آنچه کار من بود در حق شما من آن را کردم حالا استقامت شما در کار است۔ کما فی المناقب الاحمدیہ۔

برادرزادہ حضرت ایشان شاه محمد معصوم در ذکر السعیدین نوشته اند۔ ما معناه۔ ایشان را در روز شب بجز اذکار و اشغال و طاعت و عبادت و نشر طریقت و افادہ سلوک طریقت کارے نہ بود۔ با وجودی کہ ایشان را بہ این قسم امراض شدیدہ لاحق بودند کہ طاقت نشست و برخاست بسیار کم شدہ بود، لیکن آنچه اشغال و اوراد و توجہ و حلقہ از معمولات ایشان بود، هیچک فتور اندران واقع نہ شدہ۔ و این آن استقامت است کہ نزد صوفیہ فوق از کرامت است۔

**سفر میند** در سیر الکاملین نوشته است۔ تا والد ماجد بہ قید حیات بودند، سکونت در مدینہ منورہ داشتند و بعد رحلت بہ مکہ معظمہ تشریف آورده توطن اختیار فرمودند، تقریباً بست سال کابل در آن بلدہ معظمہ بودہ اند، و رواج طریقہ شریفہ فرمودہ اند و صد ہا کس را بہ نسبت حضور آگاہی رسانیدند۔ مجاہدات کثیرہ و ریاضات شاقہ از بہر تعالی و قیام و صیام و قلة المخالطہ مع الا نام بر ذات شریف لازم داشتند، از اتفاقات قضا و قدر در سنہ یک ہزار دو صد و نو ہفت رونق افروز ہندوستان شدند و بلدہ رامپور را از قدم شریف منور ساختند، نواب صاحب رام پور نہایت بہ تعظیم و تکریم پیش آمدند و تشریف آوری آن حضرت را از مغنمات و کمال عزت و شرف خود دانستند و بہ خدمات لائقہ ممتاز گردیدند و حضرت را از مدت شش ہفت سال مرض سخت لاحق شدہ بود، گاہ تنفیف می شد اما اکثر بہ شدت می بود و جناب ایشان از آن بسیار نحیف و ضعیف گشتہ بودند و با وجود این کیفیت در توجہات و اذکار و اشغال و اوراد مثل سابقہ بلکہ زائد از آن مشغول می بودند و هیچک فتویٰ راہ نہ یافتہ بود و این دلیل قوی ہست بر کمال استقامت ظاہری و باطنی آن حضرت۔

عاجز گوید، مرض سخت کہ از مدت شش ہفت سال بہ حضرت ایشان لاحق شدہ بود آن مرض ناسور بود کہ بر پشت

مبارک ایٹان بودہ کما سیاقی بیانہ فی المکتوب الحادی عشر من مکاتیبہ الشریفہ۔  
**رسالہ در احوال سفر** کی از مخلصین بہ عربی رسالہ مختصرہ در احوال مبارکہ ایٹان نوشتہ است،  
 وے ہمراہ ایٹان تارا پیور آمدہ، عاجز خیال وارد کہ محرز علی افندی است،  
 محمد اصحاب لدین کہ از خلفائے سیدی الوالد است و ذکرش ان شمار اللہ خواہد آمد در مکتوب خود ذکر علی افندی  
 کردہ۔ عاجز این رسالہ را از اول تا آخر نقل می کند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؎ الحمد لله الذی نزه قلوب اولیائہ عن الالتفات الی زخرف  
 الدنیا ونظرہ، وصفی اسرارہم من ملاحظہ عز حضرتہ، ثم استخلصہا للکوف علی بساط عزتہ  
 ثم تجلی لہم باسمائہ وصفاتہ حتی اشرقت بانوار معرفتہ ثم کشف لہم عن سبجات وجہہ حتی اختر  
 بنار محبتہ ثم احتجب عنہا بکنہ جلالہ حتی تاهت فی بیداء کبریائہ وعظمتہ فکلما اہتزت للملاحظہ  
 کنہ الجلال غشہا من الدہش ما اغبر فی وجہ العقل وبصیرتہ وکلما اہمت بالانصراف آیسہ  
 نودیت من سراوقات الجمال صبراً ایھا الایس عن نیل الحق مجہلہ وعجلتہ بقیت بین الردو  
 القبول والصد والوصول، غرقی فی بحر معرفتہ ومحترقہ بنار محبتہ، والصلاۃ علی محمد خاتم  
 الانبیاء بکمال نبوتہ وعلی الہ واصحابہ سادۃ الخلق وایمتہ، وقادۃ الحق وازمتہ وسلم  
 تسلیماً کثیراً ورضی اللہ تعالیٰ عن تابعیہم الی یوم الدین والایمۃ المجتہدین واولیاء الکون  
 اجمعین لاہم اسادات النقشبندیین ومشاخر الاحمدیین قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم  
 کافۃً عامۃً۔ اما بعد، فہذہ نخبۃ من مناقب سیدنا و امامنا ومرشدنا ووسیلتنا الی اللہ  
 تعالیٰ ومفتاح باب سعادتنا۔ قطب العارفين، غوث السالکین، غیاث المریدین والمستفیدین  
 قدوۃ کاملین المکملین وعمدۃ الواصلین، من ہو فی الزہد والتوکل والقناعۃ وحید،  
 وفی التجرید والتفرید والاستغناء عن الاکوان فرید، قطب الحرم مولانا الشیخ ابوالسعادات  
 محمد عمر الاحمدی النقشبندی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز وفاض علینا من بركاتہ، امین۔  
 ولد رضی اللہ عنہ فی شہر شوال سنۃ الف وماتین واربع واربعین فی بلدہ دہلی  
 وحفظ القرآن وهو ابن تسع سنۃ وقرأ الصرف والنحو والمنطق والکلام علی مولانا الشیخ حبیب  
 اللہ الملتانی رحمہ اللہ تعالیٰ، والفقہ والحديث والاخلاق والتصوف علی والدہ الماجد،  
 امامنا وقلبتنا و مولانا الشاہ احمد سعید قدس سرہ وبعضاً من کتب الاحادیث علی عمہ  
 المعظم امام وقتہ فی الحدیث مولانا الشاہ عبید الغنی الاحمدی رحمہ اللہ تعالیٰ

واخذ التوجهات الى اخر مقامات الاحمدية من حضرة والده الشريف، وكان ممتازا بين انجاله الكرام بالمحبوبية الخاصة لدى حضرة والده قدس سره ولما بلغ عمره الشريفاً ثلثين عشرين سنه اراد السفر لزيارة امام الطريقة مولانا الشيخ المعين الجشتي قدس الله تعالى سره، اجازة والده الماجد للزيارة واجازة ايضا في الطريقة الشريفة بالخلافة الخاصة المطلقة العامة، وارسل بمعيته من كبار خلفائه اثنين وامرهما بان يكونا في خدمته وياخذ التوجه من حضرة وان لا يغيبا ليلاً ونهاراً من صحبته، فلما وصل الى الزيارة واقام بها مدة قد شرفه الامام بنسبته وخلافته الخاصة العامة واكرمه بعناية الوافرة التي لا تعد ولا تحصى، حتى في يوم من الايام كان مراقبا عند قبر الشريف وحصل المخاطبة بينهما فقال رضی اللہ عنہ للامام ياسيدي ما عزمتوني بعزيمة خاصة من جنابكم فقال له الامام مررت بك، انت اليوم معزوم عندنا، فبعد الفراغ من المراقبة امر رضی اللہ عنہ خدامه بان لا يطبخوا الطعام وقال نحن معزومون، فلما غربت الشمس وكان رضی اللہ عنہ يصلي في المسجد ومع اصحابه وبعض من الخدامين قاعدون في المنزل اذ رأوا ان رجلاً مهيباً دخل الدار على رأسه تَبَسُّي (صينيّة) كبير وفيه انواع من الأطعمة، واعطى التَبَسُّي لِذُو خَدَّ اَمِينٍ وقال سلموا على الحضرة (بلغوا سلامي الى الحضرة) وقولوا له هذه عزميتكم من عند الامام وكذلك رأى الخدامون ان بعض الرجال جاءوا بالعلف والشعير للخيول ثم غاب القادمون ولم يعرفهم احد. ولما اراد رضی اللہ عنہ الرجوع الى دهلي استاذن الامام قدس سره وما استاذنه الامام الا بعد التضرع والالحاح، فرجع الى دهلي.

وفي ايام سلوكه بسبب الامراض ما كان يحضر الحلقة والمراقبة في كثير من الاحيان فسأله والده الماجد عن قلة حضوره فأجاب اني بسبب الامراض لا اقدر على اتمام مقدار الذكر والشغل فلذا استعجيت من الحضور في حضورتكم، فقال والده الماجد يا ولدي لا تهتم بقلة الذكر والشغل واحضر الحلقة كيف ما كان.

وكان والده الماجد اكثر محبة ورعاية له من اخوانه لانه كان له اخ كبير واسمه عبد الحميد وكان والده الماجد يحبه كثيرا فلما توفي عبد الحميد حزن الوالد على وفاته اشد الحزن وارسل احد خلفائه الى ضريح امام الطريقة حضرة الشيخ باقي بالله شيخ سيدنا المجد قدس سره مستمداً للأشراح. فبعد

وصول الخليفة الى الضريح الشريف والمراقبة لديه خاطبه حضرة الشيخ قدس سره بأن بشر شيخك بأن ربنا سيمن عليه ويرزقه ولد أصالحاً معمرًا وتفاولاً سميناً عمره بعد هذه البشارة ولد رضى الله عنه وسمى بالاسم الذي سماه به الشيخ قدس سره. وهذا كان سبب محبو بيته الخاصة من بين اخوانه الكرام قدس الله اسرارهم -

كتب العارف الشهير اخوة الصغير سيدنا ومولانا واما منّا الشيخ محمد منظر الاحمدى قدس الله تعالى سره وافاض علينا من بركاته في المقامات السعيدية والمناقب الاحمدية في مناقبه رضى الله عنه ان قبل ولادته رأت والدته الشريفة في الرؤيا ان القمر طلع في بيتها فقصدت على والده الماجد قدس سره فعبرها بأن ربنا سيعطيك مثل القمر ولداً، وكتب ان والده الماجد قال له في يوم من الايام لو وضعت القدم على قدمي ستكون مثلي، وكتب ان بعد وفات والده الماجد لغلبة التواضع والاستغناء عن الاكوان كان متردداً في التوجه الى المریدين حتى رأى امام الطريقة السيد محمد بهاء الدين نقشبند قدس سره وافاض علينا من بركاته في المنام انه شرفه بالمحى عنده ووضع قلنسوته على رأسه وامره بالتوجه الى المریدين، اه - وكذلك امره الامام الرباني المجدد للألف الثاني بالتوجه الى المریدين فبعد ذلك جلس على مسند الارشاد والهداية -

بعد غلبة الكفار على بلدة دهلي هاجر مع والده الماجد والاخوان الى الحرمين الشريفين وبعد الحج ذهب الجميع من مكة المكرمة الى المدينة المنورة فلما وقفوا عند المواجهة الشريفة شاهدوا من عنایات سيد الاولين والاخرين صلوات الله عليه وعلى اله واصحابه اجمعين ما لاحد له ولا نهاية، وقد بشره والده الماجد بخلة فاخرة خاصة من حضرة الرسالة، فاية نعمة تكون فوقها واية خلة تعادل ذوقها. هنيئاً له -

وبعد وفات الوالد الماجد استوطن مكة المكرمة واشتغل بالرياضات الشاقّة حتى كان يراقب تجاه اللعبة الشريفة من بعد العشاء الى الصباح، وفي النهار يشتغل بتربية المریدين ثلاثة اوقات - بعد الاشرار وبعد الظهر وبعد المغرب الى العشاء وكان رضى الله عنه يزيد في الرياضات في شهر رمضان من كثرة تلاوة القران

وثلاثة ختمات القرآن في التراويح والمراقبات والاوراد والاذكار وغير ذلك من الطاعات مع ضعف بدنه وكثرة امراضه بحيث لو راه احد لقال انه لا يقدر على الكلام فضلاً عن القيام والصيام. وهو لم يبالي بشئ من الامراض والالام واشتغل بأنواع من الطاعات الى اخر الايام. وكان يصلي التراويح قائماً مع طول القراءة فيه. وقد ذهب لزيارت المسجد الأقصى وزار الانبياء على نبينا وعليهم الصلاة والسلام في سنة الف ومائتين وتسع وسبعين واحرم من بيت المقدس من المسجد الأقصى الى المسجد الحرام. وكراماته رضى الله عنه كثيرة والاستقامة التي هي فوق الكرامة كانت ظاهرة باهرة شهيرة من حضرته لا ينكرها احد وفي اخر عمره استهلك في مشهورة حق الاستهلاك بحيث صار اجنبياً من الأقارب والأجانب وانقطع تعلق ما سوى الله من ساحة صدره المنور واضمحلت نقش الغير من قلبه الأ نور، وكان سيماة هم الذين اذا رأوا ذكر الله "وكان في جبينه من الشمس اظهر، مع ذلك اذكر بعض كراماته لاطمينان قلب بعض الذاهلين ————— منها أن في ليلة من ليالي رمضان المبارك في الحرم المحترم وقت التراويح اخبر جميع المريدين بأن في هذه الليلة من الله على صاحبزاده محمد يوسف بولد اسمه محمد حسن، فتعجب المريدون من سماع هذا الخبر وكتبوا اليوم والتاريخ ولما جاء البابور (الباخرة) ووصل الكتاب من رامفور وكان فيه ان في ليلة كذا من رمضان رزق الله لصاحبزاده محمد يوسف ابناً وقد سميناة محمد حسن، فلما قابلوا هذا الخبر، اكتبوه من اليوم والتاريخ وجدوه مطابقاً لما قال حضرته ومنها ان الفاضل الجليل مولانا الحكيم محمد نواب جاء يوماً عندة وقال له بأن اميرمكة المشرف الشريف عبد الله باشا امرني بعلاج اخيه الشريف سلطان لانه مريض وانا استاذن منكم فان اذنتم لي شرعت في العلاج والا اعتذرت، فقال له اعتذروا لتقرب المريض للعلاج، فاعتذر الحكيم من سيدنا المرحوم الشريف عبد الله باشا وتوفي اخوة سلطان بعد ثلاثة ايام.

ومنها انه في يوم من الايام كان رضى الله عنه يتناول الطعام اذ دخل عليه احد من المريدين واخبره بأن السفينة التي فيها عمكم الصغير الشاه عبد المغنى قد انغرقت وهذا الخبر مشهور في البلد. ولما سمع رضى الله عنه

هذا الخبر تترك الطعام وحزن كثيراً ثم راقب مدة ساعة وبعد المراقبة رفع رأسه الشريف وقال - انى قد توجهت الى حضرة رب العزة لانكشاف الحال فالحمد لله قد رفع الحجاب عنى ورأيت السفينة فى تلاطم الامواج فممشاهدة هذه الحالة زاد فى حزنى و اضطر ابى فدعوت الله عزوجل بالتضرع والعجز والانكسار والالاحاق فوق الدعاء فى معرض القبول وامرت من الملك القدوس باخراج السفينة من التلاطم فاخذت عنان السفينة بقوة الله وتوفيقه وعنايته واخرجتها من تلاطم الامواج وفى حين اشتغالى باخراج السفينة وقع نظرى على احد من جماعتنا فرأيت على وجهه اثار التعزية ربما احد من اقاربه قد مات . والسفينة قد نجت من التلاطم والحمد لله الذى بنعمته تتم الصالحات . ولما اخبر حضرته عن هذه المشاهدة كتب المریدون ما قاله رضى الله عنه ولما وصلت السفينة وجاء عمه الصغير مع جماعته ظهر صدق مقالته عن احوال تلاطم الامواج ووفات واحد من جماعتهم . ومنها انه رضى الله عنه مرض فى مكة المكرمة واشتد مرضه واضطرب نجله الكريم الفاضل الفخيم سيدنا ومولانا امامنا الشيخ محى الدين ابو الخير عبد الله الاحمدى غاية الاضطراب ولما شاهد رضى الله عنه اضطراب نجله الكريم قال له لا تحزن لانى لا اموت من هذا المرض فقل من اضطرابه شيئاً ما ولكن خطر فى قلبه ان المرض شديد ويمكن ان يكون كلامه من قبيل الهمج فقال رضى الله عنه له قد عرفت ما يختلج فى قلبك وقد جاء عندى سيد الوالد قدس سره وقد قلت له الان ان مراهمى الذهاب عنده فقال لا فان عليك تربية واحد والظاهر ان المراد من ذلك الواحد هو نجله الكريم . وشفاه الله من ذلك المرض وعاش بعدة سنين .

وفى اخر عمره رضى الله عنه فى سنة الف ومائتين وسبع وتسعين شرفت اذ انت خبطة الهند لقد ومه الشريف ، فبحكم القضاء والقدر توجه من مكة المشرقة الى بندر جدة ومنها ركب الباخرة ومعه الاهل وذهب جماعة اليمين الى الباخرة وعينوا المحلات لحضرتة واصحابه وللحريم وتوجهت الباخرة الى الهند وكان رضى الله عنه مدة يوم وليلة فى استغراقه ، لم يبال بما فى الباخرة من الحرو والزحمة وتحركت مادة الصفراء فى جميع الرفقاء وخصوصاً فى الحريم ، فحضر عند حضرته بعض المریدين

وقالوا يا سيدنا، اشتد الحر وازدادت الزحمة والحريم في ضيق شديد ولا يقدر احد منا ان يمشى او يتحرك، فسكت رضى الله عنه وبعد قليل جاء القفتان وهو رجل انجليزي نصراني، يسأل بلسانه ولا يعرف احد منا لسانه الا اننا سمعنا انه يردد كلمة حضرت كثيرا فعرفنا انه يسأل عنه رضى الله عنه فبجرد ما وقع بصره على طلعتة المباركة الشريفة خلع طربوشه (ملبس الرأس) ووقف بغاية التعظيم والتكريم بين يديه وطلب الترحمان ودعى الخدامين وفتح مخزن اللوايح والمسامير واخرج منه كل شئ واعدته له ولانا الامام رضى الله عنه واعد محلا مخصوصا للنساء، فاستراح المریدون واسترحن النساء. وكان القفتان يحضر كل يوم في حضرته رضى الله عنه ويقف امامه قدرا نصف ساعة عارى الرأس ويقوم بالخدمة والتعظيم الى ان وصلت الباخرة الى كلكتة. وقبل النزول من الباخرة بنصف ساعة تخلى القفتان مع حضرته في المحل الذي كان مخصوصا له ومنع جميع اهل الباخرة من الدخول عليه وكانت هذه التخلية قدرا نصف ساعة، لم يعرف احد منا ماذا عمل القفتان في هذه المدة غير ان المریدين قالوا انه اسلم على يده وهل أخذ الطريقة ام لا، لا يعرفه احد منا ولم نستطع لهيبة حضرته ان نسأله، والله اعلم بحقيقة الأمر.

وبعد ان تشرف اهل كلكتة بقدمه توجه في قطار سكة الحديد الى بلدة رامفور فيا لله من هذا التجلي في هذا السفر، قطار سكة الحديد يقف على المحطات لبضع الدقائق - وجدنا في الطريق كل محطة مملوءة من الزائرين وكان الزائرون يقفون صفوفًا وكان يود كل واحد منهم ان يقبل ايديه المباركة ففي بعض المحطات ينالون ببغيتهم وفي البعض لا يقدر ان يمشى على ذلك، وابنه الفخيم كان يفتر الشباك كي يسعد الزائرون بزيارة طلعتة المباركة فكان الزائرون يرونه من صيف المحطة ويستبشرون بهذه النعمة البهية، وكان بعض الزائرين يقدم الهدايا والبعض منها كانت تصل الى حضرته والبعض تقع على سكة الحديد وكان صانها يبكي ويتحسر في هذه الكيفية قطعنا الطريق من كلكتة الى رامفور ولما وصلنا الى رامفور وجدنا حضرة النواب في اول المنتدمين - فاستقبله حضرة النواب بغاية التعظيم والتكريم وكان يعد ورودة في امارته من اعظم الغنائم واسنى النعم

وكان يفخر على ذلك وكان يقوم بالخدمات اللائقة له رضى الله عنه -

ولما كان رضى الله عنه مريضاً من مدة سبع سنين، والمرض (الناصور) يشتد أحياناً ويخفف حيناً آخر وهو رضى الله عنه في الشدة والخفة مستغرق في مقصودة و مشتغل بالتوجهات والادوارد والمراقبات والاذكار لم يقع في معمولاته فتور أبداً، وهذا أكبر دليل على كمال استقامته، في الظاهر والباطن، وبعد ان اقام في رامفور ستة أشهر اشتد مرضه وفي صباح يوم الأحد الثاني من شهر محرم الحرام سنة الف ومائتين وثمانية وتسعين طار طائر من وجه الاقدس الى حظيرة القدس واستقر على أغصان أشجار حديقة الأُنس وسكن في اعلى عليين مع الذين انعم الله عليهم من النبيين و الصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا -

چیسٹ ازین خوبتر در ہمہ آفاق کار دوست بر دوست فت یار بے نزدیک یار

كان رضى الله عنه معتدل القامة، معتدل الاعضاء، معتدل المزاج و كان عيسوى المشرب على مشرب والده الماجد قدس سره وكان رضى الله عنه كثير التلاوة ودائم الذكر والفكر وكثير الهيبة وشديد الخشية والخضوع وخصوصاً في سجدة الركعة الأخيرة والقعدة الأخيرة، يحمر عيناه ويصفر لونه - وكان قوى الحضور في جميع الطاعات وكان متصفاً بالصفات الالهية ومتملياً بالخلق النبوية وكانت جميع اخلاقه مرضية - رضى الله عنه ونفعنا ببركاته وافاض علينا من انواره وفيوضاته امين - وقد سقاهم ربهم شراً ياطهروا - سنة ٢٩٨ هـ -

**کمال استغناء** حضرت ایشان قدس سره به کمال استغناء متصف بودند باین عاجز حضرت ابو الشرف فرزند حضرت محمد معصوم فرزند حضرت عبدالرشید بیان کردند کہ حضرت عبدالرشید در اواخر احوال ہر سال از مدینہ منورہ برائے حج می آمدند و نزد برادر خود فروکش می شدند و ہر دو برادران عالی قدر بمعیت یک دیگرے بہ عرفات و مزدلفہ و منی می رفتند۔ اتفاقاً نوبتے حضرت ایشان رفاقت برادر محترم از وجہ تنگی دست نہ کردند۔ بعد از حج چون حضرت برادر کلان برین امر آگاہ شدند فرمودند اے برادر چرا اظہار این امر نہ کردی، نزد من آن قدر مال بودہ کہ شما ہم حج می کردید حضرت ایشان عرض کردند چہ خوب ارشاد کردند۔ لذتے کہ در صورت نہ گفتن است در صورت گفتن کجا باشد۔ وقتیکہ حضرت ایشان این کلام فرمودند۔ برادر زادہ حضرت ایشان نیز حاضر بودند و فیما بعد بہ فرزند خود حضرت ابو الشرف بیان کردند۔



قیام حضرت ایشان در مکہ مکرمہ از او آخر ۱۲۴۴ھ تا اوائل ۱۲۹۶ھ بوده یعنی نوزده سال و سہ یا چہار ماہ نزد باب العتیق در خانہ کہ بہ ایجار گرفتہ بودند۔ گاہ بہ بسیر و گاہ بہ عُسر زندگانی بہ سر می بردند۔ وقتیکہ حضرت ایشان بہ ہندوستان آمدند در کلکتہ تقریباً چہل روز قیام فرمودند، آنجا یک مہینہ دو ہزار روپیہ بہ حضرت ایشان ہدیہ داد حضرت ایشان آن ہدیہ قبول فرمودہ بہ مہینہ گفتند شہا این روپیہ را نزد خود امانت نگاہ دارید، عندالاحتضار حضرت ایشان بہ فرزند عالی مقدار خود وصیت و نصیحت کردہ فرمودند حافظ ناصر و معین و کار ساز شمار بہ العالمین است۔ ہر چہ از کتابہا دارم آن از شما است و آنچه دو ہزار روپیہ در کلکتہ نزد مہینہ است آن را در ازدواج کرامت النساء صرف کنید، (کما سیاتی التفصیل فی احوال سیدی الوالد قدس سرہ) غیر ازین روپیہ حضرت ایشان را مال و متاع چیزے نہ بود۔

**حجرہ مسجد** | نواب کلب علی خان والی رامپور برائے قیام حضرت ایشان محل نواب احمد یار خان را تجویز کردہ بودند چنانچہ قیام حضرت سیدی الوالد و حضرت عمہ محترمہ اندران محل بود، اما خود حضرت ایشان در حجرہ مسجد شریف قیام فرمودند، آن مسجد شریف متصل حویلی بود و ہمدران حجرہ مبارکہ داعی حق را لبیک فرمودند اگر از جوار بیت اللہ الحرام بہ ظاہر دوری افتاد، از جوار خانہ خدا تادم و اسپین جدانہ شدند حضرت ایشان قدس سرہ می فرمایند۔

آخر شدہ عمر و بلب آمد نفس ما  
کہ گریہ کنم گاہ فغان گاہ دعا ہا  
بلبل بہ فغان گفت دم صید بہ صیاد  
ز حمت مکش لے بحر کہ آلودہ ذنم  
اے طائر جان صبر نما لحظہ درین قید  
مہمان دوسہ روزہ بود این قفس ما

حضرت ایشان قصیدہ داشتند کہ بہ ہندوستان تشریف آندا ما از برائے ازدواج فرزند محبوب خود برائے چند وقت قصداً این دیار کردند کما سیاتی بیانہ فی احوال سیدی الوالد۔ و نواب کلب علی خان از دل جان در راحت رسائی حضرت ایشان می کوشیدند، برائے معالجہ امراض جسمانی اطباء حذاق را جمع کرد۔ اما، گرفت سلطان عشق از دسترس نواب صاحب بالا تر بود، آتش شوق لمحہ بہ لمحہ تیز تری شد، اندرین احوال حضرت ایشان بہ زبان اردو غزلے گفتہ اند۔ عاجز ترجمہ چند ابیات می نویسد۔

دل در جستجوی کویہ دلدار است و بلبل ناشاد در آرزوی گلزار است  
بر آستانش چساں جبین خود را بنہم کہ من بہ خون دل ہنوز وضو نہ کردہ ام

بہت سقیاں حرمِ خبر کنید کہ از چشم من جوئے آب روان است۔  
 اگرچہ تو از رگِ جانم بہ من قریب تر هستی و لیکن من در جستجوی تو می پویم  
 در تنم وے نیز لذت الطاف است ، من در ہمہ حال گرویدہ خصالی دیم  
 حضرت عمہ محترمہ می فرمودند کہ حضرت ایشان نہایت منکسر المزاج و حلیم الطبع بودند اما تابِ استماعِ سخن نادرست و دیدنِ احوال نامشروع نہ داشتند، در چنین احوال شان فاروقی بہ وجہ اتم ظاہری شد۔  
 در امور نامشروعہ مراعات ہیچ کس نہ می کردند غیر از حلقہ و توجہ و ذکر و فکر کارے نہ داشتند۔  
 عاجز گوید انکسار حضرت ایشان از این ظاہر است کہ در کتاب انساب لطاہرین "ذکر خود بہ این طوہ  
 فرمودہ اند محمد عمر فرزند سیوم حضرت سراج الاولیا، تاریخ ولادتش از "احقر البشیر محمد عمر" ظاہر است و حضرت  
 ایشان را سہ مہر است۔ مہر اول در ۲۶۲ھ کندہ شدہ، بسیار خورد است و بران محمد عمر کندہ است۔ مہر دوم  
 در ۲۶۸ھ ساختہ شدہ و بران محمد عمر ابن احمد سعید کندہ است و مہر سیوم بسیار نفیس است۔ عاجز خیال  
 دارد کہ این مہر در ترکیبہ ساختہ شدہ، برین مہر ابن شعر کندہ است۔

عمر نام و فعلش ہمہ ناپسند سگ خانقاہ شہ نقشبند  
 روزے سکندر علی خاں و اہل متوطن خالص پور، علاقہ طلیح آباد، از توابع لکھنؤ کہ از خلفائے سیادت  
 شرافت پناہ فضائل و کمالات دستگاہ مولانا سید عبدالسلام متوطن ہمنوہ، علاقہ فچپور، نزد کانپور، بہ خدمت  
 شریف ایشان وقتے رسید کہ حضرت ایشان عند البیت الحرام از حلقہ فارغ شدند حضرت ایشان سوئے  
 بیت اللہ اشارہ کردہ فرمودند۔

سکندر یکے از غلامان تست بکن رحم بر وئے کہ شایان تست  
 از اشیائے مستعملہ حضرت ایشان مثلاً قلمدان، مِقَط، محایہ، پرکار، مقراض، مہر، مسبحہ، معلوم می شود  
 کہ نفاست را خوش داشتند، حضرت ایشان دعائے حزب البحر و درود کبریت احمر را بر کاغذ نفیس بقطع خورد  
 بسیار خوشخط نویسانیدہ اند و بر اول ورق در دائرہ "وظیفہ عمر بے بدل است" تحریر کنانیدہ اند و باز آن را در  
 جلد نفیس و جلد را در غلاف لطیف محفوظ کردہ اند۔

حضرت ایشان معتدل الاعضار و خفیف الشعر بودند، سر مبارک میانہ، و درازی زلف تا زمرہ  
 حلیہ مبارکہ گوش، لحيہ مبارکہ بہ قدر یک مُشت، چہرہ مبارکہ بیضوی، بینی معری از خود بینی قدے بلند۔  
 چشمان گہر افشان فراخ و پراز انوار، چون از حلقہ و توجہ فارغ شدے بر سپیدی چشم سُرخ غالب بودے۔ دست پا  
 نازک، قبیل الکلام، شیرین مقال، باہر کہ صحبت کردے، گرفتار محبتش گشتے، در خانہ استعمال "عرق چین"

(کلاہ پارچہ) می کردند وقتے کہ بیرون رفتے، دستار بر سر نہادے۔ ہوش در دم و نظر بر قدم داشتے، طبیعت ایشان موزون بود و احیاناً شعر گفتے، چنانچہ یک دیوان خورد از فارسی و یک از اردو و از اردو دیوان فارسی ۲۵ غزل و یک مثلث و چہار محمسات دارند، و شجرات مبارکہ سلاسل سبعمہ را مطولاً و مختصراً در سیزدہ قطعات نظم فرمودند، و اعداد آیات مبارکہ سور قرآن مجید را نظم کردہ "اعداد الآیات" نام نہادہ اند و ۳۶ قطعات تاریخ دارند و دیوان اردو تقریباً مساوی دیوان فارسی است، علاوہ ازین رسالہ کنز المصلیٰ را در ۱۲۹۱ھ بہ اردو نظم کردہ اند و از لفظ "اصغر" تاریخ برآوردہ نام رسالہ فقہ اصغر نہادہ اند، جناب مولانا عبدالحق آبادی، شیخ الدلائل و مہاجر مکی تجاہ البیت الحرام بر آن رسالہ شرحے لطیف بہ اردو نوشتہ اند و نامش "الکنز الاکبر شرح الفقہ الاصغر" نہادہ اند نزد عاجز نسخہ از آن موجود است کہ خود مولف رحمہ اللہ آن را نوشتہ اند۔

**تحریرات ایشان** | غیر از کلام منظوم حضرت ایشان را کتاب "انساب لطاہرین" است کہ در آن ذکر اولاد حضرت مجدد قدس سرہ است، ذکور اکانو و انا تا الی وقت التالیف۔

حضرت ایشان از رسالہ "انہار اربعہ" کہ تالیف لطیف حضرت والد ایشان است، سلوک نقشبندیہ را بہ فارسی نوشتہ اند و نام آن "الجدول المنتخبہ من النہد الماد من الانہار الاربعہ" تجویز کردہ اند۔ حضرت ایشان بیان ذکر قلبی و ختم خواجگان و شجرہ شریفہ نقشبندیہ و بیان مراقبات۔ از مراقبہ احدیت کہ اول مراقبات است تا دائرہ لاتعین کہ آخر مراقبات است، بہ صورت اختصار بہ عربی کردہ اند۔ قدس اللہ سرہ۔

در اوخر ماہ صفر ۱۲۹۶ھ حضرت سیدی الوالد قصد مدینہ منورہ کردند و از مکہ مکرمہ بہ جدہ تشریف برونند و از آنجا بہ حضرت طاہر طیب علی صاحبہما الف الف صلاۃ و تحیۃ حضرت ایشان بہ فرزند عالی قدر خود در مدت این سفر میمون ہفتہ خطوط نوشتہ اند۔ ابتدائے یک خطبہ "اعزی ارشدی قرۃ عینی" و ابتدائے دو خطبہ "اعزی ارشدی قرۃ عینی ثمرۃ نوادی" و ابتدائے چہارہ خطبہ "فرزندی اعزی قرۃ عینی ثمرۃ نوادی" کردہ اند، درین خطوط جواب ماسأل عنہ حضرت سیدی الوالد۔ و بعض نصائح، اندراج یا سنہ، عاجز بر نخے از ان می نویسد۔ حضرت سیدی الوالد از جدہ تحریر فرمودند کہ از ظلمت اسواق، نماز در خانہ ادا می نمایم۔ حضرت ایشان نوشتند۔

دا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خط شمار سید بہ قول عبد العزیز، در رنگ کار کردن، کار ناخبر بہ گمان است، بلکہ آن بغلہ امروزہ رفتہ باشد، بسم اللہ کردہ سوار شوید، خوبی و بدی بہ دست دیگر، عسلی آن نگرہوا۔ یاد داری و در مدینہ طیبہ، ہم بہ عم بزرگوار و خواہر خود گویند کہ درین کار لیت و لعل کردن از مقصود ماندن است وَالْحُكْمُ حُكْمُهُ وَالْأَمْرُ أَمْرُهُ۔ ظاہر است کہ اگر قافلہ روانہ شد و شمانہ رسیدید محنت برباد۔ و از ظلمت اسواق

معمول حضرات مانیست کہ نماز درخانہ ادا نمایند، اگرچہ بہ جماعت باشد، صبح و شام در حلقہ کہ بعد ساعت زلیل و نہار می شود اول توجہ بہ شامی شود، بعدہ بہ یاران دیگر، الخ، ۲ ربیع اول روز یکشنبہ ۱۲۹۶

(۲) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکتوب مع چار رأس ماہی رسید، بزنبہا تقسیم کردم، دماغ پختن درخانہ نہ دایم و سامان ہم نابود ہست، حکمت الہی است کہ در رفتن شام ہر روز تاخیری بینم، بلکہ ہمین خوب و افضل است، فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یُخْلُو عَنِ الْحِکْمَةِ (نوشتہ اند) حق سبحانہ شمارا بہ منزل مقصود بہ خوبی برساند، رجوع در بہ کار بہ فاعل دارید، کار ساز ما بہ فکر کار ما، حسبنا اللہ و نعم الوکیل، کبریت احمر صبح و شام معمول فقیر است و در جمعہ بعد صلاۃ جمعہ ہم شام ہم اختیار کنید، فوائد بسیار دارد، الخ، ۲ ربیع الاول

(۳) مکتوب محررہ احد رسید، بلکہ تاخیر بہ رفتن اولی باشد، ما و شام بے چارگان چه واقف امور او باشند، فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یُخْلُو عَنِ الْحِکْمَةِ یَجَلَّ جَلَّ لَهُ وَعَمَّ لَوْلَاہُ۔ راضی بہ افعال او باید بود۔ اللہ معکم و انما کنتم، ہُوَ النَّاصِرُ وَالْحَافِظُ وَالْمُعِیْنُ۔ انہیں از مکہ معظمہ

(۴) حال السن کارندگان بحری ازین زمانہ کہ پیش آمدہ خواهد آمد، مَا شَاءَ اللہُ یُحَاقِقْہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یُکُن۔ و مقام شام در مراقبہ ولایت کبری ہست۔ صبح و شام بعد ساعت یک تا یکنیم تخمیناً اول از ہمہ یاران طریقہ بہ شام توجہ کردہ می شود، پس بہ دیگران، اکثر خیال شام بہ مراقبہ خود باید بیل و نہار، مگر بعضی وقت بہ خیال ذوق مزاج لطیفہ از لطائف امر شود، ساعت نیم ساعت، مضائقہ نہ دارد، فرح بر فرح می افزاید، زقنا اللہ سبحانہ و ایاکم نظر العنایۃ بجاہ خاتم الرسالۃ علیہ و علی آلہ الصلوٰت و التسلیمات اتمہا و اکملہا حال او را در مراقبہ معلوم گردید، الحمد للہ، و ذکر اذکار لطائف سبعمہ و نفی و اثبات نہ گردید، این ہم ضرور ہست بقدر طاقت در سفسر و حضر۔

۶ ماہ میلاد پنجشنبہ ۱۲۹۶

(۵) از وعدہ خلائی مردم نہ رنجند، ہر چیز بروقت خود معین است، دران ہیج تبدیل و تغیر را مدخل نیست حق سبحانہ تعالیٰ مال کار بہ خیر انجامد، بحرمتہ حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فی امان اللہ تعالیٰ۔ اللہ معک ایما کنت۔

۸ ماہ میلاد ۱۲۹۶

(۶) بہ اذکار و اشغال مشائخ رضی اللہ عنہم سرگرم باشند، ہر جا کہ باشند۔

اوقات ہمان است کہ با یاری ہر رفت باقی ہمہ بے حاصلی و بے خبری بود

سورۃ یس ہم معمول حضرات ماہست و برائے انجام کار نہایت مفید، اقل آن در شب و روز

یک بار، زیادہ ہر قدر کنند زیادہ تر فائدہ مند است۔

۱۱ پنجشنبہ میلاد ۱۲۹۶

(۷) الحمد للہ علی سلامتکم۔ بر جیون بیگ و فضل اللہ بہ سبب طبع کتاب فیروز آبادی مردم

بلد طیبہ شورش بسیار کردند و مولوی رحمت نہایت زجر کرده حکم اخراج کتب نمودند و حاجی صاحب در میان آمدند و گرنہ فساد زیادہ می شد۔  
جمعہ ۱۳ میلاد

(۸) الحمد للہ سبحانہ علی سلامتکم و عافیتکم۔ عجب از بخش بیجا۔ ہنوز در سفر شمارا شمار نہ می کنم۔ گویا در خانہ ہنسید، و اگر صعوبت در سفر نہ می شد قصر صلاۃ کے می شد۔ و ہر چیز موقوف بروقت ہست۔  
يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ۔ و مولد عربی معرب کہ حکیم عظیم آبادی فرستادہ بود کجا است کہ گرامتہ می خواند۔ و کتاب فیروز آبادی کہ برائے عم مرحوم فرستادہ بود دید بہ اوشان نہ رسید ان را واپس آرید۔  
۱۲ ماہ میلاد روز شنبہ ۱۲۹۶ھ

(۹) زیارت بلد طیبہ و عقبہ بوسی قبلہ اعظم مبارکباد۔ مکتوب شاپری روز رسید، بر مضامین او آگاہی یافتم۔ الامر میدانہ تعالیٰ و تقدس۔ کل امر مہون بوقتہ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ قریب است کہ کار بہ انجام رسد۔ شما متوجہ کار اخروی خود باشید۔ کار دنیوی ضمناً بہ وقت خود، خود بخود بہ حصول می انجامد۔ اگر بہ دل جمعیت در شستن یا بید چندی اقامت نمائید۔ کہ خبر فردا نیست کہ چہ خواهد شد و شب و روز از فیض یابی مواجہہ شریف و مزار پر انوار جہنولیش و صحبت بزرگوار عم سرگرم باشید و اگر بہ طواف بیت اللہ دیدن ماویاران طریقہ و سلسلہ طبیعت مائل باشد اینجا بیاید و بہ درس و تدریس و ذکر و اذکار صرف اوقات خود نماید، مردمان اینجا منتظر شما ہستند و فقیر را این حوصلہ کجا کہ بہ ہند برائے آوردن میان معصوم رود بہ این ضعف و امراض کہ در حرم دوبار، و گاہے یک بار بہ ہمت تمام رفتن می شود۔ آن ہم روز و جمع راس یا مفاصل ترک می شود البتہ مکتوب نوشتہ می کنم۔ ہر چہ در مقدر باشد ضرور خواهد شد، خواہ من روم یا نہ روم تحریرہ الاحمدی الاولیٰ روز شنبہ ۱۲۹۶ھ مکہ معظمہ قریب باب العتیق۔

(۱۰) ہمراہ قافلہ رحیبیہ ارادہ آمدن کنید، اگر چہ گرمی شدید است، اما بہ سبب نہ بودن شما قرآن تراویح مابے لطف خواهد شد، لیکن قبل از آمدن اجازت از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خواستن و استخارہ مسنونہ کردن ضرور است۔ من سعادتہ ابن آدم استخارۃ اللہ لجميع صغیر و کبیر۔ و از مثنوی حضرت خواجہ بزرگ (خواجہ خواجگان حضرت خواجہ باقی باللہ المعروف بہ خواجہ بزرگ قدس سرہ) دو سہ ورق اول کہ معمول شنبیدن حضرت مابود۔ در عرس ایشان نقل کردہ ہمراہ بیارند، یا ملا فقیر را بگوئید تا روانگی شما یک یک ورق یا صفحہ کہ در شغل او حرج نہ شود نوشتہ باشد، از کلیات خواجہ۔  
تحریرہ ۲۵ جمادی الاولیٰ۔

(۱۱) بہ برادرزادہ خود تحریر فرمودہ اند۔ عزیز العدر عزیز از جان شریعت و طریقت نشان مولوی شاہ محمد معصوم سلمہ اللہ القیوم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! پری روز خط شیخ ابوالخیر از مدینہ طیبہ مکتوب

شمار سیدہ فالحمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی صِحَّتِنَا وَسَلَامَتِنَا وَاسْتِقَامَتِنَا عَلٰی الطَّرِيقَةِ الْمَرْضِيَّةِ، نوشتہ بودند شیخ ابوالخیر، کہ باز در خانہ برادر صاحب (شاہ محمد معصوم)، از مکان عم اکرم (شاہ محمد مظہر) کہ اوشان بہ چہ شدہ برده بودند، بہ سبب قیودات کہ طبیعت آزادانہ دارم آدم و بی بی عائشہ سگیم (خواہر شاہ محمد معصوم)، و زوج او (شیخ حافظ مصباح المعنی)، نہایت خدمت گزار می و مسافر پروری می کنند حتی کہ خانہ خویش گزارستہ در ہمین مکان سکونت اختیار نمودہ جزا ہما اللہ سبحانہ۔ و ارادہ آمدن ہمراہ شریف عبد اللہ کردم۔ استخارہ مسنونہ راہ نہ داد، و فیوضات و برکات و عنایات اشرف الخلائق نہ می گزارد۔ الحق کہ در راہ جنگ و جدل بدوان با شریف کردند و چند کس از بیشہ و سہ شتر و اسب و قاطر شریف بہ قتل و قتال ضائع شدند، بعد رَجَبِیَّہِ خواہند آمدن شاد اللہ تعالیٰ۔ حالانکہ شیخ ابوالخیر نوشتہ ام کہ بعد رَجَبِیَّہِ اینجا بیایند اگر چہ گرمی شدید و ایام رطب است اما بہ سبب اوشان سہ ختم قرآن شنیدن می شود و مردمان اہل ذوق و شوق حاضر می شوند تا تذکیر یعنی مدفع اول، تراویح ایشان تمام می شود و در عشرہ اخیرہ بہ جائے فقیر اعتکاف می کنند، یک گوشہ حرم بہ سبب اوشان آباد می شود، و فقیر بے کار محض گردیدہ ہما ز فرض آن ہم بہ دقت ایستادہ می گزارم بہ سبب ناسور کمر و وجع مفاصل و ضعف دماغ دو وقت در حرم حاضر می شوم بہ شکل تمام، این ہم بہ سفر شیخ ابوالخیر و گرنہ اوشان بار فقیر برداشتہ اند، خانہ نشین و صاحب فراش گردیدہ ام و حال شیخ مظہر ہم شیخ ابوالخیر قریب این نوشتہ اند کہ روز ہمہم پانزدہم باز تپ عودی کند باز ضعیف می شوند، عمر پایان آخرد شدہ۔ خداوند کریم شہا ہر دور اسلامت با کرامت دارد، بر شریعت و طریقت مستقیم و رواج طریقت شریفہ عنایت کند کہ بقیہ سلف وجود ہر دو شما است سلمکار یکما۔

و حال ختم و حلقہ خویش کہ اگر یک ساعت از نہار و یک ساعت از لیل مشغولی کردہ شود نقصان بہ باطن از فیوض و برکات نہ خواہد شد ان شاء اللہ تعالیٰ و روز بروز از فضل الہی قوت نسبت و ذوق و شوق حرارت زیادہ خواہد شد، بزرگوارند۔ و اینجا از شیخ ابوالخیر طالبان را فائدہ بسیار بہ زودی میسر می شود و در شغل خود سرگرم اند و ہر دو وقت حلقہ و مراقبہ می کنند، در مکہ معظمہ ہم و در مدینہ منورہ ہم۔ بِاَرَادَةِ اللّٰہِ فِیْمَا اَعْطَاکُمَا وَسَلَّمَکُمَا رِیْکُمَا وَجَعَلَکُمَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا یُحْرِمُہُ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اٰجْمَعِیْنَ۔ تحریر ۲۴ ماہ جمادی الآخرہ روز چہار شنبہ ۱۲۹۶ ہجرت از مکہ معظمہ قریب باب العتیق۔

ازین مکتوب مبارک آخرین احوال امراض مزمنہ مولمہ طاہر است۔ با وجود این تکالیف شاقہ تادم و اسپین در او وارد و وظائف و صوم و صلاہ و حلقہ و توجہ فتورے واقع نہ شدہ۔ افرادے کہ در رامپور در خدمت ایشان بودند بیان استغراق و عبادات ایشان می کردند۔ قدس بن اللہ سورہ الانور۔

## کلام منظوم

تیمنا و تبرکات درے از کلام حضرت ایشان نوشتہ می شود و فرمودہ اند -

دہانے کو کہ در مدحت سرایم حرفِ زیبا را  
چو شد پر تو فلکِ عکسِ جمالت بر رخِ یوسف  
زد ام جو رچرخ و دانه مکر ز مین رستم  
جنونم بہ ز ہشیاری است گر بیند گھ سویم  
ہمین است آرزو در دل کہ گزونی بکف آرم  
در دل بیانش خلوت آئے در حین خورشید رو  
اے سرو قد نسرتی قبائے غنچہ لب اے گل بدن  
بگزار ما را بر زمین آرام من بے تابی است  
مسکین عمری گویت اللہ سعید اللطف کن  
تا گلگوگیر من این زلف چلیپا شدہ است  
رونق افزا است کد امی شہ خوبان یارب  
باش خود یار خود و گوشہ خود گیر دلا  
مژدہ اے خارش پا، خار مغیلاں در پیش  
ہر مرض را دوا و درمان است  
جز لقائے حبیب در عالم  
خوبی عافیت ازو پرسید  
اہل حرفہ بہ کسب دارد تاز  
چہ حسن است این کہ پایانے نہ دارد  
مناعے بود جان ہشد ندر جانان  
چہ گونہ گوہر مقصود یابد  
بود صد گونہ سنگ بہتر از ان دل  
بہ فراق ماہ پیکر دلم اضطراب دارد  
تو غریق بحر عصیان چہ وی بہ کونے جانان

نمایم ہر بن مورا زبان صد بیان آرا  
بر د آخر جہنش طاقت و تاب ز لیجا را  
بلا گردان شوم صیادی زلف چلیپا را  
کہ دلم دوست دارد طفل شوخ من تماشا را  
کنم درد دیدہ جائے تو تیا خاک بخارا را  
ہرگز نہ می باشد درین منزل گزر اغیار را  
بنما جمال خویشتن سبے کنم گلزار را  
غلط بہ خاک خون نہ می خواہیم سنگ عار را  
از من سلائے عرض فرما سید ابرار را  
بر سر غمزدہ جانم چہ بلا ہا شدہ است  
کز قد و مش دل پر زنگ مصفا شدہ است  
یار غمخوار درین دہر چو عنقا شدہ است  
باز در دل ہوس یثرب و بطحا شدہ است  
مرض عشق لا دوا باشد  
خستہ دل را چہ مدعا باشد  
کہ در آلام مبتلا باشد  
کار در رویش بر خدا باشد  
مہ و خور پیش آن شانے نہ دارد  
دلم زین بیش سامانے نہ دارد  
چو عاشق چشم گریانے نہ دارد  
کہ زخم تیر مژگانے نہ دارد  
بہ امید وصل لیکن قدرے قرار دارد  
سگ تر شدہ بہ باران بہ حرم چہ کار دارد

بہ ہزار ادب نمایم دل جان فدائے سالک  
 ز جمال آن دل آرا نہ تو ان نمود املا  
 غلام شاہ سعیدم دگر نمی دانم  
 نہ دید ذات فرشتہ صفات تو بہ جهان  
 ترا چو دیدم و گرد قد تو گردیدم  
 ز جام نسبت تو آب و شیر و شہد و شراب  
 یہ ولیائے جهان گشت در دلم تصدیق  
 ای سلسلہ نقشبند تا شدہ ام  
 غزال دشت فیوض مجدد انعم  
 فراخ دامن گل چو بہ شش بہت دیدم  
 گناہ راز سبہ کاریم بود صد عار  
 خراب چشم کسے شد چو اے عمر دل من  
 باز در سر ہوس کو چہ جانان دارم  
 شاہم امروز کہ سنگ در تو یافتہ ام  
 گرچہ باشم سمت کعبہ در نماز  
 زو عمر در خدمت پیر سعید  
 بر چہرہ تو نقاب تا کے  
 کہ اختر و کہ نفس شمارم  
 خود گریہ کنیم و خود سراپیم  
 اے دل بہ جهان تیغ رورہ  
 بہ جوش عشق آں دلدادہ حق  
 امام و مقتدائے اہل عالم  
 عمر درویش و مسکین عرض دارد  
 کہ بہ کار خویش دست دل خود بہ یاد دارد  
 کہ خزان نہ دارد اصلاح بلا بہار دارد  
 نیاز مند و مریدم دگر نہ می دانم  
 بہ عمر خویش نہ دیدم دگر نہ می دانم  
 بہ گرد کعبہ دو دیدم دگر نہ می دانم  
 ز چادر نہر چشیدم دگر نہ می دانم  
 ترا بہ چشم چو دیدم، دگر نہ می دانم  
 ز قید دہر رہیدم دگر نہ می دانم  
 ز جملہ خلق تمیدم دگر نہ می دانم  
 ز خار دست کشیدم دگر نہ می دانم  
 درین جریدہ فریدم دگر نہ می دانم  
 خرابہ جائے گزینم دگر نہ می دانم  
 بلبل تفتہ دلم میل گلستان دارم  
 گرچہ مورم مگر اورنگ سلیمان دارم  
 سجدہ ام ہر وقت باشد سوئے تو  
 تا نگو گردد رذیلہ خوئے تو  
 از بندہ خود حجاب تا کے  
 در ہجر تو این حساب تا کے  
 این چنگ و نئے و رباب تا کے  
 بیہودہ کنی تو خواب تا کے  
 کہ شد احمد سعید اسمش محقق  
 ولی کامل و قطب معظم  
 بہ عجز و انکسار این عرض دارد

الوصال والتذین  
 بہ صبح روز یکشنبہ دوم ماہ محرم الحرام ۱۲۹۸ھ صدائے  
 يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً



بگوشِ حقِ نبوتِ شنیدہ جان بہ جانان سپردند، امامت نمازِ جنازہ حضرت مولانا ارشاد حسین بچیوی محبِ تہدی  
خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ امرارہم کردند و متصل گنبد حضرت شاہ جمال اللہ بالائے مصطبہ  
جہتِ غرب مدفون شدند، نواب کلب علی خان با حضرت ایشان اخلاصِ تمام داشتند، این موقع را برائے  
سعادتِ اخروی خود غنیمت شمرده مزار شریف حضرت ایشان را از گنبد مبارک بہ فاصلہ جائے یک قبر  
تجزیہ کرد و بعد از چند سال تدفین نواب صاحب دران جائے واقع شد۔

لے خوشامدے کہ باشد خاک او در حریمِ دوستانِ کردگار

## قطعاتِ تاریخ | حضرت سیدی الوالد گفتمہ

جناب شاہ محمد عمر شبہ عرفان  
دومِ زماہِ محرم صباح یکشنبہ  
برائے سالِ وصالش بہ خیر گفتمہ " عمر  
کہ شد حرم و ہادیِ طریقت بود  
وداعِ خلق و لقائے حق اختیار نمود  
مکین مقصدِ صدقست، ہاتھِ مسعود

ولہ

نورِ لمعاتِ احمدیان  
بودی چو ستمی شاہِ فاروق  
اے نورِ مجسمِ الہی  
نورِ نبوی صفائے صدیق  
پروانہ نمط بہ شمعِ محفل  
آئینہ فکر شد مکدر  
صد داغ بہ ہر دلے است مضمحل  
تاریخِ وصال گفتمہ ہاتھ

ولہ

محمد عمر آسمان پا یگاہ  
مؤدب بہ آدابِ ختمِ رسل  
شہِ الف را بود لختے جگر  
ز فوتش نہ گرید چہ را عالی  
منور ز خاکِ درخش مہر و ماہ  
مہذب بہ اوصافِ مردانِ راہ  
ہم احرار را بود نورِ نگاہ  
کہ غوثِ زمان بود بے اشتباہ

ز ماہ شہادت محرم لقب  
 بکن ماتم اے نسبت احمدی  
 بیامعرفت گریہ کن بر سرش  
 کجائی کجا روح پاک سعید  
 مگر گشتہ شد شمع دین کز غمش  
 گلے بود در گلشن معرفت  
 خدارا کن اے نور چشم سعید  
 کہ مست نگاه خدا بین تو  
 هَلُمُّوا احِبَّائِي نَنْظُرُ اِلَى  
 مِنْ اَنْوَارِ اَحْمَدَ خَيْرِ الْوَرَى  
 وَاسْرَارِ مَنْ جَدَّدَ الْاَلْفَ اِذْ  
 بِنَفْسِي فَدَيْتُكَ مِنْ مَدْفِنِ  
 بگو خیر تاریخ این صدمہ " ہائے

دوم بود و یکشنبه و صبح گاہ  
 کزین خاکدان مونس رفت آہ  
 کہ فرق تو زین مرگ شد بے کلاہ  
 کہ فرزند تو رفت نزد اللہ  
 ز ماہی است ماتم کنان تا بہ ماہ  
 کہ پڑ مرد از صرصر دہر آہ  
 بہ حال من خستہ دل یک نگاہ  
 نہ سجد نگین سلیمان بہ گاہ  
 ضریح کریم و ماقد حواہ  
 و صید یقین و کذا امر تضاہ  
 بہم و باصحا بہم منتماہ  
 و من حل فی القبر فحی ذاہ  
 بمردن شاہ حقیقت پناہ

منشی امیر احمد مینائی گفتہ

چون محمد را کنی ضم با عمر پیدا شود  
 نام آن شاہی کہ حق در فقار شاہ کرد  
 مصرع سال و فالتش ریخت از طبع امیر  
 "اللہ اللہ کردنش اینک فتا فی اللہ کرد"

مولوی محمد سعید حسرت عظیم آبادی گفتہ

آن کہ نام نامیش باشد محمد با عمر  
 وارث علم نبی، شیخ مکرّم آہ آہ  
 کرد رحلت بن جهان سوعے بہشت جاودا  
 دید باشد پر نیم و دلہا پر از غم آہ آہ  
 مصرع تاریخ شد حاوی بہ وز ماہ و سال  
 "یوم یکشنبہ دوم شہر محرم آہ آہ"

جلال لکھنوی گفتہ

یک بزرگے بد ملائک صورت قدسی صفات  
 کز غم او سینہ قدوسیان ہم شق شدہ  
 مصرع سال و فالتش گفت ہاتف از جلال  
 "جان بحق تسلیم وے الحق بہ یا حق شدہ"

شاہ محمد معصوم گفتہ

جناب محمد عمر عم اکبر  
 ز فوٹش شکستہ دلم شد جگر ہم

ہمہ خلق در گریہ مصروف گشتند زمین و سمار و نجوم و قمر ہم  
 چو معصوم گفتہ بہ رضوان چہ گوئی بتاریخ آن شیخ جن و بشر ہم  
 الم رازِ سر دور کردہ بفرمودہ "بجنتا باشد مقامِ عمر ہم"  
 و حضرت ایشان از رَضِيَ اللهُ الْوَكِيلُ عَنْهُ "نیز سال وفات بر آورده اند۔  
 مزارِ پُرانوارِ حضرتِ ایشان قَهْبِطِ الْوَارِثِ وَ تَجَلِيَّاتِ الْإِنْبِيَّهِ وَمَطْلَعِ فَيُوضَاتِ وَ بَرَكَاتِ نَامُتْنَاهِيَّةِ سِت  
 بر زائرین عجب لطفہائی فرماید، اثرِ مشربِ حضرتِ ایشان ظاہر است۔ وَ كَانَ عَيْسَى الْوَيْ الْمَشْرَبِ  
 رَحِمَهُ اللهُ وَ رَضِيَ عَنْهُ وَقَدْ سَسَّ سِرَّةً وَ عَطَّرَ ضَرْجَةً وَ أَنْفَاضَ عَلَيْنَا مِنْ فَيُوضَاتِهِ وَ بَرَكَاتِهِ۔

## ذکرِ خیر

## چراغِ نبوی

۲، ۴، ۵، ۲، ۱

سیدی و مرشدی و وسیلتی الی اللہ  
حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین خیسر  
فاردتی مجددی دہلوی  
رضی اللہ جل و علا عنہ

۱۳	۲۱
ابوالخیر برندہ پنج شر	بہ سرو ریاض سعید و عمر
بہ این شکل خیر مجسم کہ دید	و جودش ہمہ خیر آمد پدید
فدائے رہ حق نثار رسول	محب خدا و ستار رسول
کہ وہ ہم دگر ہم نہ گنجدوران	دلش پر ز تو حید باری چنان
شدہ فارغ از شغل خلق جهان	بہ مشغولی خصالق انس و جان
گندکابل دہرا از یک نظر	فتد چشم لطفش بہ ناقص اگر

(غلام رسول ویران)

## فصل اول

در

## احوال مبارکہ حضرت ایشان از روز ولادت تا اول و زعلت

ولادت با سعادت و تسمیہ | روز یکشنبه ۲۴ ماہ ربیع الآخر ۱۲۶۲ھ مطابق ۶ جنوری ۱۸۵۶ء در خانقاہ ارشاد پناہ دہلی حضرت ایشان متولد شدند، والد بزرگوار ایشان می فرمایند

چو ابوالخیر شدہ نور فگن مہر بنیاد چسراغ نبوی  
سال میلاد عمر خواست زدن کرد ارشاد چسراغ نبوی

از کلمہ ”چسراغ نبوی“ سال میلاد ظاہر است حضرت شاہ محمد منظر در مناقب احمدیہ بر صفحہ ۱۶۴ نوشتہ اند ”فقیر یک بار بہ کمال التجا و تضرع عرض نمود کہ اولیاء از جناب الہی قدر تہا است، حضرت قبلہ شاہ احمد سعید، ارشاد کردند کہ انشاء اللہ تعالیٰ فرزند خواہد شد، خداے کریم قادر است، اگر نوشتہ ہم نہ باشد می تواند کہ عطا کند، تغیر و تبدل بہ دست اوست، بہ اویقین باید نمود، پس از ہمت باطن و قوت تصرف آن نائب حق یک پسر نیک اختر بعددہ سال کامل از تزویج ایشان (شاہ محمد عمر) پیدا شد، پس حضرت ایشان نہایت مسرور گشتند و نامش محی الدین نہادند و از دیگر نمیر بر او را دوست ترمی داشتند کہ تولد این پسر محض از کرامت حضرت ایشان بودہ است“ در احوال حضرت شاہ احمد سعید گذشتہ کہ جد مادری ایشان مشرب ایشان را در یافتہ نام ایشان ”غلام غوث“ نہادہ بودند، آئی لِيُظْهِرَ اَنْ اَلْهَذَا الْوَلَدِ نَصِيْبٌ مِنَ الْغَوْثِيَّةِ - وَالْاَنْ حَضْرَتِ اَيْشَانَ نَامِ نَمِيْرَةٍ مَّحْبُوْبَةٍ خُودِ مَحِي الدِّيْنِ تَجْوِيْزِ كَرْدَنْدَ كَقَبِ پيران پير غوث دستگیر است تفاؤلاً و اظہاراً آمنہ بانہ ان شاء اللہ تعالیٰ سَيَكُوْنُ اَلْهَذَا الْمَوْلُوْدُ شَانَ عَظِيْمًا مِنَ الْغَوْثِيَّةِ، وَقَدْ كَانَ مَا تَمَنَّى، فَلِلّٰهِ السُّمْدُ فِي الْاَوَّلِي وَفِي الْاٰخِرِي چونکہ پدر بزرگوار حضرت ایشان سَمِي امام الاعدلين امير المومنين حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بودند و فرزند جلیل القدر حضرت ایشان عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ می نامید لہذا جناب ایشان نخت جگر و دل بند خود عبداللہ نام نہادند و تفاؤلاً لکنی بہ ابوالخیر کردند، واللہ قد صدق تفاؤله بمنہ العظیم و لطفہ العظیم وجعل ابنہ مصدراً للخیرات والحسنات والمکرمات، واللہ یختص برحمته من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم.

## حضرت والدہ

والدہ ماجدہ ایشان از اولاد حضرت عثمان ہارونی رحمہ اللہ بودہ، وہی نواب بیگم بنت احمد علی بن محمد باقر بن کلیم اللہ بن صبغۃ اللہ بن افضل شاہ بن عبداللہ سنائی رحمہم اللہ، خانہ جناب احمد علی نزد سہراہنہ بہرام خان بودہ کہ ماہین دروازہ دہلی و چٹلی گور واقع است احمد علی را یک پسر اشرف علی شرف بود کہ در ۱۲۸۹ھ برائے حج رفتہ بودند ملاقات باستیدی الوالد و سیدی الجعفر بن اللہ اسرار ہما کردہ بودند۔ در عنقوان جوانی بہ غیر آن کہ از خود یادگارے بگزارند، بہ آخرت شناختند۔ والدہ حضرت ایشان بہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۲۸۵ھ بحالت نفاس و مکہ مکرمہ رحلت نمودہ۔ حضرت ایشان اندران وقت نہ سالہ بودند۔ دران عمر خورد سالگی تاریخ وفات حضرت والدہ خود را از "اللہمَّ نَسُوْ مَضَجَعَهَا" دریافت نمودہ اند۔

## عہدِ طفلی

ہنوز عمر ایشان بہ دو سال نہ رسیدہ بود کہ انگلیسہا بروہی متصرف شدند۔ کہما تقدّم بیان فی احوال جدیدہ۔ حضرت ایشان بیان دو واقعات کہ دران وقت پیش آمدہ بود کردہ اند، عاجر آن را بیان می کند۔

حضرت ایشان چون بہ مزار پرنوا اقطاب الاقطاب قدس سرہ بہ مہرولی تشریف می بردند در راہ در سبزہ زار مقبرہ منصور قدرے توقف می فرمودند۔ روزے چون نزد تالاب رسیدند کہ متصل بہ عمارت مقبرہ واقع است، فرمودند کہ در زمانہ غدر فرنگیان (۱۲۶۲ھ تا ۱۲۵۷ھ) چون حضرت کلان مع اولاد و متعلقین درین مقبرہ قیام داشتند من یک روز درینجا استادہ بودم۔ و حضرت ایشان آن جاے را نشان دادند کہ یک فرنگی با چند جوانان فوجی آمد و دریافت کرد کہ درینجا عبداللہ نام کسے ہست بہ کسے گفت کہ این بچہ عبداللہ نام دارد۔ افرنگی بہ سوے من دید و خندید، در دست وے بیدے بود و آن بید را بزنی بر پشت من نہاد و باز گشت۔ در ۱۲۶۳ھ برائے سہ شب حضرت ایشان بہ پانی پت تشریف بردند، نواب زادہ قاضی احمد خان انصاری در خانہ خود انتظام قیام حضرت ایشان کردہ بودند۔ آن خانہ مسکن حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی بودہ کہ خلیفہ اجل و اعظم حضرت مرزا جان جانان مظہر شہید قدس اللہ اسرار ہما بودند۔ و در ۱۲۶۴ھ چون حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ مع متعلقین از دہلی بہ موسی زئی تشریف می بردند دو سہ شب درین خانہ قیام کردہ بودند۔ چون حضرت ایشان اندرون خانہ رسیدند بسیار بہ وقت نظر چار اطراف را معائنہ کردند و فرمودند، مایاد دار کیم کہ در ۱۲۶۴ھ حضرت کلان درین خانہ فروکش شدہ بودند و اشارہ بہ یک گوشہ آن خانہ کردہ فرمودند کہ جاے حضرت کلان درینجا بودہ۔ حضرت ایشان دو وینم سالہ بودند کہ ہمراہ ابوین کریمین بہ معیت حضرت

جدامجد بہ اوائل ذی القعدہ ۱۲۶۴ھ بہ مکہ مکرمہ و بعد از ہفت ہشت ماہ بہ مدینہ منورہ نزد جدامجد خود رسیدند کہ سہ چار ماہ پیشتر بہ آن ارض مقدسہ رسیدہ بودند۔

حضرت ایشان پنج سالہ بودند کہ روزے قبلہ گاہ ایشان، ایشان را بیعت و خلافتِ خاصہ

بہ حرم نبوی نزد حضرت والد خود بردہ عرض نمودند کہ این فرزند خود را بیعت کنید۔ چنانچہ حضرت جدامجد در آن بقتہ مبارکہ دست ایشان را گرفتہ الفاظ بیعت خواندہ ایشان را بیعت کردند و باز دستہائے مبارکہ برداشتہ تا دیر برائے ایشان دعا ہا کردند و اہل حلقہ آئین گویان بودند۔ عاجز گوید حضرت ایشان چون چہار سالہ شدند در حرم محترم نبوی تقریب بسم اللہ انجام یافت حضرت جدامجد سورہ اقرأ تا عَلَّمُوا الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ تعلیم دادند۔ بر صفحہ ۱۱۲ از جزو اول طبقات ابن سعد نوشتہ۔ ولما بلغ أربع سنين كان يغدو مع اخيه واخته في البهيم (ای فی رعی الغنم، قریباً من الحی، فاتاه الملكان هناك فشقا بطنه واستخرجا علقه سوداء فطرحاها وغسلا بطنه بماء الثلج فی طست من ذهب۔ الخ۔ ابتدائے تعلیم حضرت ایشان بہ آن عمر شدہ کہ شق صدر سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم شدہ بود و باز بعد از چند ماہ بہ سعادت بیعت مشرف شدہ داخل سلاسل مبارکہ اولیاء اللہ شدند۔

اسباب سعادت پروردگار بہ فضل و کرم خویش چہ اسباب سعادت از نعمت اظفار برائے حضرت ایشان مہیا کردہ۔ در خانہ اولیائے کاملین ولادت شد، قطب

الاقطاب قیوم جہان شاہ احمد سعید بعد الولادہ در گوشہ ہائے ایشان اذان و اقامت گفتہ تخنیک فرمود و باز در مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰت و التسلیمات در سلسلہ درس و تدریس داخل کرد و بعد چند بہ سلاسل مبارکہ اولیاء اللہ وابستہ کرد۔ نظراً الی ہذا السعادات، عاجز در رسالہ ”بزم خیر از زبید۔ در جواب بزم جمشید“ بہ اردو نوشتہ کہ حضرت ایشان صرف مخدوم نہ بودند بلکہ از اب و جد مخدوم ابن مخدوم ابن مخدوم بودند، در خانہ علم و فضل چشمان مبارکہ و اگر داند، دایہ شریعت پرورش فرمودہ و از پستان طریقت تربیت شدہ معلم فطرت در دبستان معرفت از خیابانہائے اسرار و حقائق ایشان را

گزارانیدہ بہ مقام مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر رسانید۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ خَيْرَ مُعَلِّمٍ عَلَّمْتَ بِالْقَلَمِ الْقُرْآنَ الْأَوَّلِي

أَخْرَجْتَ هَذَا الْعَقْلَ مِنْ ظُلُمَاتِهِ وَهَدَيْتَهُ النُّورَ الْمُبِينِ سَبِيلاً

فَسَمِعَ مَا سَمِعَ وَرَأَى مَا رَأَى وَحَفِظَ مَا حَفِظَ وَوَعَى مَا وَعَى وَكَانَ صَدْرُهُ الشَّرِيفُ

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ، رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حِينٍ وَإِنْ“

**خلافتِ خاصہ** حضرت ایشان محبوب جد بزرگوار بودند و اکثر اوقات ہمراہ ایشان بہ حرم نبوی

می رفتند و آنجا بر مسند ارشاد بہ پہلوے جدا مجد و آحیانا در آغوش مبارک می نشستند، حضرت جدا مجد بہ توجہ و القائے نسبت بہ طالبان مصروف می شدند و ایشان از تم زشحات فیوضات ربانیہ و از نفحات توجہات مبارکہ آرام و راحت می یافتند، روزے حضرت ایشان بہ پہلوے جد بزرگوار خویش نشسته بودند کہ از اہل حلقہ کسے عرض کرد کہ از فرزندان گرامی جانشین شما کدام یکے است حضرت ایشان فرمودند فضل پروردگار است کہ ہر یک از فرزندان ثلاثہ من حافظ قرآن مجید، عالم شریعت، عارف طریقت و صاحب تقوی است، و سلوک نقشبندیہ مجددیہ را از ابتداء تا انتہایہ و جہ خوب حاصل کردہ، و خلافت یافتہ، و شایان این امر است کہ جانشین من باشد۔ اما ہر چہ خلافتِ خاصہ من است پس بنصب این فرزند عزیز است و آن حضرت دست مبارک خود را بر سر مبارک ایشان نہادند و بر ایشان دعا ہا کردند۔۔۔۔۔ والد بزرگوار ایشان در کتاب انساب الطاہرین نوشتہ اند، بمعنا این فرزند ارجمند ارادت بہ حضرت سراج الاولیاد شاہ احمد سعید، دارند حضرت سراج الاولیاد زہیر ایشان را بسیار عزیز می داشتند و بشارت خلافت خاصہ خود دادہ اند و الحمد للہ کہ آثار آن ظاہر است۔ در سن ۷۰ سالہ قرآن مجید حفظ کردہ بہ تحصیل کتب درسیہ مشغول اند کافیہ می خوانند۔ سَلَامَةٌ رَبَّآءُ وَ بَدَلَفُ إِلَى مَرَاتِبِ الْكَمَالِ وَ التَّكْمِيلِ۔

و در سیر الکاملین“ نوشتہ است۔ شیخ ابوالخیر فرزند حضرت شیخ محمد عمر ہستند، ولادت ایشان در ربیع الثانی سنہ ہزار و صد و ہفتاد و دو در دہلی روداد، در عمر نہ سالگی حفظ قرآن شریف کردند و تحصیل علم از علمائے زمانہ مثل مولوی رحمۃ اللہ وسید مولوی حبیب الرحمن الکاظمی و مولانا محمد نواب و حدیث شریف از عم والد خود حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ خواندند و در جمیع علوم استعداد خوب حاصل کردہ اند، بسیار ذہین و طباع، شعر عربی و فارسی و ہندی خوب نظم می کنند حضرت جدا ایشان ایشان را در زہیر دوست می داشتند و پنج سالہ بودند کہ بردست شریف آن حضرت، والد ایشان، ایشان را بیعت کنایندند، والد ایشان می فرمودند۔ در حق این فرزند خویش بشارت خلافت خود دادہ اند کہ سب کمالات باطنی و سلوک از حضرت والد خود کردہ اند و از نسبت آبائے خود بہرہ تمام دارند، زاد اللہ رشدہ، آمین“

عم اصغر ایشان حضرت شاہ محمد مظہر در مناقب احمدیہ مقامات سعیدیہ“ نوشتہ اند۔ قرۃ العین ابوالخیر محی الدین این وقت ہفت سالہ است و بہ حفظ قرآن مشغول است، آثار سعادت و فہم و مسلا



عقل و علم از پیشانی او آشکارا است، حق سبحانہ و تعالیٰ کند و در صورت و معنی ماننا سلف کبار گرداند،  
عنه و کمال کر مه امین“

**آثارِ سعادت** حضرت عمہ محترمہ بر این عاجز فرمودند۔ پدرشما از ایام خورد سالی بہ نوسے خوش اطوار و پاکیزہ طلعت بودند کہ اہل خاندان، چہ مرد و چہ زن، ایشان را دوست می داشتند۔ جد بزرگوار ابا ایشان ارتباط و الفت زیاد بود۔ ایشان را طلب کردہ احیانا بہ پہلوئے خود و احیانا در آغوش خود می نشانند۔ وقتے کہ حضرت ایشان بہ حرم تشریف می بردند۔ احیانا پدرشما نیز ہمراہ ایشان می رفت و در حرم محترم بہ پہلوئے ایشان بر مسند می نشست، و جد مادری من (حضرت شاہ عبدالغنی، و عم اکبر) حضرت شاہ عبدالرشید) و والد بزرگوار من ایشان را بسیار دوست می داشتند، و والد بزرگوار ایشان عاشق ایشان بودند۔

حضرت ایشان بعد از وفات قبلہ گاہ خود بہ جناب سیادت و معارف پناہ مولانا سید عبدالسلام ہنسوی خلیفہ اجل حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرارہما مکتوبے نوشتہ اند و آن مکتوب نزد سیادت پناہ مولانا ابوالحسن علی ندوی محفوظ است۔ ایشان نقل آن مکتوب عاجز دادہ اند۔ در آن مکتوب تحریر یافتہ است: ”فلله سبحانه المنة والحمد والشكر على ما انعم وعلى ما ابلى، ہر چند این مصیبت عظمی فوت چنین مربی و مرشد و مشفق و عاشق و معلم مرہمے و داروئے نہ دارد“ الخ۔ حضرت ایشان بہ صراحت عاشقی حضرت والد را بیان کردہ اند کہ حضرت عمہ محترمہ بیان آن بہ عاجز کردہ، و حضرت شاہ محمد مظہر در مناقب احمدیہ ذکر چہار گلہائے نورس کردہ، از فرزند خود، و فرزند برادر کلان (حضرت شاہ محمد معصوم) و فرزند برادر اوسط (حضرت سیدی الوالد) و فرزند عم اصغر (حضرت مصباح المعنی) لیکن بیانی کہ از حضرت ایشان کردہ اند، دیگرے را نہ کردہ اند، با آثار سعادت، اضافہ فہم و سلامت عقل و علم فرمودہ اند، و الحق آنہ کان ممتازاً بھذیہ الاوصاف و ذلک الفضل من اللہ۔

حضرت شاہ محمد معصوم کہ ابن عم اکبر و نہ سال بہ عمر کلان تر از حضرت ایشان بودند، در کتاب ”ذکر السعیدین“ کہ بزبان اردو است نوشتہ اند۔ مامعناہ ”مولوی ابوالخیر عبداللہ سلمہ اللہ و ابقاہ، بہ ماہ ربیع الثانی ۱۲۴۲ھ بہ دہلی اندرون خانقاہ شریف متولد شدند، والد بزرگوار ایشان بہ عمر چہار سال ایشان را در حضور حضرت جد امجد آوردہ عرض کردند کہ این فرزند را بہ بیعت مشرف سازید۔ چنانچہ حضرت ایشان الفاظ بیعت بہ ایشان تلقین کردند، قرآن مجید را حفظ کردہ تحصیل علوم مروجہ از مولوی رحمۃ اللہ مہاجر و مولوی سید حبیب الرحمن مہاجر و سید احمد دہان کی وغیرہم کردند، در علوم ظاہری استعداد خوب دارند، فطین و ذہین اند و طبع موزون دارند، شعر خوب می گویند۔ سلوک طریقہ آبار کرام از والد ماجد خود طے

کرده به اجازت و خلافت مشرف شدند و بعد از انتقال پدر بزرگوار خود قائم مقام ایشان شدند به توجہات ایشان مستفیدین بہرہ مندی شوند پروردگار در عمر ایشان برکت افزاید و بہ رنگ آبا و اجداد در ظاہر و باطن مکمل فرماید آمین

**وفات جد امجد** حضرت ایشان بردست خن پرست جد امجد خود، در خیر لبقاع، عند المواجهة الشریفة بیعت شدند و بہ بشارتِ خلافتِ خاصہ ممتاز گشتند، وهو اخر من دخل فی سلك الخلفاء الکرام۔ و بعد چندے بہ دوم ماہ ربیع الاول ۱۲۶۶ھ جد بزرگوار ایشان رحلت فرمودند۔

**جوار بیت اللہ** والد بزرگوار ایشان نابِ فراقِ حضرت والد خود نیاورده در او آخر ۱۲۶۶ھ مع اہل و عیال از مدینہ منورہ بہ مکہ مکرمہ تشریف برده عند باب العتیق قیام پذیر شدند و قیام ایشان تا آخر ایام در مکہ مکرمہ بودہ۔

**حفظ کلام الہی** نہ سالہ بودند کہ قرآن مجید را حفظ کردند۔ روزے در کوسٹہ بلوچستان بہ عاجز فرمودند کہ "آبا و اجداد شما، از پدر شما تا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ اسرارہم بفضل پروردگار ہمہ حفاظ قرآن مجید و دانایان اسرار شریعت و رموز طریقت و اصحاب نسبت بودند اند" ای تلک عشرۃ کاملۃ ولو اضفنا الیہم حضرت المخدوم فاحد عشر کوکبا۔

دیوار و درو بام آفتاب است این خانہ تمام آفتاب است

**وفات حضرت والدہ و برادران عزیز** چون عمر شریف ایشان بہ نہ سال و ہفت ماہ رسید حضرت والدہ ماجدہ ایشان بہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۲۸۱ھ بہ حالت نفاس رحلت فرمودند، و بعد از ہفت روز نومولود ابو حفص و بہ روز پانزدہم و دو سالہ ابو بکر رحلت نمود، یعنی در ظرف پانزدہ روز حضرت والدہ و دو برادر سفر آخرت اختیار فرمودند۔ حضرت ایشان در آن عمر خورد سالگی تاریخ وفات حضرت والدہ، اِذَ اللّٰهُمَّ تَوَدَّ مَضَجَعَهَا "بر آورده اند۔ در آن عمر چنین تاریخ گفتن یکے از عجائبات است۔

**سفر بہ طابہ طیبہ** چون سن شریف بہ یازدہ سال و دو ماہ رسید برائے زیارت مبارکہ و طاقات اعمام و اعمام الاعمام بہ مدینہ منورہ تشریف بردند، اندران ایام در نحو کافیہ می خواندند، بر ورق سادہ از مجلد نسخہ خطیبہ شرح المنتقی اعلیٰ منسبک متن الملتقی "نوشتہ اند۔ پنجشنبہ ۲۶ جمادی الاولیٰ قافلہ شیخ العلامہ مفتی مکہ شیخ جمال روانہ می شود، فقط و باز از لابی الخیر

عَبْدُ اللَّهِ زَارَ تَارِيخَ زِيَارَتِ مَبَارِكِهِ بِرَأْدِ رُوحِهِ اَنْدَكُ ۲۸۳ هِجْرِي بِاَشْدَ وَاِيْنَ تَارِيخِ بِي مَثَالِ رَادِرِ چِهَارِ شَعْرِ  
نَظْمِ مَرْمُودِهِ اَنْدَكُ - كُفْتَهُ اَنْدَكُ -

مِثْلُ مَحْدُومٍ لَهٗ طَابَ النَّجَاسُ      اَيُّ شَخْصٍ قَدْ حَوَى كُلَّ الْفَخَاسِ  
عُمَرُ الْفَارُوقُ مِنْ طَابَ الْجَوَاسِ      زَارَطُهُ وَكَذَا حَبْدًا لَهٗ  
طَرَقْنَا الصِّدِّيقَ مَوْفُورَ الْوَقَاسِ      وَاِمَامَ الصُّحُبِ مَنْ يُنْمَى  
لَنْبِيِّ الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ زَارَسِ      قَلْتُ لَهَا طَابَ سَعْيًا اَسْرًا حَوَا

المراد من المحدث محمد بن شاه احمد سعيد و النجار بكسر النون و ضمها الاصل و الحسب -  
آنچه حضرت ایشان گفته اند نقل کرده شد در عمر یازده سالگی چنین افکار عالیہ و این گونه تاریخ بے مثال  
نوشتن بلاشک شبہہ از آنجانب العجائب است، حضرت کرام قدس اللہ اسرارہم آثار این گونه  
صلاحتہا را از ایام نعومت اطفال در جبین مبین ایشان دریافتہ بودند و بہ دعا ہا و بشارات خصوصیتہ  
ایشان را سر فر از فرمودند و کان الامر کما قال سعدی رَحِمَهُ اللّٰهُ ۛ

بالائے سرش ز ہوش مندی می تاخت ستارہ سربندی

**تحصیل علم و اساتذہ کرام** | حضرت ایشان علوم عقلیہ و نقلیہ از درج ذیل اساتذہ کرام

خواندہ اند - (۱) حافظ عبد اللہ الضریح (۲) قطب مکہ سید احمد  
دقان (۳) شیخ الاسلام سید احمد دحلان مفتی شافعیہ (۴) مولانا رحمۃ اللہ کیرانوی مہاجر مکہ و مؤسس  
مدرسہ صولتیہ و مصنف اظہار الحق در رد نصاریٰ (۵) سرشار بادہ عشق نبوی مولانا سید حبیب الرحمن  
ردو لوی مہاجر مکی (۶) عم اصغر قطب زمان حضرت شاہ محمد مظہر (۷) عم حضرت والد بزرگوار، ولی حضرت  
پروردگار، محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبد الغنی قدس اللہ اسرارہم العالیہ -

در سیر الکاملین بیان ملا محمد نواب نیز آمدہ - ملا محمد نواب شاگرد و مرید حضرت جد امجد ایشان  
بودند و از فحول علماء بودند ممکن است در خورد سالی حضرت ایشان چیزے از جناب ملا صاحب خواندہ  
باشند چونکہ عاجز از حضرت ایشان درین باب چیزے نہ شنیدہ و نہ در تحریرے چیزے دیدہ - ازین جهت  
نام ایشان را نہ نوشتہ - حضرت ایشان را در اساتذہ کرام ارتباط زیاد با سید

حبیب الرحمن کاظمی ردو لوی بودہ - و آن را دو سبب بودہ - اولاً آنکہ حضرت مولانا را در جمیع علوم  
ید طولی بود ایشان علوم مروجہ در لکھنؤ خواندند و باز برائے استکمال در علوم عربیہ و فن قرأت پرمہر  
و دراز ہر شریف استکمال این علوم کردند - ثانیاً آنکہ مشرب ہر دو حضرات یکے بودہ، ہر دو از بادہ عشق نبوی

سرشار بودند بلکہ در اوضاع و اطوار و عادات ہر دو یک دیگر را مثیل بودند شیخ محمد ریح برادر حاجی محمد اسماعیل مشہور بہ پٹنہ والے از مخلصین اولین حضرت سیدی الوالد بودند، بہ این عاجز می گفتند کہ برائے حج رفتیم و برائے ملاقات بہ خدمت حضرت مولانا رسیدیم، خدمت گار اطلاع کرد حضرت ایشان التفات فرمودند، بہ خدمت گار گفتیم کہ ایشان را بگوئید کہ از دہلی آمدہ ام، و از خادمان حضرت شاہ ابوالخیرم چون اسم مبارک حضرت صاحب شنیدند طلب فرمودند و محبتہا و نوازشہا کردند و فرمودند: "خود ایشان نہ می آیند و بہ دست مریدان تحیہ سلام می فرستند" محمد رفیع رحمہ اللہ گفتند کہ چون حضرت مولانا را دیدیم، حضرت پیرو مشدم بہ یاد آمدند، ہر دو در اوضاع و احوال و استغنا و جلال شبیہہ یک دگر یافتیم۔

حضرت ایشان بیشتر کتب علوم و فنون از حضرت مولانا حبیب الرحمن خواندہ اند و در ۱۲۹۰ھ بہ مدینہ منورہ رفتہ جامع ترمذی از عم حضرت والد خود خواندہ اجازت حدیث شریف از ایشان حاصل کردہ اند۔ نقل اجازت نامہ در احوال مبارکہ ایشان در ذیل تذکرہ بابائے سوم نوشتہ شدہ است، پروردگار حضرت ایشان را چنین اساتذہ کرام عنایت فرمودہ کہ از بادۂ عشق نبوی سرشار بودہ اند لہذا عشق نبوی وراثتہ و دراستہ بہ حضرت ایشان رسیدہ

ابن سعادت بہ زور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت ایشان یازدہ سالہ بودند کہ کافیہ لابن الحاجب می خواندند، و سیزدہ سالہ بودند کہ بہ روز چہار شنبہ ۲۶ ذی القعدہ ۱۲۸۵ھ از حافظ عبداللہ الضری شافیہ خواندند۔ کہما کتبہ بالعربی فی آخر الشافیۃ، و حضرت ایشان بر مختصر ابن سعد نوشتہ اند۔ کان ابتداء قرأتی لمختصر السعد علی العلامة ادیب الزمان سیدی حبیب الرحمن الکاظمی جزاء اللہ تعالی عنی خیر الجزاء و ادام لہ الافاضۃ والبقاء، یوم الاثنين عاشر شوال واختتامہ یوم الخميس الخامس والعشرين من ذی القعدۃ سنۃ الف و مائین و خمس و تسین، وانا المرثی شفاعۃ خیر البشر ابو الخیر عبد اللہ بن عمر خدام السادۃ النقشبندیۃ و مقلد الایمۃ الحنفیۃ المحقما اللہ لسلفہما الکرام۔ امین۔

حضرت ایشان بر ورق سادہ در اول مجلد دلائل الخیرات تحریر فرمودہ اند۔ "بیدار شدن قبل تحریم (قبل ندائے ہجرت) کہ یک ساعت پیشتر از صبح صادق می بود، و چند رکعت خواندن، پس ازان قدرے ذکر نمودن و نماز در اسفار با امام حنفی خواندن و ادعیہ ماثورہ خواندن و بہ خلوت رفتہ مطالعہ کتب تصوف، مکتوبات قدسی آیات امام الطریقہ (امام ربانی) رحمہ اللہ و مثنوی مولوی رحمہ اللہ

واحیائے غزالی رَحْمَةُ اللهِ وَنِعْمَاتُ عَارِفِ جَامِي رَحْمَةُ اللهِ وَطَرِيقَةُ مُحَمَّدِيَّةِ بِرُكُوبِي رَحْمَةُ اللهِ خُصُوصًا اَز مَحَلِّ دَرَسِ  
بعد از آن طعام خورده برائے قیلوله نزدیک نزد سید حبیب الله رفتن و قبل از زوال وضو کرده چار رکعت  
بعد زوال خواندن و سنت قبلیه نیز گزارده برائے نماز حاضر مسجد شده با تکبیر تحریمه ظهر خواندن پس از آن به  
تلوة رفته سنت بعدیه خوانده قدرے ذکر نمودن بعدہ به حلقه حاضر شدن بعشش سیپاره قرآن شریف  
که روح من روح جمیع آبا و اجداد من فدائے نام مبارکش باد و اسبوعہ دلائل الخیرات و الحزب الاعظم بالکمال ترتیل و  
تفکر و خشوع و لحاظ معنی خواندن“

نزد عاجز این تحریر و لائحہ عمل در ۱۹۲۲ھ نوشته شده است وقتے کہ حضرت ایشان ہمہ تن مصروف  
کسب کمالات باطنیہ شدہ اند۔ کما سیاتی بیانہ عن قریب۔

**پایہ علمیت و تدریس** | حضرت ایشان مروجہ علوم را، چه علوم نقلیہ و چه علوم عقلیہ بہ تحقیق و بہ  
تدقیق تمام خوانده اند در زمانے کہ عاجز در ہند بہ طلب علم مصروف بود  
در علم منطق تحریرے از حضرت ایشان فرمایش داشت۔ یکے از فضلا نزد فقیر بودہ۔ وے تحریر حضرت  
ایشان را مطالعہ کرد و گفت، ما خیال داشتیم کہ حضرت ایشان را کمال در علوم دینیہ است، امروز  
معلوم شد کہ حضرت ایشان را در منطق و فلسفہ نیز دخلے تام بود۔

مولانا مفتی محمد منظر اللہ امام جامع فتحپوری دہلی بہ عاجز گفتند کہ جناب مولانا رکن الدین الوری  
رسالہ "توضیح العقائد" تالیف کردند و خواہش ظاہر کردند کہ از حضرت ایشان برین سالہ تقریظے حاصل  
کنند، و بہین این کار سپردند کہ رسالہ را بہ خدمت حضرت ایشان ببرم و برائے تقریظ عرض نمایم چنانچہ  
من رسالہ را بہ خدمت ایشان آوردم و برائے تقریظ عرض کردم۔ آن وقت مولانا سیف الرحمن صدر  
مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری و دیگر افراد نیز حاضر بودند، حضرت ایشان آن سالہ را گرفتہ کشادہ از اتفاقات  
نظر مبارک حضرت ایشان بر بیان میزان آخرت افتادہ در رسالہ نوشتہ بود کہ در میزان اخروی و میزان دنیوی  
فرقی است۔ در میزان دنیوی کفہ کہ ثقیل می باشد مائل بہ زمین و کفہ کہ خفیف می باشد مائل بہ آسمان می  
باشد و در میزان اخروی معاملہ بالعکس است۔ کفہ خفیف زیر و کفہ ثقیل بالا خواهد بود۔ حضرت ایشان  
این بیان را مطالعہ کردہ ارشاد کردند، مولوی منظر دلیل این کلام چیست۔ و باز فرمودند مولوی منظر، شما و  
مولوی سیف الرحمن این رسالہ را از اول تا آخر پیش ما بخوانید، بعدہ تقریظ نوشتہ بہ شامی دہیم چون  
حلقہ شریفہ ختم شد من با مولوی سیف الرحمن روانہ شدم مولوی صاحب بہین گفتند "مولوی صاحب،  
نسبت بہ علم باطن جناب حضرت صاحب من چیزے نہ می توانم گفت، درین امر مولوی رکن الدین و شما

چیزے گفتہ می توانید۔ البتہ بہ نسبتِ علمِ ظاہر حضرتِ ایشان می گویم کہ علمِ ایشان بس وسیع و کامل است، جوابِ سوالِ ایشان دادن امرِ سهل نیست، بہ خیالِ من عافیتِ درین امر است کہ ازین امر صرف نظر نماید۔ این قول را بیان کردہ مفتی صاحب گفتند، مشورۃً مولانا سیف الرحمن درست و صحیح بودہ و من راہ تجویز کردہ ایشان را اختیار کردم۔

عاجز گوید، مولانا سیف الرحمن از اصحابِ قدما و اربابِ علم و صاحبِ فضل بودند، سالہا سال تدریس حضرتِ ایشان را دیدہ بودند کہ بہ جماعتِ علماء درس بخاری و مسلم می دادند و باز حضرتِ ایشان را دیدہ بودند کہ در اوقافِ قرآن مجید تحقیقات می فرمودند۔ گما سببِ بیانیہ۔ لہذا عافیتِ درین امر یافتند کہ خود را از سوالِ ایشان محفوظ دارند۔

**تدریس در مدرسہ صولتیہ** حضرتِ ایشان در مکہ مکرمہ سالہا درس دادہ اند و مدرسہ مولانا رحمت اللہ کہ استاد مشفق و مہربان ایشان بودند و نام مدرسہ ایشان مدرسہ صولتیہ است، تاسیس این مدرسہ در ۱۲۹۰ھ بہ ماہ رمضان شریف شدہ۔ و حضرتِ ایشان از اولین اساتذہ این مدرسہ مبارکہ بودند، روزے فرمودند کہ قاری عبد اللہ کہ درین ایام در مکہ مکرمہ شیخ القرار اند تلمیذ من اند، مدتے از من سبق خواندہ اند۔

**مدرسہ صولتیہ** تعمیر این مدرسہ مبارکہ بہ معاونت و اموالِ صولت انساں بودہ ازین جهت حضرتِ مولانا امین مدرسہ صولتیہ، تجویز فرمودند حضرتِ جد امجد شاہ محمد مقدس سرفرد درج ذیل قطعہ تاریخ گفتہ اند۔

از سعی مرجع العلماء رحمت اللہ  
صاحب سخا بمکہ بنا کرد مدرسہ  
سال بنائے او عمر احمدی نوشت  
صولت نسبا بمکہ بنا کرد مدرسہ

**بیان اوقافِ کلام الہی** مولوی حکیم غلام محی الدین "زینت رقم" بہ روز دوشنبہ ہم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ بہ خدمتِ ایشان از لاہور رسیدند و یک نسخہ از حائل شریف اعجاز صنعت پیش کردند حضرتِ ایشان حائل شریف را دیدہ از شرطِ انبساط در وصفِ حائل شریف تحریرے نوشتہ بہ حکیم صاحب دادند در فصلِ پنجم این تحریر نقل کردہ خواہد شد) و بہ حکیم صاحب گفتند، مادر بیانِ اوقافِ قرآن مجید سالہا تحقیقات کردہ ایم و بر مصاحبِ شریفہ بہ جز احرار موز اوقاف نوشتہ ایم۔ بہ شما یک نسخہ از ان مصاحبِ شریفہ می دہیم، و حضرتِ ایشان یک نسخہ بہ حکیم صاحب دادند حکیم صاحب عرض کردند کہ ان شار اللہ بار دگر این مصحفِ شریف را با این رموز طبع خواہم کرد حضرتِ ایشان فرمودند۔ تحقیقے کہ ما کردہ ایم، بیانِ آن نوشتہ بہ شامی دہیم تا کہ شما با حائل شریف طبع کنید و باز حضرتِ ایشان

بہمان وقت ائمہ نمودند مولانا مولوی سید عبدالجلیل درج ذیل بیان تحریر نموده بہ حکیم صاحب دادند۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی رَسُوْلِ مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ  
وَاصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ - اَمَّا بَعْدُ - وَاضْحَی بَادِکَ اسَاتِذَہٗ مَاکَ دَرَسَلَسَہٗ قَرَاتٍ مَاذَکُورًا نَدُوْقَرٰنَ مَجِیْدًا اِیْشَانَ بِہٖ مَا  
رَسِیْدَہٗ اسْتَبْجَلِہٖ اِیْشَانَ شَیْخِ الْاِسْلَامِ زَکَرِیَّا انْصَارِیُّ وَامَامِ جَزْرِیِّ وَامَامِ الْبُوْعُرُوْدَانِیِّ، ہر سہ ائمہ برین اوقاف  
کہ ما ذکر کردہ ایم اتفاق دارند یعنی اوقافِ تامہ و اوقافِ کافیہ و اوقافِ حسنہ، مطابق تحقیق ایشان ما توشہ  
ایم، مگر بعضے جابر اصول و قواعد ایشان قیاس کردہ وقف جائز زیادہ کردہ ایم۔ مثلاً، الزُّجَاجَةُ کَا تَحَا کُوْکُبُ  
دُرِّیِّ۔ دریتجا ما وقف جائز نوشتم۔ زیرا کہ جملہ یُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ، صفت، یا حال، یا متعلق بہ زُجَاجَتَا  
یَا کُوْکُبُ دُرِّیِّ نیست، پس کُوْکُبُ دُرِّیِّ را موصول خواندن با یُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ لازم نہ شد، ازین  
سبب بر کوکب دُرِّیِّ وقف کردن جائز شد۔ ہر گاہ شیوخ ما وقف لازم و وقف مطلق را ہیچ ذکر نہ می  
کنند بلکہ برخلاف آن می گویند۔

وَلَیْسَ فِی الْقُرْآنِ مِنْ وُقُوفٍ وَجَبَ وَلَا حَرَامٌ غَیْرُ مَالٍ سَبَبٍ

یعنی در قرآن ہیچ وقف لازم نیست و نہ ہیچ وقف حرام است۔ الی آخرہ۔ و اوقافِ تامہ و اوقافِ کافیہ و  
اوقافِ حسنہ را ثابت می کنند و در اشاعت این وقوف کتابہا تصنیف کردہ اند، پس ما شاگردان را مناسب  
نیست کہ مخالفت ایشان کنیم و وقوف لازمہ و وقوف مطلقہ را ثابت کنیم و استعمال کنیم و وقوف تامہ و  
وقوف کافیہ و وقوف حسنہ را بجزاریم و ترک کنیم، کسکہ انصاف دارد و مرتبہ امام جزری، و امام ابو عمرو دانی را  
می داند و در متہائے قرآنیہ ایشان را می شناسد و رسالہ شیخ الاسلام را و منار الہدی را می فہم این تحقیقات  
را کہ در بارہ وقف کردہ ایم پسند خواهد کرد و السلام علی من اتبع الہدی۔

أَمَرَ بِکِتَابِ الْعَبْدِ الطَّالِبِ مِنْ رَبِّہٖ أَنْ یَدْخِلَ فِی عِبَادَةِ الصَّالِحِیْنَ عِبْدُ اللّٰهِ  
اِبْوَالْخِیْرِ الْفَارُوْقِی النَّقَشِبَنْدِیِّ الْحَنْفِیِّ غَفَرَ اللّٰهُ ذَنْبَہٗ وَذَنْبَ اَبُوہِ وَاحْسَنَ اِلَیْہَا وَ اِلَیْہِ  
یَوْمَ الْاِثْنِیْنَ تَاسِعَ شَہْرِ رِبْعِ الْاَوَّلِ سَنَةِ الْاَلْفِ وَثَلَاثَ مِائَةِ وِثْمَانٍ وَعِشْرِیْنَ مِنْ ہِجْرَةِ  
سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

چند سال حضرت ایشان در تحقیق اوقاف سعیہا کردہ اند۔ عاجز یاد دارد کہ جماعت

تدریس و حلقہ از علماء مصاحف شریفہ را در بروئے خود نہادہ حسب ہدایت حضرت ایشان

تا از تمام، کہ از کافی ح از حسن، وج از جائز، می نوشت، از ساعت نہ صبح تا ساعت دوازدہ، بلکہ بعد  
ازین ہم مشغول این کاری بود۔ این جماعت سعدار بہ ظاہر احوال اوقاف مبارکہ را می نوشت لیکن بہ باطن

طے مدایحِ قرب می نمود، و رفقاءے پاک نہاد ایشان کہ از دولت علم تہی دامن بودند پس پشت ایشان دائرہ در دائرہ نشسته لطفہا بر می داشتند و سفر اقبہاے بادۂ وحدت نوشیدہ از دنیا و ما فیہا بے خبری گشتند۔  
 در سفالین کاسہ زندانِ بخواری منگرید کین عزیزانِ خدمتِ جامِ جہان بین کردہ اند  
 قدسیان بے بہرہ اند از جرعمہ کاس الکرام این تطاول بین رہ با عشاقِ مسکین رده اند  
 علاوہ از صحیحین حضرت ایشان درس شاطبیہ شریفیہ نیز داده اند در ۳۳۳ھ و قتیکہ حضرت ایشان در ریاست  
 را پور بہ ایماے حکومت انگلیسیہ نظر بند بودند۔ یہ مولوی وحید اللہ خاں و مولوی سردار احمد مجددی و مولوی  
 نظام الدین درس شاطبیہ داده اند و در کوسٹہ بلوچستان قاری نیاز احمد سالہا سال در ماہ مبارکِ رمضان  
 بہ این سعادت مشرف شدہ اند حضرت برادر کلان و جناب مولانا مولوی محمد عمر باقاری نیاز احمد در سبق  
 شریک بودند و این عاجز نحو میر و برنے از کافیہ لابن الحاجب و رقعات عالمگیری از حضرت ایشان خواندہ،  
 و کیفیت تحقیق و تدقیق و تدریس حضرت ایشان را دریافتہ۔ عاجز یقین دارد کہ از حضرت ایشان یک  
 کتاب در یک فن برائے فتح باب آن فن کافی و وافی بودہ۔ سبق رقعات عالمگیری دارائے کیفیات  
 عجیبہ می بود، روزے در سبق آمد آہستہ خرام بلکہ مخرام زیر قدمت ہزار جان است۔ حضرت ایشان دو سہ  
 بار تکرار این جملہ کردند و بعد از چند وقت فرمودند: "حضرت سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ از  
 جد کلان شما حضرت عروۃ وثقی و فرزند ایشان حضرت سیف الدین بیعت بودند و صاحب نسبت و ولایت  
 بودند" از تدریس حضرت ایشان معلوم می شد کہ آنجناب مالک آن فن اند۔ ہرگونہ کہ می خواہند بیان می کنند  
 مؤلف سیرالکاملین نوشتہ: "و در جمیع علوم استعداد خوب حاصل کردہ اند" جناب مؤلف رحمۃ اللہ قطعاً  
 درست نوشتہ، ممکن است کہ وے احوال تدریس ایشان را دیدہ باشد۔

**بیانِ اکلیل** | روزے حضرت ایشان ذکر مولوی عبدالحق الہ آبادی کردند کہ مہاجر و شیخ الدلائل مکہ مکرمہ  
 بودند۔ و فرمودند مولوی صاحب در تالیف اکلیل علی مدارک التنزیل مصروف بودند۔  
 من مطالعہ بعض تحریرات ایشان کردم و بہ مولوی صاحب گفتم مولوی صاحب شما اکتفا بر نقل عباراتِ علماء  
 می کنید و از خود بیانی و تحقیقہ نہ می کنید، باید کہ تحقیقاتِ خود را ہم بیان کنید، مولوی صاحب از خلفائے  
 عالی قدر حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ بودند، نشست ایشان در حرم محترم نزد بیت اللہ مبارک متصل  
 بہ رکن شامی می بود۔ عجب مرد پاک طبیعت بودند۔ یہ خلیفہ خود مولوی نور محمد بہرائچی فرمودند۔ در ہندوستان  
 یک مبارک ذات حضرت شاہ ابوالخیر است کہ ایشان را مثیلے نیست، "رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔"  
**سیر سلوک** | سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ، مگانی اصیحیحین۔ مثال ہمنشین نیک بد مثل بردارند۔



مشک و نافع گیر است بردارندہ مشک یا ترازان مشک قدرے بخشش می کند یا تو از دے مشک می خری یا بوی خوش ازان مشک به تومی رسد و از دمنده کوره آهنگران یا جامه ہائے ترمی سوزد یا بوی بد از دے بہ تو خواهد رسید یعنی صحبت صالح سراسر خیر و برکت است شیخ سعیدی رحمہ اللہ معنی ابن حدیث شریف را بہ خوبی خوب نظم کرده و گفته :-

گلے خوشبوے در حمام روزے رسید از دست محبوبے بہ دستم  
بد و گفتم کہ مشکلی یا عبیری کہ از بوی دلا ویز تو مستم  
بگفتا من گلے ناچیز بودم ولیکن مدتے با گل نشستم  
جمال ہمنشیں در من اثر کرد وگرنہ من ہماں خالم کہ ہستم

حضرت ایشان از یوم ولادت تا یوم وفات والد بزرگوار خود ہر وقت و ہر آن از نسبات فیوض رحمانیہ و نفحات نفوس قدسیہ مستفید بودند، بوی مشک ل آویزدل و دماغ ایشان را معطر ساختہ بود و چون وقت آن رسید کہ وجود مبارک ایشان سراسر مشک گرد تا از بوی خوش ایشان چار اطراف عالم معطر گردد۔ پروردگار اسباب آن پیدا کرد۔ روزے در اول وقت پیشین در کوسٹہ بہ این عاجز فرمودند روزے از سیر و تفریح چون بہ خانہ باز گشتیم حضرت والد ماجد را نشستہ یافتیم۔ چون از تحیہ سلام و تقبیل ایادی فارغ شدیم حضرت ایشان بہ من گفتند۔ بر خوردار وقت کار ہمین روز ہا است۔ باید کہ علم آبا و اجداد خود را حاصل کنی۔ ارشاد مبارک ایشان را تاثیر عجیب بود۔ من بہ ذکر شریف مشغول گشتم۔ و دیگر مشاغل را ترک دادم۔ حتی کہ حضرت والد ماجد بہ جائے تشریف می بردند و اصحاب آن جا استفسار می کردند کہ صاحبزادہ کجا ہستند۔ حضرت ایشان می فرمودند کہ ایشان بہ کسب علم باطن مصروف اند۔ این بیان ارشاد کردہ بہ عاجز فرمودند۔ اے زید تو ہم بہ علم باطن خود را مشغول کن۔

در شبے از ساں ہزار و سہ صد و چہل حضرت ایشان قدس سرہ در خانقاہ شریف **تحریر مبارک** حلقہ می فرمودند حکیم فرید احمد عباسی آفر و ہوی عرض نمودند۔ اگر از احوال کسب سلوک آگاہ فرمائید برائے ما بیان مشعلے بود۔ حضرت ایشان فرمودند۔ کاغذ و قلم دوات بیارید و بہ مجرد یادداشت خود بہ فارسی درج ذیل بیان را ملّا نمودند۔

”یوم جمعہ اول ماہ صفر ۱۲۹۴ھ بہ حضور ایشان مشرف شدم (یعنی بحضور حضرت والد) تعلیم مراقبہ احدیت و اسم ذات از قلب و نفس دو دو ہزار و از سائر لطائف یک یک ہزار و نسی و اثبات یازدہ صد و دو ساعت انتظار فیض و دو رکعت اشراق و دو رکعت صلاۃ الاستخارہ اول النہار و

چار رکعت چاشت و مداومت نمودن سورۃ یاسین صبح و شام وصیت فرمودند و تاکید ہمہ امور کردند و ارشاد شد کہ موسم کار ہمیں روز ہا است، ہر کار سے کہ مانع این کار ہا باشد از جملہ لہو و لعب است۔ وَكَانَ ذَٰلِكَ۔ قَالَ حَمْدُ اللَّهِ سُبْحَانَ عَلِيِّ ذَٰلِكَ۔ و در رمضان سنہ مذکورہ مراقبہ معیت عنایت شد و در شوال ۱۲۹۵ھ ہمہ اوست بہ مراقبہ اقریبیت مرفراز کردند و در اوسط ذی القعدہ سنہ مذکورہ قبل از انتقال خود حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ امر بہ حلقہ ظہر و توجہ یاران نمودند۔ صبح و شام حضرت ایشان حلقہ خود می کردند۔ اللہ سبحانہ الحمد۔

واقعہ وصال حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ بہ ہفتم محرم ۱۲۹۶ھ واقع شد۔ و در صفر سن مذکور مراقبات لطائف خمسہ تعلیم فرمودند، علیحدہ علیحدہ فیض گرفتہ مراقبہ کنند و در ہمان ماہ اتفاق سفر طیبہ واقع شد، برائے نکاح صاحبزادی حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ، در ان جا حلقہ می شد و عم بزرگوار جناب حضرت شاہ محمد منظر رحمۃ اللہ علیہ موجود بودند و بہ عنایات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مشرف شدم و در شعبان سنہ مذکورہ مراجعت واقع شد۔ فرمودند تیرا محمدی المشرب یافتم و تعلیم دائرہ ثانیہ ولایت کبری نمودند۔ و در رمضان سنہ مذکورہ بر دائرہ ثالثہ عنایت ہا فرمودند۔ اللہ سبحانہ الحمد والمنة۔

و در ابتداء سال یک ہزار و دو صد و نود و ہفت بہ حلقہ مغرب و توجہ دادن میدان در مسجد الحرام امر فرمودند و در اوسط ماہ صفر از سنہ مذکورہ مراقبہ ولایت علیا کہ ولایت ملائکہ کرام است تلقین فرمودند۔

## قوت حافظہ

عاجز گوید، واقعاتی کہ چہل و شش، و چہل و پنج سال قبل گزشتہ بودند۔ حضرت ایشان مِنْ غَيْرِ رَدِيَّةٍ وَاذْنِي مَمَّعَلِي بَابِيَانِ رُوْزِ وَتَابِيْخِ و سال ذکر نمودند حکیم فرید احمد و دیگر کسانے کہ حاضر بودند از قوت حافظہ حضرت ایشان متعجب بودند۔ عاجز گوید کہ در امور دینیہ و احوال یقینیہ کیفیت حضرت ایشان بہ ہمیں طور بودہ کہ ہر امر و ہر حال در حافظہ حضرت ایشان ثبت بودہ۔ چونکہ توجہ ایشان بہ این امور بالکلیہ بود فراموشی را گنجائش نہ بودہ۔ در مشکا از احمد بیہقی نقل کردہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ قَدْ أَقْلَمَ مَنْ أَخْلَصَ اللَّهُ قَلْبَهُ لِلْإِيْمَانِ وَجَعَلَ قَلْبَهُ سَلِيْمًا وَاوْلِيَّ صَادِقًا وَاوْلِيَّ نَفْسِهِ مُطْمَئِنِّنًا وَاوْلِيَّ خَلْقِهِ مُسْتَقِيمًا وَجَعَلَ أُذُنَهُ مُسْتَمِعَةً وَاوْلِيَّ نَاطِرَةً فَاَمَّا الْاُذُنُ فَتَمَعُ وَاَمَّا الْعَيْنُ فَمُفْرَةٌ لِيْمَا يُؤْيِي الْقَلْبَ وَاَمَّا الْقَلْبُ فَجَعَلَ قَلْبَهُ وَاِعْمِيًّا۔ یعنی یقیناً فلاح و دستگیری یافت کسی کہ دل اور اللہ تعالیٰ برائے ایمان خالص کردہ است۔

یعنی دردِ دل سے غیر از ایمان چیزے دیگر را آمیزش نیست، و دل اور از آفاتِ سالم گردانیدہ (یعنی غیر از امور یقینیہ دیگر امرے رادروے گنجائش نہ ماندہ) و زبان اور راست گو و نفس اور مطمئنہ و خلقت اور درست و راست و گوش اور شنوا و چشم اور بینا گردانیدہ، **أَمَّا الْأُذُنُ فَيَقْمَعُ**، و ہرچہ گوش است پس وے قمع است یعنی قیف است۔ کہ از جانبے فراخ و از دیگر جانب تنگ می باشد، و ذریعہ رسانیدن اشیائے سیالہ در مرتبانہا و بوتلہا می باشد، چونکہ کلمہ حق بہ واسطہ گوش بہ دل می رسد۔ مشابہ قمع است و وے قیف قلب است۔ **وَأَمَّا الْعَيْنُ فَمُقَدَّرَةٌ لِمَا يُوعَى الْقَلْبُ**، و ہرچہ کہ چشم است پس وے قرار دہندہ آن چیز است کہ دل آن را نگاہ می دارد۔ **قَدْ أَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهُ وَاعِيًا**۔ بہ تحقیق نجات یافت کسیکہ قلب خود را واعی دارد یعنی فلاح یافت کسیکہ کلمہ حق را در دل خود محفوظ دارد۔

قلب مبارک ایشان برائے ایمان و کلام حق خالص شدہ بود۔ برائے چیزے دیگر و وے گنجائش نہ بودہ، ہرچہ در راہ حق پیش آمدہ بود۔ در خانہ دل محفوظ بود لہذا عند الکتابہ حاجت بہ یادداشتہ و تفکرے نہ بودہ۔

**سُرْعَتِ سِيرِ سُلُوكِ** | **سُرْعَتِ سِيرِ سُلُوكِ** حضرت ایشان را باید دید کہ در اول امر، ابتدائے سلوک از لطائفِ سبعہ کردہ اند، یعنی از لطائفِ عالم امر و لطائفِ عالم خلق۔ کسانیکہ از راہ و رسم سلوک واقف اند می دانند کہ ابتدائے کار از لطیفہ قلبی می باشد، و در ہزاران یکے پیدامی شود کہ بالطفیفہ قلب، ببقیہ لطائفِ اربعہ از لطائفِ عالم امر نیز جاری شوند۔ و کسیکہ لطیفہ نفس وے نیز ذکر شود از اقل قلبیل و از نواد راست، این گونہ شخص در قدم اول دائرہ عالم امکان را قطع کردہ، در حدود ولایت صغری قدم نہادہ است۔

عمر با باید کہ تا یک بندہ صاحب کمال بایزیدے در خراسان یا اویس اندر قرن محفی نہ ماند کہ بیان حضرت ایشان را دو نفر نوشتہ بودند، یکے حکیم فرید احمد عباسی مروہوی و دیگرے مولوی بخش اللہ دہلوی، چونکہ بیان حضرت ایشان بہ فارسی است، لہذا جزوی اختلافاً در تحریرات واقع شدہ، اگر از یکے لفظے ساقط شدہ دیگرے نوشتہ، مثلاً یکے نوشتہ "و در ہماں ماہ اتفاقاً سفر طیبہ واقع شد، در ان جا حلقہ می شد" و دیگرے بعد از واقع شد، اضافہ "برائے نکاح صاحبزادی حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ" کردہ، حق تعالی ہر دو پاک نہاد ادا در اجرا و ہد کہ این بیان را محفوظ کردند۔

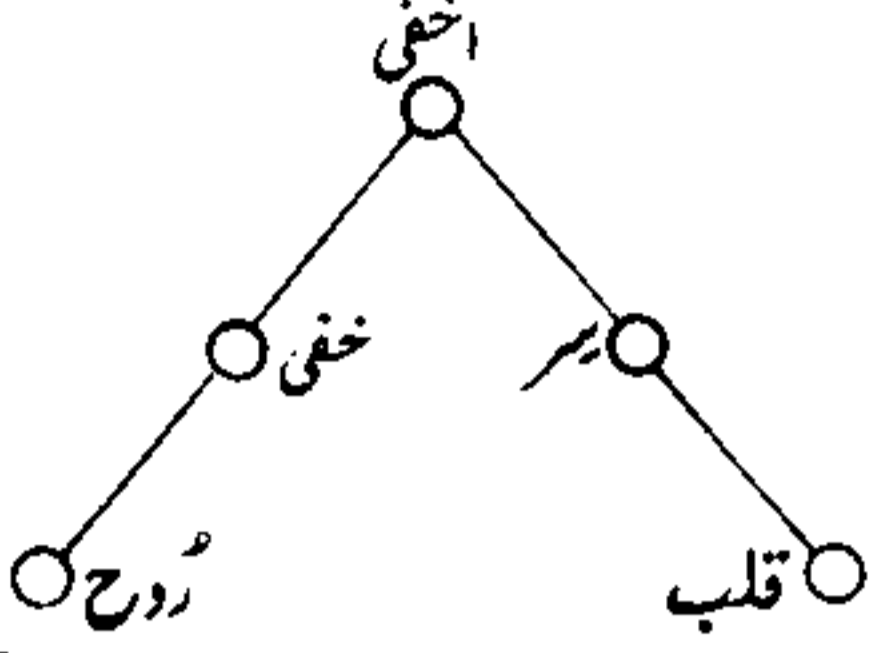
امروز گراز رفتہ عزیزان خبرے نیست فردا است درین بزم زما ہم اثرے نیست

**سلوکِ نقشبندیہ مجددیہ** | حضراتِ کرامِ قدس اللہ امرارہم و افاض علینا من برکاتہم بیان  
سلوکِ مجددیہ بروجرہم در رسائل خود کرده اند۔ حضرت شاہ ابوسعید  
رسالہ "ہدایۃ الطالبین" و حضرت شاہ احمد سعید رسالہ "اربع انہار" و حضرت شاہ رؤف احمد رسالہ  
"مراتب الوصول" بہ کمال تحقیق و تدقیق نوشتہ اند، و این عاجز کہ سے

خوشہ چینِ خرمنِ اہلِ دل است خاکِ پائے رہِ روانِ کامل است  
برخے از کلامِ حضراتِ برداشتنہ بہ مناسبتِ السیر و مدارج النجی، موسوم کردہ کہ مرۃ بعد از مرۃ طبع  
شدہ درینجا بہ صورتِ اختصار می نویسد۔ و اللہ الموفق و المعین۔

حضرت امام ربانی مجدد و منور الفِ ثانی قدس اللہ سرہ فرمودہ اند کہ عالم امکان دو حصہ دارد،  
یکے عالمِ اُمُ و دیگرے عالمِ خلق، از فرش تا آخر عرش عالمِ خلق است و بالائے عرش عالمِ امر، ہر چہ  
در عالمِ خلق است و بر اسلے است در عالمِ امر، چون پروردگار جلدت حکمتہ ارادہ فرمود کہ عالم و عالمیان  
را پیدا کند تا معرفت وے خلالتق را حاصل شود، نمود این عالم شد، ارادہ فرمود کہ بہ مخلوقے تفویضِ امانت  
نماید، بیچ مخلوق تاب و تحملِ امانت نہ داشت۔ چنانچہ تخلیق اشرف الکائنات بہ وجود آمد۔ تخلیق وے از  
اجزائے ہر دو عالم شدہ پنج از عالمِ خلق کہ باد و آب و آتش و خاک و نفس اند، و پنج از عالمِ امر کہ رُوح  
و سر و خفی و اخفی و قلب اند۔ لطیفہ نفس از لطائفِ عالمِ خلق و لطیفہ قلب از لطائفِ عالمِ امر  
بہ منزلی معجون اند کہ از لطائفِ اربعہ اُخری بہ ظہور آمدہ اند۔ لطیفہ قلب اصلِ لطیفہ نفس است۔ لطیفہ  
روح اصلِ لطیفہ باد و لطیفہ سر اصلِ لطیفہ آب و لطیفہ خفی اصلِ لطیفہ آتش و لطیفہ اخفی اصلِ لطیفہ  
خاک، و فرمودہ اند نور قلب را دست و نور روح سرخ و نور سر سفید و نور خفی سیاہ و نور اخفی سبز و نور  
اند کہ این لطائفِ خمسہ مبارکہ از درجاتِ ولایت پنج درجات اند، ہر درجہ موصل الی اللہ و زیر قدم یکے از  
انبیاء الوالعزم است، لطیفہ قلب زیر قدم حضرت آدم علیہ السلام است و لطیفہ روح زیر قدم  
حضرت ابراہیم علیہ السلام، و لطیفہ سر زیر قدم حضرت موسیٰ علیہ السلام و لطیفہ خفی زیر قدم حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام و لطیفہ اخفی زیر قدم سردارِ کل کائنات سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، سالکانِ راہ  
طبیقت اگرچہ از لطائفِ خمسہ ذکر شریف می کنند اما مشرب ایشان مختلف است۔ ہر سالک بہ یکے  
ازین لطائفِ خمسہ مناسبتے و ارتباطے می باشد۔ کسے کہ مناسبت بہ لطیفہ قلب دارد ویرا آدمی  
المشرب گویند و کسے کہ بہ لطیفہ روح دارد ویرا ابراہیمی المشرب و صاحبِ سر را موسوی المشرب و  
صاحبِ خفی را عیسوی المشرب و صاحبِ اخفی را محمدی المشرب گویند، و فرمودہ اند اصلِ مقام

این لطائفِ خمسہ فوق العرش است و اینہا مجلی و مصفی و منور بودہ اند حق تعالیٰ اینہا را در ساحتِ سینہ جائے



دادہ، قلب رازیر پستان چپ بہ فاصلہ دو انگشت مائل  
بہ پہلو، و روح رازیر پستان راست بہ فاصلہ دو انگشت  
مائل بہ پہلو، و بصر را بہ محاذات پستان چپ بہ جہت وسط  
سینہ، و خفی را بہ محاذات پستان راست بہ جہت وسط

سینہ، و اخفی را در وسط سینہ۔ ابتدائے ذکر از لطیفہ قلب است و باز از روح، باز از خفی، باز از اخفی۔  
حضرت سیدی الوالد قدس سرہ می فرمودند کہ در بست و چہار ساعت شب و روز بست و  
چہار ہزار بار ذکر شریف کردن ضروری است و می فرمودند، اگر سالک بہ کمال جمعیت و عاجزی تا چہل روز  
ذکر شریف بست و چہار ہزار بار ہر روز بکند آثار را در یاد و لازم است کہ بہ اکل حلال و صدق مقال  
متصف باشد و از صحبت جلیس سُور خود را نگاہ دارد کہ دے مثل کیر حداد است کما اخبر الصادق  
المصدق صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ۔

بعد از تصفیہ و تزکیہ لطائفِ عالمِ امر بہ تصفیہ و تزکیہ لطائفِ عالمِ خلق مشغول می شوند و  
ابتدا از لطیفہ نفس می کنند کہ محل آن در وسط پیشانی است چون این لطیفہ ذکر و شاغل می گردد۔  
ذکر شریف از لطیفہ قابلتہ می کنند کہ آن را سلطان الاذکار می نامند تا آنکہ ہر جزو بدن بہ نام پاک پروردگار  
گویا شود۔ درین مقام سالک از سرودنِ "شَيْءٌ اِلَّا يَسْبِحُ بِحَمْدِهِ" آگاہ می گردد ہر صدائے کہ بہ گوش  
دے می رسد، چہ صریر ہوا چہ زبر آب و چہ شور آتش و چہ آواز طیور و وحوش و چہ صدائے رعد و برق، ذکر  
الہی معلوم می شود۔

کسانے کہ یزداں پرستی کنند بہ آواز دو لایب مستی کنند

باید دانست کہ لطیفہ نفس چون بہ ذکر پروردگار انس پیدا می کند از آمارگی بگمائی بنت می رسد  
تا آنکہ سر او را یَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً " می گردد۔ آن کہ از  
مقام خود نزول فرمودہ بر تختِ صدرِ اجلال می فرماید تا لطائفِ خمسہ عالمِ امر بہ اصولِ خود بہ پیوند زو  
جاہائے فنا و بقا نبوشند، اصولِ لطائفِ خمسہ تجلیاتِ صفاتِ الہیہ اند۔ فنائے لطیفہ قلب در  
تجلیاتِ افعالِ الہیہ می باشد و بقایش آن کہ افعالِ خود را و افعالِ جمیع ممکنات را ناشی از فعل  
حق تعالیٰ می بیند، و فنائے لطیفہ روح در تجلیاتِ صفاتِ ثبوتیہ حق تعالیٰ می باشد و بقایش آن کہ  
صفاتِ خود را و صفاتِ جمیع ممکنات را صفاتِ حق تعالیٰ می بیند، و فنائے لطیفہ سردر تجلیاتِ شیونات

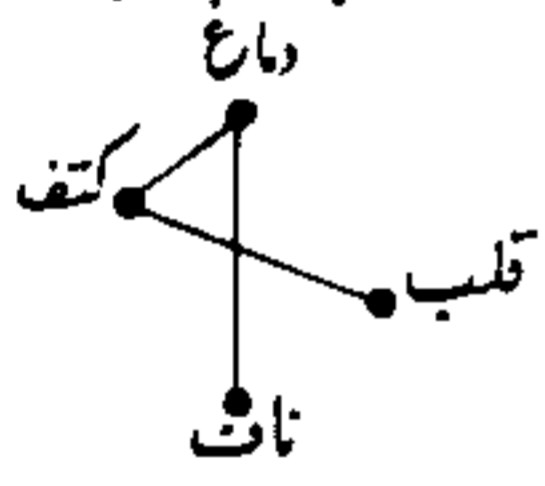
ذاتیہ حق تعالیٰ می باشد و بقایش آن که سالک خود را و تمام ممکنات را در ذات حق مستهلک و مضمحل می بیند، و فنا  
لطیفه خفی در تجلیات صفات سلبیہ حق تعالیٰ می باشد و بقایش آن که از جمیع مظاہر تفرید جناب کبریا جل شانہ  
بیند، و فناے انفی در تجلیات شان جامع الہیمی می باشد که جامع مراتب سابقہ است و بقایش آن که سالک  
متخلق بہ اخلاق الہیہ شود۔

جب اقومے کہ داد بندگی را داده اند ترک دنیا کرده اند و از همه آزاده اند  
روزها با روزها در گوشہ بنشسته اند باز شبها در مقام بندگی استاده اند  
طرفتہ العینے نہ بوده غافل از حضرت ولے سیلہا با این همه از چشم خود بکشاده اند  
راختے دیدند ذوقے یافتند از این و آن روز شب در کنج محنت بر سر سجاده اند  
پیر انصاری تو میدانی که ایشان کیستند فرقه بے کرو فر زمرہ دل سادہ اند

در وقت ذکر شریف رعایت نگہداشت و وقوف قلبی لازم است۔ طالب ساحت سینہ خود را  
از خطرات و حدیث نفس خالی کند و توجه طالب بہ سوئے قلب باشد و توجه قلب بہ سوئے پروردگار کہ مسمی  
بہ اسم مبارک اللہ است۔ چه ذکر بے رعایت نگہداشت و وقوف قلبی داخل حدیث نفس است۔ چون  
سیاہ خانہ دل از برکت ذکر منور می شود شعله نور از قلب طالب بلند می شود، حضرات مجددیہ منظر یہ آن را فتح باب  
می گویند۔ بعد ازین تعلیم نفی و اثبات می فرمایند کہ با حبس دم

مفید تر است از ناف کلمہ لا را کشیدہ از لطیفہ نفس گزانیہ بہ اُم الدماغ برساند  
و از انجا بر کتف راست پائین آرد و از کتف راست بر لطیفہ اخفی و سرگز رانیدہ

بر لطیفہ قلب ضرب رساند، ابتدا از سه بار بہ یک نفس کند و تا بست و یک بار بہ یک نفس خود را رساند اگر ثمرہ  
ظاہر نہ شد باز ابتدا از سه کند تا آن کہ ثمرہ ظاہر گردد۔ وَاللّٰهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ۔ چون ذرات تن بہ ذکر پاک رب  
العالمین گویا شوند سالک در زمرہ الذاکرین اللہ کثیراً و الذاکرات داخل می شود، ویرا باید کہ دامن مراد از  
اِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ پُرکند حضرات مشائخ قدس اللہ اسرارہم و افاض علینا من برکاتہم ویرا مشغول  
بہ مراقبات می کنند تا از گلستان عالم امر گل چینی کند و باطن خود را مشابہ ملک سازد۔ ذرات خاک را منور  
ساختہ از فلک بگذرانند۔ مراقبہ ماخوذ از رقوبت رقابت است بمعنی حفاظت  
کردن و انتظار کشیدن۔ و بہ اصطلاح حضرات مشائخ انتظار و ورود فیض از حضرت مبدأ فیاض  
است۔ بہ اعتبار صفتے از صفات یا وجہ از وجوہ یا بدون اعتبار، بر لطیفہ از لطائف یا برہینت  
وحدانی، بہ نوعے کہ خطرہ ماسوی را در حسریم دل جائے نہ باشد۔



از سید الطائف جنید بغدادی قدس سرہ منقول است کہ فرمودہ، استاد من در مراقبہ گریہ است۔ روزے گریہ را بر سوراخ موٹے نشسته دیدم بہ نوعی کہ از بدنش موے را حرکت نہ بودہ من از احوالش در تعجب ماندم کہ از غیب در گوشم صدائے رسید کہ اے نسبت ہمت، در مقصود و مطلوب خود کمتر از گریہ مباش۔ ازان پس در مراقبہ افتادم۔

یارب ز رہ راست نشانے خواہم  
از نعمت خود چو بہرہ مندم کردی

از بادہ آب و خاک جانے خواہم  
در شکر گزاریت ز بانے خواہم

حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس سرہ  
راہ سلوک را ہفت قسمت نموده اند و ہر قسمت را

راہ سلوک ہفت قسمت است

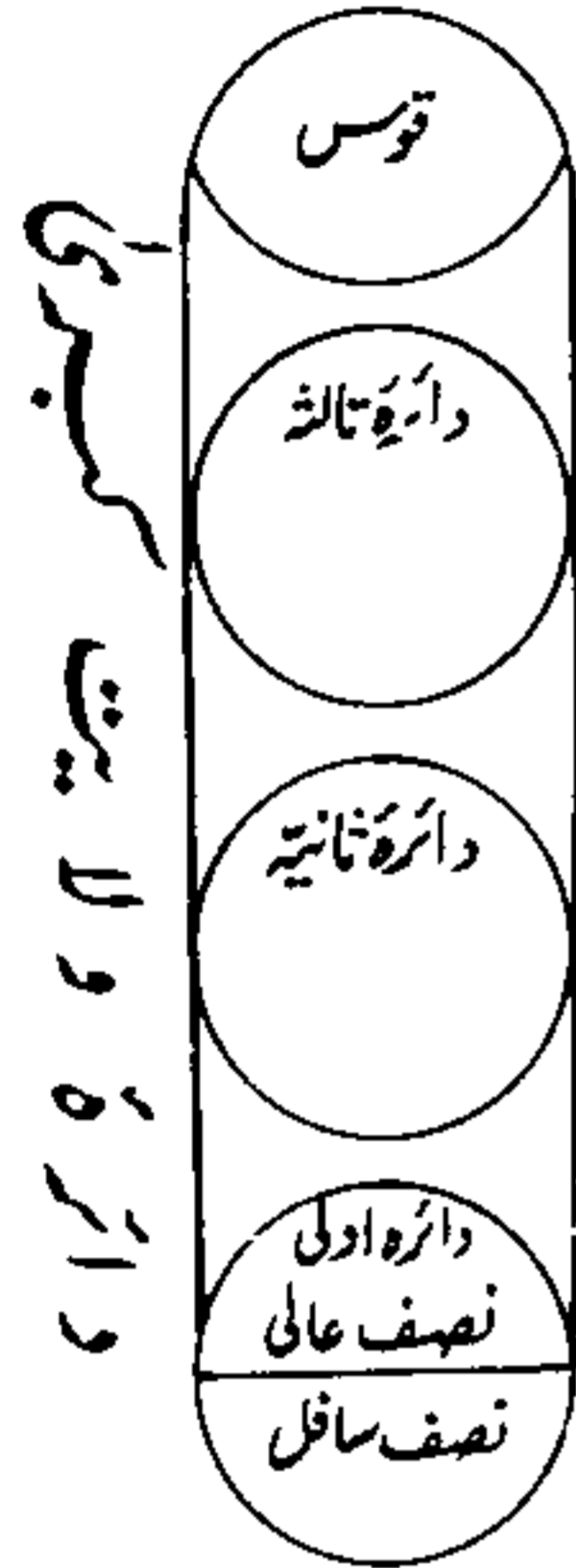
بہ دائرہ تعبیر فرمودہ اند۔ چہ دائرہ را نہ نشان ابتدا است و نہ نشان انتہا، ہر حصہ دے از بلندی و پستی بے پروا است، نہ ہمین وارد و نہ لیبار۔

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم  
کر شمعہ دامن دل می کشد کہ جا این جا است

قسمت اول دائرہ امکان است و این دائرہ دو حصہ دارد۔ از عرش تا اسفل سافلین عالم خلق است۔ و این عالم نیز بہ دو قسم منقسم است۔ از عرش تا سما در دنیا قسمی است و آن را عالم ملکوت گویند و از زیر آسمان دنیا تا اسفل سافلین قسم دیگر است کہ دیرا عالم ملک گویند، و ہر چہ فوق العرش است آن را عالم امر گویند، حقائق و اصول تمام ممکنات و ارواح کل ذی نفس درین عالم قرار دارد۔ و تعلق عالم ارواح و عالم مثال بہ ہمین عالم است، و این عالم نور است، این عالم از مقام اصل لطیفہ قلب شروع شدہ تا آخر مقام اصل لطیفہ اخفی رسیدہ بہ لامکانیت متحقق می شود۔

دائرہ امکان یک مراقبہ دارد کہ آن را مراقبہ احدیت گویند۔ سالک متوجہ می شود۔ بہ ذات پاک احد کہ متصف بہ صفات کمال و منزہ از سمات نقصان است۔ و مورد فیض یعنی جائے ورود فیض لطیفہ قلب است۔ قسمت دوم دائرہ ولایت صغری است کہ دائرہ ظلال تجلیات اسماء و صفات است و مراد از ظل ظہور شے است در مرتبہ دوم یا سوم یا چہارم یا در مراتب آخر مثلاً صورتی کہ در آئینہ ظاہر شدہ ظل است و آقا لامرکما قال الحضرة الامام الربانی قدس سرہ — ” ہر گاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را از لطافت ظل نہ بود خدائے محمد را چہ گونه ظل باشد“ درین دائرہ یک مراقبہ است کہ آن را مراقبہ معیت خوانند۔ سالک بہ ذات پاک ہُو مَعَكُمْ اَنْتُمْ متوجہ می شود۔ و ورود فیض بر لطیفہ قلب است۔

قسمت سوم دائره ولايت كبرى است. و اين دائره تجليات اسماء و صفات است. و دائره ولايت حضرات انبيا است عليهم الصلوات و التسليمات. و قتيكه آن حضرات عليهم السلام بر اين مقام فائزى شدند بوقت ايشان ظاهرى شد، چون سالك به اين مقام مى رسد حضرات مشايخ و پير اجازت ارشادى دهند. درين دائره از ظل اثرى نيست، و سكر و غيبوبت را گنجائش نه، و اين دائره مشتمل است بر سه دوازده قوس، ابتدا از دائره اولى مى كنند و درين دائره مراقبه اقربيت است،



سالك به آن ذات پاك كه فرموده نَحْنُ اقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ، متوجه مى شود و مى گويد كه فيض وارد مى شود از ان پاك ذات كه به ما از رگ جان ما قريب تر است. مورد فيض لطيفه نفس است مع لطائفِ خمس. درين دائره لطائفِ خمس را عروج تام حاصل مى شود، در نصف سافل سير در تجليات اسماء و صفات زائده و در نصفِ عالي سير در تجليات شئونات اعتبارات مى شود. و در دائره دوم و سوم و در قوس مراقبه محبت مى كنند. مفهوم - يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ راسالک

در لحاظ مى دارد يعنى فيض وارد مى شود از ان ذات پاك كه وى مراد دوست مى دارد و من و پير دوست مى دارم و مورد فيض لطيفه نفس است.

در قسمت دوم كه دائره ولايت صغرى بود مراقبه معيت است رغابت معيت مشعر به اتحاد است، لهذا داران دائره اظهار اسرار توحيد وجودى مى شود و در قسمت سوم كه دائره ولايت كبرى است. در اول دائره وى مراقبه اقربيت است كه مشعر بر اثنيثيت مى باشد، چه كمال قرب در دوى است، درين جا اسرار توحيد شهودى منكشف مى شوند و باز سالك قدم در شاهراه محبت نهاده از كيفيات دنى فتنه لى فكنان قاب قوسين حظهاى بردارد، و طريقه مراقبه در دائره دوم و سوم و قوس آن است كه سالك خود را به خيال در دائره ياد در قوس داخل مى كند و آن دائره به منزله قرص آفتاب و قوس به منزله نيم قرص آفتاب بر سالك ظاهرى شود. حصه را كه سالك قطع مى كند نورانى ظاهرى شود و باقى حصه كه هنوز قطع نه شد مثل قرص آفتاب هنگام كسوف بى نور ظاهرى شود. و از ابتداء ولايت كبرى مورد فيض لطيفه نفس مى باشد و معامله فيض به دماغ متعلق مى باشد، و تا وقتيكه معامله فيض به دماغ تعلق دارد، بايد دانست كه معامله ولايت كبرى به انجام نه رسیده است.



وقتیکہ نفسِ مطمئنہ می گردد از دماغ نزول کرده در ایوانِ صدر می نشیند تا لطائفِ خمسہ بہ اصول خود پرواز نمایند و آن گاہ سیرِ ولایتِ کبریٰ بہ انجام می رسد و شرحِ صدر حاصل می شود و سینہ را وسعتِ بے اندازہ پیدا می شود۔۔۔۔۔ در ولایتِ کبریٰ سیر در اسما و صفاتِ الہیہ است بے آن کہ در ضمن آنها ذاتِ اوتعالیٰ و تقدس ملحوظ گردد، مثلاً سیر در قدرت و ارادت و علم۔ این سیر را حضرتِ امامِ ربانی مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ سیر در اسمِ الظاہر بیان کرده اند و حضراتِ مشائخِ کرام قدس اللہ اسرارہم درین سالک را بہ مراقبہ اسمِ الظاہر مشغول می سازند و درین مراقبہ موردِ فیضِ لطیفہ نفس مع لطائفِ خمسہ می باشد و چون کہ درین موطن شرحِ صدر نقد وقت می گردد، لہذا سالک را بہ مراقبہ شرحِ صدر نیز امر می فرمایند کہ سالک صدر خود را مقابلِ صدرِ مبارکِ رسالتِ پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داشته بہ جنابِ الہی متضرع شود کہ فیضِ انشراحِ صدر از صدرِ مبارک سرورِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ صدرِ من برسان بسورہ اللہ خشخاش را از اول تا آخر بخواند و مراقب شود۔

قسمتِ چہارم دائرہ ولایتِ علیا است کہ ولایتِ ملا را اعلیٰ و مبادی تعیناتِ ملائکہ کرام است علیہم السلام درین موطن سیر در تجلیاتِ اسما و صفاتِ الہیہ می باشد کہ گاہی بہ تجلیاتِ ذاتیہ ہم مشہود می گردد۔ در ولایتِ کبریٰ سیر سالک در تجلیاتِ صفات بود کہ سیر منظر اسما و صفات است و درین موطن سیر سالک در اسما و صفاتِ الہیہ است کہ سیر در منظر اسما و صفاتِ الباطن است مثلاً سیر در علیم و قدیر، زیرا کہ ذاتِ اوتعالیٰ در پردہائے اسما و صفاتِ باطن است۔ فالسیر فی العلم سیر فی الاسم الظاہر و السیر فی العلم سیر فی الاسم الباطن، چون سالک بہ آخر این موطن می رسد و باز وے قوی برائے طیرانِ عالمِ قدس پیدا می کند، درین موطن موردِ فیضِ عناصرِ ثلاثہ باد و آب و آتش اند۔ و حضراتِ مشائخِ سالک را بہ مراقبہ اسمِ الباطن نیز مشغول می سازند۔

قسمتِ پنجم دائرہ کمالاتِ ثلاثہ یعنی دائرہ تجلیاتِ ذاتیہ الہیہ است۔ درین موطن دو اثر اند، دائرہ کمالاتِ نبوت و دائرہ کمالاتِ رسالت و دائرہ کمالاتِ الواعزم و درین دو اثر ثلاثہ منشأ فیضِ ذاتِ بخت است۔ و موردِ فیضِ در دائرہ کمالاتِ نبوت لطیفہ خاک و در دائرہ کمالاتِ رسالت و در دائرہ کمالاتِ الواعزم ہیبت و هدانی سالک است کہ از مجموعِ عالمِ خلق و عالمِ امر ناشی گشته مع ہزار بیس ہمہ عنصرِ خاک است۔

باید دانست بعد ازین راہ سلوک برد و شعب است۔ یکے راہ معبودیتِ صرفہ کہ آن را حقائقِ الہیہ گویند، و دیگرے راہِ لاتعین و حضرتِ اطلاق کہ آن را حقائقِ انبیار گویند۔ از مشائخِ کرام

بعضی حقائقِ الهیہ را اولاً اختیار می کنند و بعضی حقائقِ انبیاء را منسلک قیّم طریقہ احمدیہ مجددیہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ۔ اولاً اختیار حقائقِ الهیہ است لهذا عاجز و اولا حقائقِ الهیہ را بیان می کند و باز حقائقِ انبیاء را۔ و باید دانست کہ منشأ فیض در جمیع این مقامات ذاتِ بحت و موردِ فیض ہیئت و عدالی سالک است گمانی دائرہ کمالات رسالت و دائرہ کمالات اولی العزم۔

قسمت ششم حقائقِ الهیہ۔ و این قسمت چار دوائر دارد، (۱) دائرہ حقیقتِ کعبہ (۲) دائرہ حقیقتِ قرآن (۳) دائرہ حقیقتِ صلاۃ (۴) دائرہ معبودیتِ صرفہ۔

قسمت ہفتم حقائقِ انبیاء و این قسمت شش دوائر دارد (۱) دائرہ حقیقتِ ابراہیمی (۲) دائرہ حقیقتِ موسوی (۳) دائرہ حقیقتِ محمدی (۴) دائرہ حقیقتِ احمدی (۵) دائرہ حُبِّ صرفہ ذاتیہ (۶) دائرہ لاتعبین و حضرت اطلاقِ جلّ مجدہ۔

۱۔ برادر بے نہایت در گہیست ہر چه بروے می رسی بروے مییست  
مخفی نہ ماند کہ در سلسلہ مبارکہ نقشبندیہ مجددیہ رابطہ را مدخلی است عظیم اے صورت  
خیالِ مرشد را در مدّیر کہ خیالی خود محفوظ داشتن حضراتِ مشائخ فرمودہ اند۔ آب در جو  
بہ مددیاری رود تنہا ذکر شریف بے رابطہ موصل نیست و تنہا رابطہ با رعایتِ آدابِ صحبت البتہ  
موصل است بے رقیقے ہر کہ شد در راہِ عشق ؛ عمر بگزشت و نہ شد آگاہِ عشق  
حق تعالی فرمودہ کونوا مع الصادقین۔ حضرت علیہ السلام احراز قدس سرہ می فرماید کینونت عام است  
در صحبتِ ایشان بودن کینونتِ ظاہری است و در خیالِ ایشان ماندن کینونتِ معنوی است۔  
عاجز گوید حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بیان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
می کردند می فرمودند کانی الظُّرِّ الیہ۔ و ترمذی روایت این مبارک دعا کردہ۔ اَللّٰهُمَّ اَرْزُقْنِي  
حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبَّهُ عِنْدَكَ۔ الخ۔ محبت ارتباط قلب را گویند۔

بہ چہ تسکین دہم این دیدہ و دل را کہ مذاک دل ترمی طلب دیدہ ترمی خواہد  
حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ از ہند بن ابی ہالہ کہ از احوالِ کرامِ ایشان بود و وصف و  
شامل مبارکہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می پرسید لَئِنْ كَانَ وَصَافًا عَنِ حَلِيَّةِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَضْرَتِ حَسَنِ مَي فَرَمُو۔ اَنَا اَسْتَهِي اَنْ يَصِفَ لِي مِنْهَا شَيْئًا اَتَعْلَقُ  
بِه۔ ملا علی قاری بیانش بہ این لفظ کردہ۔ اَتَعْلَقُ بِهِ اَي اَتَشَبَّثُ بِذَلِكَ الْوَصْفِ وَاَجْعَلُهُ  
مَحْفُوظًا فِي خِزَانَةِ خِيَالِي۔

از دل بروکن این غم دنیا و آخرت یا خانه جائے رخت بود یا خیال دوست  
**عنایت شاہ عبدالغنی** | در ہزار و نو دو پنج در عشرہ دوم از ماہ ذی القعدۃ غم بزرگوار حضرت  
 والد ایشان محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی سرعت سیر و  
 کمالات ایشان را دیدہ ام بہ حلقہ ظہر و توجہ یاران طریقت نمودند چنانچہ حلقہ صبح و شام حضرت والد  
 ایشان می کردند و حلقہ ظہر تفویض بہ حضرت ایشان شد۔

**برکاتِ طاہرہ طیبہ** | بہ ہفتم محرم ۱۲۹۶ھ وفات حضرت شاہ عبدالغنی شد۔ و نکاح دختر  
 ایشان بود حضرت ایشان بہ ماہ صفر ۱۲۹۶ھ درین سلسلہ بہ مدینہ منورہ  
 تشریف بردند تقریباً شش ماہ در ان دیار مبارکہ قیام فرمودند حضرت ایشان در حرم نبوی علی  
 صاحبہ الصلاۃ والتجۃ حلقہ می فرمودند، روزے مصروف حلقہ و مراقبہ بودند کہ غم اصغر ایشان آمدند  
 و احوال مبارکہ ایشان دیدہ بہ مواجہہ مبارکہ رفتند و عرض صلاۃ و سلام کردند جناب سالت  
 مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودند: برو و از جانب من چادر خود را بہ برادر زادہ خود پوشان۔ و بگو کہ  
 بہ ہندوستان سفر کنی۔ چنانچہ غم بزرگوار ایشان نزد ایشان رسیدہ چادر خود را بہ ایشان پوشانیدند  
 و ارشاد نبوی بہ ایشان رسانیدند۔

روزے حضرت ایشان بہ بعض افراد فرمودہ بودند، چون این حکم بہ بندہ رسید، از ہجران  
 آن بقعہ مبارکہ بسیار متالم گردیدم و بہ این احوال بہ مواجہہ شریفہ رفتم و بعد از عرض صلاۃ و تحیۃ از  
 درہ ہجران بیان نمودم۔ ارشاد شد: رفتن شما بہ ہندوستان بہتر است۔ آنجا ضرورت شما است۔

فَإِنْ قَالَ لِي مُمْتٌ مُمْتٌ سَمِعًا وَطَاعَةً وَقَدْتُ لِدَاعِي الْمَوْتِ أَهْلًا وَمَرْحَبًا

حضرت ایشان از احوال و کیفیات خود و از فیوضات و عنایات نبوی علی صاحبہا  
 أَلْفَ صَلَاةٍ وَتَحِيَّةٍ حضرت والد بزرگوار خود را بہ تفصیل می نوشتند، چنانچہ والد بزرگوار ایشان  
 بہ برادر زادہ خود حضرت شاہ محمد معصوم مکتوبے بہ چہارشنبہ ۲، جمادی الآخرہ ۱۲۹۶ھ نوشتہ اند و  
 عاجزان مکتوب را در احوال مبارکہ ایشان نقل کردہ، در ان از فیوضات و برکات و عنایات اشرف  
 الخلاق صلی اللہ علیہ وسلم مذکور است و نیز تحریر است: "اینجا از شیخ ابوالخیر طالبان رفاہ  
 بسیار بہ زودی میسری شود"

**مراجعت بہ مکہ مکرمہ** | حضرت ایشان از امور یقینیہ باقیہ دامن مراد پُر کردہ بہ خدمت  
 حضرت والد محترم در ماہ شعبان رسیدند حضرت والد بزرگوار

ایشان را بشارت دادند کہ شمارا محمدی المشرب یا فتم و حلقہ مغرب نیز حوالہ ایشان نمودند، کمالاتِ حضرت  
ایشان را دیدہ حضرت والد ماجد مُشْرِحِ الصِّدْرِ، مُطَهِّرِ البَالِ، قَرِّيرِ العَيْنِ شدند و مخلصین را حوالہ ایشان کردند  
**رسالہ عربی** | در احوال مبارکہ حضرت والد بزرگوار ایشان عاجز رسالہ عربی را نقل کردہ، در ان سال  
نوشته است. مامعناہ، کہ حضرت والد بزرگوار ایشان را علالتِ شدیدہ در پیش  
آمد، حضرت عمہ محترمہ نیز بیان این علالت می کردند می فرمودند کہ مرض بہ نوع شدت اختیار کرد کہ کسی را  
امید شفانہ ماند۔ این مرض از سال ۱۲۹۲ھ پیشتر بود کہ ہنوز حضرت سیدی الوالد ہمہ تن متوجہ بہ علم باطن  
نشده بودند۔ از مرض حضرت والد بزرگوار، حضرت ایشان بسیار مضطرب و متالم شدند، تالم جگر پارہ  
خود را دیدہ حضرت والد بزرگوار بہ ایشان فرمودند شما غمگین نہ شوید، درین مرض موت مرانیست،  
حضرت ایشان خیال کردند، شاید حضرت والد بزرگوار برائے تسکین خاطر من یا از وجہ شدتِ مرض از  
قبیل ہجر چیزے فرمودہ اند، اندیشہ ایشان را حضرت والد بزرگوار دریافتند و فرمودند نزد من حضرت  
والد بزرگوار آمدہ بودند من عرض کردم کہ خواہش دارم کہ نزد شما برسم۔ فرمودند، نے، ہنوز شمارا تربیت  
یکے کردن است۔ مولف رسالہ نوشتہ۔ المراد من ذالک الواحد هو نجلہ الکریم۔ یعنی، ظاہر است  
کہ مراد از ان یک فرد، فرزند عزیز ایشان است۔

عاجز گوید، راست است۔ السَّعِيدُ مَنْ سَعِدَ فِي بَطْنِ اُمِّهِ۔ برائے مراد ان و محبوبان  
پروردگار خود اسباب سعادت مہیامی کند۔ چہار سالہ بودند کہ در حرم محترم نبوی علی صاحبہ الف  
الف صلایہ و تہنئہ داخل سلسلہ عالیہ اولیائے کاملین شدند و بشارتِ خلافتِ خاصہ یافتند،  
و بہ والد بزرگوار ایشان گفتہ شد کہ ہنوز تربیت یک فرد منتظر باقی است۔ و فخر خاندانِ حضرات  
شاہ عبدالغنی برائے حلقہ و توجہ یاران امر کردند و قطبِ زمان حضرت شاہ محمد منظر روئے خود را بہ فرما  
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایشان را پوشانیدند۔ و از الطاف و عنایاتِ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم برومند شدند چون ہمت خود را بہ لہے سلوک برگماشتند۔ بمنزلہ یکاد زینتھا یضی و و لو  
لَمْ تَمْسَسْهُ نَاسٌ، نُورٌ عَلٰی نُورٍ بُوْدُوْا و در او پای قدم دائرہ امکان را قطع فرمودند۔ فَنَالَ  
مَآئَالَ وَفَازَ عَلٰی مَا فَازَ۔ وَاللّٰهُ يَجْتَبِيْ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ اِلَيْهِ مَنْ يَّوْنِبُ۔

**لاحہ عمل** | حضرت ایشان قدس سرہ از معمولات خود کہ اندران آیام داشتند بروق سادہ  
از مجلد دلائل الحیرات نوشتہ اند، عاجز آن را نقل می کند۔  
بیدار شدن قبل تحریم و چند رکعت خواندن، پس ازان قدرے ذکر نمودن و نماز در اسفار

با امام حنفی خواندن و ادعیہ ماثورہ خواندن بعد از ان در حرم یاد کر کردن یا بہ حلقہ رفتن و بعد از شروق دو رکعت خواندن بہ خلوت رفتہ مطالعہ کتب تصوف مکتوبات قدسی آیات امام الطریقہ رحمہ اللہ و مثنوی مولوی رحمہ اللہ و احیائے غزالی رحمہ اللہ و نفحات عارف جامی رحمہ اللہ و طریقہ محمدیہ برکوی رحمہ اللہ خصوصاً از محل درس بعد از ان طعام خوردہ برائے قبیلولہ نزد حبیب اللہ رفتن و قبل از زوال وضو کردہ چار رکعت بعد زوال خواندن و سنت قبلیہ نیز گزارہ برائے نماز حاضر مسجد شدہ باتکبیر تحریمہ ظہر خواندن پس از ان بہ خلوت رفتہ سنت بعدیہ خواندہ قدرے ذکر نمودن بعدہ بہ حلقہ حاضر شدن و بعد آن شش سیپارہ قرآن شریف کہ روح من روح جمیع آبا و اجداد من فدائے نام مبارکش باد و اسبوعہ دلائل الخیرات و الحزب الاعظم بالکمال ترتیل و تفکر و خشوع و لحاظ معنی خواندن۔

روزے حضرت ایشان قدس سرہ فرمودند کہ ما احیاء العلوم و طریقہ محمدیہ از شیخ الاسلام سید احمد دحلان خواندہ ایم۔

حضرت ایشان ذکر تحریم کردہ اند۔ در حجاز مقدس از صد ہا سال مروج بود کہ بہ یک ساعت قبل از صبح صادق مؤذنین از سر منار صلاۃ و سلام بہ آواز بلند می خواندند و آگاہ می کردند کہ وقت تہجد شدہ است۔ و این را تحریم می گفتند، سجدیہ و ہابیلیہ را بدعت دانستہ بند کردند۔ و بعد از مدتی برائے تہجد نیز اذان را راجح کردند۔ حالاً جائے تحریم تا زین گرفتہ تحریم عمل محبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودہ و تا زین عمل مدعیان سنت تِلْكَ الْاَيَّامُ نَدَّ اُولُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔

**رونق بزم صاف کیشان** در مکہ مکرمہ جناب حاجی امداد اللہ شیخ طریقہ چشتیہ و مولانا سید حبیب الرحمن و مولانا رحمۃ اللہ و مولانا عبدالحق الہ آبادی

خلیفہ شاہ عبدالغنی و بعض دیگر پاک باطن افراد بودند کہ احیاناً بہ یک جا جمع می شدند و حضرت جد امجد قدس سرہ نیز درین مبارک محفل شرکت می کردند۔ چون حضرت سیدی الوالد قدس سرہ محلی بہ علم ظاہر و مزکی بہ اسرار باطن شدند درین مبارک محفل شریک می شدند۔ اگر گفتہ شود کہ وجود حضرت ایشان بہ منزله شمع بود برائے این بزم صاف کیشان، درست باشد۔ اگر وقت نمازی رسید و این بزرگواران بہ جائے می بودند، حضرت ایشان را برائے امامت می گفتند۔ چنانچہ حضرت ایشان امامت می کردند حاجی صاحب مولانا حبیب الرحمن و دیگران حطہا می برداشتند۔ این بزرگواران احیاناً گو گفتہ اشعار خود را می خواندند۔ حضرت ایشان نسبت بہ دو شعر خود کہ در دو غزلہائے متفرق واقع اند می فرمودند کہ از استماع این شعر حاجی صاحب رالطف زیاد حاصل شد کہ اشبہ بہ صورت وجد بود۔ چونکہ ہر دو شعر

بہ زبان اردو اندازہ بیجہت بیان کردہ نہ شد۔

**نماز شام** | در مکہ مکرمہ یک بخاری قیام داشت کہ از مخلصین حضرت ایشان بود و سے بیان

می کرد کہ روزے حضرت ایشان در جائے مہمان بودند چون بہ حرم محترم رسیدند نماز جماعت شدہ بود۔ حضرت ایشان بہ جہت باب العمرة جماعت ثانیہ کردند و در رکعت ثانیہ سورۃ **لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ** خواندند، چون بہ **فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ** رسیدند چنان انوار و برکات را ظہور شد کہ مقتدیان تاب آن نیاوردہ بہ سجدہ افتادند۔ در جائے کہ حضرت ایشان امامت کردہ بودند آن بخاری نشان دادہ بود بہ یاد عاجز محفوظ است۔ **إِشَادَةٌ إِلَى هَذِهِ الْكَمَالَاتِ** حضرت والد بزرگوار ایشان بہ برادر زادہ خود نوشتہ اند۔ **کَمَا تَقَدَّمَ فِي أَحْوَالِ الْمُبَارَكَةِ فِي الْمَلَكُوتِ لِمَحَادِي عَشْرَةٍ** بہ سبب اوشان سہ ختم قرآن شنیدن می شود و مردمان اہل ذوق و شوق حاضر می شوند و نوشتہ اند۔ از شیخ ابو الخیر طالبان را فائدہ بسیار بہ زودی میسری شود و در شغل خود سرگرم اند۔

**رحلۃ الہند** | در احوال والد بزرگوار ایشان قدس اللہ اسرارہما بیان شدہ کہ در اوایل ۱۲۹۷ھ حضرت ایشان مع والد بزرگوار خود سفر ہند اختیار کردند و تا اواخر

ماہ جمادی الآخرہ از راہ کلکتہ بہ رامپور رسیدند، بعد از شش ماہ بہ یکشنبہ دوم محرم ۱۲۹۸ھ حضرت والد بزرگوار ایشان رحلت فرمائے خلد برین شدند۔ عندالوقایع بہ حضرت ایشان وصیت فرمودند کہ بر طریقہ مبارکہ حضرت کرام ثابت قدم باشید۔ متکفل شما پروردگار است۔ بہ کسے محتاج نہ خواہید شد۔ آن دو ہزار روپیہ کہ در کلکتہ یک میمن ہدیہ دادہ بود و من آن روپیہ را باز نزد و سے امانت نہادم در نکاح کرامت النساء صرف کنید۔ حضرت والد بزرگوار ایشان را بہ جز این دو ہزار روپیہ از متاع دنیویہ چیزے نہ بود۔

**کرامتُ النساء** | برائے خدمت حضرت جد امجد قدس سرہ کسے از بازار کینزے را خریدہ پیش کرد کہ کرامتُ النساء دختر آن کینز بود۔ حضرت جد امجد می فرمودند من دخترے

نہ داشتیم۔ پروردگار این دخترے من عنایت کردہ۔ حضرت ایشان کرامتُ النساء را بسیار عزیز داشتند۔ دو ہزار روپیہ کہ در کلکتہ نزد پیش کنندہ ہدیہ محفوظ بود، برائے مصارف نکاح کرامتُ النساء مقرر فرمودند۔ حضرت عمہ محترمہ می فرمودند کہ کرامتُ النساء از پدر شما سیزدہ سال خورد بود۔ گویا در ۱۲۸۵ھ ولادت کرامتُ النساء شدہ بود و عند ارتحال حضرت جد امجد عمر کرامتُ النساء سیزدہ سالہ بود۔

حضرت سیدی الوالد قدس سرہ مولوی عبید الرحمن معروف بہ مولوی سردار احمد مجذبی رامپوری

رادر امپور بہ منزل اولاد عزیز می داشتند و ارادہ فرمودند کہ عقدِ نکاح کرامت النساء را ایشان بکنند، لیکن ابوبن سردار احمد این عقدِ زواج را خوش نہ کردند۔ حضرت عمہ محترمہ می فرمودند۔ وقتیکہ در خانہ کسے رضامند بہ عقدِ نکاح کرامت النساء نہ شد، پدر شہانکاح دے بانیک عالم کشمیری کردند کہ از مخلصین ایشان بود، و بعد از چند وقت چون نیک عالم بحقیقت حال آگاہ شد رقعہ نوشتہ زیر بالین نہاد و روپوش شد۔ در رقعہ نوشتہ بود کہ گمان می کردم کہ کرامت النساء نسبتاً مجدیہ است لہذا عقدِ زواج کردم و چون بحقیقت امر آگاہ شدہ ام روپوشی اختیار می کنم۔

تایید بیان حضرت عمہ محترمہ از مکتوب محمد اصحاب الدین چنگامی نیز می شود کہ از خلفائے حضرت ایشان است و در ۱۳۰۲ھ از چال گام مکتوبے ارسال کردہ، و در ان نوشتہ است۔ "حال جناب علی آفندی صاحب معلوم نہ شد کہ بہ خدمت شریف حاضر اندیا نہ، و ہم معلوم نہ شد کہ حال میان عبید الرحمن کہ باوے تزویج عقیقہ مسلم شدیا نہ،" اگر نیک عالم طلاق دادہ می رفت برائے حضرت ایشان قدس سرہ زحمتے پیدا نہ می شد۔ نیک عالم طلاق نہ داد و روپوشی اختیار کرد۔ لہذا کرامت النساء ۱۳۰۹ھ ہمراہ حضرت ایشان قیام نمود و باز بہ وجہ ناملائم جدائی اختیار نمود و فیما بعد حاجی عبدالغنی دہلوی را علم شد کہ نیک عالم در پنجاب قیام دارد چنانچہ ایشان بہ پنجاب رفتند و از نیک عالم طلاق نامہ حاصل کردہ بہ دہلی آمدند و فیما بعد بہ معاونت حاجی محمد اسحاق نکاح کرامت النساء باڈاکٹر ولی اللہ صدیقی ساکن رٹول ضلع میرٹھ کردند۔ پروردگار کرامت النساء را فرزندے عنایت کرد کہ نامش ابوالفیض بودہ۔ وفات ابوالفیض در حیات والدہ خود بعد از قیام مملکت پاکستان در کراچی شد۔ ایشان را ایک پسر ابونصر محمد عزیز است۔ سَلَّمَ اللهُ وَحَفِظَهُ۔

**بعض مفسدین** بعد از وفات حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بعض مفسدین کرامت النساء را الہ کار خود ساختہ فتنہ برپا کردند کہ کرامت النساء دختر حضرت صاحب است و ویرا میراث می رسد۔ حجت این گروه رسالہ "ہدیہ احمدیہ" بودہ کہ احمد ابوالخیر العطار الملکی در ۱۳۱۳ھ تالیف کردہ و در ۱۳۱۳ھ در مطبع انتظامی کانپور طبع شدہ۔ درین رسالہ کرامت النساء را دختر حضرت سیدی الوالد ظاہر کردہ۔ برائے نا فہمان این رسالہ حجتے می تواند شد۔ لیکن کسانے کہ بہ احکام شریعت واقف اند می دانند اثبات نسب بہ نوشتن دیگران نہ می شود بلکہ اقرار والد لازمی است۔ حضرت سیدی الولد قدس سرہ بہ کسے نہ فرمودہ کہ کرامت النساء دختر من است۔ بلکہ از حضرت سیدی الوالد میرزا عظیم خاں پسر خدا داد خاں در کوٹہ و صدر الدین کسفی غازی پوری در دہلی استفسار اولاد کردند۔

حضرت ایشان فرمودند کہ سہ دختر و سہ پسر دارم و باز از نامہائے ہما گاہ کردند و حضرت ایشان قبل از وفات خود بہ یک سال قبلاہلئے جاندا بہ چودھری مولادادخان خوجوی و سید امجد علی شاہ سر و ہنوی و شیخ غلام احمد ہانسوی دادند فرمودند جاندا مرابہ نام اولاد باکندید و نام مایان سہ برادر و سہ خواہر بیان فرمودند۔ بعد از چند روز چودھری مولادادخان عرض کردند کہ بہ کرامت النسا چیزے دادہ شو دیانے۔ حضرت ایشان فرمودند کہ کرامت النسا را از میراث ما چہ واسطہ۔ و کہ می گوید کہ وے دختر ما است۔ وے دختر کنیزے است۔ تا ماہ رجب ۱۳۲۹ھ مایان برادران و خواہران را علم نہ بود کہ کرامت النسا وجودے دارد۔ و نہ گاہے حضرت سیدی الوالد بہ مایان فرمودہ کہ کرامت النسا خواہر شما است۔ کرامت النسا را فرزندے بود کہ از حضرت برادر کلان یک دو سال کلان بود۔ در ۱۳۲۹ھ و در ۱۳۳۰ھ چند بار بہ خدمت حضرت ایشان رسید۔ لیکن اندرون خانہ قدم نہ نہاد۔ جناب ہمشیرگان و حضرت والدہ صاحبہ از وے پردہ می کردند۔ اگر کرامت النسا دختر حضرت ایشان بودے۔ جناب ہمشیرگان خالہ وے می بودند و خالہ را پردہ نیست۔ یکے از مخالصین قدما کہ ہمنوائے مفسدین شدہ بود۔ روئے با عاجز ملاقات کرد۔ عاجز بہ وے گفت۔ آیا از زبان حضرت صاحب شنیدہ ئی کہ کرامت النسا دختر من است گفت۔ این سخن نہ شنیدہ ام۔ عاجز گفت۔ اگر کرامت النسا دختر حضرت صاحب بودے، ہمشیرگان پردہ نہ کردے۔ آن مرد پیر رحمہ اللہ چون این سخن شنید گفت من غلط کردم کہ از وجہ رسالہ ”ہدیہ احمدیہ“ ہمنوائے دیگران شدم و شمایان را پریشان کردم۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

کرامت النسا حضرت سیدی الوالد قدس سرہ را آزارے شدید رسانیدہ بود لذا از لطفہا و عنایات حضرت ایشان محروم ماند۔ چونکہ پروردہ و تربیت یافتہ حضرت جدا مجد قدس سرہ بودہ از نسبت شریفہ معری نہ بود، در او اہل شعبان ۱۳۴۹ھ این عاجز ہمراہ حضرت برادر کلان نزد کرامت النسا در کراچی رفتہ بود۔ بہ دوران کلام حضرت برادر کلان حدیثے مبارک خواندند۔ کرامت النسا حظہا برداشتند۔ بعد از دو سال بہ وقت صبح صادق روز پنجشنبہ دہم ماہ ربیع الآخر ۱۳۵۱ھ (۲۱ ستمبر ۱۹۶۱ء) بہ عمر نود و ہفت سال در کراچی رحلت نمود۔ عَفَرَ اللهُ لَهَا وَرَحِمَهَا وَرَضِيَ عَنْهَا۔

وفات حضرت والد و دو خطوط | بہ روز یکشنبہ دوم محرم ۱۳۹۵ھ حضرت پدر بزرگوار ایشان قدس سرہ سفر آخرت اختیار فرمودند۔ کما تقدم البیان

فی احوالہ المبارکۃ۔ حضرت ایشان مکتوبے بہ حضرت العم حضرت شاہ محمد منظر قدس سرہ نوشتہ اند۔ صرف حصہ اولش محفوظ مانده و آن حصہ درج ذیل است۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ بِخَدْمَتِ شَرِیْفِ جَنَابِ عَمُوْمِی صَاحِبِ، مَخْدُوْمِ مَلِكْمِ قَبْلَةِ اَعْظَمِ  
دل بہ چاہ ذقن اُفتاد حریفان مددے یوسفم گم شدہ ارواح عزیزان مددے

بلے چہ فضل الہی طیب من گردد۔

و مکتوبے بہ سیادت و معارف دستگاہ مولانا سید عبدالسلام ہوسوی کہ از اجل خلفائے جدائے  
ایشان بودند قدس اللہ امرارہما۔ نوشتہ اند۔ اصل خط نزد فضائل و سیادت پناہ سید ابوالحسن ندوی  
موجود است۔ ایشان نقل آن گرامی نامہ بہ عاجز دادہ اند کہ درج ذیل است۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادَةِ الذِّیْنَ اصْطَفٰی۔ اِز ابوالخیر  
عبداللہ بن عمر کان اللہ لہ بہ خدمت حقائق پناہی معارف دستگاہی مولانا سید عبدالسلام جَعَلَهُ اللّٰهُ  
لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا وَ كَثَرَ اَمَثَالَہٗ وَ بَارَكَ فِیْ عُلُوْمِہٖ وَ مَعَارِفِہٖ وَ عَمْرِہٖ، السَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُہٗ  
وَ بَعْدُ، فَلِلّٰهِ سُبْحٰنَةُ الْمِنَّةِ وَالْحَمْدُ وَالشُّكْرُ عَلٰی مَا اَنْعَمَ عَلٰی مَا اَبْلٰی۔ ہر چند این مصیبت عظمیٰ  
فوت چنین مرئی و مرشد و شفیع و عاشق و معلم مرہے و داروئے نہ دارو۔ می دانم کہ تالیپ گور این داغ  
مونس من است۔ اما بعد وفات شریف عنایتہا و نواز شہا بیش از ایام حیات مشہور دانند و دل را  
بہ تصور صورت مبارکہ خرسندی دارم۔ اِنَّا لِلّٰهِ سُبْحٰنَةُ مَلِكًا وَ عِبُوْدِيَّةً وَاَنَا اِلَيْہٖ رَاجِعُوْنَ۔ بعد چندی  
اِنْ شَاءَ اللّٰهُ در ان عالم قدمبوسی حاصل خواہد شد رَحْمَةُ اللّٰهِ سُبْحٰنَةُ وَاَكْرَمُ نَزْلُہٗ فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ  
عِنْدَ مَلِیْکِہٖ مُقْتَدِرٍ وَ رَضِیَ عَنْہٗ وَ اَرْضَاہٗ وَ اَفَاضَ عَلَیْنَا مِنْ فِیْؤُصَاتِہٖ وَ بَرَکَاتِہٖ۔ عنایت نا  
رسید، شرفہا بخشید جزا کم اللہ خیراً۔ در عین حیات قبلہ گاہی ارشاد پناہی قدس سرہ نیز مکتوب  
گرامی رسیدہ بود، لیکن بہ سبب اشتغال بہ تداوی حضرت ایشان اتفاق تحریر جواب نیفتاد، بعد وصول  
مکتوب سامی حضرت ایشان رحمہ اللہ فرمودند کہ مولوی صاحب بہ ما گفتہ بودند کہ اگر در ہندوستان آئی  
بہ خانہ ما ہم بیائی۔ لیکن میان معصوم ما را نہ گذاشتند و بہ خط مستقیم بہ رامپور آوردند۔ انتھی کلاماً  
الشْرِیْفِ۔ عقد نکاح فقیر باد ختر جناب مولانا محمد معصوم در منتصف ماہ گذشتہ، جمادی الاولی، شد و  
وداع در آخرین ماہ قصد دارند۔ دعا کنند کہ حق سبحانہ مبارک کند و موجب جمعیت و اطمینان کند  
نہ پریشانی، باقی احوال مستوجب حمد الہی است، ختمہای صبح و شام خواندہ می شود، و قصد حرمین ہنوز بیج  
موہوم نیست، ہر چہ مرضی مولانا از ہمہ اولی۔ اگر گاہ گاہ بہ مکاتیب خوش می فرمودہ باشند بعید از  
محبت نیست۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَعَلَیْنَا وَعَلٰی جَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ، سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ  
وَ بِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ۔

حدرفی ۱۲ جمادی الآخرۃ یوم الاربوع (الاربعاء) ۲۹۸ھ از رام پور متصل قلعہ  
 ازین مکتوب گرامی تائید بیان حضرت عمہ محترمہ شد کہ در بیان آثار سعادت گزشتہ کہ والد بزرگوار ایشان  
 عاشق ایشان بودند۔ چہ حضرت ایشان صراحتہ تحریر می فرمایند۔ فوت چنین مرتبی و مرشد شفیق و عاشق ۱۲  
 و ازین مکتوب گرامی معلوم شد کہ عقد زواج اول در وسط ماہ جمادی الاول  
**عقد زواج اول** ۲۹۸ھ با محترمہ عارفہ بنت حضرت شاہ محمد معصوم و حضرت امہ الجمیل  
 و بعد از چہل روز در او اخر ماہ جمادی الآخرہ وداع شد۔ در ہندوستان بعض اوقات این صورت  
 پیدا می شود کہ نکاح می کنند لیکن دختر را بعد از مدتے بہ خانہ زوج می فرسیند۔ و ازین مکتوب ظاہری شود  
 کہ ازین عقد نکاح حضرت سیدی الوالد قدس سرہ چندان مطمئن نہ بودند۔ لہذا بہ حضرت سید نوشتہ اند  
 دعا کنند کہ حق سبحانہ مبارک کند و موجب جمعیت و اطمینان کند نہ پریشانی۔

از بطن محترمہ عارفہ پروردگار حضرت ایشان را در ظرف چہار سال سہ بنات، عابدہ، صابرہ،  
 کاملہ عنایت فرمود۔ اگرچہ ہر سہ در ایام رضاعت رحلت کردند۔ مع ہذا در طبائع زوجین توافق نہ بود  
 لہذا بعد از چند سال جدائی واقع شد۔ وَكَانَ ذَلِكَ قَدَرًا مَقْدُورًا۔

از روزے کہ حضرت ایشان متوجہ بہ سلوک نقشبندیہ مجددیہ  
**قیام در دہلی و سر ہند** شدند از جمیع مشاغل اعراض نمودہ مصرف کار شدند۔ اندران  
 ایام حضرت ایشان بر ورقے نوشتہ اند۔ می فرمودند ہر کراہیضہ قابلیت بہ صحبتہائے مختلف فاسد  
 شد، تدبیر کار او دشوار است، تجزہ بہ صحبت اہل تدبیر کہ کبریت احمر است بہ اصلاح نہ می آید۔  
 جز صحبت عاشقان مستان مپسند در دل ہوس قوم فرومایہ مپسند  
 ہر طائفہ ات بہ جانب خویش کشد چغندر سوتے ویرانہ و طوطی سوتے قند  
 می فرمودند۔ دور افتادگیہائے خلق ازان است کہ خود را دوری اندازند و بہ اختیار بار بر خود زیادت  
 می گردانند و گرنہ قصور در فیض الہی نیست، می فرمودند، عادت انس می شود و انس طبیعت سالک را  
 ترک نوافل عبادت گاہ گاہے از برائے ترک استیناس روا است۔ می فرمودند۔ شیخ ابو سعید  
 ابوالخیر قدس اللہ سرہ فرمودہ اند کہ اغباب الزیارة مع حضور القلب خیر من دوامہا بلا  
 حضور۔ و حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم را ابو ہریرہ راضی اللہ عنہ فرمودند۔ ذرغبًا  
 تزدد حُبًّا۔ وے از پس ستونے درگشت و گفت۔ یا رسول اللہ بیش ازین طاقت نہ دارم، اگرچہ  
 اظہار کمال محبت خود کرد، اما اگر متابعت امر کردے بہتر بودے۔

سبحان اللہ چہ معارف بیان فرمودہ اند۔ کسے کہ در صد تحصیلِ این گونه معارف باشد ویرا  
 بخوش وقتیہائے دوستان و صحبتہائے بے فکران چہ ارتباط خواهد بود۔ در رامپور اجتماع صاحبزادگان  
 زندہ دل و خوش طبع بود۔ حضرت ایشان متلاشی سوختہ دلان و جگر بیستانہ زندکہ۔ لَوَاقِسَمَ عَلٰی  
 اللّٰهِ لَا بَدَءَ۔ مصداقِ حالِ ایشان بُود۔ و طلبگار کجے بودند کہ بہ ذکر و فکر خود مشغول گردند۔

بہ فراغ دل زمانے نظرے بہ ماہ روئے بہ ازان کہ چتر شاہی ہمہ وزہائے ہوئے

لہذا از برائے دریافتِ این گونه احوال حضرت ایشان بہ خانقاہ ارشاد پناہ دہلی تشریف می آوردند  
 و از اوقاتِ خود بیشتر را درین جا در ذکر و فکر بہ سمری بردند، در مکتوباتِ شریفہ حضرت ایشان مکتوبے است  
 بہ نام سیادت و معارف پناہ سید عبد اللہ زوادی خلیفہ حضرت شاہ محمد مظہر قدس اللہ ائرا رھبما  
 کہ تعلق بہ آوردن شیخ احمد بہار الدین دارد۔ ازین مکتوب گرامی کیفیات و احوال حضرت ایشان ظاہری شود  
 حضرت ایشان درین مکتوب یک شعر نوشتہ اند کہ نزد عاجز خلاصہ تمام مکتوب است، کہ  
 دل اندر زلف لیلی بند و کار از عقل مجنون کن کہ سالک رازیان دارد مقالاتِ خرد مندی

حضرت ایشان در ظرف چہار سال (تا جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲) دو بار بہ سر ہند شریف رفتند و  
 آنجا تقریباً چہل روز یک بار و یک ماہ بار در قیام فرمودند۔ از فیوضاتِ حضراتِ اجدادِ کرام لطفہا  
 برداشتند و جماعتے را بہ فیوضاتِ الہیہ سرشار کردند۔ از اوراقِ قدیمیہ نامہائے بعض افراد معلوم شدہ تذکاراً  
 نوشتہ می شود۔ شیخ عبدالرحمن عرف غلام بھیک محذومی، شیخ محمد معصوم محذومی، حاجی عبد اللہ،  
 پیر جی حسین شاہ عرف سوندھے شاہ منتظم آستانہ عالیہ حضرت مجدد قدس سرہ و متولی آن بقعہ مبارکہ،  
 عبدالشکور خاں، قادر بخش کشمیری، اللہ بخش، احمد بخش، نبی بخش، خدا بخش، مولا بخش، پیراں بخش،  
 حکیم عبدالسبحان، شیرخان، اعظم خان، محمد حسین خان، حافظ غلام رسول ویران، حافظ محمد وزیر خان و وزیر  
 شاگرد ویران، قدرت اللہ، فیض اللہ، برکت اللہ حاجی محمد سرہندی، محمد اصحاب الدین چانگامی و غیر تم  
 اصحاب لدین مدتے در خدمت حضرت ایشان ماند و کسب سلوک کردہ بہ خلافت و اجازت ممتاز  
 گشتہ بہ وطن مراجعت کرد و خلقے را وابستہ سلسلہ عالیہ فرمود۔ در اولادِ معنوی ان شاعر اللہ بیان ایشان  
 فی الخاتمہ خواهد آمد، و حافظ غلام رسول ویران شاگرد خاقانی ہند استاد ذوق بودہ، چون داخل سلسلہ  
 عالیہ شد، سلسلہ پیرانِ طریقت را بہ فارسی نظم کردہ، تعدادِ ابیات یک صد و ہشتاد و چہار است،  
 شش ابیات کہ در ابتدائے ”ذکر خیر“ نوشتہ شدہ از کلام ایشان است، ابتدائے نظم بہ این  
 دو شعر کردہ۔

الہی بہ حق رسول کریم

محمد کہ محمود دارد مقام

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ حافظ غلام رسول ویران در قبرستان حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ

آرمیدہ است۔ قبل از وفات خود تاریخ وفات خود از "خاک سدہ خواجہ" استخراج کردہ کہ ۱۳۰۵ھ می باشد۔

حافظ محمد وزیرخان وزیر بہ خدمت حضرت سیدی الوالد قدس سرہ عریضہ بہ مکہ مکرمہ نوشتہ۔ و این کیفیت را

بیان کردہ۔ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَعَلَى اسْتَادِهِ۔

ملاقات حضرت ایشان با سائین توکل شاہ انبالوی شد،

## ملاقات با سائین توکل شاہ

احوال سائین صاحب را دیدہ حضرت ایشان بسیار

خوش شدند و فرمودند سائین صاحب، این دولت از کجا فراہم کردہ بی، سائین صاحب دست بستہ

داشتک ریزان عرض کردند حضور، ہرچہ ہست از خانہ شما است، سائین توکل شاہ خلیفہ ملا محمد جالندری

و ایشان خلیفہ ملا محمد شریف و ایشان خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ اسرار ہم بودہ اند، چند

سال می شود کہ مولوی احمد سعید فرزند عصمت اللہ سرحدی بہ عاجز گفتمہ کہ ملاقات حضرت ایشان با سائین

صاحب در انبالہ شدہ بود۔ عاجز گوید کہ غالباً ملاقات اول در سرہند شریف بودہ۔ و در سرہند شریف چند

نفر از انبالہ داخل سلسلہ مبارک شدند و این جماعت در ۱۳۰۴ھ حضرت ایشان را برائے چند یوم بہ انبالہ

برد۔ مولوی سراج الدین در محلہ مفتی والان، علاقہ سہ راہ بہرام خان، دہلی۔ قیام داشتند، ایشان بہ سائین صاحب

کہ پیرو مشد ایشان بود مکتوبے نوشتند و از قصد حضرت ایشان بہ انبالہ تحریر کرد۔ سائین صاحب بہ مولوی

سراج الدین بہ اُردو ما معنای نوشتند۔ اے ملا توچہ تعریف آفتاب می کنی حضرت ایشان بہ مثل آفتاب اند۔

مولوی سراج الدین رحمہ اللہ این مکتوب را بہ حفاظت نگاہ داشتہ بودند و بہ دوستان خود نشان می دادند،

از جواب سائین صاحب ظاہر می شود کہ ملاقات سائین توکل شاہ قبل از تحریر مولوی سراج الدین شدہ بود۔

حضرت ایشان تا اواخر ماہ جمادی الآخرہ ۱۲۹۶ھ بہ رامپور رسیدہ

## معاودت بہ حرین شریفین

بودند تقریباً پنج سال در رامپور و دہلی قیام فرمودند۔ درین

زوران خط و کتابت حضرت ایشان با ملا محمد عثمان دامانی خلیفہ وجانشین جناب حاجی دوست محمد قندھاری

در امر خانقاہ ارشاد پناہ دہلی شدہ، چونکہ حیات ازدواجی حضرت ایشان خوشگوار نہ بود و بعد از ولادت

دختر ثالثہ کاملہ محترمہ عارفہ در خانہ ابون قیام داشت، حضرت ایشان قدس سرہ با کرامت النساء کہ در احوال

معلقہ بودہ قصد حرین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً و تکریماً فرمودند، غالباً رفیق سفر

ایشان علیٰ افندی بود۔ بہ او خرمہ جمادی الآخرہ حضرت ایشان بہ بمبئی روانہ شدند۔ نوبت اول ورود حضرت ایشان بہ بمبئی بود۔ نہ با کسے تعارف داشتند و نہ از معرفتین کسے رفیق ایشان، البتہ آثار۔ سبماہم۔ فی وجوہہم من آثار السجود۔ و مصداق۔ ہم الذین اذاروا ذکر اللہ از سببے مبارک ظاہر بود۔ بر شمع فروزاں پروانہا از خود می ریزند و بوی گلہا دماغ را از خود معطر می کنند۔ قبا بالکم ایما الاخوان بنور اللہ و آثار رحمتہ۔ لہذا جماعتے از پاک دلان بردست حق پرست در سلسلہ عالیہ داخل شد و ازین سعادت مندان حاجی محمد ایوب و محمد اسماعیل اند، این ہر دو افراد بہ ۲۵ ماہ رجب ۱۳۰۲ھ مکتوبے بہ خدمت ایشان ارسال داشتہ اند، درین خط نوشتہ اند: "بعد از انفصال صحبت صوری دل بسیار مغموم و متفکر شد، گویا آدم از ملائک الامر و ضالۃ المؤمن مجبور شدہ باشد۔ بعد عصر ارادہ کردیم کہ یک بار از مطالعہ آفتاب عالم تاب روئے انور و چہرہ منور کہ نقوش ماسوا از دیدنش سوختہ شوند و جمال محبوب حقیقی بہ وساطت او دیدہ شود مشرف شویم لکن الگوٹ روانہ شدہ بود بہ جز حسرت و غم بر غم ہیچ حاصل نہ شد۔"

فراقے کاقتداز دوران دوری بہ از وصل بدین تلخی و شوری

این خط در بارہ امرے ضروری بعد از روانگی جہاز بہ روز سوم نوشتہ شد و است۔ لہذا حضرت ایشان قدس سرہ از بمبئی بہ جدہ بہ بیست و دوم رجب ۱۳۰۲ھ روانہ شدہ اند۔

**نکاح دوم** | در مکہ مکرمہ جناب امجد حسین "شال والا" صدیقی نسباً شاہجہاںپوری و طنائہا جرمک و برادر خورد ایشان از مخلصین حضرت جد امجد و حضرت سیدی الوالد قدس اللہ اسرارہم قیام داشتند، چونکہ تجارت شال می کردند مشہور بہ شال والا صاحب شال، شدند، برادر خورد چون برائے زیارت نزد حضرتین جلیلین می آمد، استیذان بہ این شعری خواست۔

بر در آمد بندہ بگر نیختہ آبروئے خود ز عصیان ریختہ

جناب امجد حسین را دخترے بود کہ ہاجرہ نام داشت، حضرت سیدی الوالد طلبگار آن عقیقہ ظاہر شدند، حضرات ابوین کریمین این رشتہ را بہ خوشی منظور فرمودند چنانچہ در او آخر ذی القعدہ یا او اہل ذی الحجہ ۱۳۰۲ھ عقد نکاح شد۔

**شوق زیارت** | حضرت ایشان اندرین ایام مکتوبے بہ ملا عبدالحکیم کولابی نوشتہ اند کہ در مدینہ منورہ قیام داشتند۔ در ان مکتوب تحریر فرمودہ اند: "عرض غلامی ازین اسیر ہوا و ہوس بہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحبہ وسلم بہ ہزاران ادب نمایند۔ و نوشتہ اند: لَیْسَ لَمْ یَهْدِنِ رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ۔ یا رسول اللہ چشم رحمت بکش سوسے من

انذارِ نظر، سلامٌ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ صِجِّعِيكَ اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُو عَلَىٰ خَادِمِيكَ سَعِيدٍ وَعُمَرُ رَحِمَهُمُ اللهُ سُبْحَانَ  
اَيْلِكَ رَسُوْلَ اللهِ حَتَّىٰ مَطِيَّتِي فَقَدْ كُنْتُ مُشْتَاقًا اِلَيْكَ اَسْتِنِيَا قِيَا  
وَمَا كُنْتُ قَبْلَ الْيَوْمِ اَحْسَبُ اَنْبِيَا الْاَقْبَلِ لَكِنْ كَانَ لِي اَنْ اَلَا قِيَا

**دیارِ حبیب** حضرت ایشان در ماه رجب ۱۲۰۳ھ بمدینہ منورہ تشریف برود و شش ماہ  
آنجا قیام فرموده اند و در ۱۲۰۵ھ نیز بہ آن ارض مبارکہ قصد فرموده اند۔ و در آن وقت  
آنجا حضرت ایشان را علالتی در پیش آمد و علالت شدت پیدا کرد۔ حضرت ایشان بہ بارگاہ بے نیاز  
خداوندی عرض نمودند کہ اگر شفا یا بزم حج کنم و شترے را نخر کنم۔ پروردگار ایشان را شفا داد و ایشان حج  
و شکر کردند۔ در مدینہ منورہ بہ الطاف و عنایات نبویہ مشرف شدند و ایشان را از بارگاہ  
نبوت اشارتے شد کہ بہ ہندوستان سفر باید کرد۔

**بر مزار ابن عباس** حضرت ایشان در ایام گرامہ طائف تشریف برود و آنجا بہ روز جمعہ بر مزار  
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حاضر شدند۔ چون از فیوضات  
و برکات صاحب مزار مستفید شدند۔ صاحب مزار رضی اللہ عنہ بہ حضرت ایشان ارشاد کرد۔ امروز امامت  
نماز جمعہ شما بکنید۔ حضرت ایشان می فرمودند۔ ما حیران ماندیم کہ حضرت چنین ارشاد می فرمایند و این مسجد  
شریف امام دارد۔ اندرین اثنا خبر آمد کہ امام علیل است و مؤذن نزد من آمد و استدعائے امامت کرد  
و من امامت کردم۔ روزے حضرت ایشان در کوئٹہ بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند۔  
شخصے استفسار کرد۔ آیا بغیر صحبت پیر کامل کسے بہ ولایت می رسد۔ حضرت ایشان فرمودند۔ اگر فضل پروردگار  
شامل حال دے گردد بدون شیخ کامل بہ درجہ ولایت فائز می گردد۔ بعد از این ارشاد حضرت ایشان  
واقعہ حاضر شدن بر مزار ابن عباس و امامت نمودن را بیان فرمودند و باز ارشاد کردند۔ چون از مسجد  
شریف برآمدیم یک مرد سفید ریش کہ بہ وضع افغانی بود پیشیم آمد و گفت۔ اگر ناگوار خاطر نہ شود سخنے عرض  
کنم۔ آن وقت جوانی من بود در طبیعتم حدت و قہر بود۔ من بہ آن پیر مرد گفتم کہ از استماع قول حق خاطر م  
ملول نہ می شود۔ پیر مرد گفت۔ شما بہ وقت افتتاحِ صلاۃ تا نرمہ گوش دست خود نہ می رسانید۔ اگر تا نرمہ  
گوش دست خود برسانید خوب تر باشد۔ زیرا کہ پروردگار شمارا مقننا ساخته۔ بعد از بیان این واقعہ  
حضرت ایشان فرمودند۔ یاد نہ دارم کہ بعد ازین در افتتاحِ صلاۃ تا نرمہ گوش دست نہ رساندہ باشم  
و وقتے کہ قصد افتتاحِ صلاۃ می کنم صورت آن پیر مرد بر من ظاہر می شود۔ اگر آن شخص کہ صحبت کاملے  
نہ رسیدہ بود ولی نہ بودے چرا خیالش عند افتتاحِ صلاۃ بہ دلم آمدے۔

**مراجعت بہ ہند** حضرت ایشان حج ۱۲۰۵ھ کردند و کتابہا را نزد مولانا عبدالحق الہ آبادی شیخ دلائلِ حرمِ مکی و خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی رحمہما اللہ و سامان نزد مخلصِ خوقندی امانت نہادہ در اوائل ۱۳۰۶ھ یعنی در اوخرِ ستمبر ۱۸۸۸ء عن طریق البحرِ اہلیہِ محترمہ و یک دختر دو سالہ کہ احمدی نام داشت و کرامت النساء، از جہدہ بہ بمبئی روانہ شدند یک مخلصِ بخاری رفیقِ سفر بود۔ تقریباً دو ماہ در بمبئی قیام فرمودند۔ و جماعتے از آن دیار داخلِ سلسلہ مبارکہ گشت از آن جملہ حاجی عبداللہ عمر و طیب و ایوب کھتری را عاجز دیدہ است۔ باوجودے کہ در امورِ دنیویہ مصروف بودند از نسبتِ شریفہ بے بہرہ نہ بودند۔ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَرَحِمَ جَمِيعَ اِخْوَانِهِمْ وَرَضِيَ عَنْهُمْ اَجْمَعِينَ۔

**خانقاہ ارشاد پناہ** حضرت ایشان قدس سرہ در اوائل ماہ ربیع الآخر ۱۳۰۶ھ از بمبئی بہ خانقاہ شریفِ دہلی رسیدند۔ حضرت ایشان را علم بود کہ جدِ امجد ایشان خانقاہ شریف را حوالہ جناب حاجی دوست محمد رحمہ اللہ و قدس سرہ کردہ اند، چنانچہ حضرت شاہ محمد منظر قدس سرہ در مناقب احمدیہ، صفحہ ۲۲۱ لہ نوشتہ اند۔ و خانقاہ و مکاناتِ محلِ سرائے خود و تسبیح خانہ حوالہ ایشان نمودند و اختیار دادند کہ خواہ خود در آنجا باشند یا خلیفہ خود را دارند۔ لہذا ایشان مولوی رحیم بخش صاحب را کہ از زبدۂ خلفائے ایشان اند در خانقاہ شریف بہ جہتِ خدمتِ واردین و جاروب کشی مسجد و مزاراتِ بابرکات مقرر فرمودند۔ رَزَقَهُ اللّٰهُ اِلٰهِيْنَ تَقَامَةً ۛ

**مولوی رحیم بخش** عاجز گوید مولوی رحیم بخش عجب مرد ولی و فرشتہ خصلت بودند۔ ۱۱ سال خدمت خانقاہ شریف بہ وجہِ احسن کردند و در حیاتِ پیرو مرشد خود در ۱۲۸۳ھ رحلت فرمودند۔ مزارِ مبارک ایشان بیرونِ محجر مبارک بہ جہتِ شرق متصلِ مزارِ پرنوار حضرت مرزا منظر جان جانان قدس سرہ است، شانزده سال می شود کہ عاجز فرس حوالی محجر شریف را درست می کرد۔ بہ جہتِ شمال متصل بہ قبر مولوی رحیم بخش یک قطعہ کلاں از سنگ خارافرش شدہ بود۔ بہ روز شنبہ ۲۵ ماہ ربیع الآخر ۱۳۴۸ھ (۸ نومبر ۱۹۵۸ء) مزدورانِ آن سنگ را از آنجا کشیدند۔ در اثنائے کشیدنِ این سنگ یک سنگِ خورد جائے خود را گزاشتند و در قبر مولوی صاحب بہ اندازہ بیضہ مرغ سوراخے پیدا شد۔ ازان سوراخ نفحات بوئے خوش بہ چہار اطراف منتشر شد۔ عاجز بہ جہتِ غرب محجر شریف استادہ بود۔ بہ فاصلہ نہ دہ گز، چون بوئے خوش شمید بہ جہتِ مزدوران رفت و از حقیقتِ امر آگاہ شد، بہ معارف گفت کہ قدرے از گل بردہ ان سوراخ بہند۔ در مزدوران بعض افراد غیر مسلم بودند و از اظہار این کرامت متحیر ماندند۔ بلکہ یکے از ایشان بعد چند سال روزے بہ عاجز گفت کہ آن بوئے

خوش از یاد من می رود۔ صدق الله العظیم۔ وَإِنْ يَرَوْا كَلَّآيَةَ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا۔ کسے سال وصال مولوی رحیم بخش از۔ آ لَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا يَخَافُوْنَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ برآوردہ است کہ ۲۸۳ھ می باشد وَهُوَ جَدِّ بِيْهَذَا التَّارِيْحِ، رَحْمَةُ اللّٰهِ وَقَدَّسَ سِرُّهُ۔

**شاه ولی النبی** بعد از وفات مولوی صاحب جناب حاجی صاحب بہ مدینہ طیبہ خط نوشتند و از حضرات کرام مشورہ طلب کردند و بمشورہ ایشان شاه ولی النبی مجددی را پیوری را برائے حفاظت خانقاہ شریف مقرر کردند، و تا وقتے کہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ در ۱۲۰۶ھ بہ خانقاہ شریف رسیدہ اند قیام ایشان در خانقاہ شریف بودہ کہ مدت بست و سہ سال می باشد۔

**ملا محمد عثمان دامانی** وفات جناب حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ بہ دوشنبہ ۲۲ شوال ۱۲۸۳ھ بودہ۔ ایشان را سہ خانقاہ بودہ، یکے در افغانستان، دوم در موسی زئی علاقہ ڈیرہ اسماعیل خان و سوم خانقاہ شریف دہلی۔ جناب ایشان قبل از وفات خود ملا محمد عثمان دامانی را جانشین خود منتخب کردند۔ چنانچہ تحریر فرمودند۔ ”مولوی محمد عثمان صاحب را سلمہ بہ خلیفہ و مسند نشین خود متولی خانقاہات و کتب و اسباب متعلقہ لنگر ساختم و براتباع خود اتباع او شان مقرر نمودہ ام۔“ ملا صاحب سی سال بر مسند ارشاد فائز ماندند و بہ سہ شنبہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ رحلت فرمودند۔ قَدَّسَ اللّٰهُ تَعَالٰی سِرُّهُ۔

**آمد ملا عثمان** حضرت ایشان قدس سرہ را معلوم بود کہ تولیت و اختیار خانقاہ شریف بہ دست ملا محمد عثمان است لہذا حضرت ایشان پیش از سفر حجاز بہ ملا صاحب خطوط نوشتند ملا صاحب در آن روز ہا مریض بودند۔ در مکتوبے نوشتہ اند۔ ”از نافرجامی بخت خویش در مواج آفاقیہ و النفسیہ در عہدہ تعویق و عقدہ سلب توفیق افتاد تا این کہ روز گزشتہ از غلبہ امراض و ضعف بنیہ بہ جہت حضور جماعت عامہ در مسجد خاص خانقاہ با اختصاص توفیق حضور نیافت۔ ادراک فیض حضور برکات ظہور ہموارہ غایتہ المامول و نہایت المسئول است و ہمیشہ با عجز و نیاز از درگاہ حضرت قاضی الحاجات کار فرمائے کار ساز خواہان، مگر بہ برکت دعوات اجابت التزام و توجہات خاطر مکرمت ارتسام بہ حصول مقصود و نیل مطلوب معہود خویش فائز و بہرہ مند گرد۔ باکریمان کار ہا دشوار نیست۔ حضرت من۔ از توالی امراض قدیمیہ و جدیدہ از توفیقات ظاہرہ و باطنہ محروم است اگر بہ دعائے شفائے عاجل و سلامت خاتمہ یاد و شاد فرمایند از بندہ پروری و عنایت گستری بعید نیست۔ شاہان چہ عجیب گریں و از نگدارا۔ الخ۔ و چون از حجاز مقدس بنیت اقامت در خانقاہ ارشاد پناہ برگشتند مکتوبے



بہ ملا صاحب ارسال فرمودند و در ان مکتوب این شعر نوشته اند۔

ساقیا عشرت امروزہ بہ فردا مفلک یازدیوان قضا خط امانی بہ من آر

ملا صاحب در ماہ رجب ۱۲۶۱ھ بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ اند۔ کسانے کہ در ان وقت حاضر بودند بیان این واقعہ می کردند۔ عاجز بیان حاجی محمد اسماعیل جوہری راقلم بند کردہ بود کہ نزد خانقاہ شریف دہلی سکونت داشتند و از مخلصین قدمار حضرت ایشان بودند۔ گفتہ اند۔

ملا صاحب در پینس "سوار بودند یعنی بر تخت روان کہ بر اکتاف رجال می باشند نشسته بودند۔ و در معیت ایشان بہ اندازہ ہفتاد نفر بودند، بیشتر از ایشان روسائے ضلع بلند شہر ضلع علی گڑھ بودند۔ چون پینس بہ دروازہ خانقاہ شریف رسید۔ ملا صاحب از پینس بر آمدند۔ سفید ریش، وضاح الجبین، شیخ البنیہ بودند، جناب حضرت صاحب در دروازہ استادہ بودند۔ چون نظر ملا صاحب بر جمال باکمال حضرت صاحب افتاد بے اختیار دستہائے ایشان بہ سوتے قدمہائے حضرت صاحب دراز شد۔ جناب حضرت صاحب ملا صاحب را ہر دو بازو گرفتہ در بر گرفتند و باز دست راست خود را بہ سوتے مجر شریف بلند کردہ فرمودند۔ ملا صاحب ببینید حضرات کرام چہ می فرمایند و باز ملا صاحب را با خود گرفتہ بہ مجر شریف رفتند۔

چون از مجر شریف بر آمدند ملا صاحب بہ حاضرین گفتند کہ این خانقاہ **حق بہ حقدار رسید** شریف راجہ بزرگوار حضرت صاحبزادہ بہ خلیفہ اجل خود حضرت حاجی دوست محمد قندھاری را در ۱۲۶۲ھ دادہ بودند و حضرت حاجی صاحب بہ این فقیر دادہ اند۔ امروز این خانقاہ شریف را فقیر بہ صاحبزادہ صاحب می دہد، و باز ملا صاحب بہ حاضرین گفتند باید کہ شما بہ خدمت حضرت صاحبزادہ رسیدہ باشید۔

چون ملا صاحب خانقاہ شریف را بہ حضرت **مراجعت شاہ ولی النبی و رمشاہرہ** ایشان دادند و حضرت ایشان بر خانقاہ شریف متصرف شدند شاہ ولی النبی بہ ریاست رامپور مراجعت نمودند، نواب کلب علی خان والی رامپور برائے مصارف خانقاہ شریف ماہانہ سہ سو پیمہ ارسال می کردند، حضرت ایشان آن را قبول نہ کردند گویا بہ زبان حال شعر حضرت والد خود می خواندند۔

اہل حرفہ بہ کسب دارد ناز کار درویش بر خدا باشد

**آثار خلافت خاصہ** در حرم محترم نبوی عند المواجهتہ الشریفیۃ علی صاحبہما الف الف صلوات

و تَحِيَّةِ حَضْرَتِ جَدِّ بَزْرْگُو اِیْشَانِ بَشَارَتِ خِلَافَتِ خَاصَّةِ دَاوِدَ بُوْدَنَد۔ وَتِ قَوتِ دَر رَسِیْدِ کَآنِ بَشَارَتِ  
کَوْضُوْحِ اَلْفَجْرِ ظُهْرِ نَمَایِد۔ وَ اِبْتِدَآءِ اَنْ اَز تَعْمِیْرِ خَانِقَاہِ شَرِیْفِ شَرْعِ شَد۔

از روزی که جد بزرگوار حضرت ایشان قدم از خانقاہ شریف بیرون نہادہ بُوْدَنَد کسے بہ درستی  
واصلاح عمارات نہ پرداختہ بُوْد۔ وَ قَتِیْکَ حَضْرَتِ اِیْشَانِ تَشْرِیْفِ اَوْرَدَنَد نِیْمِ حَصَّہِ اَز یَامِ مَسْجِدِ شَرِیْفِ  
اَقْتِیْدَہِ بُوْد وَ اَنْ نِیْمِ دِیْگَرِ کَہِ باقی بُوْد پُر خَطَرِ بُوْد وَ دَر حَجْرِ بَآئِے خَانِقَاہِ شَرِیْفِ مَرْدُمِ فِتْسَاقِ اَبَادِ بُوْدَنَد۔ شَآہِ  
وَلِیِّ النَّبِیِّ کَہِ اِسْمِ بَاسْمِیِّ بُوْد بِہِ لِبِیْنِ طَبِیْعَتِ مَشْهُورِ بُوْدَنَد، لٰہِذَا نَا اِہْلَانِ جِرَاتِ پِیْدَا کَرْدَہِ بُوْدَنَد۔ رُوزِے حَضْرَتِ  
اِیْشَانِ قَدِیْسِ سَرَّہِ فَرْمُوْدَنَد کَہِ اَز مَسْجِدِ شَرِیْفِ بِہِ خَانِہِ مِی رَقْم۔ چُونِ اَز نَزْدِ حَجْرَہِ کَز شَتْمِ اَوَا زَنَے بِہِ گُوشَمِ رَسِیْدِ  
چُونِ دَر وَازَہِ رَاوَا کَرْدِمِ کَہِ زَنِ فَا حَشْتِ نَشْتَنَہِ اِسْت۔ مِیْنِ حَجْرِ بَآئِے خَانِقَاہِ شَرِیْفِ رَا اَز فَا سَقَانِ پَا  
کَرْدِم۔ بَعْدَ اَز تَطْہِیْرِ خَانِقَاہِ شَرِیْفِ بِہِ تَعْمِیْرِ مَسْجِدِ شَرِیْفِ مَصْرُوفِ شَدَنَد۔ اِبْتِدَآءِے کَارِ  
تَعْمِیْرِ اَز چہَا رَمِ جِمَادِیِّ الْاَوَّلِیِّ سَنَہِ ۱۳۱۰ شَدَہِ وَ بِہِ پَنْجَمِ مَحْرَمِ ۱۳۱۱ شَدَہِ اَز تَعْمِیْرِ مَسْجِدِ شَرِیْفِ دِیَوَارِ خَانِقَاہِ وَ حَجْرِ بَآئِے  
مَسْجِدِ شَرِیْفِ فَا رَغْ شَدَنَد۔ تَارِیْخِ تَعْمِیْرِ مَسْجِدِ شَرِیْفِ چِنِیْنِ فَرْمُوْدَہِ اِنْد۔

تعالی اللہ! عجب مسجد بنا شد کہ شد اسلام راز و رونق تام

رقم زد خیر تاریخ بناش عبادت خانہ پاکیزہ اسلام (۱۳۱۰)

اسلام الدین معمار در تعمیر مسجد شریف کار کرده بود۔ مِی گُفْتِ حَضْرَتِ اِیْشَانِ اَز خَانِہِ بَر اَمْدَہِ دَر صَحْنِ  
مِی نَشَسْتَنَد وَ بِہِ ذِکْرِ فِکْرِ خُودِ مَصْرُوفِ مِی گُشْتَنَد مَز دُورِ اِنِ وَ مَعْمَارِ اِنِ دَر کَارِ خُودِ مَصْرُوفِ مِی بُوْدَنَد۔ گَر دُو غِیْبَارِ  
بَر حَضْرَتِ اِیْشَانِ مِی اَمْد۔ اَز مَخْلَصِیْنِ کَسے عَرْضِ مِی کَرْد۔ حَضْرَتِ۔ اِیْنِ جَا گَر دِی اَیْد۔ حَضْرَتِ اِیْشَانِ مِی فَرْمُوْدَنَد  
کَہِ تَعْمِیْرِ خَانِہِ خُدَا مِی شُود۔ اَز گَر دَا نِ دِلِ مِی خُوشِ مِی شُود۔ مَعْمَارِ اِنِ وَ سَنَگَرِ اِشَانِ خَشْتِ وَ سَنَگَرِ رَا مِی تَر اَشْتَنَد۔  
اَوَا زَے کَہِ اَز تَر اَشِیْدِنِ خَشْتِ وَ سَنَگَرِ پِیْدَا مِی شُود۔ پُر دِکَا رِ تَعَالِیِّ اَشْنُوْدَہِ مِی شُود۔ عَا جَزِ گُو یِدِ کَہِ دَر فِصْلِ دُومِ  
رَشْحَاتِ نُو شْتَنَہِ۔ مُنْتَسَبَانِ خَوَابِہِ عَبْدِ الْخَالِقِ رُوْحِ اَللّٰهِ تَعَالِیِّ رُوْحَہِ کَہِ دَر بَا زَارِ ہَا مِی رُوْنَد ہِمَہِ اَوَا زِ ہَا دَر گُوشِ  
اِیْشَانِ ذِکْرِ مِی اَیْد وَ غِیْرِ ذِکْرِ ہِیْچِ چِیْزَہِ مِی شُنُوْنَد وَ دَر مِبَادِیِّ حَالِ ذِکْرِ حِیْآَنِ غَا لِبِ شَدَہِ بُوْد کَہِ اَز ہِرِ بَا دِ اَوَا زِ ہِرِ  
اَوَا زَے کَہِ بِہِ گُوشِ مِی اَمْد ذِکْرِ شُنُوْدَہِ مِی شَد۔ حَضْرَتِ اِیْشَانِ قَدِیْسِ سَرَّہِ بِر طَرِیْقِ دَر رُوشِ حَضْرَاتِ خَوَابِہَا  
قَدِیْسِ اَللّٰهِ اَسْرَارِ ہِمِ بُوْدَنَد وَ اَسْرَارِ تَسْبِیْحِ لَہِ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَالْاَرْضِ وَ مَنِ نِیْمِنِ وَاِنِ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا ہِیْطَرُہُ  
بِحَمْدِہِ وَ لَیْسَ لَہِ اَلْفَقْرُ ہُوْنٌ تَسْبِیْحِہُمُ۔ بِر اِیْشَانِ مَكْشُوفِ شَدَہِ بُوْد چِنَا نِچَہِ اَز تَسْبِیْحِ ہِرِ اَوَا زِ حَظْہَا  
بَر مِیْدَا شْتَنَد۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُوْتِیْہِ مَنِ یَشَاءُ۔

صحن مسجد شریف چہا رصف داشت و در باقی حصہ حوض بود حضرت ایشان حوض را پر کرده

صحن مسجد را وسیع کردند و محجر شریف و مزارات مبارکہ را نو تعمیر کردند۔ و تسبیح خانہ را نہایت عالی شان ساختند۔ چون کہ این مبارک مکان مسکن حضرت شاہ غلام علی و فیما بعد جائے حضرت شاہ ابوسعید و حضرت شاہ احمد سعید و مولوی رحیم بخش و شاہ ولی النبی بودہ و این بزرگواران درین مکان حلقہ و توجہ می کردند لہذا احترام کرام این مبارک مکان را تسبیح خانہ می گفتند۔ حضرت ایشان احترام تسبیح خانہ می کردند گاہے کفش پوشیدہ دران مکان نہ رفتہ اند۔ و اما برہنہ پامی رفتند و در حیات مبارکہ ایشان کسے ریا بارانہ بود کہ کفش پوشیدہ دران مکان داخل شود۔ وَمَا أَحْسَنَ مَنْ قَالَ۔

بر زمینے کہ نشانے کف پائے تو بود سالہا سجدہ صاحب نظران خواہد بود

و محجر شریف را بہ طرز جمیل بسیار خوب ساختند و دیوار و جالیہا از سنگ باسی است و فرش و تعویذات از سنگ مرمر۔ در سنہ ۱۳۳۰ھ از محجر مبارک و در سنہ ۱۳۳۱ھ از تعمیر تسبیح خانہ فارغ شدند، این تعمیرات عالی شان را دیدہ این شعر بہ یاد می آید۔

چو قفس را ندر لباس شاهی آمد بہ تدبیر عبید اللہی آمد

حضرت ایشان قدس سرہ بہ تطہیر قلوب و تعمیر خانقاہ

### جماعت معاندین و مفسدین

مصرف بودند و معاندین و مفسدین در ایذا رسانی،

چنانچہ جماعتی از اشرار در خانقاہ شریف داخل شدہ یار محمد ولد مرزا خروئی را زد و کوب کردند۔ یار محمد بہ عاجز می گفت من تنہا بودم و ایشان بیشتر از پانزدہ نفر بودند۔ یار محمد زخمی شد و چند روز صاحب فراش بود، یکے از مفسدین کہ حبیب بخش نام داشت در محکمہ دعویٰ دائر کرد کہ یار محمد مرزادہ است۔ این واقعہ از ۶ جنوری سنہ ۱۸۹۴ء است (۲۶ جمادی الآخرہ سنہ ۱۳۱۳ھ) و بہ ۱۳ فروری سنہ ۱۸۹۴ء (۱ شعبان سنہ ۱۳۱۳ھ) حاکم بہ برارت یار محمد فیصلہ کرد۔ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ۔

چون معاندین در وسائیس خود کامیاب نہ شدند ایشان اشاعت یک فتویٰ کفر

### فتویٰ الکفر

کردند کہ حضرت ایشان قدس سرہ العیاذ باللہ کافر اند، روزے حضرت ایشان فرمودند کہ نزد من حکیم عبد المجید خان (برادر کلان حکیم محمد اجمل خان) آمدند و افسوس گنان بہ من گفتند کہ ملا ہا فتویٰ کفر برائے شہادادہ اند۔ من بہ ایشان گفتم حکیم صاحب شما چہ رنجیدہ خاطر می شوید۔ آیا من بہ فتویٰ این دو پیسگی ملا ہا کافر می شوم چون حکیم صاحب کلام حضرت ایشان را شنید و استقلال و استغناء ایشان را ملاحظہ نمود در محبت و عقیدت مزید استوار شد و فی ما بعد قولی والد بزرگوار خود حکیم محمود خان را نقل می کرد کہ ماصحابہ کرام رضی اللہ عنہم را نہ دیدہ ایم۔ البتہ احوال آن مبارکان شنیدہ ایم۔ اگر در این زمان کسے خواہش دید۔

آن احوال دارد به خانقاہ شریف برود و احوال حضرت شاہ صاحب و احوال مریدان ایشان را بسنگرد۔  
رَاحِمَةُ اللّٰهِ وَرَاضِيَةً عَنَّا مَا أَحْسَنَ قَوْلُهُ۔

**فتنہ قبر** چون حضرت سیدی الوالد قدس سرہ قصد تعمیر محجر شریف کردند مریدان مولوی رحیم بخش اصراً کردند کہ قبر مولوی صاحب کہ بیرون محجر شریف است در محجر شریف داخل کرده شود۔ حضرت ایشان قدس سرہ فرمودند کہ مولوی صاحب خادم و محافظ خانقاہ شریف بودند۔ خادم را در صنفِ مخدوم آوردن مناسب نیست جواب حضرت ایشان را شنیدہ بعضی از مریدان گننام خطوط فرستادند و واجد علی خان رئیس بڈھانسی و مدار المہام ریاست جے پور را طرف دار خود ساختند۔ چون حضرت ایشان را اطلاع برد سائیس ایشان شد فرمودند۔ اگر ایشان می خواہند کہ بتزیت مرشد خود تعمیرے بنا کنند۔ خاک ایشان را از این جا بزنند و ہر جائے کہ خواہند دفن کنند و بر سر آن عمارت بسازند۔ لیکن در خانقاہ شریف ایشان را حق تصرف نیست۔

**غم مسجد شریف** چون واجد علی خان و رفقائے ایشان در سلسلہ قبر پیرو خود ناکام شدند استفتاء کردند کہ دروازہ مسجد بستن و مردمان را از مسجد منع کردن چہ حکم دارد و این استفتاء از مفتی محمد مظہر اللہ امام مسجد فتحپوری دہلی کردند۔ مفتی صاحب از آیتِ دَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدًا لِلّٰهِ اَنْ يُذْكَرَ فِيْهَا۔ استدلال کردہ تناعت این امر بیان کردند۔ واجد علی خان آن فتویٰ را در ڈاک خدمت حضرت ایشان ارسال کردند۔ جناب مفتی محمد مظہر اللہ رحمہ اللہ در ۱۳۸۳ھ بہ عاجز گفتند کہ من حسب معمول بہ خدمت بابرکت حضرت ایشان بعد العشاء حاضر شدم در آن وقت جناب مولانا سیف الرحمن صدیق مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری و دیگر افراد نشستہ بودند، یک کاغذ در دست مبارک حضرت ایشان بود۔ نظر حضرت ایشان بر آن کاغذ بود و فرمودند۔ "مفتی مظہر این مسجد بیت است"۔ غیر ازین حضرت ایشان یک حرف نہ گفتند و حضرت ایشان داسما مولوی مظہری گفتند لیکن آن شب بہ مفتی مظہر یاد فرمودند۔ چون حضرت ایشان این سخن فرمودند مر آن استفتاء بہ یاد آمد کہ چند روز قبل واجد علی خان گرفتہ بودند و یقینم شد کہ واجد علی خان جواب مرا بہ حضرت ایشان ارسال کردہ اند۔ و بعد از ارشاد ایشان من در احوال خانقاہ شریف و مسجد شریف نظر کردم و دیدم کہ مسجد شریف را خصوصی راہ نیست بلکہ راہ برائے دائرہ خانقاہ است و از خانقاہ بہ مسجد راہ می رود۔ لہذا این مسجد فی الواقع مسجد بیت است۔ کَمَا قَالَ حَضْرَتُهُ قَدْ سَسِرْتُہُ۔

**گزاشتن زوجہ اولی** چون حضرت ایشان از حرمین شریفین تشریف آورده در خانقاہ

ارشاد پناہ مقیم شدند و ملا عثمان رَحْمَةُ اللهِ اَزْمُوسِي زِي آمده خانقاہ شریف حوالہ ایشان کردند۔ ایشان را پیر  
 بہ حضرت ابن العم نے حضرت بنت العم خطوط نوشتند کہ اگر دختر شما بیاید ان شاء اللہ بہ آرام خواهد ماند، حضرت  
 عمہ محترمہ بہ عاجز گفتند کہ خواہش دختر من بہ رفتن نہ بود۔ لہذا من بہ والدہ شما نوشتم کہ دختر من خواہش رفتن  
 نہ دارد لہذا شما طلاق بد مہید چون این خط بہ والدہ شما رسید ایشان بہ وجہ خوب طلاق دادند۔

**سکونت خانقاہ** از حریم شریفین یک مخلص بخاری را آورده بودند۔ دوسہ سال آن بخاری در  
 خدمت حضرت ایشان بود۔ بعد از رفتن و تقریباً سہ سال کسے نہ بود۔

حضرت ایشان بعد از حلقہ شب دروازہ خانقاہ شریف را از اندرون بندی کردند و صبح ساعت نہ،  
 یک دو نفر از مخلصین دہلی می آمدند۔ و بر دروازہ دستک می زدند۔ ایشان را ہدایت کردہ شدہ بود کہ  
 بعد از فتح باب دوسہ دقیقہ داخل خانقاہ شریف نہ شوند زیرا کہ حضرت والدہ صاحبہ دروازہ را می کشادند  
 و اندرین ایام واقعہ جدائی کرامت النصار بہ وقوع آمدہ۔ کَمَا تَقَدَّمَ الْبَيَانُ۔

حضرت ایشان بہ ششم جمادی الاولی ۱۳۰۶ھ مکتوبی بہ ملا محمد عثمان رحمہ اللہ نوشتہ اند۔  
 در آن مکتوب است۔ حاضرین حلقہ شریفہ حاجی عیسیٰ و عبدالرسول و محمد عالم و منشی محمد رضا و مولوی سیف  
 الرحمن و احسان علی و اماد حسین و عبدالرحمن و حافظ محمد و دیگر خادمین حبیب بخش و عبدالحق و عبدالواحد و  
 سید اکبر و شمس الدین و گل محمد تسلیات عرض دارند و طلب دعوات می نمایند بر خوردار محمد سراج الدین و  
 جملہ خادمین و مخلصین خانقاہ دعا خوانند۔

و اندرین ایام منشی حسین علی، نور الہی صندوق ساز، عبدالرحمن ٹین فروش، حاجی عبدالغنی  
 منتظم عید گاہ، حاجی محمد اسحاق سوداگر صدر بازار، حاجی فضل عمر سوداگر جفت، مرزا فرخ شاہ گورگانی و  
 منشی کرم اللہ خان معروف بہ منشی نئے خان از حضرت ایشان بیعت شدہ اند۔

**انقطاع از اہل دنیا** بعد از تعمیر مسجد شریف چند سال حضرت ایشان از اہل دنیا بالکلیت  
 انقطاع ورزیدند حضرت ایشان بہ اسماعیل بن عبدالرحمن کہ از مخلصین  
 بمبئی بودہ اند۔ بہ روز جمعہ ششم جمادی الآخرہ ۱۳۱۰ھ مکتوبی نوشتہ اند۔ در آن خط تحریر است۔ "کتاب  
 مستطاب رسید۔ سبحان اللہ عجب کتاب است، سالہا است کہ حقیر مشتاق زیارت آن بود، بہ سبب  
 شما بہ سعادت مطالعہ اش سرفراز شد، نسبت غلامی کہ این حقیر را بہ قرآن شریف است ہر چند نہ می  
 گزارد کہ بہ کلام کسے ذوقین شوم۔

آن را کہ در سرائے نگارے است فارغ است؛ از باغ و بوستان و تماشاخانے لالہ زار

اما در تصوف قدیم در مدح این کتاب **لَمْ يُصَدِّقْ مِثْلَهُ** گفتن رواست. و در آخر نوشته اند: زیادہ از یک سال است کہ از خانقاہ شریف قدیم بیرون نہ نہادہ ام۔ دروازہ ملاقات مردم بالکل مسدود شدہ است۔ دوسہ خادم ولایتی، یک نیم ہندی بہ مشقت تمام حاضر می شوندر طالب خدا نیست الا ماشاء اللہ، از آمدن مردم بے مزگی می شود بہ دعایاد دارند۔ و نوشتہ اند۔ اے عزیز در عالم کسے نیست و چیزے نیست کہ مرادوق دہد بہ جز خلوت من، سلوک سالکان و جذبہ مجذوبان را درون حرم دل من با نیست، خود در فہم عنایتی کہ بر من است قاصر م، بہ دیگران چہ رسد، **وَاللّٰهُ يُخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ**۔ **تَحَدِّيْنَا بِنِعْمَةِ اللّٰهِ** بہ شما نوشتم کہ دوست باشید و فہم کنید۔

من اگر ز ند م و گر شیخ چہ کام با کس حافظ را از خود م عارف وقت خویشتم  
تقریباً چار سال حضرت ایشان دروازہ ملاقات بستہ بودند۔ در او اخیر این دوریاری محمد ولد مرزا خروٹی از سر وزہ رسیدہ بود و چند سال در خدمت حضرت ایشان ماند۔ و سے بہ عاجز بیان می کرد کہ چند بار این واقعہ پیش آمدہ کہ حضرت ایشان کتابے بہ من می دادند و من آن را فروختہ قیمتش می آورد م و حضرت ایشان خرچہ خانہ ازان پول می کردند۔

**احتیاط در قبول ہدایا** حضرت ایشان در قبول ہدایا بسیار احتیاط می کردند۔ از سود خورد راشی و متکب حرام قطعی و بد اعتقاد ہدیہ نہ می گرفتند۔ و از کسانے کہ ہدیہ گرفتہ می شد، آن ہدیہ مع آن رقعہ کہ در ان نام مع ولدیت و بیان ہدیہ می بود در کنجے از خانہ خصوصی حضرت ایشان نہادہ می شد۔ اگر بر مزاج اشرف حضرت ایشان چیزے از آثار کدورت ظاہر می شد، روز دیگر آن ہدیہ بہ آن شخص واپس کردہ می شد، مخلصے از افغانستان قدرے از روغن آورد۔ روز دوم آن روغن بہ آن شخص واپس کردہ شد، حضرت ایشان فرمودند درین روغن بوے حرمت می آید۔ آن شخص متحیر ماند کہ شائبہ حرمت از کجا آمد۔ گو سفند از مال حلال خریدہ شدہ و عیال من از دست خود روغن کشیدہ۔ چون آن شخص از دہلی بہ خانہ رسید تحقیق کرد و معلوم شد کہ آن گو سفند اچیانادر کشت دیگران رفتہ کشت می خورد، ہمید کہ بوے حرمت ازین جا پیدا است۔ مولوی برکت اللہ نسباً فاروقی بود و در ہانسی ضلع حصار قیام داشت از اصحاب اولین و صاحب نسبت و برکت و اجازت بود۔ در ۱۳۱۵ھ حسب معمول بہ خدمت اقدس رسید و رو پیہ ہدیہ پیش کرد و یک دور روز در خدمت ماندہ بہ وطن بازگشت حضرت ایشان درج ذیل خط بہ ایشان نوشتند (اصل خط بہ اردو است)

روزے کہ شمار خصمت شدید۔ بہ عصر آن روز دل را از شتاب لطفی حاصل شد۔ ما شمار ادریانت

کردیم معلوم شد کہ شمارفتہ آید۔ ہدیہ شمارد کردہ می شود۔ زیرا کہ حالت شما مشکوک شدہ است۔ اگر شما صاف  
می بودید چرا دم را آن روز از شما بے لطفی پیدا شدے۔ ما ہدیہ ہر شخص نہ می توانیم گرفت و نہ از ما ہر شخص  
بہرہ مندمی تواند شد۔ در حق شما بہترین است کہ از بے ایمانی قلب تو بہ کنید۔ ۲۴ رجب الحرام  
شب معراج۔۔۔۔۔۔ در قبول ہدایا احتیاط تام اگر چہ تادم و اسپین بودہ اما بعد از ماہ رجب  
۱۳۲۹ھ از قبول کردن ہدیہ امثال مولوی برکت اللہ احترام نہ می فرمودند یعنی از کسانی کہ بہ کسب  
حلال مصروف بودند و در کار طریقت از ایشان سستی واقع می شد ہدیہ می گرفتند، زیرا کہ روزے در  
میرٹھ درس بخاری شریف می دادند۔ چون در کتاب الوصایا بہ حدیث سعد بن ابی وقتاص رضی اللہ  
تعالی عنہ رسیدند کہ آن حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بہ حضرت سعد فرمودہ۔ قَالَ الثَّلَاثُ وَالثَّلَاثُ  
كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ اغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَ هَمَّهُمْ عَالَةً يَتَكْفِفُونَ النَّاسَ فِي أَيِّ كَلِمٍ۔  
یعنی بدہ سیوم کہ سیوم بسیار است۔ بہ تحقیق گزارشتن تو وراثت خود را اغنیا و بے نیاز۔ بہتر است  
از گزارشتن آنها فقر و بے نوا کہ در از کنند دست ہا را پیش مردم و طلب کنند کفاف زندگانی کہ در دست  
مردم است۔ ۱ھ۔ حضرت ایشان فرمودند کہ از روئے این حدیث صحیح برائے اولاد مال و متاع دنیویہ  
چیزے گزارشتن بہتر است۔ و بعد ازین واقعہ حضرت ایشان در کوسٹہ و در دہلی بعض املاک خریدند۔  
والا تا آن زمان غیر از خانہ سکونتی چیزے دیگر نہ خریدہ بودند۔

اگر قبل از ۱۳۲۹ھ احتیاط از انداختبار کردہ بودند و ہدیہ از کس مانندان وستان در امور  
طریقت نہ می گرفتند نہ بہر ارضائے رب نہ می گرفتند و اگر فیما بعد قبول فرمودند از وجہ ارشاد سردار  
دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قبول فرمودند عمل حضرت ایشان مصداق این حدیث شریف بودہ  
مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَالْبَعْضَ لِلَّهِ وَأَعْطَى لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ۔

نے از تو حیات جاودان می خواہم نے عیش و تنعم جہان می خواہم  
نے کام دل و راحت جان می خواہم ہر چیز رضائے تست آن می خواہم

**تفریح و تمشیہ** حضرت ایشان چند سال از خانقاہ شریف بیرون قدم نہ نہادند از کثرت  
مراقبہ و نشست در احوال صحت فتورے رونما شد حکیم عبدالمجید خان حضرت  
ایشان برائے تفریح و تمشیہ عرض کردند چنانچہ از ان روز تا اول روز علالت حضرت ایشان تفریح و  
تمشیہ راترک نہ کردند و ابتداء تفریح بہ این طور بود کہ از خانقاہ شریف برآمدہ بہ سمت جنوب تادروازہ  
ترکمان می رفتند و از آنجا بربالائے فصیل بہ سمت شرق و باز بہ سمت شمال تازینت المساجد شریفی می برتند

فصیل یعنی دیوار شہر پناہ از سنگ خار بود و از بالا بہ اندازہ یک ونیم گز موز داشت۔ ڈاکٹر احمد اشفاق شیرکوٹی از مخلصین صادقین بود۔ در فوج نوکری داشت۔ قیام گاہش نزد زینت المساجد بود۔ وے بہ انتظار حضرت ایشان استاده می بود۔ و حضرت ایشان تقریباً یک ساعت آن جا توقف می فرمودند و از آنجا از راہ مسجد جامع و مٹیامحل و چتلی قبر بہ خانقاہ شریف می آمدند۔ ہمراہ ایشان یک مخلص افغانی می بود کہ یک قدم پس می رفت و اکثر اوقات از ہندی بہاد و نفر می بودند کہ پیش ایشان می رفتند۔ یکے حافظ منیر الدین منیر و دوم مولوی عبدالسبحان۔ بہ دوران تمشیہ حافظ منیر الدین بہ تلاوت کلام الہی مصروف می بود و حضرت ایشان استماع می فرمودند۔ مولوی عبدالسبحان علوم دینیہ را در دیوبند خواندہ بودند۔ در ابتدا امر قدرے در بند ماہذ اذ لیماد اگر رفتار بودند لیکن رفتہ رفتہ ازین بند شہا آزاد شدند و بہ دل و جان معتقد حضرت ایشان شدند و اگر غیر ازین دو نفر کسی می بود آن ہم بہ ادب تمام و حضور قلب پیش حضرت ایشان می رفت اجیاناً حضرت ایشان تفسیر و بیان آیات شریفہ می کردند و مولوی عبدالسبحان لذتہا می برداشت۔ حافظ منیر الدین قرآن مجید را از اول تا آخر تلاوت می کرد۔ بہ ہر جائے کہ امر وزمی رسید فرودایش ازان بعد تلاوت می کرد۔ روزے حافظ منیر الدین آن آیات مبارکہ تلاوت کرد کہ در ان بیان قوم لوط بود۔ حضرت ایشان بہ نوع بیان و تفسیر آن آیات مبارکہ فرمودند کہ مولوی عبدالسبحان در تحیر بماند از خشیت پروردگار جلّ مجدّہ سبیل اشک از چشمان مبارک جاری بود، و رفقا از خود بے خبر و زدیگر احوال بودند۔ مولوی عبدالسبحان از دل و جان ازان روز معترف بزرگی و طہارت نفس و تنجّر علمی حضرت ایشان شدند، تا وقتے کہ مولوی عبدالسبحان و حافظ منیر الدین بہ قید حیات بودند آن بیان را یاد می کردند۔ اگر مولوی عبدالسبحان طالب آن بیان را قلم بند می کردند برائے انتفاع دیگران سببے ہتیمی شد، حیف صد حیف، آن قدر بشکست و آن ساقی نہ ماند۔

**قصہ نقاب** چونکہ حضرت ایشان در ان ایام بہ وقت تمشیہ چادے بر سر مبارک و بر روی نور بہ نوعی پیچیدند کہ حضرت ایشان راہ را ببینند و نظر مبارک ایشان بر کسے نیفتد۔ اہالیان شہر دہلی آن زمان را بہ ایام نقاب یاد می کردند می گفتند کہ حضرت شاہ صاحب بروئے مبارک خود نقاب می انداختند حالانکہ آن نقاب نہ بود بلکہ آن را لثام می توان گفت۔ اندران ایام بہ یکے از مخلصین فرمودند صورت بعض اشخاص مسخ شدہ بہ نظر می آید۔ از دیدن آن کر یہ اشکال خود را نگاہ می دارم۔

**ہوش در دم نظر بر قدم** حضرت ایشان دسامد را احوال ہوش در دم می بودند۔ عاجز



ہیچ وقت رایاد نہ دارد کہ ایشان از ہوش در دم غافل شدہ باشند و بہ وقت رفتار نظر بر قدم می داشتند۔  
نواہ در خانہ می بودند یا بیرون خانہ، یاد رفتن و تمشیہ، در ہمہ جا ناکسں الراس می بودند۔ اگر در راہ شایان  
دید چیزے پیش می آمد۔ کسے عرض می کرد حضور، التفات فرمائید این چه عجیب چیز است، بہ استماع این  
قول حضرت ایشان توقف می نمودند و اگر در راہ عمومی می بودند مگر اگر آشتی بہ جہت چپ استادند  
و باز سمر مبارک را برداشتہ آن چیز را ملاحظہ می کردند تا وقتے کہ ملاحظہ می فرمودند از جاسے خود حرکت نہ می  
کردند و با کلمہ تحسین گفتہ سمر مبارک را پست کردہ براہ روان می شدند۔

در راہ با کسے ملاقات نہ می کردند۔ البتہ بعض اوقات تکلم می فرمودند۔ اگر کسے در راہ ارادہ مصحح  
کردن می کرد۔ خادمے کہ در پس حضرت ایشان بہ یک قدم می بود آن شخص را بازمی داشت۔ پروردگار  
جل شانہ و عم احسانہ ہمہ وقت را برائے حضرت ایشان صفا فرمودہ بود۔ در کتاب الرقاق مشکات  
این حدیث قدسی موجود است۔ ابن آدم تَقَرَّخَ لِعِبَادَتِي أَمَلًا صَدْرًا غَنِيًّا وَأَسَدًا فَقَرَّخَ  
وَأَنَّ لَا تَفْعَلُ مَلَأْتُ يَدَايَ شُغْرًا وَلَمْ أَسَدَّ فَقَرَّخَ حضرت ایشان بِفَضْلِ اللَّهِ وَ  
إِحْسَانِهِ ساحتِ سینہ مبارک خود را بِالْكَلْبَةِ از فکر ماسوی اللہ پاک و صاف نمودہ بودند بہر وقت  
ایشان صاف و بہر آن ایشان در ذکر۔

قَوْمٌ هُمُومُهُمْ بِاللَّهِ قَدْ عَلِقَتْ	فَمَا لَهُمْ هُمُومٌ تَسْمُو إِلَى أَحَدٍ
فَمَطْلِبُ الْقَوْمِ قَوْلَاهُمْ وَسَيِّدُهُمْ	يَا حُسْنَ مَطْلِبِهِمْ لِلْوَالِدِ الصَّمَدِ
مَا أَنْ تَنَازَعَهُمْ دُنْيَا وَلَا شَرَفٌ	مِنَ الْمَطَاعِمِ وَاللَّذَائِثِ وَالْوَالِدِ
وَلَا لِبَاسٍ لِتَوْبٍ فَاتَّقِ أَنْفِي	وَلَا التَّزَايُدِ فِي الْأَمْوَالِ وَالْعَدَدِ

و فیما بعد حضرت ایشان برائے چہار ساعت بیرون شہر و غریبہ می رفتند و آنجا بہ اندازہ دو میل  
می گشتند و بہ ذکر شریف مشغول می شدند یک خادم افغانی ہمراہ می بود کہ قدرے دور تر از حضرت  
ایشان می نشست و خیال می داشت کہ کسے نزد حضرت ایشان نہ رود۔

**مَصِيفِ كَوْسَطَ** حضرت ایشان قدس سرہ دو از دہ سال صیفا و شتاء در خانقاہ شریف  
قیام کردند۔ اگر باطن حضرت ایشان مثل بوئے گل معطر و لطیف بود ظاہر  
ایشان نیز مثل برگ گل ملائم و پاکیزہ بود۔ در ایام تابستان از شدت حرارت تمام بدن مبارک از  
دانها کہ آن را "گرمی دانہ" گویند پرمی شد۔ و با حدت باطنی حدت ظاہری یک جاشدہ مزاج اشرف  
نازکتری ساخت، حکیم عبدالمجید خان عرض کردند کہ شمار اور تابستان بہ مقام خنک باید رفت۔

و چونکہ مزاج شہما طوب است لہذا مقام خشک مناسب تر است و حکیم صاحب تجویز کوٹہ بلوچستان کردند کوٹہ برائے حضرت ایشان جائے نو بود و نہ آنجا کسے از متعارفین بود۔ حضرت ایشان بہ حاجی فضل عمر سوداگر حضرت فرمودند کہ تا کوٹہ ہمراہ روزند و آنجا مسکنے بہ ایجا گرفتہ برگردند۔ حضرت ایشان یک ملازم و یک ملازمہ را با خود گرفتہ با اہل و عیال در اوائل ماہ محرم ۱۲۱۵ھ (مئی ۱۹۰۷ء) بہ کوٹہ بلوچستان تشریف بردند۔ حاجی فضل عمر نزد جامع مسجد قندھار بیان یک بالاخانہ برائے چہار ماہ بہ کرایہ گرفتند و آنجا را پاک و صاف کردہ حضرت ایشان را بہ آنجا بردند و خودشان بہ بی مراجعت نمودند۔

### نور ہدایت و امید

حضرت ایشان با یک خدمت گار ہندی بہ کوٹہ رسیدند۔ از افغانی واز بلوچی یک حرف نہ می دانستند۔ در بالاخانہ قیام فرمودند۔ پروردگار جل شانہ قلوب العباد را بہ ایشان مائل کرد۔ مشکات در باب الحب از صحیح مسلم روایت کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرمودہ۔ ان اللہ اذا احب عبد ادعا جبرئیل فقال انی احب فلانا فاحبه قال فیحبہ جبرئیل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللہ یحب فلانا فاحبوا فیحبہ اهل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض۔ الخ۔ یعنی بہ تحقیق چون اللہ تعالی از بندہ خود راضی می گردد و ویرا دوست خود می سازد می خواند جبرئیل را و بہ دے می گوید، بہ تحقیق من دوست می دارم فلان بندہ را پس تو او را دوست دار۔ پس جبرئیل آن بندہ را دوست می دارد و باز جبرئیل در آسمان ندا می کند و می گوید کہ اللہ تعالی فلان بندہ را دوست می دارد پس اے اہل سما شمار شما دوست دارید او را، پس آسمانیان او را دوست می دارند پس نہادہ می شود مرآن بندہ را قبولی در زمین و در دلہائے اہل زمین محبت آں بندہ جائے می گیرد۔ الخ۔ ظہور این حدیث شریف بہ اتیم وجہ در کوٹہ بلوچستان شد۔ روزے چند نہ گزشتہ بود کہ صلحا و اہل علم و اصحاب بصیرت و ذوی العقول بہ خدمت اقدس حضرت ایشان حاضر شدہ حلقہ غلامی بہ گوش خود انداختند و کسانے کہ دران دیار جمال با کمال حضرت ایشان دیدہ گرفتار محبت ایشان شدہ بودند نامہائے ایشان تذکار المحبتہم عاجز می نویسند۔

ملا عبد الحلیم آخوندزادہ کاظمی از قریہ چوہی از مضافات کوٹہ۔ ملا عبد الرشید آخوندزادہ برادر کلان ملا عبد الحلیم، ملا ایاز آخوند از کچلاخ، مفتی محمد جمعہ امام جامع مسجد مفتی کوٹہ، قاضی لعل محمد نوری از قلات نصیر، مرزا نیاز محمد خان قندھاری تاجر۔ مرزا محمد اسلم خان حسن خان اندر، حاجی عبد الغنی و جلال خان از پشین و غیر ازین بعض افراد بودہ اند کہ نامہائے ایشان بہ یاد عاجز نہ مانده۔ ہر یکے از اینہا در فہم و فراست و عقل و جوانمردی از منتخبات روزگار بودہ۔ میر حسن صاحبزادہ پسر سید امان اللہ

مشہور بہ میان صاحب درپشین قیام داشتند کہ بہ فاصلہ چہل میل از کونٹہ است معمر و صاحب علم و فضل بودند۔ از دست امیر عبدالرحمن از افغانستان جلاوطن شدہ بودند ایشان فرزند اصغر خود کہ سید عبدالحلیم نام داشتند گفتند کہ آوازہ حضرت صاحب دہلوی مسموع شدہ۔ و معلوم شدہ کہ ایشان بہ کونٹہ تشریف آورده اند۔ شاہ بہ کونٹہ بروید و از احوال و کیفیات ایشان معلوم کردہ بہ ما خبر بدہید۔ سید عبدالحلیم صاحبزادہ بہ این عاجز بیان کردند کہ من ازپشین بہ کونٹہ آمدم و سہ چار روز احوال حضرت صاحب را دیدم و از بعض افراد نیز پرسیدم و بہ پشین رفتہ بہ والد بزرگوار خود گفتم کہ حضرت صاحب دہلوی عالم جید و حافظ قرآن مجید ہستند۔ باہر کس ملاقات نہ می کنند۔ از فاسقان خود را دوری دارند۔ ہدیہ ہر کس را قبول نہ می کنند نہ نزد کسے می روند و نہ با کسے تعرض می کنند۔ چون بر راہ می روند نظر ایشان بر قدم می باشد۔ مجلس ایشان مجلس علمی است۔ از میدان ایشان ہر کہ خطائے می کند زجرش می فرمایند۔ والدین چون بیان مرانشیدند فرمودند، اے پسر بالیقین این شخص از اولیائے پروردگار است بہ خدمت ایشان رسیدن از سعادت است۔ طوبی الیمن لا زلم عتبتہ دارہ۔ و باز میر حسن صاحبزادہ ازپشین بہ کونٹہ آمدند و تا ۳۳ صہرہ پیام صیف در کونٹہ سکونت می داشتند و بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ استفادہ می کردند۔

**بگلستان رفتن** جلال خان حضرت ایشان را در ۱۹ صہرہ بہ گلستان بردند۔ چہل روز آنجا قیام حضرت ایشان بود۔ جماعتی از پاک نہادان داخل سلسلہ مبارکہ شدند۔ چون سید کرم شاہ، سید بدل شاہ، سید عبدالحق، خدائے رحم کا کر، محمد یعقوب ترین وغیر ہم۔

**واقعہ عبدالحمید آخوندزادہ** ملا عبدالحمید صاحب علم و فضل و شخص معرود را طرف پشین استاد کل بودند مخلصان پاک نہاد کرم شاہ، بدل شاہ، محمد

یعقوب وغیر ہم از توار و انوار و برکات بے اختیار شدہ نعرۃ اللہ اکبر در نماز بلند می کردند۔ درین باب کسے از آخوندزادہ صاحب استفسار کرد کہ آیا نماز این افراد درست است یا نہ۔ آخوندزادہ صاحب فرمودند کہ نماز این افراد نہ می شود۔ این سخن بہ حضرت ایشان قدس سرہ رسید و آن وقت آخوندزادہ صاحب نیز حاضر بودند۔ حضرت ایشان بعد از استماع این کلام دو چار دقیقہ حسب معمول خاموش ماندند و باز سر مبارک را بالا کردہ بہ آخوندزادہ صاحب این الفاظ فرمودند۔ اے عزیز جلالت ایمان نہ چشیدہ تی اثر این قول بر صاحبزادہ بہ این اندازہ شد کہ در حیات خود اعدا حکم سابق نہ کردند۔

رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

عاجز گوید کہ در احوال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن جوزی نوشتہ کہ ایشان در نماز سورہ یوسف می خواندند چون بہ۔ اِنَّمَا اشْكُوْا بِيْ وَاَحْزَنِيْ اِلَى اللّٰهِ۔ رسیدند بہ گریہ در آمدند۔ راوی می گوید۔ سَمِعْتُ نَسِيْجًا وَاِيْ لَفِيْ اٰخِرِ الصُّفُوْفِ۔ و ابن عباس می فرماید۔ رَأَيْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَنْشِجُ حَتَّى اِخْتَلَفَتْ اَضْلَاعُهُ، و ابن عمر می فرماید، غَلَبَ عَلَيَّ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْبُكَاءُ وَهُوَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الصُّبْحِ فَسَمِعْتُ حَيْنِيْنَهُ مِنْ وَّرَاءِ ثَلَاثَةِ صُّفُوْفٍ۔ کجا نعرہ نخوت و تمکنت و کجا آہ خشیت و عبودیت۔ شَتَّانَ مَا بَدَيْنَهُمَا۔

**مفتی کفایت اللہ** در دہلی شخصے از مفتی کفایت اللہ استفسار کرد۔ کہ یک شخص امامت می کرد مقتدیانش مصروف بکابو دند و بعضے از آنها نعرہ اللہ می زد۔ آیا نماز این افراد شدیدانہ مفتی صاحب از سائل دریافت نمودند کہ کدام شخص امامت می کرد و مقتدیانش کدام نفر بودند۔ سائل گفت۔ امامت حضرت شاہ ابوالخیر می کردند و مریدان ایشان مقتدیان بودند۔ حضرت شاہ صاحب سورۃ الشمس تلاوت می فرمودند۔ مفتی صاحب بہ سائل گفتند۔ کفایت اللہ چسپان بگوید کہ نماز نہ شد۔ این کیفیت عشق و محبت است۔ مفتی صاحب چہ جواب درست دادہ اند۔ جزاہ اللہ خیر۔ عبد الحمید دہلوی در وقت این سوال و جواب موجود بود و بہ عاجز حکایت این واقعہ کردہ۔

**پیر مردے** روزے حضرت ایشان در خانقاہ شریف مصروف حلقہ و توجہ بودند کہ صاف باطن پیر مردے آمد۔ حضرت ایشان باوے بہ محبت پیش آمدند۔ بہ دوران گفتگو آن پیر مرد عرض کرد۔ حضرت بزرگوار، آن وقت ہم خواہد آمد کہ عوام الناس نیز حاضر شدہ استفادہ خواہند کرد۔ حضرت ایشان از استماع این سخن قدرے متبسم شدہ بہ حاضرین حلقہ فرمودند۔ بشنویں این پیر مرد چہ می گوید۔

**نظام دکن** در دہلی بہ یکم شوال ۱۳۲۰ھ و یکم جنوری ۱۹۰۳ء جشن تاج پوشی بادشاہ انگلستان بود۔ حکومت ہند تمام نوابہا و راجا ہا و امرا و زمینداران را از اطراف ہند مدعو کردہ بود۔ نظام دکن میر محبوب علی خان نیز بہ دہلی آمدہ بودند۔ واقعہ آمدن نظام دکن را چند افراد بہ عاجز بیان کردہ و حضرت سیدی الوالد قدس سرہ نیز بیان فرمودہ اند۔ عاجز اولاً بیان مخلصین می نویسد کہ تفصیل دارد و باز بیان حضرت ایشان قدس سرہ می نویسد۔ لِيَكُوْنَ اِلْمَخْتَامُ مَسْكَاً۔

بیان مخلصین۔ در یک عربہ نظام دکن میر محبوب علی خان و فرزند ایشان میر عثمان علی خان سوار بودند۔ ہمراہ ایشان یک انگریز افسر بود (عاجز از بعض افراد شنیدہ کہ آن انگریز کمشنر بودہ) بر دروازہ

خانقاہ شریف یک افغانی نشستہ بود۔ اُردلی بہ افغانی گفت کہ نظام صاحب برائے ملاقات آمدہ اند۔ افغانی اطلاع کرد و باز نواب صاحب مع پسر و دوسہ نفر در خانقاہ شریف داخل شدند و انگریز افسر نزد دروازہ استادہ ماند۔ بعدِ قلیل نظام دکن مع فرزند و رفقا برآمدند و باز لوکران نظام در طبقہائے تقریبیٰ دنا نیز رُسخ دگفتہ اند کہ مالیتی یک لک روپیہ بود۔ شاید از کسے شنیدہ باشند بہ خدمتِ حضرت ایشاں بردند و عرض کردند کہ حضورِ نظام ہدیہ ارسال کردہ اند۔ حضرت ایشاں فرمودند ”من بانواب صاحب ملاقات کردم۔ حاجت بہ این ہدیہ نہ دارم۔ برائے ایشاں دعائی کنم“ چنانچہ آن طبقہاں را ملازمانِ نظام واپس بردند۔

بیانِ حضرت ایشاں۔ روزے حضرت ایشاں در دہلی بہ وقت بازگشت از تفریح و تمشیہ فرمودند ”دردندانِ بغلی مادر بود و مادر و سَطِ دالان بیرون مسجد شریف نشستہ بودیم (این دالان از جہت جنوب ہم مدخل دارد) نواب صاحب مع فرزند میر عثمان علی خان آمدند۔ چوں بہ مدخلِ دالان رسیدند سہ مرتبہ بہ ہر دو دست فرشی سلام کردند (بہ ہیئت رکوع شدہ ہر دو دست تا بہ قریب زمین سہ بار بیرون و بلند کردن) و نزد مدخلِ دوزانو نشستند۔ فرزند ایشاں بہ پہلوئے ایشاں نشستند۔ نواب صاحب استفسار احوال نمود ما گفتیم حمد خدائے پاک راست کہ بہ عافیت ہستم۔ شما از احوال خود بفرمائید۔ ایشاں گفتند۔ حمد اللہ بہ عافیت ہستم۔ و بعد از چار پنج دقیقہ سہ بار فرشی سلام کردہ مرخص شدند“ حضرت ایشاں بیان ہدیہ نہ کردند۔

امیر حبیب اللہ خان | حاکم عام تمام ہند کہ آن را انگلیسہا و ایسرائے می گفتند دعوتِ شاہ افغانستان امیر حبیب اللہ خان در ۱۹۰۶ء کرد۔ امیر صاحب بہ دعوتِ و ایسرائے آمدند بہ پنجم ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ (۲۰ جنوری ۱۹۰۶ء) سفیر محمد اسماعیل خان را امیر صاحب بہ خدمت حضرت ایشاں فرستادند کہ آرزو مند زیارتِ حضرت ایشاں بہ محمد اسماعیل خان فرمودند۔ امیر صاحب را سلام ما برسانید و از جانب ما بگوئید۔ غرض و غایت آمدنِ ما بہ دہلی ملاقاتِ فقیر نہ بود۔ لہذا برائے کارے کہ آمدہ اید۔ آن را بہ اتمام رسانید۔ فقیر برائے شما دعائے خیر می کند۔ البتہ اگر از کابل بہ نیتِ ملاقاتِ فقیر می آمدید۔ فقیر ملاقات می کرد۔ محمد اسماعیل خان بہ ہفتم ذی الحجہ باز حاضر شد و عرض کرد کہ امیر صاحب خواہش دارند کہ ہدیہ پیش کنند۔ حضرت ایشاں فرمودند۔ مرا حاجت نیست۔ ایشاں امیر مسلمانانند۔ خدمتِ اسلام بکنند۔ ہمیں تحفہ من است۔

قیام در سکھر | در ایام صیف حضرت ایشاں بہ کوٹہ می رفتند و در ابتداء خریف بہ دہلی

برید۔ حضرت ایشان دعوت ایشان را قبول فرمودند۔ از میرٹھ در قطار آہن بہ سردھنہ تشریف بردند۔ بعد الغروب بہ سردھنہ رسیدند آن جا جم غفیر بہ استقبال استادہ بود۔ از محطۃ القطار تا جائے قیام تمام راہ را بہ بیارق کاغذی و گلہا آراستہ کردہ بودند۔ در عربہ اسپہانہ بودند۔ بلکہ اولادِ جانفشان خان عربہ را حرکت دادہ تکبیر گویان تا قیام گاہ بردند۔ چون حضرت ایشان در محل فرودکش شدند جو اتان و فاشعار تماشائے آتش بازی برپا کردند۔ در آن وقت حضرت ایشان بہ تمام حاضرین خطاب کردہ فرمودند: ”وقتیکہ حضرت جدِ امجدِ شاہ احمد سعید قدس سرہ بہ حجاز مقدس ہجرت فرمودند بزرگان اینہا پروانہ را ہداری از حکام حاصل کردند تا کہ حضرت ایشان مع متعلقین سفر بکنند و در راہ کسے مزاحم نہ شود“ درین موقع اصغر علی شاہ فرزند فتح علی شاہ فرزند جانفشان خان بہ سوز و گداز این نظم خواند۔

دید ہا محوِ رُخِ نیکوئے تو	مظہرِ حقِ تامتِ دلجوئے تو
چشمِ امیدِ مریدانِ سوئے تو	اے ہلالِ عیدِ جودِ ابروئے تو
شیئاً اللہ از جمالِ روئے تو	مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو
خضر کو تارہ نماید سوئے تو	ہستم آوارہ بہ جستِ وجوئے تو
اے کلیدِ گنجِ فیضِ ابروئے تو	تشنہ ام نوشم زلالِ جوئے تو
شیئاً اللہ از جمالِ روئے تو	مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو
مُورِدِ الطافِ رحمانی توئی	واقفِ اسرارِ پنہانی توئی
خاصیہ در گاہِ سُبحانی توئی	راز دارِ سترِ یزدانی توئی
شیئاً اللہ از جمالِ روئے تو	مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو
منبعِ جودی و تو بحرِ سخا	اے توئی ہر گم رہے را رہنما
ہاں نگاہِ لطفِ براین بے نوا	نیست بجز تو دردِ دلہا را دوا
شیئاً اللہ از جمالِ روئے تو	مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو
نفسِ دینِ مصطفیٰ خوانم ترا	نائبِ خیرِ الوریٰ خوانم ترا
اے ستودہ رہنما خوانم ترا	دقتِ مایوسی ترا خوانم ترا
شیئاً اللہ از جمالِ روئے تو	مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو
مضطرب و خاطر پریشان آمدم	بر درت اے شاہِ شاہان آمدم
باہزاران شوق دار مان آمدم	ہمرہ صدیاس و جرمان آمدم

مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو  
 مُفت کردم عمر خود را من تلف  
 گوهر مقصود گم شد از صدق  
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو  
 دست من از کار رفت اے حبیب  
 بردرت افتادہ مسکین و غریب  
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو  
 بادیا، در پیش می دارم سفر  
 خوف رہزن در دم شام و سحر  
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو  
 بر سر کوه آفتابم آمدہ  
 سر ز نشہا در حسابم آمدہ  
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو  
 عمر آخر گشتہ و من بے خبر  
 خود نہ کردم امتیاز خیر و شر  
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو  
 ز اورا ہم جز گناہان ہیچ نیست  
 در کفم جز یاس و حرمان ہیچ نیست  
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو  
 نیست اندر حبیب و دامان یک جوم  
 در قطارِ خادمانت من دوم  
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو  
 نامہ این اصرار گم کردہ راہ  
 اولیا را ہست قدرتِ ازالہ  
 مُفلسانیم آمدہ در کُوئے تو

شیئاً اللہ از جمالِ رُوئے تو  
 گشتہ ام تیر ملامت را ہدف  
 مفلسم ہیچ نہ دارم من بہ کف  
 شیئاً اللہ از جمالِ رُوئے تو  
 کار من از دست گشتہ بے نصیب  
 نیست جز تو بہر درد دل طبیب  
 شیئاً اللہ از جمالِ رُوئے تو  
 پائے من لنگ است و منزل پُر خطر  
 خواجہ ماشاہ ما بر ما نگر  
 شیئاً اللہ از جمالِ رُوئے تو  
 وقتِ صبح و باز خواہم آمدہ  
 وقتِ یاس و اضطرابم آمدہ  
 شیئاً اللہ از جمالِ رُوئے تو  
 ہمریان در منزل و من در سفر  
 داری اے خواجہ ز احوالِ خبر  
 شیئاً اللہ از جمالِ رُوئے تو  
 توشہ من غیر عصیان ہیچ نیست  
 بے سرو برگیم و سامان ہیچ نیست  
 شیئاً اللہ از جمالِ رُوئے تو  
 توشہ تاجانب عقبی روم  
 تا بگردم گرد و قربانت شوم  
 شیئاً اللہ از جمالِ رُوئے تو  
 از عملہائے زبون گشتہ سیاہ  
 تیر جستہ باز گرداند ز راہ  
 شیئاً اللہ از جمالِ رُوئے تو

بس درین عالم ہمین خیر من است      خواجہ ام شاہ ابوالخیر من است  
صد ہزاران خادش غیر من است      خلد دیدارِ خوش سیر من است  
مفسلایم آمدہ در کونے تو      شیدا شدہ از جمالِ رُوی تو

**در بلند شہر** در ۱۳۳۳ھ جناب ہمشیرہ کلان در کونٹہ علیل شدند، چونکہ موسمِ دہلی خوب نہ بود حضرت ایشان در اواخرِ رمضان از کونٹہ بہ میرٹھ و آن جا چند روز قیام فرمودہ بہ بلند شہر تشریف بردند و آن جا در محلِ سرائے خان شیرین خان دو ماہ قیام فرمودند۔ این محل سر مشہور بہ کونٹھی پھونس بود کہ نزد کالام بودہ۔ اطباءے یونانی علاج ہمشیرہ صاحبہ کردند و حق تعالیٰ ایشان را شفا بخشید۔ روزے حضرت ایشان برائے تفریح و تمشیہ برآمدند و بہ مزار مبارک ملاحسن شہید تشریف بردند کہ متصل مسجد شریف واقع است و در مسجد شریف مدرسہ احمدیہ بود و مولوی احمد اللہ درین مدرسہ مدرس بودند۔ این مسجد و مزار در محلہ فراشان است۔ حضرت ایشان چو از فاتحہ فارغ شدند بہ مولوی احمد اللہ فرمودند۔ ملاحسن مرا بر تخت شیشہ جائے دادند۔ مولوی صاحب عرض کرد چونکہ قلب حضور آئینہ است لہذا جناب شہید حضور مبارک را بر تخت شیشہ جائے داد۔ مولوی عبدالرشید در این وقت موجود بود، چند سال قبل بیانِ این واقعہ بہ عاجز کردہ، گفت، من بیعت شدہ بودم و در ان وقت در مدرسہ احمدیہ سبق می خواندم۔

**گلاوٹھی** گلاوٹھی از توابع بلند شہر است، ہالیان آن جائے حضرت ایشان را برائے چند عسات آن جا بردند۔ حضرت ایشان در آنجا بر مزار میر مہربان علی فاتحہ خواندند۔ و رو بہ حاضرین کردہ پرسیدند آیا باریش میر صاحب موئے سیاہ و سفید داشت و آیا دو دندان پیشینہ ایشان شکستہ بود۔ حاضرین متحیر شدہ عرض کردند آیا ملاقات میر با حضرت شما شدہ بود، فرمودند۔ در این وقت من ایشان را می بینم و ایشان پیش روئے من اند۔

**مسجد شریف حضرت بلال** در کونٹہ مقابل خانہ خود بہ جہت شرق مسجد کشادہ و رفیع و بارونق در ۱۳۳۳ھ تعمیر کردند و بہ مناسبت حضرت بلال رضی اللہ عنہ موسوم ساختند۔ مؤذن جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ مسجد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ موسوم ساختند۔ محمد وزیر حصاری از مخلصین قدما مرد سادہ و نیک و صاحب نسبت بودہ، بہ خدمت حضرت ایشان مکتوبے ارسال کرد، حضرت ایشان را بہ القاب صوفی، حاجی، مولانا وغیرہ یاد کردہ بود و مسجد شریف را مسجد بلال نوشتہ بود۔ حضرت ایشان بہ وئے تحریر کردند ما معناہ۔ مقصد از خط نوشتن خوش کردن



مکتوبِ ائیمہ است۔ اگر القاب درست می باشند دل خوش می شود، و از الفاظ تمسخر آمیز مثلاً، مولانا، مولوی صوفی، صاحب، دل ناخوش می شود و همچنان مسجد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ را مسجد بلال نوشتن دل را آزاری رساند، چه در این صورت تحقیر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ است۔ اگر چه عوام را وقتے نیست و تحریراتِ امثالِ شمارا بیچ منزلت نیست، مع ہذا مناسب دانستہ شد کہ از راه و رسمِ اربابِ خرد شمارا آگاہ کردہ شود۔ آئندہ از نوشتن این گونه الفاظ اجتناب کنید بلکہ با امثالِ شما کم بود خط و کتابت بہتر است، والسلام۔ و اندر ان ایام حضرت ایشان این سہ شعر گفتہ اند۔

نہ جنابم نہ شہ نہ مولانا      بندہ آستانہ عمرم  
گر کنی نسبتم بہ آن در فیض      ہرچہ گفتی از ان بلند تر م  
در کنی زین اضافہ فی الجملہ      زشت کردار خیر محترم

**سنتِ بابائے ہم** | حضرت امام ربانی مجدد و منور الفی ثانی قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ راشاہ ہند جہانگیر یک سال در قلعہ گوالیار بند کرد۔ فوائدے کہ حضرت ایشان را ازان بند حاصل شدند۔ در مکاتیب شریفہ دفتر سوم بیانش فرمودہ اند۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ را نیز حصولِ این گونه معارف مقدر بود، پروردگار اسباب را فراہم کرد۔

**اسبابِ تربیتِ جلالی** | در ایامِ حربِ عمومیِ اوّلِ حرّیتِ ہند، امثالِ شوکت علی و محمد علی و مولانا محمود الحسن دیوبندی در افواجِ حکومتِ ہندیک فتویٰ تقسیم کردند کہ ہندوستان در تصرفِ انگلیسہا است و انگلیسہا با خلیفۃ المسلمین بر سرِ حرب و عبدالاند، لہذا برائے مسلمان جائز نیست کہ در فوجِ حکومتِ نوکری کنند۔ حکومتِ ارادہ کرد کہ در ردّ این فتویٰ تحریرے از علماء حاصل کند و برائے این کار نظرِ انتخابِ حکومتِ بر حضرت ایشان افتاد کہ حضرت ایشان فتویٰ دہند و دیگر علماء و مشائخ تصویب و تایید کنند۔ چونکہ حکومتِ از طریقہ حضرت ایشان با خبر بود کہ باہر کس ملاقات نہ می کنند، لہذا انتخابِ جنابِ مصباح الدین کرد کہ امّ الامّ وے خواہر ابّ الامّ حضرت ایشان بود۔ و ازین نسبت حضرت ایشان مصباح الدین را بہ برادر یادی کردند و ہر گاہ کہ مصباح الدین برائے ملاقات می آمد حضرت ایشان بہ وجہ خوب ملاقات می کردند چون کہ جناب مصباح الدین در حکومتِ موظف بود۔ حکومتِ بہ وے گفت کہ افسرِ پولیسِ ترمی را با خود گرفتہ نزد حضرت صاحب بروید و دریں موضوع معاونتِ افسرِ پولیسِ ترمی بکنید۔ اگرچہ جناب مصباح الدین این کار را خوش نہ داشت لیکن مجبور بود و بہ ساعت نہ از شب مع افسرِ نزد حضرت ایشان حاضر شد۔

افسر پولیس تری بہ حضرت ایشان گفت مادر تنہائی بہ شما چیزے عرض می کنیم۔ حضرت ایشان فرمودند، این افراد کہ نشستہ اند بہ منزلہ اولاد من اند۔ ما ضعیف شدہ ایم۔ در تنہائی با کسے ملاقات نہ می کنیم، افسر پولیس تری ازین سخن بشورید و این گفتہ روان شد۔ ما خواہیم دید کہ شما چہ گونه در تنہائی با کسے ملاقات نہ می کنید۔ و از روز دیگر بہر دو روزہ خانقاہ شریف دو دو نفر از پولیس تری مقرر شد۔ در بست و چہار ساعت یک لحظہ از ایشان دروازہ خالی نہ می ماند نام ہر وارد و صادر را در سجلات می نوشتند۔ دوسہ روز بہرین کیفیت گذشتہ بود کہ بہ نام حضرت ایشان مکتوبے از حکومت رسید کہ بعد از ساعت دہ صبح در دفتر افسر کلان پولیس آمدہ با افسر ملاقات بکنید۔ چنانچہ روز دیگر حضرت ایشان بہ ساعت دہ صبح عربہ طلب کردند و بہ دفتر افسر شریف برند۔ حافظ عبدالحکیم سوداگر حجت ہمراہ ایشان رفت۔ آن روز در شہر دہلی بر زبان ہر شخص جاری بود کہ امروز حکومت حضرت ایشان را گرفتاری کند، حافظ عبدالحکیم این کلام را شنید بود۔ بہ این عاجزی گفت کہ من از حد کبیدہ خاطر بودم حضرت ایشان در عرق چین و پیرہن بودند۔ چون عربہ بہ دروازہ کشمیری بہ دفتر افسر پولیس رسید۔ بواب دفتر پیش آمد و حضرت ایشان را گفت افسر بہ انتظار شما است و پردہ از دروازہ برداشت و حضرت ایشان را گفت کہ در آیند۔ حافظ عبدالحکیم در پس حضرت ایشان دست بستہ روان بود۔ بواب بہ حافظ گفت کہ شما بیرون انتظار کنید۔ حافظ بیان کرد کہ آن وقت چہ احوال داشتم۔ بیانش نہ می توانم کرد۔ بہ سماع قول بواب بے ساختہ بہ آواز بلند از زبانم برآمد کہ جناب ایشان حضرت صاحب ماہستند۔ ما ایشان را تنہا نہ می توانیم گذاشت۔ این گفتہ من در پس حضرت ایشان روان شدم۔ افسر چون حضرت ایشان را دید استادہ شد و چشمان خود را پست کرد و بہ حضرت ایشان گفت کہ بر کرسی بنشینند۔ چنانچہ حضرت ایشان بر کرسی نشستند و افسر چشمان خود را پست کردہ سکت نشست و من دست بستہ بہ پشت مبارک ایشان استادہ ماندم چارہ سخن دقیقہ گذشت و افسر حرفے نہ گفت۔ چنانچہ حضرت ایشان بہ اردو انگریز را خطاب کردہ فرمودند، صاحب مرا از بہر حیب طلب کردہ اید، حضرت ایشان انگلیسہا را صاحب می فرمودند۔ افسر گفت کہ بہ ما شکایت رسیدہ کہ شما برائے فاتحہ خواندن بر مزارات شریفہ کسے را نہ می گزارید۔ افسر این کلام گفت و نظرش بر زمین بود۔ حضرت ایشان فرمودند، برائے فاتحہ ہر کس را اجازت است، البتہ برائے ملاقات من ہر کہ می آید بہ اجازت من در خانقاہ شریف داخل می شود بعد از این کلام حضرت ایشان را افسر گفت۔ شما بہ خانہ می توانید رفت۔ چنانچہ حضرت ایشان بہ خیر بہ خانقاہ شریف آوردند و در راہ

اہلی دہلی حضرت ایشان را دیدہ شکر پروردگار بہ جا آوردند کہ حکومت حضرت ایشان را گرفتار نہ کرد۔  
**نظر بندی** از این واقعہ طبیعت حضرت ایشان مکر شد۔ حضرت والدہ محترمہ راضی نمودند۔  
 برائے سر روز بہ زیارت ہمیشہ صاحبہ بہ رامپوری رویم۔ چنانچہ در اواخر محرم ۱۳۳۲ھ  
 (نومبر ۱۹۱۵ء) مع اہل و عیال و دونفر از مخلصین افغانستان بہ رامپور تشریف بردند۔ در رامپور کسے را  
 خبر نہ بود کہ حضرت ایشان بہ رامپور آمدہ اند۔

ملاقات حضرت ایشان با حضرت ہمیشہ صاحبہ محترمہ بعد از سی و دو سال صورت بست یعنی  
 بعد از یک قرن بہ قول کسانے کہ مدت سی و سہ سال را یک قرن می گویند۔ قطار آہن بہ ریاست رامپور  
 پیش از صبح صادق رسید۔ افسر محطہ حضرت ایشان را بہ غرفۃ الانتظار برد و گفت تا آفتاب بر نہ آید۔  
 شادین جا آرام کنید۔ چنانچہ بعد طلوع الشمس بہ محلہ مدرسہ کہنہ در عربہ روانہ شدند۔ وہ خانہ حکیم  
 منظر حسین خان تشریف بردند۔ پروردگار حکیم منظر حسین خان را اجر ہائے بے شمار عنایت فرماید از  
 مدت سی سال یک خانہ خود را کاملابہ تصرف حضرت عمہ محترمہ دادہ بودند۔ بدون معاوضہ بلکہ ہر سال  
 دستی و مرمت مکان ہم حکیم صاحب می کردند۔ و اگر حضرت عمہ محترمہ بیماری شدند علاج و معالجہ ہم  
 حکیم صاحب می کردند تا وقتے کہ حضرت عمہ محترمہ حیات بودند در ان خانہ قیام داشتند۔

موسم سرما بود۔ علی الصباح چون بہ خانہ حضرت عمہ محترمہ رسیدیم و مخلص افغانی بسم اللہ  
 خواندہ صدا داد کہ از دہلی حضرت صاحب تشریف آوردہ۔ حضرت عمہ محترمہ از درون دروازہ کشادند،  
 حضرت ایشان اندرون قدم نہادند و از حضرت عمہ محترمہ کہ نزد دروازہ استادہ بودند استفسار نمودند  
 کہ ہمیشہ صاحبہ من کجا ہستند، چون ایشان لفظ برادر بر زبان آوردند حضرت ایشان بہ احترام  
 زائد نزد ایشان رفتہ سر مبارک را انحنار دادہ احترامات عرض کردند و باز تعارف مایان کردند۔ آن  
 ہر دو مبارکان در دالان نشستہ مصروف کلام شدند و حضرت والدہ صاحبہ ہمیشہ گان بہ بند و نسبت  
 چلنے و فطور شدند۔ ہنوز یک ساعت نہ گزشتہ بود کہ مخلص افغانی از آمد عبد الصمد خان وزیر اعظم نواب  
 صاحب، و ہادی حسن خان وزیر خصوصی نواب صاحب، و ابوالحسن خان میر توشہ خانہ نواب صاحب  
 و صاحبزادہ محمد علی خان معروف بہ چپٹن خان صاحب نوح عمہ نواب صاحب اطلاع داد و وقتے نہ  
 گزشتہ بود کہ از آمد مولانا ابو ذکار سلامت اللہ اسلام پوری خلیفہ مولانا ارشد حسین و مولانا عبد الغفار  
 خان و مولانا ظہور الحسن و صاحبزادگان مجددیہ مولوی اعجاز حسین و مولوی معوان حسین و مولوی ریحان  
 حسین و مولوی سردار احمد و کیل وغیر ہم اطلاع داد۔

جائے حیرت بود کہ این افراد را از آمد حضرت ایشان به چه طور خبر شد لیکن یک روز نہ گذشتہ بود کہ جائے حیرت نہ ماند و حقیقت امر واضح شد۔ چہ روز دیگر از دہلی حافظ عبدالحکیم سوداگر حجت آمد و گفت مرا حکیم محمد اجمل خان فرستادہ۔ حکیم صاحب گفتہ اند وقتے کہ قطار آہن کہ در آن حضرت صاحب سوار بودند از دہلی حرکت کرد کمشنر دہلی در ستیاریہ (موتور کار) بہ رامپور روانہ شد، حاکم اعلیٰ از ہند (واٹسر لے) اور از نزد نواب حامد علی خان والی ریاست رامپور فرستادہ بود کہ حضرت صاحب بہ رامپور می رسند نواب صاحب ایشان را مہمان خود کردہ در رامپور نگاہ دارند و نہ گزارند کہ حضرت ایشان از رامپور بہ جائے دیگر روند حکیم صاحب بہ حافظ عبدالحکیم گفتند کہ از جانب من بہ خدمت حضرت صاحب بعد از احترامات زائدہ عرض کنید کہ شامہانی نواب صاحب قبول فرماید و از رامپور بہ جائے دیگر نہ روید۔

ہنوز این احوال بہ حضرت ایشان نہ رسیدہ بود کہ با وزیر اطلاقاقت کردند۔ و چون وزیر از مہمانی نواب حامد علی خان عرض کردند حضرت ایشان فرمودند کہ ما بعد از سی و دو سال نزد ہمیشہ محترمہ برائے سہ روزہ آمدہ ایم بعد از سہ روز از ہمیشہ صاحبہ استفساری کنیم و باز بہ شمایان جواب می دہیم۔ سیوم روز حضرت ایشان بوزیر فرمودند۔ نواب حامد علی خان والی رامپور با برادر صاحب ما (حضرت شاہ محمد معصوم) وضعیت ناشائستہ کردہ اند۔ این گونہ اطوار را ما تحمل نہ می توانیم شد۔ لہذا مہمانی نواب صاحب را بہ شرط قبول می توانیم کرد۔ اولاً۔ نواب صاحب با ما خواہش ملاقات نہ کند۔ ثانیاً۔ در جائے کہ قیام ما باشد بران جا کامل تصرف از ما نخواہد بود۔ بلا اجازت کسے آن جا داخل نہ خواہد شد۔ ثالثاً با مریدان و مخلصین ما نواب صاحب را تعلقہ نہ خواہد بود و نہ بر ایشان از حکومت بندشے عائد خواہد شد۔ وزیر بیان ایشان را بہ نواب صاحب رسانیدند و نواب صاحب آن را قبول کرد۔ وَالْحَقُّ أَحَقُّ أَنْ يُقَالَ۔ نواب بہ نوعی پابندی این شرائط کرد و بہ نوعی مہانداری حضرت ایشان تا آخر وقت کرد کہ لا مَزِيدَ عَلَيَّ خَلْقِ خَدَامِي كَقْتِ كَمَا يَا اِبْنَ نَظَرِ بِنْدِي اسْتِ يَا نَوَابِي اسْتِ۔ عاجز گوید نہ دانستند اللہ فی عبادہ شئون۔ این اظہار را بی اجب فلاناً الحدیث۔ بودہ۔ دَرْكِ احوال محبوبان و مرادان، تہی دستان چہ توانند کرد۔ حضرت امام الطریقہ سید محمد بہار الدین نقشبند قدس اللہ سرہ و آفاض علی العالمین من برکاتہ و اسرارہ فرمودند۔ رحمت حق بہانہ می خواہد، رحمت حق بہانہ می خواہد۔ از نعمت اطفال تا زمان نظر بندی تربیت حضرت ایشان کاملہ جمالی بودہ، تربیت جلالی را بیچ گاہ اثرے نہ بودہ۔ بازوے دیگر را نظر بندی بہانہ گشت۔ و حضرت ایشان قدس سرہ ذی الجناحین گشتند۔ ذَلِجَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ۔

**مہمانی** | نواب حامد علی خان برائے حضرت ایشان محل قلعہ کہنہ رابع جمیع لوازم از قسم فرش و تختہاد

سرریہ مہتیا کر دند۔ ہر دو وقت ارسلیخ نوابی طعام پختہ می آمد۔ دہر روز پان، چھالیا، چائے سیاہ، و شکر و شیر و بسکٹ بہ مقدار وافر می آمد۔ و بہ وقت عصر یک عربہ برائے تفریح می آمد۔ اگر ہمانان می بودند، عربہ دیگر می آمد و اگر حضرت ایشان خواہش می کردند فیلیہا می آمدند و بر فیلیہا سوار شدہ بہ تفریح تشریف می بردند۔ نواب صاحب از باغ خسرو تا باغ بے نظیر یک راہ خصوصی ساختہ بودند۔ بہ ہر دو جانب این راہ کہ بہ اندازہ سہ میل دراز بود درختان میوہ دار بودند کہے را اجازت نہ بود کہ برین راہ رود، و اگر کہے می رفت سزای یافت نواب صاحب برائے حضرت ایشان اجازہ این راہ دادند۔ چنانچہ حضرت ایشان بہ این راہ بہ باغ بے نظیری رفتند۔ چون موسم گرم شد، یک سخانہ برائے حضرت ایشان در دالان ساختہ شد کہ بر دیوارا و بامش آب افشانده می شد و بادکش آہنی ہوارا منتشر می کرد۔ بر دروازہ محل مخلص افغانی مقرر بود، بلا اجازت کہے داخل نہ می تواند شد، در واقعہ کتاب النثر فی قرآت العشر کہ تفصیلش درج ذیل است عبد الصمد خان و چھٹن خان صاحب زاندا ز نصف ساعت بیرون دروازہ انتظار کردند۔

**واقعہ النشر** | النثر فی قرآت العشر تالیف امام حافظ ابو الخیر محمد بن محمد الشہیر باین الجزری المتوفی ۸۳۳ھ طبع شدہ بود، و حضرت ایشان بہ اشتیاق این کتاب بودند، کہے عرض کرد کہ ازین کتاب نسخہ قلمی در کتب خانہ نواب صاحب موجود است، حضرت ایشان شخصہ را بہ کتب خانہ فرستادند تا کتاب را عاریتہ بیارد۔ مہتمم کتب خانہ بہ آن شخص گفت کہ از نواب صاحب اجازت گرفتہ کتاب ارسال خواہد شد۔ چون این جواب بہ حضرت ایشان رسید بہ دربان فرمودند۔ چون نان از مطبخ نواب آید گشتانہ شود، و از موفین نواب کہے در محل داخل نہ شود، این خبر چون بہ نواب صاحب رسید علی الفور عبد الصمد خان و چھٹن صاحب را فرستادند کہ بار دیگر چنین واقعہ پیش نہ خواہد آمد۔ حضرت شامہانی را حسب سابق قبول فرمایند، بہ انتظار جواب ہر دو صاحبان بیرون دروازہ تقریباً نصف ساعت استادہ ماندند، چون حضرت ایشان معذرت قبول فرمودند ہر دو صاحبان داخل محل شدند، و جرت الامور علی ما کانت علیہا سابقاً، حضرت ایشان فیاض الدین خطاط را مقرر فرمودند تا کتاب النشر را نقل کند، این کتاب در دو جلد است۔ فیاض الدین جلد اول را کمالاً نقل کرد و از جلد دوم تا باب اِمَالَةِ هَاءِ التَّائِيْتِ وَمَا قَبْلَهَا فِي الْوَقْفِ، نقل کردہ بود کہ سفر حضرت ایشان از رامپور بہ کوئٹہ شد و کتاب تا تمام ماند، و آن تا تمام نسخہ نزد عاجز محفوظ است۔

**پیشکش یک ہزار روپیہ در ہر ماہ** | نواب حامد علی خان بہ توسط عبد الصمد خان عرض نمود کہ خواہش دارم کہ یک ہزار روپیہ ہر ماہ بہ خدمت مبارک علی الدوام پیش کنم۔ حضرت ایشان قبول نہ کردند۔ باز نواب صاحب اطہار خواہش کرد کہ این ہدیہ را برائے فرزندان

گرامی قبول فرماید حضرت ایشان فرمودند عزیزان ما از اولاد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ در  
راپور قیام دارند از ایشان بیشتر افراد در زبون حالی اند۔ اگر نواب صاحب عانت ایشان بکنند بہتر است۔

### نماز جمعہ

جامع مسجد از قیام گاہ حضرت ایشان قریب بود۔ شاید فاصلہ دو صد گز داشته باشد۔  
حضرت ایشان نماز جمعہ در جامع می خواندند۔ امام جامع عرض می کرد کہ حضرت ایشان اما

فرمایند عاجز بارہ دیدہ کہ بعد از نماز جمعہ گاہے یک گاہے دو و گاہے سه نفر بردست حق پرست داخل  
دائرہ اسلام می شدند و وقتیکہ حضرت ایشان از جامع بہ قیام گاہ خود مراجعت می فرمودند مردمان خواهش  
می نمودند کہ بہ سعادت دست بوسی سرفراز شوند، چنانچہ گاہے می استادند و مردمان را شرف این سعادت  
می بخشیدند، و چون حضرت ایشان روان می شدند در رؤیہ مردمان استاده می شدند و حضرت ایشان کمال  
عاجزی ہوش در دم و نظر بر قدم داشته از بین ایشان می گزشتند۔

نواب حامد علی خان فرزند نواب مشتاق علی خان فرزند نواب  
شوق دید نواب صاحب

کلب علی خان بود۔ نواب کلب علی خان بردست حضرت شاہ  
عبدالرشید و نواب مشتاق علی خان بردست حضرت شاہ محمد معصوم فرزند حضرت شاہ عبدالرشید سعیت

کرده بود۔ وقتیکہ مشتاق علی خان وفات کرد، حامد علی خان خورد سال بود، در صحبت اثنا عشریہ پرورش

یافت و شیعی شد، مع ہذا حیانا اثر پدید روید ر کلان بروے ظاہری شد و اظہار آن ہم می کرد، چونکہ دلدادہ

مُتَعَب بود و اثنا عشریہ ابواب متعہ برایش کشادہ بودند، شیعی شد، روزے بہ وزیر ار و مصاحبین خود گفت

کہ می خواہم کہ حضرت صاحب را زیارت کنم۔ چونکہ حضرت ایشان قدس سرہ دروازہ ملاقات برائے نواب

از اولی روز بند کرده بودند برائے مصاحبان و وزیر ار جائے تفکر پیدا شد، جناب مولوی عبید الرحمن معروف

بہ سردار احمد مجددی وکیل حلّ این اشکال پیدا کردند۔ ایشان در قضایا محامات می کردند و محامی را در ہند وکیل

می گویند۔ ایشان مشورہ دادند کہ حضرت ایشان قدس سرہ را گفتہ شود کہ سیر حامد منزل کنند۔ چرا کہ این

محل قابل سیر است۔ روزے کہ حضرت ایشان برائے سیر حامد منزل تشریف آرند، نواب صاحب در یک

حصہ آن محل باشند و از پس پردہ حضرت ایشان را ببینند۔ این راتے ر نواب صاحب نیز پسند کردند و بہ

وکیل صاحب گفتہ شد کہ انتظام آوردن حضرت صاحب بکنند۔ چنانچہ وکیل صاحب حضرت ایشان

را بہ حامد منزل بردند۔ در قاعہ کبریٰ تصویرے آویزان بود حضرت ایشان استفسار کردند کہ این تصویرے

از کیست کسے عرض کرد این تصویرے از حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ است۔ حضرت ایشان چون این

کلام شنیدند بہ وقت نظر سوئے آن تصویرے دیدند و بعد از لحظہ فرمودند: "نے نے این" حضرت ایشان

صرف این قدر فرموده بودند کہ وکیل صاحب عرض کردند جناب ملاحظہ فرمائید این چه عجب چیز است۔ چنانچہ حضرت ایشان بہ آن طرف متوجہ شدند و سخن تصویر نام تمام بہماندہ فیما بعد وکیل صاحب گفت کہ آن وقت نواب صاحب پس پردہ بودند و احوال حضرت ایشان را ملاحظہ می کردند و کلام ایشان را می شنیدند۔ حضرت ایشان شاید کلام فرمودے کہ سبب دل آزاری نواب صاحب شدے ازین جہت من حضرت ایشان را بہ جانب دیگر متوجہ کردم۔

ازین دید نواب صاحب را مسرتے روے داد و ایشان ارادہ کردند کہ زیارت حضرت ایشان یکبارہ دیگر باز باید کرد۔ چنانچہ نواب صاحب بہ مصاحبین خود گفتند۔ ایشان بہ نواب صاحب گفتند کہ حضرت صاحب برائے تفریح و تمشیہ ہر روز بہ وقت عصر از راہ خسرو باغ بہ باغ بے نظیری روند، بلکہ حضرت ایشان بیشتر حصہ این راہ پا پیادہ قطع می کنند۔ چنانچہ نواب صاحب یک روز بہ آن وقت کہ حضرت ایشان بر راہ خصوصی تمشیہ می کردند برائے زیارت حضرت ایشان در سیارہ روان شد۔ مولوی سردار احمد وکیل مجددی و ماہر سہ برادر پیش حضرت ایشان بودیم بلکہ ماہر سہ برادر کرہ خورد را یکے بہ دیگرے انداختہ و بازی کردہ می رفتیم و پس مایان حضرت ایشان مسجہ سنگ مقصودی در دست و نظر بر قدم داشتہ مشغول ذکر و فکر و خرام بودند و یک قدم پس از حضرت ایشان یک مخلص افغانی بود و پستہ عربہ۔ چون کہ ما برادران مصروف کرہ بازی بودیم از سیارہ نواب صاحب آواز اعلامیہ برآمد۔ مایان دیدیم کہ یک سیارہ می آید۔ بر شیشہائے سیارہ پردہائے باریک بودہ۔ سردار احمد صاحب وکیل بہ مایان گفتند کہ در سیارہ نواب صاحب بودند۔ و بعد از دو سہ روز معلوم شد کہ نواب صاحب از دیدار حضرت ایشان بسیار مخطوظ و مسرور شدہ بودند و بہ مصاحبان خود بیانش می کردند۔

روزے ابو الحسن میر توشہ خانہ نواب صاحب حضرت ایشان را  
مولانا عبد الغفار خان  
بہ خانہ خود مہمانی کرد۔ بعض افراد خصوصی را ہم مدعو کردہ بود چون حضرت

ایشان رسیدند حاضرین با حضرت ایشان ملاقات کردند۔ مولانا عبد الغفار خان خلیفہ حضرت مولانا ارشاد حسین مجددی بودند۔ چون بہ خدمت حضرت ایشان رسیدند۔ حضرت ایشان دست مولوی صاحب را در دست خود گرفتہ فرمودند۔ از کثرت آمد و رفت کہ نزد نواب صاحب دارید احوال باطن خود را شما خراب کردہ آید۔ امروز نزد من والدہ شوکت علی و محمد علی آمدہ بود (وے از شاہ ولی النبی مجددی بیعت بود و شاہ ولی النبی و مولانا ارشاد حسین از خلفائے جد بزرگوار حضرت ایشان بودند) قلب وے از قلب شما صاف تر روشن تر بود۔ عاجز گوید شاید مولوی صاحب گفتار حضرت ایشان را در دل خود وقعتے نہ دادہ بود، لہذا

حضرت ایشان قدرے بجلال آمدہ بمولوی صاحب فرمودند: "شما از ما چہ می پویشانید۔ از فضل و مرحمت پروردگار این کیفیت و مقدرت مراحل است کہ اگر شما در دل خود خیال خود را تبدیل کنید۔ ہماندم بر ما ظاہر می شود۔ من ہر مزار پر شمارفتہ بودیم۔ ایشان از شما شاکی بودند۔ اگر باور نہ دارید ہر مزار پر خود رفتہ از ایشان دریافت کنید۔" از این کلام حضرت ایشان بمولوی صاحب اثرے شد۔ حاضرین آن را محسوس کردند و فیما بعد معاینہ کردند کہ مولوی صاحب از ملاقات نواب صاحب خود را محفوظ کردند۔ نواب صاحب ہر چند خواہش کرد کہ ملاقات با مولوی صاحب بکنند لیکن جناب ایشان چنین موقع نہ سراہم نہ کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**یک منکر و محمد حسن خان** محمد حسن خان فرزند فاروق حسن خان رامپوری از شاخ سلسلہ چشتیہ بودند۔ روزے یک شخص نزد ایشان رفت و نسبت بہ حضرت

سیدی الوالد قدس سرہ آغاز گفتگو کرد و گفت ایشان از اصحاب کمال نیند و مہمان نواب صاحب شدہ اند۔ محمد حسن خان تاب این سخن نیاوردہ یک لکمہ شدیدہ بر رخسار وے زدند و فرمودند۔ اے خبیث اہانت ولی پروردگاری کنی۔ جَزَاءُ اللّٰهِ خَيْرٌ اَوْ رَحْمَةٍ وَرْضٰی عَنّٰہُ۔ این واقعہ را خود محمد حسن خان بہ فرزند خود صابر حسن خان بیان کردہ بودند و چند سال قبل صابر حسن خان بہ عاجز نقل کردند۔ و بہ شنبہ سوم رجب ۱۳۹۰ھ (پنجم ستمبر ۱۹۷۰ء) رحلت نمودند و یہ موجب وصیت ایشان امامت نماز جنازہ این عاجز کرد۔ کَانَ رَجُلًا صَالِحًا مُسْتَقِيمًا عَلٰی سِيْرَةِ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَضٰی عَنّٰہُ۔

**یک ملزم** روزے حضرت ایشان حسب معمول در عربہ برائے سیر و تفریح برآمدند۔ مولوی سراج احمد وکیل کو دوران قیام رامپور بالمواظبہ ہر روز ہمراہ ایشان بہ سیر و تفریح می رفتند۔ در راہ نزد دروازہ قلعہ یک ملزم بہ نظر مبارک ایشان درآمد کہ در ہر دو دست و در ہر دو پایہا شش قیودات آہی بودند و چارہا بنش را محافظین کہ با تفنگ بودند احاطہ کردہ بودند۔ حضرت ایشان عربہ را استادہ کردہ از محافظین دریافت نمودند چہ ماجرا است۔ جناب سردار احمد را واقعہ معلوم بود۔ عرض کردند این جوان بچہ یک سید را کشتہ و امروز نواب صاحب حکم صادر کردہ اند کہ این جوان را بردار بکشند۔ حضرت ایشان روئے بہ ملزم کردہ فرمودند۔ اے جوان، ارتکاب جرم عظیم کردہئی۔ وعن قریب سزائے دنیوی بہ تودادہ خواہد شد کہ سزائے وقت قلیل است و می گزرد۔ فکر آخرت کن و بہ صدق دل در بارگاہ رب العزت توبہ کن و طلبگار عفو کرم پروردگار شو تا کہ از عذاب آخرت نجات یابی۔ وقتیکہ حضرت ایشان این نصیحت می کردند آن جوان بہ ادب تمام استادہ بود، اشک ہا از چشمانش می ریخت و محافظان وے نیز متاثر بودند۔



چون حضرت ایشان به سائق عرب فرمودند کہ حرکت کنڈان جوان به عاجزی سلام عرض کرد و محافظین وے نیز به طور فوجیان سلام کردند۔ رَحْمَهُمُ اللّٰهُ بِمَنْدِهٖ وَكْرَمِهٖ۔

**یک حال بے مثال** | در رامپور معمول حضرت ایشان بود کہ برائے سیر و تفریح به باغ بے نظیر از راهِ خصوصی نواب صاحب می رفتند و مراجعت از راهِ عمومی می کردند

و معمول داشتند کہ اسماء اللہ الحسنی و مُسَبَّحَاتِ عَشْرِ قَدْرے به آواز بلند در راهی خوانند و میان ہر سہ برادر نیز ہمراہ حضرت ایشان قدرے به آواز بلند این وظائف مبارکہ را می خواندیم۔ چونکہ موسم خنک نہ بود نماز مغرب خواندہ از باغ بے نظیر روانہ می شدند۔ مولوی سردار احمد وکیل ہمراہ می بودند۔ روزے در اثنائے اوراد مبارکہ کیفیتے حضرت ایشان را روے داد۔ در راه آمد و رفت کسے نہ بود، و شب تاریک بود، درین عالم خاموشی و تنہائی یک بارگی حضرت ایشان به آواز بلند فرمودند: آے درختان و آے بوٹہا و آے سنگ ریزہا و آے زمین فردا به روز قیامت گواہی دہید کہ یک بندہ بر این راہ ذکر پروردگاری کرد و می رفت۔ حضرت ایشان قدس سرہ در احوال خود این کلام فرمودند و محسوس می شد کہ مخاطبان به اثبات جواب می دہند۔ عجب پراسرار و پُر انوار وقت بود عجب مبارک حال و مبارک قال بود بعد از دو سہ سال در کوشٹ بلوچستان حضرت ایشان فرمودند: فضل پروردگار است آن کیفیت حالاً ہم ظاہر است، افسوس کہ دانندگان این امور نہ ماندند۔ عاجز گوید کہ برین واقعہ شصت سال می گذرد اما ہر وقت کہ آن کیفیت یہ یاد می آید جان تازہ در بدن می دلد، و ہر زمان از غیب جانے دیگر است۔ را ظہور می شود حیف صد حیف۔ آن قدر بَشکست و آن ساقی نہ ماند۔ قَدَّسَ اللّٰهُ رُوْحَهُ وَنَوَّسَ صُرْبِجَهُ وَاَفَاضَ عَلٰی فَحْبِيْهِ مِنْ اَسْرَارِهِ وَاَعْرَفَانِهٖ۔

**بر مزار حضرت والد بزرگوار** | در رامپور معمول شریف حضرت ایشان بود کہ به روز پنجشنبہ بر مزار پُر انوار حضرت والد بزرگوار قدس سرہ تشریف می بُرند

در سربا بعد صلاة الظهر أو العصر و در گربا بعد صلاة المغرب۔ مزار پُر انوار حضرت ایشان گما تقدّم ببیانہ فی احوالہ المبارکة۔ متصل گنبد حضرت شاہ جمال اللہ قدس سرہ جہت غرب بر چبوترہ است۔ و از چبوترہ دیوار احاطہ تقریباً بست گز فاصلہ دارد۔ حضرت ایشان بیرون دروازہ احاطہ کفش کشیدہ دست بستہ سمر مبارک را انحنادادہ۔ مجسم کیفیت۔ و اخفض لہما جناح الذل من الرّحمۃ۔ شدہ بہ کمال ہدوء بہ مزار شریف می رفتند، بر چبوترہ بالا رفتہ و بر کنارہ چبوترہ استادہ (از مزار شریف بہ اندازہ پنج گز فاصلہ بودہ باشد) بہ سوئے غرب پشت و بہ سوئے مزار مبارک رو کردہ بسلام مسنون

برائے اموات قدرے بہ آواز بلند عرض می کردند و بازمی نشستند و چادر مبارکِ خود را بر سر مبارکِ خود انداخته، سورۃ یسین بہ کمال خشوع بہ آواز بلندی خواندند۔ بہ دورانِ قرارتِ سورۃ مبارکہ عجیب احوال و کیفیات بر پاک باطنان و اصحابِ نسبت ظاہری شدند۔ از اہالیانِ رامپور افراد کثیری رسیدند بلکہ از دہلی و میرٹھ بعض افراد بہ این روز خود را بہ رامپور می رساندند و از تجلیاتِ الہیہ و فیوضاتِ نامتناہیہ سرشاری شدند۔ عاجز آن روز را یاد دارد کہ بہ دورانِ قرارتِ سورۃ مبارکہ احوالے بر حضرت ایشان ظاہر شدند کہ باوجود آن ضبط و تمکنت کہ ایشان را بود بر زانو ہائے خود بلند شدند و یک شعر خود را کہ بہ اُردو فرمودہ اند خواندند۔ مفہوم آن شعرا این است۔ این خانہ از چراغِ فیوضِ عمر روشن است، از خود در سینہ خیر این نور نیست۔ وقتے کہ حضرت ایشان نام مبارکِ عمر بر زبان مبارک آوردند بر زانو ہائے خود بلند شدہ بہ ہر دو دست اشارہ بہ مزارِ پُر انوار کردند۔ در آن وقت بر حاضرین کہ چہل یا پنجاہ نفر بودہ باشند احوالِ عجیبہ طاری شد۔ کسے نعرۃ اللہ زدہ بے ہوش افتاد کسے بہ وجد آمدہ چون ماہی بے آب می غلطید، بعض افراد از بالا لائے چو ترہ کہ از یک گز بلند تر بودہ باشند زیر افتادند تا زمانے کسے راز احوال خود خبر نہ بودہ۔

از حُسنِ طبعِ خود شورے بہ جہان کردی بے چارہ و بسملِ رامصروفِ نغان کردی

بعد از سی سالِ عزیزے بہ عاجز گفتم۔ آن مبارک وقت در حافظہ خیالم ثبت است۔

ہر یک از حاضرین در دریا لائے فیوضاتِ غرق بود۔ خوش نصیب اندکسانے کہ چنین احوال دیدند و در طلبِ اعلیٰ درجہ احسان۔ "أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَمَا نَزَّلْنَا" عمر ہر صوف کردند و حلاوتِ "أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ" را در یافتند۔ رَحْمَهُمُ اللَّهُ وَرَضِيَ عَنْهُمْ۔

در رام پور مولوی وحید اللہ خان و مولوی نظام الدین مدرس مدرسہ عالیہ و

مولوی سردار احمد مجددی و کیل از حضرت ایشان شاطبیہ شریف شروع کردند

در مخازین کتاب خواندند۔ بہ ظاہر تدریس کتاب بہ باطن تسلیک مقامات بود و این چنین زیباروش کلمی بود اندر جہان۔

مَضَّتِ الدُّهُورُ وَمَا تَبَيَّنَ بِمِثْلِهَا وَلَقَدْ آتَى فَعَجَزَ عَنْ نَظَرِهَا

جسد مبارک حضرت ایشان بسیار نازک بود۔ در موسمِ گرما بر تمام جسد ایشان ریزہ ریزہ دانه ہا بر آمدند کہ آن را اہل ہند "گر می دانه" گویند۔ اگر چہ نواہی

برائے حضرت ایشان خس خانہ ساختند۔ در خس خانہ بہ وقتِ باد گرم راحت می باشد۔ یعنی از وقت چاشت تا صفر آفتاب۔ و در غیر این اوقات راحتے نہ دارد بلکہ تکلیف دہ می باشد۔ اگر چہ از

شدتِ گراما و گرمیِ داناہا حضرت ایشان را از حدِ رحمت بود۔ اما حرفِ شکایت گاہے بزربانِ مبارک ایشان نیامد بلکہ کامل نمونہ: ”ہرچہ از دوست آید دوست باشد“ بودند۔

زحمتی کہ بہ حضرت ایشان رسیدہ بود حضرت والدہ صاحبہ را بے آرام ساخت۔ ایشان عبد الرحمن خضر خیل را بہ کونٹہ فرستادند تا ملا عبد الحلیم و ملا عبد الرشید و مرزا نیاز محمد خان و مرزا محمد اسلم و ملا ایاز حسن خان اندر می و غیرہم را از احوالِ حضرت ایشان آگاہ کند کہ حضرت ایشان را حکومتِ ہند در رامپور نظر بند کردہ و از وجہ گرمیِ ایشان را بسیار آزار رسیدہ مخلصینِ کونٹہ ازین احوال بے خبر بودند۔ چون از حقیقتِ امر آگاہ شدند، چند خوانین و سردارانِ قبائل را ہمراہ خود گرفتہ نزد حاکمِ اعلیٰ رفتند و گفتند کہ حضرت صاحبِ دہلوی یک مرد مذہبی است ایشان را بہ حکومت و سیاست کارے نیست۔ از آزارِ حضرت ایشان تمامِ اہالی بلوچستان و افغانستان آزرده و پیر ایشان اندہ حاکمِ اعلیٰ از بلوچستان با حاکمِ ہندوستان مکالمہ کرد و بعد از دو سہ روز حاکمِ ملا عبد الحلیم و غیرہ را طلب کرد و گفت برائے حضرت صفا اجازت است کہ بہ کونٹہ بیایند۔ و باز حاکمِ بلوچستان پروانہ نوشت در ان پروانہ مرقوم بود کہ حاکمِ بلوچستان بہ اجازتِ حاکمِ کلانِ ہندوستان (دائسراے) می نویسد کہ حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی را اجازت است کہ بہ کونٹہ تشریف بیارند و حاکمِ یک محافظِ خصوصی نیز حوالہ ایشان کرد کہ بہ رامپور رود و ہمراہ حضرت صاحبِ بیاید۔ ملا عبد الحلیم و غیرہ رحمتہ اللہ کا کر را کہ از پیشین بودہ با پروا و محافظ بہ رامپور فرستادند چون رحمتہ اللہ کا کر مع محافظ پروانہ بہ رامپور رسید حضرت ایشان علیٰ اسمہ اللہ و بَرَکَتِہ، برائے کونٹہ از رامپور روانہ شدند چون کہ از روانگی حضرت ایشان کے مطلع نہ شد ازین جہت برائے تو دیح بہ محطہ کے نیامد و بہ خاموشی از آن جا روانگی شد۔

**وصول بہ کونٹہ** تقریباً ہفت ماہ حضرت ایشان در رامپور نظر بند بودند در اواخرِ شعبان ۱۳۳۲ھ کہ اواخرِ جوزا ۱۲۹۵ھ بودہ (ماہ جون ۱۹۱۶ء) از رامپور

روانہ شدہ بہ کونٹہ تشریف بردند۔ اگرچہ در کونٹہ برائے استقبالِ حضرت ایشان ہزار ہا افراد ہر سال می رسیدند۔ لیکن درین سال اجتماعِ مردم فوق العادہ بسیار بود۔ بعض افسرانِ انگلیزی نیز آمدہ بودند تا کیفیات و احوال را ملاحظہ کنند و قتی کہ قطار سکتہ الحدید بہ محطہ رسید بر تنِ مبارک حضرت ایشان یک قمیص و بر سر مبارک عرق چین بودہ حضرت ایشان نزد شباک نشستہ بودند۔ اول کسی کہ بہ دست بوسی حضرت ایشان مشرف شد آن ملا عبد الحلیم آخوندزادہ بود۔ چون نظر ملا صاحب بر بازو ہائے حضرت ایشان افتاد کہ از گرمی داناہا پر بودند ضبط نہ توانستند کرد و بہ آواز بلند مصروف گریہ شدند۔

ہزار ہا مخلصین کہ در محطہ بودند بہ آہ و گریہ و نعرہ مصروف شدند، و چون حضرت ایشان در عربہ سوار شدہ بہ خانہ روانہ شدند سرستان بادہ وحدت اشک ریزان افتان و خیزان در چار اطراف عربہ روان و در آن بودند عجب وقتے بود و عجب احوال فبمَحَان مَن يُغَيِّرُ وَلَا يَتَغَيَّرُ وَبُحْمَان مَن لَا يَقْبَلُ الزَّوَالَ۔  
یک بار چون حضرت ایشان بہ کونستہ رسیدند، حاجی نیاز کہ از باران قلعه علاقہ شلگر بود لباس رنگین و عمدہ پوشیدہ بہ استقبال حضرت ایشان رسیدہ بود۔ حاجی نیاز مرد پاک باطن، صاحب نسبت بود حضرت ایشان را نیز بر حال وے نظر محمت بودہ۔ چون نظر حضرت ایشان بروے افتاد، فرمودند: ”واہ واہ اے نیاز، امروز جامہ ہائے خوب پوشیدہ“ عاشق صادق چون از زبان مبارک محبوب خود نام خود را شنید بہ وجد آمد و مستی کنان عرض کرد۔ این روز عید من است کہ جمال با کمال شمارا می بینم۔ احوال ہر یک ازان صاف کیشان مثل احوال حاجی نیاز بودہ، افتان و خیزان مستی کنان مسافت صد ہا امیال پا پیادہ قطع کردہ بہ خدمت ایشان می رسیدند روز ہا باشہا بر نان خشک آن ہم بہ قدر کفاف بہ سر می بردند و بہ زبان حال می گفتند۔

اے برادر بے نہایت در گہیست ؛ ہر چہ برے می رسی بروے مہیست

**آمد بی بی افسر انجلیزی** | افسر تمام پولیس بلوچستان، چہ پولیس ظاہری و چہ پولیس سری، بی بی ٹی بود۔ بعد از وصول حضرت ایشان بہ کونستہ، بی بی ٹی بہ حضرت ایشان احوال فرسناد کہ برائے ملاقات نزد شامی آسیم۔ حضرت ایشان بہ بابو ولی محمد کہ از مجیہ ضلع امرتسر بود۔ و از مخلصین حضرت ایشان بود فرمودند شہا و حضرت بلال دران وقت باشند۔ حضرت برادر کلان و بابو صاحب کہ فیما بعد بہ صوفی صاحب اشتہار یافتند انتظام چائے کردند۔ بہ نواخت وہ از صبح بی بی ٹی آمد و بہ حضرت ایشان گفت حکومت شمارا ہیج گونہ آزار نہ می رساند، البتہ شمارا از اجتماعات دور باشند و در کار حکومت ہیج نہ گوئید۔ بی بی ٹی تا چہار سال در سفر دہلی و کونستہ یک پولیس باوردی ہمراہ حضرت ایشان می کرد۔

**آمد مہدی حسن** | مہدی حسن افسر پولیس سری از پنجاب بود و مذہباً قادیانی بود، بعد از چند روز از آمد بی بی ٹی وے بہ خدمت حضرت ایشان آمد، پسر جوان سال ہمراہ وے بود کہ بہمان سال از کلئیہ فارغ شدہ بود۔ آمد مہدی حسن از کار حکومت بود۔ اما آمد پسرش غیر از دیدن حضرت ایشان چیز دیگر نہ بود۔ مہدی حسن قدرے نشست و باز رفت پسرش نیز بہ رفاقت پدر رفت لیکن روز دیگر نہ در لباس اروپائی بلکہ در لباس وطنی حاضر شدہ بیعت شد۔

نگاہِ مست تو آن را کہ مستفید کند ہزار پیر خرابات را مرید کند

عاجز آن جوان رامی دید کہ ہر روز صبا تا پہ ساعت نہ ونیم می آمد و نزد دروازہ خانہ حضرت ایشان بر روی خاک می نشست۔ رویش بہ جہت حضرت ایشان می بود شملہ دستار خود را بروئے خود می انداخت و بہ ذکر پاک پروردگار مصروف می شد۔ بہ اندازہ سہ ساعت مصروف ذکر شریف می بود۔ چون موسم خزان شروع شد، حضرت ایشان بہ دہلی تشریف آوردند و آن جوان بعد از دو ماہ رخت سفر از دُنیا بستہ بہ سَوحِ دَسَاجِیْ و جَنَّةِ نَعِیْمِ شتافت۔ رَحِمَہُ اللہُ و سَاحِی عَنہُ۔

در "محلہ فرآشخانہ دہلی" قیام آخوندجی بود کہ مُسَلِّک بہ سلسلہ عالیہ آخوندجی شاہ محمد عمر

قادر یہ بودند۔ مرد پیر صاحب نسبت و مبارک نفس بودند۔ حضرت ایشان قدس سرہ بسیار بہ مودت و محبت با ایشان پیش می آمدند۔ بہ روز شنبہ دہم ماہ مبارک میلاد ۱۳۳۶ھ (دسمبر ۱۹۱۶ء) حکیم محمد شفیع معالج چشم، حضرت ایشان را گفت کہ آخوندجی بسیار علیل اند۔ حضرت ایشان برائے عیادت تشریف بردند۔ ماہ سہ برادران و حکیم محمد شفیع و یک مخلص افغانی در معیت حضرت ایشان بودیم۔ آخوندجی متصل بہ مسجد شریف در حجرہ بر سر برے دراز بودند۔ چون از آمد حضرت ایشان شنیدند بہ مخلصان فرمودند کہ مرا بنشانید۔ اگرچہ حضرت ایشان فرمودند "آخوندجی شما بہ حال خود باشید" لیکن آخوندجی اصرار فرمودند و مخلصین ایشان را بنشانیدند۔ غیر از استخوان و پوست ہیچ نہ ماندہ بود۔ آخوندجی برادر زادہ کلان خود را کہ مختار احمد نام داشت طلب فرمودہ بہ حضرت ایشان گفتند۔ این برادر زادہ من است و من این را برائے جانشینی خود تجویز کردہ ام، حضرت شما دعا فرمائید کہ صالح و قائم بر مسلک بزرگان باشد۔ چنانچہ حضرت ایشان دعا کردند و فرمودند کہ این س فرزندان من اند۔ و نامہائے ماہ سہ برادر را اگر نتہ فرمودند کہ شما دعا فرمائید کہ پروردگار ایشان را صالح کند۔ چنانچہ در ان ضعف و نقاہت و علالت جناب ایشان دستہائے خود برائے دعا برداشتند و بہ خلوص دل و عاجزی دعا کردند۔ حضرت ایشان و سایر حاضرین آمین می گفتند۔ حاکم در کتاب الدعاء از مستدرک روایت از سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کردہ کہ سر دار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ۔

إِنَّ اللہَ حَیُّ کَرِیْمٌ یَسْتَجِیْبُ مِنْ عِبْدِہِ أَنْ یَبْسُطَ الْیَدَیْہِ لَہُمْ یُرَدُّہَا خَائِبَتَیْنِ۔ عاجز نقین دارد کہ آن دعائے پاک نفسان مقبول بارگاہ شدہ۔ ذَلِکَ مِنْ فَضْلِ اللہِ عَلَیْنَا۔ و بعد از دعا جناب ایشان بہ حضرت ایشان فرمودند۔ امامت نماز جنازہ ما حضرت شما خواہید کرد۔ حضرت ایشان بہ اثبات جواب دادہ فرمودند۔ فردا شب در خانقاہ شریف محفل مبارک میلاد منعقد خواہد شد،

شماره برادرزادہ خود را بگوئید کہ وہے در ان مبارک محفل شریک شود و عند القیام در بارگاہ رسالت عرض سلام کند و باز نعت بخواند حضرت آنخوندجی ہمان وقت بہ برادرزادہ خود بہ تاکید فرمودند کہ شہادان محفل مبارک شریک شوید و سلام و نعت بخوانید۔

یک سال قبل در قدم شریف حضرت ایشان از مختار احمد نعتی شنیدہ بودند۔ ازین جہت حضرت ایشان فرمائش سلام و نعت کردند۔

روز چار شنبہ تمام کردہ بہ شب پنجشنبہ بعد العشاء الآخرہ  
بنگرید کہ روح پروازی کند

حسب معمول حضرت ایشان قدس سرہ مبارک احوال مبارک  
دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان می فرمودند چون کہ خانقاہ شریف از مردم پر بود و جمعے کثیر بیرون دروازہ اسنادہ بود حضرت ایشان استاذند و دور کردہ جا بہ جا استادہ احوال مبارکہ بیان می کردند چون از جہت حجر مبارک بہ سمت منارہ جنوبی مسجد شریف تشریف می آوردند یک جائے استادند کہ از منارہ فاصلہ سہ گز دارد۔ حضرت ایشان از رونے کتاب سعید البیان کہ از تالیفات جد بزرگوار حضرت ایشان است احوال مبارکہ را بیان می کردند کہ مرد پیر محمد احسان کہ مرید جد بزرگوار ایشان بود و در خورد سالی حضرت ایشان را در آغوش خود گرفتہ گشت میگرد۔ پاهائے مبارک ایشان را آہستہ آہستہ مالش شروع کرد۔ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّرَى الْاِحْسَانَ، حضرت ایشان بہ آواز بلند فرمودند۔ اے احسان بگزار این پاہا کہ در ذکر پاک سول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مانده و خستہ شوند۔ عاشق صادق احسان بہ این سخن در وجد آمد و خلق خدا متحیر ماند کہ حضرت ایشان نام احسان چہ گونه گرفتند۔ ہنوز تحیر مردمان باقی بود کہ حضرت ایشان فرمودند روئے ایشان بہ سمت شمال بود بنگرید کہ روح پروازی کند۔ و بعد ازین گفتار یک دو دقیقہ خاموش ماندند ہزار ہا مردم این سخن را شنیدند دیدند کہ حضرت ایشان اشارہ بہ جانب پرواز روح کردند لیکن کسے رایا رانہ بود کہ استفسار کند۔ تقریباً پانزدہ دقیقہ گزشتہ باشد کہ از فراش خانہ شخصے آمد و بیان کرد کہ حضرت آنخوندجی شاہ محمد عمر رحلت فرمود و بہ حسہ ساعت ہمان وقت و دقیقہ را بیان کرد کہ حضرت ایشان در ان وقت از پرواز روح خیرادہ بودند۔ کسانے کہ حاضر بودند اکثر ذکر این واقعہ می کردند۔ چند ماہ پیش یک مرد پیر ذکر این واقعہ می کرد و وقتیکہ عاجز را این واقعہ یاد می آید این شعری خواند۔

وَ اَبِي حَفْصٍ وَ كَرَّ اَمْتِهْ فِي قِصَّةِ سَارِيَةِ الْخَلْجِ

حضرت ایشان قدس سرہ چند بار از ارواح خیرادہ اندو بیانش در فصل ثالث انشاء

خواہد آمد۔ صبح آن شب حضرت ایشان قدس سرہ امامت نماز جنازہ آنخوندجی

نزد قبرستان حضرت خواجہ خواجگان قبلہ حق پرستان خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کردند۔ و در آن بقعہ مبارکہ مدفون گشتند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

**بہ خورجہ** | چودھری مولاداد خان از خورجہ بودند، اہلبیہ ایشان بی بی حنیفہ صاحبہ الاملاک الاراضی بودہ۔ ہر دو از مخلصین صادقین حضرت ایشان بودند۔ ایشان در حفلہ زواج فرزند خود احمد سعید خان حضرت ایشان را در ۱۳۳۶ھ (۱۹۱۸ء) برائے یک ہفتہ بہ خورجہ بردند۔ و آن جادو محملہ نصر اللہ خان در خانہ چودھری صاحب قیام بود۔ برائے اہالی خورجہ اسباب سعادت فراہم شدہ، فرآدمی و جماعات بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ فوائد حاصل می کردند۔ در خورجہ مزار پرنوار حضرت مرزا عبد الغفور است کہ از اجل خلفائے حضرت شاہ غلام علی و پیر صحبت حضرت شاہ عبد الغنی قدس اللہ اسرار ہم بودند۔ حضرت ایشان بر مزار ایشان رفتند و لطفہا برداشتند۔ روزے بر ملاقات مولانا عبد الملک خان خوشیگی فرزند مولانا نصر اللہ خان احمدی خوشیگی قادری تشریف بردند۔ ملاقات پر مودت و پر لطف بود۔ مولانا عبد الملک بسیار ضعیف و پیر بودند۔ طاقت رفت و آمد نہ داشتند از تشریف بردن حضرت ایشان بسیار مسرور و محظوظ شدند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

**بہ نمائش گاہ بلند شہر** | در ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ چودھری مولاداد خان عرض کردند کہ در بلند شہر ہر سال نمائش می شود۔ در نمائش گاہ زمینداران خیمہا ایستادہ می کنند چنانچہ یک خیمہ از من است۔ آن جائے تفریح است اگر حضور اقدس صاحبزادگان را اجازت دہند، ایشان سہ شب آن جا قیام بکنند۔ حضرت ایشان اجازت دادند، و چودھری صاحب مایان رامع سہ نفر افاغنہ بہ بلند شہر بردند این نمائش دارا در ماہ مارچ می باشد یعنی در ماہ حمل۔ و آن سال ۱۹۱۹ء بودہ۔ بعد از رفتن مایان بہ دوروز حضرت ایشان یک موٹر کار بہ کرایہ گرفتہ با سہ نفر از مخلصین افغانستان بہ نمائش گاہ تشریف آوردند و بہ چودھری صاحب فرمودند شام پنجہ ہائے مرا آوردید و ما برائے دیدن ایشان بلکہ کارپاکان راقیاس از خود بگیر | وقتیکہ حضرت ایشان در دہلی بہ مخلصین دہلی فرمودند کہ انتظام یک موٹر کار بکنید، بعض افراد خیال کردند۔

کہ نمائش گاہ جائے سیر و تفریح است و رفتن حضرت ایشان در آنجا مناسب نیست لیکن نہ دانستند کہ کارپاکان راقیاس از خود بگیر | زانکہ ماند در نوشتن شیر شیر  
حضرت ایشان بہ اول وقت ظہر رسیدند۔ وقت عصر برائے نماز بہ مصلائے نمائش گاہ تشریف بردند۔ فرس مصلی بہ چین و نشان دیوار بہ قطار گاہا بود۔ از دیدن این منظر حضرت ایشان بسیار مسرور گشتند،

چودھری مولاداد خان عرض کرد حضورِ باین مصلیٰ را بہ این نہج جمیل ہر سال عبدالعلی مختار تیار می کند و اسل بعض دشمنان بلا وجہ ایشان را در مقدمہ قتل گرفتار کردہ اند و شہادت ہلے کا ذبہ فراہم کردہ ایشان را متہم ساختہ اند بہ ظاہر احوال امید حیات ایشان کم ماندہ است ایشان در مجلس بیرون چو نکہ سخت بیمار شدند در خانہ نظر بند اند نہ می توانند کہ از خانہ بیرون آئند حضرت ایشان فرمودند ما می خواہیم کہ ایشان را عیادت کنیم چودھری مولاداد خان فوراً عربہ طلب کردند و حضرت ایشان و ماہر سہ برادران و چودھری صاحب در عربہ و یک مخلص افغانی نزد سائق نشست۔ بر دروازہ نمائش گاہ چون خلایق را علم بہ ورود مسعود حضرت ایشان شد برائے مصافحہ و اخذ برکت بہ نوعی ہجوم آوردند کہ عربہ حرکت نہ می توانست کرد۔ بالآخر بہ زحمت بسیار روانگی شد چون بہ خانہ عبدالعلی مختار رسیدیم و عبدالعلی را خبر شد کہ حضرت صاحب دہلوی تشریف آوردہ اند از فرط مسرت آب از چشمان ایشان جاری شد چلے آوردند حضرت ایشان بہ عبدالعلی مختار فرمودند مصلیٰ را دیدیم دل ما خوش شد چودھری مولاداد خان از احوال شما خبر دادہ است۔ اگر شما این دو شعر را کہ ما نظم کردیم بہ حضور قلب بعد از نماز پنجگانہ سہ سہ بار بخوانید، از لطف حق امید وارم کہ مشکل آسان خواہد شد۔

حَسْبِيَ اللَّهُ فِي الْحَيَاتِ وَفِي سَكَرَاتِ الْمَمَاتِ وَاللَّحْدِ

وَهُوَ نِعْمَ الْوَكِيلُ يَكْلُو بِي فِي تَهَارِي وَكَيْلَتِي وَغَدِ

یعنی اعتمادم ہست بر ذات احد در حیات و در ممات و در لحد

کار ساز و حاکم فظم شد کردگار زان برستم از غم لیل و نہار

چون حضرت ایشان این دو مبارک شعر را نوشتہ بہ عبدالعلی دادند۔ ایشان آن رقعہ را بر چشم خود نہادہ بوسہ دادند و سہ دینار سُرخ بہ صدعا جزئی پیش کردند و گفتند حضرت والا! شایان شما ہدیہ نہ دارم۔ برائے حضرات صہاب جزادگان این ہدیہ پیش می کنم۔ حضرت ایشان از آن جا آمدہ شب در نمائش گاہ بہ سر بردند و روز دیگر ماہر سہ برادران را با خود گرفتہ در سیارہ بہ دہلی تشریف آوردند۔

حضرت ایشان قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ در ۱۳۳۶ھ بہ نمائش گاہ ملحدے مسلمان می شود | تشریف بردند و بعد از بست و ہفت سال بہ روز دوشنبہ ۲۵

رمضان ۱۳۶۲ھ (۳ ستمبر ۱۹۴۵ء) چودھری خدابخش بہ خانقاہ تشریف آمد۔ اولاً بر مزارات مبارکہ رفت و عرض سلام کرد و فاتحہ خواند و باز نزد عا جز آمد و گفت۔ خانہ من در دہلی نزد بلند شہر است۔ در دہ مایک برہمن بود۔ من از خورد سالی نزد دے می رنتم مرا با دے محبت شد و مذہب دے قبول طبعم شد۔ من علی الاعلان رسول خدا را اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیش مسلمانان بدی گفتم۔ عمر من بست و سہ یا بست چہار



سالہ بود کہ بردروازہ تماشای شخصی را در عربہ دیدم۔ با ایشان سه فرزندان و یک شخص دیگر نشسته بود، و یک افغانی نزد سائق بود۔ مردمان بر عربہ هجوم آورده بودند و ہر یک خواہش می کرد کہ دست خود را بہ ایشان برساند، بہ نظم چنین درآمد کہ از آسمان ملکہ نزول کرده در عربہ نشسته است۔ من بسیار سعی کردم کہ دست خود را بہ ایشان برسانم لیکن نہ توانستم و عربہ روان شد۔ من از مردمان پرسیدم کہ این مرد لوری کہ بود۔ گفتند ایشان حضرت شاہ ابوالخیر اند کہ در دہلی سکونت دارند۔ من همان دم در دل خود گفتم اگر بہ دہلی رفتنم شد بہ زیارت ایشان خواہم رفت۔ آن روز در دہلی من نور اسلام روشن شد۔ و پروردگار فضل فرمود کہ من مسلمان شدم و من امروز بار اول بہ دہلی آمدم۔ ام۔ نزد جامع مسجد در بارہ حضرت ایشان دریافت کردم۔ مردم گفتند کہ حضرت ایشان رحلت فرمودہ اند و در خانقاہ شریف مزار مبارک ایشان است اگر چہ من در حیات مبارک ایشان نہ آمدم لیکن بر مزار مبارک ایشان رسیدم و فاتحہ خواندم۔ خدا بخش برائے حضرت ایشان دعا ہا می کرد۔ **ترجمہ اللہ۔**

**حادثہ ریل** | معمول حضرت ایشان بود کہ یک سالون قطار آہن را کہ چہار عجلات می داشت برائے خود از دہلی تا کوئٹہ و از کوئٹہ تا دہلی مخصوص می کردند و در راہ بہ ہیچ جائے تبدیلی نہ می شد۔ چونکہ سالون خورد می بود در قطار سریع اتصالی نہ می شد بلکہ در قطار بطی کہ بہ راہ سہ ما سہ و بھٹنڈہ می رفت الحاق آن کردہ می شد۔ و این سالون چند ساعت در سہ ما سہ و چند ساعت در روہڑی بہ انتظار قطار دیگر استا می بود۔ در سال ۱۳۳۸ھ دوم صفر یوم پنجشنبہ (۲۷ اکتوبر ۱۹۱۹ء) حسب معمول حضرت ایشان از کوئٹہ بہ دہلی در سالون خورد مخصوص روانہ شدند۔ عند الصبح الصادق قطار بہ روہڑی رسید و سالون حضرت ایشان را یک قاطرہ بہ جہت برود استادہ کرد۔ عمال قاطرہ را از سالون منفصل کردند و قاطرہ روان شد۔ سالون بہ جہت شرق کہ قدرے انحدار داشت غلطیدن شروع کرد۔ عمال سنگ ریزہ ہا بر خط آہن می نہاندند تا کہ سالون بر جائے خود قائم گردد۔ لیکن حرکت سالون دراز دیداد بود۔ قاطرہ کہ سالون را آورده بود بر خط آہن دیگر بود۔ عمال بہ سائق قاطرہ گفتند تا جہت شرق رفتہ راہ را بگیرد۔ سالون بہ مقام اتصال خطوط قریب شدہ بود کہ قاطرہ در حرکت درآمد و سائق سعی کرد کہ قاطرہ را بہ سرعت از مقام اتصال بگذراند۔ چون قاطرہ بہ مقام اتصال رسید کج شمال شرقی سالون نیز قریب رسیدہ بود لہذا اصطدام شدید واقع شد۔ قاطرہ از مقام اتصال در گذشت و سالون از خط آہن فرو آمدہ برد و عجلات جنوبی بنوعی قائم شد کہ پادان زیرین حصہ جنوبی متصل بہ زمین شد و حصہ شمالی سالون بہ ہوا معلق ماند۔ بہ نوعی کہ عجلات شمالی بہ اندازہ یک گز از زمین بالا بود۔ این آن وقت لوہا خبیطہ ابیض از خبیطہ اسودہ امتیاز رسیدہ بود و روئے سالون شرفا و غربا بود۔

ماہر سے برادر مع حاجی ملا احمد خان مسخیل درغرفہ شرقی و حضرت ایشان مع حضرت والدہ ماجدہ و خوبروان درغرفہ غربی بودند نشست گاہ حضرت ایشان بہ جہت شمال بود کہ از زمین بالا رفتہ بود و روئے ایشان بہ جہت غرب۔ بر حضرت ایشان کیفیت طاری بود و در ان احوال "بڑی برکت خدا کے نام میں ہے۔" میخواندند۔ یعنی در نام پاک پروردگار بسے برکتہا است۔ حضرت ایشان تبسم کنان این مصرع می خواندند کہ محافظ کلان محظّطہ کہ انگیزی بود مع جمعے از ملازمین و پنج ششش افراد پولیس حاضر شد۔ چون کیفیت صالون را ملاحظہ کرد۔ گفت حیرانم کہ این صالون چه گونه بر دو عجالات قائم است۔ حضرت ایشان در جواب ہمان مصرع اُردو خواندند و تبسم ہامی فرمودند۔ افسر انگیزی از احوال حضرت ایشان حیران ماند۔ ہمان وقت برائے حضرت ایشان و جمیع افراد انتظام فطور و چائے کرد و من بعد ہر وقت کہ حضرت ایشان بہ روہڑی می رسیدند وے برائے سلام می آمد و چائے بسکٹ می آورد۔

**راہ لاہور** بعد از حادثہ ریل حضرت برادر کلان در خدمت حضرت ایشان عرض کردند اگر سفر در قطار سریع کردہ شود بہتر است۔ در لاہور تبدیلی ریل خواہد شد۔ چنانچہ از او آخر رجب ۱۳۳۸ھ (اپریل ۱۹۲۰ء) تا اوائل ماہ مبارک میلاد ۱۳۴۱ھ (اواخر اکتوبر ۱۹۲۲ء) شش بار سفر بہ راہ لاہور شدہ۔ بار اول یک شب در مال روڈ قیام کردند از اہالیان لاہور کسے را علم نہ شد۔ و بار دیگر ہشت روز در خانہ عبدالعزیز وکیل۔ یکی دروازہ و باز چار مرتبہ در انچھرہ در جائے میان قمر الدین و برکت علی۔ ترجمہما اللہ۔

**میان شیر محمد شرقپوری و مولانا روف احمد شاہ امام** بہ ماہ صفر ۱۳۳۹ھ (اکتوبر ۱۹۲۰ء)

چون حضرت ایشان از کوئٹہ بہ دہلی می آمدند ڈاکٹر اشفاق محمد ام تسری کہ مخلص صادق حضرت ایشان بود۔ موقع را غنیمت شمرده بر آ قیام حضرت ایشان خانہ عبدالعزیز وکیل را در لاہور مہیا کردند کہ در یکی دروازہ بود۔ قیام حضرت ایشان ہشت روز در آن جا بود۔ از کوئٹہ چند مخلصین تا لاہور آمدند و از دہلی چند مخلصین بہ استقبال حضرت ایشان رسیدند۔ اہالی لاہور جوق در جوق برائے زیارت می رسیدند۔ روزے حضرت ایشان بر گرسی ہندی کہ آن را "مونڈھا" گویند در صحن خانہ نشستہ بودند۔ از زائرین خانہ پر بود کہ مرد پاک مشرب و پاک طبیعت جناب شیر محمد شرقپوری تشریف آورد۔ بر سر مبارک حضرت ایشان عرق چین و برتن قمیص خورد بود و چشمان مبارک ایشان بند بود کہ مولانا شیر محمد آمدند۔ چون نظر ایشان بر جمال مبارک۔ اذرا و ا ذکر اللہ۔ افتاد بے خود شدہ پاہائے مبارک حضرت ایشان را کہ بر زمین آویزان بود بہ ہر دو دست

خود گرفتہ چشم بند کردہ بنشستند۔ ہر دو پاک نفوس بہ سیرِ موطنِ مقدسہ مصروف بودند و خلقِ خدا بر چہرہ ہائے مبارکہ ایشان انوارِ الہیہ را دیدہ متحیر و بود، تقریباً نصف ساعت برین کیفیت گذشت۔ چون مولانا مخص شدند حضرت ایشان بہ حاضرین گفتند: ”شیر محمد شیر پنجاب است“ ایشان خلیفہ امیر الدین، خلیفہ سید امام علی شاہ خلیفہ سید حسین علی شاہ خلیفہ حاجی احمد خلیفہ خواجہ زمان، خلیفہ شیخ محمد خلیفہ خواجہ زکی خلیفہ خواجہ حنیف خلیفہ حضرت عبدالاحد و مدت بودند، روزے سفر می کردند کہ یک سگم را در محطہ دیدند بے اختیار دست خود را بر رویش فرد آورده گفتند۔ این ریش تو ریش مسلمانان است۔ آن سگم از قول ایشان بر ہم شد و چیزے سخت و مست گفت، جناب ایشان در صالونے داخل شدند و آن سگم بہ جائے دیگر نشست۔ قطار روان شد و در احوال سگم تغیر و نمود۔ در محطہ دیگر جناب ایشان را تلاش کردہ بہ خدمت ایشان رسید، و مسلمان شدہ داخل سلسلہ گشت **اللّٰحْمُ لِلّٰهِ تَعَالٰی**۔ مولانا شیر محمد بعد از دو روز ہمراہ جناب رؤف احمد شاہ امام جامع قلعہ گوجر سنگم، برائے زیارت آمدند۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را بر شانہ رؤف احمد شاہ نہادہ فرمودند۔ ”شاہ صاحب عجب دل است“ و باز بہ مولانا شیر محمد فرمودند: ”شیر محمد امروز چہ شدہ“ ایشان عرض کردند۔ ”نعم یا سیدی سستی واقع شدہ۔ حضرت ایشان فرمودند: ”اگر چہ مشائخ قدیمیہ و احوال نیند تا ہم مقام شکر پروردگار است و احوال غنیمت اند“ این فرمودہ برائے ہر دو پاک مشربان و صاف کیشان دعا ہا کردند۔ **قَدْ سَأَلْتُ اللَّهَ اسْرَارَهُمْ**۔ مولانا شیر محمد دوبار بہ اچھرہ نیز برائے ملاقات حضرت ایشان رسیدہ اند۔

**حضرت طاہر بندگی** | روزے در خانہ عبدالعزیز و کیل نماز عصر خواندہ حضرت ایشان مصروف حلقہ بودند کہ یک بارگی سر مبارک برداشتہ فرمودند کہ مزار پرنوار حضرت مولانا طاہر بندگی کجا است۔ ڈاکٹر اشفاق محمد برائے بردن حضرت ایشان بہ امر تسر بہان روز بہ امر تسر رفتہ بودند۔ برادر کلانش ڈاکٹر شوق محمد عرض کرد کہ در قبرستان مزنگ است۔ و آن جائے بسیار دور نیست۔ حضرت ایشان فرمودند کہ آن جا رفتن است۔ شخصے عرض کرد۔ وقت غروب آفتاب قریب است۔ فرمودند ما نماز شام بہان جامی خوانیم۔ و حضرت ایشان بہان دم بہ بہان عرق چین و قمیص خورد استادند و پاپیادہ روان گشتند۔ بہ اندازہ صد گز رفتہ باشند کہ یک ہندو مع دوستان خود پیش روے حویلی خود برکراسی ہندی نشستہ بود۔ چو حضرت ایشان را دید۔ دست بستہ استاد و عرض کرد۔ حضرت قدسے این جا توقف فرمایند۔ چنانچہ حضرت ایشان و ماہر سہ برادر برکراسی نشستیم۔ حضرت ایشان خاموش بودند و چشمان مبارک حضرت ایشان بند بود۔ بعد از لحظات عربہ آمد۔ در عربہ حضرت ایشان و ماہر سہ برادر و

حافظ عبدالحکیم سوداگر حضرت دہلوی شہسختیم و نزد سائق یک مخلص افغانی۔ ڈاکٹر شوق محمد و دیگر افراد سائق عربہ مایان را از محل وصول آگاہ کردہ برائے خود بہ تلاش عربہ ہاشند و عربہ مایان روان شد، بہ نزدیکی مزار پرنوار مقام اتصال چہار را ہا است۔ سائق بر راہ شمال رویہ روان شد حضرت ایشان یکبارگی چشمان مبارک خود را واکرہ فرمودند، این (سائق) مایان را کجای برد۔ ببینید، ببینید حضرت ابن جاستادہ می فرمایند من بہ این سو ہستم، صاحبزادہ شما کجای روید۔ و وقتیکہ حضرت ایشان این جاستادہ فرمودند شاہ بہ جہت غرب کردند۔ مرد پاک طینت حافظ عبدالحکیم دہلوی کلام حضرت ایشان را بہ سائق گفتند سائق گفت من بر راہ درست می روم، حضرت ایشان کلام سائق شنیدہ خاموش شدند اما آثار اضمحلال بر شہرہ مبارک ظاہر شد عربہ دو صد گزیہ قدرے زاندر رفتہ باشد کہ سائق عربہ استادہ کرد و گفت۔ فی الواقع من راہ غلط کرد ام۔ و عربہ را گشتانہ بہ ہمان جائے آورد کہ حضرت ایشان از غلط روی وے آگاہ کردہ بودند و بہ ہمان جہت روان شد کہ حضرت ایشان بہ آن جہت اشارہ فرمودہ بودند و درین اثنا بر شہرہ مبارک آثار مسرت ظاہر و باہر بودند و چہرہ انور کالبد را تمام روشن و منور بود۔ اندرین اثنا ڈاکٹر شوق محمد مع چند رفقا رسیدند و حضرت ایشان از کیفیت ایشان را آگاہ کردند۔ نزد مزار پرنوار یک مسجد خورد است حضرت ایشان اولاً بہ مسجد شریف رفتہ نماز شام خواندند و باز بر مزار شریف حاضر شدہ۔ سلام مسنون عرض کردند و باز بہ ادب تمام دوز انوشستہ سورہ ملک بہ کمال خشوع و نیاز مندی بہ آواز بلند خواندند و قدکے مراقب نشستند و باز بہ ہر دو دستہائے خود مزار پرنوار را مسح فرمودہ بر سرور وے خود مسح کردند و بہ ادب نیاز تمام از انجام عاودت فرمودند۔ آن وقت چشمان مبارک ایشان سُرخ بود و تا یک زمان حضرت ایشان در احوال خود ماندند۔

چوں بادہ شوق تو کند بر آتی گرد تن و روح جملہ مست ساقی

تن مست شمرک روح مست ساقی آن گرد دقانی و این بگردد باقی

**مقبرہ جہانگیر** | یک بار میان قمر الدین، حضرت ایشان را بہ مقبرہ جہانگیر بردند۔ حضرت ایشان بر یا مقبرہ کہ مسطح و جائے فرحت بخش بود قدرے مشغول بہ ذکر شریف شدند۔ اندرین اثنا از جہت جنوب مشرق آواز لالہ الہ الا اللہ بلند شد۔ کسے بہ ذوق و شوق تمام بہ ذکر شریف مشغول شدہ بود۔ حضرت ایشان متوجہ بہ ذکر شریف شدند و فرمودند۔ کسے از نیک بندگان پروردگار بطریق حضرات قاریہ قدس اللہ انہم مشغول ذکر شریف شدہ است، حضرت ایشان برائے آن پاک نفس دعا ہا کردند۔ وَالِدُعَاءِ لِلْغَايِبِ مُسْتَجَابٌ۔

(متعلق بہ سفر امرتسر، صفحہ ۲۱۱ ملاحظہ کنید)

**بہ دھوراجی** میں ہائے بمبئی و کاٹھیاواڑ بہ عرس شریف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ بہ سرپرست شریف می رفتند و در وقت ذہاب یا ایاب بہ آستانہ خیر جہان نیز حاضر می شدند چنانچہ در ۳۳ صفر ۱۲۳۹ ہجری ہاشم حاجی ہاشم حاجی ولی پسران حسن داد بہ خدمت شریف رسیدند و عرض کردند کہ در ماہ صفر ۱۲۳۹ ہجری زواج اولاد مایان است۔ از حضرت شہا التجامی کہنیم کہ بہ آن وقت در حفلہ زواج شرکت فرمائید حضرت ایشان فرمودند کہ اندران ایام مادر کوٹہ بلوچستان می ہاشم حاجی ہاشم عرض کرد کہ من انتظام آورده حضرت شہا از کوٹہ خواہم کرد و بعد از اختتام حفلہ زواج حضرت شمارا بہ دہلی می رسانم۔ ان شاء اللہ بہ حضرت شہا تکلیف نہ خواہد رسید حضرت ایشان استدعائے حاجی ہاشم را قبول کردند و بہ چہارم صفر ۱۲۳۹ ہجری (۶ اکتوبر ۱۹۲۱ء) سہ نفر از دھوراجی بہ کوٹہ رسیدند و بہ دو شنبہ ہشتم صفر حضرت ایشان رابع متعلقین با خود گرفتہ از کوٹہ روانہ شدند۔ یک شب در اچھرہ لاہور دو شب در دہلی قیام شد و بہ روز دو شنبہ ۱۵ صفر (۶ اکتوبر) وصول بہ دھوراجی بود۔ آن روز وصول را اگر یوم مشہور گفتہ شود درست باشد از دھام خلّاق از دھوراجی چند محطّات قبل شروع شد۔ دیوانہ وار مردم برائے دیدن انسان کامل، خلیفۃ اللہ فی الارضین بر قطار گردمی آمدند، ہیچ جائے در قطار نہ ماند کہ از پروانہ ہائے شمع انوار الہیہ پرنہ شدہ باشد۔ در حجرہ کہ ماہر سہ برادر بودیم چون از واردین پُرشد۔ در یک محطّہ از ان جا پائین شدہ بہ حجرہ حضرت کعبۃ الآمال رفتیم۔ دیدیم کہ حضرت والدہ محترمہ و ہر سہ ہمیشہ گان در کنجہ نشستہ اند و مشتاقین حضرت ایشان را محاط اند۔ کسے پائے مبارک ایشان را مالش می کند، کسے دست مبارک ایشان را گرفت۔ کسے جاہ ہائے ایشان را بر دید ہائے خود می مالد کسے زار و قطاری گرید، کسے نعرۃ اللہ اکبر بلند می کند مایان بہ جہت زاویہ نساہ نشستیم۔ چون کہ باہائے صالحون ات از خلّاق پُربود قطار سکتہ الحدیث ہم بہ احتیاط ساہم بود۔ در محطّہ دھوراجی از دھام خلّاق بیش از بیش بود۔ از کثرت خلّاق و جوش و نعر ہائے ایشان منتظمین حیران ماندند۔ بالآخر۔

درین دریائے بے پایان رین طوفانِ رافزا سرفکنندیم بسم اللہ عجریہا و مرساہا

جماعتی از منتظمین حضرت ایشان را در دائرہ گرفتہ بہ وقت تمام تا سیارہ رسانند۔

حضرت برادر کلان با حضرت ایشان بودند۔ این عاجز و برادر خورد را یک جماعت منتظمین بہ صد رحمت تقریباً در ریح ساعت بہ سیارہ کعبۃ الآمال رسانید۔ عاجز از منتظمین و دیگر افراد شنیدہ کہ این اجتماع مردم از صد ہزار بیش بودہ۔ از محطّہ تا قیام گاہ از بام خانہا باران گلہا و در را ہم بودہ۔ حاجی ہاشم و حاجی ولی یک عمارت عالی شان را کہ دو منزلہ بود برائے حضرت ایشان مہیا کردہ بودند در حصّہ رضی

یک غرفہ وسیع و کشادہ برائے نشست حضرت ایشان بود و دوسرے غرفہا برائے مخلصین کہ از میرٹھ و دہلی ہم سفر شدہ بودند و یک مطبخ و طبخ و پنج شش نفر منتظمین شب و روز حاضر می بودند و بالاخانہ برائے سکونت حضرت ایشان و مایان بود۔ ہشت روز قیام حضرت ایشان در انجا بود۔ و درین عرصہ مخلصین جیت پور برائے یک شب حضرت ایشان را بہ جیت پور در سیارہ بردند۔ آن جابر کنارہ رودے اقامت گاہ بود۔ بسیار جائے مفرح و دلکش۔ چون کہ مزار آب حصہ کوئی ہی بود و آب در سنگ ریزہ روان بود لہذا بسیار پاک صاف بود۔ علی الصبح چون ماہر سہ برادران از خواب بیدار شدیم دیدیم کہ حضرت ایشان وضو کردہ از جہت مجری المیاء می آیند و می فرمایند۔ بچہا بیدار چہ جائے خوب و آب روان است، بروید و وضو کردہ بیائید و چون مایان وضو کردہ آمدیم حضرت ایشان امامت کردند، دوسرے نفر دیگر ہم شریک عمتا بودند۔ آن جائے پرسکون و دلکش و آن وقت مبارک و آن نماز بانیا حضرت ایشان سبحان اللہ چہ وقت بودہ قدس اللہ سرہ و نور صریحہ۔

**دعوتِ راجہ** | بہ روز دوشنبہ ۲۲ صفر (۲۴ اکتوبر) حضرت ایشان از دھوراجی برائے دھلی روانہ شدند چند محطہ قطار گزشتہ بود کہ بر یک محطہ دستہ فوج استادہ بود

و یک جوان خوش قامت و خوش لباس پیش دستہ فوج استادہ بود و در پہلوئے جوان یک شخص دیگر در لباس رسمی بود۔ چون قطار استادہ دستہ فوج بہ حضرت ایشان سلامی داد۔ و باز ہر دو افراد نزد حضرت ایشان آمدند۔ حضرت ایشان نزد شباک نشستہ بودند، یکے از ایشان بہ جانب دیگرے اشارہ کردہ گفت کہ ایشان جناب ولی عہد اند و پدر ایشان اجہ صاحب اند، ولی عہد پیش آمدہ مصافحہ کرد و گفت کہ پدر من مریض اند و خواہش دارند کہ جناب شما دعوت ایشان را قبول فرمائید و یک دوشب این جا قیام کنید۔ حضرت ایشان بہ محبت و نرمی فرمودند۔ شامی بلبند کہ من با اہل و عیال و رفقا و سامان روان ہستم و صالون قطار تادمی مخصوص شدہ۔ اندرین احوال معذورم۔ اگر شما بہ دھوراجی احوال می فرستادید از آن جابر برائے یک شب آمدن آسان بود از جانب من پدر خود را سلام برسانید مادامی کہ منم کہ پروردگار ایشان را شفا دہد۔ ولی عہد این کلام شیرین ایشان شنید و سر نیاز خم کرد۔ دستہ فوجی سلام پیش کرد و قطار روان شد۔

**بہ پانی پت** | غلام اکبر معروف بہ اگر و فقیر ولد محمد ایاز قوم انجیل بلیزی ساکن کٹوا از مخلصین پاک نہاد صاحب جذبہ، صاحب نسبت، صاحب ولایت را حضرت ایشان بر مزار مبارک بزرگان دین می فرستادند۔ وہی گفتند۔ سلام مرا عرض کنید و ہر چہ ایشان فرمایند

آمدہ بہ ما بگوئید چنانچہ در ۲۴ ۱۲۴۲ھ حضرت ایشان غلام اکبر را بہ خدمت حضرت ابو علی قلندر بہ پانی پت فرستادند۔ غلام اکبر از پانی پت آمدہ عرض کرد کہ حضرت قلندر فرمودند خود ش نہ می آید و مریدان را می فرستد۔ حضرت ایشان بعد از استماع این پیام قصہ پانی پت کردند و آن جا در خانہ نواب زادہ فاخر احمد خان انصاری در محلہ قاضیان سہ شب قیام فرمودند۔ این خانہ از حضرت قاضی ثنار اللہ بودہ۔ حضرت ایشان چون درین خانہ داخل شدند بہ وقت نظر در چار اطراف دیدند و فرمودند کہ مریدان است کہ حضرت جدا مجد ما بہ وقت رفتن بہ حریم شریفین این جا قیام فرمودہ بودند و آن زاویہ را نشان دادند عاجز گوید کہ این واقعہ در ۲۴ ۱۲۴۲ھ بودہ و در آن وقت سن مبارک ایشان دو سال بودہ۔ فاخر احمد خان و تمام افراد متحیر بودند کہ حضرت ایشان واقعات آن سن یاد دارند۔ ذَلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ۔ حضرت ایشان بر مزار پرنوار حضرت قلندر رفتند و بہ خدام حضرت قلندر دو صدر و پیہ دادند و بر مزار حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء قاضی ثنار اللہ و شمس الدین ترک قدس اللہ اسرار ہم حاضر شدند و باہزاران فتوح از آن جا بہ دہلی مراجعت فرمودند۔ وَكَانَ ذَلِكَ فِي أَوَّلِ شَهْرِ رَجَبِ الْآخِرِ۔

**بہ سعد آباد** | نواب لطافت علی خان رئیس سعد آباد مخلص صادق حضرت ایشان بود در ۳۳۹ ۱۲۳۹ھ رحلت کرد۔ قبل از ارتحال بہ فرزند خود کرامت علی خان گفت کہ اگر حضرت پیروم شدم رایک بار بر سر تربت مایاری کہ یک مبارک نظر ایشان بر تبر بتم افتد از حق من آزاد مستی و پروردگار ترا اجر ما خواهد داد۔ کرامت علی خان در محفل مبارک میلاد شریف در ۳۴ ۱۲۴۲ھ حاضر شد۔ و بہ چودھری مولاداد خان خوجوی اطہار مافی الضمیر کرد و خواہش کرد کہ حضرت ایشان را بہ نوعی برائے تشریف بردن بہ سعد آباد عرض کنند کہ حضرت ایشان رضامند شوند۔ و کرامت علی خان بہ خانہ خود رسیدہ بہ حضرت ایشان عریضہ ارسال کرد۔ حضرت ایشان حسب معمول بعد العشاء الآخرہ از عریضہ کرامت علی خان در حلقہ بیان کردند چودھری مولاداد خان کہ مرد فہیم و مزاج دان حضرت ایشان بود موقوع را غنیمت شمرد و عرض کرد کہ سعد آباد جائے سیر و تفریح است اگر حضور انور تشریف بہرند خوش خواهند شد۔ چنانچہ حضرت ایشان مع متعلقین و مولوی سردار احمد و کیل مجددی رامپوری و صاحبزادہ سعید الزبیر مجددی کہ در مغلیہ دہلی قیام داشتند و مولوی بخش اللہ دہلوی و چودھری مولاداد خان خوجوی و سید امجد علی سرودھنوی، و رتن لال دہلوی و سہ نفر از مخلصین افغانستان بہ روز دوشنبہ ۲۵ ماہ ربیع الآخر ۳۴ ۱۲۴۲ھ (۲۶ دسمبر ۱۹۲۱م) قبل از زوال از دہلی روان شدہ تا عصر بہ سعد آباد رسیدند و یک ہفتہ آن جا قیام فرمودند۔ روزے در صبح چون از چائے حضرت ایشان فارغ شدند بیرون تشریف آوردند و فرمودند

شاید این باغ است۔ چودھری مولادادخان عرض کردند۔ نعم یا سیدی این باغ است و روشِ خوبِ ارد۔ اگر حضور چند قدم سیر بفرمایند خوب است۔ چنانچہ چودھری صاحب حضرت ایشان را بہ آن راہ بردند کہ از نزد قبر لطافت علی خان می گزشت۔ حضرت ایشان حسب معمول در احوال و در کیفیات خود بہ آہستہ خرامی مصروف بودند۔ چون بہ قرب تربت رسیدند۔ کہ آن جناب را متوجہ کرد و چودھری صاحب عرض کرد۔ این تربت لطافت علی خان است۔ حضرت ایشان استاندند و اولاً بہ سوئے تربت دیدند و باز سلام سنون و فاتحہ مختصر خواندند و دعائے مغفرت فرمودند۔ تمنائے لطافت علی خان صورت واقعی پیدا کرد و نہیئالہ ثم ہیئالہ۔

بر سر خاک مابین نغمہ عشق را سمرآ  
کز جذبات شوق تو نعرہ ز خاک بر زخم  
بعد ہزار سال اگر بر قبرم گزر کنی  
مشک شود غبار من روح شود ہمتہ نم

یک روز کرامت علی خان حضرت ایشان و جمیع افراد را بہ آگرہ بردند۔ حضرت ایشان بہ اکبر آباد (آگرہ) تاج محل و دیگر آثار قدیمہ را دیدند و باز ہزار مبارک حضرت ابو العلی حاضر شدند۔

آن جا ہمہ تنہائی بود و از مجاورین و زائرین کہ نہ بودہ حضرت ایشان بہ چودھری مولادادخان و سردار احمد وغیرہما فرمودند۔ چہ سبب است کہ حضرت ابو العلی مدارات مانہ کردند؟ کہے بہ مدعائے کلام حضرت ایشان نہ رسید۔ و وقتے زیاد نہ گزشت کہ آمد مردم شروع شد و بہ اندازہ شصت نفر جمع شدند۔ در آن وقت حضرت ایشان فرمودند۔ بنگرید کہ حالا حضرت ایشان مدارات ما کردند؟ تمام رفتہ منتجب ماندند۔

محفل مبارک میلاد شریف | کرامت علی خان از آگرہ دوسہ میلاد خوانان را طلب کرد و روز پنجشنبہ تمام کردہ بہ شب جمعہ بعد از عشاء آخرہ محفل مبارک منعقد شد۔ مولوی سردار احمد مجددی، سعید الزبیر مجددی، چودھری مولادادخان و امجد علی شاہ، در تن لال و

کرامت علی خان و یک یاد و نفر از خویشان ایشان و ہر سہ افاغنہ شریک محفل مبارک بودند۔ و در غرفہ متصلہ مستورات بودند۔ حضرت ایشان بہ کمال ادب و زانو نشستن چہمان مبارک بند و الذقن ملصق بصدہ الشریف۔ میلاد خوانان آغاز ذکر پاک محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کردند۔ چون بہ ذکر مبارک ولادت با سعادت رسیدند قیام کردند و حضرت ایشان و جمیع حاضرین استاندند۔ میلاد خوانان بہ عرض سلام منظوم مشغول شدند و بر حضرت ایشان کیفیتے طاری شد، دست بستہ پائے مبارک را آہستہ آہستہ می کو بیدند۔ کرامت علی خان عرق پاشی کرد۔ و عطر خوب بر ہمہ حاضرین مالید و خوشبوئے عود و بخور کرد۔ حضرت ایشان جنوب رویہ استادہ بودند۔ و بعد از طاری شدن کیفیت آہستہ آہستہ قبلہ رو گشتند۔ حضرت برادر کلان و مولوی سردار احمد و چودھری مولادادخان و کرامت علی خان چون واردتگی حضرت



ایشان را دیدند، دست یک دیگر مضبوط گرفتند حضرت ایشان را در حلقہ گرفتند و چون این کیفیت طول کشید، مولوی سردار احمد بہ میلاد خوانان اشارہ کردند کہ خاموش شوند۔ از چشمان مبارک ایشان اشکها جاری بود کہ بر رخسار غلظت پدیدہ ریش مبارک را تر کرده بر زمین می ریخت و بعد از لحظہ حضرت نشستند و تا یک زمان در احوال خود مستغرق ماندند۔

میلاد خوانان بہ صبح آن شب بہ کرامت علی خان می گفتند کہ ما بیان در محافل عمومی و خصوصیتہ از مدۃ العمر میلاد شریف می خوانیم لیکن آن برکات و کیفیات کہ امشب محسوس کردیم، ہیچ گاہ نہ دیدہ ایم۔

بہ دو شنبہ سوم جمادی الاولیٰ، دوم جنوری ۱۹۲۲ء بعد از زوال بہ ساعت **مراجعت و شکار** یک بہ محطہ روانگی شد۔ در راہ چند آہوان بہ نظر آمدند۔ حضرت برادر کلان

وسید امجد علی شاہ تفنگها گرفته از دو جانب بہ آہوان روان شدند و حضرت برادر کلان یک آہوز دند۔ حضرت ایشان این تماشا را می دیدند و بسیار خوش شدند و فرمودند این آہور مسلم بہ دہلی برید بہ ساعت سه در بیج قطار از سعد آباد روان شد و بہ ساعت ہشت و نیم بہ دہلی رسید۔

بہ شب پنجشنبہ یکم شعبان ۱۳۴۱ھ (۲۹ مارچ ۱۹۲۲ء) از دہلی بہ لاہور و **سفر آخرین کوئٹہ** یک شب در اچھرہ قیام کردہ بہ روز شنبہ بہ کوئٹہ رسیدند۔ در او اخر جمادی

الآخرہ بقضار اللہ و قدرہ یک واقعہ بہ ظہور رسید کہ حضرت ایشان متالم شدند و منظور پروردگار بود کہ آخر سال از حیات مبارکہ ایشان سال تالم بود۔ و باز در کوئٹہ علالت حضرت والدہ ماجدہ شروع شد۔

و چون مرض شدت اختیار کرد طبیبہ حاذقہ عرض کرد کہ مریضہ را در بیمارستان زنان داخل کنید، چنانچہ قیام حضرت والدہ صاحبہ در مستشفی شد۔ و ہمیشہ محترمہ کلان برائے تیمارداری ہمراہ ایشان در مستشفی

بودند۔ چند وقت نہ گزشتہ بود کہ ہمیشہ محترمہ بہ رنجوری چشمان مبتلا شدند۔ طبیبہ بہر تقدیر علاج کرد۔ فائدہ نہ شد۔ چون خوف زوال بصارت پیدا شد۔ حضرت ایشان از دہلی حکیم محمد شفیع معالج چشم را

طلب کردند۔ حکیم صاحب در علاج چشم کیتائے روزگار بود۔ حضرت ایشان در ہفتہ بہ روز یک شنبہ ساعت دہ صبح برائے عیادت حضرت والدہ صاحبہ

بمستشفی تشریف می بردند۔ و ماہر سہ برادر با حضرت ایشان می رفیقیم۔ ہمیشہ کان انتظام چلنے می کردند۔ بہ اندازہ یک ساعت آن جا توقف می کردند۔ این سلسلہ علاج و معالجہ تا آخر روز حیات ایشان باقی

ماند۔ در ہر ماہ زائد از یک ہزار روپیہ درین سلسلہ صرف می شد۔ حضرت ایشان در دو سالہائے آخر برائے تفریح "باغ تولہ" را منتخب کردند۔ این باغ

بہ جهت سزیاب بہ فاصلہ چہار میل از کوشہ واقع بود۔ تولد از قندھار آمدہ در کوشہ آباد شدہ بود۔ اگرچہ ہندو بود اما از دل و جان معتقد حضرت ایشان بود۔ این باغش در یک زمان فی الواقع باغ بود لیکن فیما بعد کاریز خشک شد و باغ ویران گشت۔ چند درخت از زرد الوماندہ بود۔ این جائے بے گیاه و پربار چونکہ کوشہ سکون بود۔ مرغوب حضرت ایشان شد۔ تولد مردہ بود پس رش زندہ بود۔ حضرت ایشان نزد وے احوال فرستادند کہ ما خواہش داریم کہ برائے تفریح بہ باغ شمار دیم۔ وے گفت۔ خوش نصیبی ما است کہ حضرت صاحب آن جانشریف برند۔ چنانچہ حضرت ایشان در دو سالہائے آخر بہ آن جانشریف می بردند می فرمودند۔

بہشت آن جا کہ آزارے نہ باشد کسے را با کسے کارے نہ باشد

ماہر سہ برادر و جناب ملا امان اللہ و ملا منظر شہوانی و ملا صاحب خان قمبرانی و حاجی نادر بڑہ سچ بیرون باغ در جائے می نشستیم و حضرت ایشان بہ ذکر و فکر و مشغول می بودند برائے نماز شام میان می رسیدیم و بعد الصلاۃ بہ خدمت ایشان می نشستیم۔ روزے بعد الصلاۃ بر صلی ہم چنان بہ حال قعدہ چشم بند کردہ نشستہ بودند بہ آواز بلند خواندند۔

امام اہل دینی یا محمد سراج المرسلینی یا محمد  
طوافت می کند اہل سماوات تو بر روی زمین یا محمد  
بہ درگاہت نیاز اہل عالم تو بے شک نازنینی یا محمد

وقتے کہ حضرت ایشان این سہ بیت خواندند و کلمہ یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) می فرمودند ہر دو دست مبارک را برداشتہ جہتِ امام بہ ادب و نیاز تمام اشارہ می کردند محسوس می شد کہ حجابات بالکلیہ مرتفع شدہ اند و حضرت ایشان در بارگاہ رسالت عرض نیاز می کنند۔ باغ تولد اگرچہ برائے دیگران ویران و خاک دان بود اما برائے حضرت ایشان دار النعیم والراحۃ بود۔ مجلسے کہ بعد نماز شام می بود عجب شیرینی و حلاوت می داشت۔ حضرت ایشان احیاناً اشعار حضرت مولانا سید حبیب الرحمن ردو لوی و گاہے اشعار حضرت والد بزرگوار خود و گاہے از اشعار خود می خواندند۔ گاہے بہ اردو گاہے بہ فارسی گاہے بہ عربی۔ در اشعار عربی گاہے از جائے استفسار می کردند و استاد مایان جناب ملا امان اللہ چیزے می گفت۔ و لطفہا می برداشت۔ روزے حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند۔ اے زید بیاض خورد و قلم ہمراہ خود داشتہ باش۔ اشعارے را کہ می شنوی نوشتہ باش۔ چنانچہ این عاجز آن اشعار را می نوشت۔ بہر گاہ عاجز آن بیاض را مطالعہ می کند آن وقت و آن جا و آن صحبت بہ یاد می آید۔ و خلاوتے فوق العادہ در پان

خود محسوس می کند، روزے هفت شعر عربی از حضرت استاد خواندند و عاجزان اشعار را تبرکاً نقل می کنند

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي كَيْفَ يَصْحَوْ فَوَادٍ      وَشُدَّ رِحَالُ الزَّائِرِينَ لِيَوَادٍ  
تَأَلَّقَ بَرْقٌ مِنْ جَمِي مَنْ هَوَيْتُهُ      فَلَمْ يُبْقِ لِي قَلْبًا فَكَيْفَ التَّشَادِ  
وَمَعْدِرَةٌ مَتَى إِلَى مَنْ يَلُومُنِي      إِذَا طَارَ بِي شَوْقِي لِأَرْضِ سَعَادِ  
أَتَحْسِبُ أَنَّ الصَّبَّ يَسْتَأْمِرُ الْجَحَى      وَقَدْ قَادَهُ دَاعٍ وَأَطْرَبَ حَادِ  
وَهَلْ يَسْتَجِيرُ الْمَرْءُ عِنْدَ أَرْحَامِهِ      إِلَى خَيْرِ خَلْقِ اللَّهِ نَرَيْنِ الْعِبَادِ  
كُنْتُ شَرَفًا أَنِّي الْوُدُّ بِحَضْرَةِ      مُقَدَّسَةِ الْأَعْتَابِ ذَاتِ عِمَادِ  
هِيَ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى مِنَ ضَاقِ دَرْعِهِ      هِيَ السَّنْدُ الْأَوْفَى عَلَيْهَا عِمَادِ

به دوران قیام کونته در سال آخر روزے خان قبیلہ بختیار برائے ملاقات

## خان قبیلہ بختیار

آمد اگر چه این خان از اتباع مملکت ایران بود. اما اندران ایام آن حصه زیر تصرف انگلیسها بود. لهذا همراه خان چار پنچ باودی فوجیها بودند و خود خان هم در لباس رسمی بود. وقت عصر بود که خان آمد. در آن وقت عریه استاده بود و وقت بر آمدن حضرت ایشان بود تا برائے تفریح تشریف ببرند. مخلصان خان را از عریه قدرے دور تر استاده کردند چون حضرت ایشان بر آمدند ملائیک نظر بسم الله خوانده عرض کرد حضور خان بختیار برائے زیارت آمده. حضرت ایشان برین اطلاع توقف فرموده نظر برداشته خان را دیدند و باز "خان و سردار رانه می شناسم من خود خانم و سردارم" گفته در عریه سوار شدند. این خان چار پنچ بار برائے زیارت آمد و نوبت آخرت باوے فوجی بود و نه بر تنش لباس رسمی و بیرون دروازه قیام گاه حضرت ایشان بروے خاک لب راه نشسته بود. لیکن حضرت ایشان ویرا شرف ملاقات نه بخشیدند. بعد از دو سال که ۱۳۳۳ هجری بود این عاجز در کونته بود و حضرت برادر کلان و برادر خورد از وجه ضرورتے به دہلی آمده بودند که آن خان برائے ملاقات آمد و باعاجز ملاقات کرد. عاجز یہ وے گفت. اے خان راست بگو. چه علت بود که حضرت ایشان قدس سره شمارا شرف ملاقات نه بخشیدند. آیا خیال فاسدے در دل شما نه گزشتہ بود. خان گفت. من این خیال کرده حاضر شده بودم، که من خان یک قبیلہ ام و با من فوجیها اند. لهذا حضرت ایشان مدارات من نخواهند کرد. و من یقین دارم که از وجه این خیال فاسد، حضرت ایشان به سویم التفاتے نہ کردند و سر مودند. خان و سردار رانه می شناسم من خود خانم و سردارم. وقتے که خان این بیان می کرد از چشمانش اشکها می ریخت و باز گفت. برایم این شرف بسیار است که حضرت ایشان را از دور زیارت کردم و امروز در

قیام گاہ حضرت ایشان دست بوسی فرزند حضرت ایشان میسر شد رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى وَ اَجَازَةُ عَلِيٍّ  
حُسْنِ عَقِيدَتِهِ خَيْرًا

**سفر محمد اسماعیل خان** | محمد اسماعیل خان محمدزی در کوئٹہ املاک کثیر داشت، تقریباً  
یک صد خانہ برائے ایجار و یک قصر عالی شان دو منزلہ برائے

خود ساخته بود۔ این قصر دو حصہ داشت، یکے نشست گاہ و دیگرے حرم سرا۔ محل وقوع این قصر نزد  
خانہ حضرت ایشان بود۔ محمد اسماعیل خان بسیار کوشش کرد کہ حضرت ایشان این قصر را قبول فرمایند  
لیکن کامیاب نہ شد۔ در کسب مال و زراعت محمد اسماعیل خان بے احتیاطی واقع شدہ بود۔ ازین  
جہت حضرت ایشان ہدیہ ایشان را قبول نہ فرمودند۔ نہ ہدیہ قصر و نہ ہدیہ عربہ دو اسپہ نہ زر و نقد۔

خاک شینی است سلیمانیم ننگ بود افسر سڈطانیم

ہست چہل سال گرمی پوشش کہنہ نہ شد جامہ عریانیم

**میر اعظم خان** | در کوئٹہ ساہ سال معمول حضرت ایشان بود کہ بروز جمعہ برائے تفریح بر مزار  
عثمانی و حیدری تشریف می بردند۔ بیان عثمانی و حیدری در خاتمہ بیان

اولاد صلیبی خواہد آمد۔ حضرت والدہ صاحبہ و خواہران رانیزی بردند۔ ملا عبد الحلیم بر مزارات ایشان  
چہار دیواری ساخته بودند۔ و آن جا حضرت ایشان بہ ذکر و فکر مشغول می شدند۔ تا وفات ملا عبد الحلیم کہ  
در ۱۳۳۶ھ بودہ درین معمول فرق نیامد۔ چون ملا عبد الحلیم وفات یافتند و در احاطہ خواہران دفن شدند۔  
یک بار حضرت ایشان بہ آن جا رفتہ اند و باز نہ رفتند۔ یک روز فرمودند کہ عبد الحلیم بسیار عاجزی و  
اظہار مسرت می کند و ما را بہ طرف خود مشغول می کند، ازین جہت ما بہ آن جا رفتن گزاشتیم مسکن میر  
اعظم خان در راہ مزارات واقع بود۔ اعظم خان فرزند خدا داد خان بود کہ امیر بلوچستان بود۔ پسر کلان  
خدا داد خان محمود خان نام داشت، وے رفیق انگلیسہ ہاستدہ پدر و برادر خود را بہ دست انگلیس داد و  
خودش زیر سایہ حکومت انگلیس شدہ خان قلات گشت اعظم خان آیام نظر بندی خود را در کوئٹہ بہ سر می برد۔  
خانہ وے از کوئٹہ بہ فاصلہ چہار و نیم میل بہ جہت غرب بر راہ چین واقع بود و از مزارات عثمانی و حیدری  
نیم میل پیشتر بود۔ چونکہ بہ روز جمعہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بعد از نماز جمعہ مع متعلقین بہ مزارات  
شریفہ تشریف می بردند و آن جا بہ ذکر و فکر مشغول می شدند و میر اعظم خان از دل و جان شیدائے آن جناب  
بود بہ روز جمعہ مع فرزندان خود اکرم خان و احمد یار خان پیش روئے خانہ خود بر کراسی می نشستند و  
چون عربہ حضرت ایشان قریب می رسید دست بستہ بہ ادب تمام استادہ می شدند و سر خود را

ہمراہ ایشان عیال ایشان و خواہر کلان و برادر خورد نیز بودند معالجہ کوئٹہ بمعالجہ مستشفی دہلی نو مکتوبے نوشتہ بود۔ چنانچہ بہ ہفتم ماہ مبارک در مستشفی داخل شدند حضرت ایشان بہ روز شنبہ ششم ماہ مبارک کہ ۲۸ ماہ اکتوبر ۱۹۲۲ء بود، از کوئٹہ روان شدند، عاجز در خدمت حضرت ایشان بود۔ و روز یکشنبہ عند العشار الآخرۃ بہ لاہور رسیدند، و بہ اچھرہ تشریف بردند۔ حکیم محمد شفیع معالج چشم باڈاکٹر اشفاق محمد امرتسری وغیرہ در عربہ دوپایہ سوار بودند کہ نزد قیام گاہ اچھرہ در حفرہ پراگڑو غبار بغلطید۔ حکیم محمد شفیع و ڈاکٹر اشفاق محمد وغیرہما خاک آلود شدند۔ درین حادثہ جعبہ پان کہ در دست حکیم بود بیفتاد و یک علیہ از جعبہ در خاک بماند۔ بہ صبح دو شنبہ کہ ہنوز وقت نماز بود حضرت ایشان از بیرون بہ خانہ داخل شدند۔ عاجز در صد نماز خواندن بود کہ حضرت ایشان فرمودند: زید، بین، ماعلیہ خود را تلاش کردہ آوردیم بہ شب عربہ دوپایہ حکیم محمد شفیع و ڈاکٹر اشفاق محمد بغلطید و این علیہ در خاک ماندہ بود۔ عاجز بیرون رفت، حکیم و ڈاکٹر جاہانے خود را صاف می کردند و بہ میان قمر الدین وغیرہ می گفتند۔ عجب است کہ جناب حضرت حسنا بہ جائے غلطیدن عربہ تشریف بردند و در جائے کہ علیہ تر خاک بود دست مبارک خود را در خاک داخل کرد۔ علیہ را کشیدند۔ عاجز گوید کہ این کرامتہ بود کہ دران وقت نہ ظہور رسید۔ **فَإِنَّ عِبَادَ اللَّهِ الْمُكْرَمِينَ يَنْظُرُونَ بِتُورٍ اللَّهُ جَلَّ شَانَهُ كَمَا وَرَدَ فِي الْخَبَرِ۔**

**پیر عبد الخالق ہوشیار پوری** | پیر عبد الخالق فرزند پیر قادر بخش اند جد کلان ایشان از گریز بہ پنجاب آمدہ بودند۔ پدر ایشان خلیفہ حاجی محمود

جالندھری خلیفہ مولوی محمد شریف خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید بود، تربیت ایشان ابتداءً سائین توکل شاہ کرد و بالآخر بہ خدمت حاجی محمود جالندھری رسیدند و خلافت یافتند، ایشان در مدینہ منورہ بہ خدمت حضرت شاہ عبدالغنی و در مکہ مکرمہ بہ خدمت حضرت جد امجد شاہ محمد عمر قدس اللہ اسرار ہما رسیدہ اند، آن نصیبہ ایشان نزد حاجی صاحب بود۔ لہذا ہما نجا رسیدہ بیعت شدند و نصیبہ خود برداشتند، حاجی صاحب بسیار مسن و کهن سال بود بہ ہشتم ربیع الاول ۱۳۰۶ھ وفات یافتہ۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

پیر عبد الخالق علییل بودند و برائے معالجہ بہ لاہور آمدہ بودند، بہ وقت عصر عاجز نزد حکیم محمد شفیع نشستہ بود کہ حضرت ایشان از عاجز دریافت فرمودند خواہش سیر و تفریح داری۔ عاجز در اثبات جواب داد۔ میان قمر الدین و ڈاکٹر اشفاق محمد عرض کردند کہ پیر عبد الخالق برائے معالجہ آمدہ اند۔ اگر حضور انور عیادت ایشان بکنند بہتر باشد حضرت ایشان فرمودند کہ پدر پیر عبد الخالق و سائین توکل شاہ بسیار با ادب بودند و ارتباط ایشان با حضرات کرام بود۔ عربہ طلب کنید تا بہ

عبادتِ ایشان برویم، چنانچہ عربہ رسید و حضرت ایشان دین عاجز و حکیم محمد شفیع و ڈاکٹر اشفاق محمد اندرون عربہ و میان قمر الدین بالانزد سائق نشستند و بہ قیام گاہ پیر عبد الخالق روان شدیم۔ قیام پیر عبد الخالق در راعی بلڈنگ بود کہ بیرون شہر در مرغزار واقع بود۔ چون عربہ بہ راعی بلڈنگ رسید، میان قمر الدین پائین شدہ نزد پیر صاحب رفتند تا ایشان را خبر دہند، ایشان بر سریرے بدون پیرہن و کلاہ در یک لنگی نشستہ بودند و نزد ایشان بر کرسی ہندی یک جوان در لباسِ اروپائی بود و جماعتی از مخلصین بہ شکل ہلالی نشستہ بود۔ چون قمر الدین بہ ایشان آمد حضرت ایشان خبر داد، ایشان علی الفور بر ہنہ سر، بر ہنہ تن، بر ہنہ پادریک لنگی دست بستہ بہ جانب عربہ روان شدند و چون نظر ایشان بر حضرت ایشان افتاد از ہر دو چشمان ایشان سیل اشک روان شد۔ طاقت گفتار نہ ماند، در احوال جذب و بیخودی نزد حضرت ایشان رسیدہ ہر دو پائے مبارک را بہ ہر دو دست خود گرفتند حضرت ایشان بہ محبت و شفقت ایشان را استادہ کردہ دست راست بر شانہ چپ ایشان نہادہ بہ جانب سر پر روانہ شد۔ چون حضرت ایشان بر سر پیشستند پیر صاحب دوسہ قدم، دست بستہ، چشم بند کردہ، رجعت قہقری نمودہ استادند۔ و چشمان ایشان گوہر غلطان می ریخت۔

صحرائیں ز سیلِ حذر کن کہ آستین ترمی کنم بہ گریہ و افشردہ می روم

چند دقیقہ حضرت ایشان نیز چشم بند کردہ متوجہ بہ ایشان ماندند و باز بہ محبت تمام سر نمودند کہ نزد ما بنشینید چنانچہ پیر صاحب قریب ایشان بر کرسی ہندی نشستند۔ ڈاکٹر اشفاق محمد احوال این ملاقات بہ اردو نوشتہ۔ ابتدا بہ بسم اللہ و یک شعر فارسی کردہ آن تحریر پیش عاجز است تذکاراً المحبتہ آن رامی نویسد۔

تحریر ڈاکٹر اشفاق محمد | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شیخ اشفاق، ابو الخیر چاکل بود است کہ قدم بر قدم احمد مرسل بود است

وقت مراجعت از کونٹہ بہ دورانِ عارضی قیام لاہور حضرت پیر و مرشد جناب مولانا و ہادینا و مرشدنا، حافظ، قاری، حاجی، شاہ ابو الخیر مجددی، فاروقی، دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ فرود گاہ حضرت صاحبزادہ محمد عبد الخالق صاحب مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہ ” راعی بلڈنگ “ تشریف بردند۔ حضرت مؤخر الذکر بہ نہایت محبت و ادب قدمبوسی حضرت صاحب قبلہ کرد و بہ احترام بجائے خود نشانند و باز بہ مریدان خوش اعتقاد خود متوجہ شدہ فرمود۔ کجا بخت مایان کہ بجائے مایان قدم مینت لزوم اولاد حضرت مجدد و قدس سرہ شود۔ سبحان اللہ کہ این چہ مبارک ساعت است۔

قبلہ ام حضرت صاحب دہلوی بہین خطاب کردہ ارشاد کردند بنگرے اشفاق بنگرے صاحبزادہ چہ اظہار اخلاص و محبت می کنند و پروردگار را شکر است کہ صاحبزادہ منازل سلوک را طی کرده اند و طالبان حقیقت از ایشان استفادہ می توانند کرد۔ بعد ازین صاحبزادہ صاحب قبلہ ام حضرت صاحب را بہ حرم سہرا بردند آن جا "مائی صاحبہ" (عیال صاحبزادہ صاحب) از پس پردہ ہدیہ سلام و نذر پیش کردند و باز حضرت صاحب بیرون تشریف آوردند و چائے آورده شد و حضرت ایشان از صاحبزادہ استفسار صحت فرمودند و ایشان بہ جواب عرض کردند کہ عارضہ کثرت بول (ذیابیطس) پیدا شدہ است و امید واثق دارم کہ از برکت قدم مبارکہ حضور صحت یاب خواہم شد، حضور پروردہلوی علیہ الرحمہ بہین حکم دادند کہ تشخیص کردہ چیزے تجویز نمایم چنانچہ من بیان پرہیز و اغذیہ وغیرہ کردم، و از ان پس از آن جا مراجعت شد، چون حضرت ایشان قصد مراجعت فرمودند صاحبزادہ صاحب اقدام مبارکہ را گرفتہ بسیار گریہ کردند۔ قبلہ ام حضرت صاحب را نیز رقتہ پیدا شدہ و دیدہ ایم نیزہ از آب شدند و معلوم می شد کہ در آن وقت آنجا ہر در و دیوار و اوراق اشجار بہ گریہ و زاری مصروف اند۔ و عند الوداع جناب صاحبزادہ بار دیگر اقدام مبارکہ حضرت صاحب را محکم گرفتہ بوسہ دادند۔ آن وقت بر حضرت صاحب کیفیت طاری شد و فرمودند، اے مردمان طریقہ ادب را از ایشان حاصل کنید، ایشان را ہزار ہا مریدان و صد ہا خلفا اند و ہمان الفاظ مبارکہ فرمودند کہ بنگرید بنگرید صاحبزادہ بہ چہ اخلاص و محبت از ما رخص می شوند۔ و حضرت ایشان در عربہ شوار شدند۔ آن گاہ کہ از حضرت ایشان اجازت جزب البحر طلب کرد۔ حضرت ایشان فرمودند۔ اے عزیز صبر کن کہ این وقت مرا الم جدائی صاحبزادہ در گرفتہ است۔

یکے از غلامان (ڈاکٹر) اشفاق محمد۔ امرتسر

عاجز گوید کہ حضرت ایشان قدس سرہ در اچھرہ پیش صد ہا نفر بہ اشفاق محمد و قمر الدین فرمودہ بودند کہ پدر پیر عبد الخالق و سائین توکل شاہ بسیار با ادب بودند۔ و از اظہار ادبے کہ پیر عبد الخالق کرد ارشاد حضرت ایشان بہ اتیم وجہ بہ ظہور رسید۔

خوشتر آن باشد کہ ستر و لبران گفتم آید در حدیث دیگران

**مرد پیر** | صبح آن روز بہ وقت چاشت عاجز از حضرت ایشان اجازت طلب کرد کہ برائے سیر و تفریح ہمراہ حکیم محمد شفیع برود، فرمودند کہ جامی روی بعض کرد کہ بہ باغ شالامار، فرمودند، عربہ طلب کن ماہم می رویم۔ چنانچہ با حکیم و ڈاکٹر و قمر الدین بہ باغ رفتیم آن جا حضرت ایشان بر کنار حوض بر کرسی نشستند۔ وقتے نہ گزشتہ بود، پیر مردے کہ بہ صد سال عمرش رسیدہ

باشد آمد و بہ پہلوئے حضرت ایشان نشست۔ حضرت ایشان در عرق چہین و پیر میں بودند۔ آن پیر مرد بہ وقتِ نظر در ایشان نگریست و دستِ خود را بر سر مبارکِ حضرت ایشان نہاد و گفت۔ سائین شمارا خدا خوش دارد۔ دوسہ بار این کلام گفت و روان شد۔ فرالدین وغیرہ حیران بودند کہ این پیر مرد کیست و حضرت ایشان بہ آن پیر مرد ہیچ نہ فرمودند و خاموش قدرے تلبستم کنان نشسته بودند۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ مَنْ هُوَ ذَاكَ الرَّجُلُ وَلٰكِنْ كَانَ الْاَمْرُ عَجَبًا۔

**وصول بہ مسقطِ راس** | بروز شنبہ صبحا بہ ساعت ہفت و ربع بہ نہم ماہ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ موافق ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۲ء بہ دہلی رسیدند حضرت برادر

کلان و برادر خورد با جماعت کثیرہ از مخلصین دہلی، میرٹھ، سرسہ وغیرہ از بہر استقبال بہ محطہ رسیدہ بودند بہ آرام و راحت بہ خانقاہ ارشاد پناہ رسیدند۔ و آن جا ملاحظہ فرمودند کہ مخلصین برائے اہتفال میلاد شریف بہ ترتیبات لازمہ مشغول اند۔ بسیار خوش شدند و دعا ہا برائے ایشان کردند۔

**بنائے مسجد و ارادہ حج** | وقتے کہ از کوسٹہ بہ دہلی روانہ می شدند سیزدہ ہزار روپیہ محفوظ کردند و فرمودند اگر حیات ماند اولاد را ہمراہ خود گرفتہ بہ حج می روم، چون دہلی

رسیدند بعد از میلاد شریف بہ حافظ غلام محمد باغ و الافر نمودند کہ در رامپور مسجد شریف حضرت محمد شہید باری حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ اسرارہا بوسیدہ و منہدم شدہ شما آن مسجد شریف را از سر نو تعمیر کنید کہ سہ گنبد داشتہ باشد و بر سر ہر گنبد کوچک منارہ مخروطی از منس نصب کنید۔ کہ آن را بہ اردو کلس گویند حضرت ایشان برائے این کار دو ہزار روپیہ بہ حافظ غلام محمد دادند۔ در ایام علالت حافظ غلام محمد برائے معائنہ کلسہا آورد، بسیار خوش وقت شدند و مزید دو ہزار و پنچصد روپیہ بہ حافظ عنایت کردند۔ جزوی کار از این مسجد شریف ماندہ بود کہ حضرت ایشان ازین جہان رخت سفر بستند۔ و فیما بعد حافظ غلام محمد آن را بہ اتمام رسانید، حافظ غلام محمد از مخلصین صادق المحبۃ والاخلاص بود۔ بروز شنبہ ۲۱ ماہ ربیع الآخر ۱۳۴۲ھ (۲۱ دسمبر ۱۹۵۴ء) ازین دار احزان بہ دار الجنان رحلت نمود۔ رحمہ اللہ۔

**مستشفى فتن** | در این سال معمول حضرت ایشان بود کہ تا ساعت یازدہ روز بہ مستشفى تشریف می بردند۔ حضرت برادر کلان پیش شفقہائے مرضی در زمین خالی خیمہ نصب کردہ

بودند حضرت ایشان در آن خیمہ تا ساعت ہشت شب قیام می فرمودند و باز عیادت کردہ بہ خانقاہ شریف تشریف می آوردند و بعد از صلاۃ عشاء بہ حلقہ و توجہ مشغول می شدند و معمول مایان برادران بود کہ یک بار در ہر روز برائے عرض تحیات و تسلیمات و اخذ دعوات و برکات بہ خدمت حضرت ایشان می



رسیدیم۔ و بیشتر رفتن مایان بہ خدمتِ حضرت ایشان بعد از خواندن سبق می بود۔ حضرت ایشان از کیفیت دروس استفساری فرمودند چونکہ استفسار حضرت ایشان سطحی نہ می بود لہذا مایان بعد از خواندن دروس از اساتذہ با ملام صاحب کہ بہ رفاقتِ ہر یک از مایان می بود مذاکرہ می کردیم۔ و سبق را بہ وجہ خوب یاد می کردیم و حقیقت آن است کہ آن جد و جہد کہ اندران ایام از وجہ حضرت ایشان کردہ شد تعلقے با علم پیدا کرد کہ تا این زمان فیضِ اللہ و احسانہ ثابت است۔

مایان ہر سہ برادر بعد از نماز پیشین برائے زیارتِ حضرت ایشان بہ مستشفی می رفتیم و نماز دیگر ہمراہ حضرت ایشان خواندہ بہ خانقاہ شریف مراجعت می کردیم۔

**یک کشف** روزے چون مایان اجازتِ مراجعت طلب کردیم حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند "زید، اگر خواہش داری کہ رفاقت ماکنی پس توقف کن" چنانچہ عاجز توقف نمود۔ اندران ایام شدتِ سرما بود روزہائے اوائل مینا بردا واسط جہدی بود۔ از نماز شام تا ساعت شش فراغت می شد و حضرت ایشان بہ ساعتِ ہشت از آنجا حرکت می کردند۔ این وقفہ بر عاجز گران آمد۔ در حق شفقہ عاجز قدم می زد و خیال می کرد کہ چرا توقف کردی و خود را پریشان ساختی۔ عاجز درین خیال غلطان و بیچان بود کہ ناگاہ حضرت ایشان بہ استعجال تمام برہنہ پا از خیمہ اندرون شفقہ داخل شدند و بہ ملاحظت تمام ہر دو دست مبارک را بر شانہ ہائے عاجز نہادہ فرمودند۔ زید پریشان مشو، والدہ شما بسیار خدمت ما کردہ و ما میخواہیم کہ قدرے معاوضہ ادا کنیم بہ ساعت، شبت از شنب در مرض ایشان شدت می شود۔ و در آن وقت عیادت کردہ بہ خانہ می رویم" عاجز عرض کرد، بہتر است۔ حضرت ایشان بہ خیرت شریف برزدہ عاجز را انفعال حاصل شد کہ چرا پریشانی پیدا کرد چرا حضرت ایشان را زحمت داد۔

**اجازت یک قبر** حضرت ایشان در سال آخر از کوٹہ بہ مخلصین دہلی چند خطوط نوشتند کہ در خانقاہ شریف اجازت یک قبر ساختن از حکومت حاصل کنید۔ اگرچہ حضرت ایشان تا کیدات فرمودند۔ اما مخلصین تساہل و تغافل کردند روز جمعہ ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۲۸۷ مطابق نہم فروری ۱۹۲۳ء حضرت ایشان بہ مستشفی نہ رفتند و بہ وقت دیگر برائے تفریح بیرون دروازہ کشمیری بہ شارع علی پور شریف برزدہ بہ سائق عربہ فرمودند بہ دفتر و اسرلے برو۔ آن جا امین الاسلام کلکتوی بہ انتظار حضرت ایشان استادہ بود۔ عاجز خیال دارد کہ یک دور و زقبل امین الاسلام بہ خدمت حضرت ایشان بہ مستشفی رسیدہ بود و از قیام گاہ خود خبر دادہ بود۔

امین الاسلام وابستہ طریقہ نقشبندیہ بود۔ پیرش خلیفہ صوفی فتح علی ویسی بود۔ وقتے کہ حضرت ایشان

باقبلہ گاہ خود در ۱۲۹۶ھ بہ کلکتہ رسیدہ بودند صوفی فتح علی بہ خدمت حضرت جد امجد رسیدہ بود۔ اندران ایام ملاقات با حضرت ایشان کردہ بود۔ امین الاسلام عضو مجلس شوریٰ بود و برائے اشتراک در جلسا شوریٰ برائے سہ یا چار ماہ بہ دہلی می آمد۔ بہ خدمت حضرت ایشان حاضر می شد، دو دو سال قبل حضرت ایشان برائے سیر و تفریح بہ قیام گاہ وے کہ در دہلی جدید بودہ تشریف می بردند خوش نصیب بود امین الاسلام کہ ہر روز دو ساعت نزد حضرت ایشان بہ ذکر شریف مشغول می گشت و چون برمیخواست اثر خمار و چشمپوش ظاہری بود لطائف امین الاسلام ذکر بودند۔ بامتا صہب عالیہ و نبویہ مقاماتِ ثنائتہ باطنیہ را جمع کردہ بود۔ طُوبٰی لَہُ ثُمَّ طُوبٰی لَہُ۔

وقتے کہ حضرت ایشان بہ قیام گاہ امین الاسلام رسیدند۔ وے با انتظار استادہ بود، دویدہ نزد عربہ رسید و عرض کرد کہ تشریف آورید۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را بر شانہ وے نہادہ فرمودند۔ مرا یک کار است، اگر وعدہ می کنی کہ آن کار را بہ انجام رسانی، می آیم۔ وے عرض کرد کہ بجان و دل سعی خواہم کرد حضرت ایشان فرمودند کہ برائے یک قبر ساختن در خانقاہ شریف از حکومت اجازت حاصل کنی و وے اقرار کرد و حضرت ایشان در مرغزار بہ ذکر شریف مصروف گشتند و نماز شام خواندہ از آن جا روانہ شدند۔ حضرت ایشان بہ سائق عربہ فرمودند کہ درین قرب و جوار کوٹھی نواب پہاسو ہست، آن جا نواب مزمل اللہ خان قیام دارد، پسرش داؤد احمد خان علیل است، بہ عیادتش رفتن است سائق واقف بود و بہ کوٹھی رسانید حضرت ایشان بہ حضرت برادر کلان فرمودند برو معلوم کن کہ مزمل اللہ خان موجود است یا نہ۔ حضرت برادر کلان نواب صاحب را نہ می شناختند، نواب صاحب بارفقائے خود در دالان نشستہ بود۔ حضرت برادر کلان استفسار فرمودند۔ این جا مزمل اللہ خان موجود است یکے از حاضرین استفسار کرد۔ چہ ماجرا است۔ ایشان فرمودند حضرت صاحب تشریف آورده اند و استفساری نمایند۔ بہ مجرد استماع این سخن نواب صاحب مع رفقا علی العجل باشعل بہ خدمت حضرت ایشان رسید۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را بر شانہ نواب صاحب نہادہ اعادہ همان کلمات کردند کہ بہ امین الاسلام فرمودہ بودند۔ وقتے کہ نواب صاحب اقرار کرد، حضرت ایشان از عربہ فرود آمدہ ہمراہ ایشان نزد داؤد احمد خان تشریف بردند و بہ نہایت شفقت بر پسرش دست مبارک نہادہ ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند، نواب صاحب یک صدر و پیرہ پیرہ پیش کرد و حضرت ایشان از آن جا بہ خانقاہ شریف روانہ شدند۔ نواب مزمل اللہ خان از حضرت ایشان بیعت نہ بود لیکن معتقد و مخلص بود داؤد احمد خان پسرشان بود و بیعت شدہ بود۔ بعد از عرصہ قلیلہ از وصال حضرت ایشان

و نیز۔ اَنْتُمْ سَلَفْنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔ گویان نزد مرشد خود رسید۔ رَحِمَهُ اللهُ وَحَشْرَهُ مَعَ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ  
 وزاہدہ خاتون زہمت و خزانہ صاحب بود۔ در شعر گوئی استعداد کامل داشت۔ مجموعہ کلام وے کہ  
 موسوم بہ فروغِ تخیل است در پنجاب طبع شدہ است۔ زاہدہ خاتون نیز از حضرت ایشان بیعت بود۔  
 ہر گاہ کہ بہ خدمت پیرو مرشد عریضہ ارسال می کرد، بہ صورتِ آلی منظومہ می بود۔ عاجز یک عریضہ را دیدہ بود۔  
 شعر خوب و تخیل اعلیٰ و طرز جمیل داشت۔ در عالم شباب در حیات پیرو مرشد بہ ماہ مایو ۱۹۲۲ رحلت نمود۔  
 رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِمْ عَلٰی اٰیِبِهِمْ وَ اٰخِيهِمْ اَكْلَمًا حَقَّ الْحَمَامُ وَ بَكِي الْغَمَامُ۔

این تفریح از آخرین تفریحات این روز از اول روز ہائے علالت حضرت ایشان بود و اقعائے کہ بعد  
 مراجعت بہ خانقاہ شریف بہ ظہور رسیدند و فصل ہشتم ان شار اللہ مذکور خواہند شد۔

حضرت ایشان را گفتہ شد کہ مرض حضرت والدہ صاحبہ  
**طلب کردن میلاد خوانان** بِفَضْلِ اللهِ وَ اِحْسَانِهِ زائل شدہ، البتہ ضعف و نقاہت

باقی است و در یک ماہ یا چہل روز انشاء اللہ طاقت قدم زدن پیدا خواہد شد۔ از استماع این خبر  
 حضرت ایشان رامسرت حاصل شد و بگنور کرامت علی خان رئیس سعد آباد احوال فرستادند کہ میلاد  
 خوانان اکبر آباد را بیارید تا کہ این جا بہ شکرانہ شفایابی میلاد شریف بخوانند کرامت علی خان در چند روز میلاد  
 خوانان را ہمراہ خود گرفتہ بہ روز یکشنبہ یاد و شنبہ کہ روز سوم یا چہارم از علالت حضرت ایشان بود حاضر  
 شدند و یک شب بہ سر کردہ برگشتند و وقتے بر ایشان نگزشتہ بود کہ صدائے الرَّجِيل، الرَّجِيل،  
 شنیدند۔ اَلْبَقَاءُ لِلَّهِ وَحْدَهُ۔

كُلُّ ابْنِ اُنثَى دَانَ طَالَتْ سَلَامَتُهُ يَوْمًا عَلٰى اَلَةِ حَدِّ بَاءٍ مَّحْمُولٍ

محمد حسن خان ساکن کولہ کرت پور۔ علاقہ بجنور این  
**کتاب حالات مشایخ نقشبندیہ** کتاب بہ اردو نوشتہ محمد حسن خان بہ زیارت حضرت

ایشان در حدود ہزار و سہ صد و پانزدہ یا بہ تفاوت یک سال تقدیمًا و تاخیرًا رسیدہ بود۔ وے بیان حضرت  
 ایشان بہ این معنی کردہ۔ اندرین ایام حضرت ایشان در خانقاہ شریف مقیم اند و نہایت انزو و انقطاع از  
 خلق اختیار کردہ اند۔ دنیا و اہل دنیا را آن جا مدخل نیست در ورع و تقوی راسخ القدم و در آداب  
 شریعت و طریقت از بس مستقیم اند، اللہ تعالیٰ در عمر ایشان برکت عنایت کند۔

محمد امان الرحمن دہلوی از برادر کلان خود جمیل الرحمن راشد قادری  
**کتاب مقدمتہ الکتاب** بیعت بود۔ در احوال برادر خود کتاب صال الجمیل باز رسالہ مقد

الکتاب تالیف کرده۔ در مقدمہ کہ در ۱۳۲۵ھ تالیف شدہ این معنی را بیان کردہ۔ در مزاج اقدس حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ بے شک امارت و نفاست بودہ لیکن نہایت با وضع و پابند اوقات و بزرگ حق گو بودند تجدد عمارات خانقاہ بہ مین التفات ایشان شدہ و در احوال بیشتر بتدگانِ خدا یکسر انقلاب پیدا کردہ اند۔

**کتاب آثارِ رحمت** مولانا امداد صابری دہلوی در احوال حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر

نوشتنہ اند۔ و از وجہ رشتہ تلمذ ذکر حضرت ایشان نیز کردہ اند۔ نوشتہ اند ما معنہ۔ ہر سال بہ شب دوازدم ماہ ربیع الاول محفل میلاد شریف منعقد می گردند و بیان ذکر شریف خود حضرت ایشان می گردند۔ الوار و برکات ہجوم می شد و از چشمہا مسلسل سیل اشک روان می بود و برائے قلوب ہر لفظ ایشان بہ منزلت شتر شدہ از ہر سو فغان و آہ و بکا بر می خاست۔ اندرین محفل مبارک خلق خدا بہ کثرتی آمد حتی کہ در خانقاہ شریف جائے قدم نہادن نمی ماند و از ہجوم خلایق آمد و رفت شارسع نیز بتدی شد۔ حضرت ایشان بہ کمال خضوع و خشوع نمازی خواندند در نماز از وجہ فہم معنی حلاوتی کہ روئے میداد رقتی بر حضرت ایشان طاری می شد و کسانے کہ شریک نمازی بودند از خود رفتہ مسلسل اشکہا می ریختند۔

**تحفۃ الاخیار** برادر طریقت، صاحب علم و نسبت ملا غلام احمد صاحبزادہ اندری شلگری رحمہ اللہ در بیان پیرو مشد خود کتاب تحفۃ الاخیار نوشتہ اند۔ عاجز بر خے از ان می نویسد۔

زرد بہ ہمین دور سمک تاسماک	دمدمہ فطر ابوالخیر پاک
خیز ز غفلت و طلب کار شو	در طلب خیر چو حصار پو
ترک ہمہ شر و ہمہ ضمیر کن	فاسْتَبِقُوا خوان طلب خیر کن
خیر چو خور نور زمین و سماست	آئینہ نور حقیقت نماست
آمدہ از قدس یکے طیر پاک	جائے گرفتست درین دیر خاک
باز پس از گلخن این خاک دان	گشتہ سوئے قدس، مبارک روان
از رہ جان رفتہ، بہ جانان شدہ	طوف حرم کردہ و لمعان شدہ
در سفر عشق سوئے گلستان	رفتہ قدم بر قدم دلستان
دائرہ بر دائرہ رفتہ چنین	تا بہ در دائرہ لا تعین
گشتہ طفیش چہ حقائق شناس	تا بہ صلاہ است دقائق شناس

کارِ صلاحاتش بہ حقیقت مدام  
 مشرب او مشرب احمد شدہ  
 نسبت او محو کن ہر خیال  
 نفی کن عالم امکان شدہ  
 گشتہ سیراب ز کاسِ کرم  
 پاک دلش آئینہ سان با صفاست  
 قطب رشاد است بعین الیقین  
 رطب لسان است بہ شیرین کلام  
 دل بہر در حرکت از سکون  
 نسبت او قوت ایمان شدہ  
 قول مبارک ہمگی پُر اثر  
 روئے مبارک چو تجلی کند  
 دیدہ ناکس نہ تواند چنین  
 رُخ بنماید ز یکے سر ہزار  
 دور و نزدیک از نور یاب  
 دست درازش کہ گشدمی گشد  
 دیدہ دل از ہمگی دوختہ  
 قَرَّةٌ عَلَيَّ فِي الصَّلَاتِشِ قَدِمَ  
 سَرَّ آتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ  
 راہ روش راہ محمد شدہ  
 احمدی است خواجہ بہ نسبت دوبار  
 زجرده زمرہ جدل است او  
 روشنی و نور دل از ضرب او  
 گفت یکے روز کہ این خوش بکوب  
 تازہ ز ضربم دل و ایمان شوند

رفتہ برین، خواجہ خبیر الانام  
 بر قدم پاک محمد شدہ  
 دور کن ز زمزمہ قبیل و قال  
 نسبت او نور دل و جان شدہ  
 نور گرفتست ز شمسِ حرم  
 شمع شعاراست و شہ با وفاست  
 دیدہ کشادست بہ حق الیقین  
 از دہنش یافتہ تمکین کلام  
 راہ تمامی شودت از درون  
 قوت او مثبت ایقان شدہ  
 لذت آن کے بود اندر شکر  
 بیندش آن کس کہ توئی کند  
 تازہ سر غور ببیند بہ این  
 نکتہ اگر دانی ازین سر برار  
 غمزدگان گشتہ از دسور یاب  
 خنجر نازش کہ گشدمی گشد  
 آیت لَا تُلْهِكُمْ اَنْدُوْحَتِہِ  
 مقبلس نور و زخورد مبدم  
 حاصل او ہست من راتِ عَلِيمٍ  
 سر دلش نسبت احمد شدہ  
 کار تخلص تو بہ حکمت برار  
 وارث آل درہ عدل است او  
 ہرب شیاطین کند از حرب او  
 تاکہ صفا خوش شود از ضرب چوب  
 مردم ازین در بہ گلستان شوند

چاشنی گیرند از و کف به کف  
 حق بر تیرش برساند ہدف  
 مرشد قانونِ حقیقت وے است  
 عاشق او بیند کہ کابل و شاند  
 خاک درش بادشہ شام و روم  
 قطب درین کرۂ املاک گل  
 زو برد نور مہ کا طمان  
 یک زہدش خوئے ہموگفتہ ام  
 وفق شریعت رہ مولیٰ کند  
 در سخن و کار رود با سرور  
 بر سر شیطان چہ کشاد است چنگ  
 مشعل صدق است درون و برین  
 کامدہ از صدق بود داستان  
 زان کہ چنین کار عزیزان شدہ  
 بہ کہ نگہ دار مشن اندر ضمیر  
 تاکہ نہ ریزد ہمگی خون ز ناف  
 بر ترا زان چار قدم کشورش  
 کف بہ سراستادہ سلامش منم  
 بہرمن از رحم دعائے کند  
 خاتمہ بانحیر شود جان دہم  
 تا وسطِ خلد بہ احسان رسم  
 دلبر خود بلینم و خند ان شوم  
 خیر چہ گویم آب خیر است و بس  
 ہان بہ جان دبدب خیر است ابن  
 کار کہ پیوستہ بہ خیر است بہ

پاک روان برد را و صف بہ صف  
 تیر و عایش کہ رہاند ز کف  
 پیر شریعت و طریقت وے است  
 جملگی احرار از دل خوش اند  
 در ہمہ افطار زوے ہام و ہوم  
 بادشہ کشورِ انلاک دل  
 پیروفا گنج دہ نا قصان  
 زہ صفتش موئے بہ موگفتہ ام  
 ہر نفس از صدق بجلی کند  
 از سر جمعیتِ دل با حضور  
 ہر دمش از نفس خلاف است و جنگ  
 دود دروغ ہم نہ شدہ در درون  
 راست بود ہر سخن راستان  
 ہر سخنش راست بہ میزان شدہ  
 باطن او صاف شہ مستیر  
 بیچ نہ باید کہ شوم مو شکاف  
 در نہ مقامات ز جان بر ترش  
 خواجہ من اوست غلامش منم  
 تا مگر م خواجہ و فائے کند  
 کز ضررِ نفس و شیاطین رہم  
 ہمرہ او بودہ بہ جانان رسم  
 مقصد خود یا ہم و شادان شوم  
 رسم و فامنزلِ خیر است و بس  
 پُرز معانی لبِ خیر است این  
 برقِ مش ہر کہ بہ سیر است بہ

## دعا برائے مرشد زادہائے خود

تینغ فشرخ بر نہر این سرکشان  
 ظل عمر را تو اثر کم کن  
 از دل بوالخیر بن ریو کن  
 دار تو مقطوع ہمہ کبید و فن  
 تا بہ جهان دورِ صلائی بود  
 زین بہ آفاق گرامی شود  
 سآلم از آفات سلامت بدار  
 نسبت شان تا بہ قیامت بدار

دار خدا تا سر محشر کشان  
 دیو ازین خوف بے غم مکن  
 وز سرپاکش تو سر دیو کن  
 از مددِ باطن خیرِ ز من  
 غلغلہ رسمِ بِلالی بود  
 بدرِ جهان ماہِ تمامی شود  
 نسبتِ شان تا بہ قیامت بدار

متعلق بہ صفحہ ۱۹۰:-

بہ امرتسر | ڈاکٹر اشفاق محمد امرتسری از بس خواہش مند بود کہ یک بار حضرت ایشان را بہ امرتسر  
 برد، چون در ماہ صفر ۱۳۳۹ ہجری (او آخر اکتوبر ۱۹۲۰ء) قیام حضرت ایشان برائے  
 ہشت روز در لاہور شد، ڈاکٹر صاحب موقع را غنیمت دانست و بہ امرتسر رفت و آن جا با خواجہ  
 غلام صادق کہ از مُردیانِ حضرت ایشان و از رؤسا امرتسر بود ملاقات کرد، خواجہ صاحب در فکر  
 عقدِ نکاحِ دخترِ گلانِ خود کہ ممتاز سلطانہ نام داشت با برادرزادہ خود میر مقبول محمود مصروف بود۔  
 چون از ڈاکٹر صاحب نوید تشریف آوری حضرت ایشان شنید تاریخ انعقادِ نکاح مقرر کرد و  
 محل عالی شان خود را کہ بر مال روڈ واقع بود برائے حضرت ایشان ترتیب داد۔ نام این محل  
 ”وڈ لینڈیز“ بود لیکن مشہور است بہ ”ٹھنڈ کھوی“ ڈاکٹر صاحب بہ لاہور آمدند و حضرت  
 ایشان را با متعلقین در سیارات بہ امرتسر بردند و آن جا حضرت ایشان یک شب قیام کردند۔  
 در عقدِ نکاح ممتاز سلطانہ شریک شدند و دعائے خیر کردند، اہالی امرتسر بہ کثرت حاضر شدہ مستفیذ  
 مستفیض شدند میر انور سعید محمود کہ برادرِ خوردِ میر مقبول محمود و برادرزادہ خواجہ غلام صادق اند نام  
 کوچی و نامِ دختر و زوجِ دختر نوشتہ از لاہور بہ عاجز ارسال کردہ آند۔ جَزَاہُ اللّٰہِ خَيْرًا وَوَقَّہُ  
 لِمَرْضَاتِہِ۔

سہ فشرخ شاہ کابلی۔

## فصل دوم

در

## معمولاتِ شریفِ حضرتِ ایشان

معمولات حضرت ایشان بسیار منضبط بودند برائے ہر کار وقت مقرر بود کہ در ان وقت آن کار را بہ سر انجام می رسانیدند، بیچ گاہ در معمول ایشان فرق واقع نہ می شد و این انضباط منحصر در امور اختیار تہ نہ بود بلکہ در امور طبیعیہ کفَضَاءِ الْحَلَجَةِ وَالْاَكْلِ وَالشَّرْبِ وَالتَّوْمِ، نیز می بود، ہر کار را وقت مقرر بود کہ در حضور و سفر بہ یک منوال انجام می یافت۔

سر دفتر معمولات مبارکہ خواندن بسم اللہ الرحمن الرحیم بود۔

خواندن بسم اللہ

ہست کلید در گنج نعیم ؛ بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائے ہر کار بہ بسم اللہ شریف می کردند و مخلصین پاک طینت ہدایت بود کہ ابتدائے ہر کار بہ بسم اللہ کنند و ہر گاہ کہ برائے کارے بہ خدمت ایشان رسند بہ بلند آواز بسم اللہ خوانندہ حاضر شوند۔ لہذا در جائے کہ حضرت ایشان قیام می داشتند از این مبارک صدا امواجِ اشرارِ قصان می بود۔ اگر کسے برائے ملاقات و زیارت می آمد، در بان بسم اللہ خوانندہ برائے اطلاع می رفت چون کہ وے بسم اللہ را بہ حضور قلب کمال ارتباط می خوانند، تاثیرے بر سامعین می شد و اصحابِ غفلت را ارتباطی بہ پروردگاری شد۔ و اثر بسم اللہ خواندن در وقت ملاقات ظاہری شد کہ اصحابِ غفلت بہ نحو آمدہ در لجنہ تداومت غرق می شدند و اشکہا از چشمان ایشان مثل سیل روان می شد و اصحابِ نسبت و حضور جاہلے معرفت می نوشیدند، کسانیکہ تنگ ظرف می بودند بے ہوش می شدند۔

شعبے رحمت عالمیان بِأَنْفُسِنَا هُوَ وَآبَاؤُنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ برآمدند و گزر بر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کردند و دیدند کہ بہ آوازِ پست نمازی خوانند و باز گزر حضرت ایشان بر حضرت عمر رضی اللہ عنہما افتاد، دیدند کہ بہ آواز بلند نمازی خوانند۔ صباحاً حضرت صدیق فرمودند کہ در صلاة اللیل بہ آواز پست تلاوت می کردی۔ عرض نمودند کہ قَدْ اَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ۔ می شنو انیدم کسے را کہ بادے مناجات می کردم۔ و باز حضرت ایشان بہ حضرت فاروق فرمودند کہ تو بہ آواز بلند تلاوت می کردی۔ عرض کردند۔ اَوْ قِظْ



الْوَسْنَانَ وَالْأَطْرُدُ الشَّيْطَانَ خَوَابِتِ كَانِ وَغَافِلَانَ رَابِعًا رَامِي رَانِدِمَ -  
رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ حضرت صدیقِ فرمودِ قدرے آواز خود بلند کن و بہ حضرت  
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمود - قدرے آواز خود پست کن -

حضرت ایشان قدس سرہ برائے ازالہ غفلت و طرد شیاطین نسخہٴ جد امجد خود استعمال کردہ ہزار  
قلوب را از تیرہ غفلت بہ وادیِ آمین حضور و آگاہی رساندند - پروردگار فرمودہ - وَأَتُوا الْبُيُوتَ مِنْ  
أَبْوَابِهَا - حضرت پیر ہرات قدس سرہ فرمودہ - کمائی کشف الاسرار - "ویہ خانہا کہ در آید از در - در آید و  
آزم اللہ نگہ دارید و از خشم او بہ پرہیزید تا بہ نیکی دو جہان رسید" و فرمودہ - اُطْلُبُوا الْمَعْرُوفَ مِنْ أَهْلِ  
ہر معروفی را جائے ہست و ہر کارے را روئے دہر برے را محکمے و آہلے، چوں نہ بہ جائے خویش و نہ از اہل خویش  
طلب کنی برونہ باشد - بر آن است کہ از اہل خویش طلب کنی - جَعَلْنَا اللَّهُ مِنْ أَهْلِ الْخَيْرِ وَالْبِرِّ -

نقشبند چمن شرب و حضور غفلت از باغ مبارک بس دور

نقشبند گل و نسرين صلاح یکسراين سلسلہ آئين صلاح

**طہارت** | بعد از وقت چاشت از خانہ خصوصی خود بہ حرم سر اشریف می آوردند و از حوائج ضروریہ  
فارغ می شدند - معمول شریف ایشان بود کہ بعد البول استنجا بہ آب فرمودہ استعمال کیسہ  
خوردی کردند - و بعد از قضائے حاجت و استنجا بہ جامہٴ اعضا را خشک می کردند - و بہ روز جمعہ بعد از  
معمولات صبا جیہ و شرب چائے، غسل کردہ تبدیل لباس می کردند - و در پہلی احیاناً بہ حمام شریف می برزند  
یک روز پیشتر بہ صاحب حمام اطلاع دادہ می شد - وقتے کہ برائے حضرت ایشان مقرر کردہ می شد در آن  
وقت در عربہ حضرت ایشان تشریف می بردند - در اکثر اوقات بعد از دو ہفتہ و احیاناً بعد از سہ ہفتہ موئے  
تراش می آمد - و بعد از تراشیدن موئے سر، اصلاح بروت و لحيہ مبارک می کرد - و بعض اوقات ناخنہا  
را ہم می گرفت و الا در اکثر اوقات خود حضرت ایشان بہ سکنینے (ناخن تراش) ناخنہا را می گرفتند - و بہ روز  
جمعہ قبل الاغتسال مویہائے بروت را بہ مقراض می تراشیدند - و در پہلی احیاناً صفا کنندہ گوشہا را  
طلبیدہ گوشہا را صاف می کردند -

**لباس** | بر سر مبارک سفید پنچ گوشہ عرق چین می بود، اگر موسم خنک می بود، یا از خانہ می برآمدند  
بالائے عرق چین کلاہ نرم پنبیہ داری پوشیدند، بالائے کلاہ دستار سفید و مختصر و مدور  
می بود، دستار را نشستہ و در عین بستن بر سر گردانیدہ می بستند، یک ہفتہ بلکہ دو ہفتہ آن دستار  
بستہ می بود، احیاناً بہ اندازہ یک و جب عذبہ می نہادند و الا بیشتر بلا عذبہ دستار می بستند و بر تن مبارک

یک پیرہن کوتاہ می پوشیدند، به نوسے کہ اگر برہر دو پائے خود می نشستند چنانچه مردم برائے وضو کردن می نشینند۔ و امن پیرہن مس بہ زمین نہ می کرد، چاک پیرہن بر سینہ بودہ۔ کہ سہ تکمہ و عروہ تقطنی می داشت، احیاناً ناخط مو بہا از سینہ مبارک ظاہری شد۔ و از ارکہ چہار انگشت ازشتالنگ بالا ترمی بود۔ در زمستان صدیری پنبہ دار استعمال می فرمودند۔ و بالائے آن استعمال جبہ ہندیہ پنبہ دار می کردند کہ آن را بہ اردو و انگلر کھاگویند در رازی جبہ تا نصف ساق می بود۔ و احیاناً استعمال پتوے کابلی یا شمال کشمیری نیز می کردند۔ و یک چادر سفید کہ بہ درازی دو گز انگلیزی، و بہ عرض یک گز بودہ ہمراہ خود می داشتند۔ اگر موسم بسیار سرد می بود یا تند باد می وزید بر سر و گلوے خود آن را می پیچیدند و اگر بر مزارات اولیائے کرام می رفتند بر سر مبارک و روے انورا نداختہ بہ تلاوت قرآن مجید و مراقبہ مشغول می شدند۔ استعمال دستانہ یا جور بین نہ می کردند۔ بہ یاد عاجز حضرت ایشان دو پزار پوشیدہ اند۔ پزار اولینہ پشوری زرین و آخرینہ باغبانی زرین بودہ۔ کہ تا این زمان نزد عاجز محفوظ است۔ بہ روز عید عبا استعمال می فرمودند۔ احیاناً استعمال عطری کردند از دیگر خوشبوہا و عطریات، شمامتہ العنبر را دوست تر داشتند۔

حضرت ایشان چائے سبز اعلیٰ صبا و مساء استعمال می فرمودند۔ در صبح بعد از وقت اشراق و در سار بہ عصر یا بین العشاءین۔ و بہ صبح قدرے از نان نرم یا بسکٹ و شیر نیز استعمال می کردند۔ چون کہ بہ دوران شرب چائے اشتغال بہ امور یقینیہ نیز می داشتند۔ وقت زیاد صرف می شد و بیشتر اوقات علی الخصوص بہ صبح ضرورت پیدا می شد کہ بار دیگر چائے گرم کردہ شود، اگرچہ مقدار چائے زائد از چہار پنجان نہ می بود۔ درین وقت حضرت ایشان بہ تغذیہ جسم و روح لطفہا می برداشتند و خوش نصیبان از کاس الکرام فوائد ہا می برداشتند۔

غدا بعد نیم روز بہ ساعت یک و عشاء بعد العشاء الآخرہ بہ ساعت نہ تناول می فرمودند۔ حضرت ایشان در رہائش گاہ خود نان تناول می فرمودند و استعمال چائے نیز بہ ہمان جامی کردند شاید چند بار اتفاق افتادہ باشد کہ کسی از اولاد یا ایشان طعام خوردہ باشد و آن ہم بہ یوم الوصول از دہلی بہ کوسٹہ یا از کوسٹہ بہ دہلی۔ و الاطعام حضرت ایشان بر خوانے چیدہ بالائے منضدہ صغیرہ کہ بہ اندازہ یک و جب ارتفاع می داشت نہادہ می شد و حضرت ایشان بہ خشوع و حضور تمام تناول می نمودہ اند۔ خواجہ ہاشم کشمی در فصل ششم از "زبدۃ المقامات" نوشتہ اند کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ طعام را بہ خشوع و حضور تمام تناول می نمودہ اند و یاران را نیز آن وقت بہ حضور و خشوع تاکید می کردند۔ در وقت شرب چائے و تناول طعام نشست ایشان چہار زانو بودہ۔ و جنین الاکل التفات بہ چیزے یا کسے نہ می کردند، نوبتے این عاجز

لے متعلق بہ لباس تحریر حضرت ایشان را بر صفحہ ۳۲۱ ملاحظہ کنید۔

و برادر عزیز حفظہ اللہ و سلمہ یوم الوصول بہ دہلی برخوان ایشان شریک طعام بودیم از مایان دانهائے برنج برخوان افتید۔ چون حضرت ایشان از تناول طعام فارغ شدند، دانهائے برنج را برخوان ملاحظہ فرمودند و بہ مایان فرمودند: بچہا، شمایان دانهائے برنج ریختہ آید۔ و باز آن دانهہا را جمع فرمودہ تناول نمودند۔ اگر برخوان اچار یا چٹنی یا مڑی می بود، شوق می فرمودند و شیرینی را دوست می داشتند و بعد از طعام قدرے تناول می نمودند۔ اگر برخوان می بود۔ و اگر از فواکہہ اُنبہ کہ بسیار مغرب طبع مبارک بودہ، یا خرپوزہ یا انگوری بود متصل بہ غذا تناول می نمودند۔ و اگر بہ جائے مہمان می شدند، با میزبان و یاران بر دستارخوان شریک طعام می شدند۔ ما برادران متصل بہ حضرت ایشان می نشستیم چون ابتداء بہ تناول طعام می کردند بہ آواز بلند می فرمودند ہر کسے مشغول طعام خود باشد بہ سوئے ما کسے نہ نگر۔ دیدہ شدہ کہ اگر کسے بہ جانب ایشان نظری کرد حضرت ایشان را آگاہی می شد و سر برداشتہ آن راجع بہ طرد می کردند۔ حضرت ایشان ہیچ گاہ اظہار ناپسندیدگی یا بد مزگی طعام نکرده اند۔ البتہ اگر لذتے می یافتند کلمہ ”واہ واہ“ بر زبان مبارک می آمد۔

حضرت برادر کلان اَدَامَ اللہ آیا مہ عرق اُنبہ کشیدہ با شیر و قدرے شکر آمیختہ در برادرہ سیخ کردہ پیش می کردند و حضرت ایشان بہ رغبت زائد تناول می نمودند و کلمہ واہ واہ بار بار بر زبان مبارک می آمد و دعا ہا بہ برادر صاحب می دادند۔ چند نوبت بعض افراد را طلب نمودند و ایشان را شریک این نعمت لذیذہ کردہ فرمودند۔ ببینید کہ حضرت بلالؓ ماچہ لذیذ شیرینی ساختہ اند۔ حضرت برادر کلان عادت داشتند کہ ہمراہ رفقا چائے شیر یا چیزے دیگر می ساختند و احیاناً قدرے برائے حضرت ایشان می بردند کہ بہ سرت تمام قبول می کردند و تناول کردہ واہ واہ می گفتند۔ اگرچہ آن وقت گزشتہ و آن دور رفتہ اما آن کیفیت در حافظہ خیال و آن صوت در پردہ ہائے گوش محفوظ است۔ البقاء باللہ و حدّ ۵۔

در میان اکل طعام آب نہ می نوشیدند۔ بلکہ کم و بیش یک ساعت بعد رغبت بہ آب می شد اوقات شرب میاہ مقرر بودہ، چون بہ سیر و تفریح تشریف می بردند۔ یک صراحی آب ہمراہ می بود تا بہ وقت مقرر آب نوش فرمایند۔ استعمال تنبول کہ بہ ہندی آن را پان گویند با تمباکومی کردند و آن را ہم اوقات مقرر بود، از ہشت قطعہ اند، ہیچ گاہ استعمال نہ کردہ اند۔ و تنبول و رتے است کہ با آہک و کتھا و سپاری استعمال کردہ می شود۔ آہک چون با کتھا مزوچ می شود رنگ سُرخ پیدا می کند، ورق پان مثل دیگر اوراق جانبے الملس و دیگرے ریشہ دار وارد و رواج آن است کہ آہک و کتھا را کہ ترک کردہ می باشند بر جانب چپ کہ ریشہ دار می باشد می مانند لیکن برائے حضرت ایشان بر جانب راست کہ الملس است مالیدہ می شد، زیرا کہ حضرت ایشان را این عادت از ایام اقامت مکہ مکرمہ بودہ، مولانا نسیم احمد فریدی فاروقی

امروہوی بیان کردند کہ مولانا حافظ عبدالرحمن صدیقی مُفسرِ قرآنِ عظیم و صدرِ مدرسِ مدرسہ جامع مسجدِ امروہوی با عزیزِ خود در خورد سالی بہ مکہ مکرمہ رفتہ بودند و حفظِ کلامِ اللہ الجید بہ دیارِ مقدسہ کردہ اند۔ اندران ایامِ ملاقاتِ ایشان با حضرت ایشان شدہ بود، چون حضرت ایشان در خانقاہ شریفِ ہلی اقامت کردند، جناب حافظ صاحب برائے ملاقات آمدند حضرت ایشان بہ وجہ خوب ملاقات کردند و بہ حافظ صاحب فرمودند: ”پانڈان نہادہ است پان بسازید و بخورید و یک پان ساختہ بہ ما ہم بدہید“ جناب حافظ صاحب برائے حضرت ایشان پان را بروجہ راست ساختہ تقدیم کردند حضرت ایشان چون پان را دیدند تبسم کردہ فرمودند: ”این عادتِ ما را شما یاد دارید“ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِمَا فِي كُلِّ حَيِّينَ وَآلٍ۔

روزے در کوسٹہ بلوچستان از جیبِ ملا عبد العزیز کا کڑی قُطی نسوار افتید، آن قُطی از شاخِ حیوان بہ شکلِ حجمِ بیضہ مرغ بودہ۔ حضرت ایشان استفسار نمودند کہ این چیست۔ ملا عبد العزیز عرض نمود کہ قُطی نسوار است، فرمودند: ”در جوانی وقتے کہ در حرمین شریفین بودیم استعمالِ نسوار کردہ ایم۔ در آن جا نسوار را شوقِ می گویند۔“

**قیلولہ** بعد از غدا قیلولہ می کردند۔ و بعد از قیلولہ نمازِ پیشین می خواندند۔ **وضو** حضرت ایشان بہ کمالِ احتیاط وضو می کردند موسمِ سرما باشد یا گرم، عرقِ چین و پیرہن می کشیدند۔ روزے فرمودند: ”قطراتِ آبِ مستعمل می افتد ازین جہت پیرہن می کشیم“۔ و باز بسم اللہ خواندہ ہر عضو را سہ بار می شستند، در شستنِ اعضا خوب دَک می کردند۔ در اواخرِ ایام اگر چہ دندانہانہ داشتند اما مسواک می کردند۔ مسواک ایشان از شاخِ نیم می بود کہ از اشجارِ مشہورہ ہند است، چوبِ نیم تلخ می باشد۔ سہ بار مسواک بر لہہا می مالیدند۔ مسح بر تمامِ سر مبارک می کردند۔ در وضو کردن کمتر از دہ دقیقہ صرف نہ می شد و بعد از وضو بہ رومالے دستہا و روے نور را خشک می کردند و باز پیرہن و عرقِ چین می پوشیدند۔ بعد از وضو بر لہہ مبارکہ تجلیاتِ انوار ظاہر و باہری بود و معلوم می شد کہ مصداقِ این حدیث مبارک شدہ اند کہ شیخین آن را روایت کردہ اند۔

مَنْ تَوَضَّأَ نَاحِئًا حَسَنًا الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاہُ مِنْ جَسَدِہٖ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِہٖ“ کسے کہ وضو کند و بہ وجہ خوب بکند از بدن وے خطا ہا خارج می شوند حتی کہ از زمین ناخنہا جدا می شوند“ حضرت ایشان بہ یک وضو چند نماز را ادا می نمودند۔ دیدہ شد کہ بہ وضو، ظہر نماز عشاء می خواندند و عاجز یاد نہ دار دک بہ این دوران بار دیگر وضو کردہ باشند بہ دورانِ وضو ادعیہ مروجہ از حضرت ایشان سموع نہ شدہ۔

**نماز بانیا** شیخ بدرالدین سرہندی در حضرتِ خامسہ از حضرتاتِ القدس در بیانِ نماز خواندنِ حضرتِ امامِ ربانی مجددِ آلفِ ثانی قدس سرہ نوشتہ اند: ”آثارِ حضور و خشوع از استیلائے طن

بمظاہر ایشان پیدا ہو بیاد می شد و جمیع اصحاب ایشان در صورت بہ نماز ایشان تقلید می کردند، این حقیر پیش از انتظام در زمرہ خدام آن امام ہمام گاہ گاہ در نماز ہائے جمعہ بہ مسجد ایشان می رسید و نماز گزاردن ایشان را ہر کہ می دید بے اختیار از جامی رفت و بے یقین می دانست کہ ایشان ہموارہ با سرور کائنات صحبت می دارند و نماز کردن آن حضرت علیہ السلام والتحیۃ رامی بیند، بروفتن آن نمازی گزارند، و اگر نہ این حقیر علماء و مشائخ دیگر را ہم می دید این قسم نماز از ہیچ کس نہ می دید، ہمیشہ در اول نقطہ وقت نماز گزاردن و بہ یک نسق پیوستہ ادا کردن از غرائب روزگار است، گاہے نہ دیدم کہ از وقت خود لمحہ تجاوز کردہ باشد یا از طریق ادائے نماز گاہے در قومہ و یاد جلسہ یاد را بے از آداب نماز گونہ تفاوت ظاہر شود، نماز ایشان اعظم خوارق بود کہ خرق عادت و عرف عالم می نمود، پرتظار است کہ ہموارہ بر یک طرز بے حصول ملائے و کلائے همچنان بے تعظیم و توقیر و تمکین و وقار و خشوع و انکسار نماز گزاردن کمال رسوخ بر اتباع نبوی و نہایت قوت باطن می خواہد۔

عاجز گوید، بیانے کہ شیخ بدرالدین سرہندی رحمہ اللہ و رضی عنہ از نماز بانیا حضرت مجدد کردہ اند گویا کہ بیان نماز حضرت ایشان ما است البتہ در اوقات نماز صورتے دیگر بودہ۔

**حضور قلب** اگرچہ حضرت ایشان ہر کار بہ فراغ دل و طمأنینہ می کردند اما نماز ایشان دیگر بودہ۔ حکیم حبیب اللہ و مولوی عزیز اللہ از سکھان پٹیالہ بودند، سعادت ازلی رفیق ایشان شد و مسلمان شدند و در اوائل ۱۳۸۵ھ بہ خدمت مبارکہ حضرت ایشان رسیدہ داخل سلسلہ مبارکہ شدند۔ حکیم حبیب اللہ بہ مولوی محمد نویس پیش امام مسجد شاہ جہانی واقع در گاہ مبارک حضرت خواجہ اجیری قدس سرہ بیان کردہ و مولوی محمد نویس بہ عاجز نقل کردہ۔ بہ آیائے کہ حضرت ایشان مسجد مبارک خانقاہ شریف را تعمیر می کردند، شبے در خدمت مبارکہ حضرت ایشان حاضر بودم۔ حضرت ایشان قصد ادائے نماز کردند شش یا ہفت بار برائے تکبیر تحریر ہر دو دستہا را می برداشتند و تکبیر نہ می گفتند باز رو بہ من کردہ فرمودند: ہائے ہائے حبیب اللہ، حضور قلب این وقت مفقود است، ہائے این چہ شدہ؟ "ذَبْعَدَ بُرْهَةِ" چون حضور قلب حاصل شد امامت فرمودند۔ و جناب مفتی مظہر اللہ پیش امام جامع فتحپوری دہلی بہ عاجز گفتند کہ من و مولوی سیف الرحمن صدر مدرس مدرسہ فتحپوری و مولوی شمس الدین و دوسرے نفر دیگر حاضر بودیم کہ اذان شام شد۔ چند دقیقہ گذشت و حضرت ایشان ہیچ حرکت نہ کردند باز فرمودند: مولوی مظہر شمایان رفتہ نماز بخوانید، نماز شمایان را تا خیر می شود۔ حضرت ایشان بہ اندازہ رنج ساعت خاموش نشستہ ماندند و باز نماز خواندند۔ عاجز گوید کہ احیاناً دیدہ شدہ کہ وقت نمازی شدہ و حضرت ایشان دَرَنگ زیاد می کردند و باز در اواخر اوقات نمازی خواندند، و این احوال در حیات قبلہ گاہ خود حضرت ایشان را حاصل بود، در ۱۲۹۶ھ چون بہ طابہ طیبہ می رفتند از جدہ بہ حضرت

والد بزرگوار خود درین باب چیزے تحریر کرده بودند و حضرت ایشان نوشتہ اند کہما تقدّم فی احوالہ المبارکۃ  
”وازلطمت اسواق معمول حضرات مانیست کہ نماز در خانہ ادا نمایند اگرچہ بہ جماعت باشد“ طبیعتے  
واحوالے و کیفیاتے کہ حضرت ایشان ما داشتند، مستبعد این گونه واقعات نیست۔

مشہور مقولہ است ”حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَدَّرِينَ“ در فصل اول کتاب  
**حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ** الایمان از مشکلات از حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت است کہ روزے مایان

نزد پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بودیم کہ ناگاہ شخصے سخت سیاہ موئے در جامہ ہائے بسیار سفید کہ بزوے آثار  
سفر ظاہر نہ بودہ و از مایان کسے اورانہ می شناخت آمدہ بہ نوعے نزد رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نشست  
کہ ہر روزانوے او با ہر روزانوے آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چسپید و وے ہر دو کف دست خود برابر افتاد  
آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہاد و گفت اے محمد خبردہ مرا از حقیقت اسلام۔ چون آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم بیان اسلام کردند وے گفت راست گفتی و باز از ایمان پرسید و چون جواب شنید گفت کہ راست گفتی و  
باز گفت فَاخْبِرْنِي عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنْكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّكَ تَرَاهُ خَيْرُهُ  
از احسان کہ چسپیت؟ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودند عبادت کردن است اللہ تعالیٰ را بہ وجہے کہ گویا  
می بینی اورا۔ و اگر تو بہ این حال نیستی پس بہ این صفت کہ می بیند وے ترا۔ حضرت عمری فرماید کہ چون سائل  
می گفت ”راست گفتی“ مایان متعجب بودیم بر آن شخص کہ وے می پرسد و چون جواب می شنود تصدیق می کند چون  
آن شخص روان شدہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود۔ اے عمر آیا تو می دانی کہ سائل کیست۔ عرض نمودم۔  
خدا و رسول خدا انا تراند آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود۔ این جبریل بود کہ آمد تا تعلیم کند شمایان را دین  
شمایان ”کسانے کہ بہ درجہ فوقانیہ از احسان رسیدند کسے جائز است کہ بہ رنگ درجہ تحتانیہ نماز گزارند و صحابہ  
درجہ تحتانیہ را کسے روا بود کہ بہ شکل اہل غفلت نماز گزارند کسے کہ بر آب قادر است بہ تمیم چہ کار دارد علی قدر  
اَهْلِ الْعَزْمِ تَالِي الْعَزَائِمِ۔

حضرت ایشان در نماز بہ بسیار ذوق و شوق و اخلاص و عاجزی ادعیہ ماثورہ می خواندند  
**ادعیہ ماثورہ** بعد از اختتام سورہ فاتحہ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ اٰمِيْنَ۔ می گفتند و در رکوع سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ

رَبَّنَا وَبِحَدِّكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ كَفْتَهُ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ۔ سہ بار و احیاناً بہ رکوع فرورفتہ می فرمودند۔  
اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعْتُ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَجْهِيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ وَبَارِ  
تسبیحات رکوع، و احیاناً می گفتند رَبِّكَ لَكَ سَوَادِيْ وَخِيَالِيْ وَآمَنَ بِكَ فُوَادِيْ اَبُوؤ لَكَ بِنِعْمَتِكَ  
عَلَيَّ وَابُوؤ بِدَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَبَارِ تَسْبِيْحَاتِ رُكُوْعِ مِي خواندند، و در قومه

می گفتند: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مِلءُ السَّمَاوَاتِ وَمِلءُ الْأَرْضِ وَمِلءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ و باز به سجده رفته همان ادعیه رکوع و تسبیحات سجده می خوانند: البتة به جائے لَكَ رَكَعَاتُ، لَكَ سَجْدَاتُ و به جائے رَكَعَ لَكَ، سَجَدَ لَكَ می فرمودند: و بین السجدين اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارزُقْنِي و در قعدہ چون السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ می گفتند صورتِ اِحْفِضْ جَنَاحَكَ ظَاهِر می شد و محسوس می شد که به کیفیاتِ وَاخْضُرْ فِي قَلْبِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَخَّصَهُ الْكَرِيمَ وَقُلْ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ لِيَصْدُقَ أَمْلَكَ فِي أَنَّهُ يُبَلِّغُهُ وَيُرَدُّ عَلَيْكَ مَا هُوَ أَوْ فِي مَنَّهُ. كَمَا قَالَهُ مُحَمَّدٌ الْإِسْلَامُ الْإِمَامُ الْغَزَالِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ وَرَضِيَ عَنْهُ فِي الْأَحْيَاءِ. سرشار اند و گویا عرض می نمایند۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ إِنَّمَا الْفُوزُ وَالْقَلَامُ لَدَيْكَ

و چون اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ می گفتند انگشتِ خَنْصِرِ و بِنَصْرِ را بند کرده از وسطی و ابهام حَلَفَتَ ساخته به انگشتِ مُسْتَبَحَةٍ به وقت گفتنِ إِلَّا اللَّهُ اشاره می کردند و به وقت اشاره انگشت را به شکلِ اَبْرُو قدری خمدر می داشتند و بعد از اشاره انگشتان را حسبِ سابق قبله رو دراز می کردند و در قعدہ اخیرہ بعد از درود شریفِ اللَّهُمَّ أَنْزِلْ الْمُقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ و باز رَبَّنَا آتِنَا الْخَيْرَ و باز اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيْ وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْتَنِي صَغِيرًا. اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي جَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِينَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَ الْأَمْوَاتِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَ الْمُعْزَمِ می خوانند و در و تر بعد از قنوتِ حنفی قنوتِ شافعی نیز می خوانند۔

**قنوتِ نازلہ** | به زمانے کہ نصاریٰ در طرابلس و بلقان و حروبِ عمریٰ می اول با خلیفہ المسلمین مصروف جنگ و جدال بودند حضرت ایشان در نماز فرض در رکعتِ اخیرہ چون از رکوع

استاده می شدند به آواز بلند برائے نصرتِ اسلام دعای کردند، گاہے هر دو دست به صورتِ دعا برداشته و گاہے به صورتِ ارسال اگر دستہارامی برداشتند عندالافتتاح بروئے مبارک فرود آورده تکبیر گفته به سجده می رفتند و دعائے کہ حضرت ایشان می خوانند درج ذیل است۔

اللَّهُمَّ قَاتِلِ الْكُفْرَةَ أَهْلَ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ يَجِدُونَ آيَاتِكَ وَيَكْذِبُونَ رُسُلَكَ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ وَيَتَعَدَّوْنَ حُدُودَكَ وَيُقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ، اللَّهُمَّ خَالِفْ

بَيْنَ كَلِمَتَيْهِمُ، اللَّهُمَّ زَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ، اللَّهُمَّ أَنْزِلْ بِهِمْ بِأَسْكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ  
 اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِي السَّعَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ أَهْزِمِ الْفَارِ وَأَنْصِرِ الْمُسْلِمِينَ عَلَيْهِمُ  
 اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا إِنَّا لَا نَجْعَلُنَا فِتْنَةً  
 لِقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ وگاہے دعا را بہ این الفاظ شروع فرمایید  
 اللَّهُمَّ أَنْصِرِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْصِرْ جُيُوشَ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُمَّ أَهْلِكَ الْكُفْرَةَ وَ  
 الْمُشْرِكِينَ اللَّهُمَّ دَمْرُ أَعْدَاءِ الدِّينِ وَبَارِعَايَ أَوْلِ الذِّكْرِ رَامِي خَوَانِدُو دَرِ أَخْبِيرِ دَعَا آمِينَ كَفْتَهُ  
 بہ سجدہ می رفتند۔

**اذان** در دہلی حضرت ایشان بہ کوہ ”فتح کڑھ“ کہ بہ جہت ”سبزی منڈی“ واقع است ساہا سال برائے  
 تفریح رفتہ اند۔ در آن ایام این کوہ تفریح گاہ عامۃ الناس نہ بودہ۔ برائے ذکر و فکر عجب جائے  
 پُر بہار و پُرسکون بودہ۔ ماہر سہ برادر و یک مخلص افغانی ہمراہ ایشان می بودیم۔ حضرت ایشان در جائے بہ  
 ذکر پاک پروردگار مشغول می شدند و مایان بہ قرب و نزدیکی ایشان بہ تفریح و بازی مشغول می شدیم۔ احیاناً  
 حضرت ایشان آن جا اذان دادہ اند۔ صدائے حضرت ایشان نہ بسیار بلند و نہ بسیار پست بلکہ متوسط  
 می بود۔ و از مط و کشالی پاک و صاف، لحن و ترنم را اثری نہ می بود، بہ حضور و آگاہی اذان دادہ روئے  
 مبارک بہ سوتے مایان کردہ می فرمودند۔ ”بیائید بچہا کہ نماز بخوانیم“ و باز حضرت ایشان نماز می خواندند  
 با حق تعالی بہ مناجات مشغول می شدند۔

در سال ہزار و سہ صد و سی و شش یاسی و ہفت خدائے رحم کہ از بلاد افغانستان بودہ خدمت  
 می کرد آواز وے بسیار بلند و پر درد بودہ۔ و آن سال در مسجد شریف کوٹھ وے اذان می داد۔ روزے برائے  
 کارے بہ وقت پیشین این عاجز در خدمت حضرت ایشان رسید آن وقت خدائے رحم اذان می داد۔  
 عاجز دید کہ حضرت ایشان چشمان مبارک خود را بند کردہ متوجہ بہ آواز اذان ہستند، عاجز بہ خاموشی استادہ  
 ماند و بعد از اتمام اذان عاجز ملاحظہ کرد کہ حضرت ایشان لطفہا برداشتہ اند و بہ عاجز خطاب کردہ فرمودند  
 ”زید، خدائے رحم اذان خوب می دہد“

حضرت ایشان چون اذان می شنیدند بہ این الفاظ دعا می کردند۔ اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ  
 الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اِنَّ مُحَمَّدًا اَلْوَسِيْلَةُ وَالْفَضِيْلَةَ وَاَبْعَثْتَهُ مَقَامًا  
 مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ اِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْمِيْعَادَ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ  
 لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ رَبِّ اَنْصِرْ بِاللهِ رَاوِي مُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَاِلَّا اِسْلَامًا دِيْنًا



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَارِثِهِ عَنِّي بِضَلَاةٍ تَسْخَطُ بَعْدَهُ وَارِضَهُ عَنِّي.

**جماعت** حضرت ایشان در خانہ وضو کردہ، سنن خواندہ بہ کمال ہدو و وقار و سکینہ برائے نماز جماعت بہ مسجد شریف می رفتند، در صحیحین وارد است۔ اِذَا تَوَضَّأْنَا حَسَنَ الْوُضُوءِ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطِ خُطْوَةً إِلَّا رَفَعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةً وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ یعنی کسے کہ بہ نیک وجہ وضو کرد و محض از برائے نماز بہ مسجد آمد، بر ہر گامے کہ وے می بردارد و می نہد یک رجبہ وے بلند و یک خطائے وے ساقط می شود۔ صَدَقَ الصَّادِقُ الْمُصَدِّقُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اثر این مبارک حدیث بر بشرہ حضرت ایشان ظاہر و باہر می بود۔ در ان وقت بہ نوعی ظہور انوار و تجلیات می شد کہ ہر کس بہ سوئے حضرت ایشان تاب نظر کردن نہ می داشت، بر مبتدیان خوف و دہشت غلبہ می کرد و کسانے کہ از حضور نسبت و صفائے باطن نصیبہ و رپودہ اند بہ اندازہ صفائے خود مستفید و مستفیض می شدند، بعضی افراد انوار و تجلیات الہیہ را عیاناً می دیدند و بعضی مشاہدہ جمال حضرت مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صاحبہ التَّحِيَّاتِ وَالتَّسْلِيمَاتِ می کردند۔ كُلُّ مَيْتَرٍ لَهَا خَلِيقٌ۔

**نظر بر احوال مقتدیان** معمول حضرت ایشان بود کہ قبل از نماز بلکہ قبل از اقامت گفتن نظر بر احوال مقتدیان می کردند و طریقہ اش آن بود کہ از جانب پشت نمازی ہا از یک طرف تا بہ سردیگر گزری کردند۔ یک مخلص پاک باطن با کمال ادب بہ پہلوئے ایشان می بود بر کسے کہ حضرت ایشان دست مبارک می نہادند، ویرا آن مخلص کہ ہمراہ ایشان می بود از صف بیرون می کرد، و گاہے حضرت ایشان بہ محراب رفتہ رُو بہ جانب نماز بہا کردہ، چشم بند کردہ استادہ می شدند و یک مخلص از یک طرف ہر مصلی دست خودی نہاد و تا وقتے کہ از حضرت ایشان اشارہ نہ می یافت دست نہادہ منتظر امر می بود اگر حضرت ایشان آواز "ہون" می کردند وے بہ دیگرے منتقل می شد، و اگر می فرمودند "این را دور کن" وے امتثال امر می کرد، بعضی اوقات خدمتِ اِخْتِبَارِ مُقْتَدِيَانِ متعلق بہ مخلصے صاحب نسبت می شد، حَسَنٌ مَثَابِيلٌ اَزْ كُنُوْزِ اَفْغَانِسْتَانِ چند سال این خدمت را بہ وجہ خوب سمر انجام دادہ۔

**اعتراف بے خردان** اہل دنیا و اصحاب پندار را در ہیچ حال قرار نیست، مقصد ایشان جز اعتراف کردن چیزے نیست، ملا علی بن حسین کا شفی دُرِّ شَمَاتِ عَيْنِ الْحَيَاةِ قول عارف نامی مولانا عبدالرحمن جامی نقل کردہ کہ "مردم بد نفس چون خواہند کہ عیب کسے بر شمارند اول بدیہائے کہ در ذات ایشان موجود است بزبان جاری می شود آن بہ فہم ایشان نزدیک تر است" و قطب شام شیخ عبدالغنی نابلسی در رسالہ "ابيضاح الدلالات" بیان خوب نوشتہ اند و این شعر را آورده اند۔

إِذَا سَاءَ فِعْلُ الْمَرْءِ سَاءَتْ ظُنُونُهُ وَصَدَقَ مَا يَعْتَادُهُ مِنْ تَوَهُّمِهِ  
بعضی از حاسدان گفته اند که در نماز از فاسقان و آرباب غفلت متأثر شدن از بے کمالی و قلتِ نوا است  
چه اصحاب کمال را بے نوعی انواری باشند که بر هزاران ظلمات غالب آید، این بے خبران نام النوار و تجلیات شنیده  
اند و از کیفیات و حقائق بے خبر اند نه می دانند که مقتدی را با امام خود ارتباطی است، اگر ارتباط درست  
کامل است غلطی در نماز پیدانه می شود، و اگر نادرست و ناقص است خلل واقع است - عاجز چند احادیث  
می نویسد تا بے خردان عبرت گیرند -

**احادیث مبارکه** | ۱- مشکات در باب القرارة از مالک و احمد و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن  
ماجر روایت کرده آن رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ  
جَهْرًا فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِيَ أَحَدٌ مِنْكُمْ اِنْفَاقًا قَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ  
إِنِّي أَقُولُ مَالِي أَنَا زَعُ الْقُرْآنِ - یعنی برگشت رسول الله صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ از نماز که جهر کرد  
در وے گفت، آیا کسی از شما یان اکنون چیزی بامن خوانده، یکے گفت آری یا رسول الله من خوانده ام، پس  
آن حضرت فرمود من در دل خود می گفتم که مرا چه شده که کشاکش کرده می شوم با قرآن مجید -

۲- مشکات در باب الوسوسة از مسلم نوشته - عَنْ عَثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَلَاتِي وَبَيْنَ قِرَاءَتِي يُلَبِّسُهَا عَلَيَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ خِنْزَبٌ فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ  
مِنْهُ وَانْفُلْ عَلَى يَسَارِكَ ثَلَاثًا فَفَعَلْتُ ذَلِكَ فَآذَى اللَّهُ عَنِّي عَثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ كَوَيْدِكَ مِنْ  
گفتم یا رسول الله به درستی که شیطان حائل می شود میان من و میان نماز من و میان قرابت من، پس فرمود  
پیغمبر خدا صلی الله تعالی علیه وسلم آن شیطان است که وے را خنزب گفته می شود - پس چون ویرا دریابی پناه  
جوئے به خدا از وے و تفل کن یعنی تفل کن بر جانب چپ خود سه بار عثمان گوید که من آن را کردم و دور گردانید  
آن شیطان را الله تعالی از من -

۳- مشکات در کتاب الرقاق از احمد نقل کرده که عائشه صدیقه رضی الله عنها گفت - كَانَ لَنَا  
مَنْزِلٌ فِيهَا تَمَائِيلٌ طَبِيعًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ حَوْلِيهِ فَإِنِّي إِذَا رَأَيْتُهُ ذَكَرْتُ  
الدُّنْيَا - ما را پرده بود که در وے تصاویر پرندگان بود پس رسول الله صلی الله علیه وسلم فرمود ای عائشه این  
پرده را دور کن زیرا که من چون می بینم این را یاد می آرم متاع دنیا را -

شیخ عبدالحق در شرح نوشته - عزیز من چون یاد دنیا و دیدن آن چه یاد دهنده از آن موجب تشویش دل

تکذیر صفائی وقتِ مقربان است قیاس باید کرد نفس دنیا را کہ چہ حال خواهد بود“  
 ۴- مشکات در کتاب السترا ز بخاری نوشته کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت۔ کَانَ قِیْرَامٌ  
 لِعَالِشَةِ سَتَرْتُ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيطِي عَنَّا قِرَامَكَ  
 هَذَا فَإِنَّهُ لَا يَزَالُ تَصَادِيرُهُ تَعْرِضُ لِي فِي صَلَاتِي۔ پردہ باریک رنگین و منقش عائشہ را بود  
 کہ گوشہ خانہ خود را بہ آل پوشیدہ بود پس گفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مر عائشہ را دور کن از پیش ما پردہ خود را  
 پس بہ درستی کہ این صُوراً و ظاہری گردد بر من در نماز من۔

۵- مشکات در کتاب السترا ز بخاری و مسلم نوشته کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گفتہ صلی رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی خمیصۃ لہا اعلام فنظر الی اعلامہا نظراً فلما انصرف قال اذہبوا  
 بخمیصتی ہذہ الی الی جہیم و انتونی بانجانبیۃ الی جہم فیا تمہا الہتئی انفا عن صلاتی۔ نماز  
 گزار در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در جامہ کہ سیاہ علم داشت پس نگاہ کرد آن حضرت بہ جانب اعلام وے  
 یک نگاہ کردن۔ و چون از نماز فارغ شد فرمود کہ این خمیصہ مرا پیش ابو جہم برید و بیارید برائے من کلیم  
 درشت وے۔ بہ درستی کہ این خمیصہ مرا از ذوق و حضور نماز اکنون باز داشت۔ و در روایتی از بخاری  
 آمدہ۔ قال کنت انظر الی علمہا و انا فی الصلاۃ۔ کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفت۔ من بہ جانب  
 علم خمیصہ نگاہ می کردم و حال آنکہ من در نماز بودم فاخاف ان یفتننی پس ترسیدم کہ در فتنہ بنیدارم۔  
 و باز دارد از حضور۔ شیخ عبدالحق در شرح نوشتہ۔ معلوم می گردد صورت و نقوش ظاہرہ  
 را در نفوسِ طاہرہ و قلوبِ صافیہ تاثیر بآئے است، با وجود علم و مقام و کمالِ نزاہت، و نظریہ تحقیق این تاثیر و  
 تغیر ناشی از کمالِ صفا و غایت لطافت است چنان کہ در جامہ سفید یک نقطہ سیاہ اگر افتد نمایان  
 گردد و ہر چند سفید تر و صاف تر نمایان تر۔ و اُلودگان و تیرہ دلان را از ان معنی آگاہی نہ بود، و نزد من این  
 تعلیم است مرا مت را و توبیہ است مرا ایشان را بر تثبیت احتیاط و احترا س در معاشرت مابست بلا مشاغل۔  
 ۶- مشکات در آخر باب صفتہ الصلاۃ از احمد نوشتہ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گفت۔ صلی است  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظہر و فی مؤخر الصفوف رجل فاساء الصلاۃ فلما  
 سلم ناداه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فلان الا تتقی اللہ الا تری کیف تصلی انکم  
 ترون انہ یخفی علی شئی مما تصنعون واللہ انی لا اری من خلفی کما اری من بین یدئی کہ پیغمبر  
 خدا با نماز ظہر را گزارد و در صفِ پایان از صفہا مردے بود پس نماز را بد گزارد چون سلام داد آن مرد را  
 پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آواز داد و بخواند و فرمود اے فلان از خدا نہ می ترسی آیا نہ می بینی کہ چہ گونه

نمازی گزاری۔ بہ درستی کہ شمایان گمان می برید کہ پوشیده است بر من چیزے از آن چه کہ شمای کنید سؤگند بہ خدا۔ ہر آئینہ می بینم از پس پشت خود چنان کہ می بینم از پیش روی خود“

در مرقات نوشتہ | قال ابن حجر ای فی حال الصلاة لانه عليه الصلاة والسلام

كان يحصل له فيها قوة العين بما يفاض عليه فيها من غايات القرب و خوارق التجليات فنكشف له حقائق الموجودات على ما هي عليه في ذلك من خلفه كما يدرك من امامه لانه لياهر كماله لا يشغله جمعه عن فراقه فهو وان استغرق في عالم الغيب لا يفتق عليه شئ من عالم الشهادة۔ الخ۔ ابن حجر گفته کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم را این کیفیت در حال نماز بودہ زیرا کہ در حال نماز از وجہ غايات قرب و خوارق تجليات قوت بصارت چشم مبارک بہ حدی می رسید کہ بر آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم حقائق موجودات بہ وجہ آنکس ہر می گشت، پس از جہت پشت ہم بہ ہمان طور ادراک می کرد کہ از پیش روی کرد، و از وجہ انتہائے کمال بے مثال دید حقائق کائنات جمعیت مبارک را بہ خود مشغول نہ می ساخت، و با وجود استغراق در عالم غیب، هیچ شے از عالم شہادہ بر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخفی نہ می ماند“

شیخ عبدالحق نوشتہ | این جا محل عبت و تذکار است مرعقل را در تاثیر صحبت کہ سید رسول

صلوة اللہ و سلامہ علیہ بہ آن مرتبہ و جلالت شان در حالت قرآءة قرآن در نماز کہ از اعظم حالات و اقرب اوقات اوست در قرب حضرت رب العالمین از صحبتے یکے از احادیث بہ ترک سنن و بعض آداب وضو کہ نہ عبادت مقصود لذاتہ است متاثر گردیدہ جائے دیگران کہ بہ مصاحبت و مخالفت اہل فسق و بدعت گرفتار باشند و شب و روز بہ ایشان باشند“

از خوان کریمان غلامان را نصیبی می باشد حضرت امام ربانی مجدد و منور الف تانی قدس سرہ نوشتہ اند در مکتوب صدم از دفتر سوم۔ این بزرگوار ہر چند نبی نیست اما بہ تبعیت انبیا شریک دولت خاصہ انبیا است علیہم الصلوات و التسلیمات۔ و اگرچہ طفیلی است اما سفرہ نشین خوان نعمت شان است، و ہر چند خادم است اما ہمنشین مخدومان است، و آن تابع است کہ مصاحب ہما از متبوعان است۔ الخ۔ بے خردان از بے خردی خود چیز ہائے می گویند و بہ شناخت و قباحت آن نہ می رسند حافظ شیراز گفت۔ و چه خوب گفته رحمہ اللہ۔

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ چون نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

امامت | از حیات مبارکہ والد بزرگوار قدس اللہ سرہ تا ماہ مبارک رمضان ۱۳۳۵ھ امامت خود

حضرت ایشان می کردند، دست از هر دو عالم افشاندہ تکبیر می گفتند۔ به مجرد استماعِ اللہ اکبر از مقتدیان بر اصحاب نسبت اثر می شد کہ اکثر افراد راتن می لرزید و قرأت ایشان به منزله جوئے روان بود کہ به یک ہیج و تیرہ روان می باشد، پاک باطنان از برکات و فیوضات سلسلۃ الحجّاس "مخمر شدہ مدہوش می شدند سرور مشوژی نعرۃ اللہ زده بہش شدہ می افتاد۔ در تن سید اکرم شاہ از آتش محبت بہ نوے بے قراری روئے می داد کہ بہر دو دست سینہ خود را اللہ گویان می زد۔ قاری عبدالغنی انطاکی شامی را اشک سیل از چشمانش روان می گشت۔ بعض افراد را بخودی روئے می داد۔ و از دنیا و ما فیہا بے خبر گشتہ بر یک حال می ماند۔ کسے در قیام و کسے در سجود چنان چه نماز تمام می شد، و نمازیان سنن و نوافل خواندہ می رفتند و این مدہوشان بادۂ وحدت بر احوال خود می ماندند۔ ہیج گاہ دیدہ نہ شد کہ حضرت ایشان بہ این عمت پاک نہادان چیزے گفته باشند۔ قرأت حضرت ایشان قدرے طویل می بود۔ استعاذہ فرمودہ و بسملہ خواندہ بہ تلاوت مصروف می شدند، عاجز یاد دارد کہ نوبتے در دہلی برجیل "فتح گڑھ" کہ سالہا سال تفریح گاہ حضرت ایشان بود در صلاۃ مغرب سورۃ صافات و سورۃ صاد تلاوت کردند۔ ماہر سہ برادر و یک مخلص افغانی در لیس ایشان بودیم۔ بہ دوران تلاوت از تن مبارک ایشان یک موئے را حرکت نہ می شد۔ توقف بہ مراعات اوقاف صحیحہ می کردند چون آیات و عبید رامی خواندند در خضوع و خشوع نمایان اضافہ می شد۔ و گاہے استعاذہ می فرمودند۔ تلاوت چه بود کہ مکالمہ باری العزت می بود، و از کیفیات و لذات "أرْحَنِي يَا بِلَالُ" روشناس می کرد۔ روزے بعد العصر برائے تفریح بیرون دروازہ ترکمان برآمدند و تا دروازہ اجیمیری تشریف بردند، بہ قرب دروازہ اجیمیری "تالاب شاہ جی" بود۔ این تالاب بسیار کلان و عمیق بود۔ از سنگ خارا ساختمہ شدہ بود۔ نزد تالاب بہ جہت شرق یک مصطبہ بود کہ وندگان و آئندگان در آن جا قدرے استراحت می کردند و بعض اوقات نماز ہم می خواندند چون حضرت ایشان آن جا رسیدند وقت نماز شام شد چنان چه فرمودند بیانید کہ برین مصطبہ نماز بخوانیم۔ حضرت ایشان در آن زاویہ خموشی و یکسوئی بہ ذوق و شوق تمام نماز خواندند، در اول رکعت دو رکوع از سورۃ و النجم و در رکعت سوم رکوع سوم از النجم و رکوع اول از سورۃ قر خواندند و از بحار حقائق حقیقت کعبہ حقیقت قرآن حقیقت صلاۃ حقیقت معبودیت صرّفہ۔ سیراب گشتہ مراجعت فرمودند۔ اندران ایام این جہت پر از خاک و ویران بود۔ اگر حضرت ایشان بہ آن جہت گلہ می رفتند چون مراجعت می فرمودند در دروازہ خانقاہ شریف بر کرسی ہندی (مونڈھا) می نشستند و مخلصین پاک ضمائر کہ بہ انتظار چنین مواقع می بودند کہ بہ نوے دست خود بہ جسم مبارک ایشان رسانند۔ بہ ادب تمام و حضور قلب بہ خدمت مبارک رسیدہ

اولاً گرد و غبارِ رامی افشانند و باز پائہِ رامی مالیند، حضرت ایشان مصروف کار و مخلصین متوجہ بہ سوتے یاری بودند، منشی احمد حسین دہلوی کہ صاحب نسبت و پاک ضمیر بودہ چند بار بہ عاجز گفت کہ من پائے مبارک ایشان را آہستہ آہستہ می مالیدم چون دست خود بر عضلات ساق نہادم عیاناً محسوس کردم کہ ہر گاہ حضرت ایشان گویا بہ اسم اللہ است از احساس این امر کیفیتے بر من طاری شد حضرت ایشان فرمودند۔ احمد حسین من امروز نماز شام نزد تالاب شاہ جی خواندم۔ سورۃ وَالنَّجْمِ تلاوت نمودم، عجب لذت و کیفیت حاصل شد۔

عاجز گوید کہ چند سال می شود کہ پیر مردے کہ بہ جہت صدر بازار قیام داشت حاضر شد و در سلسلہ شریفہ داخل شد و بیان کرد کہ من جوان بودم و برائے شناساوری بہ تالاب شاہ جی آمدہ بودم، وقت نماز شام رسید و اتفاقاً حضرت ایشان با جماعت مخلصین تشریف آورده نماز خواندند من نیز شریک جماعت شدم۔ عجب لذتے بر من حاصل شد و بہ خانہ رسیدہ بہ پدر خود واقعہ بیان کردم۔ ایشان گفتند۔ اے پسر، نصیبہ خوب داری، مدتہا است کہ آرزو دارم کہ یک نماز در پس ایشان بخوانم لیکن تا این زمان بہ مراد خود نہ رسیدہ ام و ترا صدقہً این دولت دست داد۔ این پیر مرد گفت ازان روز متمنی بودم کہ در سلک خادمان حضرت ایشان در آیم۔ امروز پروردگار خواہش مرا بہ اتمام رسانید۔

**ختم قرآن مجید** معمول حضرت ایشان بود کہ در نماز قرآن مجید را با ترتیب تلاوت می فرمودند و چون ختم می فرمودند نان سُختہ مخلصین رامی دادند و آن روز آثار سرور بر بشرہ مبارکہ ظاہری بود۔ خواجہ ہاشم کشمی رحمہ اللہ در فصل ششم از زبدۃ المقامات نوشتہ اند۔  
و در اواخر ختم قرآن مجید در نماز اشتغال می فرمودند: دَمَنْ يُشَابِهَ آبَهُ فَمَا ظَلَمَ۔

**بعد از سلام دادن** چون حضرت ایشان از نماز سلام می دادند سہ بار استغفاری کردند۔  
گاہ بہ این لفظ استغفر اللہ رَبِّی مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ وَ گاہ بہ این لفظ استغفر اللہ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ و بعد ازین دعای کردند مگر بہ فجر و مغرب بعد از خواندن استغفار دہ بار بہ ہمان جلسہ می خواندند۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ و باز بہ این الفاظ دعای کردند۔ اللَّهُمَّ انصُرِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ انصُرْ جُيُوشَ الْمُؤَحَّدِينَ اللَّهُمَّ اهْلِكِ الْكُفْرَةَ وَالْمُشْرِكِينَ اللَّهُمَّ دَمِّرْ أَعْدَاءَ الدِّينِ اللَّهُمَّ انصُرْ مَنْ نَصَرَ دِينَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ اخذَلْ مَنْ خذَلْ دِينَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ اصْلِحْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ ارْحَمْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ

اللَّهُمَّ فَرِّجْ عَنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ وَأَحْيَانًا إِضْمَامِ ابْنِ دَعَا  
 مِي كَرُونَ- اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَنَعُوذُ بِكَ  
 مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَ  
 الْمَغْرَمِ وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ  
 لَا يَخْشَعُ وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَنَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ أَنْ نُفْتَنَ عَنْ  
 دِينِنَا وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ بِكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوذُ بِكَ  
 مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْنَا  
 وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ نَعْمَلْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفَجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيعِ سَخَطِكَ  
 اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِعِزَّتِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنَا أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْبِقِينُ  
 الْإِنْسِيُّ يَمُوتُونَ- وَأَحْيَانًا بَعْدَ زَيْنِ دَعَايَ قُنُوتٍ نَازِلَهُ سَمِي خَوَانِدَر-

وعمول حضرت ایشان بود که بعد از صلاه فجر چون از دعا فارغ می شدند بر سر سجاده به همان کیفیت  
 قعدہ مراقب می شدند و چون آفتاب می برآمد مخلصه بسم الله خوانده عرض می کرد، آفتاب برآمد و حضرت  
 ایشان نماز چاشت خوانده به قیام گاه تشریف می بردند-

**نماز جمعه** می فرمودند نماز جمعه چند شرط دارد که بدون تحقق آن شروط به خواندن نماز جمعه  
 مکلف از عهده فرض بر نه می آید- کالمصیر والایتحاد عند جماعة- مولوی  
 عبدالرحمن پسر مولوی امام الدین ساکن نکور در علاقه جانان در پنجاب جوان صالح و سعادت مند بوده که در  
 مدرسه دیوبند به تحصیل علم دین مشغول بود- و در مکتوبی به حضرت ایشان نوشتت و سوال از جمعه کرده حضرت  
 ایشان به جواب تحریر فرمودند- ماعناه- اگر از شرائط جمعه بالیقین شرطی مفقود باشد پس نماز جمعه مسقط  
 فرض ظهر نیست- و خواندن نماز ظهر ضروری و فرض است- از کتب معتبره مذہب، ہدایہ و شرح وقایہ قدوری  
 و کنز این مسئله ظاہر است، کسانے کہ مذہب حنفی را و شرائط قومہ کتب راجح و معتبر می دانند مسلک  
 ایشان بر همین است، و کسانے کہ اصول مذہب خود را و شرائط قومہ کتب راجح و معتبر می دانند  
 مسلک ایشان مائل به عدم تقلید است کہ از راه صواب برکنارند-

عاجز گوید- علامہ مقدسی در نور الشمعہ فی ظہر الجمعه کہ به عربی است تحقیق خوب کرده و نوشته  
 برائے نماز جمعه چند شرائط اند- لا بد من تحقیقها بالتحقق المشروط- اگر در تحقق شرطی شک واقع شود  
 به خواندن نماز جمعه مکلف از عهده فرض بر نه می آید- و علامہ شنوانی در انوار ساطعہ مذہب اربعہ را بیان

کرده است. می نویسد که در زمان رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم در مدینه منوره با مسجد نبوی صلی صاحبہ الصلوة والتحمیة مساجد بودند که اہلی این مساجد اذان حضرت بلال را می شنودند و صلوات خمسہ در مساجد خود می خواندند لیکن نماز جمعہ را ہمہ در مسجد نبوی ادا می کردند و حضرت عمرؓ بہ امر اے اسلام ابو موسی اشعری و عمرو بن العاص و سعید بن ابی وقاص نوشته کہ برائے قبائل مساجد ہا و برائے جمعہ مسجد جامع بنا کنند کہ بہ روز جمعہ ہمہ درین مسجد جمع شدہ نماز بخوانند، علامہ سبکی شافعی نوشته کہ لا اُحْفَظُ عَنْ صَحَابِیِّ وَلَا تَابِعِیِّ تَجْوِزَ تَعَدُّ دَهَا۔ شیخ احمد معروف بہ ملا جیون مؤلف نور الانوار (فی الاصول، المتوفی ۱۰۳۰ھ) در کتاب التفسیرات الاحمدیہ بیان شرائط کردہ و نوشته است: "لهذا اختلفوا فرقا مختلفا فقليل منهم من تركوا الجمعة اصلا وطائفة اختلفوا بها وبعضهم اذوا الظهر في منزلهم ثم سعوا الى الجمعة واكثرهم دأمو اعلی اداكها اذ لا علما منهم بانها من اكلب شعائر الاسلام و التزموا بعد ها اداء الظهر لكثرة الشكوك في شانها وغلبة الاوهام وان كان لا يجوز الجمع بين الفرضين عند اهل الاسلام"۔ علامہ ابن الہمام نوشته اند: "فالم يتحقق وجود الشرط لم يحكم بوجود الجمعة فلم يحكم بسقوط الفرض والله سبحانه اعلم"۔ خواجہ ہاشم کشمی در فصل ششم از زبده المقامات نوشته اند کہ حضرت مجدد قدس سرہ برائے نماز جمعہ بہ مسجد جامع و بہ عیدین مصلی حاضر می شدند ظہر را نیز بعد از اداے جمعہ احتیاطا می گزاردند عمل حضرت ایشان ماقدم سرہ بر مسلك حضرت مجدد قدس سرہ بود کہ ظہر را می خواندند و می فرمودند کہ خواندن نماز ظہر لازم و واجب است بعد از نماز جمعہ نماز ظہر کاملا باسنن می خوانند۔

**مساجد دہلی** حضرت ایشان چند سال در جامع شاہجہانی و باز چند سال در مسجد مدرسہ حسین بخش نماز جمعہ خواندند۔ اتفاقا یک روز گزرا ایشان بر کلان مسجد شد کہ بہ جهت دروازه ترکمان واقع است، این جامع از عہد فیروز شاہ تغلق است کہ در قرن ہشتم بودہ۔ در آن جامع حضرت ایشان انوار و برکات زیاد یافتند، بلکہ بعض اسطوانات ہارامس کردند و محفوظ شدند، و از آن پس بہ آن جامع تشریف می بردند، بعد از چند سال اتفاق افتاد کہ در خطبہ امام خطائے کرد حضرت ایشان بہ آواز بلند اصلاح فرمودند۔ بعد از یک روز آن امام بہ حضرت ایشان مکتوبے ارسال داشت کہ اگر جناب شما بہ جامع دیگر تشریف بریزند بہتر باشد چنانچہ بعد از آن روز حضرت ایشان در عربہ بہ مدرسہ مولوی عبدالرب تشریف می بردند کہ بہ عقب مخطیہ خط آہن واقع است این مدرسہ بہ وجود مبارک استاد می مولانا عبدالعلی آباد شدہ بود۔ حضرت مولانا اولاد مدرسہ حسین بخش مدرس بودند عجب مرد پاکیزہ و پاک باطن و پاک



مشرّب بودند و با حضرت سیدی لوالدار تباط تام داشتند و حضرت ایشان نیز جناب ایشان را دوست داشتند راست است "انّما یعرف الفضل ذوّۃ" بعد از نماز جمعہ حضرت ایشان با حضرت مولانا و دیگر اساتذہ ساعتی صحبت می کردند، چون اہل دہلی را ازین حال آگاہی شد پروانہ نمط آن جامی رسیدند از فیوضات و برکات و امنہائے مراد پرمی کردند۔ فہذینا الہمّ ثمّ ہذینا الہمّ۔

در فصل اول گزشتہ چون حضرت ایشان از رامپور بہ کوئٹہ رسیدند، افسر پولیس بی بی، بہ خدمت

اقدس رسید و عرض کرد کہ از مجالس عمومیہ اجتناب نمایند۔ لہذا حضرت ایشان بعد از آن تا دو سال برائے نماز جمعہ بہ مہرولی تشریف بردند و آنجا در مسجد خانقاہ حضرت قطب لاقطاب قطب الدین اختیار کاکی نماز خواندند بلکہ امامت نماز ہم حضرت ایشان می کردند۔ امام آن جامع مبارک حافظ عابد علی از مخلصین حضرت ایشان بودند۔ حافظ عابد علی و دیگر صاحبزادگان آن در گاہ خواہش نمودند کہ حضرت ایشان امامت کنند۔ در دہلی چون اہل قلوب و پاکیزہ نفوس برین امر مطلع شدند بہ صد شوق بہ آن بارگاہ می رسیدند حتی کہ در مسجد و صحن مسجد گوشہ خالی نہ می ماند۔ ہذہ ہی القبولیۃ الّتی اخبّر بہا الصادق المصدوق صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وقال "ثمّ یوضع لہ القبول فی الارض" در کوئٹہ نماز جمعہ دائماً در جامع قندھاریان می خواندند، چند وقت امام جامع مفتی محمد جمعہ بود چون دے بہ وطن خود (قندھار) مراجعت نمود مفتی عبید اللہ ساکن قریہ شالوکہ بہ فاصلہ دوسہ میل از شہر کوئٹہ واقع است، امام جامع مقرر شد، ہر دو پاک نهادان از مخلصین حضرت ایشان بودند۔ حضرت ایشان بعد از نماز جمعہ احياناً نزد مفتی عبید اللہ در جامع توقف می کردند۔ اجتماع علماء و صلحاری شد۔ چہ پاکیزہ نفوس بودند و چہ پاکیزہ اجتماع۔

آسمان رشک برد، ہرز مینے کہ درو دوسہ کس دوسہ دم از بہر خدا بنشینند

در دہلی نماز عید بہ عید گاہ محمد شاہی می خواندند، و در کوئٹہ بہ عید گاہ افغانان تشریف می بردند و امامت می فرمودند، بہ عید شوال ۱۳۳۵ھ سورہ ق تلاوت فرمودند۔ گاہ سورہ قمر یا حدید یاد دیگر سورہ شریفیہ می خواندند۔ و خطبہ مفتی عبید اللہ می خواند۔ البتہ یک نماز عید الاضحی از ۱۳۳۵ھ کہ آخرین نماز عید بودہ، در عید گاہ پنجابیان خواندہ اند، چون کہ اندران آیام امامت متعلق بہ حضرت برادر کلان حفظ اللہ و البقاہ بودہ لہذا امامت ایشان فرمودند۔

بہ روز عید استعمال یک عبا یا چغہ می کردند و در غرہ بہ مصلی تشریف می بردند و در عید الفطر بہ آواز پست و در عید الاضحی قدرے بہ آواز بلند تکبیرات می خواندند، بہ وقت مراجعت، چہ در دہلی و چہ

در کونٹہ برائے مصافحہ و دست بوسی، هجومِ خلائق می شد چون که مخلصین پاک نهاد بر حضرت ایشان مُطاب  
می بودند ازین جهت به عافیت می ماندند چند افراد به عاجز گفته اند که این گونه هجوم خلائق بر کسے دیگر نه  
دیدہ ایم، چون از عید گاہ به خانہ تشریف می آوردند بسیای از مخلصین با عریبی می دویدند۔  
از حسن ملیح خود شورے به جهان کردی بیچاره و سبیل را مصروفِ فغان کردی  
چوں به خانہ می رسیدند اجتماع زائرین می شد و حضرت ایشان تا وقت زوال ملاقات می فرمودند۔  
درین روز اہل دنیا نیز حاضر می شدند و خطبہای برداشتند۔

**تراویح** | از آغاز شب تا اول عقدِ سادس در تراویح امامت می فرمودند۔ و تا زمانے کہ حضرت سیدہ  
الوالد حیات بودند افتتالاً لامرہ و اتباعاً لیسیرتہ در تراویح سہ ختم از قرآن مجید می کردند  
حضرت والد بزرگوار به برادرزادہ خود نوشته اند۔ به سبب ایشان سہ ختم قرآن شنیدن می شود، و مردمان  
اہل ذوق و شوق حاضر می شوند تا تذکیر یعنی بدفع اول تراویح ایشان تمام می شود، و بعد از وفات قبلہ  
گاہ خود اکتفا به ختم کردند و معمول حضرت ایشان بود کہ بعد از چہار رکعت بیان آن مضامین مبارکہ  
می کردند کہ در چہار رکعات تلاوت فرمودہ بودند اہل ذوق و شوق مثل سید عمدا مام عید گاہ دہلی و  
حافظ محمد آفاق شریک می شدند۔ سالہا سال این کیفیت بماند و خوش نصیبان ازین دولت لازوال  
بہرہ ور شدند۔ کسانے کہ بیان حضرت ایشان شنیدہ بودند می گفتند کہ عجب حلاوت و لطف سرور سے  
می داد، از سامعین ہر یک ہمہ تن گوش می بود۔ حضرت ایشان در چہار ساعت بلکہ در چہار نیم ساعت  
از تراویح فارغ می شدند۔

چون سن شریف بہ پنجاہ رسید قصد فرمودند کہ خدمت امامت در تراویح بہ شخصے تفضیض نمایند  
کہ صاحب نسبت بود و بہ فن تجوید واقف بود۔ چنان چہ مخلصے از مقاطعہ پنجاب دو سال امامت کرد۔  
حضرت ایشان را لذتے روئے نہ داد۔ اندرین اشناحق تعالی حافظ نیاز احمد را بہ خدمت حضرت ایشان سانید۔  
**حافظ نیاز احمد** | فرزند شیخ عبدالرحمن ساکن سہارن پور بہ عمر چہدہ یا ہترہ سال بہ آستانہ  
خیر جہان رسید۔ درین عمر نوجوانی عجب صدق کابل و عزم راسخ نصیب شدہ  
بود کہ **يَا لَللّٰهِ الْعَجَبُ**۔ در او اہل احوال زجر ہا و توبیخ ہا برداشت تا مستحق اکرامات و انعامات گردید ان اللہ  
لَا يُضَيِّعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِينَ۔ اندرین آیام قاری عبدالغنی الطالکی شامی بہ اشارہ غیبی از وطن خود نزد  
حضرت ایشان آمد و بہ کسب فیوضات و طی مدارج مشغول گشت۔ مسلسل چہار سال تا ۱۳۲۶ھ  
در دہلی و کونٹہ دامن مراد را پر کرد۔ درین آیام حضرت ایشان حافظ نیاز احمد را حوالہ قاری عبدالغنی

کردند مساعی ایشان بار آور شد و حافظ نیاز احمد در تجوید و ادائے حروف از کمال افراد گشت پروردگار ایشان را عجب شیرینی صوت و حلالتِ نغمه داده بود کہ چون بہ تلاوت قرآن عظیم مشغول می شد، یادِ اَعْطِیْتَ مِزَّةَ اَرَامٍ مِنْ مَزَامِیْرِ اِلِیَّ دَاوُدَ، را تازه می کرد کہ سرور عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ بعد ازین از حضرت ایشان تعلیم اوقاف حاصل کرد کہ بیانش فی ما بعد خواهد آمد از معرفت اوقاف برائے اہل علم در فہم معانی سہولتہا پیدا شد و لذت تلاوت دو بالا شد۔

حضرت ایشان از سال ہزار و سہ صد و سی و سہ (۱۳۳۳ھ) قاری نیاز احمد را تعلیم قرأتِ بُدُورِ سَبْعَہٗ شَرُوعِ کردند در سال سی و سہ روایت قانون از امام نافع مدنی، و در سال سی و چہار روایت ورث از امام نافع، و در سال سی و پنج روایت بزی از ابن کثیر کئی، و در سال سی و شش روایت قنبل از امام ابن کثیر، و در سال سی و ہفت روایت دُورِی در روایت سُوسی از امام ابو عمر و بصری، و در سال سی و ہشت روایت ہشام و روایت ابن ذکوان از امام ابن عامر دمشقی، و در سال سی و نہ روایت شعبہ و روایت حفص از امام عاصم کوفی و روایت خلف و روایت خلاد از امام حمزہ کوفی تعلیم دادند۔ و قاری نیاز احمد در ظرف ہفت سال بہ دو ازادہ روایت از ائمہ ستہ تلاوت نمود۔ قاری نیاز احمد در ماہ شعبان بہ کوٹہ می رسید و دُرس شاطبیہ و ابن قاصح از حضرت ایشان می گرفت و در ماہ رمضان از ساعت نہ صبا تا ساعت دو بعد از زوال نزد حضرت ایشان مصروفِ قرأت و تلاوت می بود۔ درین درس مبارک حضرت برادرِ کلان متع اللہ المسامین بطول حیاتہ نیز شریک می بودند و در سالہائے کہ جناب استاد می مولانا محمد عمر گھوسوی در کوٹہ می بودند شریک درس می شدند۔

افسوس صد افسوس کہ بہ روز یکشنبہ ہفتم محرم ۱۳۴۰ھ در کوٹہ قاری نیاز احمد بہ مرض و بامبتلا شد و بہ چہار شنبہ دہم محرم کہ چہار دہم ستمبر ۱۹۲۱ء بود بہ وقت نیم روز رحلت نمود۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ غَفَرَ اللّٰہُ لَنَا وَاٰلِہٖ وَرَحْمَہٗ وَرِضِیْ عَنْہُ وَحَشَرَہٗ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہُمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّہَدَاءِ وَ الصَّالِحِیْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَافِقًا و در گورستان کاسیان، در سفح جبل مدفون گشت۔ حضرت ایشان قدس سرہ مکتوبے بہ مولوی بخش اللہ دہلوی ارسال فرمودہ اند در ان نوشتہ اند خیرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نہ ماند و از مرض و وفات ایشان نوشتہ در آخر تحریر فرمودہ اند۔ بہ دہم ماہ کہ یوم عاشورا است بہ وقت نیم روز انتقال فرمودند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

جہان میں تو کا رنگوئی رہے گا نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا

در جهان کار نکونی خواهد ماند۔ نہ کسے پائیدہ است و نہ کسے پائیدہ خواہد ماند غفر اللہ لنا ولہ، چه وقت خوب روز خوب ایشان در یافتند۔ فی الحقیقہ ایشان لائق این سعادت بودند۔ مع خدا، شخصی بہت سی خوبیان بھیں مرنے والے ہیں۔ یعنی خداوند بیا مزد شخصی را کہ وفات یافتہ۔ فضائل کثیرہ می داشت۔ در ظرف شانزدہ سال نسخہ عزیز الوجود قاری نیاز احمد ترتیب یافتہ بود کہ در عین ربیعان شباب سفر آخرت اختیار نمود۔ از قرآت بدو سبعمہ یک قرأت امام کسائی بہر دور روایت و از تراویح حضرت پیرو مرشد یک تراویح سال چہلم ماندہ بود کہ وقوع این کار شد۔ وَكَانَ ذَلِكَ قَدْرًا مَقْدُورًا۔ سر ضیبتاً بقضاء اللہ و قد سیرا۔ قاری نیاز احمد کشیدہ قامت، کشادہ جبین، سرگین چشمان، آرزج الحاجبین، بلند بینی بیضوی شکل، گندم گون رنگ، سائیل الاطراف، خوش آواز، پاکیزہ کردار داشت، و پروردگار بہ کمالات باطنیہ ہم سرفرازش کردہ بود۔ گاہے شعر ہم می گفت۔ عاجز یک شعر ایشان یاد دارد کہ درج ذیل است۔

لیتے ہی نام مرشد ہاں اے نیاز دیکھو کوسون ہے بجاگی ظلمت وقت سحر سے پہلے  
یعنی بے مجر دے کہ نام مرشد ہم بر زبان آمد۔ اے نیاز بنگر کہ چسپان ظلمت قبل از وقت سحر بہ مراحل دور تر شدہ  
دای، نام خیر جہان خیط اَبیض است کہ بظہور شش خیط اسود روپوش شدہ۔ رحمہ اللہ۔

**امامت قاری نیاز احمد** | در او اہل ایام دوسہ سال قاری نیاز احمد در دہلی امامت کرد و ما بعد  
تا آخر ایام سلسلہ امامت در کونٹہ جاری بودہ۔ برائے استماع قرآن  
مجید حم غفیر از کٹواڑ، وغزنی و شیلگس و مقس و قلات و قندھار و اَرخسان و ژوب و پشین می رسید۔  
چونکہ اندران ایام در بلاد افغانستان نہ وجود سیارات بود و نہ طرق معبذہ، لہذا مخلصین صادقین یا قافلہ،  
امام اکبای و اماما شیبیا، در روز ہا می رسیدند۔ بیشتر افراد از علماء و طالبان علم می بودند و از اطراف شہر  
کونٹہ نیز جماعتی از اہل ذوق و شوق می رسید، کسے از سہ میل د کسے از چہار میل و کسے از پنج میل ہر روز می آمد  
بعد از تراویح بازمی گشت و از شہر کونٹہ معدودے چند از مخلصین می بودند و سہ نفر از مقاطعہ پنجاب کہ از مریدان  
مولانا خلیل احمد انبیٹھوی بودند شریک می شدند۔ این مبارک جماعت از ہفتاد و ہشتاد نفر کم نہ می بود و در بعض  
سالہا تا بہ صد می رسید۔ در اخلاص و محبت و ذوق و شوق این طائفہ مبارکہ چون این عاجز فکر می کند عبارت  
حضرت جد امجد عائشہ ام ربانی مجد الف نانی قدس اللہ سرہ بہ یادش می آید کہ بہ برادر خورد شیخ مودود رحمہ اللہ  
نوشتہ اند در فتراول مکتوب<sup>۲۶</sup> ”اے برادر مردم از اطراف و جوانب ترک اسباب نیوی نمودہ در رنگ مودو  
تلخ می ریزند و شما قدر دولت خانگی رانا شناختہ در طلب نیلے دنیہ بہ ذوق می دوید و بہ شوق خواہان حصول

آنید، کیفیتے را کہ حضرت جدِ امجدِ اعلیٰ بیان فرموده اند، نمونہ اش را عاجز در زبانِ حضرت ایشان دیدگسانے ہم می رسیدند کہ از وجہِ عُنسِ پیادہ پا بر نان خشک اکتفا کردہ قطع منازل می کردند و بہ خندہ پیشانی از احوالِ زجر تو بیخ می گزشتند تا در بحرِ محبتِ نفسہارِ پاک کنند و خود را از انوارِ باطنِ مشابہٴ املاک کنند و از گلستانِ عالم امر گل چینی ہا نمایند۔

وجودش موجِ آلہی بیابد ز اصلِ موجِ آگاہی بیابد  
 ببیند موجِ حُسنِ و عشقِ یک دست شود زین موجِ عالمگیرِ سرمست  
 وقتے کہ امام و مقتدیان بہ یک رنگ باشند یقیناً آن نماز معراجِ مومنین باشد۔ درین مجمعِ کثیر از آثارِ کسالی و اطوارِ اہلِ غفلت از قسمِ آروغ و تنخہ بیخ گاہ ظاہر نہ می شد، ہر یک بہ قدرِ حوصلہ و ظرفِ خود در بحرِ مشاہدہ غرق می بود۔ بر اصحابِ وجد و اہلِ درد آثارِ جذبِ ظاہر می شد، بعضے از ایشان تاب نیاوردہ بہ نعرہٴ اللہ و آہ و بکا مصروف می شدند و بعضے از خود بہ خبری ماندند۔ قاری نیاز احمد رحمہ اللہ بہ ذوق و شوق مصروف تلاوت می بود، بہ وقتِ ذکرِ تحمیم و روضاتِ جناتِ مشاہدہٴ آن احوال می کرد و چون بہ ذکرِ حضرتِ انبیاءِ علیٰ نبینا و علیہم الصلاۃ والسلام مُم می رسید مشاہدہ می کرد کہ آن بزرگواران تشریف فرما شدہ استماع می فرمایند۔ ایامِ تابستان بود۔ قریب بساعتِ دہ ابتدائے نماز می شد و تا ساعتِ دو فراغت می شد۔ و معمول شریف آن بود کہ بعد از چہار رکعت قدرے بہ آواز بلند: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَسِرِّ صَا نَفْسِيهِ وَزِينَةِ عَرْشِيهِ وَمِدَادِ كَلِمَاتِهِ..... در ترویجہ سہ بار و باز یک بار درود شریف می خواندند و ماہر سہ بار در نیز با حضرت ایشان بہ آواز بلند می خواندیم۔ بعد از دو از دہ رکعت تمام افراد را دو دو پیالہ چائے خوب می داوند و بہ شبِ دو از دہم و نوزدہم و بست و یکم و بست و سوم و بست و پنجم و بست و ہفتم و بست و نہم تمام افراد بعد از تراویح قورمہ ونان می دادند۔ حضرت ایشان بہ مولوی بخش اللہ دہلوی در مکتوبے نوشتہ اند: بہ دو از دہم فاتحہ حضورِ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بہ نوزدہم فاتحہ بشیرِ خدا علیٰ مرتضیٰ و حضرتِ فاطمہ و بہ بست و یکم فاتحہ حضورِ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بہ بست و سوم از شبِ ولادتِ محمدی (بنتِ البنت) و بہ بست و پنجم از حضورِ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بہ بست و ہفتم ایضا از حضورِ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بہ بست و نہم ایضا از حضورِ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسانے کہ در تراویح شریک می شوند قورمہ ونان و چائے و روزہ کشائی دادہ می شود و الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ در آواخرِ ایامِ دو سالِ حاجی محمد سلم نوزدی مارکیٹی بہ پنج شبہائے جفت از عشرہٴ اخیرہ انتظام قورمہ ونان می کرد۔

## حافظ پنجاب و یک کشف

در ایام تابستان بہ کوئٹہ حج کثیر از پنجاب و سندھ می رسید آوازہ  
 قرأت قاری نیاز احمد بہ گوش اینہامی رسید و کسانے کہ شائقِ استماع  
 قرأت می بودند آمدہ بیرون دروازہ خانہ بر لبِ شارع عام استادہ شریک نماز بانیا می شدند شارع شمالاً و  
 جنوباً واقع بود و خانہ بہ جہت غرب از شارع بود دروازہ فراخ کشادہ می بود و تمام صحن و برنخے از حصہ دالان  
 از شارع بہ نظمی آمد صحن خانہ تا دروازہ پراز نمازیہامی بود۔ بلکہ بعض افراد بر شارع نیز صفہا قائم می کردند  
 آواز قاری نیاز احمد بہ وجہ خوب ہمہ جامی رسید قاری نیاز احمد بہ قرأت سبغہ تلاوت می نمود۔ کسانے کہ تعلق  
 بہ قرأت دارند اختلافات کمہ را می دانند کہ در قرار تے اگر یَعْلَمُونَ بہ یا خواندہ شد۔ در قرأت اُخْرٰی تَعْلَمُونَ  
 بہ تا وارد است۔ اتفاقاً حافظ از پنجاب بہ کوئٹہ رسید و شوقِ استماع قرآن مجید دیراہہ در خیر رسانید در جائے  
 حافظ نیاز احمد تَعْلَمُونَ بہ تا خواندند و در روایتِ حَفْصِ آن کلمہ مبارکہ بہ یا خواندہ می شود۔ حافظ خبیال کرد  
 کہ قاری را اشتباہے شدہ، چنان چہ دے فتحہ داد و بہ آواز بلند یَعْلَمُونَ گفت۔ چون برد و رکعت تازی  
 نیاز احمد سلام گشتانند حضرت ایشان با آواز بلند فرمودند نماز میان را کلامِ شخص خراب کردہ دے را این جا  
 حاضر کنید۔ حافظ پنجاب آواز حضرت ایشان شنید۔ و قبل ازین کہ خادم بہ دے برسد، دے بہ ہمت تمام  
 دوید و خود را از دست گیری خلاص کرد۔ این واقعہ در شب جمعہ پیش آمدہ بود۔ و معمول حضرت ایشان بود۔  
 کہ از ساعت نہ صبحاً تا ساعت دو قبل از نماز پیشین تعلیم قرأت بہ قاری نیاز احمد می کردند و بہ روز  
 جمعہ تا ساعت دو از دہ و باز سلسلہ تعلیم و تدریس در جامع بعد از نماز جمعہ شروع می کردند۔ سلسلے استماع  
 قرأت خلقِ خدا بہ جامع می رسید چنان چہ بہ صبح آن شب حَسْبِ معمول بعد از نماز جمعہ سلسلہ تدریس  
 در جامع شروع شد۔ چون قاری نیاز احمد پیش رُوے حضرت ایشان بہ فاصلہ چند گز نشست و شائقین  
 استماع قرأت بہ سکون جا ہا گرفتند حافظ پنجاب نیز در اوایل صنف بہ جہت شوق نزد قاری نیاز احمد جائے  
 گرفت۔ بہ جز پروردگار جل شانہ کسے را علم نہ بود کہ بہ شب این حافظ فتحہ دادہ بود۔ حضرت ایشان  
 قبل از تدریس نظر بہ سُوے حضار کردند کہ بیشتر از دو صد بلکہ سہ صد نفر بودند و جوانے را کہ بہ قدر مسنون  
 ریش و کاکلہا تا زمرہ دوش و بر سر کلاہ و دستار سفید داشت و پیر مین و لنگ بستہ بود۔ بہ وقتین  
 نظر دیدند و فرمودند۔ چرا بہ شب نماز مرا خراب کردی۔ تمام حاضرین متحیر شدند کہ حضرت ایشان چہ می  
 فرمایند و آن جوان از خوف و دہشت بلرزید۔ و باز حضرت ایشان فرمودند۔ تو نہ می دانی کہ چند قرأت  
 متواترہ اند و چند روایات ثابتہ۔ و باز این شعر خواندند۔

عشقت رسد بہ فریادگر تو بہ سانِ حافظ، قرآن زیر بخوانی با چارہ روایت

حافظ پنجاب با خوف و ندامت و عاجزی بسیار اعترافِ لاعلمی و خطائے خود کرده بہ ہزار اخلاص  
نزد حضرت ایشان رسیدہ بادیدہ گریان دست بوس شدہ از جان و دل گرویدہ حضرت ایشان شدہ  
نگاہ مست تو آن را کہ مستفید کند ہزار پیر خرابات را مرید کند  
این واقعہ غالباً در سال ہزار و سہ صد و سی ہفت بودہ۔

**گلدستہ** اَلشَّيْءُ بِالشَّيْءِ يُدْكَرُ۔ واقعہٴ حافظ پنجاب ذکر کردہ شد کہ کرامتے است باہر از حضرت  
ایشان قدس سرہ، و از واقعہٴ حافظ یک جمعہ پیشتر یا پستتر کرامتے دیگر در مسجد جامع ظاہر  
شد کہ خلق خدا را بہ حیرت انداخت لہذا عاجز آن واقعہ را نیز بیان می کند۔

حضرت ایشان در مسجد جامع چون نشست گاہ خود رسیدند گلدستہ بسیار کلان و اعلیٰ و خوب را  
در ظرفی نہادہ یافتند حضرت ایشان بہ وقت در گلدستہ نگریستند و مفتی عبید اللہ گفتند عبید اللہ این  
گلدستہ از کجا آوردی؟ عرض کردند این را دلآورد آورده است۔ فرمودند: دُرُكُنْ دُرُكُنْ چنان چہ  
مفتی صاحب آن را برداشتند۔

دلآورد از بلاد افغانستان و از مخلصین صادقین قدما و از اصحاب نسبت بودہ حضرت  
ایشان بہ دوم رمضان ۱۳۱۵ مکتوبے بہ حاجی عبداللہ عمر میمن بہ بمبئی نوشتہ اند: دران تحریر یافتہ است  
”ام روز روزہ دوم است از ما خنکی شدت دارد۔ نماز فجر در مسجد شریف ادا کردم، سکندر خان و دلاور خان  
این دو افراد با من نماز خواندند“ الخ، دلاور خان کہ بیانش در مکتوب شریف آمدہ ہمان دلاور است کہ  
گلدستہ آورده بود۔ چند سال در خدمت بودہ۔ و خدمتہائے حضرت برادر کلان در خورد سالی کردہ۔  
با وجود اخلاص و صدق عزیمت این مسکین خود را بہ نوشیدن چرس متعود ساخت۔ چون حضرت ایشان را  
برین امر آگاہی شد و سے را بدر کردند۔ این ہمہ واقعات قبل از ولادت این عاجز بودہ۔ دلاور از دل و  
جان عاشق حضرت ایشان بودہ۔ بہ ایامے کہ حضرت ایشان در دہلی قیام می داشتند و سے بہ دہلی می آمد و  
چون حضرت ایشان برائے تفریح تشریف می بردند و سے در راہ بہ گوشہٴ می استاد و از دور جمال با کمال  
حضرت ایشان را می دید و چون حضرت ایشان بہ گوشہٴ می رفتند و سے نیز بہ گوشہٴ می رسید و بہ نوعی مشاہدہٴ  
رُوعے نور می کرد۔ عَفَرَ اللّٰهُ لَکُ وَّرَحِمَہُ۔

مسجد جامع از نمازیان پُر بود۔ جمیع افراد متحیر بودند کہ از گلدستہٴ خوش رنگ و خوش بو، بوئے  
کراہیت و کثافت چہ گونه در یافتند مفتی عبید اللہ رحمہ اللہ نیز اظہار حیرت می کردند۔  
**صلوٰۃ تسبیح** بہ او آخر رجب ۱۳۳۳ھ از مدینہ منورہ سید یوسف زواوی مع فرزند کلان خود بہ گوشہٴ

به اشاره رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برائے بیعت رسید در فصل سوم بیانش خواهد آمد شب بست و مفتوم بود که ایشان عرض کردند مبارک شب است اگر شما صلاة التسبیح را به جماعت بخوانید بهتر باشد، حضرت ایشان فرمودند که نزد احناف خواندن نوافل به جماعت کراهت دارد عرض کردند که چندین مسائل اند که پیروان یک امام اتباع امام دیگر کرده اند مثلاً مسئله اجرت بر طاعت که احناف قول امام شافعی را گرفته اند اگر حضرت شادین مسئله بر قول شافعی عمل کنید کراهت را مدخلی نخواهد بود سید یوسف با خود رفیقے نیز آورده بودند عرض کردند که رفیق من شافعی المذہب است۔ وے امام شود و ماہمہ ویرا اقتدا کنیم۔ به اندازہ شصت یا ہفتاد نفر از مخلصین آن وقت حاضر بودند و از ایشان جماعتی از اہل علم بود حضرت ایشان بہ اصحاب علم متوجہ شدہ کلام سید یوسف بیان فرمودہ استفسار نمودند اصحاب علم عرض نمودند کہ درین صورت کراهت باقی نہی ماند چنانچہ رفیق سید یوسف امام شد و حضرت ایشان و تمام مخلصین و سید یوسف مع فرزند و ما برادران ویرا اقتدا کردیم۔ و از ان پس این مبارک نماز را حضرت ایشان در لیالی مبارکہ بہ جماعت می خواندند و حضرات برادران و این عاجز تا این زمان می خواند و ہزاران افراد بہ این نماز مبارک روشناس شدہ برائے خود اسباب سعادت فراہم آوردند امام مسلم در صحیح خود این حدیث شریف را روایت کردہ کہ رحمت عالمیان فرمودہ صلی اللہ علیہ وسلم: "مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعَمِلَ بِهَا بَعْدَ لَا كُتِبَ لَهُ مِنْ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ هِمِّ شَيْءٍ"۔ کہ در اسلام طریقہ خوب را راجع کند پس از وے بران طریقہ عمل کردہ شود ویرا مثل اجر ہر عامل دادہ خواهد شد بہ غیر آن کہ از اجر عالمین چیز کم کردہ شود۔ از روئے این حدیث صحیح سید یوسف زواوی مستحق اجر ہائے بے حساب شدہ۔ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

از مقاطعہ پنجاب غلام محی الدین بہ خدمت مبارکہ مکتوبے ارسال کرد و طریقہ خواندن این نماز استفسار کرد حضرت ایشان بہ جواب تحریر فرمودند: "سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ"۔ رادر چہار رکعات سہ صد بار باید خواند۔ در ہر رکعت ہفتاد و پنج بار بعد از سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ و قبل از سورہ فاتحہ پانزدہ بار، و بعد از فاتحہ سورہ دہ بار و در رکوع بعد از سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ دہ بار و در قومہ بعد از رَبَّنَا الَّذِي أَحْمَدُ دہ بار، و در سجدہ اولی بعد از سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ دہ بار و در جلسہ بعد از اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي دہ بار، و در سجدہ ثانیہ بعد از سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ دہ بار، و بہ ہمین پنج رکعت دوم و سوم و چہارم کہ قبل از قرأت پانزدہ بار و بعد از قرأت دہ بار و در رکوع دہ بار و در قومہ دہ بار و در



سجده اولیٰ ده بار و در جلسہ ده بار و در سجده ثانیه ده بار بخواند۔ در التحیات نہ خواند۔ کسے از حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرسید کہ در این نماز کدام سُورہ باید خواند فرمودند در رکعت اولیٰ سُورہ تکوین و در ثانیہ سورہ عصر و در ثالثہ سورہ کافرون و در رابعہ سورہ اخلاص۔ شامی جلد اول صفحہ ۱۸، ۱۹۔ ام این مبارک نماز را رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ عجم خود حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعلیم فرمودہ بودند۔ روزے بہ عجم خود فرمودند۔ اے عجم، آیا با تو صلہ نہ کنم، آیا بہ تو نعمتے عطا نہ کنم، آیا بہ تو نفع نہ رسانم۔ عرض کرد بلی یا رسول اللہ کردہ باش، فرمودند۔ اے عجم چہار رکعت نماز بخوان، و در ہر رکعت سورہ فاتحہ با سونے بخوان و باز اللہ اکبر الحمد للہ سبحان اللہ پانزدہ بار و باز بہ رکوع برو و در رکوع دہ بار و باز چون از رکوع استادہ شوی دہ بار و باز در سجده دہ بار و باز چون از سجده بنشیننی دہ بار و باز در سجده دوم دہ بار و باز بعد از سجده و قبل از قیام دہ بار۔ مجموعہ این ہمہ ہفتاد و پنج در یک رکعت دسہ صد و چہار رکعت شد۔ اگر خطا ہائے توبہ اندازہ ذراتِ ریگ باشند، پروردگار آن را معاف خواہد کرد۔ حضرت عباس عرض کرد۔ کراہت است کہ ہر روز این نماز را بخواند۔ فرمودند۔ اگر ہر روز نہ توانی در ہفتہ یک بار بخوان و اگر در ہفتہ نہ توانی در ماہ و اگر در ماہ نہ توانی در سال بخوان۔ ترمذی و ابن ماجہ این حدیث شریف را روایت کردہ اند۔ و ترمذی از امام عبداللہ بن مبارک آن کیفیت را روایت کردہ کہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ از شامی نقل کردہ۔ ————— باید دانست کہ چہار رکعات را بہ یک سلام خواندن و بہ دو سلام خواندن جائز است و اگر در نماز سہوے واقع شود، پس در سجدات سہوہ و بین السجدتین تسبیحات نہ خواند زیرا کہ تعداد تسبیحات سہ صد است کہ آن بہ اتمام رسیدہ۔ حضرت ابن عباسؓ بہ ہر روز جمعہ بعد از زوال این مبارک نماز را می خواند۔ امام غزالی فرمودہ اگر با تسبیحات الحاق لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیّ العظیم کردہ شود بہتر است۔ حضرت سیدی الوالد خو قلم را ضم کردہ اضافہ عدّ دخلقہ و رضانا نفسہ و زینۃ عرشہ و مدّ اد کلّماتہ می کردند۔ و چہار رکعت را بہ یک سلام می خوانند چون نوبت امامت بہ حضرت برادر کلان ادام اللہ ارشادہ رسید ایشان سورہ مبارکہ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا درین مبارک نماز تلاوت می کردند و حضرت ایشان قدس سرہ لذتہا بر می داشتند۔

معمول حضرت ایشان بود چون نماز تسبیح را بہ جماعت می خوانند، اول بیان فضیلت از روئے روایت ترمذی و ابن ماجہ می کردند۔ نوبتے در دہلی حاجی ظفر الدین بعد از نماز از حضرت ایشان استفسار کرد۔ جمیع گناہان مایان آمرزیدہ شد۔ حضرت ایشان فرمودند۔ ”من از پروردگار خود امیدوارم کہ دے بفضل و کرم خود تمام گناہان ماہمہ می آمرزد“ عاجز گوید۔ در حدیث شریف ارد است۔ اِنَّا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِنِی

إِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَإِنْ شَرًّا فَشَرٌّ بَكَرِيْمَانِ كَارِهِد شَوَارِئِ سَبْتِ - امام الطریقہ حضرت سید محمد بہار الدین  
مشکل کشادس اللہ سرہ و افاض علینا من فیوضاتہ و برکاتہ فرمودہ اند "رحمت حق بہانہ می جویدہ  
رحمت حق بہانہ می جویدہ"

دے کریم است و رحیم است و سلام بندگان را چشم بر لطفش مدام  
حضرت ایشان سنن و نوافل را ایستادہ می خواندند۔ بسیار کم دیدہ شد کہ نوافل را  
**سنن و نوافل** نشسته خواندہ باشند حتی کہ بعد الوتر دو رکعت را نیز بیشتر استادہ می خوانند  
و احیاناً نشسته ہم خواندہ اند۔

معمول شریف حضرت ایشان بود کہ جمیع مخلصین را عند الافطار روزہ کشائی  
**روزہ کشائی** تقسیم می کردند، تا زمانے کہ در دہلی بہ ایام ماہ صیام قیام داشتند خود و پوری و خرما  
و غیرہ می دادند و در کوئٹہ قطعہ نان و دو پیالہ چائے۔ برائے نماز شام استعجال نہ می فرمودند۔ بہ اندازہ  
نیم ساعت یا قدرے کم وقفہ می شد و باز بہ سکون و طمانینت نماز می خواندند۔

معمول شریف حضرت ایشان بود چون مہصلی تشریف می بردند اولاً فطرہ را تقسیم می کردند، از  
**فطرہ** خود و از حضرت والدہ محترمہ و از ہر سہ خواہران و ماہر سہ برادران و از ہر دو نواسہ۔

معمول حضرت ایشان بود کہ یک اضحیہ از حضرت رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و یک  
**اضحیہ** حضرت والد ماجد خود و یک از حضرت والدہ ماجدہ خودی گرفتند البتہ در بعض سالہا از ابون کریمین  
ناغمہ شدہ اما از حضرت رحمت عالمیان بیچ گاہ ناغمہ نہ شدہ، و یک از حضرت والدہ شریفہ و یک از  
ہر اولاد و کذا از اولاد اولاد۔ در اوخر سالہا حضرت برادر کلان و بازا این عاجز و برادر خورد چند ماہ قبل  
گوسفندان را گرفتہ نخورد و جوی دادیم۔ چون حضرت ایشان را بریں امر آگاہی شد۔ این ہر سہ گوسفندان  
را بہ روز دوازدهم عند العصر بچ می کردند و بہ روز سیزدہم تورسہ و نان پختہ مخلصین را می دادند و بعض افراد  
از شہر نیز دعوت می کردند عجب مبارک اجتماع و مبارک صحبت می بود۔ کسانے کہ از ان خوان نعمت ہائے  
لازوال حفظ یافتہ بودند تا حیات بودند از چشمہ ہائے خود گوہر غلطان رنجیتہ بیانش می کردند۔

در حساب زکات فوق العادہ احتیاط می کردند مخلصے کہ تولیدار در اہم و دنیا نیر می بود،  
**زکات** حساب نقد و پیش می کرد و زیورات کہ برائے ہمشیرگان ساختہ بودند طلب می فرمودند بہ شیخ  
عبدالباری جوہری نو مسلم و حافظ عبدالحکیم سوداگر حضرت و حاجی شہاب الدین کلاہ فروش و مولوی بخش اللہ  
کہ در مدرسہ علوم جدیدہ مدرس بود، حوالہ می کردند، اینہا زیورات را بہ وقت تمام وزن کردہ قیمتش معلوم

می کردند و مقدار زکات را بیان می کردند و حضرت ایشان به تحویل داری فرمودند که در اہم زکات را از مال  
ملکی کشیدہ در خریطہ زکات محفوظ کند۔ و در کتابچہ اندران آن بکند۔ در اہم و دنانیر زکات را با در اہم و دنانیر  
مال ملکی خلط نمی کردند۔ یک سال یک تحویل داری چند در اہم زکات را با در اہم مال ملکی خلط کرد و مورد عتاب گشت۔  
حضرت ایشان برائے سادات کرام زکات را تجویزی کردند می فرمودند۔ برائے سادات عوض زکات  
برنے از خمس بود۔ چون خمس و نصیبہ خمس نہ ماند اخذ زکات جائز شد۔ عاجز در صفحہ ہفتاد و دو از جلد  
دوم رد المحتار تا بید قول حضرت ایشان یافتہ۔ نوشتہ است۔ رَوَى عَصْمَةُ عَنِ الْاِمَامِ اَنَّهُ يَجُوزُ  
الدَّفْعُ اِلَى بَنِي هَاشِمٍ فِي زَمَانِهِ لِانَّ عَوَضَهَا هُوَ خُمْسُ الْخُمْسِ لَمْ يَصِلْ اِلَيْهِمْ لِاهْمَالِ النَّاسِ اَمَرَ  
الغنائم و ايصالها الى المستحقين و اذ لم يصل اليهم العوض عادوا الى المعوض كذا في البحر۔  
یعنی در مسئلہ غنائم اہمال واقع شدہ نہ خمس ماندہ و نہ خمس الخمس چون بہ بنی ہاشم عوض نہ می رسد کہ خمس  
الخمس است معوض برسد الحمد لله الذی جعل لكل ضیق فخرجا و لكل شدّة سهلا۔

**بیعت و ارشاد** | پروردگار جلّ شانہ حضرت ایشان را عجب بصارت و بصیرت عنایت فرمودہ

بود کہ بہ یک نظر صدق و اخلاص و استعداد طالب حق را معلوم می کردند،  
چون بہ نظر غائبان کسے می دیدند محسوس می شد کہ نظر مبارک تا بہ سویدار قلب رسیدہ و در بدن آن شخص  
اقشع آرزو ازلعاد پیدا می شد بلکہ بعض افراد الرزہ بر اندام می افتاد۔ اگر چه این یک نظر برائے قبول کردن و  
نا قبول کردن کفایت می کرد تا ہم حضرت ایشان بعض اوقات آزمائش و امتحان می کردند و بعد از آن بیعت  
می کردند۔ درین سلسلہ مولوی عبدالشکور فرزند شیخ احمد بن فدا حسین ساکن قریہ ” تنگدروا “ تابع میوکل  
علاقہ ” اگیاب “ ملک ” بزمآ “ در بیاض خود احوال مرید شدن خود را بہ قلم خود بہ اردو نوشتہ۔ عاجزان را  
ذکر می کند تا طریقہ حضرت ایشان ظاہر گردد۔

**بیان مولوی عبدالشکور** | در میرٹھ بہ طلب علم دین مصروف بودم و خواہش داشتم کہ بہ ہادی  
طریقت خود را برسانم میلان طبیعتم بہ طریقہ نقشبندیہ بود۔

از اتفاقات آمدنم بہ دہلی شد، و صدقہ در جلسہ دستار بندی بہ مدرسہ مولوی عبدالرب رسیدم، آن جا  
تبرخت یک بزرگ رانستہ یافتم کہ از دست ایشان بہ طالبان انعامات می رسیدند۔ بہ اختتام جلسہ  
ہر یک از حاضرین ساعی شد کہ با حضرت آن بزرگ مصافحہ بکنند من ہم منتظر فرصت بودم چون بار یافتم  
بسم اللہ خواندہ مصافحہ کردم، کف دست ایشان را ائلس از ریشم و خنک چون بیخ یافتم۔ بہ وقت مصافحہ  
اثر خنکی در تمام جسم من بہ نوع سرائیت کرد گو یا اثر برق بہ من رسیدہ است، من از کسالتی کہ در آن محفل بودند

پرسیدم این بزرگ کیست. گفتند کہ ایشان حضرت شاہ ابوالخیر اند کہ در خانقاہ خود قیام دارند و خانقاہ ایشان در شارع چتلی قبر است، و طریقہ ایشان نقش بندہ مجددیہ است۔

در دہلی مرا یک دوست چاٹگامی بود کہ نزد خانقاہ شریف قیام داشت بہ وے گفتم کہ مرا بیعت حضرت ایشان برسان۔ وے گفت کہ من نہ می توانم کہ شمارا بہ خدمت حضرت ایشان برسانم۔ ہر کہ برائے ملاقات می رود، در بان اطلاعش می کند و دیدہ شدہ کہ بہ نوبت اول کم کسے رامی خواہند۔ بلکہ بعد از دو سہ روز طلب می فرمایند۔ حضرت ایشان امتحان عزم وے می کنند۔ و من بہ شمالین رائے می دہم کہ شما اولاً از تحصیل علوم خود در افارغ کنید و باز برائے بیعت کردن بیائید زیرا کہ طالبان علم را کہ برائے بیعت می آیند حضرت ایشان می گویند اولاً از تحصیل علم خود در افارغ کنید و باز آمدہ داخل طریقہ شریفہ شوید۔ و وقتے کہ شما قصد آمد بہ خدمت حضرت ایشان کنید بہ عزم محکم قصد کنید و سنجیدہ باشید کہ اگر تا یک ماہ مرا طلب نہ کنند من بر دروازہ حضرت ایشان ہر روز خواہم رسید و ساعتہا انتظار خواہم کرد۔

دوست چاٹگامی بہ من درست مشورہ داد۔ پروردگار ویرا اجر دہدین بہ میرٹھ رفتم و بعد از یک سال از تحصیل علم فارغ شدہ بر در اقدس حاضر شدم۔ در بان حضرت ایشان را اطلاع داد و طلبم فرمودند من نزد بواب نشستہ انتظار کردم۔ سہ روزہ بر این منوال گذشت، روز چہارم حضرت ایشان (مثلاً) عبداللہ (علینری) را امر کردند کہ مراد داخل سلسلہ عالیہ کند چنان چہ وے در عمارت دروازہ مرا بیعت کرد و تعلیم و وظیفہ لطیفہ قلبی کرد و گفت کہ این جانتستہ بہ وظیفہ شریفہ مشغول باش۔ بہ روز ششم بعد ازان کہ بہ اندازہ یک ساعت مشغول ذکر شریف شتم طلبم فرمودند، کسے کہ تعلیم دادہ بود بہ خدمت ایشان رسانید۔ وقتے کہ وے مراد حضور ایشان می برد بر من ہیبت ایشان مستولی گشت و مَنْ مَرْتَعِدِ الْفَرَائِصُ بِحَضُورِ اَيْشَانَ رَسِيدَهُ عَرْضِ سَلَامٍ كَرِهَهُ دُوزَانُ نِشْتَمُ، حضرت ایشان بہ مہر و مودت معاملہ نمودند و مصافحہ کردند و از احوال استفسار نمودند و باز مرا بہ همان نہج بیعت کردند کہ خلیفہ ایشان کردہ بود و حضرت ایشان نیز تعلیم لطیفہ قلبی کردند۔ بعد ازین مرا اجازت شد کہ ہر روز بروئے ایشان نشستہ بہ ذکر شریف مشغول مانم۔

اندر ان ایام حضرت ایشان از نماز شام فارغ شدہ بہ حلقہ و توجہ مشغول می شدند و ناسبت وہ بلکہ یازدہ مصروف می ماندند و باز مؤذن اذان می داد و حضرت ایشان نماز خواندہ بہ حرم ہر آتش شریف می بردند و مخلصین رخصت می شدند۔

طبیعت حضرت ایشان جلالی بود و اثر عشق و سوز و گداز بر ایشان غالب بود۔ احیاناً

حضرت ایشان از مثنوی یا از کتاب دیگر شعرے یا از احادیث مبارکہ حدیث شریف می خواندند و بہن می گفتند "مولوی عبدالشکور مطلب این چہیت" من احياناً خاموش می ماندم و احياناً عرض می کردم کہ حضور مبارک بیان فرمایند۔ در ان وقت حضرت ایشان بہ نوعی بیان آن شعر یا حدیث شریف می کردند کہ مَا لِأَذُنٍ سَمِعَتْ بِرُؤْسِ صَادِقٍ آمَدَے۔ ومن در ان وقت اشکہائے حضرت ایشان را می دیدم کہ از چشمان مبارک مسلسل می ریخت۔

لذتِ بادہٴ عشق است زمنِ مستِ پیرس ؛ ذوقِ این می نہ شناسی بہ خداتانہ چشتی  
 احياناً از ماندگی بر متکا تکیہ می فرمودند در ان وقت من جسد مبارک رامی مالیدم و حضرت ایشان در ان وقت با این ناچیز کلام می کردند، از شیرین کلامی حضرت ایشان من چہ گویم، البتہ یقین دارم کہ شیرین کلامی ایشان را ہر کہ بشنود از دل و جان شیدا و عاشق ایشان گردد۔ اگر چہ حضرت ایشان میانہ قد بودند لیکن در ہزار ہا افراد سر مبارک ایشان نمایان می بود، و من طاقت نہ دارم کہ قوت بدنی و کیفیاً روئے انور را بیان کنم، و از رعب و ہیبت ایشان چہ گویم، بدانید کہ در مقابل شیرینان نشسته ام یا راعے کسے نہ بود کہ چشم خود را بر چشم مبارک ایشان دوختہ ہم کلام شود، ہر کہ با حضرت ایشان ہم کلام می شد از خود نظرش بہ سوئے زمین می رفت، در آئینہٴ ثلاثہ، اردو و فارسی و عربی مہارت داشتند و در ہر زبان اشعار گفته اند۔ الخ۔

**مہابتہ سیدنا عمرؓ** | مولوی عبدالشکور از ہیبت حضرت ایشان درست نوشته، عاجز ہزاران افراد را دیدہ کہ تاب دیدنہ داشته لرزہ بر اندام می شدند و این ہیبت از امام الاعلیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایشان را وراثتہ رسیدہ بود۔ علامہ ابوالفرح عبدالرحمن بن الجوزی رحمہ اللہ در سیرۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوشته "عَنْ أَسْلَمَ بْنِ نَفْرَاءٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَلَّمُوا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ فَقَالُوا كَلِّمْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَإِنَّهُ قَدْ أَحْسَنَانَا حَتَّى وَاللَّهِ مَا اسْتَطِيعُ أَنْ نُبْدِيَ إِلَيْهِ أَبْصَارَنَا، قَالَ فَذَكَرَ ذَلِكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لِعُمَرَ، قَالَ أَوْ قَدْ قَالُوا ذَلِكَ، وَاللَّهِ لَقَدْ لَبِثْتُ لَهُمْ حَتَّى تَخَوَّفْتُ اللَّهَ فِي ذَلِكَ وَلَقَدْ اسْتَدَدْتُ عَلَيْهِمْ حَتَّى خَفْتُ اللَّهَ فِي ذَلِكَ وَأَيْمُ اللَّهِ لَأَنَا أَشَدُّ مِنْهُمْ قَامِنِي۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ مُرَّةٍ قَالَ لَقِيَ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ عُمَرَ فَقَالَ لِي لَنَا فَقَدْ مَلَأَتْ قُلُوبَنَا مَهَابَةً فَقَالَ أَيْ ذَلِكَ ظُلْمٌ قَالَ لَا قَالَ فَرَأَيْتَ فِي اللَّهِ فِي صُدُورِكُمْ مَهَابَةً؟ يَعْنِي جَاعَتِي مِنْ مَسْئَلَتِي بِهِمْ عُمَرَ بْنَ عَوْفٍ

از من سر مست پیرس

بہ خدا، مامداومت نظر بہ سولیش نہ می توانیم کرد۔ عبدالرحمن گوید کہ من این سخن بہ ایشان رساندم۔ وے گفت  
 آیا مردم این سخن می گویند۔ سو گند بہ خدا کہ برائے آن ہا تا بہ حدے نرم شدم کہ از اللہ تعالیٰ در نرمی خود ترسیدم  
 و تا بہ حدے شدت بر آن ہا کردم کہ از اللہ تعالیٰ در آن ترسیدم۔ سو گند بہ خدا کہ از آن ہا خائف ترم از خود من۔  
 و عمر بن مڑہ گوید کہ شخصے از قریش بہ عمر گفت، نرم شو برائے مایان کہ دلہائے مایان را از ہیبت پرختی  
 وے گفت۔ آیا درین امر چیزے ظلم است۔ مرد قریشی گفت نے۔ عمر گفت۔ پس اللہ تعالیٰ در صدور  
 شمایان زیادہ کن در این ہیبت را۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

### إِلَى مَا كُنَّا فِيهِ

حضرت ایشان بہ دست مبارک خود بعض افراد را بیعت کردہ اند۔  
 وَالْأَمْلُ مَخْلَصٌ صَاحِبِ نَسَبٍ وَصَاحِبِ اسْتِعْدَادٍ رَامِي فِرْمُودِنْدِ كِه  
 از طرف ما بیعت کن و تعلیم و طیفہ شریفہ بدہ۔ و ہر کہ برائے بیعت شدن می آمد اولاً از وے اقرار  
 می گرفتند کہ نزد ما از امور دنیویہ و امراض جسمانیہ چیزے نہ خواہید گفت محض از برائے کسبِ ف  
 باطنی و رضائے پروردگار آمد شما خواهد شد۔ این اقرار از مردوزن می گرفتند۔ و ہر یک را پابند این اقراری ساختند  
 و نیز اقراری گرفتند کہ از محرمات شرعیہ اجتناب خواہد کرد و فرائض و واجبات را ترک نہ خواہد کرد۔ باز ہر دو  
 دست طالب حق را بہ ہر دو دست مبارک خود گرفت۔ استغفار و کلمہ توحید و کلمہ تہادت می  
 خواندند و آن طالب نیز بہ آواز بلند می خواند و می فرمودند کہ ترا داخل سلسلہ مبارکہ نقشبندیہ کردیم  
 و باز تعلیم لطیفہ قلبی می کردند و ہدایت رابطہ نیز می فرمودند۔ و تا وقتیکہ کہ لطیفہ قلبی ذکر نہ می شد۔  
 تعلیم لطیفہ دیگر نہ می فرمودند و نہ بہ آورد و وظائف و نوافل مشغول می کردند۔ ذکر آن است کہ بہ  
 مذکور و اصل کند و از غم دنیا و آخرت و آری ہاند و از دل و زبان بہ مولائے خود گوید۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ مَقْصُودِيْ  
 دَسِرَ صَالِكٍ مَطْلُوْبِيْ۔

مَقْصُودِيْ مِنْ خَسْتِنِ زَكُوْنِيْنَ تَوْبِيْ اَزِ بَہرِ تَوْبِيْسِرْمِ وِ بَرَّائے تَوْبِيْمِ  
 اَلْبَتَّةَ حُوْلِ طَالِبِ حَقِّ اَزِ رَطَبَةٍ۔ رَبِّ تَالِيْ يَتْلُو الْقُرْآنَ وَالْقُرْآنُ يَلْعَنُهُ۔ می برآمد اگر طالب  
 از اہل نوشت و خواند می بود اجازت دلائل الخیرات و حسن حصین یا حزب اعظم می دادند و ہدایت  
 می فرمودند کہ احیاء العلوم و منہاج العابدین و کمیائے سعادت را مطالعہ کند و نفحات الانس و  
 رشحات عین الحیات و مکتوبات قدسی آیات را بخواند۔ حضرت ایشان از گرداب پندار و نام و نمود  
 از مروجہ صوفییت مُردانِ خود را دور می داشتند۔ می فرمودند۔ "دل بہ یار و دست بہ کار" و این شعر  
 می خواندند۔

در بہاران کے شود سرسبز سنگ خاک شوتاگل بروید رنگ رنگ  
 چون طالب حق در دائرہ ولایت کبریٰ داخل شدہ از تجلیات اسما و صفات الہیہ بہرہ مند  
 می شد و استعداد ارشاد می داشت اجازت ارشادش می دادند۔ می فرمودند کہ حضرات انبیاء علی  
 نبیینا و علیہم الصلوٰت و التسلیمات برین مقام فائز می شدند نبوت آن حضرات علیہم السلام ظاہر  
 می شد۔ و حضرت ایشان سعیہا می کردند کہ کسی از مخلصان ایشان در دام عجب پندار گرفتار نہ گردد،  
 احیاناً این شعر را می خواندند کہ حضرت والد بزرگوار ایشان قدس اللہ اسرارہما فرمودہ اند۔

روغم در خدمت پی رسید تا نگوگرد در ذیلہ خوئے تو  
 اگر در کسے شہ از آنانیت می یافتند در شکنجہ تادیب در آورده مستقیم الاحوالش می ساختند۔  
 خواہ مریدار چندی بود یا فرزند دل بند۔ در مکتوبے بہ مولوی برکت اللہ ہانسوی کہ صاحب نسبت و از  
 اہل اجازت بود تحریر فرمودہ اند۔

خواہ پندار کہ مرد وصل است حاصل خواہ بہ جز پندار نیست  
 و صفائی خود بہ رغم حاسد تا کے ترویج چنین متاع کا سدا تا کے  
 تو معدوم خیال ہستی از تو فاسد باشد خیال فاسد تا کے  
**مکتوب مبارک** | کسانے را کہ از اصحاب استعدادات و اہل نسبت می بودند بر ادنیٰ لغزش  
 ز جرد تو بیخ می کردند و سعیہا می فرمودند کہ ایشان را از اخلاق حیوانیہ رہانیدہ  
 بہ اوصاف ملکیتہ منتصف سازند حضرت ایشان بہ روز پنجشنبہ ہفتم شعبان ۱۳۲۱ھ از دہلی بچلصین  
 صادقین کا ملین از کوسٹہ نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خادمان سعادت آثار مرزا نیاز محمد حسن  
 و عبدالرشید و عبدالجلیم و ملا عبید اللہ و آیاز و لعل احمد مؤذن و منو و ملا دادو مارکیٹی و محبت و ہارون سپر  
 بوستان و احمد جان قندھاری و آغا جان وغیر ہم ہمہ بہ وظائف طاعات و عبادات بہ جد و جہد  
 سعی می کردہ باشند و عمر گران مایہ رامفت ضائع نہ کنند۔

سرمایہ دولت اے برادر بہ کف آر وین عمر گرامی بہ خسارت مگذار  
 دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال میدار نہ ہفتہ چشم دل جانب یار  
 و از غصہ و خشم خود را دور درازند و از غیبت و تحقیر مسلمانان و دروغ زنی بسیار پرہیز کنند،  
 این اخلاقِ رفیلہ در شمایان بسیار است و مستحکم است و چون کہ این رذائل در شمایان بسیار است  
 ازین جہت تاثیر ذکر شریف و حضور دل در شمایان کم است، ہر قدر ما توجہ بہ حال شما کردیم و نصیحت

کردیم تا شیر دشمایان نہ شد، این ہمہ بہ سبب عادات شماست بہ اخلاقِ رذیلہ، پس باید کہ در دور کردنِ این اخلاقِ سیدہ سعی بلیغ کنند، وقتِ روانگی (از کونٹہ) در مرزا نیاز سستی و پریشانی معلوم می شود و جبہ آن نبوی سید کہ چہ بود، اگر در ہفتہ یک بار بزیرارت شریف حاضر شدہ وظیفہ بست و پنج ہزار با حضور دل کنند امید است کہ حضور دل زیادہ شود والسلام علیکم

پنجشنبہ ہفتم شعبان ۱۳۲۱ھ  
عبد اللہ ابوالخیر فاروقی

بہ کسانے کہ این مکتوب شریف ارسال شدہ بود اگر چہ در او اہل نوعی از جبر و تنبیہ برداشت کردند و از احوال "أُولَئِكَ الَّذِينَ أَمْحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِتَقْوَىٰ" قدرے دریافتند لہذا مستحقِ کرامت "إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ" شدند و ہر یک از ایشان بدر فلک الکمال گشت۔

بعض افراد بر حضرت ایشان اعتراضات می کردند کہ ایشان مریدان خود را از جبر و تنبیہ می کردند این صر نہ گویان نہ دانستند کہ وظیفہ مرشد و ہادی این است کہ

**صِرْفُ گویان**

مریدان را از اخلاقِ رذیلہ پاک کردہ بہ اوصافِ ملکیتہ متصف گرداند۔ پروردگار جل شانہ می فرماید۔  
كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ " ہچنان کہ فرستادیم در میان شما رسولے را کہ از نثر اد شماست می خواند بر شما آیاتِ ما و شما یان را پاک می کند و می آموزد شما یان را کتاب و حکمت و تعلیم می دہد شما یان را آن چیز کہ نمی دانستید شما یان آن را " پروردگار جل شانہ تزکیہ را اول ذکر کردہ و باز بیان تعلیم فرمودہ تا دقتی کہ از الایات تخلیہ حاصل نہ شود حصولِ کمالات کہ تخلیہ است چہ گونه حاصل شود مقصدِ حضرت ایشان طہارت و تزکیہ مریدان بود۔ بنرمی بود یا بہ درستی، بہ قول شدید باشد یا بہ ضربِ موعج۔ بہ اصلاح آنها می کوشیدند۔

مشکاتِ در باب الدعوات از بخاری و مسلم آورده کہ سرورِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ اللہم انی اتخذت عندک عهدا لن تخلیفنیہ فانما انا بشر اعمى المؤمنین اذینہ شتمتہ، لعنتہ، جلدتہ فاجعلها لہ صلاۃ و زکاۃ و قرۃ تفریبه بہا الیوم القیامۃ۔ ای، خداوند اہ درستی کہ من گرفتہم نزد تو پیما نے را کہ ہرگز خلافت نہ کنی مرآن پیمان را، پس بیستم من مگر یک آدمی، پس از مسلمانان ہر کدام را کہ بر بنجامن او را، دشنامش دہم، لعنتش کنم، ویرا بنم، پس این ذکر شدہ اشیا را برایش بگردان رحمت و پاکیزگی و سببِ قربت بہ خود کہ نزدیک گردانی تو او را بہ این مذکورات بسوئے خود روز قیامت " حضرت ایشان قدس سرہ کہ از دل و جان شیفتہ و گردیدہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند ہمین دُعا از پروردگار خود داشتند۔



## مقام مرشد

مشکات در باب حفظ اللسان از شعب الایمان بیہقی نقل کردہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گفتہ کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گزشتہ بر ابو بکر رضی اللہ عنہ در حالے کہ ابو بکر بعضے از مملوکان خود را دست نام می داد۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ جانب ابو بکر التفات فرمود و ارشاد کرد۔ لعنت کنندگان و صدیقان (یعنی این دو صفت) با ہم نہ می شود، لَا يَتَّبِعِي بِصِدِّيقٍ اَنْ يَكُوْنَ لَعَانًا، نہ می شاید صدیق را کہ لعنت کنندہ باشد) پس ابو بکر در آن روز از مملوکان خود بعضے را آزاد کرد و باز نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمد و گفت، لَا اَعُوذُ۔ گرد این کار باز نہ کردم۔“

و مشکات در فصل ثالث در مناقب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از زین نقل کردہ۔ کہ نزد عمر ذکر ابو بکر رضی اللہ عنہما کردہ شد۔ پس عمر گریست و گفت۔ دوست می دارم کہ عمل تمام عمر من مانند عمل یک روز از روز ہا و یک شب از شبہائے ابو بکر می بود۔ شب آن شب است کہ بار سول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ غار رفت۔ و وقتے کہ بہ غار رسیدند۔ بر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفت بہ خدا کہ تو در غار نہ در آئی تا نہ در آیم پیش از تو۔ اگر دروے چیزے باشد بہ من برسد نہ ترا۔ پس ابو بکر در آمد بہ غار و جا رو بہ داد غار را و در یک جانب غار سوراخے یافت پس پارہ کرد از آن خود را و بستہ کرد آن سوراخ را بہ آن پارہ ازار، و دو سوراخ ہا مانند پس بہ ہر دو پا ہائے خود آن دو سوراخ را بستہ کرد و باز بہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفت۔ اَدْخُلْ، داخل شو۔ پس در آمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سر مبارک خود را در کنار ابو بکر بنہاد و خواب کرد و از جہت سوراخ ابو بکر گزیدہ شد، و وے حرکت نہ کرد جہت ترس آن کہ بیدار گردد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اشک ہائے ابو بکر بر روئے مبارک پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افتاد، پس آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود ترا چہ شد اے ابو بکر گفت لِدَاغَتْ فِدَا لِقِ اَبِي وَاُمِّي گزیدہ شدم فدائے تو باد پدر من و مادر من، پس افگند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعاب دہن خود را و رفت از الم آن چہ می یافت ابو بکر۔ و باز عود کرد آن زہر بر ابو بکر و سبب موت ابو بکر گشت۔ و روز آن روز است کہ چون وفات یافت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مرتد شد عرب و گفتند کہ مازکات نہ می دہیم و ابو بکر گفت کہ اگر عقالے را دپائے بند شتر را منع کنند من ایشان را جہاد کنم بر آن من گفتم اے خلیفہ پیغمبر خدا تَالِفِ النَّاسِ۔ تالیف کن مردم را، و نرمی کن با ایشان، پس ابو بکر بہ من گفت اَجَبَاؤُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَارِ فِي الْاِسْلَامِ ایا در جاہلیت جباری و در اسلام نامروی۔ اِنَّهُ قَدْ اِنْقَطَعَ الْوَسْطَى وَتَمَّ الدِّينُ اَيْنَقُصُ وَاَنَا سَاحِي۔

به درستی که وحی گسسته شد و دین کامل گشت آیامن زنده مانم و دین نقصان نپذیرد“  
 حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر چه از سردارِ کل عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مستفید شده  
 بود و صحبت آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسیده بود اما خلافت از حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ رسیدنی بود و کیفیتی که برائے تحمل بارِ امانت ضروری بود از حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 رسید. حافظ ابو عمر بن عبدالبر در کتاب الاستیعاب فی معرفة الاصحاب در احوال حضرت صدیق رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ نوشته کان ابو بکر یقول انا خلیفة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم و کذالک  
 کان یدعی یا خلیفة رسول الله و کان عمر یدعی خلیفة ابی بکر صدیق من خلافتی حتی  
 لسمی یا امیر المؤمنین لقصّة سنذکرها فی باب ان شاء الله تعالیٰ که حضرت ابوبکر خود را  
 خلیفه رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می گفت و مردمان نیز به این نام حضرت ایشان را یاد می کردند  
 عمر را به نام خلیفه ابی بکر در او اہل خلافت ایشان می گفتند تا آنکه به نام امیر المؤمنین موسوم شد. و در  
 احوال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوشته که حضرت عمر خود را خلیفه ابی بکر می نوشت و در گفتن خلیفه  
 خلیفه رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طوالت بود چون لبید بن ربیعہ عامری و عدی بن حاکم طائی  
 حضرت ایشان را به امیر المؤمنین نام بردند حضرت عمر آن را خوش کردند و سیوطی در تاریخ الخلفاء نوشته  
 که حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ می گفت: ”لَوِ دِدْتُ اَنْی شَعْرَةٌ فِی صَدْرِ ابِی بَکْرٍ الْبَتَّةَ خَوَّاهِشَ دَاشْتُمْ کَہ  
 مِنْ بَرَسِیْنِہُ الْوَبْکَرِ کِی مَوْنِے بُوْدِے“

ابن سعد در جزی پنجم صفحه دو صد و هشتاد و هفت از طبقات کبریٰ نوشته عن عکرمه قال کان  
 ابن عباس یجعل فی رجلی الکبیل یعلمنی القرآن و یعلمنی السنّة - یعنی حضرت ابن عباس در  
 پای عکرمه قیدی نهاد تا که در قرآن و حدیث را یاد گیرد. بخاری نیز در صحیح خود در باب التوثق ممن نخشی  
 معترتہ نوشته - فقیہ ابن عباس عکرمه علی تعلیم القرآن والسنن والفرائض و ان چه حضرت عمر به دره خود  
 غافلان را تنبیه می فرمود محتاج هیچ تعارف نیست -

مشدی بر حق از حنیض پستی به اوج بلندی می رساند و از لذائذ و کیفیات و والذی  
 نفسی بیدار لوتد و مومن علی ما تگنون عندی و فی الذکر لصا فحکم الملائکة علی  
 قرشکم و فی طر قکم - ولكن یا حنظلة ساعة وساعة - رواه مسلم كما فی باب ذکر الله  
 عز وجل من المشکات - حنظله بن ربیع اُسیدی رضی اللہ عنہ می گوید که حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ به  
 من گفت، اے حنظله چه حال داری، من گفتم که رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میان را به نار و جنت

تذکیر می کند و احوال ما آن می باشد که گویا دوزخ و جنت را به چشم خود می بینم و چون از نزد آن سرور صلی الله علیه وسلم می برآئیم و باز نهها و اولاد و زمینات مخالطت می کنیم از آن چیزها بسیاری را فراموش می کنیم. حضرت صدیق اکبر فرمود که به خدا این گونه احوال ما را بهم پیش می آید. و باز من و ابو بکر به خدمت آن سرور صلی الله علیه وسلم رسیدیم و من گفتم که یا رسول الله حنظله منافق شده و عرض احوال کردم. پس آن سرور صلی الله علیه وسلم فرمود: سوگند به آن پاک ذات که نفس من در دست قدرت اوست که اگر بر آن حال که نزد من به شمایان حاصل می شود، شمایان دائم بمانید هر آینه مصافح کنند شمارا فرشتگان بر فراشهای شما و در راه های شما لیکن لے حنظله گاهے و گاهے۔

اگر در ویش بر حالے بماندے  
سر دست از دو عالم بر فشاندے  
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم  
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

**بیعت زنان** | بیعت زنان متعلق به حضرت والدہ ماجده بود۔ بلکه حلقه و توجه نسا نیز به ایشان تعلق داشت۔ روزے در کوشه حضرت ایشان به عاجز فرمودند و والدہ شما احوال بلند و کیفیات ارجمند دارند و ما ایشان را اجازه تعلیم و ارشاد داده ایم۔ مع هذا یک نوبت در کوشه عاجز دیده که از پنجاب جماعتی از نسا برای بیعت به خدمت حضرت ایشان رسید۔ حضرت ایشان در آن طویل را بر زمین انداختند و جانبه را از آن رد کردند و دست خود گرفتند و جانب دیگر را جماعت زنان گرفت و آن جناب اولاً عهد گرفت که از نواهی اجتناب و زندقه و در ادای او امر کوتاهی نکنند و ایشان را داخل سلسله عالیه نمود۔

**حلقه و توجه** | حضرت ایشان به مواظبت بعد از وقت چاشت از ساعت نه تا ساعت دوازده بلکه تا ساعت یک از صبح و از نماز شام تا نصف اللیل حلقه می فرمودند۔ البته در چند سال آخر حلقه صبح نه می کردند و حلقه شام تا ساعت دو از لیل طول می کشید۔ در حلقه صبح بیشتر به تدریس مشغول می بودند که بیانش عن قریب خواهد آمد۔

ابتداءً حلقه منظر کیفیات جلالیه می بود۔ حضرت ایشان به نظر باطن احوال مخلصین را ملاحظه می فرمودند۔ اگر در کس خلع می یافتند به حسب احوال تنبیه می فرمودند۔ به اندازه یک ساعت یا یک نیم ساعت دور جلالی طول می کشید و بعد ازین آغاز دور جمالی می شد۔ روزے در حلقه مبارکه به مخلصین گفتند: ما چه کنیم، برائے اصلاح احوال باطن شمایان توجهات و سعیهای کنیم و نوع از آثار حسن و جمال در قلوب شمایان ملاحظه می کنیم و خوش می شویم، و دیگر روز چون آثار خیر و برکت را محوی یا بیم و جایش پرده های ظلمات به نظر در می آید

کبیدہ خاطر شدہ زجر و توبیخ می کنیم۔ عاجز چندین افراد را دیده کہ سالہا سال بہ خدمتِ اقدسِ ایشان رسیدہ اند و در اَسما الطغیبا و عنایتہا یافتہ اند۔ یک بار ہم کلمہ درشت را از ایشان نہ شنیدہ اند۔ چون میر حسن صاحبِ جزاہ و ملا محمد حسن بابی قندھاری، و رحیم داد مستنگی، و فتح اللہ اندری، و حاجی نور احمد مقری، و ملا گل محمد و نخیل، و ملا حاجی گل، و عبد الحکیم دفستانی، و مولوی عبد العزیز بنگالی و غیر ہم۔ بلکہ این عاجز دیدہ کہ بعض افراد را یاد می فرمودند و خواہش داشتند کہ ایشان برائے چند وقت حاضر شوند۔ از اینہا ملا محمد حسن بابی است کہ چند سال در کوشہ بہ خدمت حضرت ایشان بودہ و در ۱۳۳۸ھ بہ قندھار رفت و دو سال آخر از خدمتِ مبارکہ جدا ماند۔ قیام ملا محمد حسن در کوشہ بہ جائے محمد اسلم خاں نوری بودہ حضرت ایشان درین عرصہ چند بار بہ محمد اسلم فرمودند کہ ملا محمد حسن را از قندھار طلب کنید۔ اگر در جائے شما ایشان را تکلیف می شود ما ایشان را جائے می دہیم۔ ایشان بیابند و بہ راحت قیام کنند۔

کسے کہ ہمہ وقت و ہمہ حال متوجہ الی اللہ باشد با اصحابِ غفلت چہ صحبت دارد۔ عالمے کہ مصروف تحقیقاتِ علمیہ بود برایش صحبت جاہل بہ جز تصبیح وقت چیزے دیگر نیست۔ مثل مشہور است اَلْجَنَسُ اِلَى الْجَنَسِ یَمِیلُ۔ پروردگار جدتِ حکمتہ بہ سردارِ کلِ جہان و رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قصہ ہائے انبیاء علیہم السلام بیان کردہ تاکہ قلبِ مبارکِ ایشان قرار گیرد۔ پروردگار گفتہ وَ کَلَّا نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْبَاءِ السَّاسِلِ مَا نُنَبِّئُکَ بِہِ فَاُوَادِّکَ۔ حضرت ایشان قدس سرہ چیزے را دلدادہ بودند بوی آن چیز را خواہان بودند، روزے در خانقاہ شریفِ دہلی مصروفِ حلقہ و توجہ بودند۔ ناگاہ شخصے از دروازہ شمرقی درآمد و بر مزاراتِ مبارکہ رفتہ سلام و فاتحہ خواند و قدرے مراقبہ کردہ باز گشت۔ وقتے کہ آن مرد خدا باز می گشت حضرت ایشان سر مبارک برداشتہ جانبِ آن مرد نگریستند و بہ حاضرین گفتند "این مرد پاک نفس را بنگرید کہ چہ دل پاک مثل انا دارد۔ اگر این گونه افراد نزد من آیند من ایشان را کہ چیزے خواہم گفت۔"

بعد از دو روزِ جلالی دورِ جمالی شروع می شد۔ سبحان اللہ چہ مبارک ساعت و چہ پاک محفل می بود ہر یک از شرابِ محبت سرشار شدہ از دنیا و مافیہا بے خبری شد۔ نشست حضرت ایشان چہارز انومی بود۔ یک بالشت خورد بر رانہاے خود نہادہ ہر دو مرفق را بر آن می نہادند۔ بہ دورانِ توجہ سر مبارکِ ایشان مائل بزمین می شد۔ تا ساعت دو بلکہ بعد تر از آن این کیفیت می ماند۔ شبے بعبید الرحمن خان شروانی فرزند مولانا حبیب الرحمن خان، صدر یار جنگ، علی گڑھی بہ ساعت دو فرمودند "بر ما چہ فضلِ پروردگار است، این وقت کہ مخلوق در خواب است۔ در این جا بندگانِ خدا مصروف ذکرِ الہی اند۔" عبید الرحمن خان می گوید کہ

بعد ازین قول حضرت ایشان صدائے هُو برآوردند و محسوس کردم نہ صرف خانقاہ شریف و مسجد شریف خانقاہ بلکہ از در و دیوار عماراتِ لِحَقَّہ خانقاہ شریف صدائے اللہ اللہ بر خاستہ از اہالیان ہند چندین برادران طریقت بہ این عاجز گفتہ اند کہ مادر خانہ خود سعیہا می کنیم کہ حضور قلب حاصل کنیم و بہ ذکر پروردگار مشغول شویم۔ اما وقتے کہ قصد حضرت ایشان می کنیم و از خانہ خود پائے پیروں می نہیم ذکر شریف جاری می شود و در حضور حضرت ایشان کیفیتے روی می دہد کہ از بیانش زبان قاصر است عاجز در نظم "نغمہ ہجران" گفتہ۔

ذخردین عبداللہ آن قطب شہیر

مولدش دہلی و نارفوقی نسب

چون مجدد داشت جد بے مثال

وز گمان من مقامش برتر است

یک دمش از مذنبان شستے ذنوب

زان نو لیسیم عادمانش را بیان

بر علو کعب استاذ است دال

ہمچو پروانہ بہ شمع مشتعل

عشق حق می داشت شان را بے قرار

رُبَّ اشعث را مثال خوش بند

دیگرے را مرغ جانش می پرید

دیگرے را سینہ بودے ہمچو نار

دیگرے از وجد جامہ می درید

ہمچو ہالہ گرد آن ماہ منیر

مواند ذات پاک ذوالجلال

با خبر گشتے ز اسرار نہان

کلک حیصرت می گزیدی در دہن

بزرگان حال رفتے این مقال

یا قمر را بانجوم اندر فلک

برکت خیر القرون چون شد عیان

تبلد عالم ابو الخیر کبیر

داشت از گردون محی الدین لقب

با کمال و بدعریق اندر کمال

ہر چہ گویم در کمالش کمتر است

یک نگاہش زندہ کردے صد تلوپ

چون نہ دارد تاب و صفش را ز بان

طالبان را ہر چہ باشد از کمال

خادمان شان بہ سوز و درد دل

آہ وزاری بود ایشان را شعار

از شراب معرفت بے ہوش بند

گریکے از سوز آہے می کشید

گریکے را چشم بودے اشک بار

گریکے از شوق و جذبہ می تپید

چون بہ حلقہ می نشستے پیش پیر

ہر یکے مہبوت گشتے از جمال

بے خبر گشتے ز اخبار عیان

گر تو می دیدی جمال انجمن

می گزشت اندر دلت چندین سوال

این گروہ انس بیخیم یا ملک

جذبہ اصحاب چون بینم نہان

ہیچ گاہے من نہ دیدم مردمان  
گفت پیغمبر کہ مردانِ خدا  
بس ہمیں تعریف نیکانِ آمدہ  
ختم سازم وصف شان بر این کلام  
حیف بیند چشم گیتی بعد ازین  
یا کہ بیند مردمان را در قیام  
آن صلاۃ با حضور و با خشوع  
رحمت حق روز و شب بر شان بود

زین نمط با این صفت اندر جهان  
دیدن شان یاد حق بخشد ترا  
بس ہمیں تو صیف مردانِ آمدہ  
تا کہ قول مصطفیٰ یا بدختام  
نیک مردان ہمچو ایشان بر زمین  
در لیا لیبہائے برکت از صیام  
ختم تر آن با قرأت با حضور  
روح شان در خلد بس فرحان بود

دیدہ شدہ کہ بعض افراد از وجہ اقوال معاندین سورِ ظن بہ حضرت ایشان می داشتند  
این سورِ ظن تا زمانے می بود کہ بہ خدمت اقدس نہ رسیدہ بود نہ روزے کہ بہ خدمت ایشان می رسیدند  
گرویدہ حضرت ایشان می شدند و ازین جملہ سیادت پناہ سید احمد شمس العلماء، امام جامع دہلی  
فرزند جناب سید حافظ محمد الامام رحمہما اللہ بودہ تا سالہا از حضرت ایشان دوری و زریدند و چون نوبتی  
بہ خدمت ایشان رسیدند معتقد بلکہ گرویدہ حضرت ایشان شدند و وفات ایشان بہ روز چہار شنبہ  
۲۴ شوال ۱۳۶۶ھ (۱۰ ستمبر ۱۹۴۷ء) بودہ تا روز وفات محبت و ارتباطی کہ با ما برادران داشتند بر فرط  
عقیدت ایشان دال بود کہ با حضرت ایشان داشتند و وقتے کہ ذکر حضرت ایشان می کردند بہ ادب  
احترام تام می کردند۔ رحمہ اللہ۔

و کسانے کہ از وجہ ہیبت حضرت ایشان برکنارہ بودند چون بہ خدمت مبارک می رسیدند  
از جان دل گرویدہ حضرت ایشان می شدند و منہم صاحب النسبتہ و المودۃ و الاخلاص حکیم فرید احمد عتباتی  
امرؤ ہومی، روزے بہ قرب چتلی قبر بہ دست بوسی حضرت ایشان رسیدند و عرض کردند اگر حضرت اقدس  
اجازت دہند فقیر بعد العشاء بہ خدمت اقدس برسد۔ حضرت ایشان بہ انبساط کامل فرمودند۔  
ہاں، ہاں، بہ شب بیایید چنانچہ از ان روز تا شب وفات سہ سال ہر شب در دہلی بہ خدمت حضرت  
ایشان می رسیدند و ایشان شخصے اند کہ احوال کسب سلوک از حضرت ایشان استفسار کردند و جواب  
کہ حضرت ایشان دادند تحت عنوان تحریر مبارک در فصل اول گزشتہ جناب حکیم صاحب از اہل  
باطن و اصحاب سلوک بودہ و سلسلہ ارادت و بیعت ایشان بہ قطب عالم حضرت شاہ عظام  
علی قدس اللہ سرہ و افاض علی العالمین برہ می رسید، ایشان از شاہ بہار الدین امرؤ ہومی بیعت

بودند و ایشان خلیفہ شاہ عبدالرحمن شاہ جہان پوری و ایشان خلیفہ حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ اسرار ہم  
 بوده اند بعد از تقسیم ہند در ایام زدو خورد بہ لاہور رفتند بہ روز شنبہ ۲۲ رجب ۱۳۶۸ھ (۲۱ ستمبر ۱۹۴۹ء) در  
 لاہور عاجز برائے ملاقاتِ ایشان ہمراہ فرزندِ کلانِ ایشان برادرِ طریقت علی احمد بہ موڈل ٹاؤن رفت بہ عجیب  
 انداز عشق و محبت ذکر مبارک حضرت سیدی الوالد قدس سرہ می کردند و اشک ہائے محبت می ریختند کہ یاد  
 آن تا این زمان در سویدائے قلب محفوظ است۔ و این ملاقاتِ آخر بودہ کہ با ایشان شدہ رَحْمَةُ اللهِ وَ  
 رِضَىٰ عِنْدًا۔ صد ہا افراد بودند کہ از ہدیتِ ایشان بہ خدمت مبارکہ نہ رسیدند و از خلفائے  
 ایشان اخذ طریقہ کردہ خود را داخل زمرہ مریدان کردند۔ در احادیث شریفہ وارد است مَنِ رَاَهُ بَدِيهَاً  
 هَابَهُ وَ مَنْ خَالَطَهُ مُحِبَّةً أَحَبَّهُ۔ از نسبت غلامی کہ بہ آن سرور عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت  
 ایشان را بود، پروردگار ازین وصف ایشان را نصیبہ دادہ بود ذَلِكْ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔

بید لرزان دار لرزد ہر کہ سوشیں بنگرد  
 از سرہ صاق و محبت ہر کہ آمد نزدیشان  
 شہر یارِ ملک بادا یا گدائے بے وطن !  
 بادہ الفت چشید و در گزشت از جان تن

**تدریس و تذکر** در حلقہ صبح اگر جماعتِ اہل علم می بود حضرت ایشان درس صحیح بخاری یا صحیح مسلم  
 می دادند حضرت ایشان مراعاتِ صحتِ اسما و اعراب بسیار می کردند و باز

ترجمہ حدیث شریف و بیان مختصر از مطابقتہ الباب می کردند۔ اگر در اسناد امرے قابل ذکر می بود آن را ہم  
 بیان می کردند و فرمودند کہ مرا طریقہ محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ پسنداست۔ از تقریرات  
 زائدہ اجتناب می کردند۔ وی خواستند کہ از نور ارشاد ات بتویہ کمالاً استفیذ نشوند۔ کسانے کہ بہ ظاہر  
 حدیث شریف می خوانند، بہ باطن منازل سلوک طے می کردند و در پس ایشان دائرہ بردارہ عجمت  
 پاک باطنانِ مصروف ذکر شریف می بودند۔ برادرِ طریقت و صاحب نسبت و مودت حکیم عبدالعزیز از  
 حکیم عبدالحمید خان شریفی دہلوی فنِ طب حاصل می کردند و نزد حضرت ایشان بہ کسب سلوک مصروف  
 می بودند روزے بہ عاجز گفتند۔ وقتے کہ حضرت ایشان بہ تدریس حدیث شریف مشغول می بودند۔  
 من در اواخر صفوف بہ ذکر شریف مشغول می شدم، فیوضاتِ رحمانیہ چون شبنم بر تمام بدن می ریخت  
 دو نیم یا سہ ساعت می گزشت و من در لذت ذکر چنان غرق می بودم کہ از چیزے خرم نہ می بود۔ نظر التفات  
 حضرت ایشان بر تمام حاضرین می بود۔ اگر کسی را غفلت روئے می داد ہمان دم ویرا تنبیہ می فرمودند، تا بہ  
 نصف النہار این مبارک حلقہ می بود۔

**متعلق بہ حلقہ** در اوزاد و وظائفِ حصنِ حصین و حزبِ اعظم را خوش می کردند۔ و اجازت

می دادند و صلوات و دلائلِ الخیرات را دوست می داشتند. اگر کسی نصیحت این کتابها را ایشان می خواست منظوری فرمودند. چنانچه آن شخص به دورانِ حلقه هر روز یک حزب پیش حضرت ایشان می خواند، پاک نسب پاک باطن سید احمد حسن ساکن اَنوپ شهر از توابع بلند شهر از حضرت ایشان دلائلِ الخیرات خوانده. و چند افراد حصن حصین خواندند۔

بعد از نماز عشاء برائے نیم ساعت به حرمِ سراج شریف می بردند۔

آنجا مخلصات از پس پرده از حضرت ایشان تو جهات و هدایات حاصل می کردند۔

حضرت ایشان به درستی اخلاقِ مریدانِ سعیهامی کردند۔ از گردابِ آنانیت و پنداری کشیدند۔ می فرمودند تا وقتی که اخلاقِ زبده زایل نشوند، حصول

### تربیتِ مخلصین

کمالاتِ باطنی متعذر است۔ ملا حبیب الله ولد زنگ از جهاتِ پشاور و غیره بود۔ سالها سال خدمت

حضرت ایشان کرده قصیده مبارکه برده را عاقل بود۔ بعد از بیعت شدن در خدمت حضرت ایشان

عرض کرد که من این قصیده را عالم و خلقِ خدا را تعویذ می دهم، اگر حضرت شما اجازت عنایت کنید، من این

عمل را جاری دارم، حضرت ایشان به ملا حبیب الله اجازت داده بودند۔ ملا حبیب الله از اصحابِ نسبت

و حضور آگاهی بود۔ روزی خطای کرد۔ حضرت ایشان صبا تا به ساعت ده یا بعد از آن به عاجز فرمودند۔

زید، برو به حبیب الله بگو، تو این خطا کرده ای۔ لہذا دور و پیہ جرمانه بده۔ ملا حبیب الله در خانقاه شریفی

نزد محجر مبارک اسناده بوده۔ عاجز پیام حضرت ایشان رسانید۔ وے گفت، من جرمانه نمی دهم۔

عاجز جوابش رسانید۔ حضرت ایشان جواب شنیده برائے دو سه دقیقه سر مبارک را مائل به جهت صد مبارک

کردند و باز سر مبارک را برداشته فرمودند۔ برو به حبیب الله بگو، مادر طلب تو نه رفته بودیم تو، برائے بیعت

آمدی و ما از تو اقرار گرفتیم که مخالفت نه خواهی کرد۔ حالا مخالفت کرده ای و جرمانه نمی دهی لہذا به خانه خود برو

و با ما تعلق مدار۔ عاجز این قول را به ملا حبیب الله رساند۔ وے این قول را شنیده چشمان خود را بند کرده و بونے

خود را به جهت قیام گاه حضرت ایشان تحویل داده به کیفیت جذب در آمده با چشم گریان به عاجز گفت۔

من جرمانه می دهم، من جرمانه می دهم۔ و دور و پیہ به عاجز داد و خودش مصروف وجد و گریه شد۔ عاجز آن

دور و پیہ به خدمت مبارک رسانید و عرض کرد که ملا حبیب الله جرمانه آد اگر حضرت ایشان سر مبارک

خود را به جانب عاجز برداشته فرمودند۔ زید، تو دیدی۔ در آن وقت بر روی مبارک کیفیت انبساط ظاهر

باہر بود۔ و عاجز خیال دارد که حضرت ایشان وقتی که سر مبارک خود را برائے لحنات فرورده بودند نوعی از

تصرف باطنی به کار آوردند که ملا حبیب الله از دایره طغیان در حلقه فرمان در آمد و این گونه تصرفات در

اکثر اوقات از حضرت ایشان ظاہری شد، خصوصاً با کسانی که نوعی ارتباط قلبی پیدا کرده بودند۔



**اجتناب از صحبت و اعطان** حضرت ایشان احوال ہند را دیدہ مجلصین می گفتند کہ از

واعطان دور باشید و بہ وعظ ایشان نہ روید۔ عاجز گوید در ہندوستان بہ کثرت فرق و اَہزاب را ظہور شدہ است۔ کسے دیوبندی است، کسے بریلوی، کسے چترالوی، کسے غیر مقلد، کسے وہابی، کسے اہل حدیث، کسے اسلامی و کسے تبلیغی و کسے چیزے دیگر۔ این ہمہ فرق را داعیان اند و عظمیٰ کنند و عوام را بر راہ غلطی اندازند دیدہ شدہ کہ از استماع و عظ اینہا شکوک و شبہات در دل جائے میگیرند برائے فرید پیر و مرشد ر ہب و ہادی است۔ کسے را کہ پروردگار پیر و مرشد کامل عنایت کردہ کہ علم بہ احکام شریعت و عارف بہ اسرار طریقت باشند از بہر چہ پیش دیگرے رود۔

آن را کہ در سرانے نگاہے است فارغ است از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

و اگر پیر کسے بہ احکام شریعت چندان علم نہ داشتہ باشد ویرا باید از عالم استفسار مسائل کند کہ از جمیع

این اہزاب بر طرف باشد چہ اصحاب اہزاب مسلک حزب خود را بیان می کنند و چغت سوسے ویرانہ کشد طولی سوسے قند، و کس نہ گوید کہ دوغ ماتر ش است۔ سید احمد حسین انوپ شہری بہ سلسلہ ملازمت بہ شہر نونا رفت و آن جائزہ امام مسجد شریف کہ عالم بودہ نشست و برخواست شروع کرد۔ و حسب معمول بہ خدمت حضرت ایشان بہ کونٹہ عرضہ ارسال کرد۔ حضرت ایشان بہ جواب تحریر فرمودند: "در وظیفہ شما کورت بہ نظر درمی آید، آیا نزد بد عقیدہ افراد نشست و برخواست می دارید؟" احمد حسین بہ عاجز گفت: من متحیر اندم کہ کدام کس بد عقیدہ است کہ ازوے دور مانم، و اندرین فکر غلطان و بیجان بہ مسجد شریف رفتم و در صحبت مولوی صاحب شستم و مدتے نہ گذشت کہ شخصے نزد مولوی صاحب چیزے از خلأوہ آورد و گفت: برائے فاتحہ حضرت پیران پیر قدس اللہ سرہ این شیرینی آورده ام شما فاتحہ خواندہ ایصال ثواب کنید مولوی ضا بہ آن شخص گفت: "این ہمہ کار ہائے لایعنی اند و من این گونہ کار نمی کنم" از مولوی صاحب چون این سخن شنیدم دانستم کہ این امام بد عقیدہ است و خود را از صحبت وے برکنار کردم۔

**اجتناب از صحبت صوفی ناتمام** آدمی فرمودند کہ از صحبت جاہل و ناتمام صوفیہ خود را محفوظ

دارید۔ مولانا سید عبدالجلیل در ۱۳۲۳ھ بیعت شدند۔

دوسہ ماہ در حلقہ مبارکہ حاضر شدند چون حضرت ایشان بہ کونٹہ رفتند، ایشان بہ ڈانٹہ برگشتند کہ در مضافات دہلی دسے بزرگ است۔ مولوی صاحب بہ این عاجز گفتند: "آنجا یک صوفی بود۔ من ہر روز بہ خدمت وے رسیدہ بہ ذکر شریف مشغول می شدم۔ چون حضرت ایشان از کونٹہ مراجعت فرمودند بہ خدمت مبارکہ رسیدم، حضرت ایشان مرا برائے تعلیم حضرت بلال مقرر فرمودند من محسوس کردم کہ حضرت ایشان را

بر احوال من آن نظر التفات نیست کہ در سالِ ماسبق بود۔ در آن آیام حضرت ایشان پا پیاده برائے تفریح و تمشیہ از خانقاہ شریف می برآمدند و عند المعاوذۃ برگرسی ہندی در دروازہ خانقاہ شریف قدرے آرام می گرفتند و مخلصین پاک منش این فرصت را غنیمت شمرده پاہلے ایشان را بہ شوق تمام می مالیدند۔ روزے حضرت ایشان چون باز گشتند و برگرسی ہندی نشستند مراد را جانبے استادہ دیدند و بہین خطاب کرده فرمودند: "عبدالجلیل چه ماجری است کہ حلاوت سال گزشتہ در تونہ می یابم" عرض کردم: خطائے از من سمر نہ زدہ البتہ من در صحبت یک صوفی نشستہ بہ ذکر شریف مصروف می شدم، فرمودند: "این کثافت کہ در تو ظاہر است اثر بہان صحبت است" عرض کردم حضور انور آن نسبت را سلب بفرمایند، فرمودند: "سلب نسبت بکنم؟" و باز چشمان مبارک را بند کردہ متوجہ بہ سونے من شدند و من محسوس کردم کہ در سینہ من چیزے جمع کردہ می شود و باز چیزے از ام الدماغ من خارج شد و آن وقت یک آواز کہ اشبہ بطنطن باشد شنیدم۔ حضرت ایشان چشمان مبارک را کشادہ بہ من گفتند: "عبدالجلیل چند روز ذکر شریف نہ کنی" مولوی صاحب می گفتند: بعد ازین احوال باطنی من درست شد و از الطاف و عنایات حضرت ایشان بہرہ مند گشتم۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكَ۔

عمل حضرت ایشان بر عزیمت بود۔ اَمَّا اَحْيَانًا بِلَا ضَرُورَةٍ برائے اختیار از عزیمت بہ رخصت احوال مخلصین بر رخصت عمل می کردند کسانے کہ دانائے رازی بودند می دانستند کہ این اختیار است و پروردگار از من لی محفوظ دارد۔ و بعض افراد را خناس در ورطہ شکوک و اذہام می انداخت و این گونه افراد را حضرت ایشان فی ما بعد سیاست می فرمودند۔ ازین جملہ حافظ عبدالحکیم سوداگر جفت دہلوی بود۔ در اوایل ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۶۲ھ واقعہ خود را بیان کردند۔

**واقعہ حافظ عبدالحکیم** بعد از تقسیم ہند حافظ عبدالحکیم بہ کراچی رفت و بعد از یک و نیم سال بہ دہلی باز آمد روزے نزد محجر مبارک با عاجز نشستہ بود و بیان کرد کہ یک بار در دم اعتراض پیدا شد و رفتہ رفتہ جائے گرفت، شبے برائے شرکت در حلقہ شریفیہ حاضر شدم، در بان اطلاع کرد حضرت ایشان طلب نہ فرمودند، و من قدرے انتظار کردہ بہ خانہ رفتم۔ شب دوم و باز شب سوم نیز ہمین صورت پیش آمد۔ آن گہ بہ دلم خیال آمد کہ امشب نیز حاضر می شوم، و تا آن وقت بہ خانہ مراجعت نہ کنتم کہ حضرت ایشان رانہ بنیم۔ چنانچہ بعد از عشاء بر در اقدس حاضر شدم، در بان اطلاع کردہ جوابے نہ یافت من در دروازہ نشستم، بعد از نصف شب بہ ساعت دو ملا حاجی احمد خان مٹہ خیل آمد و مرا گفت کہ حضور انور بہ قیام گاہ خود شریف بردند لہذا شما بہ خانہ خود

برگردید من بہ ایشان گفتم۔ تا وقتے کہ بہ سعادتِ قدمبوسی نہ رسم ازین جانہ خواہم رفت۔ شما یک بار بہ خدمتِ ایشان با اطلاع من بدہید۔ چنانچہ ملا احمد خان از راہ بام رفتہ حضور انور را اطلاع داد۔ حضرت ایشان فرمودند عبدالحکیم را بیار۔ چنانچہ من از راہ بام با ملا احمد خان بسم اللہ الرحمن الرحیم خواندہ حاضر شدم چون حضرت ایشان آواز من شنیدند بیرون صحن برآمدہ دروازہ زمینہ را کشادند۔ چون من بہ حضور ایشان رسیدم پائے مبارک ایشان گرفتہ اشک ریزان عرض کردم کہ تقصیر مرا عفو فرمائید، حضرت ایشان نزد دروازہ زمینہ استادہ بودند، مرا از اکثاف گرفتہ استادہ کردند و فرمودند عبدالحکیم از چند روز در دلِ توجہی بود لہذا ما ترانہ خواستیم حکیم اجل خان را تومی شناسی۔ بنوعی کہ مے تشخیص امراض جسمانی می کند و باز علاج می کند، بہ فضل پروردگار ما تشخیص امراض قلب بہ همان طور می کنیم و باز علاج آن می کنیم تو بین کہ چہ طور از کمی دل تو آگاہ شدیم و علاج آن کردہ زائل کردیم۔ ہوش کن کہ بار دیگر این گونه فعل از تو سر نہ زند، این کلام فرمودہ مراد عاوادہ رخصت کردند۔ این تنبیہ برائے عبدالحکیم باعث خیر و برکت گردید۔ محبت پیرو مرشد در سواد قلبش متکون گشت و از حلاوت۔ "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ" متلذذ گشت۔ تا وقتے کہ مرید در محبت پیرو خود فانی نہ گردد۔ فنا فی الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے می تواند شد و تا وقتے کہ فانی در محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ گردد، فنا فی اللہ کے می شود۔

**واقعة مولانا سیف الرحمن** حضرت ایتان مخلصین را بر زلات تنبیہ می فرمودند، چنانچہ مولانا سیف الرحمن را بر وابستگی ایشان با اہل دنیا تنبیہ فرمودہ اند۔ مولوی صاحب از مخلصین اولین حضرت ایشان اند و در مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی صدر مدرس بودند۔ در اوایل عقد رابع از مایہ چہار دہم در تحریک ترک موالات ہجرت کردہ بہ کابل رفتند، در سال ہزار و سہ صد و پنجاہ ملاقات ایشان در حرم محترم عند المقام با این عاجز شد، محبت و اخلاص و ارتباطی کہ با سیدی الوالد قدس سرہ داشتند آثار آن ظاہر و باہر بود، بیان حضرت ایشان می کردند و پیہم اشکها از چشمان خود می ریختند و در آن بقعہ مبارکہ دعا ہا می کردند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

مولوی صاحب از اہل دنیا شخصے را بہ خدمت حضرت ایشان آوردند۔ آن شخص دو از دہ ہزار روپیہ کلدرا از زکات بہ خدمت حضرت ایشان پیش کرد تا کہ ہر کرا خواہند بدہند و ہر جا کہ خواہند صرف نمایند۔ مولوی صاحب سفارش آن شخص کردند، حضرت ایشان را اوضاع و اطوار آن شخص پسند نیامد و روپیہ بدوے گشتانند و مولوی صاحب را گفتند کہ چرا سفارش چنین شخص کردی و باز مولوی صاحب را از خانقاہ شریف بدر کردند چنانچہ چند روز مولوی صاحب از حلقہ و توجہ محروم ماندند۔

## واقعہ ملا عبدالحلیم آخوندزادہ

در کوشہ بلوچستان نزد خانہ حضرت ایشان در احاطہ سفینہ محمد اسماعیل محمد عمر نوزوی قیام داشت۔ وقتے کہ حضرت ایشان برائے تفریح و تمشیہ تشریف می بردند در راه بہ کمال ادب عرض احترام می کردند و یگان وقت بہ خدمت شریف رسیدہ چندے می نشست۔ اگر چه وے از حضرت ایشان بیعت نہ بود و ریش وے ہم کمتر از واندہ برنج بودہ لیکن دیدہ شدہ کہ حضرت ایشان بروے شفقت می کردند۔ روزے وے پریشان حال حاضر شد۔ در دست وے یک جام بود و در آن جام قدرے از آب آورده بود حضرت ایشان پرسیدند "محمد عمر چیست" عرض کرد۔ دخترم از دیروز بہ دزدیہ مبتلا است، ولادت نہ می شود و حال امید حیات گستہ۔ حضرت ایشان جام را در دست خود گرفتہ چیزے خواندند و دم بر آب کرده بہ محمد عمر دادند و فرمودند۔ پریشان مشو۔ این آب را بہ دختر خود بدہ۔ پروردگار فضل خواهد فرمود۔ چنانچہ محمد عمر آب را برد و بعد از نصف ساعت بازگشت و دست و پائے حضرت ایشان را بوسہ دادہ عرض کرد۔ بہ مجرد نوشیدن آب ولادت شد و دختر راحت یافت و از خطرہ برآمد حضرت ایشان الحمد للہ گفتند و شادان گشتند۔

ملا عبدالحلیم آخوندزادہ از اجل خلفائے حضرت ایشان بودند۔ بیانش ان شاعرانہ در خاتمہ خواهد آمد۔ ملا صاحب روزے بلا وجہ محمد عمر نوزوی را کہ ذکرش بالا گذشت سخت و سست گفت۔ چون حضرت ایشان را علم واقع شد در بان را امر کردند کہ دو چار کفش ملا صاحب را بر سرش بزنند۔ چنانچہ در بان امتثال امر کرد۔ ملا صاحب چند دقیقه خاموش ماندند و باز بر در مبارک حاضر شدہ مصروف آہ و بکا شدند۔ حضرت ایشان آواز ملا صاحب می شنیدند و درین دوران متوجہ بہ سوئے ایشان ماندند و باز سراپا رحمت و شفقت شدہ نزد ملا صاحب آمدہ بر ہر دو پایے خود نشستہ دست مبارک بر سر ملا صاحب فرو آوردند و اطہار رضامندی خود کردند، ملا صاحب را دل بستہ شد و دست مبارک ایشان را بوسہ داد۔ آہ و بکایے ملا صاحب نہ از در ضرب بود بلکہ در دل ایشان این خیال آمد کہ حضرت ایشان از من ملول خاطر شدہ اند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

## واقعہ ملا عبد اللہ عینری

اجازت بود می گفت کہ لغزشے از من واقع شد و ملاوت باطنی را در باختم حضرت ایشان طلبید دلبا بود۔ برایم پنج ضرب چوب تجویز کردند۔ چنانچہ خادمے امتثال امر کرد۔ ملا عبد اللہ گفت چون ضرب اول بر جسم واقع شد دیدم کہ پردہائے غفلت چاک شدند از فرط مسرت بہ جناب گفتم کہ رعایتے بہ من نہ کند و ضرب را بہ شدت جاری کند۔ چون ضرب پنجم بر جسم رسید کارخانہ باطن کلاماً

پاک شدہ بود وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكَ۔

حافظ منیر الدین دہلوی در آن وقت حاضر بود بہ عاجز می گفت کہ من حیران ماندم کہ ملا عبد اللہ بر سرِ ہر چوب الحمد للہ می گفت و در تمام ضرب حالت وجد بروے طاری گشت من از ملا عبد اللہ استفسار کردم۔ ایشان حقیقت امر بیان کردہ گفتند۔ ”این ضربِ چوب نہ بود بلکہ داروے دل بود“ رَحِمَهُ اللهُ وَسَخِي عَنهُ۔ بیان ملا عبد اللہ در خاتمہ ان شاعر اللہ خواہد آمد۔

**واقعة ملا جمعہ خان** ملا جمعہ خان از یارانِ قدیم و مردِ مستقیم بود۔ احوالِش در خاتمہ ان شاعر اللہ خواہد آمد۔ در سال ہزار و سہ صد و سی و ہفت بہ کوئٹہ آمدند۔ روزے در

خدمتِ حضرتِ ایشان عرض کردند۔ ”حضور انورِ فضل پروردگار شد کہ از بارگاہِ نبوتِ علی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصَّلَاةِ وَالصَّحِيَّةِ بلا واسطہ فیض یاب می شوم۔ حضرتِ ایشان خوش وقت شدہ فرمودند۔ ”لے عزیز ہر چہ می یابی ازین سوراخ می یابی“ و اشارہ بہ سینہ مبارکِ خود کردند، ملا صاحب عرض کرد کہ حال او اسطہ در میان نہ مانده و بلا واسطہ فیض یاب می شوم حضرتِ ایشان فرمودند۔ ”پس شمارا حاجتِ آمد بہ نزدِ چہیت۔ شماروید“ و در بان را گفتند کہ ملا صاحب را رخصت کن، و فرمودند کہ در حد و خانہ ہائے مانہ آیند۔ ملا صاحب بعد ازین واقعه پانزدہ یا بست روز در کوئٹہ ماندند لیکن شرفِ دست بوسی نہ یافتند و کیب الخاطر بہ وطن خود مراجعت کردند۔

عاجز گوید۔ بابائے سوم حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ کتابِ ہدایۃ الطَّالِبِیْنَ در حیاتِ پیروم شد خود قیومِ جہان حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ سرہ الِاقْدَاسِ نوشته اند و باز حضرت پیروم شد آن تالیفِ قیم را مطالعہ کردہ نوشتہ اند۔ ”آن چہ درین رسالہ مذکور است بسیار مسرور و محفوظ گردانید“ این کتاب در بیانِ سلوکِ نقشبندیہ مجددیہ از اہماتِ کتب است۔ درین کتاب حضرت جدِ مجد قدس سرہ تحریر کردہ اند۔ ”قلوبِ مشائخِ کرام را کہ تا بہ حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سائطِ فیض اندمانند عینک باید داشت“ قلوبِ حضراتِ مشائخِ امثالِ زجا جہائے ”دور بین“ اند کہ ہر قدر زجا جہارا بہ پہلوئے یک دگر نہادہ بسوئے کواکب می بینند نظر تیز تر و صاف تر می شود۔ بہ وقتِ نظر کردن زجا جہ از صفائے خود بہ نظر نمی آید۔ انسان خیال می کند کہ وے اشیاے بعیدہ را بہ چشم خود می بیند۔ حالانکہ این دید رہینِ منتِ آن زجا جہا است کہ بہ پہلوئے یک دگر نہادہ شدہ اند۔ حضراتِ مشائخِ قدس اللہ سرہ از ہم فرمودہ اند۔ ”برائے تحقیق امور ظاہری قلبت و سائط بہتر است تا مظانِ سہو نسیان کمتر باشد۔ ازین جا است کہ ثلاثتاتِ امام بخاری را منترتے دیگر است، اما برائے حدتات

بصیرت کثرت و سائط بہتر و خوب تر است، ہر قدر کہ زمان از ایام سرورِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دور تری اُفتد زیادتِ واسطہ نافع تر آید کہ قلوب اولیاء با یک دگر بہیم شدہ کیفیت دیگر پیدای گشد۔ ملا جمعہ خان رحمہ اللہ صفائے وقت و حال را دید و صفائے زجاجہ کا آئینہ کو کب دُرئی را فکر نہ کرد کہ موصل بہ آن مصدر فیوضات است۔

رَقِّ الرَّجَاجِ وَرَاقَتِ الْخَمْرِ فَتَشَابَهَا وَتَشَاكَلِ الْأَمْرُ

دران روز ہا حسین اللہ صاحبزادہ اندڑی شلگری حاضر بود۔ چون ملا جمعہ را حضرت ایشان از جائے خود کشیدند حسین اللہ بہوے گفست۔ آن چہ حضور انور فرمودہ عین صواب است، لہذا اعترافِ تقصیر خود بکنید ملا صاحب گفست من حقیقت امر را بیان کردہ ام و رجوع از ان نہ می توانم کرد۔ این بیان حسین اللہ صاحبزادہ بہ عاجز کرد۔

ملا صاحب بعد از چند ماہ بہ دہلی حاضر شد۔ دور آن جا قیام کرد کہ برائے قیام کردن مخلصین منصوب بود۔ اما اجازت دخول خانقاہ شریف بہ ایشان دادہ نہ شد۔ روزے ملا صاحب بالائے بام دروازہ ترکمان رفت۔ واللہ اعلم چہ صورت حال پیش آمد کہ از بالائے دروازہ بر روئے خاک افتاد۔ بندی بام دروازہ از ہشت یانہ گز افرنجی کم نیست، اگر چہ ہیچ عضو از ملا صاحب شکستہ نہ شدہ بود اما خشکی و درد بہ حدے بود کہ از حرکت معذور بودند و مخلصین ایشان را برداشتہ بہ قیام گاہ رسانیدند۔ بہ وقت عصر بیون حضرت ایشان برائے سیر و تفریح در عرب سوار شدند از میان برادران یکے عرض کرد کہ امروز ملا جمعہ از بالائے بام دروازہ ترکمان غلطیدہ بر روئے زمین افتاد حضرت ایشان بہ خوب وجہ تفصیل واقعہ شنیدہ و لحظہ توقف کردہ فرمودند "اچھا ہوا" یعنی خوب شد۔

عاجز در احوال حضرت عالی قدر قدس اللہ اُسرار ہم در جائے خواندہ کہ بر مخالفت اولیائے کاملین از جانب حق جل و علا تبیہ واقع می شود و بعض اوقات آن تبیہ مہلک می باشد، یکے را از حضرت کرام شخصے آزار رسانید، ایشان بہ خادمے گفتند کہ آن شخص را بزند۔ خادم تغافل کرد، دو وقتے نہ گزشت کہ آن آزا دہندہ بر زمین افتاد و ہمان دم مرد۔ آن حضرت بہ خادمے گفت من ملاحظہ کردہ بودم کہ غیرت خداوندی بہ جوش آمدہ، خواستم کہ بہ لکمہائے یا بہ لکدے خلاصی یا بدلیکن تو تغافل کردی و وے از جان رفت۔ و الامر کما قالوا قدس اللہ اُسرار ہم فقد اُخرج البخاری عن انس و ابی ہریرۃ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال عن اللہ تبارک و تعالیٰ من اهان لی ولیاً فقد بارزنی بالمحاربۃ۔ پروردگار از غضب خود ہمہ را محفوظ دارد۔ نزد عاجز "خوب شد" گفتن حضرت ایشان بعد از

استماعِ واقعہ و بعد از تفکر از این وجہ بوده باشد کلاً صاحبِ راجحیت زیاد نہ رسید، تمام اعضا سالم مانند

**واقعہ ملا عبد الحنان ترکی** ملا عبد الحنان ترکی طالب علم ذی استعداد بود۔ در دہلی بہ طلبِ علم مصروف بود۔ چون در اوایل ماہ مبارک میلاد از شش سالہ

حضرت ایشان از کونٹہ بہ دہلی رسیدند، حسبِ معمول تا نیم روز بیرون نشستند و باز آخرین مصروفِ کلام ماندند۔ چون وقت برخواست رسید نظر ایشان بر ملا عبد الحنان افتاد۔ دریافت نمودند۔ در کدام مدرسہ

خواندی و چه خواندی عبد الحنان بیان کتاب ہا و مدرسہ کردہ عرض کرد کہ از استاد تجوید کلام اللہ شریف نیز کردہ ام۔ ازین خبر حضرت ایشان بسیار خوش شدند و فرمودند چیزے بخوان، آن وقت عاجز بہ قرب حضرت

ایشان استادہ بود۔ عبد الحنان سورہ فاتحہ را تلاوت کرد، چون بے المغضوب و الضالین رسید ضداد را بہ صوت ظاہر ادا کرد۔ از استماعِ صوتِ ظاہر آثارِ کرامت بر روی مبارک ظاہر شدند و حضرت

ایشان بہ حرم سرائف بردہ بہ عاجز گفتند کہ برو بہ دربان بگو کہ عبد الحنان را از خانقاہ شریف بکشد، داخلہ وے در خانقاہ شریف ممنوع است۔ عاجز پیام را بہ دربان رسانید و آمد عبد الحنان در

خانقاہ شریف بند شد، بعد از شش ماہ حضرت ایشان بہ کونٹہ شریف بردند۔ ملا عبد الحنان نیز آں جا رسید۔ ماہ شعبان و ماہ رمضان گزشت و وے در حد و خانہ مسجد شریف حضرت ایشان

داخل نہ شد۔ در ماہ شوال روزے یک رقعہ خورد بہ عاجز داد کہ بہ خدمت حضرت ایشان برساند۔ بر یک جانب رقعہ نوشتہ بود۔ غلام شہا عبد الحنان، ساکن ناوہ، مقرر، افغانستان، و بر جانب دیگر نوشتہ بود۔

”ترحم یا حضورِی ترحم“ حضرت ایشان رقعہ را ملاحظہ فرمودند و بعد از چند دقیقہ بہ عاجز گفتند۔ بہ عبد الحنان بگو کہ تو چرامسک جبہور گزاشتہ، مسک روافض و غیر مقلدین اختیار کردی۔ عاجز این

کلام بہ عبد الحنان رسانید۔ وے گفت من بر خطائے خود نادم و منفعلم و توبہ می کنم حضور توبہ مرا قبول فرمایند و از من راضی شوند۔ حضرت ایشان فرمودند۔ از تحریف کلام الہی دل من آزرده است

و تا وقتے کہ بہ ایمان موثقہ اقرار نہ کنی کہ باز این فعل از تو صادر نہ خواهد شد، دل من از تو خوش نہ می شود۔ ملا عبد الحنان بر دروازہ حضرت ایشان بہ انحنائے تام نشستہ مصروف آہ و فغان و اشک ریزی بود

و بہ سوگند ہائے شدیدہ اقرار کرد کہ بازار تکاب این عمل نہ خواهد کرد۔ حضرت ایشان فرمودند کہ اقرار خود را با ایمان موثقہ تحریر کند۔ چنان چہ وے آن ہمہ را تحریر کرد۔ و عاجز آن رقعہ را بہ خدمت حضرت ایشان

رسانید۔ حضرت ایشان بہ آواز بلند این الفاظ فرمودند۔ ”اگر بر وعدہ خود قائم ماندی من از تو راضیم و الا لا“ بعد ازین عبد الحنان اجازت طلب کرد تا بہ وطن برود۔ حضرت

قائم ماندی من از تو راضیم و الا لا“ بعد ازین عبد الحنان اجازت طلب کرد تا بہ وطن برود۔ حضرت

ایشان اجازت دادند۔ ووے از دروازہ مرخص شد۔ حضرت ایشان از عبدالحنان بہ نوعی کہ سوگند ہا با اقرار لسانی و تحریری گرفتند۔ برائے بعض افراد جائے حیرت بود۔ لیکن احوال عبدالمنان ثابت کرد کہ آن ہمہ عین صواب بود و اندیشہ حضرت ایشان ناشی از احوال "إِنَّهُ يَنْظُرُ بُنُورِ اللَّهِ" بود۔ عبدالحنان مسلک روانف و غیر مقلدین را تا آخر ایام نہ گذاشت، در عقد سابع از مایہ چہار و ہم عاجز بہ توسط یک ملا بہ وے احوال فرستاد کہ حضرت ایشان قدس سرہ از استماع قرأت شما آزرده خاطر شدند۔ و عند الوداع چہ اقرار و چہ تحریر از شما گرفتند و شما چہ سوگند ہا خوردید۔ افسوس کہ آن ہمہ را فراموش کردید۔ رضائے حضرت ایشان مشروط بود۔ و شما خوب می دانید کہ اذافات الشرط فات المشروط۔ چون کہ این تمام واقعات بہ پیش عاجز بہ ظہور رسیدہ ازین جہت این احوال بہ شامی فرستد۔ "آن ملا پیام عاجز رسانید و عبدالحنان ساکت و واجم ماند۔ اَقَالَ اللَّهُ عَثْرَتَهُ وَرَجِمَهُ۔"

**واقعه ملا نیک نظر ترکی** ملا نیک نظر از قاری ولی محمد میرٹھی شش ماہ فہم تجوید خواند و بہ سال آخر در کوسٹہ ملازم خدمت حضرت ایشان بود و در عربہ نزد سائق

نشستہ ہمراہ ایشان بہ باغ تولہ می رفت۔ روزے حضرت ایشان بہ وقت مراجعت از باغ تولہ بہ وے گفتند نیک نظر تو از قاری مامشق کردہ ئی۔ چیزے تلاوت کن۔ نیک نظر دوسہ آیات مبارکہ را بہ بد مزگی تلاوت کرد۔ حضرت ایشان فرمودند۔ چہ طور می خوانی۔ وے گفت از دوسہ روز بر سینہ من گرانی است۔ آن وقت حضرت ایشان خاموش ماندند و روز دیگر چوں حضرت ایشان در عربہ نشستند و نیک نظر قصد کرد کہ بالا نزد سائق بنشیند حضرت ایشان فرمودند در سینہ تو گرانی است۔ لہذا دویدہ پیش عربہ برو۔ چنانچہ نیک نظر تا "جنگل باغ" کہ از باغ تولہ یک میل پیشتر و از کوسٹہ بہ فاصلہ دو نیم میل واقع است پیش عربہ بناخت و آن جا رسیدہ بہ سوئے جنگل باغ رفت۔ و چون حضرت ایشان از نماز شام فارغ شدند ملا نیک نظر بہ خدمت حضرت ایشان رسید۔ حضرت ایشان فرمودند۔ "نیک نظر چہ ماجرا است" عرض کرد۔ در جنگل باغ بسیار استفراغ کردم و مواد سیاہ از سینہ من خارج شد۔ حضرت ایشان الحمد للہ گفتہ فرمودند۔ تو بہ خانہ برو۔ نیک نظر بی مابعدی گریست و می گفت، آن گرانی کہ در سینہ خود محسوس می کردم قطعاً زائل شد و ہیچ گاہ اثرے از ان نہ یافتم۔

عاجز گوید کہ علمائے میرزا احمد و آرمی و طبرانی و بیہقی و ابو نعیم و ابن ابی شیبہ نقل کردہ اند کہ ابن عباس گفتہ کہ زنی بچہ خود را نزد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آورد و گفت کہ بہ وقت نان خوردن آثار جنون بر این طفل ظاہر می شود، حضرت رحمت عالمیان مبارک دست خود را بر سینہ بچہ فرو آورد



وآن بچہ تے گردو بلائے بہ شکل جڑوے از شکم بچہ برآمد و مرض زائل شد۔

وَكَلَّمَهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ مُلْتَمِسٌ غَرْفًا مِنَ الْبَحْرِ أَوْ رَشْفًا مِنَ الدَّيْمِ

**واقعہ مولوی محمد اسحاق و سید زاہد حسین** | مولوی محمد اسحاق در مدرسہ امداد الاسلام واقع صدر بازار، میرٹھ مدرس بود،

قبل از ولادت این عاجز بیعت شدہ بود۔ عیالش چند وقت مرضعہ عاجز بودہ و مولوی صاحب چند مدت حضرت برادر کلان را در خورد سالی سبق می داد۔

سید زاہد حسین از امر وہمہ بود او ہم اندران ایام داخل سلسلہ شدہ بود۔

این ہر دو افراد ساہا سال بہ خدمت حضرت ایشان حاضر می شدند و استفادہ می کردند سید زاہد حسین بعض مکاتیب حضرت ایشان را جمع کردہ بود۔ وقتے کہ آن مجموعہ را می خواند بہ آہ و فغان مصروف می گشت۔ در حلقہ شریفہ بر ہر دو افراد احوال از جہند طاری می شد کہ از ضبط ایشان خارج می بود لہذا در وجد آمدہ احیاناً می غلطیدند و احیاناً نعرہ زدہ بے خود می شدند۔

و معمول حضرت ایشان بود کہ بہ دوران قیام دہلی بہ شب دوازدهم ہر ماہ کتاب مبارک **سَعِيدُ الْبَيَانِ فِي مَوْلِدِ سَيِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** را می خوانند۔ در حصہ شمالی از دالان مسجد شریف پردہ آویختہ می شد تا حضرت والدہ ماجدہ و نسای صالحات استماع کنند و بہ جہت جنوب مخلصین پاک نہاد صف بہ صف مراقب می نشستند و از انوار نبوت و اسرار ولایت بقدر تحصیل خود ہر یک دامن مراد پر می کرد۔ درین مبارک و پاکیزہ محفل غیر از مخلصین کسے شرکت نہ می توانست کرد۔ قاری فضل الرحمن پانی پتی از مخلصین پاک نہاد بود۔ تلاوت شریفہ بہ وجہ خوب می کرد۔ درین مبارک محفل قدرے از کلام الہی تلاوت می کرد و کسے از مخلصین نعت مبارک ہم می خواند۔ درین مبارک محفل بعض افراد از میرٹھ، پانی پت، سرسہ، ہانسی، ریوڑی می آمدند۔ روزے بعض پاک نہاد افراد عرض کردند کہ اگر برائے عوام اجازت شود و ایشان نیز احوال مبارک بشنوند، بہتر باشد حضرت ایشان فرمودند کہ شب دوازدهم ماہ مبارک میلاد برائے عوام اجازت است کہ بیایند و احوال مبارک بشنوند۔ و از اس پس محفل مبارک میلاد بہ صورت عمومی انعقاد یافت۔ و بعد از قیام میرٹھ کہ در ۱۳۲۹ھ بودہ حضرت ایشان در تریپلین این مبارک محفل سعیتہا فرمودند۔ مولوی محمد اسحاق و سید زاہد حسین برائے اشتراک حاضر شدند، چون ترتیبات زیب و زینت و آرایش را ملاحظہ کردند در دل ایشان شکوک و شبہات پیدا شدند و ہمان دم ملاقات نا کردہ باز گشتند، حضرت ایشان را بر احوال ایشان آگاہی شد و در بان را فرمودند۔

برائے ایشان اجازت نیست کہ در خانقاہ شریف داخل شوند۔ مولوی صاحب و سید زاہد حسین در عرصہ دو سال چند بار حاضر شدند لیکن اجازت دخول نہ یافتند۔ حضرت ایشان نہ این دو افراد را از خانقاہ شریف بدر کردند بلکہ نسبت شریفیہ را نیز از ایشان سلب کردند۔ آخر الامر ایشان بہ جائے دیگر رفتند و بیعت شدند۔ چند سال بعد ملاقات ہر دو افراد با قاری ولی محمد میرٹھی شد۔ قاری صاحب بہ ایشان گفتند: وچہ خوب گفتند۔ من این قدر می دانم کہ سالہا سال شما ہر دو بہ خدمت حضرت صاحب حاضر می شدید و بر شمایان ظہور کیفیتاً می شد۔ در حلقہ شریفیہ گاہے نعرہ می زدید، گاہے درود جدی آمید۔ پروردگار شمایان را نعمت عطا کردہ بود۔ شمایان از ان نعمت روگشتانہ بہ جائے دیگر رفتید۔ حالاً در شمایان از کیفیات سابقہ نامے و نشانے نہ مانده۔ اگر کیفیات سابقہ از راستی بودہ۔ شمایان کفران نعمت کردہ اید، و اگر از تصنیع بودہ۔ شمایان مستحق نعمت الہی نہ بودہ اید۔ بہ ہر حال ہر چہ بہ شمایان رسیدہ، سزائے اعمال شمایان است۔“

در اوایل ۱۳۶۶ھ جناب مولوی محمد اسحاق بہ خانقاہ شریف دوسہ بار آمدند۔ این آمد ایشان بعد از سی و پنج سال بود۔ با حضرت برادر کلان و با این عاجز ملاقات کردند۔ بحرمان نصیبی خود متأسف و شک ریز بودند۔ از کلام ایشان پُر ظاہر بود کہ در جائے دیگر ایشان را ہیچ نصیب نہ شد۔ نوبت آخر چون برائے ملاقات آمدند۔ عند المراجعت دست عاجز گرفتہ تا بہ محضر شریف آمدند و آن جا بے اختیار شدہ بہ جانب تزار پُر انوار اشارہ کردہ گفتند: ”من بہ ہمان رنگ یک ادنی غلام حضور مبارک کہ اول بودم۔“ و یک نعرہ زدہ مصروف گریہ و بکاشند۔ غَفَرَ اللهُ لَهُ وَرَحِمَهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

**واقعہ ملا احمد خان** | روزے حضرت ایشان در کوٹہ بیرون خانہ برکسی ہندی جلوہ افروز بودند۔ جماعت کثیرہ از مخلصین افغانستان حضرت ایشان را مخاطب بود۔ و بیشتر از انہا علماء بودند کہ کم از چہل تن نہ بودہ باشند۔ طبیعت حضرت ایشان بسیار شاد و چہرہ مبارک مثل گل شکفتہ بود۔ از نوعی اتفاق ذکر افغانستان و اہالی آن دیار در میان آمد، حاجی ملا احمد خان مٹھیل عرض کرد، در افغانستان از میراث چیزے نہ می دہند و اگر نہ را شوہر ش بمیرد از اقربائے زوج جبراً بایک نکاح می کنند۔ از استماع این سخن حضرت ایشان متالم شدند و بعد از چند دقیقہ بہ قیام گاہ خود تشریف بردند۔ جماعت علماء بہ ملا احمد خان گفت۔ چہ مبارک بود کہ آن را در ہم زدی۔ چہ این ذکر را در میان آوردی۔ ہنوز مکالمہ علماء جاری بود کہ حضرت ایشان برہنہ سر برہنہ پا بہ صورت استعجال از خانہ برآمدند و فرمودند: ”کسے را کہ کلام احمد ناگوار خاطر گزشتہ دوے می خواہد کہ خود را از دیال پاک کند پنج ضرب چوب برداشت کند۔“ این قول فرمودہ بہ خانہ تشریف بردند۔ ہر یکے از حاضرین طلبہ خود را برائے ضرب پیش کرد و خود را پاک کرد، غیر از یک ملا کہ دے بیار ظریف الطبع و خستہ رو بود۔

غالباً نامش ملا باز بود۔ وے برائے ضرب خود را پیش نہ کرد۔ رفقا ایش گفتند۔ جائے ظرافت نیست۔ باید کہ خود را برائے تطہیر پیش کنی، ملا صاحب حسب عادت خود بہ ظرافت مشغول شد و خود را برائے ضرب پیش نہ کرد۔ بعض علماء کہ در ان وقت موجود بودند خود را برائے ضرب پیش کردہ بودند بہ عاجز گفتند کہ بعد از چند روز میان اجازت گرفتہ بہ وطن مراجعت کردیم۔ آن ملائے ظریف رفیق میان بود۔ در راہ محسوس کردیم کہ در دماغ ملا صاحب فتویٰے راہ یافتہ۔ چون وے بہ خانہ خود رسید بہ مرض جنون مبتلا شد۔ چند وقت زندہ ماند و بالاخر در جنون وفات یافت۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَحِمَ تَجْمِيعَ اِخْوَانِهِ وَرَضِيَ عَنْهُمْ۔

**واقعہ محمد رفیع** شیخ محمد رفیع برادر خورد حاجی محمد اسماعیل از قدمائے مخلصین بود۔ بار اول بہ حج رفت و با مولانا سید حبیب الرحمن ردو لوی ملاقات کرد۔ حضرت مولانا استاد مشفق حضرت ایشان بودند محمد رفیع بہ عاجز بیان می کرد۔ چون برائے ملاقات بہ جائے حضرت مولانا رسیدم بہ خادم گفتم کہ برائے ملاقات آمدہ ام۔ خادم خبر رساند اما اجازت حضوری نہ یافتم۔ روز دوم باز رفتم و بہ خادم گفتم کہ عرض کند از دہلی آمدہ ام از غلامان حضرت شاہ ابوالخیرم و سلام ایشان آوردہ ام۔ چون این پیام بہ ایشان رسید طلبم نمودند و از احوال حضرت مرشدم استفسار کردند برائے حضرت ایشان سلام دادہ فرمودند خود ایشان نہ می آیند و بہ دست مریدان سلام ارسال می کنند۔ شیخ محمد رفیع گفت من طبیعت و احوال حضرت مولانا را مشابہ طبیعت و احوال حضرت مرشدم یافتم۔ بہمان کیفیت جلالی و بہمان استغنا و بے پروائی۔

**مولانا حبیب الرحمن ردو لوی** حضرت مولانا از عشاق حضرت سردار کل کائنات بودند علیہ الصلوٰات والتحیات در ان ایام بہ جہت بدویان حجاز آمد و رفت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و تکریمًا ماہون و مصون نہ بود۔ مردم بہ صورت و تافلہ می رفتند و جماعتی از محافظین با قافلہ می بود لیکن حضرت مولانا ازین قیودات آزاد بود۔ ہر گاہ داعیہ شوق حضرت ایشان را بے قراری کرد۔ پا پیادہ و تنہا بہ طایبہ طیبہ روان می شدند۔ چون نظر اہل باد یہ بر حضرت ایشان می افتاد می گفتند۔ "ہذا اولی اللہ"۔ حضرت مولانا می فرمایند۔

الْاَلِیْتِ شِعْرِيْ كَيْفَ يَصْحُوْ فَوَا د  
وَسَدَّ رِحَالُ الزَّائِرِيْنَ لِيَوْمِ  
تَالَتْ بَرْقٌ مِنْ حَمِيٍّ مَنْ هَوَيْتُمْ  
فَلَمْ يُبْقِيْ لِيْ قَلْبًا فَكَيْفَ التَّسَامُ  
وَمَعْدِرَةٌ مِّنِّيْ اِلَى مَنْ يَلُوْ مَنِيْ  
اِذْ اطَارَتِيْ شَوْقِيْ لِاَرْضِ سَعَامِ  
اَتَحْسِبُ اَنَّ الصَّبَّ يَسْتَامِرُ لِحَمِيٍّ  
وَقَدْ قَادَهُ دَاخِعٌ وَاَطْرَبَ حَا د

وَهَلْ يَسْتَجِيرُ الْمَرْءُ عِنْدَ اِرْتِحَالِهِ إِلَى خَيْرِ خَلْقِ اللَّهِ زَيْنَ الْعِبَادِ  
كُنِيَ شَرَفًا إِنِّي أَلُوذُ بِحَضْرَتِهِ مُقَدَّسَةِ الْأَعْتَابِ ذَاتِ عِمَادِ  
هِيَ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى لِمَنْ ضَاقَ ذَرْعُهُ هِيَ السَّنْدُ الْأَوْفَى عَلَيْهَا اعْتِمَادُ

**بقیہ از احوال محمد رفیع** | شیخ محمد رفیع بار دیگر بہ حرمین شریفین زادہا اللہ شرفاً و تکریمًا و  
مہابۃً رفت و ازان جا قدرے با غرور طاعت بازگشت، چون پست

خبر جہان رسید و در بان اطلاع کرد حضرت ایشان فرمودند: "چہ غرور داری کہ یک حج کردی و باز دیگر و بر ما چہ احسان می نہی؟" وقتے کہ حضرت ایشان بہ توسط دربان این پیام بہ محمد رفیع فرستادند مولوی سراج الدین ساکن پھانگ مفتی والان علاقہ تراہا بہرام قان۔ دہلی حاضر بود مولوی صاحب مرد پیر و ضعیف و نیک بودند عرض کردند حضور انور برایش دعا فرمایند مولوی صاحب بہ نوعی از عاجزی این التماس کردند کہ تہ حضرت ایشان مُبَدَّل بہ لطف و مہربانی شد و بہ مولوی صاحب فرمودند: "آن چہ ما می کنیم برائے مخلصین غیر از دعا چیزے نیست؟" وقتے کہ حضرت ایشان این کلام فرمودند اثرے بر مخلصین شد و صدائے "اللہ" و "ہائے ہو" برخاست در ذکر "صرفہ گویان" عاجز حدیث صحیحین را نقل کردہ۔ آن را ملاحظہ باید کرد تا معلوم گردد ہر چہ مرشدِ کامل می کند برائے بہبودی می کند۔ شیخ سعدی چہ خوش گفته رحمتہ اللہ۔

پادشاہے پسر بہ مکتبہ اد لوح سیمینش در کنار نہاد

بر سر لوح بدنبشتہ بہ زر جور استاد بہ زہر پدیر

**خلاصۃ القول** | معاملہ حضرت ایشان با مخلصین خالصانہ بود۔ طالب حق را بہ ذکر شریف مشغول

می کردند، وسیعہا می فرمودند کہ ساحت سینہ وے از اخلاق سینہ پاک و صاف گرد و از دولت حضور و آگاہی حظے برداشتہ از زمرہ "رَبِّ تَالِیْ یَتْلُو الْقُرْآنَ وَالْقُرْآنُ یَلْعَنُهُ" برآمدہ داخل جماعت "أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِکْرِ اللَّهِ" گردد ازین جا است کہ حضرت ایشان طالب حق را در او اہل احوال بہ آورد و وظائف و نوافل مشغول نمی کردند و می فرمودند کہ بیست و پنج ہزار بار ذکر شریف کردن برایش از اشتغال بہ آورد و وظائف بہ درجہا بہتر است۔ چہ این ذکر شریف وے را بہ درجہ احسان "أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ" (المحدیث) می رساند و تا وقتے کہ طالب بہ درجہ حضور آگاہی و بہ فنائے قلب نہ می رسید بہ لطائف دیگر و بہ مراقبات مشغولش نہ می کردند و نئے این دو شعر خوانندند۔

دل گفت مرا علم لدنی ہوس است      تعلیم کن اگر ترا دست رس است  
گفتم کہ اَلِفْ گفتم دگر، گفتم بیچ      درخانہ اگر کس است یک حرف بس است

بعض پاک روش و سادہ منش افراد را بہ ظاہر در لطیفہ قلب مصروف می داشتند و بہ باطن ازد و لست سلطان الاذکار دامن مراد ایشان را پرمی کردند و از ریشہ ریشہ آن ہا و از بن ہر یک موئے ایشان صدائے اللہ بر می خاست۔ حضرت ایشان بر شجرہ مبارکہ احیاناً احوال سیر سلوک می نوشتند این عاجز بر شجرہ غلام اکبر ولد محمد ایاز انجیل بلیزی دیدہ بود کہ ایشان بہ ولایت کبری رسیدہ حنظلہا برداشته اند۔ مولوی سید جعفر علی چند سال در دہلی از حضرت ایشان اخذ فیوض و برکات کرد و بعد از وصال حضرت ایشان بہ خدمت شیخ دیگر رسید۔ بعد از چند سال با فقیر ملاقات کرد۔ بعد آن نال الخلاقۃ و لیس الخرقۃ۔ می گفت "فیوضاتے کہ از حضرت ایشان قدس سرہ دریافتہ بودم، وہ منازلے کہ بہ تو جہات حضرت ایشان رسیدہ بودم، ازان بیشتر ہیچ نہ یافتہ ام، البتہ نامہائے مقامات از شیخ جدید معلوم شدہ" عاجز گوید نسبتہ کہ در خدمت حضرت ایشان حاصل کردہ بود در خدمت مرشد ثانی صفائے آن را از دست در داده بود۔ حکیم فرید احمد عباسی مرید از شیخ بہار الدین امر و جوہی بود و دو سال بہ دوران قیام دہلی بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ عجب جلا و صفا پیدا کرد و فی ما بعد بہ حفاظت آن پرداخت۔

کُلُّ مُتَسَدِّرٍ لِمَا خَلِقَ۔ رَحِمَهُمَا اللَّهُ وَرَضِيَ عَنْهُمَا۔

**اجازت و خلافت** چون طالب حق بہ دائرہ ولایت کبری می رسید و بہ مراقبہ اقربت و مراقبہ محبت مشغول می گشت حضرت ایشان ویرا اجازت طریقت می دادند۔ روزے حضرت

ایشان فرمودند ولایت کبری ولایت حضرت انبیاء علیہم السلام است۔ وقتے کہ حضرت انبیاء علیہم السلام بہ این مقام می رسیدند نبوت ایشان ظاہر می شد و بہ مقام ارشاد فائز می شدند البتہ کسانے راکہ از دولت علم بالکلیہ بہ بہرہ می بودند اجازت نہ می دادند عبد اللہ کا کثر از ثوب، صاحب نسبت و از اہل فنار و بقتا بود۔ در کوٹہ بہ خدمت حضرت ایشان می رسید عجب درد و سوز و عشق و محبت داشت۔ اگر در حضور حضرت ایشان می رسید تاب دیدنی آورده مصروف آہ و بکا می شد۔ و اگر در پس دیواری بود از درد فراق زار و قطاری گریست نئے تاب دیدش بود و نئے تاب وصال۔ روزے عاجز در خدمت حضرت ایشان حاضر شد۔ و عبد اللہ در آن وقت بیرون قیام گاہ حضرت ایشان بر شارع مصروف آہ و بکا بود حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند "زید عبد اللہ قابل این امر است کہ بہ وے اجازت داده شود، چون کہ از علم بالکلیہ عاقل است ازین جہت ویرا اجازت نہ داده ایم" شخصے پاک دل از پنجاب بہ خدمت اقدس حاضر شدہ داخل سلسلہ مبارکہ گشت۔ وے عرض کرد من بہ دیہات می روم و بندگان خدا را و عطا و پند می کنم۔ اگر اجازت حضور مبارک باشد ایشان را داخل سلسلہ کنم حضرت ایشان فرمودند شمار سلسلہ شریفہ داخل شدہ دیدہ منور از کمالات سلسلہ چیزے نہ دریافتہ اید۔

البتہ ما شنیدہ ایم کہ در پنجاب از دست جاہل پیران خلق خدا از راہ صواب دور افتادہ و فسق و فجور مبتلائی شوند  
لہذا ما شمارا اجازت تبلیغ اسلام می دہیم کہ شما بندگان خدا را بر اتباع احکام شرعیہ و اجتناب از محرمات ،  
بیعت کنید و از طرف ما وظیفہ لطیفہ قلبی تعلیم کنید تا کہ از تشریہ پیران جاہل محفوظ مانند۔

منشی حسین علی از مخلصین اولین و از خادمان خصوصی بود۔ در تعمیر خانقاہ شریف و محجر مبارک تسبیح خانہ  
و حرم سرائے جدید و در ترتیب کتب خانہ خدمات شائستہ بہ جا آورده بہ عاجزی گفت کہ در او اہل ایام و نئے  
در حلقہ شریفہ حاضر بودم کہ در بان عرض کرد۔ شخصہ کوہی برائے بیعت حاضر شدہ (نام مسکن آن شخص از یاد منشی  
حسین علی رفتہ بود لہذا تعبیر بہ مرد کوہی کرد) حضرت ایشان دیر اطلب فرمودند۔ و ما دیدیم کہ وہ جوانی بود۔ و رویہ  
رؤئے حضرت ایشان نشست۔ حضرت ایشان دیر بیعت کردہ تلقین ذکر شریف کردند و ساعتی متوجہ ہوئے  
شدند باز در بان را فرمودند از خانہ یک کلاہ و دستار بیار چون کلاہ و دستار رسید بہ دست مبارک خود کلاہ  
بر روی نہادہ دستار بستند و فرمودند ما شمارا اجازت می دہیم ہر کہرا خواهید داخل سلسلہ کنید منشی حسین علی بعد  
از بیان کردن این واقعہ گفت۔ مایان کہ در حلقہ شریفہ حاضر بودیم۔ بدلی خود گفتیم۔ سالہا است کہ حاضر می  
شویم و بہ سعادت اجازت نہ رسیدیم و این جوان آمد و بیعت شد و خلافت یافت و بہ خانہ خود برگشت۔  
حضرت ایشان خیال مایان را دریافتہ فرمودند، شمایان این گونه خیال نہ کنید۔ این شخص چراغ را درست کردہ،  
بازیت و قلیہ آورد۔ کار ما صرف این قدر بود کہ گوگرد زردہ چراغش را روشن کنیم۔ منشی حسین علی گفت بعد از  
چند روز این خبر رسید کہ آن جوان رحلت کرد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ رَحِمَہُ اللّٰہ۔

خلق از حضرت ایشان تا بہ نہایات الوصال رسیدہ جہانے را مستفیض و مستفیض کردہ اند۔ از این  
جماعت صاف کیشان بیان آن افراد کہ بہ علم عاجز رسیدہ است و رخا تمہ خواهد آمد۔ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ وَاَجْمَعِہُمُ  
وَرَضِیَ عَنْہُمْ وَاَعْتَمَہُمْ۔

**مَحْفَلِ مَبَارَکِ مِیْلَادِ شَرِیْفِ** در رگ و پئے حضرت ایشان عشق نبوی سرایت کردہ بود  
غالباً واقعہ سال سی و ہشت بعد از ایام سیزدہم است کہ  
کہ در عشرہ اولی از ماہ میلاد سید امجد علی شاہ از میرٹھہ باریقیہ برائے زیارت حاضر شدہ آن وقت حضرت  
ایشان در قیام گاہ خود تشریف فرما بودند عاجزان ہر دو افراد را بہ خدمت شریف رسانید۔ بہ دوران گفتگو  
حضرت ایشان فرمودند۔ از اوّل روز این ماہ مبارک بہ نوعی نزول انوار و برکات می شود کہ ما را از خود  
ما بے خبر می گردانند۔ در سال ہزار و سہ صد و بیست و نہ قیام حضرت ایشان چند ماہ در  
میرٹھہ بود۔ آن جا حضرت ایشان را معلوم شد کہ بعض افراد از علمائے ہند مسدک و ہابئہ نجدیہ را اختیار کردہ

انعقادِ محفلِ میلادِ شریفِ اودران مبارک محفلِ عندِ ذکرِ الوِلاَدَةِ الشَّرِيفَةِ قیامِ تعظیمی را با مراسمِ مشرکین ہند تشبیہ دادہ مکروہ تحریمی می گویند از استماعِ این کلام حضرت ایشان بسیار افسردہ خاطر و متالم شدند و قصد فرمودند کہ در زیب و زینتِ این پاک محفلِ سعیا نخواہند نمود چنانچہ حضرت ایشان بہ نوعِ انعقادِ این مبارک محفلِ کردند کہ خلق بہ حیرت بماند۔ در صحنِ مسجدِ شریفِ و در صحنی کہ متصل بہ مسجدِ شریفِ است بہ فاصلہٴ یک و نیم گز انگلیزی عمود ہائے چوبی استادہ می کردند و بر سر این عمود ہا شبکہٴ محکم از عمود ہا ساختہ می شد و بالائے شبکہٴ شامیانہ ہائے منقش و مزین می بود و مابین ہر دو عمود مجموعہٴ مشعلہائے بلوری کہ آن را بے رد و جھار گویند می آویختند و عمود ہا را بہ جامہ می پوشانیدند۔ یک عمود را بہ جامہٴ سرخ و دیگرے را بہ جامہٴ سبز و بر جامہٴ "فتیہ" زری می پیچیدند۔ بر جامہٴ سرخ قتیہٴ نقری و بر جامہٴ سبز قتیہٴ ذہبی و در دیوارِ خانقاہِ شریف و مسجدِ شریف بہ گلہا و اوراقِ اشجارِ مزین می کردند و بر دروازہٴ خانقاہِ شریف یک دروازہٴ بسیار خوش رنگ و خوش نما از گلہا و برگہا استادہ می کردند و دروازہٴ دیگر بر چوکِ حنبلی قبری بود۔ و از ان دروازہ تا دروازہٴ خانقاہِ شریف بر تمامِ راہ کہ بہ اندازہٴ دو صد گز باشد شبکہٴ گلہا و برگہا می بود۔

منشی حسین علی، حافظ غلام محمد باغ والا، شیخ شہاب الدین تاجر گلہا و پسرانش عبدالغفور و شمس الدین، شیخ محمد رفیع تاجر ظروف چینی، شیخ عبدالحق اپن، حافظ عبدالحکیم سوداگر حفت، حکیم محمد شفیع معالج چشم، شیخ نور الہی صندوق والا، مولوی بخش اللہ، مولوی بدرالاسلام، حافظ منیر الدین، حافظ محمد سلطان، شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم، حافظ محمد اسحاق مشہور بہ رانی کھیت والا و باز پسرش شیخ محمد الیاس رانی کھیت والا مستری عبدالرحیم، این ہمہ از شہر دہلی۔ حافظ حفیظ الدین، حافظ اشفاق الہی از میرٹھ، چودھری مولاداد خان از خورجہ، شیخ غلام احمد از ہانسی، انتظام این مبارک محفل می کردند این ہا کیشان و پاک منشان از جان و دل مصروف این کاری بودند۔ در مشکات از صحیحین نقل است کہ سردارِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ: لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتَّىٰ أَکُونَ أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ وَالِدِہِ وَوَالِدِہِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِیْنَ۔ عاجز یقین دارم کہ این پاک نہاد افراد از کامل الایمان بودہ اند و از ایشان ہر یک عاشقِ سردارِ دو جہاں بودہ۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِمَا أَجْمَعِیْنَ۔

معمول حضرت ایشان بود کہ در منتصفِ ذکرِ شریفِ وقفہ می کردند و آن گاہ تمام حاضرین حاضران را کہ بہ اندازہٴ چہار ہزار نفوس می بودند دو دو جامِ شیر جالے دادہ می شد برائے اناثِ جماعتی از صالحات مقرر بود تا ہمہ را تقسیم نمایند و چون ذکرِ شریفِ تمام می شد ہر فرد را از شیرینی دُولد دادہ می شد۔ این شیرینی بہ مقدار دوازده منِ انگلیزی در روز پیشتر در خانقاہِ شریف بہ اہتمامِ حاجی شہاب الدین و فرزندانش

تیار کرده می شد و معمول بود چون برائے عرضِ صلاۃ و سلام عند ذکر الولاۃ المبارکہ قیام کرده می شد عطرِ نفیس بر تمام حاضرین و حضرات مالیده می شد و در تمام خانقاہ شریف از عرق پاشہا عرق پاشی کرده می شد و از بخورِ عود و لوبان تمام فضا معطر می شد و معمول حضرت ایشان بود کہ بہ صبح آن مبارک شب بہ چہار صد یا پنج صد نفر طعامِ نفیس و عالی می دادند۔ گاہے قورمہ و نان سُرخ روغنی کہ آن را شیر مال گویند و شیر برنج و احیاناً بریانی و زردہ (یعنی پلاؤ ہندی و برنج شیرین با چیزے از میوہ خشک)۔

عاجز بیان آن ذکر مبارک می کند کہ روزِ پنجشنبہ تمام کرده بہ شب **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** جمعہ دوازدهم ماہ مبارک ربیع النور ۱۳۳۱ھ بودہ و بعد از آن

پانزدہ اسابیح حضرت ایشان ازین جہان رحلت فرمودہ اند۔ بہ اعتبار ماہ شمسی دوم ماہ نومبر و یازدهم ماہ عقرب بود۔ وہ آن شب چون بین العشائین از مستشفی تشریف آوردند بہ کار پردازان خطاب کردہ گفتند "موسم ہنوز بہ اعتدال نہ رسیدہ است۔ اگر حیات باقی ماند سال آئندہ تحویل ماہ کردہ خواهد شد" بیان ماہ نہ کردند کہ این احتفال در کدام ماہ خواهد بود مخلصین برائے حضرت ایشان بہ جہت جنوب صحیح مسجد شریف بہ قرب محراب مبارک نشستگاہ مرتفع ترتیب دادہ بودند۔ ارتفاعش بیشتر از یک گز انجلیزی بودہ۔ نماز عشاء خواندہ بعد از ساعت نہ حضرت ایشان برائے بیان ذکر مبارک بر نشستگاہ تشریف فرما شدند۔ خانقاہ شریف از شائقین پر بود۔ اولاً حضرت ایشان بہ سُوئے چراغان و زیب و زینت نظر کردند و خوش وقت شدند و باز بر از دہام مخلوق نظرے کردہ فرمودند۔ خاموش شوید و ذکر مبارک محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را بشنوید۔ مخلصان با وفا و مردان با صفا و بانسبت تحت شریف را مخاطب بودند۔ ماہر سہ برادر بہ جہت غرب بودیم۔ وقتیکہ حضرت ایشان برائے خاموش شدن امر کردند بہ عجب نوع خاموشی سرایت کرد کہ آوازے از کسے شنیدہ نہ می شد۔ روئے حضرت ایشان بہ جہت شمال بود و نشست دوزانو بہ ہیئت تعدہ نماز۔ چند دقیقہ بہ کمال عاجزی سر مبارک را فرو آوردہ و چشم بہتہ خاموش نشستند۔ و باز بہ آواز بلند بسم اللہ الرحمن الرحیم خواندہ بہ قرأت دُرود مبارک کبریتِ انحر شروع کردند کہ از لسان عرب بہرہ دارد و از لذتِ صلواتِ طیبات حظ برداشته است، بعد از صلواتِ ماثرہ ہیچ صلوات را بر صلوات کبریتِ احمر ترجیح نہ خواهد داد۔ از اول تا آخر این درود شریف را بہ کمال خضوع و خشوع خواندند بہ اندازہ نصف ساعت در قرأت درود شریف مشغول بودند حضرت ایشان جسم اور و روحا و قلبا و خیالا متوجہ بہ بارگاہ نبوی علی صاحبہ اکمل الصلوات و الطیب التَّحِيَّاتِ بودند۔ سوز درون از راہ چشمان بہ شکل اشک ظاہر و بر اصحابِ قلوب، کیفیات۔ کَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ طاری بود



برایشان بار بار انکشاف می شد که حضرت ایشان این هدیه صلاوة و سلام در خدمت سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیش می کنند و آن رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از راه بنده نوازی و غلام پروری قبول می فرمایند و بر حضرت ایشان الطاف و عنایات می کنند مولوی عبدالعزیز کھلنوی بنگالی که از خلص یاران و اہل نسبت و ارباب کشف و اصحاب ارشاد بوده بہ جہت مواجہہ نشسته بود۔ بار بار بہ جذب آمدہ و بچہ اختیاء شدہ جنت می زد و دست خود را جانب حضرت ایشان بلند کردہ از روی درد و سوز و جذبہ بہ آواز بلند می گفت ” بگریہ بگریہ کہ رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما شدہ اند و بر حضرت ما بہ قسم شفقت می فرمایند و این گفته ہر دو دست خود را بر سینه خود بہ شدت می پیچیدند و زار زار می گریستند۔ و بعض دیگر اہل نسبت در و جد آمدہ همچون ماہی بے آب می غلطیدند، از باب ضبط اگر چه حرکت نہ می کردند اما بے اختیار از زبان ایشان لفظ مبارک ” اللہ “ می برآمد۔ بعض افراد بے ہوش شدہ می افتیدند و کسانی کہ از امور باطن و اسرارِ نہانی و سوزِ نہانی آگاہ نہ بودند روتے مبارک حضرت ایشان را می نگرستند و بار بار سبحان اللہ بر زبان ایشان جاری می شد۔ ایشان بر روی انور حضرت ایشان عیاناً انوار و تجلیات می دیدند۔ بعد از خواندن درود شریف، بیان ولادت مبارک از روی کتاب سعید البیان کردند چون بیان ولادت شریف شدہ برخاستند و تمام حاضرین و حضرات ہم استادہ شدند و دست بستہ عرض صلاوة و سلام کردند حضرت ایشان در قیام این اشعار خواندند۔

وَلِدَ الْحَبِيبِ وَحَدُّهُ يَتَوَرَّدُ	وَلِدَ الْحَبِيبِ وَمِثْلُهُ لَا يُوَلَّدُ
وَالنُّورِ مِنْ وَجَنَاتِهِ يَتَوَقَّدُ	وَلِدَ الْحَبِيبِ مُطَهَّرًا وَمُكَلَّلًا
كَلَامًا وَلَا ذِكْرًا الْحَمْدِ وَالْمَعْبَدُ	وَلِدَ الَّذِي لَوْلَاهُ مَا ذَكَرَ التَّقَى
كَلَامًا وَلَا كَانَ الْمُحَصَّبُ يُقْصَدُ	هَذَا الَّذِي لَوْلَاهُ مَا ذَكَرَ الْقَبَا
وَالْحِذُّ عُحَقًا قَالَ أَنْتَ مُحَمَّدُ	هَذَا الَّذِي جَاءَتْ إِلَيْهِ عَزَالَةٌ
هَذَا اخْتِتامُ الْأَنْبِيَاءِ وَسَيِّدُ	هَذَا إِمَامُ الْمُرْسَلِينَ حَقِيقَةٌ
وَنَفَائِسُ فَنَظِيرَةٌ لَا يُوجَدُ	هَذَا الَّذِي خُلِعَتْ عَلَيْهِ مَلَابِسُ
هَذَا مَدِيحُ الْكَوْنِ هَذَا أَحْمَدُ	جِبْرِيلُ نَادَى فِي مَنْصَبَةِ حُسَيْنِ
هَذَا هُوَ الْحُسْنُ الْجَمِيلُ الْمَفْرَدُ	يَا عَاشِقِينَ تَوَلَّهُوا فِي حُبِّهِ
فِي مَاضِي هَذَا حَدِيثٌ مُسْنَدُ	لَمْ يَأْتِ فِي أَوْلَادِ آدَمَ مِثْلُهُ
وَلِدَ الْحَبِيبِ وَمِثْلُهُ لَا يُوَلَّدُ	قَالَتْ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ بِأَسْرِهِمْ

صَلُّوا عَلَيْهِ بُكُورَةً وَعَشِيَّةً أَلْفَ الصَّلَاةِ مَعَ السَّلَامِ وَأَزِيدُ  
 چون حضرت ایشان قیام کردند بعضی از مخلصین به عرق پاشی و بعضی به مالیدن عطر مصروف  
 شدند، حافظ عبدالحکیم دہلوی به شوق و محبت و ادب بر جسم مبارک ایشان عطر مالید و بزبانش صلوات و  
 سلام جاری بود۔ باز نزد برادران آمد و عطر مالید و باز نزد دیگران رفت، حضرت ایشان بعد از خواندن  
 اشعار بر جائے خود نشستند و به اندازہ یک ساعت بیان ذکر شریف کردند و باز وقفہ نمودند۔ و مخلصین  
 بقسیم چائے مصروف شدند و بعضی افراد نعت مبارک خواندند۔ حضرت ایشان نیز درین وقت چائے نوش  
 فرمودند۔ تقریباً یک ساعت این وقفہ بود۔ قاری فضل الرحمن و بابوشیر محمد تلاوت قرآن مجید کردند۔ بابوشیر محمد  
 فن تجوید رامی دانست و بسیار خوب تلاوت می کرد۔ حضرت ایشان خوش می شدند۔ از میرٹھ قاری ولی محمد درین  
 مبارک شب می آمدند۔ حضرت ایشان فرمودند: "قاری ما کجا است؟" چنانچہ قاری صاحب یک رکوع  
 به قرأت یکے از ائمہ سبعہ خواندند۔ سبحان اللہ چه قرأت بود و چه اثر داشت۔ اگرچہ بعد از ارتحال حضرت  
 ایشان چند بار قاری صاحب آمدند و تلاوت کردند، اما نہ آن اثر یافته شد و نہ آن کیفیت۔ حضرات مشائخ  
 قَدَسَ اللهُ أَسْرَارَهُمُ الْعَلِيَّةَ فرمودہ اند: "آب در جو بہ مددیار می رود"

الشیء بالشیء يذكر  
 منشی احمد حسین ساکن چھتہ لال میان دہلی در مسجد شریف محلہ خود مدرسہ  
 قرأت ساختند۔ بعد از چند وقت در خدمت حضرت ایشان عرض کردند

کہ بعض طالبان مدرسہ و استاد ایشان شوق زیارت دارند۔ حضرت ایشان اجازت دادند و یک شب  
 بعد العشاء الآخرہ منشی احمد حسین با طالبان و استاد ایشان حاضر شد۔ اول طالبان و بہ آخر استاد چیزے  
 تلاوت کرد و از حضرت ایشان کلمات تحسین شنیدند و دعوات مبارکہ گرفتہ رخصت شدند۔ منشی احمد حسین  
 بہ عاجز گفت کہ طالبان بہ استاد خود گفتند مایان را بہ وجہ خوب درس نہ می دہید، بہ نوعی کہ پیش حضرت صاحب  
 تلاوت فرمودید گاہے بہ پیش مایان نہ خواندید۔ استاد سوگند خورده گفت۔ بہ حضور حضرت ایشان چون برائے  
 تلاوت مبارکہ بسم اللہ خواندم برین حالتے طاری شد کہ مرا از خود ر بود، خودم نہ می دانم کہ بہ چه طور خواندم چون  
 از تلاوت فارغ شدم بہ احوال خود باز گشتم۔ مولائے روم قدس اللہ سرہ حقیقت را چہ خوب بیان کردہ۔  
 کین فغان این سرے ہم زان سراسست۔

رجوع بہ حدیث میلاد  
 بعد از دو رچائے تا ساعت دو از شب این مبارک محفل برپا بود، ساعتے  
 حضرت ایشان بیان فرمودند و باز حضرت برادر کلان را فرمودند تا کہ از  
 روئے کتب مبارک بیان ذکر شریف کنند چنان چہ حضرت برادر کلان بیان ذکر شریف کردند و حضرت ایشان



سویم افکن ز مرحمت نظرے  
یا رسول اللہ السلام علیک  
بہ سلام آدم جوا بم دہ  
بس بود جہا و احترام مرا  
گرنہ رفتم طریق طاعت تو  
رحم کن بر من و فقیر می من  
آدم زیر بارِ عصیان پست  
عفو فرما شہا گناہ مرا  
جلوہ می نما برائے خدا  
جانے دہ در حریم خویش مرا  
خدا در انتظارِ حمدِ مانیت  
خدا مدح آفرینِ مصطفیٰ بس  
مناجالتے اگر باید بیاں کرد  
محمد از تومی خواہم خدا را

باز کن بر رخ ز لطفِ درے  
انما الفوز والفلاح لَدَیک  
مرہے بر دلِ خسر ا بم نہ  
یک جواب از تو صد سلام مرا  
ہستم از عاصیانِ اُمت تو  
دست بکشا بہ دستگیری من  
افتم از پائے گرنہ گیری دست  
دم بہ دم دُور کن سیاہ مرا  
رحم فرما بہ مستمندِ گدا  
مرہے بخش سینہ ریش مرا  
محمد چشم بر راہِ شنا نیست  
محمد حامدِ حمدِ خدا بس  
بہ بیٹے ہم قناعت می توان کرد  
الہی از تو عشقِ مصطفیٰ را

بعد از اتمام ذکر شریف سرایا نیاز شدہ مبارک دست ہائے خود را برائے دعای برداشتند  
حاکم در جزر اول از مستدرک صفحہ ۵۳۵ روایت کردہ کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ۔  
”إِنَّ اللَّهَ لَيَسْتَعِينِي مِنَ الْعَبْدِ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ فَيَرُدَّهُمَا خَائِبَتَيْنِ۔“ دعائے حضرت ایشان  
بہ دعواتِ ماثورہ می بود۔ در تمام مدت ذکر شریف بہ کمال ادب و دوزانومی نشستند چوں از دعا فارغ  
می شدند پشت مبارک را بر مٹکا نہادہ پائے خود را دراز می کردند مخلصین پاک نہاد بہ انتظار این  
وقت مسعود می بودند و چند کس جسد مبارک ایشان را می مالیدند و فیض ہائے تازہ می برداشتند۔  
تقسیم کنندگان شیرینی برہر دو دروازہ با شیرینی می رسیدند۔ دروازہ غربی برائے ذکور و دروازہ شرقی  
برائے اناث می بود۔

بعض لطائف ذکر مبارک | این یک امر واقع است کہ بیچ مبارک محفل بہ این طور نہ بودہ  
است کہ دروے امرے ملتفت انظار نہ بودہ باشد۔ این جا عاجز  
آن واقعات را می نویسند کہ در این مبارک محفل بہ ظہور آمدہ۔ و قبل ازین کہ بیان واقعات کردہ شود، بیان

رسیدنِ صوتِ مبارک به جمیع حاضرین، می‌کند، که نزد عاجزان از لطائفِ عظیمه کراماتِ باهروه است۔

**رسیدنِ صوتِ مبارک به ہر یک** | خانقاہ شریف کابل از ذکر و انات پُر می‌شد بلکہ پیشینے

در روزہ بر شارعِ عام اجتماعِ شائقین می‌شد ہر یک ہمہ تن گوش می‌بود و بیانِ مبارک را بہ شوق و ذوق می‌شنید و برائے چند ساعت از امورِ ناکارہ و فانیہ و دنیویہ گیسٹہ با مورطیبہ و باقیہ اُخرویہ می‌پیوست۔ تا چار پنج سال قبل چند افراد در دہلی بہ حیات بودند کہ در آن محفلِ مبارک شریک شدہ بودند و از جلالت و برکتِ آن محفل بیان کردہ می‌گفتند عجب است کہ آوازِ مبارک ایشان بہ ہر یک می‌رسید حالانکہ حضرت ایشان را میانہ آواز بود و آلہ مکبر الصوت را در آن ایام رواج نہ بود۔ عاجز گوید فی الواقع این از کراماتِ حضرت ایشان بود۔ نسبتِ غلامی و عشق کہ بہ سردارِ کل کائنات داشتند صلی اللہ علیہ وسلم ایشان را بہ این کرامت سرفراز کردہ بود، در جلد دوم از طبقات ابن سعد بر صفحہ ۱۸۵ روایت کردہ۔ عن عبدالرحمن بن معاذ التیمی و کان من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ونحن فی منازلنا قال فطفق یعلمہم مناسکہم حتی یبلغ الجمار۔ یعنی عبدالرحمن بن معاذ تیمی کہ از حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم بودہ می‌گوید کہ ما بیان در منی بودیم کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ خواند و ما بیان را تعلیم احکام حج فرمود۔ برائے استماع خطبہ مبارکہ پروردگار گوشہائے ما بیان را بکشد، و ما بیان کہ در خیام و منازل خود بودیم خطبہ مبارکہ را می‌شنودیم۔ حضرت امام ربانی مجددِ اُلْفِ ثانی قدس اللہ سرہ جابہ جاد رکاتب مبارکہ خود می‌نویسند کہ در خوان دولت ضیافت کہ بیان زیادتیہا لازم است کہ اولش گویان نصیب خادمان بود و اولش گویان را بہ تبعیت و وراست شریک دولت خاصہ فرمایند۔ با کہ بیان کار ہادشوار نیست۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

**خطاب بہ عبید الرحمن خان** | عبید الرحمن خان فرزندِ صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن خان شروانی در ۱۳۳۵ھ از حضرت ایشان بیعت شدند۔ ہر سال در

محفلِ مبارک شریک می‌شدند۔ حضرت ایشان را بروے نظر عنایت بودہ۔ عبید الرحمن خان بہ قربِ تخت نشستہ ذکر شریف را استماع می‌کرد۔ حضرت ایشان بہ دورانِ ذکر شریف وے را خطاب کردہ و فرمودند۔ ”عبید الرحمن بنگر کہ چہ نزولِ انوار است۔ خوب بنگر کہ فی ما بعد این گونہ انوار نہ خواہی دید۔“ عبید الرحمن خان بفضل اللہ و احسانہ بہ حیات اندو بہ چشم پُر نم‌ودل بر بیان این واقعہ را بیان می‌کنند۔ سَلَّمَ اللہ تعالیٰ و حَفِظَهُ وَ دَقَّقَنِي وَ اَيَّاهُ لَمَّا يُحِبُّهُ وَ يَرْضَاهُ۔

**سید بشیر علی** | سید بشیر علی از گوالیار است۔ چند سال می شود کہ بہ خالقہ شریف آمدہ با فقیر ملاقات کرد و گفت... کہ من درین محفل مبارک شریک شدم سبحان اللہ چه با برکت محفل بود۔ بیچ محسوس نہ می شد کہ ساعات گزشتہ بلکہ در اختتام خواہش دن بود کاش این ذکر مبارک قدرے طول کشیدے چون حضرت ایشان از دعا فارغ شدند و سامعین بر لے دست بوسی ایشان بہ ادب پیش آمدند مرا نیز خواہش این سعادت پیدا شد چون راہ یافتم دست بوس شدم۔ و قلیکہ دست مبارک ایشان را بہ دست خود گرفتم حضرت ایشان یک بارگی بہ سویم نظر کردند و فرمودند تو سید ہستی، و باز امر فرمودند کہ در قرب ایشان بنشینم چون حضرت ایشان بر خاستند امر فرمودند تا مرا از شیرینی دو سہم دادہ شود۔ سید بشیر علی این واقعہ بیان کردہ گفت کہ بسیار جا ہارفتہ ام و با افراد کثیرہ ملاقات کردہ ام، کسے را بہ جز حضرت ایشان نہ یافتم کہ بہ مجرد یک نظر سیادت مراد ریافتہ باشد۔ حضرت ایشان از نسبت سیادت تکمیل من کردند۔ سید بشیر علی بعد از چہل سال این واقعہ بیان کرد و باز عقد گوہر غلطان با دعوات صادقہ نذر روح پر فتوح حضرت ایشان کردہ از عاجز مرخص شدند۔ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَالْحَقُّهٗ بِآبَائِهِ الْكَامِلِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ۔

**بیان مرد پیر** | در محلہ فراش خانہ دہلی یک مرد پیر قیام داشت و با عاجز راہ محبت و الفت می پے مود۔ دوسہ بار بہ این عاجز بیان کرد کہ چون حضرت ایشان قدس سرہ بیان دَلَسُوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی۔ کردند و فرمودند کہ چون این آیت شریفہ بر رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نازل شد، حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در بارگاہ بے نیاز جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَظَمَ نَوَالُہٗ عرض کردند۔ اگر از امت من فردے در دوزخ بماند من راضی نہ خواہم شد۔ از سماع این بیان مبارک عجب کیفیت بر من طاری شد و عجب احوال رونے داد کہ از بیانش زبانتبار است۔ ہر گاہ مرد پیر این بیان می کرد بے ساختہ می گریست و دعا ہا برائے حضرت ایشان می کرد۔ و بعد از ذکر این واقعہ گفت کہ من بہ مواظبت در حلقہ ترجمہ قرآن مجید از واعظ شیرین بیان مولانا احمد سعید دہلوی حاضر می شدم۔ روزے بہ جناب واعظ گفتم، جناب من این چه ماجرا است کہ من یک بار از حضرت شاہ صاحب بیان دَلَسُوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی۔ شنیدہ ام و بہ چہل سال گزشتہ کہ از علوات آن سر شام و از جناب شہاہ روز ترجمہ قرآن مجید می شنوم لیکن از آن کیفیت محروم مولانا احمد سعید کلام مرا شنیدہ گفتند کہ اے عزیز۔ تو کہ از ذکر می کنی و از کہ می گویی، کجا حضرت ایشان و کجا من بیان مولانا احمد سعید رحمہ اللہ در فصل سوم ان اشار اللہ خواہد آمد۔

**مولوی اشفاق الرحمن** | نزد خانقاہ شریف دہلی صوفی اسماعیل قیام داشت۔ مولوی اشفاق الرحمن ہمراہ صوفی در حقلہ مبارکہ شریک شد۔ دسے خلیفہ یک مولوی دیوبندی المسک مخالف احتفال میلاد شریف و عرس شریف بود۔ و اشفاق الرحمن صاحب ہم مخالف این اعمال حسنہ بود۔ دسے می گفت کہ من از اول تا آخر ذکر شریف شریک بودم۔ بیان حضرت ایشان بیچ ندرت نہ داشت ہمان بیان بود کہ اکثر و بیشتر از علمائے کرام آن را بیان می کنند۔ آمانہ می دانم کہ چہ بود کہ از اول ذکر شریف تا آخر بر من رقت طاری بود و درین مدت پیہم اشک از چشمان من جاری بود۔ وقتے کہ ایشان قیام کردند من ہم استادم۔ و بعد ازین وقتے کہ من نزد پیر خود رفتم این واقعہ و کیفیت را بیان کردم۔ گفتند کہ ایشان مغلوب الاحوال اند۔

**یک اہل حدیث** | جوانے از قوم پنجابیان دہلی کہ در صدر بازار قیام داشت و از جماعت غیر مقلدین بودہ برائے دریافت حقیقت آمد۔ این جماعت خود را اہل حدیث می نامد۔ آن جوان گفت: "ارادہ کردہ بودم کہ قدرے می نشینم و بازمی روم۔ اما وقتے کہ حضرت ایشان بہ خواندن درود کبریت احمر ابتدا کردند دم قرار گرفت و این قرار تا وقت اختتام ذکر شریف ماند، قیام ہم بہ سکون خاطر کردم"۔ این جوان سی سالہ در اختتام محفل مبارک بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد و شوق و اخلاص یک صدر و پیہ برائے مصارف این پاک محفل پیش کرد۔ حضرت ایشان آن رو پیہ را قبول کردہ بروے گفتند۔ در شکرانہ این نعمت عظمیٰ فردا کہ دعوت طعام است تو ہم بیا۔ چنانچہ آن جوان سعادت بہ روز دیگر آمد۔ از صحبت حضرت ایشان مستفید شد و بعد از طعام رخصت گرفتہ بہ خانہ رفت۔ نام این جوان از یاد عاجز رفتہ۔ رَحِمَةُ اللّٰهِ اَيَّاكَانَ۔

**مسئلہ میلاد و قیام** | حافظ محمد وزیر خان حافظ در محلہ دربیہ دہلی قیام داشت و سہ شاگرد حافظ غلام رسول ویران بود۔ با استاد خود در سال سیزدہ صد یا یک سال قبل یا بعد از حضرت ایشان بیعت شدہ بود چون در دہلی و ہا بیت را فروغ شد۔ حافظ مکتوبے بہ خدمت حضرت ایشان بہ کوٹہ ارسال کرد حضرت ایشان ببرد و جوابش نوشتند۔ عاجز مفہوم آن مکتوب گرامی می نویسید۔

**مکتوب مبارک** | بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ محمد وزیر خان را بعد از سلام علیک معلوم باد مکتوب در دیوان خود بر انعقاد محفل میلاد شریف ایراد گرفتہ: رئیس منکرین مولوی رشید احمد صاحب بہ دست خود تحریرے نوشتہ و مہر خود بر روی زدہ بہ من ارسال کردہ اند۔ می نویسند: مردم بر من الزام نہادہ اند کہ من

مولود شریف را مستحب نمی دانم، این گونه اختلافات در شهر شام در هر کوچه و گذر موجود است و میلاد شریف کردن ماهم مشهور است. در همین سال به شب دوازدهم ماه ربیع الاول مادر دہلی میلاد شریف خواندیم. مرزا عبدالحکیم بیگ مدرس و نسی نئے خان و نواب احسان الرحمن خان و صدر بانقر حاضر بودند مولوی عبدالشبحان که بامن ہم اخلاص دارد و بامنکرین مولد ہم، نیز حاضر بود و خواندن مولود ما را می داند و آن چه شام دریافت کرده اید از حاضرانستن پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در محفل مولود از خواندن درود تاج، پس از مولوی مشتاق احمد صاحب و دیگر علمائے شہر دریافت کنید۔

غیر مقلدین را کلان پیر حافظ ابن حجر عسقلانی و محدثین را کلان دست گیر حافظ جلال الدین سیوطی مولود شریف را مستحسن و بہتر و منکرش را بد قسمت و بے نصیب و بے ادب می نویسند حافظ جلال الدین سیوطی را یک رسالہ است کہ نام آن حَسْنُ الْمُقْصِدِ فِي عَمَلِ الْمَوْلِدِ است درین رسالہ از حافظ ابن حجر عسقلانی نقل کرده اند کہ انعقاد محفل مولود شریف بدعت حسنة است بمثل مدرسہ ساختن و کتاب تصنیف کردن عبارت کتاب را کہ بعربی است کاملًا نوشته بہ مولوی مشتاق احمد فرستاده ایم۔ و علامہ یوسف بن اسماعیل نہہانی در رسالہ "النظم البديع في مولد النبي الشفيح" گفته اند۔

وَاعْلَمَ بَانَ مَنْ أَحَبَّ أَحْمَدًا      لَا بُدَّ أَنْ يَهْوَى اسْمَهُ مُرَدَّدًا  
لِذَاكَ أَهْلُ الْعِلْمِ سَنُوا الْمَوْلِدَا      مِنْ بَعْدِهِ فَكَانَ أَمْرًا رَشَدًا

أَرْضَى الْوَرَى إِلَّا غَوَاةً نَجِدَ

ترجمہ این اشعار از عالم دریافت کنید در ترجمہ از عاجزہ بدان، ہر آن کس کہ با احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محبت دارد یقیناً وے نام آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را بار بار بر زبان خود خواهد آورد۔ از ہمین جا است کہ بعد از زمان آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل علم طریقہ مولود را رواج داده اند و انانین عمل تمام عالم مسرور و شادان است بجز سرکشان نجد۔

بقیہ المکتوب :- خلاصہ کلام ابن است کہ این عمل مبارک کہ خواندن مولود شریف می باشد نزد مایان مفتاح سعادت و دو جہان و مصباح ہدایت انس و جان است۔ غیر ازین آن چه از امور اختلافیہ اند از مولویان شہر خود دریافت کنید۔ این رقعہ بہ احتیاط نگاہ دارید۔ ان شبار اللہ تا یازدہم، دوازدهم شوال فصد سفر بہ دہلی داریم تحریر ہشتم رمضان المبارک، سہ شنبہ ۱۲۲۸ھ۔ حضرت ایشان ذکر تحریر مولوی رشید احمد کردہ اند عاجز آن تحریر را بلفظہ در رسالہ غیر المورودنی احتفال المولد و در کتاب مقامات خیر ص ۵۹ نقل کردہ است۔ تحریر ایشان بہ اردو است بجز ترجمہ آن را فارسی می نویسند۔



ترجمہ تحریر مولوی رشید احمد

ذکر میلادِ فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام مندوب و مستحب است  
اگر یہ روایات صحیحہ کردہ شود و امرے مکروہ و غیر مشروع منضم  
بہ آن نہ شود۔ این بیان را عاجز بارها به صراحت نوشته است و در کتاب برابین قاطعہ نیز به صراحت  
بیان جواز و ندب کرده شد۔ درین امر کسے را اعتراض نیست و ہرچہ از بحث و کلام است آن ہمہ در  
قیود زوائد است لا غیر۔ حساد را یا نظر نیست یا فہم عمل اساتذہ و مشائخ خود را ہم برین یافتہ ایم۔  
آن چہ اہل عناد بر بندہ و احباب بندہ اتہام انکار نفس ذکر مولد شریف کردہ اند آن محض افترا است  
فقط و اللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

مہر

عبارت ابن حجر

حضرت ایشان ذکر عبارت حسن المقصد فی احتفال المولد کردہ اند این عبارت  
را بہ مولانا عین القضاة حیدر آبادی و طناؤ لکھنوی مسکننا مؤلف کتاب  
نہایۃ الارشاد الی احتفال المیلاد (عربی) نیز تحریر کردہ ارسال فرمودہ بودند۔ اتماماً للفائدہ عاجز آن  
عبارت را نقل می کند تا معلوم گردد کہ حضرات ائمہ اعلام چہ می فرمایند و مدعیان علم الذین یصدق  
علیہم حفظت شیئاً و غابت عنک اشیاء چہ حال دارند۔ اللہم انی اعوذ بک من علم لا ینفع  
و قلب لا یخشع و نفس لا تشبع و دعاء لا یسمع۔ عبارت کتاب این است: "و قد سئل شیخ الاسلام  
حافظ العصر ابو الفضل احمد بن حجر عن عمل المولد فاجاب بما نصہ: اصل عمل المولد بدعت  
لم تنقل عن احد من السلف الصالحين من القرون الثلاثة ولكنها مع ذلك قد اشتملت علی  
محاسن و ضدھا فمن تخیر فی عملھا المحاسن و تجنب ضدھا کان یدع حسنہ و الا فلا۔  
قال۔ وقد ظہر لی تخیر مجہا علی اصل ثابت و هو ما ثبت فی الصحیحین من ان النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم قدم المدینة فوجد الیہود یصومون یوم عاشوراء فسألہم فقالوا ہو یوم اغرق اللہ  
فیہ فرعون و نجی موسی فنحن نصومہ شکر اللہ تعالیٰ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
فمن احق و اولی بموسى منکم فصامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و امر بصیامہ۔ فیستفاد  
منہ فعل الشکر للہ علی ما من بہ فی یوم معین من اسداء نعمة اودفع نعمة و یعاد ذلك فی نظیر  
ذلك الیوم من کل سنة و الشکر للہ یحصل بانواع العبادة کا السجود و الصیام و الصدقة  
و التلاوة و امی نعمة اعظم من النعمة ببر و زهد اللہ تعالیٰ فی الرحمة و ذلك الیوم و علی هذا  
فتنبی ان یخیر الیوم بعینہ حتی یطابق قصة موسی فی یوم عاشوراء و من لم یلاحظ ذلك  
لا ینالی بعمل المولد فی ای یوم من الشهر بل توسع قوم فنقلوه الی یوم من السنة و فیہ فایہ

فَهَذَا مَا يَتَعَلَّقُ بِأَصْلِ عَمَلِهِ وَأَمَّا يَعْمَلُ فِيهِ فَيَتَّبِعِي أَنْ يُقْتَصِرَ فِيهِ عَلَى مَا يُفْهَمُ الشُّكْرُ لِلَّهِ تَعَالَى مِنْ مَحْوَمَاتِنَا نَقْدًا مَذْكُورَةً مِنَ التَّلَاوَةِ وَالْإِطْعَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالنَّشَادِ شَيْءٌ مِنَ الْمَدَائِحِ النَّبَوِيَّةِ وَ الرَّهْدِيَّةِ الْمُحَرَّكَةِ لِلْقُلُوبِ إِلَى فِعْلِ الْخَيْرِ وَالْعَمَلِ لِلْآخِرَةِ وَأَمَّا مَا يَتَّبِعُ ذَلِكَ مِنَ السَّمَاعِ وَاللَّهْوِ وَغَيْرِ ذَلِكَ فَيَتَّبِعِي أَنْ يُقَالَ مَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ مُبَاحًا بِحَيْثُ يُقْتَضَى الشُّرُورُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ لَا بِأَسْ بِالْحَاقَةِ بِهِ وَمَا كَانَ حَرَامًا أَوْ مُكْرَهًُا فَيُتَمَنَعُ وَكَذَا مَا كَانَ خِلَافَ الْأَوَّلِيِّ " یعنی در مسئلہ احتفال مولد مبارک از شیخ اسلام، حافظ عصر ابو الفضل احمد بن حجر عسقلانی استفسار کرده شد۔ ایشان به جواب نوشتند۔ اصل از عمل مولد بدعت است در قرون ثلاثہ از سلف صالح کیے ہم این عمل نہ کرہ مع ہذا این عمل بر محاسن و غیر محاسن مشتمل است، کسے کہ درین عمل محاسن را تخری کند و از غیر محاسن اجتناب و رزد پس این عمل بدعت حسنه است، ورنہ نے۔ و بر اصل صحیح کہ در صحیحین است تخریج این عمل نزد من ثابت است و اصل صحیح این است کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ مدینہ منورہ تشریف آورد و یہود را دید کہ بہ روز عاشورا روزہ می داشتند۔ از ایشان استفسار فرمود۔ گفتند این آن روز است کہ پروردگار در آن روز فرعون را غرق کردہ و موسی را نجات دادہ، لہذا شکر اللہ مایان روزہ می داریم۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود، نسبت بہ شمایان برائے موسی مایان احق و اولی ہستیم در رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در آن روز روزہ گرفت و امر فرمود تا صحابہ روزہ گیرند۔ ازین حدیث صحیح استفادہ می شود کہ اگر پروردگار در روزے معین نعمتہ از زانی دارد یا نعمتہ را دور کند پس شکر آن بہ جا باید آورد و اعادہ آن شکر در نظیر آن روز بہر سال باید کرد۔ و شکر پروردگار بہ انواع عبادات حاصل می شود مثلاً سجدہ کردن (نماز خواندن)، و روزہ داشتن و صدقہ کردن و تلاوت قرآن مجید و کدائین نعمت عظیم تر است از نعمت پروردگاری رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و از آن روز کہ یوم میلاد سردار عالم است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لہذا باید کہ بعینہ تخری آن روز کردہ شود تا کہ با قصہ موسی بہ روز عاشورا مطابقت آید، و کسے کہ ملاحظہ این امر نہ می کند در یک روز از روزہائے آن ماہ عمل مولد می کند، و بعضی افراد درین عمل توسع اختیار کردہ در یک روز از تمام سال عمل مولد می کنند و آن چہ درین صورت است ہست۔ این بیان متعلق بہ اصل عمل مولد است۔ و آن چہ در مولد از اعمال کردہ شوند بیانش این است کہ اقتصار بر آن امور کردہ شود کہ شکر پروردگار از ان ہمیدہ شود بہ مثلے کہ اولاً گفتہ ایم از تلاوت و اطعام و صدقہ و خواندن بعضی مدائح نبویہ و زہدیہ کہ استماع آن محرک قلب باشد بہ فعل خیر و اعمال آخرت۔ و آن چہ در اتباع این امور از قسم سماع و لہو و غیر ذلک کہ وہ می شود پس درین باب مناسب قول این است کہ آن امور کہ مباح اند و سرور آن روز اقتضائے آن

مورکند نقصانے نہ دارد کہ آن را لمحق بہ امور سابقہ گردانیم۔ و آن امور کہ حرام باشند یا مکروہ پس ازان منع کردہ  
نمودہ، همچنان از امور خلافِ اولیٰ ۱۱

**عاجز گوید** در او آخر قرن ششم در موصل (عراق) یک ولی پروردگار شیخ عمر بن محمد گزشتہ است و سے  
و شکر اللہ خیرات و ثمرات می کرد۔ این خبر بہ سلطان اربل ابو سعید مظفر الدین کو کبری رسید۔ در کتب تاریخ آمدہ  
کہ سلطان از صلحائے امت بودہ، و سے این عمل افضل المنذوبات و احسن المثوبات را بہ تزک احتشام  
شروع کرد و علامہ روزگار حافظ احادیث مبارکہ ابو الخطاب بن دجیہ را گفت کہ درین اجتماع عظیم احوال  
مبارکہ را بیان کند، چنان چہ ایشان رسالہ "التنویر فی مولد السراج المنیر" تالیف کردند و در محفل  
مبارک ۶۴۴ ہجری خواندند۔ ازان روز این عمل مبارک را پروردگار قبولیت در روئے زمین عنایت کرد و  
در اقطار عالم اسلام این سنتِ حسنہ رواج یافت و علماء اعلام و حفاظ احادیث مبارکہ رسا ئل نوشتند۔  
عاجز چند حفاظ احادیث را نام می نویسد کہ رسالہ ہا نوشتہ اند۔ (۱) حافظ ابو الخطاب بن دجیہ (۲) حافظ  
ابوشامہ (۳) حافظ ابن کثیر (۴) حافظ سخاوی (۵) حافظ شمس الدین دمشقی (۶) حافظ جلال الدین سیوطی۔  
(۷) و تحریر سے کہ ابن حجر نوشتہ نقل کردہ شد۔ علمائے اعلام از مذاہب اربعہ در اثبات و افضلیت این  
عمل مبارک رسالہا نوشتہ اند و فتاویٰ دادہ اند۔ اگر کسی نامہائے ایشان را جمع کند رسالہ کبیرہ ترتیب یابد۔  
علمائے اعلام از احادیث صحیحہ و ثابتہ اثبات این عمل کردہ اند۔ البتہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کہ مصداق  
"هَذَا الزَّلَازِلُ وَالْفِتْنُ وَبِهَا يُطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ" کہ ارواۃ البخاری فی صحیحہ ۱۱ بودہ و  
اذناب و سے مخالفت کردند، این گروہ باطن سقیم در مخالفت کوشید و از روز سے کہ اشقیار اتصرف بر حجاز  
مقدس شدہ بہ جبر و قہر و ضرب، اہالی آن دیار را از این عمل بازداشتہ اند۔ افسوس کہ در ہندوستان بعض  
افراد اتباع غواۃ نجد کردہ اند۔ پروردگار از شہر ایشان مسلمانان را محفوظ دارد۔

محبت حضرت رحمت عالمیان و محبوب رب العالمین سیدنا و سید الانبیاء والمرسلین شہر عالمی  
است۔ حدیث صحیحین است۔ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أكونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَالِدَةِ النَّاسِ  
أَجْمَعِينَ۔ از محافل میلاد شریف در محبت آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اضافہ می شود کہ سر اسر خیر است۔  
افسوس صد افسوس این گروہ باطن سقیم مصداق۔ مَتَاعٍ لِلْخَيْرِ كُتِبَتْ حَضْرَتِي الْوَالِدِ الْقُدُّسِ سَمْرَهُ وَتُورِضُهُ كَيْمِ خَيْرِ  
نوشتہ اند۔ نزد مایان خواندن مولود شریف مفتاح سعادت و جہان مصباح ہدایت انس و جان است۔ در حدیث  
شریف وارد است۔ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِ بِي بْنِ إِسْحَانَ الْخَيْرِ وَإِنْ شَرَّ أَنْشَرْتُ بِرَأْيِ عَاشِقَانِ مَجْلِ مِيلَادِ شَرِيفِ بَشَارَتِ

است عظیم فَطُوْبِي لَهْمُ تَهْمُ طُوْبِي لَهْمُ - جَعَلَنَا اللهُ مِنْهُمْ -

بعض معاندین و مخالفین

غالباً واقعہ سال سی و نہا است کہ بعض مفسدین مکتوبے بہ حضرت ایشان ارسال کردند کہ در تحریک "ترکِ موالات" شریک شوید و الا میان فتنہ بر پا کردہ در محفل میلاد تمام چراغانِ بلوری رامی شکنیم و دیگر نقصان می رسائیم۔ این جماعت اشقیانا مہلے خود را در خطانہ نوشتہ بودند۔ حضرت ایشان این خطر را نزد حکیم محمد اجمل خان شریفی و ڈاکٹر مختار احمد انصاری با این پیام فرستادند "ما اظہار اللہ و رد شکر اللہ علی ما ائعمہ علینا۔ کھذہ النعمۃ العظمیٰ۔ جلسہ میلاد شریف منعقد می کنیم اگر مفسدین آمادہ فساد اند، جلسہ عام نہ می کنیم۔" پروردگار حکیم صاحب و ڈاکٹر صاحب را اجرہا عنایت کند کہ بہ خدمت حضرت ایشان رسیدند و عرض کردند، شما حسبِ معمول جلسہ منعقد کنید۔ ما از اول وقت عشا تا اختتام جلسہ حاضر می باشیم و با خود چند فقار می آریم۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کسے فتنہ و فساد نہ خواهد کرد و چنانچہ ہر دو افراد بار فقار حسبِ وعدہ حاضر شدند و محفل مبارک با صد خیر و برکت بہ اتمام رسید۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ، وَخَسَرَ هٰذَا لَکَ الْمُبْطِلُوْنَ۔

در ہزار و سہ صد و چہل و دو مولوی بخش اللہ یک جوان را در خانقاہ شریف دہلی بہ خدمت حضرت برادر کلان اَدَامَ اللّٰہُ اَرْشَادًا

آورد آن جوان از حضرت برادر بیعت شد قبل از بیعت شدن این واقعہ را بیان کرد۔ سال گزشتہ ۱۳۴۱ھ من نزد دروازہ خانقاہ شریف استادم کہ مردم در آرائش محفل میلاد شریف مشغول اند من در دل خود گفتم۔ این چه بدعت و اسراف بے جا است۔ اندرین اثنا حضور اقدس از حرم سرا برآمدند و برائے تنبیہ من بہ آواز بلند بہ کار پردازان خطاب کردہ فرمودہ اند۔ اندرین ایام غفلت و بے دینی غلبہ پیدا کردہ است۔ این ہمہ مصارف و زیبائش برائے از دیاد شوق است و نیز اظہار سرور مقصود است۔ در مجالس ذنیویہ مردمان بہ چہ قسم اظہار مسرت می کنند۔ ما اگر بہ روز ولادتِ رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برائے اظہار سرور این ہمہ آرائش و زیبائش کنیم چہ قباحت دارد۔ چون حضور اقدس این فرمودند در دل من اعتراض دیگر پیدا شد، و حضور اقدس معاف فرمودند۔ کسانے کہ در دل خود درشتی دارند پروردگار ایشان را توفیق نیکی عنایت کند۔" و باز بہ حرم سرا شریف بردند حضور اقدس اگر چہ با من مکالمہ نہ فرمودند لیکن من بہ وجہ خوب ہمیدم کہ این ارشاد برائے من است۔ مع ذلک بہ دل خود ایراد ہارا جائے دادہ از ان جا روانہ شدم۔ از آن وقت خللہ در عقل و دماغم پیدا شد و چند وقت نگزشت کہ من

محبوب الحواس گشتم۔ والدین من نزد علماء و صلحا رفتند و کیفیت بیان کردند به ایشان گفته شد که فرزند شما در بزرگی بے ادبی کرده است و این همه وبال از آن است۔ چنانچه والدین من مرابہ اجمیر شریف بردند و آن جا پیش روی مزار پرنوار حضرت خواجہ قدس سرہ انداختند۔ من چہل روز در اجمیر قیام کردم۔ چیزے از احوالم درست شد و من حقیقت واقعہ را به والدین خود بیان کردم۔ ایشان واقعہ را به علماء و صلحا بیان کردند۔ بہ ایشان گفته شد کہ فرزند خود را نزد حضور اقدس برید تا کہ دے را بیعت کنند۔ چون از وفات حضرت ایشان علم شد۔ بہ ایشان گفته شد کہ در خدمت جانشین حضرت ایشان قدس سرہ برید من بہ خدمت مفتی کفایت اللہ مکتوبے نوشتم و دریافت نمودم کہ جانشین حضرت ایشان کیست و قیام ایشان کجا است، مفتی صاحب تحریر فرمودند۔ جانشین حضرت ایشان فرزند کلان ایشان اند کہ حضرت بلال نام دارند و اندرین ایام قیام ایشان در خانقاہ شریف است۔ این واقعہ بیان کرده آن جوان مکتوب مفتی صاحب را از جیب خود بر آورد و نشان داد۔

عَفَى اللَّهُ عَنْهُ دَسْرِحَةٌ۔

**وہابیہ واذناب وہابیہ** | از ذکر وہابیہ و اذناب و وہابیہ در دل گذور تے پیدای شود و آثار جلیس بدو

می نماید کہ آن۔ اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا خَبِيْثَةً۔ کما فی الصحیحین۔ است و اگر ازالہ آن اثر بد نہ کردہ شود، صورت ران ظاہری شود۔ ابن جریر و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ روایت کردہ اند کما فی تفسیر ابن کثیر عن ابي هريرة عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال، ان العبد اذا اذنب ذنبا كانت نكته سوداء في قلبه فان تاب منها صقل قلبه وان زاد زادت فذ لك قول الله تعالى۔ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ وقال الترمذی حسن صحیح و لفظ النسائی ان العبد اذا اخطأ خطيئة نكت في قلبه نكته سوداء فان هونزع واستغفر و تاب صقل قلبه فان عاد زيد فيها حتى تعلو قلبه فهو الران الذي قال الله تعالى۔ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ برائے ازالہ آن اثر بد کہ از ذکر اذناب و وہابیہ پیداشده است چند شعر عارف کبیر و ولی شہیر شیخ شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن سعید دلاصی مصری معروف بہ ابو صیری قدس سرہ کہ در اسکندریہ فون انداز قصیدہ ہمزیہ ایشان نقل می کنند کہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ احياناً می خواندند و باز درود کبیریت الحمزی نو بسید کہ حضرات عالی قدر قدس اللہ امرار ہم آن را بہ مواظبت می خواندند۔

**ابیات قصیدہ ہمزیہ** | يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ

أَنْتَ مُصْبِحٌ عَلَى فَضْلِ فَمَاتَصَّ..... دُرِّ الْأَعْيُنِ ضَوْؤِكَ الْأَضْوَاءُ

لَكَ ذَاتُ الْعُلُومِ مِنْ عَالِمِ الْغَيْبِ..... بِ وَمِنْهَا لِأَدَمَ الْأَسْمَاءُ  
لَمْ تَزَلْ فِي ضَمَائِرِ الْكُونَ تَحْتَا ..... ذَلِكَ الْأُمَّهَاتُ وَالْأَبَاءُ  
فَامَضَتْ فَتْرَةٌ مِنَ الرُّسُلِ إِلَّا ..... بَشَرْتُ قَوْمَهَا بِكَ الْإِنْبِيَاءُ  
تَبَاهَى بِكَ الْعُصُورُ وَتَسْمُو ..... بِكَ عَلِيَاءُ بَعْدَهَا عَلِيَاءُ  
لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ الَّذِي كَانَ لِلدِّي ..... مِنْ سُورُورٍ بِيَوْمِهِ وَازِدِهَا  
وَتَوَالَتْ بُشْرَى الْهَوَاتِفِ أَنْ قَدْ ..... وُلِدَ الْمُصْطَفَى وَحَقَّ الْهِنَاءُ  
مَوْلِدُكَ كَانَ مِنْهُ فِي طَابِعِ الْكُف ..... رِوَابٍ عَلَيْهِمْ وَوَبَاءُ  
أَطْرَبَ السَّامِعِينَ ذِكْرُ عِلَاةُ ..... يَا رَاجِ مَالَتْ بِهِ النَّدَاءُ  
وَبِحُبِّ النَّبِيِّ فَا بَعِ رَا ضَى اللَّهِ ..... فِي حُبِّهِ الرِّضَى وَالْحَبَاءُ  
فَسَلَامٌ عَلَيْكَ تَتَرَى مِنَ اللَّهِ ..... وَتَبْقَى بِهِ لَكَ الْبَاءُ وَاءُ  
وَسَلَامٌ عَلَيْكَ مِنْكَ فَمَا غَد ..... ذِكْرُ مِنْهُ لَكَ السَّلَامُ كِفَاءُ  
وَسَلَامٌ مِنْ كُلِّ مَا خَلَقَ اللَّهُ ..... لَهُ لِتَحْيَا بِذِكْرِكَ الْأَمْلاُ  
رَصْلَاةٌ كَالْمِسْكِ تَحْمِلُهُ مِنْ ..... نَبِيِّ شَمَالٍ إِلَيْكَ أَوْ تَلْبَاءُ  
وَسَلَامٌ عَلَى ضَرْبِ حِكِّ تَحْضَل ..... لُ بِهِ مِنْهُ تُرْبَةٌ وَعَسَاءُ  
وَتَنَاءٌ قَدَّمَتْ بَيْنَ يَدَيْ نَج ..... وَآى إِذْ لَمْ يَكُنْ لَدَى ثَرَاءُ  
مَا أَقَامَ الصَّلَاةَ مَنْ عَبَدَ اللَّهُ ..... وَ قَامَتْ بِرَبِّهَا الْأَشْيَاءُ

الحبباء العطاء. البأواء الشرف والفخر الأملاء جمع ملاء وهو الجماعة من الناس الشمال  
هى ریح تهب من جهة القطب الى المغرب. النكباء هى ریح الصبا. وعساء اى لينة  
ذات رمل. ثراء اى مال كى ا تصدق به.

اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ أَبَدًا وَأَنْمِ بِرَكَاتِكَ سَرْمَدًا وَأَزَلِّي  
الْكَبْرِيتِ الْأَحْمَرِ تَحْيَاتِكَ فَضْلًا وَعَدَدَ أَمْوِيدٍ أَوْ أَسْنَى سَلَامِكَ أَبَدًا مُجَدِّدًا  
عَلَى أَشْرَفِ الْحَقَائِقِ الْإِنْسَانِيَّةِ وَالْحَيَاتِيَّةِ وَتَجْمَعُ الدَّقَائِقِ الْإِيمَانِيَّةِ وَطُورِ التَّجَلِّيَاتِ الْإِلَهِيَّةِ  
وَمَهْبِطِ الْأَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ وَعَرُوسِ الْمَمْلَكَةِ الْقُدْسِيَّةِ وَإِقَامِ الْحَضْرَةِ الرَّبَّانِيَّةِ وَاسْطَةِ عَقْدِ  
النَّبِيِّينَ وَمُقَدِّمَةِ جَيْشِ الْمُرْسَلِينَ وَقَائِدِ رُكْبِ الْأَنْبِيَاءِ الْمُكْرَمِينَ وَأَفْضَلِ الْخَلَائِقِ أَجْمَعِينَ  
حَامِلِ لَوَاءِ الْعِزِّ الْأَعْلَى وَمَالِكِ أَرْصَةِ الْمُجْدِ الْأَسْنَى شَاهِدِ اسْرَارِ الْأَزَلِّ وَمُشَاهِدِ

انوار السوابق الاولیٰ ترجیحاً لسانِ القَدَمِ وَمَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكْمِ مظهرِ سِرِّ الْجُودِ  
 الْجَزَلِيِّ وَالْكَلْبِيِّ وَالنَّسَابِ عَيْنِ الْوُجُودِ الْعُلُوبِيِّ وَالسَّفَلِيِّ رُوحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ وَعَيْنِ حَيَاةِ  
 الدَّارَيْنِ الْمُتَخَلِّقِ بِأَعْلَىٰ رُتَبِ الْعِبُودِيَّةِ وَالْمُتَحَقِّقِ بِأَسْرَارِ الْمَقَامَاتِ الْإِصْطِفَائِيَّةِ سَيِّدِ  
 الْأَشْرَافِ وَجَامِعِ الْأَوْصَافِ الْخَلِيلِ الْأَعْظَمِ وَالْحَبِيبِ الْأَكْرَمِ نَبِيِّكَ الْعَظِيمِ وَرَسُولِكَ  
 الْقَدِيمِ الْكَرِيمِ الْهَادِي إِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ الْمُخْتَصِرِ بِأَعْلَى الْمَرَائِبِ وَالْمَقَامَاتِ  
 الْمُؤَيَّدِ بِأَوْضِحِ الْبَرَاهِينِ وَالذَّلَالَاتِ الْمَنْصُورِ بِالرَّعْبِ وَالْمُعْجِزَاتِ الْجَوْهَرِ الشَّرِيفِ  
 الْأَبْدِيِّ وَالنُّورِ الْقَدِيمِ الْمُحَمَّدِيِّ سَيِّدِ نَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ الْمُحَمَّدِيِّ فِي الْإِبْجَادِ وَالْوُجُودِ الْفَاتِحِ لِكُلِّ  
 شَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ وَحَضْرَةِ الْمَشَاهِدَةِ وَالشَّهُودِ نُورِ كُلِّ شَيْءٍ وَوَهْدَاهُ وَسِرِّ كُلِّ سِرٍّ وَسَنَاهُ الَّذِي  
 شَقَّقَتْ مِنْهُ الْأَسْرَارُ وَانْفَلَقَتْ مِنْهُ الْأَنْوَارُ السِّرِّ الْبَاطِنِ وَالنُّورِ الظَّاهِرِ السَّيِّدِ الْكَامِلِ  
 الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ الْأَوَّلِ الْآخِرِ الظَّاهِرِ الْبَاطِنِ الْعَاقِبِ الْخَاشِعِ النَّاهِي الْأَمِيرِ النَّاجِمِ النَّاصِرِ الصَّابِرِ  
 الشَّاكِرِ الْقَانِتِ الذَّاكِرِ الْمَاسِحِ الْمَاجِدِ الْعَزِيزِ الْعَامِدِ الْمُؤْمِنِ الْعَابِدِ الْمُتَوَكِّلِ الزَّاهِدِ الْقَائِمِ  
 السَّاجِدِ التَّابِعِ الشَّهِيدِ الْوَلِيِّ الْحَمِيدِ الْبُرْهَانِ الْحُجَّةِ الْمُطَاعِ الْمُخْتَارِ الْخَاضِعِ الْخَاشِعِ الْمُسْتَنْصِرِ  
 الْحَقِّ الْمُبِينِ طَهْ وَلَيْسَ الْمُرْقِلِ الْمُدَّثِرِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِقَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ وَ  
 حَبِيبِ رَبِّ الْعَالَمِينَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَىٰ وَالرَّسُولِ الْمُجْتَبَىٰ الْحَكِيمِ الْعَدْلِ الْحَكِيمِ الْعَلِيمِ الْعَزِيزِ الْحَلِيمِ  
 الرَّؤُوفِ الرَّحِيمِ الْمُبَارَكِ الْمَلِكِ الْصَادِقِ الصِّدْقِ الْأَمِينِ الدَّاعِي إِلَيْكَ بِإِذْنِكَ السِّرَاجِ  
 الْمُنِيرِ الَّذِي أَذْرَكَ الْحَقَائِقَ بِمُجْلَمَتِهَا وَفَاقَ الْخَلَائِقَ بِرُمَّتِهَا وَجَعَلْتَهُ حَبِيبًا وَنَادَيْتَهُ قَرِيبًا وَ  
 أَدْنَيْتَهُ رَقِيبًا وَخَمَمْتَ بِهِ الرِّسَالََةَ وَالذَّلَالََةَ وَالْبَشَارَةَ وَالتَّدَا سِرَةَ وَالنَّبُوءَةَ وَنَصَرْتَهُ  
 بِالرَّعْبِ وَظَلَلْتَهُ بِالسُّحُبِ وَرَدَدْتَهُ الشَّمْسَ وَشَقَّقْتَ لَهُ الْقَمَرَ وَأَنْطَقْتَ لَهُ الضَّبَّ وَ  
 الظَّبْيَ وَالذَّبَّ وَالْجُدَّعَ وَالذَّرَاعَ وَالْجَمَلَ وَالْجَبَلَ وَالْمَدْرَ وَالشَّجَرَ وَأَنْبَعْتَ مِنْ صَابِغِ  
 الْمَاءِ الزَّلَالَ وَأَنْزَلْتَ مِنَ الْمَدِينِ بِدَعْوَتِهِ فِي عَامِ الْمَحَلِّ وَالْجَدِّ وَابِلِ الْغَيْثِ وَالْمَطَرِ  
 فَأَعَشَوْشَبَ مِنْهُ الْقَفْرَ وَالصَّخْرَ وَالْوَعْدَ وَالسَّهْلَ وَالرَّمْلَ وَالْحَجْرَ وَأَسْرَيْتَ بِهِ لَيْلًا مِنَ  
 الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَىٰ إِلَى السَّمَاوَاتِ الْعُلَىٰ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ إِلَى قَابِ قَوْسَيْنِ  
 أَوْ أَدْنَىٰ وَآرَيْتَهُ الْآيَةَ الْكُبْرَىٰ وَأَنْلَتَهُ الْغَايَةَ الْقُصْوَىٰ وَكَرَّمْتَهُ بِالْمُخَاطَبَةِ وَالْمِرَاقَبَةِ وَ  
 الْمَشَافَهَةِ وَالْمَشَاهِدَةَ وَالْمُعَايَنَةَ بِالْبَصْرِ وَخَصَّصْتَهُ بِالْوَسِيلَةِ الْعُظْمَىٰ وَالشَّفَاعَةَ الْكُبْرَىٰ  
 يَوْمَ الْفَرَجِ الْكَبْرِ فِي الْمَحْشَرِ وَجَمَعْتَ لَهُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرَ الْحِكْمِ وَجَعَلْتَ أُمَّتَهُ خَيْرَ

الْأُمَّمِ وَعَفَّرْتَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ الَّذِي بَلَغَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّى الْأَمَانَةَ وَنَصَحَ الْأُمَّةَ  
 وَكَشَفَ الْغَمَّةَ وَجَلَّى الظُّلْمَةَ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَبَدَ رَبَّهُ حَتَّى آتَاهُ الْيَقِينَ اللَّهُمَّ ابعثه  
 مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي يُعْطِيهِ فِيهِ الْأَوْلُونَ وَالْآخِرُونَ اللَّهُمَّ عَظِّمُهُ فِي الدُّنْيَا بِإِعْلَاءِ ذِكْرِهِ وَ  
 إِظْهَارِ دِينِهِ وَإِبْقَاءِ شَرِيعَتِهِ وَفِي الْآخِرَةِ بِقَبُولِ شَفَاعَتِهِ فِي أُمَّتِهِ وَاجْزَالِ أَجْرِهِ وَمَثُوبَتِهِ  
 وَإِبْدَاءِ فَضْلِهِ عَلَى الْأَوْلِيَيْنِ وَالْآخِرِينَ بِالْمَقَامِ الْمَحْمُودِ وَتَقْدِيمِهِ عَلَى كَافَّةِ الْمُقَرَّبِينَ بِالشُّهُودِ  
 اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ الْكُبْرَى وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ الْعُلْيَا وَأَعْطِهِ سُؤْلَهُ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولَى  
 كَمَا آيَنَتِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْ أَكْرَمِ عِبَادِكَ عَلَيْكَ شَرَفًا وَمِنْ أَرْفَعِهِمْ  
 عِنْدَكَ دَرَجَةً وَأَعْظَمِهِمْ مَخْطَرًا وَأَمْكِنِهِمْ عِنْدَكَ شَفَاعَةَ اللَّهُمَّ عَظِّمْ بُرْهَانَهُ وَأَبْلِجْ  
 مُجْتَنَهُ وَأَبْلِغْ مَأْمُولَهُ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ اللَّهُمَّ اتَّبِعْهُ مِنْ أُمَّتِهِ مَا تَقْرِبُهُ عَيْنُهُ وَأَجْرِهِ  
 عَنَّا خَيْرَ مَا جَازَيْتَ بِهِ نَبِيًّا عَنِ أُمَّتِهِ وَاجْزِ الْأَنْبِيَاءَ كُلَّهُمْ خَيْرَ الْجِزَاءِ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ  
 عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا شَهِدَتْهُ الْأَبْصَارُ وَسَمِعَتْهُ الْأَذَانُ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ عَدَدَ مَنْ صَلَّى  
 عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ عَدَدَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا مَحَبَّتُ وَتَرْضَى  
 أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا يُنْبَغِي أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلَى  
 إِلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَوْلَادِهِ وَأَحْفَادِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَعِثْرَتِهِ وَعَشِيرَتِهِ وَ  
 أَصْهَارِهِ وَأَحْبَابِهِ وَأَخْتَانِهِ وَاتَّبَاعِهِ وَأَشْيَاعِهِ وَأَنْصَارِهِ وَخَزَنَةِ أَسْرَارِهِ وَمَعْلَدِ الْوَارِثَةِ  
 وَكُنُوزِ الْحَقَائِقِ وَهُدَاةِ الْخَلَائِقِ وَنُجُومِ الْإِهْتِدَاءِ لِمَنْ اقْتَدَى بِهِمْ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا كَثِيرًا  
 دَائِمًا أَبَدًا وَأَرْضَ عَنْ كُلِّ الصَّحَابَةِ رِضَى سَرْمَدًا عَدَدَ خَلْقِكَ وَزِينَةَ عَرْشِكَ وَرِضَى  
 نَفْسِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ وَمُنْتَهَى عِلْمِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ ذَكَرُوا وَكُلَّمَا سَمِعُوا عَنْ ذِكْرِكَ غَافِلٌ  
 صَلَاةٌ تَكُونُ لَكَ رِضَى وَلِحَقِّهِ آدَاءٌ وَلِنَاصِلِ حَاوَاتِيهِ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالذَّرَجَةَ  
 الْعَالِيَةَ الرَّفِيعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامِ الْمَحْمُودِ وَاللِّوَاءِ الْمَعْقُودِ وَالْحَوْضِ الْمَمْرُودِ وَصَلِّ يَا رَبِّ  
 عَلَى جَمِيعِ إِخْوَانِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَمَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِينَ  
 وَصَلِّ عَلَى اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ السَّابِقِ  
 لِلخَلْقِ نُورُهُ وَالرَّحْمَةِ لِلْعَالَمِينَ ظُهُورُهُ عَدَدَ مَا مَضَى مِنْ خَلْقِكَ وَمَا بَقِيَ وَمَنْ سَعِدَ  
 مِنْهُمْ وَمَنْ شَقِيَ صَلَاةٌ تَسْتَعْرِقُ الْعَدَّ وَتَحْيِيطُ بِالْحَدِّ صَلَاةٌ لَا غَايَةَ لَهَا وَلَا انْتِهَاءَ  
 وَلَا أَمَدَ لَهَا وَلَا انْقِضَاءَ صَلَاةٌ مَعْرُوضَةٌ عَلَيْهِ مَقْبُولَةٌ لَدَيْهِ صَلَاةٌ دَائِمَةٌ بِدَوَامِ



وَبَاقِيَّةَ بَقَائِكَ لَا مُنْتَهَى لِمَادُونَ عَلَيْكَ صَلَاةً تُرَضِّيكَ وَتُرَضِّيهِ وَتَرْضَى بِهَا عَنَا صَلَاةً  
تَمَلُّهُ الْأَرْضُ وَالسَّمَاءُ صَلَاةً تُحَلُّ بِهَا الْعُقَدُ وَتَفْرَجُ بِهَا الْكُرْبُ وَيَجْرِي بِهَا الطُّفُكُ فِي أَمْرِي  
وَأُمُورِ الْمُسْلِمِينَ وَبَارِكْ لَنَا عَلَى الدَّوَامِ وَعَافِنَا وَاهْدِنَا وَآمِدْ دُنَا وَاجْعَلْنَا آمِنِينَ وَتَسِّرْ لَنَا  
أُمُورَنَا مَعَ الرَّاحَةِ لِقُلُوبِنَا وَابْدَأْ لَنَا وَالسَّلَامَةَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِنَا وَدُنْيَانَا وَآخِرَتِنَا وَ  
تَوَفَّنَا عَلَى الْحِثَابِ وَالسُّنَّةِ وَاجْمَعْنَا مَعَهُ فِي الْجَنَّةِ مِنْ غَيْرِ عَذَابٍ بَلِيْسٍ مَعَ كُلِّ شَفِيقٍ وَ  
أَنْبِيْسٍ وَأَنْتَ رَاضٍ عَنَّا وَلَا تَمَلُّ رِبَانَا وَاحْتِمْنَا لِنَامِنِكَ بِخَيْرٍ وَعَافِيَةٍ بِلَا مِحْنَةٍ أَجْمَعِينَ نَحْمَدُ  
اللَّهَ لَنَا بِالْحُسْنَى هُوَ مَوْلَانَا نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ  
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

**حرف آخر از مولد شریف** حضرت ایشان از نعمت اطفار تا آخر ایام عاشق و دلداره این  
مبارک و محمد محفل بودند و از آن افراد که محفل میلاد مبارک منعقد می کردند  
خوش می شدند و برای ایشان دعاهای کردند و با آن کسان نیز ملاقات با و دعاهای کردند که انعقاد محفل  
مبارک میلاد را بدنه می گفتند و کسی که انعقاد این مبارک محفل را بدی گفت از و نفرت می کردند می گفتند  
که این گونه افراد بد عقیده و بے ادب اند.

از خدا خواهم تو رفیق آدب بے ادب محسوم ماند از لطیف رب

**زیارت قبور** حضرت مشایخ قدس الله اسرارهم را معمول بوده است که بر مزارات اولیا و صلحای می روند  
و فیوضات و برکات را استفاده می کنند مسلم در صحیح خود از بریده روایت کرده که  
رسول الله صلی الله تعالی علیه و سلم فرموده: "كُنْتُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا" من شمارا نمی کرده بودم  
از زیارت کردن قبور پس زیارت بکنید قبور را. و ابن ماجه از ابن مسعود روایت کرده که آن حضرت صلی الله  
تعالی علیه و سلم فرموده: "كُنْتُ كُنْتُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُزْهِدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ  
الْآخِرَةَ" من شمارا پیش ازین نمی کرده بودم از زیارت کردن قبور پس به درستی که زیارت کردن قبور بے رغبت  
می گرداند دنیا و یاد می دهد آخرت را.

بعض کوتاه نظر بر حضرت مشایخ اعتراض می کنند که مقصد از زیارت قبر عبرت و پند گرفتن است که  
مصیبت را نیز به خاک رفتن و خاک شدن است نه استفاده انوار و استفاده فیوضات. امام فخرالدین رازی  
در کتاب خود المطالب العالیه کلام لطیف و نفیس نوشته اند و استاد محمد زاهد الکوشری وکیل المشیخته الاسلامیه مدار  
السلطنه العثمانیه سابقاً در تکریمه السیف الصقیل فی الرد علی ابن زویل بر صفحه ۱۶۰ نقل کرده اند و اجزای آن نقل می کنند.

## امام رازی گفت

وَإِذَا اعْرِفْتَ هَذِهِ الْمَقْدِمَاتِ فَنَقُولُ إِنَّ الْإِنْسَانَ إِذَا أَذْهَبَ إِلَى قَبْرِ  
 إِنْسَانٍ قَوِيٍّ النَّفْسِ كَامِلٍ الْجَوْهَرِ شَدِيدِ التَّأثيرِ وَوَقَفَ هُنَاكَ سَاعَةً  
 وَتَأَثَّرَتْ نَفْسُهُ مِنْ تِلْكَ التُّرْبَةِ حَصَلَ لِنَفْسِ الزَّائِرِ تَعَلُّقٌ بِتِلْكَ التُّرْبَةِ وَقَدْ عَرَفَتْ أَنَّ لِنَفْسِ  
 ذَلِكَ الْإِنْسَانِ الْمَيِّتِ مَلَاقَاةً بِسَبَبِ اجْتِمَاعِهِمَا عَلَى تِلْكَ التُّرْبَةِ فَصَارَتْ هَاتَانِ النَّفْسَانِ  
 شَبِيهَتَيْنِ بِمِزَاتَيْنِ صَقِيلَتَيْنِ وَضِعَتَا بِحَيْثُ يَنْعَكُسُ الشَّعَاعُ مِنْ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا إِلَى  
 الْأُخْرَى فَكُلُّ مَا حَصَلَ فِي نَفْسِ الزَّائِرِ الْحَيِّ مِنَ الْمَعَارِفِ الْبُرْهَانِيَّةِ وَالْعُلُومِ الْكُسْبِيَّةِ وَالْأَخْلَاقِ  
 الْفَاضِلَةِ مِنَ الْخُضُوعِ لِلَّهِ تَعَالَى وَالرِّضَى بِقَضَاءِ اللَّهِ يَنْعَكُسُ مِنْهُ نُورٌ إِلَى رُوحِ ذَلِكَ الْإِنْسَانِ  
 الْمَيِّتِ وَكُلُّ مَا حَصَلَ فِي نَفْسِ ذَلِكَ الْإِنْسَانِ الْمَيِّتِ مِنَ الْعُلُومِ الْمَشْرُفَةِ وَالْأَثَارِ الْعُلُويَّةِ  
 الْكَامِلَةِ فَإِنَّهُ يَنْعَكُسُ مِنْهُ نُورٌ إِلَى رُوحِ هَذَا الزَّائِرِ الْحَيِّ وَهَذَا الطَّرِيقُ تَصِيرُ تِلْكَ الزِّيَارَةُ  
 سَبَبًا لِحُصُولِ الْمَنْفَعَةِ الْكُبْرَى وَالْبَهْجَةِ الْعُظْمَى لِرُوحِ الزَّائِرِ وَرُوحِ الْمَزُورِ فَهَذَا هُوَ  
 السَّبَبُ الْأَصْلِيُّ فِي مَشْرُوعِيَّةِ الزِّيَارَةِ وَلَا يَبْعَدُ أَنْ يَحْصَلَ فِيهَا أَسْرَارٌ أُخْرَى أَدَقُّ  
 وَأَحَقُّ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ وَتَمَامُ الْعِلْمِ بِالْحَقَائِقِ لَيْسَ إِلَّا عِنْدَ اللَّهِ - اهـ - وَأَمَّا بَقَاءُ النَّفْسِ  
 مُدْرِكَةً لِبَعْضِ الْجُزْئِيَّاتِ فَقَدْ بَيَّنَّهَا الرَّازِيُّ فِي الْفَصْلِ الْخَامِسِ عَشْرٍ مِنَ الْكِتَابِ  
 الْمَذْكُورِ وَقَالَ الرَّازِيُّ أَيْضًا فِي تَفْسِيرِهِ - أَنَّ الْأَرْوَاحَ الْبَشَرِيَّةَ الْخَالِيَةَ عَنِ الْعَلَائِقِ  
 الْجِسْمَانِيَّةِ الْمُشْتَاقَّةِ إِلَى الْإِتِّصَالِ بِالْعَالَمِ الْعُلُويِّ بَعْدَ خُرُوجِهَا مِنْ ظِلْمَةِ الْجَسَادِ  
 تَذْهَبُ إِلَى عَالَمِ الْمَلَائِكَةِ وَمَنَازِلِ الْقُدْسِ وَيُظْهِرُ مِنْهَا أَثَارًا فِي أَحْوَالِ هَذَا الْعَالَمِ  
 فَهِيَ الْمُدْبِرَاتُ أَمْرَاءُ الْإِنْسَانِ قَدِيرِي أُسْتَاذَةٌ فِي الْمَنَامِ وَيَسْأَلُهُ عَنْ مُشْكَلَةٍ  
 فَيُرْسِدُهُ إِلَيْهَا - يَعْنِي چُونِ اَيْنِ مَقْدِمَاتِ رَابِدِ النِّسْتِ پَسِ مِي گُو کِمِ کِه چُونِ شَخْصِ بَزِيَارَتِ قَبْرِ کَسِ مِي رُو دِ کِه  
 نَفْسِ قَوِيٍّ وَجُوهَرِ کَامِلٍ وَتَأثيرِ شَدِيدِ دَاشْتِهَ بَاشَدِ وَقَدْ کِه نَزْدِ تَرَبِتِ تَوْقِفِ مِي کَنْدِ ویرا بَاترَبِتِ تَعَلُّقِ پیدامی شُورُ  
 تُو دَانِسْتِهَ لِي کِه نَفْسِ اَنَّ اِنْسَانِ مَيِّتِ رَا بِالنَّفْسِ اِنْسَانِ زَائِرِ وَجِهَ اجْتِمَاعِ اَنَّ هَرِ دُو نَفُوسِ بَرَأْنِ تَرَبِتِ  
 مَلَاقَاتِ رُو دَادِهَ اسْتِ وَمِثَالِ اَيْنِ هَرِ دُو نَفُوسِ بَرِ رَنگِ دُو آيِنِهَ مَجْلِي وَصَفِي اسْتِ کِه بِنوعِ وَاقِعِ شَدَانْدِ  
 کِه شَعَاعِ يَكِهِ دَرِ دِيگَرِ مَنعَكْسِ مِي شُورِ، هَرِ چِهِ دَرِ زَائِرِ زَنْدِهَ اَزِ مَعَارِفِ بَرِ هَزِيئِهَ وَعُلُومِ کَسْبِيَّةِ وَاخْلَاقِ قَائِلِهَ  
 اَزِ قَسْمِ خُضُوعِ لِسُودِ رَاضِي بُو دِنِ بِهَ قَضَائِهَ پَرِ وِرْدِ گَارِ مِي بَاشَدِ اَلْوَالِ اَنَّ بَرُوحِ اَنَّ اِنْسَانِ مَيِّتِ مَنعَكْسِ مِي شُورِ  
 وِ هَرِ چِهِ اَزِ عُلُومِ مَشْرُفِهَ وَآثَارِ عُلُويِّهَ کَامِلِهَ دَرِ مَزُورِ مَيِّتِ اَندهَ بَرِ رُوحِ اَيْنِ اِنْسَانِ زَنْدِهَ مَنعَكْسِ مِي شُورِ، وَازِ اَيْنِ  
 وَجِهِ اَيْنِ زِيَارَتِ قَبْرِ سَبَبِ حُصُولِ مَنفَعَتِ کُبْرَى وَبَهْجَتِ عَظْمَى اسْتِ، هَمِ بَرَأْنِ زَائِرِ زَنْدِهَ وَهَمِ بَرَأْنِ

مزور مرده۔ و برائے مشر و عیبت زیارت قبور این یک سبب اصلی است و ممکن که در مشر و عیبت زیارت قبور اسرار دیگر نیز باشند که بحق بالذکر و ادق بوند از آن چه که ماذکر کرده ایم، چه علم تمام حقائق به جز پروردگار کے رائیست۔ و امام رازی این بیان را کہ نفس ادراک کننده بعض جزئیات می ماند، در فصل پانزدهم از این کتاب کرده اند و ایشان در تفسیر خود نوشته اند: آن ارواح بشریہ کہ از علائق جسمانیہ خالی و مشتاق بہ اتصالِ عالمِ علوی می باشند چون از ظلمت اجسامی برآیند بہ عالم ملائکہ و منازلِ قدس می رسند از آن ارواح در احوال این عالم آثار ظاہری می شوند و آن را مذہبات امرگویند۔ آیاتہ می بینی کہ احیاناً شخصی استاد خود را در خواب می بیند و از وی استفسا را از اشکالے می کند و وی بہ بینندہ خواب می نماید۔ انتہی۔ پروردگار امام رازی رحمہ اللہ و رضی عنہ را اجزمائے بی شمار دہدہ حقائق را بیان کرده اند کہ سائے کہ از این گونه اسرار حکم تا واقف اند و می خواهند کہ از زیارت قبور منع کنند در حدیث لا تشد الرحال الی ثلاثہ مساجد۔ خلاف قاعدہ نحویہ مستثنیٰ منہ را اعم قرار می دہند و خطا بر خطا می کنند۔ کلُّ یعمل علی شاکلتہ۔

حضرت ایشان قدس سرہ بہ زیارت قبور می رفتند و مستفید می شدند و برائے زیارت قبور سفر کردن را جائز می گفتند چنانچہ در ابتدائے احوال دوبار از رامپور بہ سرہند شریف و در آخر احوال برائے زیارت حضرت قلندر بہ پانی پت سفر کرده اند و حافظ اشفاق الہی را ہدایت فرمودند تا بہ اجمیر شریف سفر کند، چنان چہ در فصل چہارم بیانش خواهد آمد و بیان رفتن حضرت ایشان بہ مزار والد بزرگوار خود در رامپور و بہ مزار مولانا طاہر بندگی در لاہور گزشتہ۔ حضرت ایشان بہ کمال ادب بر مزارات بزرگان دین حاضر می شدند کفشہا را بیرون دروازہ احاطہ از پائے می کشیدند و از آن جادست بستہ سر بہ جیب انداختہ بہ مزار مبارک می رفتند۔ اولاً سلام مسنون برائے اموات رو بہ سوئے قبر و نیت بہ سوئے قبلہ کرده استادہ می خواندند و باز دوزان نوشتہ چادر خود را بر سر و روئے خود انداختہ بہ آواز بلند مصروف تلاوت می شدند، اکثر سورہ یس و گاہے سورہ مٹک می خواندند و باز قدرے مراقب می شدند و باز دست برداشتہ دعای کردند و بعد ازین با حضور و آگاہی و با ادب و احترام بہ رجعت قہقری رخصت می شدند۔ عاجز بیان حاضر شدن حضرت ایشان را بر مزارات اولیائے پروردگاری کنند حضرت نقشبندیہ را اول ذکر می کنند۔ وَاللّٰهُ الْمَوْقُوعُ

دو سہ بار رفتن حضرت ایشان بہ موقع عرس شریف  
**خواجہ نقشبندیان حضرت باقی باللہ**  
 و یک دو بار بدون عرس شریف بہ یاد عاجز است  
 یک بار بہ شب عرس شریف حضرت ایشان در صحن مسجد شریف نشستند مزار پرنوار بہ جہت جنوب بود۔

بعد از عرض سلام و تلاوت سورہ مبارکہ حضرت برادر کلان بہ آواز بلند شجرہ شریفہ منظومہ حضرت مولانا خالد کرد می خواندند سبحان اللہ چه مبارک وقت و مبارک حال بود۔

**سید السادات نور محمد بدایونی** حضرت ایشان پیر و مرشد حضرت مرزا جانان منظر و خلیفہ حضرت شیخ سیف الدین بوده اند قدس اللہ اسرارہم و ساہبا از حافظ محمد حسن خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم کسب معارف نموده اند۔ در رقمہ نیک احتیاط می کردند۔ بہ دست خود چیزے می نچتند و چند روز بران اکتفا می نمودند۔ استغراق کامل و جذب قوی داشتند۔ از کثرت مراقبہ نیشیت مبارک خم شده بود۔ می فرمودند از سی سال تعلق طبیعت بہ لذت طعام نہ مانده است ہر چہ بیسر آید می خوریم۔ بہ یازدہم ذی القعدہ ۱۳۵ھ رحلت فرمودہ اند و بہ فاصلہ یک تیر پرتاب بہ جہت جنوب از مزار حضرت سلطان المشائخ نظام الدین قدس سرہ در باغ نواب مکرم خان مدفون شدند۔ نواب مکرم خان از اولاد حضرت سید محمد نقشبند بہار الدین قدس سرہ و از خلفائے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ بودند روزے سلطان اورنگ زیب عالمگیر از نواب صاحب استفسار از عمر ایشان فرمود عرض کرد، سہ سال کہ آن مدتے است کہ در خدمت پیر و مرشد خود بودہ ام۔

اوقات ہمان بود کہ بایار بہ سرفرت باقی ہمہ بے حاصلی و بے خبری است

چون ایشان وقت آخر شد بر سر ایشان کلاہ حضرت عبید اللہ احرار نہادند۔ گفتند اگر چہ از انوار این کلاہ فائز شدہ ام اما می خواہم کہ در انوار پیر خود غرق شوم لہذا کلاہ پیر من بر سرم نہید۔ چنان چہ آن مبارک کلاہ بر سر ایشان نہادند و اندران حال رحلت فرمودہ اند۔ حضرت مرزا منظر جانان می فرمودند کہ زائد از ہزار کس از آن جناب ذاکر و شاغل شدہ بہ درجہ حضور و آگاہی رسیدہ اند مثل سید حسمت خان و مولوی محمد باقی۔

قدس اللہ اسرار جمیعہم۔

بہ مرور ایام باغ نہ ماند و چون انگلیسہا ارادہ تعمیر شہر دہلی نو کردند تمام اراضی آن جہت را حکومت گرفت خواست کہ مزار حضرت ایشان را در سیل آب بارانی آوردہ بے نشان سازد۔ حضرت ایشان را چون علم این امر شد بسیار متفکر شدند و درین سلسلہ از کوٹہ حاجی ملا احمد خان مٹاخیل را بہ شملہ نزد سفیر افغانستان فرستادند۔ سفیر سچیہا کرد و مزار پر انوار محفوظ ماند۔ و باز حضرت ایشان ارادہ فرمودند کہ آن قطعہ زمین را محفوظ کنند۔ چنان چہ بہ دیوار پختہ آن جا را احاطہ کردند و بہ سنگ سرخ فرش ساختند۔

در ایامے کہ عاجز چار پنچ سالہ بود حضرت ایشان را دوسہ سال معمول بود کہ ہر روز در عہدہ آن جامی رفتند۔ بہ ساعت دہ صبا حاتموجہ آن جہت می شدند۔ یک مخلص افغانی را ہمراہ می گرفتند، برائے فرش کردن

یک گلیم برائے استعمال یک آفتابہ کلان و یک صراحی و در مطبق غذا ہر سہ برادر ہر سہ می بود ما ہر سہ برادر ہر سہ می بود کم حضرت ایشان نزد مزار شریف زیر سایہ درخت "نیم" بہ ذکر شریف مشغول می شدند و ما برادران در قرب جوار بہ بازی و سیر و تفریح مشغول می شدیم، چون وقت تناول غذا می رسید حضرت ایشان استادہ شدہ قدرے بہ آواز بلند می فرمودند: "بچہا بیاید و نان بخورید" بعد از تناول غذا قدرے قبیلولہ می فرمودند و باز وضو کردہ نمازی خواندند عاجز یاد دارد کہ احیاناً حضرت ایشان اذان می گفتند و تکبیر گفتہ نمازی خواندند تا آن زمان دیوار احاطہ و فرش نہ ساختہ شدہ بود۔ حضرت ایشان می فرمودند کہ این مبارک زمین قطعہ جنت است۔ بہ پہلوئے حضرت سید السادات جہت شرق مزار حضرت امۃ الفاطمہ زوجہ حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرارہا واقع است کہ جدہ حضرت ایشان اند۔

بہ روز جمعہ ۲۴ رمضان ۱۳۶۶ھ (۱۵ اگست ۱۹۴۷ء) انگلیسہا اسباب بربادی مسلمانان پیدا کردہ رخت سفر از ہند بر لبست۔ اندران وقت ہر چہ از ظلم و عدوان پیش آمدہ بر صفحات تاریخ ثبت است، دران ایام زرد خورد و بعض اشقیاسنگ سُرخ فرشی را از ان جا بردند۔ دو جادویوار را نیز نقصان رساندند۔ بہ دو شنبہ دو از دہم محرم ۱۳۶۳ھ (۲۱ ستمبر ۱۹۵۳ء) عاجز آن جا با یک نفر رفت تا اندازہ مصارف کند۔ دران وقت یک ہندو با چیزے گلہا رسید۔ گلہا را بر مزارات نہاد و گفت: "سنگہائے فرشی این جا را دو نفر بردہ اند۔ یکے در این قریہ سکونت دارد و اشارہ بہ جہت وہ کرد و دیگرے در بھوگل" می باشد کہ در قرب یک آبادی جدید است، صاحب قریہ ازین سنگہا خانہ خود ساخت۔ چون سقف خانہ می خست و تیرہا را بردیوار نہادہ سنگ ہا را بالائے تیرہا فرش کرد و بر سرش، گل و خشت نہاد۔ و بنایان بعد از زوال برائے نان خوردن رفتند و اہل و عیال خود را آواز داد تا کہ تعمیر و تسقیف را بہ بینند با افراد خانہ زیر بام بود کہ یک بارگی بام بر سر آن ہافتاد۔ چنان چہ آن ہندو و زانش و یک دختر کلان وے و دو بچہ و دختر ہمان دم بگردند۔ و آن کس کہ در بھوگل سکونت داشت دو روز بیماری کشید و مرد و باز پیش و باز زنی پیش در چند یوم مردند۔ و زانش را ہر دو چشم کور شد۔ و مردم می گوید کہ این ہمہ عقاب آن بے ادبی است کہ ایشان در این جا کردہ بودند۔ من بہ ہر روز پنجشنبہ حاضر می شوم و قدرے از گلہا بر مزارات می نہم۔ امروز شمایان را دیدم لہذا آمدم۔"

بہ روز سیلوم عاجز بوریہائے سیمنٹ و اہاک و غیرہ آن جا فرستاد مع یک بتار و چہار مزدور، و بعد از ظہر عاجز آن جا رسید۔ برائے حفاظت سیمنٹ و غیرہ لازم بود کہ دو نفر آن جا قیام کنند۔ چون کہ آن جائے تنہائی بود و در قرب و جوارش کسے سکونت نہ داشت مزدوران خائف بودند۔ یکے قدرے ہمت داشت،

وے راضی شد و دیگرے رفاقت وے کر دے۔ روز دوم چون این عاجز عند الظہر آن جا رسید وید کہ بر مزار شریف گلبا و قدرے شیرینی نہادہ اند و مزدوران بشوق تمام مصروف عمل اند۔ دو نفر مزدور کہ آن جا شب قیام کردہ بودند گفتند مایان نزد سامان خود خواب کر دیم۔ در نیم شب یکے از ما بیدار شد و باز پہلوئے خود تبدیل کردہ ارادہ خواب کر دید کہ بر صبح مبارک یک پیر مرد کہ پشتش دو تابوڈ مشغول ذکر شریف رو بہ قبلہ نشست است وے بہ غائر نظر دیر پیر مرد نظر کر دے باز رفیق خود را بیدار کر دے کہ آن ہم بہ بیند چنان چہ وے نیز بہ زیارت مشرف شد و آن ہر دو تا دیر این احوال رومی نگر بیستند و بیان کر دند کہ بعد از ان یک بارگی آن پیر مرد از نظر مایان غائب شد۔ و بعد از دید این کرامت این دو نفر تا اختتام کار آنجا بہ رغبت و شوق تمام مقیم بودند۔

**حضرت حافظ سعد اللہ** | خلیفہ حضرت محمد صدیق فرزند ششم حضرت خواجہ محمد معصوم اند حضرت مرزا مظہر بعد از وفات سید السادات و حضرت محمد افضل خلیفہ حضرت

حجتہ اللہ نقشبند تا دوازده سال از حضرت حافظ سعد اللہ استفادہ کر دند۔ مزار مبارک ایشان بیرون دروازہ اجیری در احاطہ مدرسہ غازی الدین خان در زیر زمین (مرداب) موجود است، روزے حضرت ایشان بر مزار مبارک ایشان حاضر شدند و دیدند کہ از صدمات قطار خط آهن کہ در قرب آن جا واقع شدہ در بام شگافہا افتادہ، حضرت ایشان آن جا پایہ ہائے عمدہ استادہ کر دند۔ بعد از تعمیر پایہ ہا و ساختن دروازہ خوب چون بر مزار مبارک حاضر شدند در واقعہ دیدند کہ حضرت حافظ می فرمایند: صاحبزادہ، تو خانہ مرا محفوظ کردی پروردگار خانہ ترا محفوظ دارد۔ آن وقت جمعے از مخلصین و صدر مدرس مدرسہ غازی الدین خان، ماسٹر فضل الدین و مولوی سید عطار الحق موجود بودند حضرت ایشان بہ انبساط تام این مکاشفہ را بیان فرمودند کہ کار اصلاح بہ توسط فضل الدین و عطار الحق شدہ بود۔ رحمہما اللہ و قدس اللہ بتر الحافظ۔

**حضرت شاہ گلشن** | خلیفہ حضرت عبدالاحد وحدت۔ مزار مبارک ایشان در دائرہ کناٹ پلین (دہلی نو) آمدہ حکومت ارادہ کر دے کہ مزار را بردارد۔ حضرت ایشان مساعی

فرمودند و بہ امام صاحب جامع مسجد دہلی (شمس العلماء) سید احمد گفتند کہ اجازت تعمیر مزار شریف حاصل کنند۔ امام صاحب سعیہا کر دند و چند روز قبل از وفات حضرت ایشان اجازت نامہ تعمیر مزار شریف آوردند حضرت ایشان برائے تعمیر مزار شریف بہ اندازہ دو ہزار روپیہ فراہم کر دند۔ بعد از ارتحال حضرت ایشان حضرت برادر کلان بہ شخصے تفویض این کار کر دند و تعمیر بہ وجہ خوب شد۔

بہ ایام آخرین روزے حافظ عبدالحکیم سوداگر حجت دہلوی در خدمت حضرت ایشان بہ وقت ظہر بہ اسپتال رسید۔ عاجز نزد خیمہ استادہ بود۔ ناگاہ حضرت ایشان از خیمہ برآمدند و حافظ عبدالحکیم را فرمودند بیا

د دست راست خود بر شانہ عاجز نہادہ روان شدند۔ وہ مزار حضرت گلشن رسید فاتحہ مختصرہ خواندہ زو بہ حافظ عبدالحکیم کردہ فرمودند حضرت ایشان عمر شریف خود را در مجاہدات صرف کردہ اند۔ سبزی فروش دوکانداران ناکارہ برگہائے سبزی را می انداختند و ایشان آن برگہا را و پوست خرپزہ و تر بوز وغیرہ را از بازار جمع کردہ بآب حوض مسجد جامع می شستند و بعد از دو سہ روز قدرے ازان تناول می کردند و از آب حوض سہ کف آب می نوشیدند و سی سال در یک گلیم گز را نیدند۔ روزے در الان مسجد کہ بہ جہت بازار واقع است نشستہ بودند نظر ایشان بر موکبے افتاد۔ مابین موکب یک "فینس" را معمور از الوار یافتند۔ بہ خادم خود فرمودند آتش بیارتا این گلیم خود را بسوزانم۔ خادم عرض کرد قبلہ گاہم چرا گلیم را می سوزند۔ فرمودند۔ از سی سال این گلیم را می پوشتم۔ دروے آن قدر الوار می بینم کہ در این فینس کہ از امیرے است می بینم۔ خادم عرض کرد۔ حضور این موکب و این فینس از قبلہ عالم خواجہ محمد زبیر است۔ حضرت ایشان این کلام شنیدہ فرمودند پروردگارا شکر است کہ این موکب پیرزادہ من است و گلیم من رسوانہ شد۔ قدس اللہ سرہ۔

**حضرت عبدالعدل** | مزار مبارک ایشان در قبرستان حضرت خواجہ باقی باللہ مابین مزار پرنوار ایشان مزار حضرت خواجہ خورد واقع است۔ حضرت ایشان بہ روز

یکشنبہ ۲۸ صفر ۱۳۳۵ھ (۲۴ دسمبر ۱۹۱۶ء) صبا حاکم مزار پرنوار ایشان حاضر شدند۔ فاتحہ مختصرہ خواندند۔ باز خس و خاشاک وغیرہ را بہ دست مبارک خود پاک کردند و عرض کردند "من از اولاد برادر مرشد شما ہستم شما برائے من و اولاد من دعا کنید" و باز دست مبارک خود را بہ خاک پاک تربت رسانیدہ بر سر دروے الوار خود مالیدند۔ از مخلصین پاک نہاد چند افراد موجود بودند۔ یکے از انہا روز و تاریخ و سال را نوشتہ بود۔ از روئے آن تحریر عاجز تاریخ نوشتہ است۔ حضرت عبدالعدل از خلیفہ حضرت خواجہ محمد زبیر کسب سلوک کردہ خلافت یافتہ اند و حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی از ایشان استفادہ کردہ اند این واقعہ بہ یاد عاجز بود بہ اول ماہ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ عاجز بر مزار حضرت ایشان رفت و دید کہ بر مزار مبارک انبارے از خاک و سنگ افتیدہ۔ چنان چہ عاجز آن انبار را دو کرد و مصطبہ را ارتفاع دادہ سنگ مزار را بروے نہاد۔ و کان الفراع من انہام ہذا العمل یوم السبت ۳۱ من شہر ربیع الاول ۱۳۶۶ھ والحمد للہ علی ذلک۔

**حضرت شاہ محمد آفاق** | ایشان فرزند احسان اللہ فرزند محمد اظہر کہ از دربار سلطان عالمگیر خطاب نواب اظہر الدین خان داشت فرزند محمد تقی فرزند حضرت عبدالاحد

وحدت قدس اللہ امرار ہم بودہ اند۔ کسب سلوک مجددیہ از خواجہ ضیاء اللہ کشمیری کردند و خلافت یافتند و شان از اجل خلفائے حضرت خواجہ محمد زبیر اند۔ قدس اللہ امرار الجمیع۔ حضرت ایشان قوی النسبہ ،

قوی تاثیر و مقتدائے وقت و بمعصرت حضرت شاہ غلام علی و حضرت شاہ ابوسعید بودند، و در محله مغلیہ پورہ دہلی قیام داشتند خانقاہ حضرت خواجہ محمد زبیر و مسجد شریف ایشان بر بکتِ انفاسِ قدسیہ حضرت ایشان آباد بود و فات حضرت ایشان بہ چہار شنبہ ہفتم محرم ۱۲۵۱ھ واقع شد و متصل بہ دیوار مسجد شریف جہتِ غرب مدفون شدند حضرت سیدی الوالد تاریخ وفات ایشان گفتہ اند۔

چون جناب شاہ آفاق از جہان کرد رحلت سوئے جناتِ نعیم  
گفت سالِ رحلتش خیرِ حزمین خلد راماوائے او کن اے کریم  
و گفتہ اند

نور ملت نور اسلام آفتاب اوج علم نور افزائے جنان گردید با صد احترام  
گفت رضوان از پے ضبطِ سنینِ رحلتش جنت الماوائے شدہ ماوائے آن عالی مقام

در مغلیہ پورہ دہلی قیام سعید الزبیر بود و فرزند محمد زبیر فرزند سراج الزبیر فرزند احمد بخش فرزند عبد القدوس فرزند عبد القادر فرزند قبلہ عالم محمد زبیر فرزند ابو العلی فرزند حجۃ اللہ نقشبند فرزند خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرار تم و افاض علینا من برکاتہم، وفات ایشان بعد از طلوع آفتاب بہ ساعت نہ روز شنبہ ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ (۱۵ اپریل ۱۹۴۷ء) واقع شد و متصل صحیح مسجد شریف پیش روئے حجرہ کہ نشیستگاہ ایشان بود مدفون شدند ایشان را سہ سپہر بود۔ رشید الزبیر، حمید الزبیر، حفید الزبیر، نام آخرین را حضرت سیدی الوالد نہادہ بودند۔ سعید الزبیر مرد صالح و سادہ و پاک روش بود۔ اکثر بہ خدمت حضرت ایشان می رسید۔ و حضرت ایشان نیز چند بار در سال بہ جائے ایشان می رفتند و احیاناً حضرت والدہ و خواہران را نیز می بردند بر مزار پر انوار حضرت شاہ آفاق فاتحہ می خوانند و بہ مراقبہ و ذکر شریف مصروف می شدند روزے چون اذان جادع بہ سوار شدہ بہ خانقاہ شریف روانہ شدند از حضرت جد امجد شاہ احمد سعید گفتند کہ ایشان بہ خدمت حضرت شاہ آفاق می رسیدند شاہ آفاق را نور بصارت نہ بود۔ نور بصیرت بسیار قوی بود۔ استعمال حلیم می کردند حضرت جد امجد حلیم را درست کردہ پیش می کردند و بہ ادب می نشستند و قتی کہ حضرت شاہ آفاق ہو کر کردہ دود را می کشیدند آن وقت نسبت شریفہ را آن گونه تاثیر می بود کہ در توجہات حضرت شاہ غلام علی رومی داد۔  
قَدَسَ اللهُ اسْرَارَهُمُ الْعَلِيَّةَ۔

زود مزاح حضرت شاہ آفاق متصل بہ دیوار مسجد شریف آن تختہ از سنگ "باسی" نہادہ بود کہ بر آن قبلہ عالم حضرت خواجہ محمد زبیر را غسل دادہ بودند۔ این قطعہ سنگ را حضرات کرام و آبائے عظام تخت شریف می گفتند۔ در ہندوستان از خلفائے شاہ آفاق ملحق الاحفاد بالاجداد مولانا افضل رحمن گنج مراد آبادی



اشتهار زیاد دارند فضلِ رحمن نام تاریخی است کہ ۱۲۰۸ھ است و وفاتِ ایشان در ۱۲۱۳ھ بودہ۔ صدر یار جنگ نواب مولانا حبیب الرحمن خان شروانی علی گڑھی از ایشان بیعت بودند۔ در حوالی ۱۲۲۹ھ حبیب الرحمن خان بر مزار حضرت شاہ آفاق حجرہ ساختند۔ تخت شریف حسب سابق متصل بہ دیوار بیرون حجرہ بود۔ بہ آخر رمضان ۱۳۶۶ھ (آواسط اگست ۱۹۴۶ء) آزادی دست دادند۔ زمین ہند بہ خونِ مظلومان رنگین شد و ہزار ہا مساجد و مقابر ایشان نہ ماند۔ اندرین ایام نزد و خورد رشید از بیر شہید شد و اولادِ وے و برادرانش بہ پنجاب پاکستان رفتند۔ ہندوان بر مسجد شریف و مزار مبارک تصرف کردند۔ تخت شریف ضائع شد۔ مسجد شریف مسکن و حجرہ مزار شریف و اراضی دوکانہا گشت، تا ہفدہ سال مزار شریف نشانی نہ بود۔ بہ چہشنبہ یکم محرم ۱۳۸۲ھ (۱۲۱۴ مئی ۱۹۶۴ء) عبدالغفار سکر تیر مجلس اوقاف دہلی نزد عاجز مولوی اخلاق حسین و برادرش حکیم سید حسین رافرتا کہ دی روز حجرہ مزار شریف را ہندوان خالی کردہ اند۔ شما جائے مزار مبارک را در حجرہ معین کنید۔ عاجز ہمراہ ایشان بہ غلپورہ رفت۔ شخصے کہ بر این حجرہ تصرف کردہ بود تعویذ مزار را شکستہ بود۔ و فرش آنجا را با فرش حجرہ برابر کردہ مخزن زکال ساختہ بود۔ عاجز جائے قبر ایشان داد۔ چون فرش آن جا شکستند قبر ظاہر شد۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

عاجز بہ روز چہار شنبہ ہفتم محرم آن جا رسید۔ آن روز، روز عرس بود، دکانداران آن جا کہ ہندوان و سکھان بودند در عرس شریک شدند، چون ایشان را علم شد کہ عاجز از آقارب حضرت ایشان است بہ بسیار تعظیم پیش آمدند و گفتند: "شخصے کہ قبر مبارک را شکستہ بود بعد از چند وقت در ہر دو دست وے در شروع شد و باز داناہا پیدا شدند۔ ہر چند علاج کرد فائدہ نہ شد۔ آخر الامر ہر دو دستہاے وے پر از زخمہا شد و باز از بند دست ہر دو دست جدا شد و در ہمین رحمت و تکلیف شدید برد، چون می مردمی گفت کہ رنجوری من از بے ادبی این مزار است لہذا این حجرہ را حوالہ بہ مسلمانان کنید کہ شمایان بہ عذاب مبتلانہ شوید ازین جہت این حجرہ حوالہ بہ شمایان می کنیم و مایان برائے ہر خدمت کہ باشد حاضر ہستیم"۔ این بیان ہندوان بود کہ پیش روے جمع کثیر بہ عاجز گفتند۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِکَ لَعِبْرَةً لِّذٰلِی الَّذِیْنَ اَبْصَارٌ۔

**حضراتِ محدثین دہلویہ** | نوبتے حضرت ایشان بہ گورستان ہندیان، بر مزارات شاہ عبدالرحیم و شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز و شاہ رفیع الدین و شاہ عبدالقادر

تشریف بردند۔ ہمراہ ایشان بدانندازہ بست و پنج نفر از مخلصین بودند۔ مثلاً حاجی ملا احمد، مولوی عبدالعزیز کھلنوی، مولوی بلد الاسلام و مولوی بخش اللہ وغیر ہم۔ نماز مغرب در مسجد خواندند و باز متوجہ بہ مزارات شریفہ شدند، بعد از عرض سلام بہ تلاوت سورۃ یٰسین مصروف شدند۔ اگرچہ حضرت ایشان حسب معمول

بہ آواز بلند تلاوت می کردند تا آواز حضرت ایشان پست مانده بود حضرت ایشان مخلصین گفتند از این جائے بروید چنان چہ ہمہ پس دیوار مسجد شریف نشستند حضرت ایشان باز تلاوت شروع کردند چون آواز بلندی پیدائے کرد سوئے آسمان سر برداشته نظر کردند و باز بہ تلاوت مصروف شدند چون از تلاوت و مراقبہ و دعای فارغ شدند صدای مخلصین داوند و فرمودند ما خیال کردیم شاید اثر کرد و رت شمایان است کہ آواز بلند نہ می شود لہذا شمایان را گفتیم کہ بروید بعد از رفتن شمایان چون در کیفیت فرق نہ یافتیم بہ سوئے آسمان نظر کردیم دیدیم کہ از بالاتے سر بایے میان تا آسمان ملائکہ سکینہ فضا را پر ساخته اند و از ضغطہ ملائکہ آواز بلند نہ می شود۔

**واقعہ حضرت اُسید** | این واقعہ کہ حضرت ایشان را پیش آمدہ عاجز را واقعہ حضرت اُسید بہ یادی آرد کہ در مشکات در کتاب فضائل القرآن از صحیحین نقل شدہ است، حضرت

ابو سعید خدری می گوید در اثنائے آن کہ اُسید سورہ بقرہ را در شب می خواند و نزد وے اسپ وے بستہ بود۔ ناگاہ اسپ وے بجهید وے خواندن را ترک کرد و اسپ ہم آرام گرفت۔ و چون اُسید باز خواند اسپ باز جولان کرد۔ اُسید باز خاموش شد و اسپ ہم ساکن گشت۔ اُسید بار سوم باز خواند و اسپ نیز بار سوم جولان کرد۔ اُسید قرارت را گذاشت۔ پس اُسید کہ یحیی نام داشت نزدیک بہ اسپ بود وے رسید کہ پسرش را از اسپ آراکے رسد چون پسر خود را از آن جالپس کرد سر خود را بہ جانب آسمان برداشت۔ ناگاہ مانند سائبان چیز ہا بدید و در سائبان امثال چراغ ہا چیزے بود۔ اُسید بن حفیر این واقعہ را صبا حانہ نزد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کرد۔ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوبار بفرمود۔ اے پسر حفیر بخوان اے پسر حفیر بخوان۔ اُسید عرض کرد یا رسول اللہ من ترسیدم کہ پسرم یحیی را اسپ پائے مال کند کہ وے نزد اسپ بود و من بہ سوئے یحیی منصرف شدم و سر خود را بہ سوئے آسمان برداشتم ناگاہ دیدم مانند سائبان کہ در وے مانند چراغ ہا است۔ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود خبر داری کہ آن چہ چیز است۔ اُسید گفت من خبر نہ دارم۔ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود آن فرشتگان انداز جہت آواز تو (کہ قرآن می خواندی) قریب شدند و اگر تمام شب می خواندی صبا حامی دیدی کہ مردم بہ سوئے آن ہامی بینند۔

**واقعہ فتح اللہ** | بیان فتح اللہ ان شارا اللہ در فصل سوم خواهد آمد مزار فتح اللہ از مدخل بہ جہت شرق واقع بود چون حضرت ایشان از مدخل برآمدند عاجز عرض کرد جناب حضرت

آن قبر فتح اللہ است حضرت ایشان سر مبارک خود را بلند کردہ بہ دقت سوئے قبر نظر کردند۔ اصحاب نسبت عیاناً ملاحظہ کردند کہ از چشمان مبارک حضرت ایشان تا قبر فتح اللہ دو خطوط نوری ممتد شدہ۔ بعض افراد این واقعہ را دیدہ نعرہ اللہ زدند و تازمانے در احوال ماندند۔

## حضراتِ عندلیب و درد

نماز عصر خواندہ یک روز بیرون دروازہ ترکمان برآمدند و فرمودند بہ مزار عندلیب و دردی رویم۔ جماعتی از مخلصین ہمراہ بود۔ چون بہ مزارات رسیدند فاتحہ مختصرہ خواندہ مراجعت فرمودند۔ آنجا پہنچ نہ نشستند۔ خواجہ محمد ناصر عندلیب از خلفائے قبلہ عالم خواجہ محمد زبیر بود و بعد از ارتحال پیرو مرشد خود بنائے طریقہ محمدیہ نہادہ اند و ایشان را کتابے است موسوم بہ نالہ عندلیب۔ "خواجہ درد فرزند ایشان است، ایشان را اول المحدثین می گویند۔ علم الکتاب نالہ درد، آہ سرد، درد، شمع محفل، اسرار صلاہ از تالیفات ایشان است۔ اشتہار این بزرگواران نسبت بہ طریقت در شاعری بیش از پیش است۔ قَدَّسَ اللهُ أَسْرَارَهُمَا۔

حضرت ایشان چون اذان جا برگشتند اتفاقاً قطارے از شتران می گزشت۔ یک بچہ شتر آواز با کردہ نزد حضرت ایشان رسید، و ایشان استادہ شدہ "واہ واہ" فرمودہ دست خود را جانب وے دراز کردند۔ بچہ شتر سُرور وے خود را بردست مبارک ایشان می مالید و آواز ہا می کرد۔ ان وقت عجب کیفیت ظاہر شد۔ حاجی ملا احمد خان بجان اللہ گفتہ درو جد آمدند۔ آواز بچہ شتر برائے دیگر مخلصین پاک نہاد ہم سبب جد شد۔ کسانے کہ یزدان پرستی کنند بہ آواز دو لایب مستی کنند

## حضرت قطب الاقطاب

بعد از ماتہ سیزدہ در سال سی و پنچ و سی و شمش حضرت ایشان بہ ہر روز جمعہ از دہلی بہ مہرولی می رفتند۔ حکیم محمد شفیع معالج چشم و یک مخلص افغانی در عربہ ہمراہی بودند۔ حکیم محمد شفیع معالج چشم متصل باڑی در پہاڑ گنج، کہ در ان ایام در راہ مہرولی واقع بود۔ قیام داشت چون عربہ حضرت ایشان آنجا می رسید۔ محمد شفیع بالائے عربہ نزد سائق می نشست مہرولی از دہلی فصل یازدہ میل انگیزی دارد۔ در نیمہ راہ مقبرہ صفدر جنگ واقع است کہ حوض ہا و باغچہ جمیل دارد۔ حضرت ایشان آنجا قدرے توقف می کردند۔ و سیر و تفریح کردہ بہ مہرولی می رفتند۔ روزے بر کنارہ حوض یک جا استادند و فرمودند کہ در او اہل صفر ۱۲۴۴ھ چون حضرت جد ماجد بہ سفر حجاز مقدس روان شدہ بودند و چند روز این جا قیام کردہ بودند، در ان ایام ما این جا بازی می کردیم۔ و یک روز این جا بر کنارہ حوض استادہ بودیم کہ یک انجلیزی آمد و استفسار کرد کہ آیا در این جا عبد اللہ نام کسے مقیم است۔ کسے بہ وے گفت کہ این بچہ عبد اللہ نام دارد۔ انجلیزی تبسم کرد و بید خود را بہ زخمی بہ پشت من رساند و روانہ شد۔ عاجز ان وقت و آن جا را یاد دارد و البقاء للہ و وحدہ جل جلالہ۔

از صفدر جنگ بہ درگاہ حضرت قطب الاقطاب می رفتند۔ درگاہ مبارک دو دروازہ دارد، یکے غرب نویہ و دیگرے شمال نویہ۔ حضرت ایشان از دروازہ غرب نویہ داخل می شدند۔ وقتے کہ از عربہ پائین می شدند۔

بہ سائق می فرمودند کہ بہ مینارِ قطب برو۔

حضرت ایشان کما کانت عادتہ المبارکۃ۔ تمامی ادب شدہ بہ مسجد شریف می رفتند۔ امام مسجد شریف حافظ عابد علی از مخلصین حضرت ایشان بود۔ وے و جمیع صاحبزادگان آن درگاہ بہ خدمتِ حضرت ایشان عرض کردند کہ امامت آن جناب فرمایند۔ چنان چہ حضرت ایشان و باز حضرت برادرِ کلان آن جا امامت جمعہ کردند۔ و بعد از نماز جمعہ بر مزار پرانوار حاضر شدہ سورہ یسین می خواندند۔ عجب لطفہارومی نمود چون اہل دہلی را از این امر آگاہی شد اصحاب ذوق و شوق بہ کثرت آن جامی رسیدند۔ چنان چہ دالان ہائے مسجد شریف و ہم صحبتش از مردم پرمی شد و بہ وقت فاتحہ دائرہ مزار شریف از اندرون و آن مکرکہ مابین مسجد شریف و دائرہ واقع است از شاہ تعلقین پرمی بود۔ حضرت ایشان سببہامی فرمودند کہ از خلائق خود را دور دارند لیکن خلق خدا پروانہ نمط برایشان هجوم می آورد۔ در فصل دوم از کتاب الرقاق مشکات از ترمذی و ابن ماجہ نقل کردہ کہ یک شخص نزد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر شدہ عرض کرد۔ دُنِّی عَلٰی عَمَلٍ اِذَا اَنَا عَمَلْتُهُ اَحَبَّنِی اللّٰہُ وَاَحَبَّنِی النَّاسُ، قال ازهد فی الدنیا یحببک اللہ وازهد فیما عند الناس یحببک الناس۔ راہ نمائید برابر کارے کہ چون آن کار را بکنم دوست دارد مرا حق تعالی و دوست دارند مرا آدمیان آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود در غیبت در دنیا مکن تا دوست دارد ترا پروردگار و در آن چہ نزد مردم است رغبت مکن تا دوست دارند ترا مردم۔ چون کہ حضرت ایشان از دنیا و از اہل دنیا تامل نمودند و زبیدند و جانب آنها التفات نہ کردند و رضائے مولی حاصل نمودند۔ قُلُوبُ الْعِبَادِ قَالَتْ لِیَبِہ۔

غالباً در سال سی و پنج از ماتہ چہار دہم ملا صاحب خان قمبرانی از کوسٹہ و گل خان شخیل از افغانستا براے خوش کردن حضرت ایشان از دہلی تا مہرولی و باز از مہرولی تا دہلی پیش روے عربہ حضرت ایشان می تاخذند و در راہ با یک دیگر ملاعبت نیز می کردند تا نظر التفات بہ سوئے ایشان نہ فرمایند۔ رَحِمَهُمَا اللّٰہُ وَحَسْرَهُمَا مَعَ مَنْ اَحَبَّاهُ۔

گر میل کند سونے ہلالی عجب نیست شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا

در دہلی نواب خضر در علاقہ بلیماران قیام داشت۔ وے از حضرت شاہ ولی النبی مجددی خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید طریقہ شریفہ گرفتہ بود۔ مرد ذاکر و شاغل و متراض بود۔ از وجہ پیری از تحصیلداری متقاعد شدہ بود۔ لہذا فرصت یافت کہ در کنجہ نشستہ عبادت پروردگار کند۔ بیشتر بہ درگاہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین و کتر بہ درگاہ حضرت قطب الاقطاب سکونت می کرد۔ در ایامے کہ حضرت ایشان بہ مہرولی می رفتند قیامش آن جا بود۔ در نماز و در حلقہ زیارت بہ مواظبت شریک می شد۔ روزے در حلقہ زیارت ظہر

برکات و فیوضات از حد فزون بود۔ از حاضرین کسے نہ ماند کہ بہ آہ و بکا مصروف نہ شدہ باشد۔ چون حضرت ایشان ازان جا روانہ شدند بہ دست بسیار بازوے نواب خضر اگر فتنہ بودند آن وقت بہوے فرمودند۔ خضر دیدی کہ امروز جناب حضرت چہ مہربانی ہا فرمودہ اند۔ نواب خضر بہ گریہ مصروف شدہ گفت، بلے من دیدم خوب دیدم۔ حضرت ایشان بہوے فرمودند۔ یک درگیر محکم گیر۔ یعنی این چہ می کنی کہ گاہے در نظام الدین قیام می کنی و گاہے در قطب۔ بعد ازین ارشاد گرامی نواب خضر سکونت نظام الدین اختیار کرد و تا آخر حیات آنجا قیام کرد۔ در یک ماہ برائے یک روز و یک شب بہ دہلی می آمد۔ وجہ معاش رومی گرفت و اہل و عیال رومی دید و روز دیگر می رفت۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

از حلقہ زیات فارغ شدہ پا پیادہ بہ مینار قطب کہ بہ اندازہ نصف میل فصل وارد تشریف می بردند و آن جا در مرغ زار زیر سایہ درختے با ماہر سہ برادر عذر تناول می کردند و درے قبیلوہ کردہ مراجعت بہ خانہ می کردند۔

دو بار حضرت ایشان در عرس شریف حضرت نظام الدین قدس سرہ بہ شب تشریف بردہ اند۔ بہ ظاہر احوال سبب رفتن آن

شد کہ حسب معمول چون بعد العشاء بر تخت تشریف فرما شدند کہ در دروازہ خانقاہ شریف بودہ۔ از شارع آوا مردم بہ مسامح شریف رسید۔ استفسار نمودند این آواز ہا از چہ وجہ است۔ مولوی بخش اللہ و مولوی بدرالاسلام عرض کردند کہ شب عرس حضرت سلطان المشائخ است و مردم آن جامی روند۔ فرمودند عربہ بیارید کہ ما ہم می رویم۔ چنان چہ عربہ رسید و حضرت ایشان و ماہر سہ برادر و حاجی ملا احمد خان و یک مخلص دیگر از افغانستان روانہ شدیم۔ حضرت ایشان از جانب دروازہ شمالی بہ ادب تمام داخل شدند۔ از مخلصین پاک نہاد جمع کثیر آن جا رسیدہ بود آن پاک نہادان حضرت ایشان را مخاطب شدند و از ہجوم خلائی محفوظ کردہ بہ مزار پُرانوار رسانیدند۔ حضرت ایشان در گنبد شریف داخل شدہ جہت غرب مزار اولاً سلام عرض کردند۔ باز نشسته سُورۃ مَلَاک تلاوت کردند۔ پس پشت حضرت ایشان پنجرہ ہائے سنگی بود متصل بہ آن مخلصین پاک نہاد نشستند۔ نزد چتلی قبر مولوی دُ لَہُن قیام داشت کہ ہم واعظ شیرین بیان و ہم در طریقہ چشتیہ شیخ طریقت بود۔ دستے متصل پنجرہ از اول تا آخر استادہ بود۔ بر حضرت ایشان حالتے طاری شد کہ غیر از آن وقت دیدہ نہ شدہ با حضرت سلطان المشائخ بہ آواز بلند ہم کلام بودند بار بار لفظ ”جی“ می گفتند کہ بہ جائے بلے در آرد و استعمال می شود۔ آن وقت حضرت ایشان بہ آواز بلند فرمودند کہ من بہ خدمت شما رسیدہ عرض کردہ بودم کہ اولاد زینہ نہ دارم۔ دعا فرمائید کہ اللہ تعالیٰ مرا اولاد زینہ عنایت کند۔ حضرت شما دعا کردید و

پروردگار مراسمہ پس عنایت کرد۔ یکے بلال است دوم زید سوم سالم۔ حالاً از حضرت شہا التجامی کتم کہ در حق ایشان دعا فرمایید کہ حق تعالی ایشان را نیک صلح کند۔ و باز حضرت ایشان خاموش شدند و بعد لحظہ لفظ "جی" بر زبان مبارک راندند۔ بہ دوران مکالمہ احیاناً سر مبارک خود را خم می کردند و گاہے دستہا را برداشته اشارہ می کردند حضرت ایشان درین مکالمہ محو بودند کہ ناگاہ از دروازہ گنبد مبارک آوازے کرخت بلند شد۔ کہ شمایان برآید تا دیگران بہ زیارت مشرف شوند۔ این آواز کرخت سلسلہ مکالمہ را بند کرد و حضرت ایشان ما برداران را فرمودند "این افراد ناراض می شوند بسیار سید چہا کہ ما برویم۔"

عاجز سابقاً بیان کردہ کہ کسانے کہ با اولیائے پروردگاری ستیزند۔ از جانب پروردگار بہ ایشان تنبیہ می شود، درین وقت انہا را آن تنبیہ شد۔ ہنوز حضرت ایشان از جائے خود قدم نہ برداشته بودند کہ آن شخص کرخت آواز بلند کردہ گفت "وائے کسے مرا کشت" و معلوم شد کہ کسے بر شکم کلان وے مشتے بہ شدت زدہ بود۔ دوازدمی نالیدومی پیچید۔

چون حضرت ایشان از قبۃ برآمدند خلق خدا برائے مصافحہ هجوم آوردند مخلصان پاک نہاد را پروردگار اجر ہادہ کہ ایشان احاطہ کردہ حضرت ایشان را بہ عربہ رسانیدند مولوی دلہن فیما بعد بہ مولوی بخش اللہ مولوی بدالاسلام وغیرہما گفت کہ سالہا است کہ من بہ عرس شریف می روم۔ کیفیائے کہ آن شب بہ ظہور آمدند بیچ گاہ ندیدہ بودم تا وقتے کہ حضرت ایشان در قبۃ بودند من از خود بے خبر بودم۔

**نوبت دیگر** الطاف و عنایاتے کہ در سال اول یافتہ بودند محرک شد کہ سال دوم باز قصد کنند، چنان چہ نماز عشاء خواندہ حضرت ایشان و ماہر سہ برادر و مولوی سردار احمد و کیل مجددی رامپوری مع یک مخلص افغانی بہ مزار فیاض الانوار حضرت سلطان المشائخ رسیدیم حضرت ایشان حسب معمول سلام عرض کردند و روز انوشستند تا سورتے تلاوت فرمایند۔ لیکن درنگے نہ شد کہ حضرت ایشان بر فاستند و آثار پریشانی بر لبشہ مبارک ظاہر بود۔ در عربہ چند دقیقہ خاموش ماندند و باز بہ سردار احمد و کیل خطاب کردہ فرمودند۔ "سردار احمد، امروز چہ بود کہ مزار مبارک را از انوار و برکات یک سرفالی یافتیم۔ امروز از من گناہے ہم سرنہ زدہ" چون عربہ ایشان بہ محاذات دروازہ غربی قلعہ کہنہ نزد مزار "شکے شاہ" کہ بہت شرقی شارع عام است، رسید حضرت ایشان یک بارگی بہ آواز بلند فرمودند۔ بنگرید بنگرید! کہ این جا حضرت استادہ اندومی فرمایند۔ شمار تربت مارفتید و ما از بے اعتدالی زائرین این جا آمدیم" حضرت ایشان اشارہ بہ جہت غرب شارع کردہ بودند و وقتے کہ کلام حضرت سلطان المشائخ را نقل می کردند از مسرت روئے مبارک چون گل شگفتہ بود۔ و اثر نسبت مبارک ہر یک محسوس کرد۔ حیف صد حیف۔ آن قدر بشکست و آن ساقی نہ ماند۔

**حضرت چراغ دہلی** | بہ مزار پرانوار حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی دو بار حضرت ایشان تشریف

بہ اندازہ دو دو نیم میل افرنگی بُعد دارد۔ برائے حضرت ایشان بند و بست فینس کردہ شدہ بود و برائے ماہر سہ براد انتظام عربیہ گاؤ۔ و نوبت دیگر در عربیہ بہ راہ مہرولی تا مقبرہ ”بیوی بانندی“ (السَّيِّدَةُ وَالْأَمَةُ)، و از انجا در فینس۔ از بیوی بانندی تا مزار مبارک فاصلہ دو میل افرنگی باشد بہ ہر دو نوبت جمع کثیر از مخلصین رفاقت کردند مرو پیر محمد احسان از حضرت جد امجد شاہ احمد سعید بیعت بود۔ و در آن ایام حضرت ایشان را در آغوش خود گرفتہ می گشتند و سوز از جان و دل عاشق و شیدائے حضرت ایشان بود، درین سفر مبارک رفاقت کردہ بود و متصل بہ فینس با حضرت ایشان حرف زدہ می رفت۔ شیخ عبدالباری نو مسلم کہ بصارت نہ داشت و مولوی بخش اللہ و مولوی بدرالاسلام و مولوی عبدالعزیز کھلنوی با چند مخلصین خود و جمعی از مخلصین افغانستان و سید احمد حسین انوپ شہری وغیرہ نیز ہمراہ بودند، آن جا بر مولوی عبدالعزیز احوال جذب طاری شد و آن چہ بہ باطن مشاہدہ می کرد بر زبانش می آمد و بہ آواز بلند می گفت۔ حضرت ایشان مخلصین فرمودند۔ بشنوید عبدالعزیز چہ می گوید و بیان کرامت آن خاک کہ زیر پائے مبارک آمدہ بود در فصل سوم ان اشارتہ خواهد آمد۔

بعض افراد بہ حضرت ایشان گفتند کہ بعد از ”بارہ پلہ“ از شاہراہ بہ جہت شرق مزار سید محمود بحار است کہ بہ ۲۴ صفر ۱۰۸۷ھ وفات یافتہ و از اولاد سید ناصر الدین

است۔ ایشان از اکابر اولیائے وقت بودند و چون کہ در علم ظاہر پائے بلند داشتند ازین جہت ایشان را بحار گفتند۔ حضرت ایشان یک بار آن جا تشریف بردند از شہر دہلی غالباً فاصلہ پنج میل انگلیزی دارد۔ قدس اللہ سرہ۔

**شاہ کلیم اللہ** | مزار ایشان در شہر دہلی ما بین قلعہ و مسجد جامع واقع است۔ روزے صبا خانزد حضرت ایشان متولی مزار تشریف ایشان حاضر شد و کاغذے پیش کرد کہ بران کاغذ

امضار کردہ مہر کنند۔ حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند۔ صند و قچہ ما بسیار عاجز آن را آورد۔ مہر و قطعہ مداد از صند و قچہ بر آوردند و قطعہ مداد را بروے مالیدند چون سیاہی خوب گرفت کاغذ را قدرے نم دادند و مہر کردہ بسیار روشن و صاف مہر آمدہ بود۔ چون حضرت ایشان از مہر و امضار فارغ شدند متولی عرض کرد کہ شب عرس حضرت است۔ اگر تشریف بیارید سبب از دیاد خیر و برکت باشد۔ حضرت ایشان دعوتش را قبول فرمودہ بعد العشاء الآخرہ تشریف بردند۔ بعد از عرض سلام فاتحہ مختصرہ خواندند و چند کلمات نصیحت و پند بہ حاضرین گفتہ مراجعت فرمودند۔ متولی مزار تشریف بعد از تشریف آوردن حضرت ایشان مجلس قوالی و ساز را شروع کرد۔ تا وقتیکہ حضرت ایشان آن جا بودند ساز و قوالی چیزے نہ بود۔

**شاہ عبدالسلام** | روزے پیر جی عبدالصمد کالے صاحب والے، بہ خدمت ایشان در اسپتال حاضر شدند و عرض کردند کہ مزار مبارک حضرت والدہ شاہ عبدالسلام در حدود این مستشفی واقع است۔ شاہ عبدالسلام (فرزند دختر شاہ فخر معروف بہ کالے صاحب) در طریقہ چشتیہ صاحب ارشاد بودند در اول قرن چہارم ہم حضرت ایشان در دہلی قیام داشتہ اند۔ کما تقدم فی الفصل الاول۔

و در ان ایام با شاہ عبدالسلام ملاقات کردہ بودند۔ لہذا بہ پیر جی عبدالصمد فرمودند۔ ما بہ مزار ایشان می رویم چنانچہ ہمان وقت با پیر جی عبدالصمد روان شدند۔ دست مبارک بر شانہ عاجز نہادند و از پس یک مخلص افغانی بود۔ در جائے کہ مزار شاہ عبدالسلام واقع است مشہور بہ ”بائس کولی“ است۔ حضرت ایشان بعد از عرض سلام فاتحہ مختصرہ خواندہ رو بہ پیر جی عبدالصمد آوردہ فرمودند: ”نقشہ مولوی عبدالسلام پیش رویم آمد و محبت و مہربانی ہا کہ با من می کردند بہ یادم آمد“ و باز بہ پیر جی عبدالصمد گفتند: ”مراد از الباقیات الصالحات خیر ہمین است“ و باز با پیر جی بہ اسپتال تشریف آوردند بہ او اہل رمضان ۱۳۶۶ھ (اواخر جولائی ۱۹۴۶ء) پیر جی عبدالصمد رحلت نمود، و بہ پہلوئے پدر بزرگوار خود مدفون گشت۔ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُمَا۔

**بندۂ عالم الغیب** | بر کوہ گدھ متصل بہ مستشفی عمارت پنجتہ سنگی در منزل است۔ اہل دہلی می گویند کہ در این عمارت مزار پیر غیب است۔ بہ منزل زیرین آثار قبر نہ بود۔ البتہ در منزل دوم نشان قبرے بود و آن قبر شرقاً و غرباً ساختمہ شدہ بود۔ در ایام طفولیت نسبت بہ این مزار از افراد کہن سال شنیدہ شد کہ مشہور این است کہ چون ایشان را شمالاً و جنوباً دفن کردند روز دوم دیدہ شد کہ قبر ایشان از خود محول بہ شرق و غرب شدہ است لہذا چون عمارت ساختند بہ بالا خانہ نیز شرقاً و غرباً قبر ساختند نشان زیرین از مروریام محوشدہ بود و نشان منزل دوم در سال ۱۳۶۶ھ اعدار اسلام محو کردند، عاجز در نظم ”تذکرہ لحد“ گفتہ

رفته جسم گردد خاکِ گو ر      رفته رفته گور گردد بے اثر  
رفته رفته محو گردد این جہان      کس نہ ماند جز خدائے بجزور

حضرت ایشان چون از نزد این عمارت بر شارع می گزشتند احیاناً تا بر کنارہ شارع رو بہ عمارت کردہ پا ہارا از کفش کشیدہ و بر کفش نہادہ سلام و فاتحہ مختصرہ می خواندند۔ روزے ارشاد کردند ”کے از نیک بندگان پروردگار است“ حضرت ایشان گاہے در ان عمارت داخل نہ شدند، و حسب مزار را بہ نام ”پیر غیب“ ہیچ گاہ یاد نہ کردند بلکہ ”بندۂ عالم الغیب“ می گفتند۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَيَّاكَانَ وَرَضِيَ



**چتلی قبر** روزے برائے تفریح در عربی می رفتند چون نزد چتلی قبر رسیدند فرمودند: "این جای بیخ نسبت نیست" از ارشاد حضرت ایشان تا میدان روایت مشہورہ می شود کہ مردم کہن سال

بیان می کردند و اعظ شہیرین بیان دہلی مولوی احمد سعید نیز بیان کردہ اند کہ امیرے را بڑا بلیق بود۔ این بزرگوں بسیار دوست می داشت چون آن بزرگ مرد۔ وے آن را دفن کرد چون کہ بڑا بلیق بود یعنی سیاہ و سفید و در آرد و آن را "چتلی" گویند ازین جہت این قبر بہ چتلی قبر اشتہار یافت۔ بر تعویذ این قبر تا این روز ہا نشانات ابلق بودہ چون کہ در ہندوستان برائے تولیت سعیہامی کنند می خواہند کہ آن قبر را کہ متوالی آن گشتہ اند مکانے دہند۔ لہذا برایش انتسابے پیدای کنند چنان چہ برائے این قبر نیز این واقعہ پیش آمد کہ بعد سہ چار سال از ارتحال حضرت ایشان شخصے نزد عا جز آمد و گفت این قبر پسر حضرت شہاب الدین سہروردی است قدس سرہ کہ نامش مجد الدین بود۔ و چند روز نہ گذشت کہ آن شخص و برادرانش یک جوان صالح راعلی رؤس الأشرفا د نزد قبر در چوک قتل کردند۔ این اشقیار نہ با مجد الدین تعلق بود و نہ با شہاب الدین مقصد۔ ایشان تولیت مزار و چیزے از در اہم بود۔ برائے فائدہ دنیویہ فانیہ ارتکاب کبیرہ کردند۔ حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔

**ما يتعلق بزيارة القبور** دیدہ شدہ کہ حضرت ایشان نزد آن قبر راحت و سکون می یافتند کہ در حوالی آن قبور عامتہ المسلمین نہ می بود

مثلاً در دہلی قبر سید السادات نور محمد بدایونی یا شاہ محمد آفاق مجددی قدس اللہ اسرارہما یاد رکوسٹہ قبر عثمانی و حیدری نزد این چنین قبور حضرت ایشان ساعتہائی نشستند و بہ ذکر پروردگار مصروف می ماندند و چون می برخاستند مسرور و شادان و چشمان مبارک خمار آگین بود در کوسٹہ پنجشنبہ، ۱۳ رمضان المبارک ۳۳ھ وفات ملا عبد الحلیم آخوندزادہ شدہ ایشان را در دائرہ عثمانی و حیدری بہ جہت شرف مدفون کردند حضرت ایشان حسب معمول بعد از رمضان چون بلایے زیارت رفتند قبر ملا عبد الحلیم را دیدند بعد از آن در گاہے بہ آن جانہ رفتند روزے در کوسٹہ بہ عاجز گفتند۔ عبد الحلیم عاجزی می کند و ذہن مرا بہ سوتے خود متوجہ می کند ازین جہت ما آن جانہ می رویم۔ شبے در دہلی اہل حلقہ را خطاب کردہ فرمودند: "از رونے کہ تدفین شمایان در حوالی قبور صلحا شدہ مادر خدمت پیران عظام خود رفتن گزارا شتیم، ما قبور شمایان را از اغر ہا پرمی یا بیم، و شمایان وقتے کہ در زندگانی خود پیش مامی آسید بہ نوعے تکرر پیدای شود کہ از وظائف خود بازمی مانیم۔ لہذا بہ صحرامی رویم و در گوشہ تنہائی تکمیل وظائف می کنیم" از ہمیں جہا است کہ حضرت ایشان خوش نہ داشتند کہ جماعت مخلصین در تفریح گاہ بہ خدمت ایشان برسند۔ و خدمت گارے را کہ می بردند ہدایت بود کہ از حضرت ایشان دور تر بنشینند۔

نورِ خدا مشعلِ خیر است و بس رسمِ صفّا منزلِ خیر است و بس

بعض اوراد و وظائف

بیان ذکر و مراقبات و تلاوتِ مبارکہ در فصل اول تحت عنوان

”تحریر مبارک“ و در ”لائحہ عمل“ گزشتہ۔ اندران آیام حضرت

ایشان شش پارہ قرآن مجید تلاوت می کردند و فی الجمله پنج پارہ می خواندند حضرت والدہ مبارکہ یا کسی از خواهران

از روی مصحف مبارک استماع می کرد و حضرت ایشان از حفظ تلاوت می کردند۔ و به جائے دلائل الخیرات

بصلوات ماثورہ اشتغال می نمودند و در مطالعہ احادیث مبارکہ مشغول می بودند۔ مسند امام احمد و منتخب کنز

العمال را بسیار دوست می داشتند۔ در مطبعہ میمنہ مصر مسند شریف و برہامش منتخب کنز العمال در پنج جلد

طبع شدہ است۔ این کتاب مبارک داسما نزد ایشان می بود۔ ازین کتاب سہ نسخہ داشتند۔ آن نسخہ در مطالعہ

حضرت ایشان بودہ، بہ جبرائیل علامت و خطوط دارد چون برائے تفریح تشریف می بردند۔ در گوشہ تنہائی دو

ساعت بلکہ قدرے زائد بہ ذکر پروردگار مصروف می بودند۔ مسیحہ صد دانہ در دست راست می بود۔ کس می

دانند حضرت ایشان آن وقت بہ کدام ذکر شریف مشغول می بودند۔ وقتے کہ می خیسند چشمان مبارک شمار

آلود و طبیعت حضرت ایشان مسرور و شادان بودے۔

حضرت ایشان مخلصین را ہدایت می فرمودند کہ ختم خواجگان را بخوانید خواندن این

ختم پس نافع است۔ پروردگار آفات را دور می کند و نزول برکات و خیرات می نماید

و طریقہ خواندنش این است۔

اولاً سورہ فاتحہ مع بسم اللہ ہفت بار۔ باز درود شریف یک صد بار۔ و منقول از حضرات مشائخ این

درود مبارک است۔ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلِّمْ۔ و باز سورہ

الْمُنْتَشِرِخْ مع بسم اللہ ہفتاد و نہ بار۔ و باز سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ مع بسم اللہ یک ہزار بار۔ و باز سورہ

فَاتِحَتَا مع بسم اللہ ہفت بار و باز فوق الذکر درود شریف یک صد بار۔ اصل ختم خواجگان این است

کہ ذکر کردہ شد۔ البتہ معمول حضرات مشائخ کرام است کہ بعد از ختم مبارک چند اسماء مبارکہ نیز می

خوانند حضرت کرام قدس اللہ اسرارہم این ہفت مبارک اسم را یک یک صد بار می خوانند۔

۱۔ يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ۔ ۱۔ رَوَاكُنْدَه حَاجَتَهَا۔ حَاجَاتِ دُنْيَوِيَّةٍ بَاشْدِيَا اُخْرَوِيَّةٍ۔ (۲) يَا كَافِيَ

الْمُهَيَّمَاتِ۔ ۱۔ كَارِ سَازِ امُورِ عِظَامِ۔ (۳) يَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ۔ ۱۔ دُور كُنْدَه بِلَا يَا دَافِعِ

الدَّرَجَاتِ۔ ۱۔ بَلَنْد كُنْدَه مَرَاتِبِ۔ (۵) يَا شَفِيَّ الْأَمْرَاضِ۔ ۱۔ شَفَاد هِنْدَه از مرضها۔ باید

دانست کہ بعد از شانی کلمہ عَن مَقْدَرِ اسْتِ، و اہل عرب این کلمہ مبارکہ را یَا شَفِيَّ الْمَرَضِيَّ

می خوانند یعنی اے شفا دهنده بیماران - ۶۱، یا مُجِيبَ الدَّعَوَاتِ - اے قبول کننده دعاها -  
 (۷) یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ - اے در رحم کنندگان بیش از بیشین رحم کننده -

ده چیزها که هفت هفت بار خوانده می شود حضرت ایشان چون  
**مَسَبَّحَاتِ عَشْرَ** در عربی روانه می شدند مَسَبَّحَاتِ عَشْرَ و اسمای حسنی را به آواز

می خوانند و ماهر سه برادر نیز به آوازی خوانندیم و اگر تفریح یا پیاده می بود، هر که همراه می بود می خواند و حضرت  
 ایشان برائے خواندنش هدایت می فرمودند - آن ده چیز با این است - (۱) سوره فاتحه مع بسم الله (۲) سوره  
 ناس مع بسم الله (۳) سوره فلق مع بسم الله (۴) سوره اخلاص مع بسم الله (۵) سوره کافرون مع بسم الله،  
 (۶) آیتة الکرسی (۷) سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا  
 بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ عَدَّ دَخَلِقِهِ وَرِضًا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ (۸) درود شریف

و حضرت ایشان درج ذیل درود شریف می خوانند و می فرمودند که درین درود شریف ذکر امهات المؤمنین  
 و ذکر ذریت آمده، و در معنی ذریت عموم آمده، لهذا این درود شریف را خوش می دارم - اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى  
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى  
 سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَأَزْوَاجِهِ  
 أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا  
 إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (۹) اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدِي وَارْحَمْهُمَا  
 كَمَا رَبَّيْتَنِي صَغِيرًا اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ  
 الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْمَوْتِ إِنَّكَ سَمِيعٌ قَرِيبٌ مُجِيبُ الدَّعَوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ -  
 (۱۰) اللَّهُمَّ يَا رَبِّ افْعَلْ بِي وَبِهِمْ عَاجِلًا وَآجِلًا فِي الدِّينِ وَالْدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مَا أَنْتَ لَكَ  
 أَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مُؤْمِنًا مَا نَحْنُ لَهُ أَهْلٌ إِنَّكَ غَفُورٌ حَلِيمٌ جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرُّ رَوْفٌ رَحِيمٌ -

حضرت ایشان با مَسَبَّحَاتِ عَشْرَ سید الاستغفار را ضم می کردند  
**سَيِّدِ الْاِسْتِغْفَارِ** هفت بار می خوانند و می فرمودند ما دوست داریم که این هفت

بار خوانده شود - اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَ  
 وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، ابُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَابُوءُ  
 بِذُنُوبِي فَاعْفُرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ -

حضرت ایشان قدس سره مبارک نامهای پروردگار جل شانّه  
**اَسْمَاءِ حُسْنِي**

وَعَمَّ احْسَانُهُ رَابِعًا مِنْ نَجْمِي خَوَانِدُو لَطْفَهَا مِي بَرَوَاشْتَنَدُ - اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ  
 شَرِّ مَا خَلَقَ - سَبَّارٌ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ  
 الْعَلِيمُ - سَبَّارٌ - اَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - سَبَّارٌ - هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا  
 هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ - هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ  
 السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيَّمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ  
 الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ لِيَسْمِيَ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي  
 لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيَّمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ  
 الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ الْقَابِضُ  
 الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُدِئِلُ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ الْحَلِيمُ  
 الْعَظِيمُ الْغَفُورُ الشَّكُورُ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ الْحَفِيفُ الْمُقِيبُ الْحَسِيبُ الْجَلِيلُ الْكَرِيمُ الرَّقِيبُ  
 الْمُجِيبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيمُ الْوَدُودُ الْجَبَدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيدُ الْحَقُّ الْوَكِيلُ الْقَوِيُّ الْمَتِينُ الْوَلِيُّ  
 الْحَمِيدُ الْمُحْصِي الْمُبْدِي الْمُعِيدُ الْمُجِيبُ الْمُمِيتُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الْوَاحِدُ الْهَادِجُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ  
 الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمَتَعَالِي الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ  
 الْعَفُورُ الرَّؤُوفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنِي الْمُنَاعُ الضَّآ  
 النَّافِعُ النُّورُ الْهَادِي الْبَدِيعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيدُ الصَّبُورُ - لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ  
 مِنَ الظَّالِمِيْنَ - رُوِيَ عَنْ سَبَّحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُونَ وَحِيْنَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَ  
 الْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِيْنَ تُظْهِرُونَ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْاَرْضَ  
 بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُونَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَّهٗ مَا فِي  
 السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا  
 خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ وَلَا  
 يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا الْاِرَآءَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَلْفُظْ  
 بِالطَّاعُوْتِ وَيُؤْمِنُ بِاللّٰهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ  
 اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْلِيَآؤُهُمُ  
 الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمَاتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ  
 اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اَنْزَلَ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلُّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَآئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ

وَرُسُلِهِ لَا تَفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ لَا  
يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا  
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لِطَاقَةِ لَنَابِهِ  
وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ  
إِلَّا هُوَ الْمَلَكُوتُ وَهُوَ الْعَلِمُ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ اللَّهِ لَاسْمَاءٌ  
وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أَدْوَأُ الْكِتَابِ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَعْضًا مِنْهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ بآيَاتِ  
اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ  
مَنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تُؤْتِيهِ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ  
وَتُؤْتِيهِ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَنْزِعُ مَنْ تَشَاءُ بغير  
حِسَابٍ - سُورَةُ اخْلَاصٍ سَبْعٌ بِسُورَةٍ فَلَقِ سَبْعًا بِسُورَةٍ نَاسٌ سَبْعًا -

المزوجة الغراء في الاستغاثة بأسماء الله الحسنى

علامہ یوسف بن  
اسماعیل نبہانی

دفع النون وسكون الباء كما في معجم البلدان، يك صد وثصت ووز اسماء حسنى را از روی روایات مختلفه جمع کرده  
با کلمات ماثوره نظم فرموده است. حضرت ایشان قدس سره این منظومه مبارکه را بسیار خوش داشتند. برائے  
رفع شدائد اولاً این منظومه مبارکه را و بعد از شجره طیبه نقشبندیه را که نظم کرده حضرت مولانا خالد کردی است قدس  
الله أسرارهما می خوانند و حق تعالی جل شانہ لطف می فرمود و آن صحویت رفع می شد، روزی حضرت  
ایشان قدس سره می فرمودند که در اوائل قرن راجع عشر روزی از حرم نبوی علی صاحبہ از کی الصلوات و  
اطیب التحیات و افضل التسلیمات بیرون آمدم شخصی این مزدوجہ غراء به من داد. چون آن را خواندم لطفها  
برداشتم و اَلَيْكُمُ الْآنَ بِالْمُزْدَوِجَةِ الْمُبَارَكَةِ -

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الْإِلَهِ وَبِإِيدِينَا دَلُّوْا عَبْدَنَا غَيْرَهُ شَقِيْنَا  
يَا حَبْدًا رَبَّنَا وَحَبَّتْ دِينَا وَحَبْدًا مُحَمَّدًا هَادِيْنَا  
لَوْلَا مَا كُنَّا وَلَا بَقِيْنَا  
اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَأَنْزَلْنَا سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبَّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا  
 نَحْنُ الْأُولَىٰ جَاؤُلِقَ مُسْلِمِينَ  
 وَالْمُشْرِكُونَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبِينَا  
 وَقَدْ تَدَاعَىٰ جَمْعُهُمْ عَلَيْنَا طَبَقَ الْحَادِيثِ الَّتِي رَوَيْنَا  
 فَأَرَدُّهُمْ اللَّهُمَّ خَاسِرِينَ

اللَّهُ يَا رَحْمَانُ يَا رَحِيمُ اللَّهُ يَا حَيُّ وَيَا قَيُّوْمُ  
 اللَّهُ يَا قَوِيُّ يَا قَدِيمُ اللَّهُ يَا عَلِيُّ يَا عَظِيمُ  
 أَوْ يَنْبَغِي لِلْقَوْمِ أَنْ يَعْلُوْنَا

اللَّهُ يَا لَطِيفُ يَا عَلِيمُ اللَّهُ يَا رَوْفُ يَا حَكِيمُ  
 اللَّهُ يَا تَوَّابُ يَا حَلِيمُ اللَّهُ يَا وَهَّابُ يَا كَرِيمُ  
 هَبْنَا الْعُلَاوَاجْعَلْ عِدَاَنَا الدُّوْنَا

اللَّهُ يَا مَارِكُ يَا مُنِيرُ اللَّهُ يَا مَلِيكُ يَا قَدِيرُ  
 اللَّهُ يَا مَوْلَىٰ وَيَا نَصِيرُ اللَّهُ أَنْتَ الْمَلِكُ الْكَبِيرُ  
 لَيْسَ عِدَاْنَا لَكَ مُعْجِرِينَ

اللَّهُ يَا شَاكِرُ يَا شَكُورُ اللَّهُ يَا عَفُوُّ يَا غَفُورُ  
 اللَّهُ يَا عَالِمُ يَا حَبِيرُ اللَّهُ يَا فَتَّاحُ يَا بَصِيرُ  
 وَتَحَرَّمْنَا فَتَحَكَ الْمُبِينَا

اللَّهُ يَا ظَاهِرُ يَا جَلِيلُ اللَّهُ يَا بَاطِنُ يَا وَكِيلُ  
 اللَّهُ يَا صَاحِقُ يَا جَمِيلُ اللَّهُ يَا حَافِظُ يَا كَفِيلُ  
 كُنْ حَافِظًا لَنَا وَكُنْ مُعِينَا

اللَّهُ يَا غَنِيُّ يَا حَمِيدُ اللَّهُ يَا مُغْنِي وَيَا رَشِيدُ  
 اللَّهُ يَا مُبْدِي وَيَا مُعِيدُ اللَّهُ يَا عَزِيزُ يَا مَجِيدُ  
 لِعِزَّتِكَ التَّوْحِيدُ يَشْكُو الْهُوْنَا

اللَّهُ يَا قَادِرُ يَا مُقْتَدِرُ اللَّهُ يَا قَاهِرُ يَا مُوْخِرُ  
 اللَّهُ يَا فَاطِرُ يَا مُصَوِّرُ اللَّهُ يَا مُحْصِي وَيَا مُدَبِّرُ

دَبَّرْنَا وَدَمَّرْنَا عَادِيْنَا

اللَّهُ يَا دَائِمٌ لَا يَمُوتُ اللَّهُ يَا قَائِمٌ لَا يَفُوتُ  
اللَّهُ يَا مُجِيءٌ وَيَا مُمِيتٌ اللَّهُ يَا مُعِيتٌ يَا مُقِيتٌ  
كُنْ غَوْثَنَا وَحِصْنَنَا الْحَصِيْنَا

اللَّهُ يَا بَاسِطُ أَنْتَ الْوَاسِعُ اللَّهُ يَا قَابِضُ أَنْتَ الْمَانِعُ  
اللَّهُ يَا خَالِقُ أَنْتَ الْجَامِعُ اللَّهُ يَا خَافِضُ أَنْتَ الرَّافِعُ  
ارْفَعْ مَعَالِيْنَا لِعِلِّيْنَا

اللَّهُ ذُو الْمَعَارِجِ الرَّفِيعِ اللَّهُ يَا وَاقِي وَيَا سَرِيعِ  
اللَّهُ يَا كَافِي وَيَا سَمِيعِ يَا نُورُ يَا هَادِي وَيَا بَدِيعِ  
أَدِّبْنَا بِمَا جَرَى بِكَفِيْنَا

اللَّهُ ذُو الْحَلَالِ وَالْأَكْرَامِ اللَّهُ ذُو الطُّولِ عَلَى الدَّوَامِ  
اللَّهُ يَا ذَا الْفَضْلِ وَالْإِنْعَامِ وَالسَّيِّدُ الْمُطْلَقُ لِلدَّوَامِ  
ارْحَمْ عِبِيدَ الْكَرَامِ عَابِدِيْنَا

اللَّهُ يَا أَوَّلُ أَنْتَ الْوَاحِدُ اللَّهُ يَا آخِرُ أَنْتَ الرَّاشِدُ  
يَا وَثَرُ يَا مُتَكَبِّرُ يَا وَاحِدُ يَا بُرُّ يَا مُتَفَضِّلُ يَا مَاجِدُ  
بِفَضْلِكَ أَقْبَلْنَا عَلَى مَا فِينَا

اللَّهُ يَا مُبِينُ يَا وَدُودُ اللَّهُ يَا مُحِيطُ يَا شَهِيدُ  
اللَّهُ يَا مَتِينُ يَا شَدِيدُ يَا مَنْ هُوَ الْفَعَّالُ مَا يُرِيدُ  
إِنَّا ضَعَفْنَا لَكَ قَدْ لَجِينَا

اللَّهُ يَا مُعِزُّ يَا مُقَدِّمُ اللَّهُ يَا مُذِلُّ يَا مُنْتَقِمُ  
الْبَادِيُّ الْبَاقِيُّ فَلَا يَنْعَدِمُ الْحُسَيْنُ الْوَالِيُّ الْحَفِيظُ الْأَكْرَمُ  
لَيْسَ لَنَا سِوَاكَ مَنْ يُجِئُنَا

اللَّهُ يَا وَارِثُ أَنْتَ الْأَبَدُ اللَّهُ يَا بَاعِثُ أَنْتَ الرَّحْمَدُ  
يَا مَالِكُ الْمُلْكِ إِلَهِ الصَّمَدُ لَا كُفُوَ لَوَالِدٍ لَا وَلَدُ  
كَفَّ الْعِدَّاعَنَا فَقَدْ أَوْذَيْنَا

اللَّهُ يَا غَالِبُ يَا قَهَّارُ      اللَّهُ يَا نَافِعُ أَنْتَ الضَّارُّ  
اللَّهُ يَا بَارِيُّ يَا غَفَّارُ      يَا رَبِّ يَا ذَا الْقُوَّةِ الْجَبَّارُ  
قَوْمٌ لَنَا الدُّنْيَا وَقَوْمٌ الدِّينَا

اللَّهُ رَبُّ الْعِزَّةِ السَّلَامُ      الْمُؤْمِنُ الْمُهَيَّمِ الْعَلَامُ  
ذُو الرَّحْمَةِ الْأَعْلَى الْأَعَزُّ النَّامُ      مَنْ دِينُهُ الْحَقُّ هُوَ الْإِسْلَامُ  
قَبِيضٌ لَهُ اللَّهُمَّ نَاصِرِنَا

اللَّهُ أَنْتَ الْمُتَعَالَى الْحَكَمُ      الْفَرْدُ ذُو الْعَرْشِ الْوَلِيُّ الْحَكَمُ  
الْغَافِرُ الْمُعْطَى الْجَوَادُ الْمُنْعِمُ      الْعَادِلُ الْعَدْلُ الصَّبُورُ الْأَرْحَمُ  
مَكِّنْ لَنَا فِي أَرْضِنَا تَمَكِينًا

اللَّهُ يَا قُدُّوسُ يَا بَرُّهُانُ      يَا بَارِيَّ يَا حَتَّانُ يَا مَنَّانُ  
يَا حَقُّ يَا مُقْسِطُ يَا دَيَّانُ      تَبَارَكْتَ أَسْأَلُكَ الْحِسَانَ  
بِهَاقِرْعَنَابَا يَا بَكَّ الْمَصُونَا

اللَّهُ يَا خَلَّاقُ يَا مُنِيبُ      اللَّهُ يَا رَزَّاقُ يَا حَسِيدُ  
اللَّهُ يَا قَرِيبُ يَا رَقِيبُ      الْمُسْتَعَانُ السَّمِيعُ الْمُجِيبُ  
إِنَادَعُونَكَ اسْتَجِبْ آمِينَا

شجره نقشبندیہ مجددیہ | ابن شجرہ شریفہ راقطب الافاق شیخ  
المشاخ علی الاطلاق علامہ ضیاء الدین

خالد العثماني العراقي السهروري النقشبندی قدس الله سره نظم کرده جناب ایشان از اجل خلفا حضرت  
شاه عبدالشاه معروف به شاه غلام علی قدس سره بودند و در مرض طاعون به شب جمعه چهاردهم ذی القعدة  
سنه ۱۲۴۲ هجری رحلت فرمودند۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خداوند! به حق اسم اعظم  
به نور سید اولاد آدم  
به سلمان و به قاسم با روئگر  
به شاه صفدر کرا رحیدر  
که از نیروش و اشدر باب خیبر  
ز عزرائیل و ضرب ذوالفقارش



بہ آن شمع شبستانِ فتوت  
 فرود آمد ز تختِ بادشاہی  
 بہ آن یکتائے میدانِ بسالت  
 سپہ سالارِ افواجِ شہیدان  
 کہ بروئے بدمدارِ آفرینش  
 کہ بود از غیر ذاتِ بختِ آزاد  
 کہ بود اندر قبابِ عز مستور  
 کہ از نحرِ ریش گفتند با قر  
 کہ شد او را ز صدیق و علی بار  
 کہ این دو منصب اورا شد میسر  
 کلانِ دُخورد و مرد و زن بہ یک بار  
 چہ کشتی لنگرِ روئے زمین است  
 کہ بدخواصِ دریائے محبت  
 کہ در این رہ نہ زد چون او کسے گام  
 کہ بدشاہتہ اقدامِ عشقت  
 بہ خواجہ یوسف آن غوثِ خلایق  
 امامِ پیشوایانِ رَہِ دین  
 بہ جز اندر قدم گاہِ پیمبر  
 بہ حقِ خواجہٴ انجیرِ فغنی  
 کہ بر چرخِ برین سودا ز شرفِ تاج  
 بہ آن خورشیدِ برجِ حق شناسی  
 کہ فکرِ غیر نگزشتہ است در دل  
 کہ این راہِ ہدیٰ زوشد مہم ہند  
 نہادی نام شاہِ نقشبندش  
 خطابش خواجہٴ مشکلِ کشا شد

بہ آن سرورِ گلستانِ نبوت  
 حَسَنِ کہ محضِ لطف و خیرخواہی  
 بہ آن نو باوہِ باغِ رسالت  
 حُسنِ آن سرورِ جمعِ سعیدان  
 بہ آن چشم و چراغِ اہلِ بینش  
 علی بنِ الحسینِ آن زینِ عباد  
 بہ آن کانِ صفا و منبعِ نور  
 محمد باقرِ آن کوہِ مفاخر  
 بہ حقِ مجمعِ البحرینِ انوار  
 امامِ صادق و مصدوقِ جعفر  
 بہ حقِ جملہ اہلِ بیتِ اطہار  
 کہ ہر یک کشتیِ بحرِ یقین است  
 بہ آن سر مستِ صہبائے محبت  
 رئیسِ عشقِ بازانِ قطبِ بسطام  
 بہ شربِ بوالحسنِ از جامِ عشقت  
 بہ حقِ بوعلی آن قطبِ فائق  
 بہ عبد الخالق آن البُرزِ تمکین  
 کہ پانہاد آن فرخندہ اختر  
 بہ حقِ خواجہ عارفِ کانِ معنی  
 بہ تمکینِ عزیزانِ پیرِ نساج  
 بہ حقِ خواجہٴ بابائے سماسی  
 امیرِ شہِ کلالِ آن پیرِ کابل  
 بہارِ الدینِ والدِ نبیٰ محمد  
 بہ بے نقشیِ چو کردی سر بلندش  
 ز بسِ کزوئے گرہ از کار و اشد

بہ قطبِ حق عسلا رالدین عطار  
 بہ آن پیرے کہ چرخ آمد مقاش  
 بہ حق آبروئے پیرِ احرار  
 چہ گویم من بہ وصفِ آن گرامی  
 مقامِ خواجہ برتر از گمان است  
 دلش بحرے است نہ اسرارِ الہی  
 بہ خواجہ زاہد آن پیرِ صفائش  
 بہ حق خواجگی کاندہ بدایت  
 بہ آن مہرِ سپہرِ ارجمندی  
 کہ صہبائے محبت راست ساقی  
 بہ آن ستیاری سیربے نہایت  
 بہ آن ینبوعِ اسرارِ نہانی  
 بہ نورِ دیدہ فاروق احمد  
 ز نورش شد سوادِ ہند روشن  
 چراغِ محفلِ باریک بینان  
 نہ سجدہ ہر کہ داندار تقائیش  
 بہ ہر دو دیدہ آن غوثِ قیوم  
 بہ شیخ عبدالاحد آن نجمِ ثاقب  
 بہ سیف الدین و آن نورِ محمد  
 بہ پیرا کہ ہست اندر زمانش  
 نہ شد مجز بندگی آرام گاہش  
 نہ گویم از کمالاتش کہ چون است  
 بہ حق بوسعید سعد و ران  
 بہ حق ہادی ابدال اوتاد  
 بہ پیر و مرشدِ عالم محمد  
 کہ از عالم گشادے قفلِ اسرار  
 ازان یعقوب چرخ گشت نامش  
 کہ زویب دگر گرفت این کار  
 کہ در وصفش چنین گفت آجامی  
 برون از حدِ تقریر و بیان است  
 کہ زویب قطرہ از مہتابہ ماہی  
 بہ جان بازی مولاناے درویش  
 نمودے درجِ اسرارِ نہایت  
 ختامِ خواجگانِ نقشبندی  
 در دریائے عرفان خواجہ باقی  
 بہ آن سرہنگِ اربابِ درایت  
 بہ آن شہبازِ بُرجِ لامکانی  
 کہ در شرع محمد شد مجدد  
 از سر ہند شد وادتی امین  
 سپہ سالارِ فوجِ پاک دینان  
 نگاہِ ہیچ کس با نقشِ پایش  
 سعید و عروہ و ثقاتے معصوم  
 محمد عابد آن والامناقب  
 بہ شمس الدین حبیب اللہ ارشد  
 ہدایتِ حصر اندر آستانش  
 ازان شد نام عبداللہ شاہش  
 زہر و صفی کہ اندیشم فزون است  
 بحارِ فضلِ ایزد لطفِ یزدان  
 شہ احمد سعید آن قطب ارشاد  
 عمر کز دے طریقت شد مجدد

ز عرفان عین و از مقصود مہم است  
 بہ آن غوثِ زمان قطبِ ہدایت  
 رئیسِ پاک بازان قبلہ دین  
 محی الدین عبداللہ ابوالخیر  
 بہ درگاہ تو این عبدِ محقر  
 غریب و بے کسم بر من بخشائے  
 در بکشتائے از خوشنودی خویش  
 بہ ہر کس کز کرم کردی نگاہے  
 ز بحرے کز فیوضت گشت ریزان  
 بہ رحمت رشحہ ہم بر دل من  
 زمین ہرگز نہ شد کارے کہ باید  
 ز اعمال بد خود شرمسارم  
 چو بر خود بنیم از بس شرمساری  
 بیامزد و مپرس از کار خام  
 اگر چہ من ستم بر خویش کردم  
 چومی اندیشم از دریائے جودت  
 بہ محض فضل تو امیدوارم  
 تو خود فرمودہ آمرزگارم

مخفی نہ ماند کہ ما بین خطین ہشت اشعار از حضرت ناظم قدس سرہ نیند بلکہ فیما بعد  
 حضراتِ کرام قدس اللہ اسرارہم اضافہ فرمودہ اند۔

اشعارِ مالتی سہیلی | روزے در کوسٹہ اشعار عبدالرحمن مالتی سہیلی خواندند و فرمودند، اگر چہ حضور  
 قلب این اشعار را خواندہ دعا کردہ شود۔ انشاء اللہ مقبول خواہد شد۔

يَا مَنْ يَرَى مَا فِي الصَّمِيرِ وَيَسْمَعُ  
 يَا مَنْ يَرَى الْجِدَّ اِيْدِ كَلِمَا  
 يَا مَنْ خَزَائِنُ رِقَابِهِ فِي قَوْلِ كُنْ  
 يَا مَنْ يَرَى مَا فِي الصَّمِيرِ وَيَسْمَعُ  
 يَا مَنْ يَرَى الْجِدَّ اِيْدِ كَلِمَا  
 يَا مَنْ خَزَائِنُ رِقَابِهِ فِي قَوْلِ كُنْ  
 يَا مَنْ يَرَى مَا فِي الصَّمِيرِ وَيَسْمَعُ  
 يَا مَنْ يَرَى الْجِدَّ اِيْدِ كَلِمَا  
 يَا مَنْ خَزَائِنُ رِقَابِهِ فِي قَوْلِ كُنْ

قَالِي سَيُؤْتِي قُرْبِي لِيَابِكَ حِيلَةً  
 وَمَنِ الَّذِي أَدْعُو وَاهْتِفْ بِاسْمِهِ  
 فَلَا يُرَدُّ دَعْوَتُ فَائِي بَابٍ أَقْرَعُ  
 إِنْ كَانَ فَضْلُكَ عَنْ فَقِيرٍ يُمْنَعُ  
 أَشَالُ جُودَكَ أَنْ تُقْذِرَ عَاصِيًا  
 فَالْفَضْلُ الْجَزَلُ وَالْمُؤَاهِبَةُ وَسِعُ

**صلوة حاجت** علامہ ابن جزری در حصن حصین بہ دو دو تہ صلاتِ حاجت را ذکر کرده، یکے از ابنِ جَبَّان و ابنِ سُنِّي وغیرہما و دیگرے از ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و حاکم۔ و در ہر دو وجہ آمدہ کہ اولاً بہ نیک وجہ وضو کند و دو رکعت نماز گزارد۔ و باز دعا کند۔ و روجہ اول الفاظ دعا بہ این لفظ وارد است۔ کہ اولاً پروردگار را شنا کند و باز بر رسول و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درود فرستد باز گوید۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْعِصْمَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَالْعَيْنِيَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ آتِمٍ لَا تَدْعُ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَاهْتِمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ وَلَا حَاجَةَ هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهُمَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ و حاجت اتم است کہ بہ اللہ تعالیٰ باشد یا بہ یکے از نبی آدم۔ و در دو وجہ دوم آمدہ کہ بعد از دو رکعت این دعا کند۔ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتُوجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتُوجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِي اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ۔

مولوی بخش اللہ دہلوی مرد پاک دل و صادق الارادہ کامل المحبہ بود۔ از روزے کہ بمعیت شد تا آخر یوم در حلقہ شریفہ ہر روز شریک می شد۔ سیزدہ یا چہار دہ سال بہ خوب وجہ خدمت کرد۔ حضرت ایشان را نیز نگاہ لطف بر حالش بود۔ روزے بہ وے فرمودند ما ترا صلاۃ حاجت تعلیم می کنیم در حاجت شدید این نماز بخوان۔

بہ وقت تہجد بہ وجہ احسن، با حضور دل و وضو بکن و باز بہ عاجزی و صدق نیت پنج بار یا ہفت بار استغفار و توبہ بکن۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ الْأَرْحَمَ  
 مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ ضَارٍ عَامُتَسَلِمًا  
 و باز دو از دہ رکعت بہ یک سلام بخوان۔ از اول نماز تا آخرش کاملًا متوجہ بہ پروردگار باش و نیک دانستہ باش کہ پیش مولی و مالک خود استادہ فی۔ وے ترا می بیند و تو از کثافت گناہان خود از دیدنوار تجلیات وے تعالیٰ شانہ قاصر ہستی۔ بعد از ہر دو رکعت قعدہ کنی و در قعدہ اخیرہ التَّحِيَّاتُ خواندہ بخوان۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ و باز به حضور قلب درود شریف خوانده  
رَبَّنَا آتِنَا الْحَمْدَ خَوَانِدَةً سَلَامٌ بِهِ وَبِاز تَبْكِيرُ كُورِيَانِ بِسَجْدَةٍ بَرَّةٍ، وَدَرِ سَجْدَةٍ سُوْرَةٍ فَاتِحَةٍ مَعَ بَسْمَلَةٍ هَفْتِ بَارٍ،  
وَآيَةِ الْكُرْسِيِّ وَهَفْتِ بَارٍ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ  
الْغَيْبُ يُخْفَى وَيُمَيِّتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ بَارٍ، وَ- اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِمَعَاقِدِ  
الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَأَسْمِكَ الْأَعْظَمِ وَجَدِّكَ الْأَعْلَى  
وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ- هَفْتِ بَارٍ- بخوان و در جناب مالک و مولای خود به عاجزی دعا کن و تکبیر گفت  
سراز سجدہ بردار۔

**تعویذات** | عاجز یاد نہ دارو کہ حضرت ایشان تعویذ نوشتہ باشند و نہ از کسے شنیدہ کہ بہ کسے تعویذ دادہ  
باشند، البتہ بہ حضرت والدہ ماجدہ قدس سرہا فرمودہ اند کہ حصن حصین و القول الجمیل  
کتاب ہائے معتبر اند و برائے حضرت والدہ ماجدہ ظفر الجلیل ترجمہ و شرح حصن حصین و شفا العلیل  
ترجمہ القول الجمیل پسند فرمودہ بودند چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ احياناً تعویذ می دادند و حضرت  
ایشان بعض مخلصین را نیز اجازت دادہ بودند مثلاً ملا عبد الرشید آخوندزادہ از کوٹہ - ملا حبیب اللہ  
از جہات سرحد و غیر ہمارا۔

**تعویذ سال نو** | سالے در کوٹہ چون اول ماہ محرم دیدیم حضرت ایشان بہ ماہر سہ برادر فرمودند  
بروید و یک صد سیزدہ بار بسم اللہ الرحمن الرحیم بنویسید و نزد والدہ خود ببرید  
کہ تعویذ کند شمایان در گلوئے خود برسینہ آن تعویذ را آویزان کنید و بہ عاجز و برادر عزیز فرمودند کہ بسم اللہ  
نوشتہ بہ ما نشان دہید چنانچہ ما ہر دو تحریرات خود را پیش کردیم و حضرت ایشان ملاحظہ فرمودہ چند جا را  
اصلاح فرمودند و گفتند ہر سال بہ اول شب سال نو، همچنان کردہ باشید۔ چنانچہ تا یک مدت عاجز  
بر آن عمل کرد۔

**برائے مرض صراع** | حضرت ایشان در اول دلائل الخیرات موروثی تحریر فرمودہ اند بسم اللہ  
الرحمن الرحیم۔ برائے دفع مرض صراع اول یک کرتہ (قمیص، فراخ دوختہ  
ہشت تعویذ بہ این نہج بدوزند کہ دو تعویذ جانب پیش برسینہ و دو بہ جانب پشت بہ زیر شانہ ہر دو بہ  
ہر دو بازو و دوزیر ہر دو بغل، و تعویذ این است۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ؕ وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ  
بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كَلِمَةٌ بِهِ الْمَوْتَى بَلَّ اللَّهُ الْأَمْرَ جَمِيعًا۔

**القول الجلیل** تالیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس اللہ سرہ الاقدس در تعویذات کتاب مفید است۔ حضرت شاہ غلام علی و حضرت شاہ ابوسعید و حضرت شاہ احمد سعید و اولادہ الکرام قدس اللہ سرار ہم از روئے این کتاب تعویذات می نوشتند۔

**دعا و دم کرن** البتہ حضرت ایشان دعائی کردند و بر مریض دم ہم می کردند۔ در بیان واقعہ کلاماً عبدالحلیم آخوندزادہ گزشتہ کہ محمد عمر نوری آب آورد و حضرت ایشان بران دم کردند۔ اگرچہ این گونه واقعات بسیار کم بودہ اند۔ روزے حضرت ایشان در حرم سرابووند کہ یوسف علی خان مدار المہام ریاست جے پور حاضر شد و بہ دست خادش یک صراحی پر از آب بود۔ در خانہ او مریض بود و ارادہ داشت کہ آب را دم کنانیدہ برد۔ اطلاع آمد یوسف علی خان کردہ شد۔ وقتے نہ گزشت کہ حضرت ایشان از حرم سرابووند ہنوز بہ شستگاہ نہ رسیدہ بودند کہ حاجی ملا احمد ٹخیل را بہ آواز بلند فرمودند۔ احمد بہ فلان بزرگ بنویس کہ بر آب دم کردہ ارسال دارد۔ یوسف علی خان چون این کلام را شنید دستبوسی کرد و رخصت شد۔ اگر حضرت ایشان دیرین باب مراعات کردے۔ صفائے وقت از حضرت ایشان رفتے۔ و بجائے طالبان حق۔ اصحاب حاجات را ہجوم بودے۔ چند واقعات کہ پیش آمدہ نوشتہ می شود۔

**والدہ شوکت علی محمد علی** آبادی بانو والدہ شوکت علی محمد علی از شاہ ولی النبی مجددی رامپوری خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید بیعت بودہ۔ در فصل اول در بیان

واقعہ مولانا عبد الغفار خان نیز بیان والدہ محمد علی گزشتہ۔ اگرچہ آبادی بانو باہر دو فرزند خود با انگلیسہا در جہاد مصروف بودہ اما از صفائے باطن غافل نہ بودہ۔ اکثر نزد حضرت والدہ محترمہ می آمد و بہ ذکر شریف مشغول می گشت۔ شبے وے با دختر محمد علی آمد۔ این دختر نہ سالہ یادہ سالہ بود۔ حضرت ایشان آن وقت بہ حلقہ شریفہ مصروف بودند۔ والدہ محمد علی دختر را بہ خدمت حضرت ایشان فرستاد۔ دختر عرض کرد کہ والدہ من بسیار علیل است۔ برائے صحتش دعا فرمائید محمد علی و شوکت علی۔ ران روز ہا سیر فرنگ بودند۔ خذ لہم اللہ تعالیٰ۔ در عرض داشت دختر عجب اثرے بود کہ چشمان مبارک حضرت ایشان پر نم شد و دست تضرع بہ بارگاہ کبریا دراز کردند۔ کسانے کہ در حلقہ شریفہ شریک بودند نیز دستہا برداشتند۔ حضرت ایشان دعا کردند و جماعت آمین گفت۔ چند روز نہ گزشت کہ خبر صحت یابی بہ حضرت ایشان رسید و معنی این حدیث شریف ظاہر شد کہ حاکم در مستدرک روایت کردہ۔ **إِنَّ اللَّهَ لَيَسْتَجِيبِي مِنَ الْعَبْدِ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ فَيَرُدَّهُمَا خَائِبَتَيْنِ۔ ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ۔**

**مُعْظَمُ عَلِي شَاه** پسر علی خان پسر جانفشان خان از مخلصین صادق المجدد الارادہ بود

آما اشتغال در امورِ دنیویہ بیشتر داشت اوقاتِ عزیزِ خود را در قضا یا دعاوی صرف می کرد۔ حضرت ایشان چند بار نصیحت کردند لیکن او بہ حالِ خود گرفتار ماند۔ نو بتہ در بعض دعاوی چنان ملوث شد کہ اندیشہٴ منزلی جنس و بند پیدا شد چوں راہِ خلاصی مسدود یافت بہ خدمتِ حضرت خیرِ جہان رسید تا ہمت برگمارند و دعائے فرمائید کہ مشکل آسان گردد۔ حضرت ایشان اولاً زجرش کردند و از خانقاہ شریف بند کردند و فرمودند: "ما چند بار نصیحت کردیم لیکن تو گوش نہ نہادی" معظّم علی شاہ دو روز در کوچہ بہ سر کرد بہ عاجزی و زاری مصروف ماند۔ تا آن کہ فغانش را اثرے پیدا شد۔

تانا گریہ طفل کے جو شہ لبین تانا گریہ ابر کے خند و چمن

حضرت ایشان معظّم علی شاہ را طلب فرمودند و بہ محبت نصیحت کردند و دستش را در دست ہائے خود گرفتہ اقرار گرفتند کہ بار دیگر نافرمانی نہ خواهد کرد، بعد ازین حضرت ایشان ہر دو دست ہائے خود را برائے دعا برداشتند و بسم اللہ الرحمن الرحیم خواندہ سورہ فاتحہ را تا بہ ایاک نستعین خواندند فرمودند: "یا اللہ العالین مبرا پرستش می کنیم و از تو طلبگار ہوں و امداد، مستقیم بہ لطفِ خود گناہانِ مابیان و معظّم علی شاہ و جمیع مسلمانان را معاف فرما و معظّم علی شاہ را زین آفت محفوظ دار" حضرت ایشان این دعا می کردند و اہلِ حلقہٴ معظّم علی شاہ بہ تائین مصروف بودند و آثار "اجابت از در حق بہر استقبال می آید" ظاہر و لائح بود۔ معظّم علی شاہ مُطْمَئِنُّ الْبَالِ وَقَرَّ رَأْيُ الْعَيْنِ مَرَّضٌ شَدِيدٌ رُزُومٌ بِمَحْكَمٍ رَسِيدٍ وَ حَاكِمٌ بِبِرَارَتٍ وَ لَمْ يَكُنْ مَعظّم علی شاہ ہماں دم برقیہ ارسال کرد چوں حضرت ایشان را اطلاع واقع شد پروردگار را حمد و ثنا کردند و شکرانہ الہی بہ جا آوردند۔

**دم بر بیماران** معمول شریف حضرت ایشان بود کہ بر بیمار ان دم می کردند۔ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ اَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ می خواندند و دعا می کردند۔

**علالت اولاد** اگر از اولاد کسی علیل می شد حضرت ایشان بسیار کبیدہ خاطر می شدند۔ در معالجه مصارفِ زیادی کردند۔ حضرت والدہ صاحبہ ہر شب زیر بالشِ مریض پنج پیسہ می نہادند و در قیام دہلی بزر او در کونہٴ گوشفند را صدقہ می کردند و روز و شب دوسہ بار لا محالہ نزد مریض می آمدند و ادعیہٴ فوق الذکر را خواندہ دم می کردند۔ اگر مریض بہ خواب می بود بیدارش نہ می کردند۔ و اگر بیدار می بود از احوالش استفساری فرمودند و دست مبارک بر پیشانی دے نہادہ کیفیت تب معلوم می کردند۔ بر بستر مریض گاہے نہ می نشستند کہ بے آرام نہ شود بلکہ بر گرسی یا بہ جائے دیگری نشستند و دیدہ شدہ کہ

بعد از دم کردن قدرے خاموش می نشستند۔ عاجز خیال دارد که بطریقہ حضراتِ نقشبندیہ بہ سلب کردن مرض متوجہ می بودند۔ بیچ گاہ از حضرت ایشان احوال جزع و فزع ظاہرہ شدہ و نہ ہیچ فرق در معمولاتِ مبارکہ واقع شدہ۔ ہر کار و ہر عمل بروقت خود حسبِ معمول سرانجام می یافت۔ گاہے بہ کسے از بیماری اولاد چیزے نہ گفتند۔ اگر کسے از افسردگی و آثار الم چیزے بفہمدم دیگر است۔ نزد عاجز عمل حضرت ایشان برین حدیث شریف بودہ کہ روا یتش بخاری و مسلم کردہ اند۔ اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ اِلَّا مَا يَرْضَىٰ رَبُّنَا۔۔۔۔۔ نوبتِ آخر برائے دیدنِ مریض بعد از نیم شب بَيْنَ السَّاعَتَيْنِ الثَّانِيَةِ وَالثَّلَاثَةِ تشریف می آوردند چون از حلقہ مبارکہ فارغ می شدند در دست مبارک خود چراغ گرفته بہ آہستگی می آمدند تمام خانہ در خواب می بود کسے را از آمدن ایشان خبر نہ می شد حسبِ معمول دم می کردند و قدرے توقف کردہ می رفتند و چون مریض شفامی یافت احیاناً شُکراً لِلّٰہِ برائے مسکینان انتظامِ طعام می کردند و احیاناً بہ رامپور، عزیزانِ تنگ دست را در اہم ارسال می کردند۔

در بمبئی وفاتِ حاجی ایوب شد حضرت ایشان بہ حاجی عبداللہ عمر تحریر **برائے ایصالِ ثواب** فرمودند کہ دوستان را باید ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ از سر صدق و اخلاص

خواندہ ثوابش بہ روحِ حاجی ایوب رسانند و بہ عجز و نیاز در بارگاہ کبریا برائے مغفرت وے دعا کنند۔

سید احمد حسین اتوپ شہری بہ خدمتِ مبارکہ عریضہ ارسال کرد کہ سپرم **برائے دفعِ اثرِ چشم بد** علیل است و المظنون اِنَّہٗ مُصَابٌ بِالْعَيْنِ حضرت ایشان

تحریر فرمودند وَ اِنَّ يَكَاذِبِينَ كَفَرُوا الَّذِيْنَ يَقُوْنُ لَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوْا الَّذِيْ كُوْدُ يَقُوْنُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ وَّمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ۔ را بخوان و دم کن کہ برائے دفعِ اثرِ چشم بد مفید است۔ احمد حسین عمل کرد و پسرش بفضلِ اللہ و احسانہ شفا یافت۔

فرمودند کہ بہ صبح و بہ شب قبل از خفتن وضو کردہ بہ عاجزی و **برائے حاجت برآری** حضورِ قلب اولاً و آخراً یازدہ بار درود شریف و در مابین

یک صد بار این دعا را بخوان لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ مشکلات را پروردگار آسان خواهد کرد۔

در اول مجلد از نصف آخر من الجواهر الحسن **برائے اوجاع و خصوصاً وجع چشم** تفسیر امام عبدالرحمن ثعالبی متوفی ۸۶۵ھ سنہ



مخطوطہ، حضرت ایشان تحریر فرمودہ اند۔ میں قوائدِ سُورَةِ الْفَاتِحَةِ وَأَسْرَارِهَا وَمَنَافِعِهَا إِنَّمَا تَقْرَأُ أَحَدِي دَارِ لَعِينٍ مَرَّةً مَا بَيْنَ صَلَاةِ رُكْعَتِي الْفَجْرِ وَصَلَاةِ قَرِيضَةِ الصُّبْرِ لِكُلِّ وَجَعٍ عَامَةً وَلِوَجَعِ الْعَيْنِ خَاصَةً فَيَبْرَأُ الْوَجْعُ بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالَى - حَدَّثَنِي بِذَلِكَ بَعْضُ أَوْلِيَاءِ الْهِنْدِ وَهُوَ يَعْقُوبُ بْنُ خَضِرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ - يَعْنِي چهل ویک بار خواندنِ سورہ فاتحہ مابین سنت و قریضہ صبح برائے ہر وجعِ عموماً اور برائے وجع چشم خصوصاً مفید است و بہ من این فائدہ را از اولیائے ہند یعقوب بن خضر بیان کرده رحمہ اللہ۔

**دعائے ماہِ نو** | چوں ماہ نور امی دیدند ہر دو دست ہا را برداشته این دعای خوانند اللہمَّ اٰهَلَّةٖ عَلَيْنَا بِالْإِيْمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْتَّوْفِيقِ لِمَا نَحِبُّ وَتَرْضَى، رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ - هِلَالٌ خَيْرٌ وَرُشْدٌ - چوں کلمہ رَبُّكَ اللَّهُ می فرمودند بہ انگشت شہادت اشارہ بہ ہلال می کردند تا معلوم شود کہ این جا خطاب بہ ہلال است۔

**دعائے سالِ نو** | در کوشہ چوں ماہ محرم از سالہ دیدند بہ حکیم مسیح الزمان ہندی کہ مخلص صادق بود این دعا تعلیم فرمودند۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللهُ الْاَبَدُ الْقَدِيْمُ وَهَذِهِ سَنَةٌ جَدِيْدَةٌ، اِنِّيْ اَسْأَلُكَ فِيْهَا الْعِصْمَةَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَاَوْلِيَاءِ الشَّيْطَانِ وَالْاَمَانَ مِنَ السُّلْطَانِ الْجَائِرِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ مِنَ الْبَلَايَا وَالْاَفَاتِ وَاَسْأَلُكَ الْعَوْنَ وَالْعِزَّ عَلَى هَذِهِ النَّفْسِ الْاَمَّارَةِ بِالسُّوْءِ وَالِاسْتِغَالَ بِمَا يَقْرَبُنِيْ اِلَيْكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وِہوے گفتند۔ برو شکرانہ حق بہ جا آر، دو رکعت بخوان کہ وہے تعالیٰ شانہ ترا این نعمت عطا کرد۔

بے توجہان و ترار نہ تو انم کرد  
گہرتن من زبان شود ہر موئے  
احسان ترا شمار نہ تو انم کرد  
یک شکر تو از ہزار نہ تو انم کرد

**رویت سبیل نجات از بلیات** | برو رتے تحریر فرمودہ اند۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - مَنِ ابْتَلِيَ بِبَلِيَّةٍ وَشَاءَ اَنْ يُرَى فِيْ مَنَامِهِ سَبِيْلُ النِّجَاةِ مِنْهَا فَلْيَقْرَأِ الشَّمْسِ وَاللَّيْلِ وَقُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ - كُلُّ وَاحِدٍ سَبْعَ مَرَّاتٍ مُّضْطَجِعًا عَلَى الشَّقِ الْاَلْيَسْرِ مُتَوَضِّئًا مُتَلَبِّسًا بِلباسِ طَاهِرٍ، وَلْيَقُلْ بَعْدَ سَبْعِ مَرَّاتٍ - اَللّٰهُمَّ اَرِنِيْ فِيْ مَنَامِيْ كَذَا وَاَكْذَا وَاَجْعَلْ مِنْ اَمْرِيْ فَرْجًا وَمُخْرَجًا وَاَرِنِيْ فِيْ مَنَامِيْ مَا اسْتَدَلُّ بِهِ عَلٰى اِجَابَةِ دَعْوَتِي - اِنْتَهٰی - اِنْ رَاى فِي الْلَيْلَةِ الْاُوْلٰى فِيْهَا - وَالْاَقْلِبْ عَمَلُ فِي الْثَانِيَةِ وَالْاِنِّيْ الْثَالِثَةِ وَهَكَذَا اِلٰى سَبْعِ لَيَالٍ فَاِنَّهٗ يَرَاهُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ بِالضَّرُوْرَةِ اِنْشَاءً اللهُ

تَعَالَى - وَقَدْ جُرِبَ مَرَارًا - اگر کسی بہ آفتے مبتلا شود و نخواہد کہ در خواب راہِ نجات را دریابد، پس وضو کردہ و لباس طاہر پوشیدہ یہ پہلوے چپ درازگشتہ ہفت ہفت بار سورہ شمس، و سورہ ییل و سورہ اخلاص را بخواند۔ و باز ہفت بار این دعا کند، بار خدا یا۔ مراد خواب ازین آفت راہِ نجات بنا و برائے من ازین آفت مخلصے پیدا کن و در خواب بر من چیزے ظاہر کن کہ بر اجابت دعائے من دال باشد، ۱۱۔ اگر بہ شب اول ظاہر شود فَبِمَا وَنَعَمْ، ورنہ بہ شب دوم ہم این عمل کند اگر باز ظاہر نہ شود بہ شب سوم این عمل کند، و ہم چنان تا ہفت شب۔ ان شاء اللہ درین مدت مقصد خود را دریابد، بار ہا بہ تجسس بہ آمدہ۔

**ختم مقدس** در بیاضی نوشتہ اند ختم مقدس و معظم در جلسہ واحدہ بہ تعیین وقت بحضور قلب خوانندہ ایصال ثواب آن بہ رُوح پُر فتوح امام الطریقۃ قطب الحقیقۃ مجدد الف ثانی حضرت امام ربانی قدسنا اللہ بسرہ الاقدس کند، برائے حل مشکلات و انجاس مہمات حصول نسبت بہ حضرت امام ربانی قدس سرہ بہ غایت مجرب است (۱) درود شریف یک صد بار (۲) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ - پنج صد بار، (۳) سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ صد بار (۴) يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ، صد بار (۵) اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْعَظِيمِ صد بار (۶) يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، صد بار (۷) يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ، صد بار (۸) لَا فُلْجَاءَ وَلَا مُنْجَاءَ اِلَّا الْيَلْقَ، صد بار (۹) رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَاَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ، صد بار (۱۰) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللَّهِ، پنج صد بار (۱۱) درود شریف یک صد بار

**بہترین اوقات ولیالی و ایام** تحریر فرمودہ اند کہ بہترین اوقات سحر است یعنی رُبع اذان بین العصر و المغرب، بعد اذان بین المغرب و العشاء، بعد اذان بعد العشاء، بعد اذان مابقی من الاوقات علی السوار۔ و بہترین شب ہا شب آدینہ و شب دوشنبہ و بہترین روز ہا جمعہ و دوشنبہ و پنجشنبہ است۔

**لُطْفِ خَفِيٍّ** در اول مجلد دَلَائِلِ الْخَيْرَاتِ نوشتہ اند

وَكَمْ لِلَّهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِيٍّ      يَدُقُّ خَفَاهُ عَنِّي فَهَمَّ الزَّكِيَّ  
وَكَمْ لِيَسْرًا لِي مِنْ بَعْدِ عُسْرٍ      وَقَرَّحَ كُرْبَةَ الْقَلْبِ الشَّجِيَّ

وَكَمْ أَمْرٍ نَسَاءُ بِهِ صَبَاحًا  
إِذَا ضَاقَتْ بِكَ الْأَحْوَالُ يَوْمًا  
تَمَسَّكَ بِالنَّبِيِّ فَكُلَّ خَطْبٍ  
وَلَا يَجْزَعُ إِذَا مَاضَاقَ صَدْرُ  
وَتَأْتِيكَ الْمُسْرَةُ بِالْعَيْشِي  
فَتَقُنُّ بِالْوَاحِدِ الْفَرْدِ الْعَلِي  
يَهْوُونَ لِمَنْ تَمَسَّكَ بِالنَّبِيِّ  
فَكَمْ لِلَّهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِي

**داروتے دل عاشق** در اول مجلد نوادر الاصول نوشته اند۔ الصلوة والسلام  
عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ حَدِيثُكَ غَوْثٌ

وَاعْتَصَمْتُ بِبَابِكَ وَالْتَجَيْتُ إِلَى جَنَابِكَ۔

سَدَى الْبَرْقُ مِنْ نَجْدٍ فَجَدَّدَ تَدَاكِي  
عَهْدُ الْبَرْقِ مِنْ نَجْدٍ فَجَدَّدَ تَدَاكِي  
وَهَيْتَ مِنْ أَشْوَاقِنَا كُلِّ كَامِنٍ  
وَأَخَّ فِي أَحْشَائِنَا لَعِجَ نَارِ

یعنی، اے رسولِ خدا، درود سلام بر شما باد، اے رسولِ خدا حدیثِ شامعونت من است والتجائی من  
به دہلیز شما است و ملازم من رجبہ شما است۔ برق بہ جہات نجد و خشید و مرا آن آیام یاود ہانید کہ  
بہ جزوی و عذیب و ذی قار بہ سر بردہ بودم و از اشواق من برانگخت آن چہ پوشید بود و در زرد نہاد من آتش را

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِي مِنَ الْوُدِّ بِهِ  
وَلَنْ يَضِيقَ رَسُولَ اللَّهِ جَاهُكَ بِي  
چہ غم گرداغِ عصیان می برم وے سیاہ آنجا  
دران وادی کہ نتواند زحیرت مور پاماندن  
چمن معلوم بوئے زلفِ عنبر بیز او دانم  
مرا مریست در کاشانہ دل خلوتے دارم  
رُخِ خُودِ بَرْنَةِ تَابِي يَا شَفِيعَ الْمَذْنِبِينَ اِزْ مِنْ  
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعِجْمِ  
إِذَا الْكُرَيْمُ تَجَلَّى بِاسْمِهِ مُنْتَقِمِ  
کہ گرد آن مہ ملک ملاحظت عذر خواه آنجا  
نمود آن قافلہ سالار عالم شاہراہ آنجا  
صبارا اکل بہ دامان می کند ہر صبح گاہ آنجا  
توان لے سرور دین سر کشیدن گاہ گاہ آنجا  
پیادہ در رکابت چون و در روش شاہ آنجا

**اجازت اور ادو صلوات** حضرت ایشان را اجازت عن سَيِّدَةِ الْوَالِدِ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ شَاهِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ وَالِدِهِ شَاهِ وَلِيِّ اللَّهِ قَدَّسَ

اللَّهُ أَسْرَارَهُمْ بُوْدَهُ و از حضرت شاہ عبدالغنی قدس برترہ نیز مجاز بودند اگر بہ کسے اجازت دلائل الخیرات  
یا حسن حصین یا حزب اعظم یا اورادِ فتحیہ می دادند در اکثر اوقات بر سر ورقِ کتاب سند را ہم می نوشتند۔  
صحیح بعض جا ہا نیز می کردند۔ عاجز در افغانستان نسخہ دلائل الخیرات را زیارت کرد۔ حضرت ایشان بہ  
حَبْرٍ أَحْمَدٍ كَمَا كَانَتْ عَادَتُهُ الشَّرِيفَةُ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَحْيَانِ۔ بِرَاسِمِ مَبَارَكِ أَحْمَدِ رَأَى اللَّهُمَّ

صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى مَنْ اسْمُهُ أَحْمَدُ - دو پیش نوشتہ بودند یعنی اسم مبارک را منصرف کرده بودند، عاجز روزے این امر را پیش مولانا قاضی سجاد حسین صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری بیان کرد۔ ایشان گفتند امام قسطلانی در ارشاد الساری شرح بخاری بیان این مسئلہ کردہ اند قسطلانی نوشتہ اند۔ اسمہ احمد، قال فی الدر یجتمل المنقل من الفعل المضارع او من افعال التفضیل والظاهر الثاني وعلى كلا الوجهين فمنعه من الصرف للعمية والوزن الغالب الا انه على الاول يمتنع معرفة وينصرف نكرة وعلى الثاني يمتنع تعريفاً وتكثيراً لانه مختلف العمية الصفة واذا انكر بعد كونه علمها جرى فيه خلاف سيبويه والاختلاف هو مسئله مشهورة عند النحاة وانشد حسان يمدحه (في الرثاء) عليه الصلاة والسلام وصرفه -

صَلَّى الْإِلَهِ وَمَنْ يَجْفُ بِعَدْرَتِهِ وَالطَّيِّبُونَ عَلَى الْمُبَارِكِ أَحْمَدِ

فاحمد بدل او بيان للمبارك

**تحریر بر شجرہ شریفہ** حضرت ایشان بر شجرہ شریفہ نام خود را با نام طالب حق مع ولدیت و می نوشتند و دعای کردند و بعد از ولادت ماہر سہ برادر۔ بعد از نام خود نام ماہر سہ رامی نوشتند و با نام طالب حق را عبارت یک شجرہ شریفہ بہ این بیج است۔

جُدُّ عَائِصٍ وَمَا سِوَايَ هُوَ الْعَا صِيٌّ وَالْكَرِيمُ اسْتَحْيَاءُ

الہی برین بندہ شرمندہ عبد اللہ ابو الخیر فاروقی و بر اولادش بلال بن عبد اللہ وزید بن عبد اللہ و سالم بن عبد اللہ عفی اللہ عنہم و غفر لہم و رحمہم و بارک فی ایمانہم و صلاحہم علیہم و عمالہم و عمرہم و بردین محمد ولد شجاع شاہ توری مہربانی و رحم کن و از خشم و غضب خود ہمہ مایان را نگاہ دار و بہ رضامندی خود ہمہ مایان را مشرف کن آمین بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ  
دوشنبہ ۲۱ جمادی الآخرہ ۱۳۲۴ھ

شعر عربی از قصیدہ ہمزیہ امام البصری است قدس سرہ۔ در ماسوی، مانافیہ است یعنی

کرم کن برگناہگار و نیست جرم گناہگارے۔ و تنکیر لفظ عاصی از وجہ شرمندگی است نہ از وجہ جہل حضرت ایشان بر بعض شجرات احوال سالک را نوشتہ اند کہ از درجات ولایت بہ کدام درجہ رسیدہ است۔

**اشتراک در مجلس نکاح** حضرت ایشان بعض اوقات در محفل عقد نکاح شریک شدہ اند بلکہ خطبہ نکاح نیز خواندہ اند خطبہ کہ حضرت ایشان می خواندند

در کتاب حصن حصین موجود است تبرکاً عاجزان را می نویسد: **الخطبة** - اِن الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ  
وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِ  
اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ لَهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَاشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ  
لَهُ وَاشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ  
وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَكُمْ بَثْوًا مِنْ بَاطِنِهَا اَلَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالرِّجَالَ  
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا، يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُونَ  
يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا اَيُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ  
يَطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا وَرَسُولُهُ ارْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا بَيْنَ يَدَيْ  
السَّاعَةِ مَنْ يَطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشِدَ وَمَنْ يَعَصِهِمَا فَاِنَّهُ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهُ وَلَا  
يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا وَنَسْأَلُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنَا مِنْ يَطِيعِهِ وَيَطِيعِ رَسُوْلَهُ وَيَتَّبِعِ رِضْوَانَهُ  
وَيَجْتَنِبُ سَخَطَهُ فَاِنَّنَا نَحْنُ بِهِ وَاٰلِهٖ -

**حقیقه** | بیان عقیده انشاالله تعالی در خاتمه این کتاب در ذکر اولاد خواهد شد.

**مسأله فقهیه در لباس** | حضرت ایشان تحریر کرده اند: **تفصیر الثیاب سنّة واسباب**

اَلْكَعْبَيْنِ اِلَى نِصْفِ السَّاقِ وَهَذَا فِي حَقِّ الرِّجَالِ وَاَمَّا النِّسَاءُ فَيُرْخِضْنَ اِزَارَهُنَّ  
اَسْفَلَ مِنْ اِزَارِ الرِّجَالِ لِيَسْتُرْ ظَهْرُهُنَّ مَهْنًا اِسْبَالُ الرَّجُلِ اِزَارَهُ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ  
اِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْحَيْضَةِ فَفِيهِ كَرَاهَةٌ تَنْزِيهًا، كَذَا فِي الْغَرَائِبِ - عالمگیری باب اللبس -

کوتاه کردن جامه هاسنت است و فروگذاشتن کنگی یا شلوار و پیرهن بدعت است. باید که ازار بالاتراز  
بند پا بود تا نیم شتالنگ، و این حکم بر مردان است. و زنان را باید که فروگزارند ازار خود را که پشت پا

ایشان پوشیده ماند، فروگذاشتن ازار زیر بند پا از مرد اگر از وجه تکبر نیست که اہمیت تنزیہ دارد. از فتاویٰ

**منقبت غوث دہلی** | ملا فیض اللہ ولد ملا در محمد قوم وردگ ساکن شنکی به یکشنبه نوزد ہم جمادی  
الاولی ۳۳۶ھ واردات قلب خود را قلم بند کرده موسوم بہ منقبت غوث

دہلوی ساخت تھمیش پیش عاجز است بر خے ازان نوشتہ می شود و قد لِحَقَّ هُوَ بِمَنْ اَحَبَّہٗ، خدا  
رحمت کند این عاشقان پاک طینت را -

بیائے کامل و مرد خرد مند کہ گویم پیش تو پیرانہ یک پسند

ز اموال و مناسش دل مُجدادار  
 که گردی بر درش از اہل ابرار  
 تعلق ہائے غیرش را بہ ہم زن  
 کہ بے رہبر نہ پے بُرون توانی  
 بہ جز مرشد ترا وصلش کجا ہست  
 حجاباتِ جہان را بس دریدی  
 عجب بحرے است از فیضِ الہی  
 صفاتش بیشتر از حدِ عقلم  
 یکے از نعتِ فیضِ اللہ نگارد  
 ز فیضش پر زمین و آسمان است  
 پس او بستہ فتراک او شو  
 در اوصافِ نکو ثانی نہ دارد  
 ابو النخیر آمدہ متلّاعِ شمر ہا  
 ز نورِ پاکِ سبحانی محبتاً  
 ز اول تا بہ آخر یاد کردہ  
 رسیدہ تا بہ پایانِ طریقت  
 مگر در آن چہ کز بہرش ضرور است  
 کہ در عرفان کسے بروئے نیفزود  
 کہ در شمس و قمر ہرگز نہ باشد  
 جمالش روز و شب بنگر فروزان  
 نہ باشد از فیوضش جائے خالی  
 بہ جانِ ارجمندان آرمیدہ  
 ز رویش نور بیچون است اظہر  
 یکے گنجے است از انوارِ مکنون  
 چشیدہ جا بہا از بحرِ عرفان

ازین دنیا تو صحبتِ خویش بردار  
 بہ زاری رُو بہ در گاہِ خدا آہ  
 شمر اے عشق او در جان افکن  
 ولے اول یکے رہبر بگیری  
 کہ در شہ راہ عشقش پردہا ہست  
 اگر یک جرعه از جامت چشیدی  
 یگانہ پیر دارم من بہ دہلی  
 کہ اوصافش برون از حدِ کلّم  
 کمالاتش چو بیش از بیش باشد  
 کہ شاہِ دہلوی غوثِ جہان است  
 بہ صدقِ دل غلامِ خاکِ او شو  
 کہ خادم را بہ راہِ راست آرد  
 موافقِ دال با مدلول یک جا  
 بہ علمِ ظاہر و باطن محبتاً  
 کلامِ پاک را از بہر توشہ  
 بہ مثلِ کوه ثابت بر شریعت  
 ز اشغالِ جہانی بس نفور است  
 مجددِ الفِ ثانی جبّہ او بود  
 ز رویش آن چُغمان انوار تابد  
 اگر در روزِ خورشید است تابان  
 گزرتا دارد آیام و لیالی  
 فیوضِ عام او ہر جا رسیدہ  
 گزشتہ پایہ اش زین طاقِ اخضر  
 مبارک ذات او از فضلِ بے چون  
 طفیلش عاجزان و بے نوایان

بہ راہ راست آوردہ ہزاران  
 یہ وقت کشف بر آن خواجہ عالی  
 چو در اسرار حق مجذوب گردد  
 نگاہے گر بہ مردم افگناند  
 مراقب می شود چون خواجہ ما  
 رود تالا مکان در طرفتہ العین  
 چو واصل می شود در کتب پاکش  
 بہ جائے می رسد آن جانِ جانان  
 چو بر حالش کرم کردہ الہی  
 وجودش مورد انوار سبحان  
 مقام غوثیت دارد جنابش  
 خدا بخشیدہ برتر پایہ اورا  
 فدا کردہ اگر کس برورش سر  
 ز بحر فیض خود آن مرشد ما  
 اگر یک جرعه اندازد بہ کامت  
 بہ رحمت کن نظر اے خواجہ دین  
 منم کمتر غلام از خادمانت  
 اگر در آستانت جائے یابم  
 رما د گلخن تو تاج من باد  
 برائے بے کسان روز قیامت  
 قبولم کن زہرت بر غلامی

بود از صدق فیض اللہ غلامت

نگاہ لطف کن بر خاکسارت

## فصل سوم

در

## اکراماتِ الہیہ بر حضرت ایشان

در فصل اول، تحت عنوان "نورِ ہدایت و مہد" حدیث مبارک از صحیحین نقل کردہ شدہ کہ چون پروردگار جلّ شانہ و عَمَّ احْسَنُ از بندہ خود راضی می گردد جبریل را خواندہ می گوید من فلان بندہ را دوست می دارم تو او را دوست دار پس جبریل آن بندہ را دوست می دارد و در آسمان ندای کند کہ پروردگار فلانی را دوست می دارد پس اے اہل آسمان شما ہم ویرا دوست دارید پس آسمانیان ویرا دوست می دارند و قبولیت آن بندہ در زمین نہادہ می شود و در دلہائے اہل زمین محبت دے جائے می گیرد و مشکاة در باب ذکر اللہ عزوجل و التقرب الیہ حدیث صحیح بخاری از ابوہریرہ نقل کردہ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ خدائے تعالیٰ گفت کسے کہ دوستی را از دوستان من دشمن دارد پس بہ تحقیق من خیر می کنم او را بہ جنگ۔ و بندہ من نزدیک می من نہ جست بہ بیچ چیزے کہ محبوب تر است بہ من۔ تقرب دے از چیزے کہ فرض گردانیدہ ام بروے و بندہ من دانما نزدیک می من می جوید بہ نوافل تا آن کہ دوست می دارم من آن بندہ را چون دوست می دارم او را می باشم شمع دے یعنی شنوائی دے کہ می شنود بہ آن وی باشم بصروے یعنی بینائی دے کہ می بیند بہ آن۔ وی باشم دست دے کہ می گیرد بہ آن۔ وی باشم پائے دے کہ راہ می رود بہ آن۔ اگر آن بندہ از من طلب کند می دہم او را و اگر پناہ جوید پناہ می دہم او را، الخ۔ چون بندہ بہ محض فضل پروردگار بہ مقام محبوبیت و ملائمت می رسد ہمہ افعال دے افعال الہیہ می گردند۔ عاجز در منقبت حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ نوشتہ۔

بہ اسرار طریقت فردِ کامل  
دلش معمور از انوارِ باری  
ہمہ تن گوشش بر قولِ خدا بود  
ہمہ تن دیدہ بہر دیدِ جانان  
نہ دیدے گر رضائے حق نہ دیدے

بہ احکام شریعت مردِ کامل  
زبان در ذکر حق ہر آن جاری  
ہمہ تن پائے در راہ رضا بود  
ہمہ تن لب برائے ذکر سبحان  
نہ گفتے نے برفتے نے شنیدے



بہ ظاہر پیکر شس از خاک بودہ بہ باطن کل ز نور پاک بودہ  
 آن بندہ برگزیدہ کہ این مقام رامی یابد وے خلیفۃ اللہ فی الارضین می شود، قیام تمام عالم  
 بہ ذات وے وابستہ می باشد۔ امام المحققین، بریان المتقدمین، حجتہ المتأخرین حضرت ابو بکر محمد می الدین  
 الحاتمی الطائی المعروف بہ ابن عربی قدس اللہ سرہ الاقدس این گونه فرودا کل را قطب الاقطاب می  
 گویند و امام ربانی مجدد و منور الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ سرہ الاقدس ویرا قیوم  
 می نامند۔ درین امر کسے را کلامے نیست کہ مخلوقات منظر صفات حضرت خالق عزیر ہائہ و تعالی شانہ می باشند۔  
 السان کامل کہ ممتاز بہ احسن تقویم شدہ منظر صفت قیومیت ہم شدہ لہذا نزد عاجز نامے را کہ حضرت مجدد  
 قدس سرہ تجویز کردہ اند النسب اولی است بلکہ مطابق واقعہ۔ و کسانے کہ از علم و دانش دور و از حقائق و  
 دقائق بے خبر اند این تسمیہ را سویر ادب قرار می دہند۔ و فکر نہ می کنند کہ صاحب سمع و بصر را سمع و  
 بصیر و صاحب علم و خبرت را علیم و خبیر و صاحب حلم و دانش را علیم و حکیم و صاحب جبر و قہر را جبار و  
 قہار می گویند و ہیچ خیال سویر ادب بہ کسے نہ آمد۔ در قیومیت این خیال چرا آمد۔ و الحقیقہ کما قیلت۔  
 النَّاسُ اَعْدَاءُ لِمَا جَهِلُوا۔

**راہ اجتناب** بہ این مراتب عالیہ رسیدن وابستہ بہ محض فضل و لطف پروردگار است۔ لا غیر۔ حضرت  
 موسیٰ علی نبینا وعلیہ و علی جمیع الانبیاء الصلوٰت و التسلیمات برائے آتش گرفتن برآمدند و بہ نبوت و رسالت  
 فائز شدند۔ اللہ یجتبیٰ الیہ من یشاء و یرہدی الیہ من یشاء۔

عاجز احوال حضرت سیدی الوالد قدس اللہ سرہ الاقدس را از یوم ولادت تا اول روز علالت  
 بہ تفصیل در فصل اول نوشتہ۔ از روز اول کہ اسباب سعادت برائے حضرت ایشان مہیا شدہ کسب  
 دران ہیچ مدخلے نیست و الیکم ببعض ہذا الاسباب۔

در اشت علم و فضل و حفظ قرآن و ولایت و مقبولیت از آبائے کرام یعنی از حضرت مجدد و از  
 حضرت مخدوم بلکہ از بابائے پانزدہم حضرت امام رفیع الدین قدس اللہ سرہ الاقدس علیہ السلام رسیدہ۔ ذلک  
 الفضل من اللہ۔

ولادت با سعادت حضرت ایشان ثمرہ قیوم وقت بودہ۔

در گوشہ ہائے حضرت ایشان اذان و اقامت قیوم جہان کردہ و تحنیک از دست مبارک  
 ایشان شدہ۔ ابتدائے تعلیم کہ آن را رسم بسم اللہ گویند در حرم محترم نبوی علی صاحبہ  
 الصلاۃ و التحیۃ قیوم جہاں کردہ۔

در حرم محترم نبوی علی صاحبہ الصلاة والتحیة عند المواجهۃ الشریفہ بردست حق پرست قیوم جہان بیعت شدند — در حرم محترم نبوی علی صاحبہ الصلاة والتحیة بشارتِ خلافتِ خاصہ یافتند۔  
و علوم دین از ادلیاے کبار و عشاقِ سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کردند۔ این گونہ سعادت و خصوصاً بہ این تسلسل بہ کہ نصیب می شود۔

بالائے سرش ز ہوش مندی می تافت ستارہ بلندی

پروردگار حضرت ایشان را بہ این سعادت سرفراز کرد و از محبوبان و مرادان خاص گردانیدہ در قلوب اہل زمین محبت ایشان را محکم کرد۔ حضرت ایشان از حجاز مقدس با اہلیہ خود یک خوردہ دختر و یک مخلص بخاری بہ دہلی تشریف آوردند و دروازہ خانقاہ شریف بر روی مردم بستند مع ذلک بندگانِ خدا بشارتِ غیبیہ از اطراف و اکناف عالم بردارند حاضر می شدند و سلاطین و امراء ساعی می بودند کہ نوبتے سعادت دست بوسی حاصل نمایند۔ کسے گفتہ و راست گفتہ۔

بہ مقبولی کسے راست رس نیست قبول خاطر اندر دست کس نیست

در ایامے کہ عاجز ہنوز در عقد اول از عمر خود آزادی گشت در کونٹہ بلوچستان جماعتے از مخلصین با اختصاص قاضی لعل محمد نورزی از قلات نصیر، ملا عبدالحلیم آخوندزادہ کاکری، سید عبدالحق از پشین، خداے رحم کاکرا از پشین، ملا ایاز کاکرا از کچلاغ، ملا محمد شاہ افغانی، ملا پیر احمد ترکی، احسان اللہ صاحبزادہ ابو بکر خیل، عبدالحق صاحبزادہ ابو بکر خیل، ملا محمد علی افغانی، مرزا نیاز محمد خاں قندہاری وغیر ہم نزد حضرت ایشان حاضر بودند۔ محمد شاہ در احوال جذب و مستی خود اشعار خود را می خواند و آہ و نعرہ می زد چند شعر را عاجزی نوید۔

طاعتے کن روز و شب کابل مباحش	اے محمد شاہ ز حق غافل مباحش
منصرف شواز گنہ چوں عمر و وزید	لاف کم زن از دروغ و مکر و کید
خاک شود در زیر پائے این فقیر	گر تو خواہی تا شومی بدر منسیر
بحر معنی بادشاہ دہلوی	عروۃ و ثقی زکان معنوی
ہر چہ در امر است در محکم تو باد	مے کہ تنہا جن و آدم باجماد
اے ستون دہلوی ذات العباد	زادہ خود را بہ رحمت دارشاد
نام نیکت باد باقی پائدار	تا زمین و آسمان دارد قرار
آن وقت ہر یک از مخلصین از باد ہائے عرفان سرشار بودند و از تن ایشان — دل	

ہر ذرہ درجوش انا الشرق گویان، و جبین مبارک ایشان کالہدرا تمام روشن و تابان بود۔ دران وقت حضرت ایشان تحدیثاً بنعمۃ اللہ فرمودند: "اے عزیزان تعلقِ فتح باب بہ محض فضل پروردگار است، کسے افواج کثیرہ می برد و سعیہا می کند و ناکام می گردد و دیگرے بانصرے چند می رود و قیاب می شود، نہ ہر کہ سر بترشد قلندری داند،" این واقعہ را حاجی ملا ایاز کاکڑی بہ عاجز بیان کرده اند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

روزے حضرت ایشان در خانقاہ شریف بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند و دران ایام سید محمد شاہ قصبوری کہ بیانش درین فصل خواہد آمد مصروف کسب سلوک بودند۔ عرض کردند: "فر در اچہ مقام می شہ" آن وقت مولانا سید الفاضل الرحمن، مولوی عبدالسبحان، منشی حسین علی، منشی احمد حسین و دیگران حاضر بودند۔ حضرت ایشان چند دقیقہ خاموش ماندند کہ از میرٹھ مولوی شمس الدین و حافظ اشفاق الہی رسیدند۔ و مولوی شمس الدین سلام و احترام یک مرد کامل رسانید۔ آن مرد نہ گاہے بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ بود و نہ حضرت ایشان را باوے تعارف ظاہری بود البتہ "الذراخ جُنُودٌ مُجْتَدِدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا اُمَّتٌ لَفَّ وَمَا تَنَاقَرَتْ اُمَّتٌ لَفَّ" را حکمے دیگر است، حضرت ایشان بہ سید محمد شاہ فرمودند: "فر در این مقام است" پروردگار حضرت ایشان را مراتب عالیہ عنایت کردہ بود، ارباب بصیرت با حضرت ایشان بہ اخلاص پیش می آمدند۔ کسانے را کہ عاجز دیدہ یا احوال ایشان را شنیدہ ذکر می کند۔ وَاللّٰهُ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

**مولانا عبدالحق الہ آبادی** | خلیفہ محدث دارالہجرۃ حضرت شاہ عبدالغنی و شیخ الدلائل حرم مکی و مؤلف الاکلیل علی مدارک التنزیل، والد الزمان نظم فی حکم مولد البتہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم، والکنز الاکبر شرح الفقہ الاصفی و غیر ہا اند۔ با حضرت ایشان اخلاص کامل و محبت زائد داشتند۔ ایشان را در بہرائچ یک خلیفہ بود کہ نامش نور محمد بود۔ و سے بیان می کرد کہ پیرو مرشد من می فرمود کہ در ہندوستان حضرت شاہ ابوالخیر اند۔ در فضائل و کمالات ایشان را نظیرے نیست۔ مولوی صاحب سالہا سال خدمت کتابہائے حضرت ایشان کردہ اند جزاۃ اللہ خیراً و رحمۃ و رضی عنہ۔

**سائین توکل شاہ انبالوی** | خلیفہ ملامحمود جالندھری بود و ملا محمود خلیفہ ملا محمد شریف و ایشان خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ انوارہم۔ در سرہند شریف و در انبالہ ملاقات حضرت ایشان با جناب سائین شدہ بود۔ سائین از اصحاب نسبت و جذب و اہل کمال بود۔ اگرچہ از علم ظاہر نصیب نہ داشت اما از علم باطن سینہ اش معمور و مملو بود۔ ہزاران افراد از ایشان استفادہ ہا کردند و صد ہا افراد اجازت و خلافت یافتند۔ حضرت ایشان چون سینہ سائین را معمور یافتند۔ خوش شدہ فرمودند: "سائین این دولت از کجا یافتید؟" سائین دست بستہ با گریہ و نالہ

عرض کرد حضور، این ہمہ از خانہ شماست۔ قدرے اناحوال جناب سائین در فصل اول صفحہ یک صد و چہل و ہشت گزشتہ رَحِمَةُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

**پیر سید جماعت علی شاہ** | خلیفہ بابا فقیر محمد چوہدری خلیفہ خواجہ نور محمد تیراہی خلیفہ بابا فیض اللہ تیراہی  
خلیفہ خواجہ محمد عیسیٰ گنڈہ پوری خلیفہ حافظ سید جمال اللہ رامپوری خلیفہ

سید قطب الدین محمد شرف حید حسین۔ خلیفہ حضرت خواجہ محمد زبیر خلیفہ جد امجد خود حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند خلیفہ پدربزرگوار خود حضرت خواجہ محمد معصوم اندقدس اللہ اسرار ہم قیام ایشان در علی پور سیدان، علاقہ سیالکوٹ بود۔ یک صد و دہ سال عمر یافتہ بہ شب جمعہ بست و ہفتم ذی القعدہ سنہ ۱۳۴۰م رحلت نمودہ اند۔ ملاقات ایشان در خانقاہ شریف دہلی و باز در کونٹہ بلوچستان با حضرت ایشان شدہ، در کونٹہ فرزند کلان خود را کہ سید محمد حسن نام داشت تبرکاً از حضرت ایشان بیعت کنانید۔ سید محمد حسن در مدرسہ دیوبند تحصیل علم کردہ بود۔ پیر صاحب دے را از مدرسہ بہ اجیر شریف فرستادہ بودند۔ چرا کہ ایشان در بعض مسائل مخالف دیوبندیہا بودند و منزلات این گروہ را بہ شدت تمام رد می کردند۔ چون کہ در مشاجرات و مناظرات از وجہ تعصب انسان در اکثر اوقات در لغزش می افتد ازین جہت در دہلی حضرت ایشان بہ پیر صاحب فرمودند: "جماعت علی شاہ بشنوید۔ اللہ تعالیٰ را در مرتبہ دے و نبی صلی اللہ علیہ وسلم را در مرتبہ دے بدارید۔ این امر واقع نہ شود کہ نبی را از مرتبہ دے بلند کردہ بہ مرتبہ الوہیت برسانید و این تمام مختہا کہ شما کردہ اید بر باد نہ شود۔ یعنی

خدا را در الوہیت احد خوانی نبی را در عبودیت یکے دان

سلسلہ ایشان بفضل اللہ و احسانہ جاری است۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُ

احوال میان شیر محمد بر صفحہ ۱۸۸ گزشتہ است

احوال رؤف احمد شاہ نیز بر صفحہ ۱۸۸ گزشتہ است

احوال پیر عبد الخالق بر صفحہ ۲۰۱ و مابیلیہا گزشتہ است

**مفتی محمود مدراسی** | فرزند علامہ قاضی بدرالدولہ مدراسی۔ بہ مدینہ منورہ رفت و از حضرت شاہ محمد منظر مجددی سلسلہ شریفہ گرفت و کسب سلوک کرد و خلافت یافت

حضرت شاہ محمد منظر بہ عربی رسالہ "الذیہ المنظم" فی القیام تجاہ القبر المکرم نوشتہ اند مولانا محمود شرس بہ عربی نوشتہ اند کہ نامش۔ السلک المنظم۔ است و در احسن المطابع مدراس در سنہ ۱۳۲۳ھ طبع شدہ مفتی محمود چند بار بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شدہ اند۔ نوبتے استادی مولانا محمد عمر نیز حاضر بود۔ چون حضرت

ایشان از حلقہ و توجہ فارغ شدند رو بہ مفتی محمود کردہ فرمودند۔ مفتی محمود راست گو کہ در توجہات حضرت عم گرامی و توجہات مافرق محسوس کردید۔ مفتی محمود بہ وجد در آمدہ عرض کردند: "بہ خدا من ہیج امتیاز در توجہات شما و توجہات حضرت عم شما نہ می کنم" حضرت ایشان سرور شدند و شکر حق بہ جا آوردند۔  
رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

**پیر جی منظر علی خان** | وطنش مراد آباد است و قیام در حصار کردہ۔ عاجز در مقامات خیر و برادر خلیفہ سائین توکل شاہ انبالوی نوشتہ حالانکہ وے خلیفہ پیر سائین توکل شاہ، جناب حاجی محمود جالندھری است۔ وے از پیر خود و نیز از سائین توکل شاہ مجاہد حضرت سیدی الوالد شنیدہ بود لہذا اشتیاق ملاقات داشت، وے بہ حاجی فیض اللہ سرسوی گفت کہ از مخلصین با کمال بودہ و کار تعمیر خانقاہ شریف بہ وے تعلق داشت حاجی فیض اللہ برایش اجازت طلب کرد و وے بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد و بروے این حقیقت ظاہر شد: "شنیدہ کے بودا مندیدہ" ہرچہ شنیدہ بود از ان بیش از بیش یانت۔ و از حضرت ایشان طلبگار اجازت سلسلہ مبارکہ شد چونکہ احوال وے بسیار خوب بود حضرت ایشان بہ خوشی و بر اجازت ارشاد دادند۔ روز منظر علی خان بہ منشی احمد حسین دہلوی گفتند: "گدائی در جناب حضرت صاحب از شاہی جائے دیگر در جہا بہتر است۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔"

**حافظ انوری علی ہمتی** | وے نسبتاً صدیقی است و از خلفائے حاجی محمود جالندھری است۔ وفات حاجی صاحب بہ ہشتم ربیع الاول ۱۳۰۶ شہ شدہ۔ بعد از وفات پیر و مرشد بہ خدمت حضرت ایشان اکثر می آمدند۔ مرد نیک و پاک دل بودند۔ در ساختن ساعات قسمی مہارت کاملہ داشتند در مسجد جامع و در فتحپوری و دیگر مساجد بر سنگ مرمر ساعات شمسی ساختہ نصب کردہ بودند کہ از دست برد زمانہ محفوظ نہ ماندند۔ در خانقاہ شریف ہم دو ساعت در ۱۳۲۰ شہ (۱۹۰۳ء) نصب کردہ بودند یکے در صحن مسجد شریف و دیگرے بر بام مسجد شریف کہ بفضل اللہ و احسانہ تا نان تحریر این کتاب ہر دو محفوظ اند۔ برائے معرفت سایہ اصلی و وقت زوال و وقت عصر سہولت زیاد پیدا کردہ اند۔ جناہ اللہ خیرا۔ چون عمر ایشان بہ ہفتاد و نہ رسید بہ روز پنجشنبہ ہشتم شوال ۱۳۳۵ شہ (۲۴ جون ۱۹۲۰ء) در وطن خود رحلت نمود و ہم در ان جا مدفون گشت۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

**مولوی جعفر شاہ** | از افراد خصوصی سائین توکل شاہ بودند و با حضرت ایشان نیاز تام داشتند و از روزے کہ درج ذیل خواب دیدہ بودند در اعتقاد و محبت ایشان مزید

اضافہ شدہ بود۔ می گفتند "من در چراغِ دہلی" بہ درگاہ حضرت نصیر الدین محمود قدس سرہ شبے ماندم و در خواب دیدم کہ سردار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم بر تخت رونق افروز ہستند و حوالی تخت کر سیہا نہادہ اند کہ بر آن ہا علما و مشائخ نشستہ اند۔ می بینم کہ بر یک کرسی حضرت شاہ ابوالخیر نشستہ اند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

خلیفہ سائین توکل شاہ اند۔ حکیم مکرّم الدین معراج چشم مرید ایشان  
**شاہ سلیمان کنگن پوری** بود کہ نزد "حوض قاضی" دہلی جائے داشت۔ حکیم صاحب با

حضرت ایشان نہایت محبت و اخلاص داشت۔ از اولادِ حکیم صاحب کسے را عقد نکاح بود حکیم صاحب حضرت ایشان را بہ نیاز مندی و عاجزی دعوت اشتراک داد۔ حضرت ایشان فرمودند "اگر برائے نشستن مایک جائے خالی مہتیا کنید کہ آن جا کسے نہ باشد مامی آئیم" حکیم صاحب بر بالاخانہ انتظام جائے کردند و حضرت ایشان تشریف بردند۔ ماہر سہ برادر و یک مخلص افغانی ہمراہ حضرت ایشان بودیم۔ آن جا حکیم صاحب در خدمت حضرت ایشان رسیدہ عرض کرد کہ شاہ سلیمان خواہش دستبوسی دارد۔ حضرت ایشان برایش اجازت دادند۔ شاہ سلیمان دستبوسی کردہ بہ ادب تمام دوزانو نشست و بعد از لحظہ عرض کرد "حضور انور مراد طریقہ سہروردیہ بیعت کنید" حضرت ایشان استدعاے ایشان را قبول کردہ فرمودند۔ بیا بید۔ چنانچہ ایشان قریب تر رسیدند۔ حضرت ایشان دستہاے ایشان را در دستہائے خود گرفتہ کلمہ توحید و کلمہ شہادت خواندند۔ ایشان نیز خواندند باز فرمودند۔ ما شمار در سلسلہ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ بیعت کردیم و اجازت می دہیم کہ شادین سلسلہ عالیہ کسے را بیعت کنید و اجازت دہید۔ باز ہر دو حضرات در مراقبہ نشستند و شاہ سلیمان فی ما بعد غالباً پنج روپیہ ہدیہ پیش کرد و دست بوسیدہ مرخص شد۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

ایشان خلیفہ حافظ صابر علی رامپوری خلیفہ سرست بادہ  
**مولانا مشتاق احمد انبیطھوی** وحدت حافظ لطافت علی دیوبندی وطن او شیخوپورہ مسکناً

و مدفن او مشرب ایشان قادری و چشتی بود۔ از پیر پیر خود نیز فوائد حاصل کردہ اند۔ اگرچہ وطن ایشان انبیطھ بود لیکن در آخر در کینچورہ علاقہ کرنال اقامت اختیار کردند و ہشتاد و ہشت سال عمر یافتہ بہ دو شنبہ بیست و ہفت محرم ۱۳۱۲ھ رحلت نمودند۔ عجب مرد پاک دل پاک روش بودند۔ سالہا سال در عربک اسکول "نزد دروازہ اجیری مدرس بودند۔ دوران ایام بہ مواظبت

بہ خدمت حضرت ایشان می رسیدند و فائدہ حاصل می کردند۔ در سال ۱۳۵۶ ملاقات با ایشان در سمرہل، شملہ شد۔ ایشان با خلیفہ خود حافظ عبدالغنی پیش امام مسجد کشمیر بیان شملہ۔ برائے ملاقات آمدہ بودند۔ بیشتر از یک ساعت نشستند جنرال قونصل افغانستان صلاح الدین خاں سلجوقی نیز آن وقت موجود بودند جناب مولانا بہ ذوق و شوق و اشک ریزان ذکر حضرت ایشان می کردند خلیفہ ایشان حافظ عبدالغنی دریافت کرد کہ جناب شما ذکر کدام بزرگ می کنید۔ ایشان گفتند من ذکر حضرت مولانا شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ می کنم کہ سالہا سال از ایشان استفادہ کردہ ام۔ صلاح الدین خاں سلجوقی کلام مولانا مشتاق احمد را بسیار بہ فکر می شنود۔ سلجوقی از زبدۂ علماء و اہل فضل و کمال بود۔ سالہا بہ وظائف دینی مشغول بودہ باز بہ میدان سیاست درآمد۔ زبان انجلیزی بیاموخت۔ حافظہ قوی داشت از قصائد عربی و فارسی شی کثیر از برداشت۔ با عاجز اکثر بہ عربی کلام می کرد۔ اگرچہ وے حضرت سیدی الوالد را نہ دیدہ بود اما احوال ایشان شنودہ بود و از دل و جان معتقد حضرت ایشان بود۔ چون مولانا مشتاق احمد بیان حضرت ایشان کرد۔ سلجوقی را مزید محبت و عقیدت پیدا شد۔ جناب مولانا اختتام کلام خود بر این قول کردند۔ "من سالہا بہ خدمت حضرت ایشان رفتم۔ کمالے و کشفے کہ حق تعالی بہ حضرت ایشان عنایت کردہ بود نظیر آن در جائے یافت نہ می شود۔ و از وجہ اخلاص پروردگار ایشان را این دولت عطا کردہ بود۔ رحمہ اللہ و رحمہ صلاح الدین و رضی عنہما۔"

**مولوی رکن الدین الوری** | خلیفہ مولانا مفتی مسعود احمد صدیقی پیش امام مسجد فتحپوری مفتی صاحب خلیفہ سید امام علی شاہ اندکہ در رتر چھتر پنجاب قامت داشتند در بیان میان شیر محمد شریقیوری بیان سلسلہ شریفہ گزشتہ۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ وقتے کہ عارضی قیام در خانقاہ شریف داشتند و ہنوز بہ حجاز مقدس مراجعت نہ فرمودہ بودند با مفتی صاحب ملاقات ہا کردہ بودند و چون از حجاز مراجعت فرمودند برائے ملاقات مفتی صاحب دوسہ بار رفتند حضرت ایشان از احوال باطن ایشان خوش بودند۔ در ان ایام مولوی رکن الدین را ہم دیدہ بودند و فات مفتی صاحب در سال ہزار و سہ صد و نہ شدہ۔ بعد از وفات پیرو مرشد خود مولوی رکن الدین سالہا بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ اند و فوائد ہا حاصل کردہ اند فرزند ایشان مفتی محمود کہ درین ایام در حیدرآباد سندھ مقیم اند بہ عاجز بیان می کردند کہ والد بزرگوارم بہ من گفت۔ "روزے بہ خدمت حضرت شاہ ابوالخیر می رفتم۔ نزد مسجد جامع سید احمد (شمس العلماء) پیش امام مسجد جامع ملاقی شد (اندر ان ایام جناب سید احمد از حضرت ایشان انحراف داشت) و نسبت بہ حضرت ایشان اعتراضات کرد۔"

من از انجا بہ خانقاہ شریف رفقہ و بعد الاستیذان چون نزد حضرت ایشان رسیدم و جائے گرفتہ دیدم کہ کتابے در دست مبارک ایشان است و ایشان ازان کتاب چیزے می خوانند و شخصے آن را می نویسند۔ و بہ ہمین حال دیدم کہ حضرت ایشان ہچنان کتاب را پیش روے خود داشتہ بہ زبان اردو فرمودند: این امام جامع مسجد اعراض می کند و بلا وجہ غیبت می کند؛ و باز مصروف بہ خواندن کتاب شدند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**مفتی محمد منظر اللہ** فرزند مولوی محمد سعید فرزند مفتی مسعود احمد نقشبندی ہستند روزے عاجز گفتند کہ قبلہ گاہ من بہ حیاتِ جدم رحلت نمودند۔ من خورد سال بودم کہ جدم مرا برائے اہانت تجویز کردند و فرمودند کہ تا من بہ سن بلوغ و رشد نہ رسم اعام من نیابہ امانت کنند چنانچہ بعد بلوغ و رشد امانت بہ ایشان متعلق شد۔ ایشان از پیر زادہ جد خود سید صادق علی بیعت شدند و خلافت از مولانا رکن الدین الوری یافتند۔ اما کسب سلوک از حضرت ایشان کردہ اند۔ سالہا بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ اند۔ روزے بہ عاجز گفتند کہ بعد از سالہا روزے تبسم فرمودہ حضرت ایشان بہ من خطاب کردند۔ مولوی منظر ہر چہ کہ من پیر تو گشتہ ام۔ مفتی صاحب می گفتند در آن روز ہا اگر چہ من تصور پیر خودی کردم لیکن آن تصور از خود زائل گشتہ تصور حضرت ایشان قائم می شد۔ مفتی صاحب این بیان کردہ از فرط محبت اشک ریز شدند۔ و روزے بہ عاجز گفتند کہ جناب حضرت ایشان را در گرفت و ساؤس بے حد کمال بود۔ روزے من حاضر شدم در بان اطلاع کردہ حضرت ایشان نسبت بہ شخص دیگری فرمودند کہ ”در خانہ خود چنین می کند چنان می کند و حالاً نزد من آمدہ است“ من چون این کلام شنیدم بہ دل خود گفتم کہ حضرت ایشان عیوب و ایراظا ہر فرمودند و اندیشہ کردم کہ این وقت بہ خانہ بازگردم۔ بہ مجرد این کہ خیال بازگشت بہ دلم رسید حضرت ایشان مرا طلبیدند۔ چون جائے خود گرفتہ۔ ازالہ خیال اول بہ این الفاظ کردند ”مولوی منظر، تمام مردم بہ یک رنگ نیستند۔ باکسے نرمی کردہ می شود و باکسے درشتی۔ ما چہ کنیم کہ این نا اہل سزاوار ہمین بودہ“ ازارشاد ایشان دوسوہ از دل من رفت و مفتی صاحب روزے این واقعہ ہم بہ عاجز بیان کردند کہ یک شخص بسیار متمنی بود کہ از حضرت ایشان بیعت شود۔ اما ہیبت ایشان غالب بود و نہ می توانست کہ در خدمت حضرت ایشان برسد۔ چند بار بہ من گفت کہ مرا ہمراہ خود ببرد کہ بیعت شوم۔ چنانچہ روزے دیرا ہمراہ خود گرفتہ حاضر شدم۔ و عرض کردم کہ این شخص خواہش دارد کہ بیعت شود، حضرت ایشان فرمودند ”مولوی منظر، برائے خدا بسیار کم افرادی آیند۔ اکثر افراد برائے امور دنیویہ می آیند کہ تعویذ بگیرند یا برایشان دم کردہ شود یا برائے



مشکلاتِ دنیویہ دعا کردہ شود۔ مولوی مظہر این شخص را شما ہمراہ خود برید و بیعت کنید، مفتی صاحب گفتند۔ چون با آن شخص روان شدم بہ وے گفتم، یقین دارم کہ تو این گونه خیالات را در دل خود جائے دادہ باشی، وے بگریست و گفت، راست گفتید، من در دل خود آن گونه خیالات آورده بودم۔ مفتی صاحب بارہا بہ این عاجز گفتم کہ پروردگار حضرت ایشان را بہ نوعی کمالات عالیہ سرفراز فرمودہ بود کہ در مشائخ سابقین کمتر افراد بہ آن کمالات متصف باشند۔ مفتی صاحب این قول گفتمہ آبدیدہ می شدند و دعا با در حق حضرت ایشان می کردند۔ افسوس صد افسوس کہ جناب مفتی صاحب بہ روز دوشنبہ چہارم شعبان ۱۳۸۶ھ (۲۸ نومبر ۱۹۶۶ء) رحلت سفر ازین جہان بر بستند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**سید ظہور الحسن** از گیندہ ضلع بجنورہ و معتمد پاک دل بود و در طریقہ شریفہ صاحب الاجازہ والا ارشاد بود۔ در سرہند شریف حضرت ایشان را دیدہ بود و از دل و جان معترف کمال ایشان بود۔ پیارے لعل و پسرانش ہزارہی لعل و را چندر کہ بردست مبارک حضرت ایشان مشرف بہ اسلام شدہ بودند۔ از دوستان ظہور الحسن و پسرش نور الحسن بودند۔ ظہور الحسن بار بار بہ ایشان می گفت کہ مثل حضرت ایشان در مشائخ موجود نیست بعد از وفات حضرت ایشان وفات یافتہ، پسرش رقیام دعلی گڑھ بود۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

**حافظ سید محمد شاہ قصوری** وے پسر دختر مولانا عبدالرسول قصوری است کہ فرزند و خلیفہ و جانشین جناب غلام محی الدین قصوری بودند و ایشان از اجل خلفائے حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ اسرارہم بودہ اند۔ چون عبدالرسول وفات یافت محمد شاہ ۱۰ سالہ یا ۱۲ سالہ بود۔ از معارف یکسر تہی دامن بود۔ چون کہ از اولیائے حق یک ولی کامل و بیستجارہ نشین خود ساختہ بود۔ حق تعالی اسباب سعادت برایش مہیا ساخت سید محمد شاہ چون جوان شد داعیہ خدا طلبی در باطنش پیدا شد و بہ خدمت خیر جہان رسید و بہ کسب سلوک مشغول گشت۔ وے ہر سال برائے چہل روز می آمد و فیوضات و برکات حاصل می کرد۔ برادر خورد وے سید احمد شاہ از حضرت ایشان بیعت بود۔ وے برائے پسر کلان خود سید رؤف احمد شاہ خواہر کلان را طلب کردہ بود۔ کما سیاقی البیان فی الخاتمۃ۔ رحمہم اللہ و رضی عنہم۔

**پیر جی سید ممتاز علی** ساکن فیروز آباد و خلیفہ مولوی سرفراز علی ساکن سکندر پور علاقہ مین پوری را داعیہ خدا طلبی از سر صدق و اخلاص بود۔ سالہا سال مجاہدات شاقہ و ریاضات کثیرہ کردہ بود۔ پیروے خلیفہ سائین توکل شاہ انبالوی بود۔ ملاقات ممتاز علی شاہ با حاجی

فیض اللہ سرسوی شد کہ از مخلصانِ پاک نہاد حضرت ایشان بود دورانِ آیامِ کارِ تعمیرِ خانقاہ شریف منعلق بہ وے بود۔ بہ سال بست و ششم یا ہفتم از قرن چہار دہم ممتاز علی شاہ در مقامے از مقاماتِ سلوک بندماند۔ بہ مشورہ حاجی فیض اللہ وے مکتوبے بہ خدمت حضرت ایشان بہ کونٹہ ارسال کرد حضرت ایشان بہ جواب نوشتند کہ عبور از این مقام تعلق بہ صحبت دارد۔ اگر مصارف آمد و رفت داری حاضر شو۔ چنان چہ وے بہ کونٹہ رفت و آن جا مولانا سید عبد الجلیل را یافت یک ہفتہ قیام کرد و بفضل اللہ و احسانہ از ان مقام عبور حاصل کرد و از کونٹہ مسرور القلب مراجعت کرد و در دل خود محبت مولانا سید عبد الجلیل را با خود آورد۔ سید ممتاز علی شاہ با عاجز ارتباط زیاد داشت یک بار عاجز را بہ فیروز آباد ہم برہ۔ عجب پاک دل و صادق الحجۃ بود۔ اگر وے مدتے و خدمت حضرت ایشان ماندے از عجائبِ ذرگار گشتے۔ چون کہ از حضرت ایشان بسیار می ترسید از حضوری قاصر ماند۔ حاجی فیض اللہ و مولانا عبد الجلیل را تا آخر وقت یاد می کرد۔ بہ روز شنبہ ۱۳ شعبان ۱۳۷۸ھ ۲۴ مارچ ۱۹۵۹ء رحلت نمود و در فیروز آباد در خانہ خود جائے را کہ برائے خود تجویز کردہ بود بہا را مید۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

### سید ابوالخیرات

فرزند سید عبد الحلیم است کہ خلیفہ محمد رضا بنارسی بود و وے خلیفہ جد امجد حضرت شاہ احمد سعید بود۔ در حدود ہزار و سہ صد و بست و پنج یا شش بہ خانقاہ شریف دہلی آمد۔ حضرت ایشان نماز عصر خواندہ از دالان مسجد شریف برآمدند و نظر کیمیا اثر بر وے فتاد بہ مخلص افغانی فرمودند: "برو آن جوان را بہا کہ بوے انس از وے می آید" وے ابوالخیرات را پیش کرد۔ حضرت ایشان از احوالش دریافت نمودند، چنانچہ کیفیت خود بیان کرد و باز عرض کرد مرا بیعت کنید۔ حضرت ایشان فرمودند: نصیبہ تو نزد پدر بزرگوارت است۔ برو از ایشان بیعت شو و سلوک مجددیہ را طے کن و فیما بعد برائے چند وقت این جا بیا، چنان چہ سید ابوالخیرات بہ خانہ رفت و از حضرت والد خود بیعت شدہ کسب سلوک کرد و خلافت یافت۔ بہ بست و ہفتم صفر سال سیزدہ صد و سی والد بزرگوارش رحلت نمود و بعد از چند ماہ وے بہ خدمت خیر جہان رسید، چند وقت در حلقہ نشست و آن چہ مقسوس بود حاصل کرد و با اجازت ارشاد بہ وطن خود مراجعت کرد۔ **فَهَيْتَالَهُ ثُمَّ هَيْتَالَهُ** وفات ابوالخیرات بہ نوزدہم ذی الحجہ سال سیزدہ صد و پنجاہ و سہ در مقام سیوان ضلع سارن شد۔ وے بہ مخلصین خود این واقعہ را بیان می کرد و خلیفہ وے غلام محمد ساکن کمال پور ڈاک خانہ نرائن پور ضلع مرزا پور سہ سال قبل نزد عاجز آمد و این تفصیل بیان کرد۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

شاہ محمد شعیب | فرزند حکیم راحت علی ساکن قلندر پور۔ علاقا عظیم گڑھ بیان کرد کہ آغاز شباب

من بود۔ دورانِ ایام من ریش خود را می تراشیدم۔ من برای تحصیل علم بہ دہلی رتم۔ در آبادی حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ ملاقات من با شاہ عبدالصمد شد، چون کہ من تمنائے داشتتم کہ یک بار زیارت حضرت ایشان بکنم لہذا بہ شاہ عبدالصمد گفتم کہ مرا بہ خدمت حضرت ایشان برسانید، ایشان گفتند طاقت این کار نہ داریم۔ حضرت ایشان یک بزرگ شمشیر برہنہ ہستند چون این جواب شنیدم بہ دل خود گفتم۔ کہ من لا محالہ بہ درگاہ حضرت ایشان خود را می رسانم و ہر چہ پیشم آید نقصانے نہ دارم۔ اگر بہ حضوری مشرف شدم بہ مقصود رسیدم و اگر مراراً نہ سزاوارم، بعد ازین بہ کمالِ محبت و اخلاص حاضر شدم و بہ دربان گفتم کہ حضرت ایشان را اطلاع بدہد۔ آن وقت چند طالبانِ علم نیز حاضر شدند۔ دربان از آمد طالبان و از آمد من اطلاع رسانید حضرت ایشان بہ طالبان جواب ارسال کردند "فقیر کے فرصت دعا ہا دارو کہ شمایان در امتحانات کامیاب شوید۔ دیگر مشائخ موجود اند نزد ایشان بروید" و مرا طلب فرمودند۔ من بہ ادب تمام حاضر شدم و سلام عرض کردم۔ دیدم کہ حضرت ایشان یک گونہ در احوال استغراق اند۔ بر چہرہ انوار پر تو انوار تجلیات ظاہر و باہر بود، آن گونہ انوار تجلیات من بر چہرہ کسے نہ دیدہ ام، محسوس می کردم کہ عکس آفتاب در آئینہ زخما ظاہر است۔ حضرت ایشان سلام را جواب دادند و من نشستم، بواب بہ من اشارہ کرد تا بخیزم، لیکن من حرکت نہ کردم۔ بعد از چند دقیقہ حضرت ایشان فرمودند "جان بجانا نہ بدہ ورنہ بتان داخل" اے عزیز زخمت ہستی۔ "و من از انجا برخاستم۔ ارشاد حضرت ایشان را اثر ظاہر شد کہ من وابستہ بہ سلسلہ قادریہ شدم۔ انتہی" شاہ محمد شعیب ابن بیان را در ۱۳۸۸ھ در گھوسی نویسانیدہ و بعد از یک سال در ۱۳۸۹ھ رحلت کردہ و بہ پہلوے پیرو مرشد خود شاہ فتح قلندر در موضع قلندر مدفون شد۔ ایشان خلیفہ پیرو خود بودند و با استادی جناب مولانا محمد عمر گھوسی از بناط زیاد داشتند۔ حضرت استاد می فرمودند کہ شاہ محمد شعیب مرد پاک باطن و مبارک احوال بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

دطن ایشان امرؤہتہ است از توابع مراد آباد۔ از شاہ بہار الدین

**حکیم فرید احمد عباسی** | مروہوی خلیفہ شاہ عبدالرحمن شاہ جہانپوری خلیفہ قطب ارشاد زمانہ

حضرت شاہ غلام علی عبداللہ دہلوی قدس اللہ سرار ہم بیعت بودند۔ مرد پاک باطن و صاحب نسبت بودند۔ در طب یونانی استعداد خوب داشتند۔ حکیم محمد اجل خان ایشان را در جامعہ طبیبہ استاد مقرر کردہ بودند۔ در سال ۱۳۳۸ یا ۱۳۳۹ ملاقات ایشان با حضرت سیدی الوالد نزد جلی قبر شد۔ حضرت ایشان در عربہ سوار بودند و برائے تفریح تشریف می بردند۔ حکیم صاحب حضرت ایشان را دیدہ بہ سرعت نزد عربہ رسید و سلام عرض کردہ دست مبارک را بوسہ داد۔ آن بوسہ چہ بوسہ بود کہ مہر غلامی بر قلب حکیم صاحب ثبت کرد۔ بہ اخلاص

تمام عرض کردند اگر اجازت باشد بعد العشاء حاضر خدمت اقدس شوم۔ حضرت ایشان اجازت دادند، و حکیم صاحب ازان روز تار و زوفات حضرت ایشان بالالتزام بہ خدمت اقدس می رسید۔ چون کہ صاحب استعداد بود ترقیات بے اندازہ حاصل کرد عاجز خبر نہ دارم کہ حضرت ایشان حکیم صاحب را اجازت ارشاد دادند یا نہ البتہ ایں قدری دانند کہ از بسیاری پیران و خلفا بہ مراتب بلند تر بود۔ وے احوال سیر سلوک را از حضرت ایشان دریافت کرده بود، شاگردانش بہ عاجز بیان کرده اند کہ بہ دوران درس اگر ذکر حضرت ایشان می آمد بر حکیم صاحب کیفیتے طاری می شد و بیان حضرت ایشان را بہ اخلاص تمام می کردند و اشک ہائے محبت می ریختند۔ بعد از تقسیم ہند بہ لاہور رفتند۔ پس از ہشت سال عاجز بہ لاہور رفت۔ آنجا بہ روز دو شنبہ دہم شعبان ۱۳۴۴ھ (۴ اپریل ۱۹۵۵ء) با فرزند کلان ایشان برادر طریقت علی احمد طاقات شد و از وے معلوم شد کہ حکیم صاحب در "موڈل ٹاؤن" خانہ نشین اند۔ عاجز با وے بہ ملاقات حکیم صاحب بہ موڈل ٹاؤن رسید۔ از وجہ کلان سالی و تقلبات روزگار ضعف و نقاہت بر جسم ایشان ظاہر بود مع ذلک در محبت و اخلاص حضرت سیدی الوالد عاجز ایشان را مصداق این شعر یافت۔

ہر چند پیر و خستہ دل و ناتواں شدم  
ہر گز کہ یاد روے تو کردم جوان شدم  
بعد ازان روز عاجز ایشان را نہ دیدہ۔ پروردگار بادوستان پاک طینت زیر سایہ پیر و مرشد برحق عاجز  
را جمع کند۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

**مولوی امداد اللہ خان** | فرزند کلان حافظ عنایت اللہ خان رامپوری کہ خلیفہ حضرت مولوی ارشاد حسین مجددی رامپوری اند۔ مولوی امداد اللہ از دیاست رامپور بہ ہند شریف رفت و ازان جا برائے ملاقات حضرت ایشان بہ دہلی آمد۔ ہمراہ وے باقر رضا خان بود کہ فی ما بعد سکونت کراچی اختیار کرد۔ چہار سال قبل بہ حیات بود وے ایں واقعہ بیان کرد کہ مولوی امداد اللہ خان بہ خانقاہ شریف دہلی رسیدہ در عمارت دروازہ نشست در بان را برائے اطلاع کردن نہ گفت۔ مدتے نہ گزشت کہ حضرت ایشان از حرم سرادریافت فرمودند کہ از رامپور کدام شخص آمدہ۔ آن وقت مولوی امداد اللہ نام خود را بہ تواب نشان دادند و وے اطلاع رسانید۔ حضرت ایشان مولوی صاحب را نزد خود طلب فرمودند و فیما بعد مرانیز خواستند۔ ایں کرامت حضرت ایشان بود کہ از خود بہ آمد مولوی امداد اللہ آگاہ شدند۔ رحمہما اللہ ورضی عنہما۔

ذکر محمد حسن خان رامپوری چشتی بر صفحہ ۸۷۸ گزشتہ است۔

دبیان محمد حسن خاں کرتپوری نقشبندی از کتاب دے "حالات مشائخ نقشبندیہ" بر  
صفحوں ۲۰۷ گزشتہ۔

پیر ابوالخیر غازی پوری | در سلسلہ نقشبندیہ پیر طریقت بود۔ در سال آخر مع فرزند خود ابوالہیث  
بعد العشاء الآخرہ برائے زیارت حاضر شد۔ روز دوم برائے عیادت  
حضرت والدہ ماجدہ بہ مستشفی رسید آن جا در خدمت حضرت ایشان بہ اندازہ دو ساعت نشست چون  
قصدمراجعت کرد حضرت ایشان فرمودند۔ بعد العشاء بہ خانقاہ شریف برسید ہمراہ ماغذاتناول کنید۔  
چنان چہ دے باپس خود بروقت رسید۔ چون وقت شستن دست رسید دے آفتابہ دلگن در دست  
خود گرفت و دست مبارک حضرت ایشان شستائید و گفت "پروردگار بر من چہ کرم فرمودہ کہ  
این خدمت از من گرفت" پیر ابوالخیر بہ دوران اکل طعام گفت۔ دی شب ہجوم فیوض برکات  
بود و امشب احساس کمی می شود۔ حضرت ایشان فرمودند۔ فضل پروردگار است کہ در فیوضات  
دبرکات کمی نیست البتہ از وجہ نان خوردن در ادراک فیوضات کمی واقع شدہ است۔ بر سر مبارک  
حضرت ایشان مَثَالِ نَعْلِ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آویزان بود۔ پیر ابوالخیر غازی پوری استفسار آن  
کرد۔ حضرت ایشان فرمودند۔ سن این مثال مبارک را بر سر خود آویزان کردہ ام تا کہ در حضور مبارک  
سردار کائنات علیہ افضل الصلوات و ازکی التحیات اظہار غلامی من بودہ باشد و باز حضرت ایشان  
از حضرت جامی قدس سرہ این شعر خواندند۔

ادیم طائفی نعلین پاکن شرک از رشتہ جانہاے ماکن

پیر ابوالخیر در خدمت حضرت ایشان عرض کرد کہ حضور اقدس لطائف مرامعائتہ فرمائید چنان چہ  
ہر دو حضرات چشمہا بند کردہ بنشستند۔ و بعد از مدتی حضرت ایشان فرمودند فضل پروردگار است  
کہ چیزے از انوار یافتیم۔ پیر ابوالخیر این شعر خواند۔

من تو شدم تو من شدمی من تن شدم تو جان شدمی تا کس نہ گوید بعد ازین من دیگر م تو دیگری

پیر ابوالخیر غازی پوری بہ خواندن ثنوی شریف مشہور بود چنان چہ دے چیزے از ثنوی شریف  
بہ ذوق و شوق خواند۔ و باز عرض کرد۔ حضرت شما بزرگ و بزرگ زادہ ماہستید۔ اگر بہ من اجازت ارشاد  
عنایت کنید عین بندہ پروری باشد حضرت ایشان طلبش را قبول فرمودہ گفتند۔ از ما بہ شما اجازت است۔  
وے در شکرانہ دست مبارک حضرت ایشان بوسید و بہ یاد عاجزی آید کہ چیزے بہ طور نذر نیز پیش کرد۔  
غالباً بعد از یک ماہ حضرت ایشان رحلت فرمودند و پیر ابوالخیر در فاتحہ کلاں کہ بہ ۲۹ رجب ۱۳۳۱ ہجری بودہ

حاضر شدہ دوسرے روز ماندہ ثنوی شریف ہم خواند و وقت اول را یاد می کرد و می گریست۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

جناب مولانا از خلفائے حاجی امداد اللہ مہاجر کی بودند و بر  
**مولانا کرامت اللہ خان دہلوی** مسلک پیرو مرشد خود بہ وجہ خوب قائم بودند۔ بہ بسیار

محبت میلاد شریف می خواندند و قیام می کردند۔ و با حضرت ایشان محبت فوق العادہ داشتند۔ شبے در کوچہ قابل عطار دہلی میلاد شریف بود۔ اہل کوچہ حضرت ایشان را دعوت شرکت دادند چنانچہ حضرت ایشان آن جا رفتند۔ برائے بیان ذکر شریف مولانا را طلب کرده بودند چون حضرت ایشان نشستند اہالی آن جا بہ مولانا گفتند کہ بیان بفرمائید۔ و برائے ایشان کرسی نہادند۔ جناب مولانا گفت۔ حضرت ایشان بر زمین باشند و من بر کرسی۔ کلام مولانا بہ سمع مبارک حضرت ایشان رسید۔ فرمودند۔ جناب مولانا این احترام شمانیست این احترام آن ذکر مبارک است کہ پروردگار آن را بلندی عطا کرده و فرمودہ۔ وَرَفَعْنَا نَكَ ذِكْرَكَ۔ عَلٰی صَاحِبِ الذِّكْرِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔ وَرَحِمَ اللّٰهُ کَرَامَتِ اللّٰهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

ایشان از ارشد تلامیذ مولانا محمد قاسم نانوتوی اند و از اساتد ایشان  
**استادی مولانا عبد العلی** مولانا احمد علی سہارنپوری نیز حدیث شریف خواندہ اند۔ درابتدائے

کار بہ دہلی در مدرسہ حسین بخش واقع محلہ ٹیپا محل صدر مدرس بودند۔ با منتظمین آن مدرسہ در امر سے اختلاف واقع شد لہذا قصد کردند کہ بارفقائے خود از دہلی بروند۔ این خبر چون بہ نواب فیض احمد خان نواب ابوالحسن خان، مولوی عبدالاحد مالک مطیع مجتہبی، منشی نئے خان و عبدالستار مشہور بہ نواب صاحب کازہ پنجاب پہلے دہلی و از مخلصین حضرت سیدی الوالد بود رسید۔ با ہم گفتند کہ چہین مرد پاک طینت را نہ باید گزاشت کہ از دہلی رود۔ لہذا این جماعت نزد ایشان حاضر شد و گفت بہ مسجد مولوی عبدالکری تشریف برید و آن جا درس دہید۔ چنان چہ آن جناب مع رفقا آن جا رفتہ سلسلہ تدریس شروع کردند۔

شمار مولوی صاحب اگر چہ در علمائے کرام و محدثین عظام می شود اما ایشان از جماعت «غبار کمال الذین اذا رآوا ذکر اللہ» بودند۔ یہائے ولایت از جمہین ایشان ظاہر بود۔ عاجز صحیحین و ابن ماجہ را از اول تا آخر حرفا حرفا از ایشان خواندہ۔ و مدارک عشق ایشان را کہ ہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودہ دریافتہ است در ردّ ابن تیمیہ و اتباع و سے از وہابیتہ نجدیہ تقریرات شائقہ می کردند چون بہ حدیث لَوْلَا قَوْمٌ حَدِيثُوا عَهْدًا رَسِيدًا فَرَمَوْدُنْدُ۔ آن چہ این گروہ در حجاز مقدس گنبد ہا و مقابر را شکستہ و مسلمانان عالم را رنج رسانیدہ است از رویے این حدیث صحیح فعل ایشان ناجائز است۔ و تقریرے کہ در بیان حدیث لا تشد الرحال کردہ اند علاؤش تا این زمان عاجز را خوش وقت می سازد چون عاجز

از دورہ حدیث فارغ شد فرمودند چیزے دیگر بخوان و باز انتخاب قصیدہ بردہ کردند چنانچہ تا اہل ماہ رمضان عاجز از ایشان قصیدہ مبارکہ می خواند چون عاجز از قصیدہ مبارکہ شعرے رامی خواند جناب ایشان در گریہ مصروف می گشتند و تا حدے می گریستند کہ ایشان را طاقت گفتار نہ می ماند۔ بہ وقت تمام در یک روز دو یا سه شعر خواندہ می شد۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ پاک باطنی جناب ایشان را دریافتہ بودند لہذا اولاً در مدرسہ حسین بخش نماز جمعہ می خواندند و چون جناب مولانا بہ مدرسہ عبدالرب تشریف آوردند حضرت ایشان نیز آن جامی رفتند۔ بعد از نماز بہ اندازہ یک ساعت ہر دو حضرات با ہم تکلم می فرمودند و اہل دل لطفہا می برداشتند۔ جناب مولوی صاحب تقریباً از پانزدہ سال در مرض فلج مبتلا بودند طاقت حرکت و نشست و برخاست نہ داشتند۔ یک دست را قدرے حرکت می دادند لہذا حضرت ایشان نزد ایشان می رفتند۔ آن وقت جناب ایشان دامن حضرت سیدی الوالد را بر چشمہاے خود می نہادند و می فرمودند۔ مرا بوسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم می آید۔

دلِ گرویدہ بوسے حبیب است زہے بوسے کہ از کونے حبیب است

روزے جناب ایشان بہ حضرت سیدی الوالد رقعہ ارسال کردند و در آن نوشتہ بودند کہ من در خواب دیدم کہ شما در مدرسہ گشت می کنید۔ و ناگاہ شما بہ صورت مبارکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر می شود۔ جناب مولوی صاحب در جلسہ افتتاح صبح بخاری یا در جلسہ اختتامش حضرت ایشان را مدعو می کردند و حضرت ایشان بہ شوق می رفتند۔ جناب مولوی صاحب را با استاد خود مولانا محمد قاسم و با حضرت سیدی الوالد تعلق خاطر و ارتباط وافر بود۔ چون ذکر ایشان می کردند بے ساختہ از چشمان ایشان اشک جاری می شد۔ وفات ایشان بہ روز یکشنبہ سیزدہم جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ در مدرسہ عبدالرب واقع شد و بعد الغروب در جوار حضرات محدثین دہلویہ در گورستان مہندیان مدفون شدند قَدَّسَ اللہُ سِتْرَہُ وَ تَوَرَّضَ نَحْبَہُ۔

از جہاتِ سرحد افغانستان یک دلی کامل برائے سہ روز نزد حضرت  
ایشان می آمد۔ بیچ سامان ہمراہ ایشان نہ می بود۔ یک مجلد از حدیث شریف

در نقل ایشان می بود۔ در اتباع سنت نظیر خود نہ داشتند۔ لباس ایشان لنگی و ردّ او تار بود و در پائے نعالِ شراک دار۔ دائماً بر سر خاک نمازی خواندند۔ گاہے دیدہ نہ شدہ کہ بر جامہ نماز خواندہ باشند۔ عاجز آن وقت و آن جاے را یاد دارد کہ در تفریح گاہ بر سر کوه مخلص افغانی کبیل فرس کرد حضرت ایشان امام دہا ہر سہ برادر و مخلص افغانی و آن مرد دلی مقتدی بودیم۔ چون حضرت ایشان برائے نماز استادند۔ مرد دلی از جانب خود کبیل را دو تاہ کرد و بہ حضرت ایشان خطاب کردہ گفت : شما این چہ بدعت اختیار

کرده اید؟ حضرت سیدی الوالد به سوائے ایشان ملتفت شده تبسم فرمودند. و باز شروع به نماز کردند. ہر دو حضرات پاک مشرب و پاک مسلک و پاک دل بودند و از دل و جان عاشقانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودند مقصد ہر یک رضائے پروردگار بود. ہر یک می گفت۔

مقصود من خستہ ز کونین توئی از بہر تو میرم و برائے تو زیم  
لہذا قصۃ ناراضگی را گنجائشی نہ بود۔ بلکہ کلّ یعمل علی شاکلتہ قریبکم اعلّمہ من ہوا ہدی  
سببلاً۔ را کیفیت بود۔ عاجز تقریرات و تحریرات مدعیان علم شنیدہ و دیدہ کہ بیان بدعات می کنند ترغیب  
می دهند کہ از بدعت اجتناب کردہ شود۔ تمام زور گفتار و قوت قلم برین صرف می کنند کہ محفل مبارک میلاد  
شریف منعقد نہ کنید و قیام نہ کنید عرس بزرگان دین نہ کنید غیر ازین سہ امر ہر چہ کردہ شود حرج نہ دارد۔  
اتباع سنت آن بود کہ آن ولی پروردگاری کرد۔ چہ در اکل و شرب چہ در لباس و مسکن۔ برائے نماز سجادہ افروش  
کردن یقیناً بدعت است۔ امتیاز علماء بہ دستار کلان و پیر مین طویل و جبہ فراخ یقیناً بدعت است۔  
روزے حضرت عمر حضرت جابر رضی اللہ عنہما را دیدند۔ استفسار نمودند ما ہذا یا جابر وے عرض کرد۔ شہیت  
لحمًا فاشتریتہ۔ حضرت گفت۔ کلما اشتہیت اشتربت۔ اما تخاف ہذہ الآیۃ۔ اذہبتم  
طیباتکم فی حیاتکم الدنیا۔ کما ذکرہ ابن الجوزی فی سیرتہ۔ افسوس صد افسوس کسانے کہ امامت  
نماز را اجرت گیرند و بعد از نماز صبح ترجمہ قرآن مجید بہ مزد کنند۔ و اگر برے و عطر روند مقررہ خود را وصول  
کنند۔ انہا العقاد محفل مبارک را بدعت گویند۔ علی اللہ تو کلنا۔ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین۔  
این واعظان ارشاد حضرت عمر را بفہمند تا اذہبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا برایشان صادق نیاید۔  
البتہ امثال این ولی پروردگار را می شاید کہ از نماز بر بساط خواندن یا از انعقاد محفل میلاد استفسار کنند  
چہ وے در تمام امور اتباع سنت را ملحوظ می دارد۔ چنان چہ آن ولی روزے نسبت بہ محفل مبارک  
میلاد شریف بہ حضرت ایشان گفت کہ در عہد نبوی و عہد صحابہ انعقاد این گونه محافل شدہ۔ حضرت ایشان  
فرمودند این درست است۔ در آن زمان مبارک بہ فریضہ جہاد ہر یک مشغول بود۔ درجہ مستحقات و  
مستحبات بعد از فرائض و واجبات است۔ و در این زمان عوام در لہو و لعب و فسق و فجور اوقات خود را  
صرف می کنند۔ ما می خواہیم کہ در قلوب ایشان محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا شود کہ محبت آن سرور  
صلی اللہ علیہ وسلم اصل ایمان است۔ برائے حصول این مقصد انعقاد این مبارک محفل می کنیم کہ امّہ  
دین آن را بدعت حسنہ گفته اند۔ و نیز فرمودند کہ یوم المیلاد و یوم الارتحال و یوم البعث را فریضتہ است۔  
پروردگار نسبت بہ حضرت یحییٰ علیہ السلام گفتہ۔ و سلام علیہ یوم و لد و یوم یموت و یوم ینبعث حیًا۔



پروردگار قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام را نقل کرده و گفته۔ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَ يَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا۔ ولادت سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم برائے عالمیان سراسر رحمت است و اللہ تعالیٰ می فرماید قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ قَبْلَ ذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا۔ لہذا انعقاد محفل مبارک میلاد شریف و اطہار سرورِ درآن یوم مسعود مطابق منشاء خداوندی است جل شانہ۔ چون آن ولی پاک نہاد کلام حضرت ایشان شنید خاموش نشست و چیزی نہ گفت۔

شبے آن پاک نہاد در کوچہ چہل امیران "معروف بہ کوچہ چیلان نزد خانہ مولوی بدرالاسلام در مسجد شریف بعد از نماز خفتن در احوال جذب و وجد از شمال بہ جنوب از جنوب بہ شمال می گشت، اتفاقاً مفتی کفایت اللہ آن وقت داخل مسجد شریف شد و سر مست بادۃ الفت را در چنین احوال بے قراری یافت مفتی صاحب تادیر احوالش را دید، و فیما بعد از مولوی بدرالاسلام استفسار کرد کہ آن شخص از کجا بود و حال کجا است مولوی بدرالاسلام گفت۔ کہ این شخص ہر سال برائے سہ روز بہ خدمت اقدس حضرت صاحب می آید۔ یک کتاب حدیث متاع و سے می باشد۔ مایان نہ از نام و سے واقف، مستقیم و نہ از وطنش خبر داریم اگر چہ آن ولی پروردگار مراجعت کردہ اما در خانقاہ شریف امثال و سے موجود اند۔

سربر آراز کاشف تحقیق تادیر کوئے خیر کشتگان زندہ بینی انجمن در انجمن

حضرت ایشان بسیار مراعات این ولی پروردگار می کردند کہ اعلیٰ نمونہ۔ رَبِّ اشْعَثْ اَنْجَبِرْ بود یک سال چون و سے آمد از موہائے مژہ، چشم و سے زخمی شدہ بود، حضرت ایشان بہ حکیم محمد شفیع معالج چشم فرمودند کہ علاج چشم بکنند۔ چنانچہ و سے معالجہ کرد و حضرت ایشان یک کبل برائے پوشش و لنگ و ردا و چیزے از دراہم بہ آن پاک مرد۔ الذی لا یشاسُ الیہُ بالبنان "دادند، روزے بہ وقت بازگشت از سیر و تفریح در یک حدیث شریف ما بین ہر دو حضرات اختلاف شد و اختلاف در لفظ حدیث شریف بود۔ چون بہ خانقاہ شریف رسیدند حضرت ایشان از کتب خانہ کتاب را خواستند۔ و آن چہ حضرت ایشان می فرمودند در کتاب بود۔ آن پاک نفس آن جا را دید و بسیار خوش شد۔

بلبل خود را بہ گل می رساند و پروانہ بر شمع می ریزد و بندگان خدا نزد او لیامی روند تا وقتے کہ وجود حضرت ایشان موجود بود و قیام گاہ حضرت ایشان از رجال الغیب محاط بود، حیف صد حیف۔ آن قدح بشکت و آن ساقی نہ ماند۔

صاحبزادہ ملا پیر محمد | خلیفہ والد خود صاحبزادہ امیر محمد بود و و سے خلیفہ پدر خود صاحبزادہ مرزا محمد مشکجیل کٹوازی کہ خلیفہ دوست محمد شرنی بود و و سے خلیفہ صہونی زبردست

لوگری کہ خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی نسباً و دہلوی مولداً و مدفننا بود۔ در حوالی سال ستم ازائے چہارم ہمراہ مریدان خود برائے حج رفت۔ در مراجعت بہ دہلی در خدمت حضرت ایشان رسید۔ حاجی ملا احمد شاہ خلیل اطلاع کرد، حضرت ایشان صاحبزادہ را طلب کردند۔ ایشان عرض کردند۔ پروردگار شمارا در این زمان قطب ارشاد کرده است۔ احوال باطنم ملاحظہ کنید۔ اگر در من صلاحیت ارشاد باشد فریاد اجازت عنایت فرماید چہ شادین وقت امام طریقہ ہستید و اگر در من صلاحیت ارشاد نہ باشد مرا آگاہ سازید تا ترک مشغولت کردہ غلامی در گاہ شما اختیار کنم۔ حضرت ایشان متوجہ بہ باطن ایشان شدند و فرمودند "فصل پروردگار است در شما صلاحیت ارشاد است۔ و از طرف ما نیز بہ شما اجازت ارشاد است۔ شما بہ ہدایت خلق مشغول باشید" صاحبزادہ بہ اجازت و خلافت حضرت ایشان مشرف گشتہ بہ وطن مراجعت نمود۔ رَحِمَةُ اللّٰهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

**خلیفہ طریقہ بنوریہ** | در علاقہ ارغسان و بلوچستان از سلسلہ بیابان عبدالحکیم کہ در طریقہ بنوریہ مجددی فرد کمال گزشتہ اندیک شیخ بن رسیدہ و صاحب ارشاد بود چون حضرت ایشان بہ کونہ تشریف بردند، آوازہ حضرت ایشان بہ آن مرد کمال رسید۔ وے بہ نور باطن در یافت کہ حضرت ایشان قطب ارشاد و قیوم جہان اند۔ لہذا وے نزد ملا عبدالحکیم آخوندزادہ خلیفہ خود را فرستاد کہ من خواہش دارم کہ زیارت حضرت صاحب بکنم۔ ملا صاحب بہ خدمت حضرت ایشان عرض کرد و حضرت ایشان اجازت دادند کہ وے بیاید۔ ملا صاحب این خبر بہ خلیفہ وے گفت و خودش مشغول بہ انتظام خانہ شد۔ چہ ہمراہ آن شیخ جمع از مریدان و خلفا نیز می آمد چون خلیفہ نزد آن شیخ رسید و خبر فرحت اثر رسانید وے در صد و سفر شد۔ لیکن، تَجْرِی الرِّیَاحِ بِمَا لَا تَشْتَمِی السُّفُنُ۔ ہنوز وے حرکت نہ کردہ بود کہ پیام۔ یَا اَیَّتِهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِی اِلَی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَرْضِیَّةً۔ گوش حق نیوشش شنید و در خوش پرواز کردہ "فَادْخُلِی فِی عِبَادِی وَاَدْخُلِی جَنَّتِی وَاَسْرَاوَارِکَ شَتِی چون این خبر بہ حضرت ایشان رسید دعا ہا در حق وے کردند رحمہ اللہ و رضی عنہ، این واقعہ یک سال یا دو سال قبل از ولادت این عاجز بہ وقوع پیوستہ، ملا ایاز کاگری بیان این واقعہ می کرد و نام آن خلیفہ طریقہ بنوریہ را ہم بیان می کرد لیکن از یاد عاجز رفتہ وَكَانَ ذَلِكَ قَدْ رَأَى مَقْدُورًا۔

**مقبولیت ایں را گویند** | در فصل اول بیان عوام و اہل دنیا گزشتہ کہ بہ چہ طور گرہ حضرت ایشان جمع می شدند و محالاً عاجز بیان ادویاے حق کردہ کہ چہ ادب و احترام حضرت ایشان می کردند و ہر یک سعی می کرد کہ از حضرت ایشان استفادہ بکنند۔ ہمین را مقبولیت گویند و ہمین منصب قطب و الاقطاب قیومیت است۔ راست است۔

بہ مقبولی کسے را دسترس نیست قبول خاطر اندر دست کس نیست  
اشاراتِ غیبیہ ملا فیض اللہ دروگ گفته رَحْمَةُ اللّٰهِ

چو احوال ترا در خواب دیدم زارشادِ درگ کس دست ششم  
عاجز احوال چند نفری نوید که ایشان را اشارات شده تا بہ خیرِ جهان خود را رسانند  
اختر مشکی از افغانستان بود۔ برائے ایقائے نذر بہ سرہند شریف یک ونبہ برد تا آن را  
ذبح کرده بہ خدام حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس سرہ تقسیم کند۔  
بہ شب در خواب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی را دید کہ می فرماید: اختر این دنبہ را بہ دہلی بہر آن جا در  
خانقاہ یک پچہ من است۔ خادمان و سے در حقیقت خادمان من اند۔ دنبہ را ذبح کردہ بہ ایشان بدہ؛  
اختر آن دنبہ را بہ دہلی آورد و خواب خود را پیش حضرت ایشان ذکر کرد۔ آن وقت ظہور برکات و فیوضات عجیبہ  
شد و خانقاہ شریف از نعرہ ہائے آہ و ہوا پر شد و حضرت ایشان بہ عاجزی و نیاز مندی این شعر خواندند۔  
گرمیل کند سوائے ہلالی عجبے نیست شاہان چہ عجب گرم نوازند گدارا  
غلام احرار صاحبزادہ آن وقت موجود بود و این واقعہ را بیان می کرد۔

از بلاد افغانستان بود از روئے مصحف قرآن مجید را می خواند۔  
مردولی فتح اللہ اندری دیگر از نوشت و خواند بے بہرہ بود۔ مرد سادہ و صاف دل و کم گو  
بود آن چہ از اشارات و بشارات دریافتہ بود۔ نویسانیدہ بہ خدمت حضرت ایشان پیش کرد۔ آن تحریر  
را عاجز نقل می کند، لِيُعْلَمَ مَدَارِكُ فَضْلِهِ وَفَضْلِ مُرْشِدِهِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي وَنُصَلِّمُ

بہ خدمت خادمان قدسی مکان ولایت و کرامت نشان قطب الطریق غوث الخلاق پیر روشن  
ضمیر حضرت صاحب دام برکاتہ۔ از کمترین مریدان حلقہ بہ گوش فدوی تراب القدوم خاکسار فتح اللہ  
اندری بعد از قدموسہائے فراوان (عرض می داری) آن کہ سہ شبانروز بیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام را در  
خواب دیدہ ام و پیر صاحب (حضرت صاحب) ہم در خواب بہ من حکم کردہ کہ شما آمدہ خدمت مرا بکنید۔  
چون از خواب بیدار شدم نہ دانستم کہ تعبیر خواب من چیست۔ قبلہ گاہا۔ آیا اجازت می دهید کہ خدمت  
شمارا بکنم و یا بہ اجازت شما بہ زیارت بیت اللہ بروم۔ آن چہ امر بدہید۔ زیرا کہ بہ دنیا دارم، ہیچ خاطر  
متوجہ نہ می گرد۔ و غیر از درس کلام اللہ و خدمت پیر صاحب دام برکاتہ دیگر مطلب بہ دنیا نہ دارم۔  
زیادہ برین خورشید افادت و افاضت گرم باد بالنون والصاد، فقط حدیث است ۲۴ شعبان المعظم

۳۳۴م۔ المکرآن کہ یک راسی گو سفند ہم بہ ذمہ من فی سبیل اللہ خیرات ہست آن چہ حکم شود عریضہ۔  
فدوی تراب القدرم فتح اللہ اندر

بعد از تقدیم این عریضہ فتح اللہ یازدہ سال خادمِ خصوصی حضرت ایشان بودہ چون حضرت ایشان از حرم سرا بیرون تشریف می آوردند فتح اللہ بہ فاصلہ سہ یا چہار گز می نشستہ در احوال خود مستغرق می گشت حضرت ایشان ہیچ وقت از فتح اللہ ناراض نہ شدہ اند و نہ گاہے ویراز جبر و تویح کردہ اند۔ اگر حضرت ایشان کے راز جبر و تویح می کردند فتح اللہ بہ بسیار مسرت می گفت: "نَنْ يٰ بِيَاغُوَا جُوْدًا كَثِيْرًا دِي" امروز باز تماشاے برپا کردہ معلوم می شود کہ بہ مقامِ ضمانتِ فتح اللہ فائز شدہ بود و بہ طور انعکاس بر بہر آن امر سرور و شادان می بود کہ رضای حضرت ایشان را دران می یافت۔ تا وقتے کہ فتح اللہ زندہ ماند در سیر و تفریح وے رفیق می بود۔ استغنائے حضرت مرشد دروے کامل اثر کردہ بود و بہ کسے التفات نہ می کرد خواه کسے امیر باشد یا خان بود۔ صاحبزادہ باشد یا آخوندزادہ۔ چون از تلاوتِ قرآن مجید فارغ می شد۔ جامہ ہائے کہنہ خود را بہ دست خود پیوند می نہاد و می دوخت، ہر خانہ بخیمہ وے بہ اندازہ درازی برنج می بود۔ در دہلی گنبد ہائے مسجد شریف صنادیق وے بودند۔ سامان خود را اندرون گنبد ہا می نہاد۔ در عیدین حضرت ایشان بہ وے جامہ ہاے نومی دادند۔ دوسر روز آن جامہ ہا را می پوشید۔ و باز بہان جامہ ہاے تازہ تر بتنش می بود۔ آن چہ وے در عریضہ خود نوشتہ بود بر بہان کیفیت تا آخر وقت بماند۔ در سفر کوئٹہ و دہلی ہمراہ می بود۔ غالباً واقعہ عشرہ اولی ارحم ۳۳۴ھ است (اکتوبر ۱۹۱۶ء) کہ در سفر مراجعت از کوئٹہ حسب معمول سالون حضرت ایشان در ساسطہ اتادہ شد۔ فتح اللہ در جامہ نان خود را بچپیدہ بر رصیف نشست و بہ اکلِ طعام مصروف گشت۔ از بے خودی دوارنگی فتح اللہ را چارہ نہ بود، وے اندران احوال بودہ کہ سگے جامہ نان را از پیشش ربود۔ فتح اللہ در پس سگ دوید۔ سگ بہ خط آہن رسید۔ وے نیز از رصیف بر خط آہن درآمد و جامہ را حاصل کردہ می خواست کہ بر رصیف بر آید کہ یک قاطرہ رسید و شکم و حصہ زیرین فتح اللہ را از کار انداخت۔ مخلصان کہ رفیق سفر بودند فتح اللہ را در حالت بیہوشی ازان جابر داشتند۔ تقریباً تا دو روز نفس فتح اللہ جاری بود۔ و باز رحلت کرد و در دہلی در جوار حضرت محدثین کرام مدفون گشت۔ در فصل دوم "واقعہ قبر فتح اللہ" کہ نوشتہ شدہ آن واقعہ از قبر وے بودہ۔ کانِ رَحْمَةِ اللّٰهِ وَرَضِيَ عَنْهُ صَادِقًا فِيْ مَنْاِمِهِ صَادِقًا فِيْ قَوْلِهِ صَادِقًا فِيْ وَعْدِهِ وَكَانَ يَصْدُقُ عَلَيْهِ مَا قَالَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "رُبَّ اشْعَثٍ اَعْبَرَزِي طَمَرِيْنٍ تَبَوَّعَتْهُ اَعْيُنُ النَّاسِ لَوْ اَقْسَمَ عَلٰى اللّٰهِ لَأَبْرَتْهُ"

**اکبر توخی** | مثل مشہور است۔ اَلشَّيْءُ بِالشَّيْءِ يُدْكَرُ۔ ذکر فتح اللہ اندری عاجز را اکبر توخی بہ یاد آورد۔ اکبر توخی چارہنج سال کا ملائمتاً و شتاءً در کوئٹہ خدمت کردہ۔ در زمستان حفاظت خانہ و در تابستان بؤابی حرم سرا۔ عاجز یاد نہ دارد کہ درین عرصہ حضرت ایشان گاہے بروے ناراض شدہ باشند۔ یاد درین عرصہ گاہے اکبر توخی را غفلت طاری شدہ باشد۔ ہمہ وقت وہمہ حال در ذکر پروردگار مصروف می بود۔ اگر ناگاہ کسے نزد دے می رفت یا آوازے رامی شنید از جائے خود جست می زد و ذکر قلبی ذکر لسانی شدہ اللہ اللہ گویان یک نفس می دوید و درین عرصہ چیزے کہ پیش وے می آمد آن را سوے آسمان می انداخت۔ اکثر دیدہ شد کہ جماعتے از مخلصین بیرون دروازہ نشستہ می بود۔ اکبر دستار ہلے ایشان را اللہ اللہ گویان می پرانید۔ و اگر کفشہا یا چیز دیگر می یافت آن را بہ بالامی اندخت و چون نفس وے تمام می شد بہ ہوش می آمد و آثار ماندگی بروے ظاہر می شد۔ اکبر توخی در ہر چہ مشغول می بود اظہار ہمان حال از وے می شد۔ چون کہ لطائف مبارک را عروج می بود و ہر لطیفہ مبارک بہ جانب فوق کشان کشان می رود اظہار آن بہ انداختن اشیاء بہ سوئے فوق می شد۔ بعد از وفات وے چند معتبر افراد بہ عاجز گفتند کہ تا یک زمان بر قبر وے ایماںنا شعلہ نور دیدہ شدہ۔ کَانَ رَحِمَهُ اللّٰهُ جَدِيْرًا بِهَذِهِ الْكِرَامَةِ وَالْعِلْمِ عِنْدَ اللّٰهِ۔

**قاری عبد الغنی شامی** | وطن ایشان انطاکیہ از ملک شام است اشارہ غیبی یافتند۔ ع بدہلی روا کردہ جستجوئے آب حیوانی۔ چنان چہ بہ خدمت بابرکت خیر جہاں رسیدند از ۱۳۲۳ تا ۱۳۲۷ م چہار سال کا ملا در دہلی و کوئٹہ در خدمت حضرت ایشان ماندند۔ در ۱۳۲۷ م وقتے کہ از کوئٹہ رخصت می شدند حضرت ایشان بروے عنایات کردند و بہ اجازت خلافت ممتاز فرمودند۔ مولانا سید عبد الجلیل در آن وقت موجود بودند و بہ عاجز این بیان کردند۔ قاری نیاز احمد و حضرت برادر کلان فن تجوید از قاری صاحب خواندہ اند۔ و سلیمان فرزند عبد الرحمن دہلوی کہ ہم عمر حضرت برادر کلان بود و چند مدت با حضرت ایشان می بود نیز مخارج حروف را از قاری صاحب درست کردہ بود۔ چارہنج سال پیشتر عاجز ویرا ملاقات کردہ۔ وصحت مخارج حروفش یاد قاری صاحب تازہ کرد۔ قاری صاحب از کوئٹہ بہ افغانستان رفتند و در سال چہل و سہ یا چہل و چار از ماہ چہار دہم بارادہ حج از افغانستان برآمدند۔ اندران ایام عاجز جناب ایشان را دیدہ۔ از رفقائے پاک نش عاجز شنیدہ کہ چون قاری صاحب در نماز اقتدا بہ حضرت ایشان می کردند از خود بے خبر می شدند و سیل اشک از چشمان جاری می شد۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَرَضِيَ عَنْهُ۔

**سید یوسف زواوی** | سید یوسف مع فرزند جوان سال و یک رفیق از مدینہ منورہ در ۱۳۳۳ھ - ۱۹۱۵ء  
 بہ کوئٹہ رسیدند نزد محطہ قطار برلے واردین عمارت دو منزلہ حکومت ساخته  
 بود کہ بسیار جمیل و آرام دہ بود۔ سید یوسف آنجا قیام کرد۔ و برلے زیارت نزد حضرت ایشان رسید، و  
 از اولاد سید صالح زواوی بود کہ از اجلہ خلفاء حضرت شاہ محمد منظر مجددی بود قدس سرہ بلکہ بعد از وفات پیر  
 مرشد جانشین ایشان و مربی اولاد و محافظ خانقاہ شریف ہم بود۔ فرزند کلان حضرت شاہ محمد منظر قدس سرہ  
 کہ احمد (ثانی) بہار الدین بود در ان وقت شش سالہ بود۔ پروردگار سید صالح زواوی را اجر داد ہد کہ خدا  
 شاکستہ در ان وقت سر انجام داد جزاہ اللہ خیراً و رَحْمَةً وَرِضَى عَنْهُ۔ سید یوسف را اشارہ غیبی رسید کہ  
 از حضرت ایشان بیعت شونند و استفادہ کنند۔ در فصل دوم در بیان صلاۃ تسبیح ذکر ایشان گزشتہ چند روز  
 در کوئٹہ قیام کردند و فیوضات گرفتہ بازگشتند۔ افسوس صد افسوس کہ در ۱۳۳۳ھ از دست انقیابانہ  
 و ہابیہ نجدیہ در طائف جام شہادت نوشیدند۔ رَحِمَ اللہُ وَرِضَى عَنْهُ۔

**سید علی زواوی** | ابن اہم سید یوسف زواوی نیز بہ اشارہ غیبی بہ مہتمم جمادی الآخرہ ۱۳۲۷ھ  
 (۵ فروری ۱۹۲۲ء) بہ دہلی آمدند و از حضرت ایشان بیعت شدند رحمہ اللہ و رضی

**سید عبداللہ دحلان** | از اولاد شیخ الاسلام سید احمد دحلان کئی اند و سید احمد استاد حضرت ایشان بودند  
 بیان می کردند کہ از مکہ مکرمہ بہ مدینہ منورہ برلے زیارت مبارکہ رفتیم۔ آن جا

بخواب سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم را دیدم کہ می فرمایند خادم من ابو الخیر عبداللہ در دہلی قیام دارد۔ برو و ازوے  
 بیعت شو۔ چون از خواب بیدار شدم قصد کعبتہ الامال کردم و الحمد للہ کہ بہ خدمت حضرت ایشان رسیدم۔

كَمَلْتُ مَسَافَةَ كَعْبَةِ الْاِمَالِ حَمْدًا لِمَنْ قَدْ مَنَّ بِالْاِكْمَالِ

مسافتِ آماجگاہ و کعبہ امید با کمال شد، حمد است مر آن ذات پاک را کہ بہ لطف خود این مسافت  
 را بہ پایان و مرابہ مقصودم رسانید۔ حضرت ایشان سید عبداللہ را بیعت کردند و بر احوالش عنایاتِ خصوصیتہ  
 مبذول داشتند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

زیرا کہ جناب دہے فرستادہ رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم بود و یا لہا من سَعَادَةِ و نیز از  
 سلالہ طاہرہ نبویہ از اولاد استاد شفق و مہربان بود۔ لہذا حضرت ایشان از عمائدین شہر دہلی و از مخلصین پاک  
 طینت جماعتی را دعوتِ طعام دادند۔ بہ اندازہ پنجاہ نفر بودہ باشند۔ تعارف سید عبداللہ با ہمہ کردند۔ باز  
 حافظ عبدالحکیم در خانہ خود کہ بہ محلہ چوڑی والان بود، و حاجی محمد رفیع در خانہ خود کہ در محلہ بیری باغ بود۔ و ڈاکٹر  
 مختار احمد انصاری در قیام گاہ خود کہ متصل شہر پناہ ماہین دروازہ کشمیری و دروازہ موری واقع بود جناب

عبداللہ و حضرت ایشان را مدعو کردند حکیم محمد اہل خان ہمہ را بہ مقبرہ بادشاہ تعلق بردند و آن جا طعام مکلف پیش کردند۔ غالباً این واقعہ ۱۳۳۴ھ بم ۱۹۱۹ء ہوئے۔ چند روز بہ این کیفیات گزشت۔ از مخلصین با صفا بعض افراد قدرے از دراہم بہ خدمت حضرت ایشان پیش کردند تا کہ بہ سید عبداللہ بہ طور زاد راہ پیش کردہ شود۔ این روپیہ کہ ما بین چار و پنج صد ہو بہ ایشان دادہ شد۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**مقبولیتِ نامہ** | محمد شاہ افغانی گفتہ و خوب گفتہ

نے کہ تنہا جن و آدم با جماد ہرچہ در امر است در حکم تو باد  
عاجز ملاحظہ کردہ کہ حیوانات با حضرت ایشان محبت می کردند۔ در فصل دوم در بیان حضرات  
عندلیب و درد واقعہ شتر بچہ گزشتہ۔ حالاً دوسہ واقعات دیگر نوشتہ می شود۔

**آہوئے سیاہ شاخدار** | حافظ محمد یوسف دہلوی کہ از پنجابیان دہلی بود یک بچہ آہو بر آ حضرت  
برادر کلان آورد۔ بعد از دو سال شاخہاے آہو بہ اندازہ یک نیم ذراع  
دراز شد و پشت وے کامل سیاہ گشت۔ اگرچہ آن آہو بسیار مانوس شدہ بود تا ہم خطرہ بود کہ از شاخہائے  
وے کسے افکار شود۔ بلکہ بالفعل سید محمد افضل کہ از جہات لورالائی بود قدرے مجروح شد۔ لہذا بر سر  
شاخہائے وے چوگانہائے مسی نہادہ شد۔ دران روز با حضرت ایشان بہ باغ "روشن آرا" برائے تفریح  
می رفتند۔ گل محمد محمود خیل آہو را بہ باغ می برد و آن جا دیر از بند زنجیر آزادی کرد۔ آہو بر مرغزار جستہا می نہ  
واجیان نزد حضرت ایشان می آمد و قرار می گرفت۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را گاہ بہ بر سرش  
می نہادند و واہ واہ" می گفتند۔ روزے حضرت ایشان قصد کردند کہ اولاً نزد باغ روشن آرا بر مزار  
پیرانوار حضرت شاہ محمد آفاق حاضر شوند و آن جا سعید الزبیر مجددی را ہم ببینند و نماز عصر را در اواخر  
اوقات در باغ بخوانند چنان چہ بہ عاجز فرمودند "برو بہ ملا حبیب اللہ وغیرہ بگو کہ امروز ما قدرے  
بہ تاخیر می رسم اما نماز در باغ می خوانیم" ملا حبیب اللہ ملا خیر اللہ، ملا یاسین وغیرہ ہم ہر روز بہ باغ  
می رسیدند و آن جا ہمراہ ما برادران بہ سیر و بازی مصروف می شدند در عموم روز ہا عربہ از دروازہ شمالی  
در باغ داخل می شد۔ آما آن روز کہ حضرت ایشان بر مزار شریف رفتند از دروازہ جنوب شرقی داخل  
باغ شد و وے حضرت ایشان بہ جانب نشستگاہ بود۔ حضرت ایشان فرمودند: بچہا ببینید کہ ملا  
حبیب اللہ انتظار نہ کرد و بہ نماز استاد۔ چون عربہ آن جا رسید و ہنوز حضرت ایشان از عربہ پائین  
نزدہ بودند۔ آہو جستہا زدہ آن جا رسید۔ ملا حبیب اللہ بہ رکوع رفت۔ آہو از جانب پس سر خود را  
ما بین ہر دو پایے حبیب اللہ داخل کردہ بہ نوعی جہت بالا حرکت داد کہ حبیب اللہ بر زمین افتاد

حضرت ایشان تبسم فرمودند و گفتند: "بین حبیب اللہ پیغام مرزید رسانیدہ بود، تو انتظار مانہ کردی و آہوئے ما بہ تو سزا داد" بر حبیب اللہ آن وقت کیفیتے طاری شد و از غلبہ نسبت شریفہ در وجد درآمد۔  
رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**یک غزال** | در سال ۱۳۳۹ یک مخلص افغانی غزالے آورد۔ نظر اندری آن آہو بچہ را در صحن خانہ حضرت ایشان بستہ کرد۔ چند روز بعد از افغانستان بہ اندازہ ہفتاد و نفر از علماء و طالبان علوم و غیر ہم رسیدند۔ حضرت ایشان بہ دروازہ خانہ خود تشریف آوردند چون جماعت مخلصین را دیدند، فرمودند شمایان دو جانب استادہ شوید و از ہر دو جانب مدخل را بستہ کنید تا این غزال برین راہ جست و خیز کند۔ مخلصین پاک نہاد ہر دو جانب راہ را سد شدند و حضرت ایشان بہ نظر اندری گفتند کہ آہو بچہ را آزاد کند۔ آن غزال آزاد شدہ یک دو بار شمالاً جنوباً جستہ از دو حضرت ایشان واہ بر زبان ہی راندند کہ ناگاہ آن غزال از جانب جنوب سد را عبور کرد و مخلصین حیران ماندند و حضرت ایشان فرمودند: "افسوس شمایان آہو بچہ ما را رہا ندید" حضرت ایشان بر جائے خود استادہ ماندند۔ چند دقیقہ گزشتہ باشد کہ آن غزال از جہت شمال نمودار شد و دیدہ نزد حضرت ایشان رسید و بہ نوعی متصل بہ حضرت ایشان ایستاد کہ سرش بہ جامدہ ایشان مساس می کرد۔ حضرت ایشان واہ واہ گفتہ بر سرش دست مبارک نہادند۔ جماعت مخلصین بہ تعجب این واقعہ را می دیدند و سبحان اللہ سبحان اللہ بر زبان ایشان جاری بود۔

**کبوتر** | حضرت برادر کلان از عمدہ اقسام کبوتران دوسہ جفت را در خورد سالی پرورش کرہ بودند و متصل بہ کتب خانہ یک حجرہ مخصوص برائے کبوتر ہا بود۔ در چند سال تعداد کبوتر ہا قریب بہ صد شد۔ بہ ۱۳۳۳ حضرت ایشان بہ عبدالحق ساکن چوڑی والاں گفتند کہ کبوتر ہا را برید و حجرہ را صاف کنید۔ در ایامے کہ کبوتر ہا را وجود بود حضرت ایشان بہ وقت عشاء بہ کوٹہ می رفتند۔ منشی احمد حسین و دیگر مخلصین استادہ بودند۔ چون حضرت ایشان نزد دروازہ کبوتر ہا رسیدند یک دم صدائے کبوتر ہا یا ہوا ہو بلند شد۔ منشی احمد حسین رحمہ اللہ بیان می کرد کہ حضرت ایشان سہ چار دقیقہ آن جا استادہ و باز بہ مخلصین فرمودند: "ببینید کہ بہ رفتن ما کبوتر ہا اظہار افسوس می کند"

**طوطی و کنجشک** | در قفس یک کنجشک ہمیل بود کہ حضرت ایشان آن را مرغ زرین می گفتند و نیز دو طوطی بود۔ صبا حہ حضرت ایشان بہ حرم سرامی آمدند و نزد قفس ہائے این طیور می استادند۔ آن وقت طیور بہ عجب نوع اظہار مسترت می کرد و حضرت ایشان کلمہ مسترت



واہ بر زبان می آوردند۔ ہر روز این معاملہ را میان می دیدیم۔ راست است۔

بہ مقبولی کسے را دسترس نیست قبول خاطر اندر دست کس نیست

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

**حضرات ذوی المجد والاحترام** | از اولاد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ بعض اہل کمال را حضرت ایشان زیارت کردہ اند و بعض

حضرات برائے ملاقات حضرت ایشان آمدہ اند، عاجز بیان آن حضرات می کند۔

**حضرت شاہ محمد معصوم** | فرزند عم اکبر حضرت شاہ عبدالرشید قدس اللہ سرہ از حضرت ایشان نہ سال بہ عمر کلان بودند (بیان ولادت و وفات را بر صفحہ

ہشتاد و ہفت باید دید) چون کہ ہر دو حضرات برادر حقیقی نہ داشتند و در خورد سالی بہ یک جا تخت رعایت النجدۃ الأجدد قیام داشتند لہذا یک دیگر را بہ برادری آدمی کردند۔ و با ہم محبت و مودت زیاد داشتند۔ قیام جناب ایشان در رامپور بود۔ اچنانا با اہل و عیال بہ دہلی تشریف می آوردند و بہ خانہ حکیم محمد واصل خان قیام می کردند۔ حکیم صاحب برادر خورد حکیم عبدالمجید خاں و برادر کلان حکیم محمد اجل خان بودند۔ این خاندان حکیمان از اولاد حضرت عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ الغریرز بوده۔ چون جناب ایشان بہ دہلی می آمدند۔ برائے زیارت حضرت قدس اللہ سرہ ہم و برائے ملاقات حضرت ایشان اکثر بہ خانقاہ شریف می آمدند۔ حضرت ایشان بہ دربان ہدایت کردہ بودند کہ چون جناب برادر صاحب آیند مرا خبر بدہ۔ بہ عاجز حضرت حافظ محمد یوسف مجددی خسر زادہ جناب ایشان بیان کرد کہ قیام جناب ایشان در خانہ واصل خان بود آن جا شخصے نزد جناب ایشان می آمد کہ از وارث علی شاہ چشتی بیعت بود و می گفت کہ اشتیاق زیارت حضرت ایشان دارم۔ جناب شما مرا برسانید۔ جناب ایشان فرمودند کہ از احوال و کیفیات ایشان شمارا علم ہست و من در معاملات ایشان مداخلت نہ می کنم و کسے را نزد ایشان نہ می فرستم۔ البتہ این صورت امکان دارد کہ شما در رفاقت ما بہ خانقاہ شریف بروید و ہوش کنید کہ از ما جدا نہ شوید۔ درین صورت ملاقات شما ان شاء اللہ خواہد شد۔ چنانچہ آن مشتاق ملاقات بہ معیت جناب ایشان بہ خانقاہ شریف آمد۔ و من ہم ہمراہ ایشان بودم، جناب ایشان برائے فاتحہ بہ مجر شریف رفتند و من نیز رفاقت ایشان کردم۔ آن شخص بہ سیر کردن عمارت مسجد شریف مصروف گشت کہ در ان ایام نو ساختہ شدہ بود۔ درین اثنا حضرت والد بزرگوار شما از خانہ برآمدند۔ چون نظر ایشان بر آن شخص افتاد کہ در مسجد شریف می گشت استفسار فرمودند۔ کیستی و از بہرچہ آمدہ ئی۔ بروئے خوف و دہشت غالب آمد۔

عرض کرد۔ من مرید وارث علی شاہ ہستم و برائے زیارت حضرت شما حاضر شدہ ام۔ حضرت ایشان بہ درستی وقہر فرمودند کہ این را از خانقاہ شریف بدرکن چنانچہ دربان سے را از خانقاہ شریف بیرون کر دقتی کہ این معاملہ با این شخص می شد حضرت عم شہادہ در محضر شریف تبسم کردہ بہ من گفتند۔ این شخص نصیحت را در گوش نہ نہاد و پریشان شد و چون ایشان بعد الملاقات بہ قیام گاہ خود رسیدند آن شخص را پریشان حال یافتند۔ بہ دے فرمودند۔ اگر رفتہ رانہ می گزاشتی چنین پریشان و سرگردان نہ می شدی۔ حال امن ترا ہمراہ خود ہم نہ می توانم کہ ببرم۔

پیر وارث علی شاہ مرد مجذوب الاحوال بود و در ادائے نماز از دے کوتاہی بہ ظہوری رسید این فعل را حضرت ایشان بدی گفتند۔ و ملاقات با این چنین افراد خوش نہ داشتند۔

داماد حضرت العم شیخ خلیل النبی فرزند کلان حضرت شاہ ولی النبی بہ عاجز بیان کردند کہ در ایامے کہ حضرت غم شہادہ دہلی تشریف می آوردند حضرت والدہ شہادہ ہر روز برائے ملاقات ایشان بہ بیمار ان “ بہ خانہ واصل خان می رفتند۔ روزے بہ حضرت عم شہادہ فرمودند۔ برادر صاحب۔ شما این جا قیام کردہ اید و طعام اہل دنیا را تناول می کنید از خوردن طعام اہل دنیا بر دل غفلت طاری می شود، لہذا برائے جناب شما طعام مامی آریم چنان چہ طعام یک وقت ہمراہ خودی آوردند و طعام وقت دیگر بدست مخلص افغانی ارسال می کردند۔ قَدَّسَ اللهُ سِرَّةَهُ وَتَوَسَّرَ صِرْمَتَهُ۔

فرزند شاہ خطیب احمد فرزند شاہ رؤف احمد رفت فرزند شیخ  
حضرت شاہ ابو احمد عبداللہ | شعور احمد فرزند شیخ محمد شرف فرزند شیخ رضی الدین فرزند شیخ

زین العابدین معروف بہ فقیر اللہ فرزند حضرت محمد یحییٰ معروف بہ شاہ جیو فرزند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرار ہم العلیہ در ماہ رمضان ۱۲۳۸ھ تولد ایشان شدہ۔ کسب سلوک از محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی کردہ بہ بھوپال مراجعت کردند و در خانقاہ جدی مجد خود مصروف ارشاد شدند۔ نہایت پاکیزہ مشرب و پاک مسلک بودند۔ ہزاران افراد از ایشان مستفید شدند چون بہ دہلی تشریف می آوردند با حضرت ایشان ملاقات ہامی کردند و ہر دو حضرات خوش وقت می شدند و وفات ایشان در ۱۲۳۷ھ واقع شدہ قدس اللہ سرہ الاقدس۔

فرزند حضرت غلام صدیق فرزند حضرت عبدالباقی فرزند حضرت صفی اللہ  
حضرت غلام قیوم | فرزند حضرت غلام محمد معصوم فرزند حضرت محمد اسماعیل معروف بہ معصوم  
ثانی فرزند حضرت صبغۃ اللہ فرزند اکبر حضرت محمد معصوم فرزند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ

اسرارہم العلیہ مشہور بہ حضرت صاحب کابل "اند، حضرت ایشان در عقدِ ثالث از ایہ چہار دہم برائے حج بیت اللہ با فرزندِ کلانِ خود حضرت فضل محمد و پسرِ فرزندِ اوسط فضل عثمان کہ ہفت یا ہشت سالہ بود و حجاً از مخلصین از کابل برآمدند چون بہ دہلی رسیدند در جامع فتحپوری قیام کردند، برائے ملاقات حضرت سیدی اللہ چند بار بہ خانقاہ شریف آمدند و حضرت ایشان نیز برائے ملاقات بہ قیام گاہ ایشان می رفتند و نوبتے جناب ایشان را با جمیع زفقار دعوتِ طعام دادند، حضرت فضل محمد بیان می کرد کہ بہ اثنائے اکلِ طعام حضرت ایشان بعض اشعارِ خود خواندند و چون بہ این شعر رسیدند۔

مردیم و نہ مرد آتشِ عشق دودِ دلم از کفن بر آید

بر حضرت ایشان کیفیتے طاری گشت۔ دستِ مبارک ایشان در قاب و خود ایشان غرق در کیفیتات بودند۔ چند دقیقہ برین کیفیت گزشت حضرت قبلہ گاہ ہم نیز ازین احوال متاثر شدند، حضرت ایشان فرمودند کہ تب خانہ ما را ملاحظہ کنید و کتابے کہ پسند آید بگیرید، چنانچہ جناب ایشان کتاب۔ ازالۃ الغین عن بصارتہ العین فی اثبات شہادۃ الحسین۔ تالیف مولوی حیدر علی را پسند فرمودند و حضرت ایشان آن کتابے بہ جناب ایشان دادند۔ این کتاب در مطبع ثمر ہند واقع لکھنؤ مطبع شدہ و فات حضرت صاحب کابل در شعبان ۱۳۳۳ھ واقع شدہ، قدس اللہ سرہ الاقدس۔

**حضرت محمد حسن** | فرزند حضرت عبدالرحمن فرزند حضرت عبدالقیوم فرزند حضرت محمد فضل اللہ فرزند حضرت غلام نبی فرزند حضرت غلام حسن فرزند حضرت غلام محمد معصوم فرزند حضرت محمد اسماعیل معروف بہ معصوم ثانی فرزند حضرت صبغتہ اللہ فرزند حضرت محمد معصوم فرزند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ اسرارہم العلیہ۔ صاحب علم و فضل و کمال و ارشاد بودند و ولادت ایشان بہ ششم شوال ۱۲۶۸ھ در قندھار بودہ۔ و در سنہ در ٹنڈہ سائیندا و نزد ٹنڈہ محمد خان سکونت اختیار کردند، بہ دوشنبہ دوم رجب ۱۳۶۵ھ وفات یافتند و بہ پہلوے حضرت والد خود نزد ٹنڈہ درواہن کوه بہ فاصلہ ہفت کرہ از حیدرآباد مدفون شدند تا لیکات مفیدہ نانداز بیت دارند۔ نوبتے بہ دہلی آمدند و ملاقات با حضرت ایشان کردند۔ ہر دو حضرات بسیار خوش شدند۔ با ایشان بعض خلفائے ایشان نیز بودند۔ قدس اللہ سرہ الاقدس۔

**مولانا عجاز حسین** | فرزند احمد حسین فرزند غلام محی الدین فرزند فیض احمد فرزند کمال الدین فرزند درویش احمد فرزند حضرت زین العابدین شاہ فقیر اللہ یحییوی۔ جناب ایشان برادرِ خورد حضرت ارشاد حسین اند، در ریاست لاسپور قیام داشتند۔ از برادرِ خود و نیز از دیگر علماء تحصیل علم

نمودند و کسب سلوک از برادر خود کردند۔ بزبان اُردو تا ایفات نفیسه دارند مثل کتاب اعجاز کرامت و بہار خلافت و رسالہ اعجاز سلوک و رسالہ اعجاز الاسناد و رسالہ اعجاز الصرف و رسالہ در بیان بشنوا نے و رسالہ التاویلات النجمیہ و رسالہ الآیات البینات فی نعت سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم و رسالہ غایۃ التہذیب فی اثبات علم الغیب للمحبیب و رسالہ الآجوبۃ العظرفہ علی سوالات القاہرۃ الفاجرہ در روان کہ در جمعہ اذان ثانی بیرون مسجد دادہ شود و غیر آن۔ اجباناً ایشان شعر ہم می گفتند۔ بہ اُردو و بہ فارسی۔ تبرکاً و تذکاراً یک شعر نوشتہ می شود۔

نگہت وحدت سبحان چو شامش پُر کرد گشت اعجاز درین فکر کہ وحدت گیرم

ایشان در احوال برادر کلان خود سہ اوراق نوشتہ اند۔ نامہائے بست و سہ خلفائے ایشان را نوشتہ می نویسند کہ صد ہا افراد در علوم عقلیہ و نقلیہ شاگردان ایشانند و نعر فیض اثر حضور اقدس ہموارہ شامل حال این بیچمدان بودہ اما و سہ یافتہ پیدانہ کرد و این از کم نصیبی و سہ است۔ ایشان دوسہ بار در حقلہ میلاد مبارک از رامپور بہ دہلی آمدہ اند و با حضرت ایشان صحبتہا داشتہ اند۔ حضرت ایشان نیز مراعات ایشان می کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**حافظ محمد یعقوب** | فرزند حافظ غلام مجدد و فرزند محمد عباس فرزند عزت اللہ فرزند غلام محمد معصوم فرزند حضرت محمد اسماعیل مشہور بہ معصوم ثانی فرزند حضرت صبغۃ اللہ قدس اللہ سرار ہم العلیہ بہ او آخر محرم ۱۲۶۳ھ فرنگیہا بردہ ملی قابض شدند۔ والد بزرگوار ایشان در باب خانہ خود نشستہ بودند کہ یک فرنگی خد لہم اللہ ایشان را نشانہ تفنگ ساخت ہمان جا شہید شدند۔ بود و باش حافظ محمد یعقوب در پانی پت بود۔ بیعت از حضرت شاہ محمد معصوم بودند۔ عجب پاک دل و پاک مشرب بودند۔ بہ خدمت حضرت ایشان اکثر می آمدند۔ عاجز ایشان را عاشق حضرت یافتہ بہ نوعی کہ ذکر حضرت سیدی الوالد و حضرت جد امجد حضرت شاہ محمد معصوم می کردند کہ سہ بہ چنین شوق و محبت ذکر کسے خواہد کرد۔ بہ دوران بیان اکثر کلمہ سبحان اللہ بزبان ایشان جاری می شد۔ رحمہ اللہ قدس سرہ۔

**ابو ذکار مولانا سلامت اللہ** | از اسلام پور بودند۔ در مدرسہ عالیہ رامپور اتہام تحصیل علم کردند و در خدمت حضرت مولوی ارشاد حسین راہ سلوک را طے کردہ بفضل اللہ

واحسانہ مجمع البحرین گشتہ در مدرسہ دائرہ تدریس و در خانہ دائرہ ارشاد قائم کردہ خلقے را از علوم ظاہرہ و باطنہ مستفید کردند۔ چون در اواسط ۱۲۹۶ھ حضرت جد امجد با حضرت ایشان ماہ رامپور رسیدند مولوی صاحب فریفتہ این حضرات شدند قبل از ارتحال حضرت جد امجد بہ اُردو غزلے گفتہ اند و عاجز ترجمہ بعض اشعار در احوال

مبارک ایشان بر صفحہ یک صد و پنچ و یا بلہا نوشتہ است۔ و چون حضرت سیدی الوالد بہ مجاز مقدس شریف بردند جناب مولوی صاحب این غزل را خمس ساختہ کہ کسی و یک بند دارد۔ درین تخمیس اظہارِ محبت و عقیدتِ خود را بہ وجہ اتم کردہ۔ و چون حضرت ایشان بہ رامپور تشریف بردند مولوی صاحب سراپا محبت و اخلاص گشتہ بہ خدمت حضرت ایشان می رسیدند سبحان اللہ چہ مبارک وقت بود چہ مبارک نفوس عاجز بعض مخلصین ایشان را چند سال قبل دیدہ با وجود مُضی نصف قرن چہ ایمان محکم و صدقِ کامل داشتند کہ اثرے بود از آثار مرشد کامل۔ رحمہ اللہ و قدس سرہ۔

**مولانا ظہور حسین** | ایشان نسباً فاروقی، مذہباً حنفی، مشرباً مجددی و خلیفہ حضرت مولانا ارشد حسین بودند، در علوم عقلیہ و نقلیہ، خصوصاً در منطق از اکابر اساتذہ صد مدرسین مدرسہ عالیہ رامپور بودند؛ با وجود تجرّد در علوم ظاہرہ در علم باطن ہم مرتبہ عالی داشتند۔ مثل مشہور است۔ المجلس إلى المجلس میمیل۔ چون حضرت ایشان بہ رامپور رسیدند، در ایشان روح تازہ دمید۔ بعد از سالہا لذتِ کیفیات و توجہاتِ پیرو مرشد خود را دریافتند۔ لہذا بہ محبت و اخلاص تمام نزد حضرت ایشان حاضر می شدند و لطفہا می برداشتند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**مولانا ریاست علی خاں شاہ جہانپوری** | شاگرد و خلیفہ حضرت مولوی ارشد حسین بودند۔ از شاہ جہان پور چند بار بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ اند۔ حضرت مولوی ارشد حسین عشق و محبت و احترام نبوی را از پیرو مرشد خود حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرارہما بہ وجہ کامل حاصل کردہ بودند و این مایہ ایمان را بہ شاگردان و خلفائے خود بہ وجہ اتم دادہ بودند۔ لہذا این بزرگواران در دین و ایمان خود صلابت داشتند۔ و از اقوال و عبارات وہابیت و اذنبِ ایشان متنفر بودند۔ اگر از بے ادبے چیزے می شنیدند بیزاری شدند و بر این حدیث شریف عمل می کردند۔ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ۔ چنانچہ یک بار مولوی صاحب از اذنب و ہابیت چیزے بے ادبی یافت و پریشان شدہ بادیہ پُر نم و آہ پُر سوز بہ خدمت حضرت ایشان رسید و کیفیت را بیان کرد و جوابے کہ حضرت ایشان دادند برائے قلب حزینش مرہمے بود۔ رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

**محمد امیر خان** | نزد خانقاہ شریف دہلی قیام داشتند۔ بیعت از حضرت شاہ احمد سعید بودند خط ایشان بسیار عمدہ و پاکیزہ بود۔ برائے حضرت ایشان حزب البحر نوشتہ بودند۔ آن نسخہ نزد برادر عزیز حفظہ اللہ تعالیٰ وسلمہ محفوظ است۔ درین نسخہ مبارک نام خود را محمد امیر الدین خان

نوشتہ اند۔ عجب پاک دل و صاف منش بودند۔ چون کہ وجہ معاش چیزے نہ داشتند حضرت ایشان بربان خانقاہ شریف امر کرده بودند کہ روزینہ ایشان را با صدا و احترام بہ قیام گاہ ایشان ہر روز طَوَّلُ السَّنَةِ بَلِّ اِلٰی اٰخِرِ یَوْمِہِ رسانیدہ باشد۔ آن روزینہ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ قُوَّتِ آلِ مُحَمَّدٍ كِفَا فَا۔ را مثال بود۔ استغناء بہ حدے داشتند کہ غیر از روزینہ مقررہ حضرت ایشان از کسے حَبْتہ نہ گرفتند۔ شخصے برائے لباس ایشان چیزے از جامہ آورد۔ فرمودند فضل پروردگار است۔ محتاج چیزے نیستم۔ و قبول نہ کردند روز خان صاحب عرض کردند "حضور، اندرین ایام مسلمانان بسیار پریشان اند" حضرت ایشان فرمودند "خان صاحب، شما بزرگانِ ما را از زمانہ قدیم را کہ هنوز انگلیسہا بر دہلی قابض نہ شدہ بودند، دیدہ اید۔ شما موازنہ آن وقت را با این وقت بکنید۔ درین ایام کہ شما در مسلمانان بے شرمی و بے حیائی می یابید در آن وقت کجا بود۔ و مصیبتے کہ درین ایام ظاہر شدہ این است کہ ایمان پختہ و یقین کامل بر آخرت نہ ماندہ۔ اگر درین دور پُرفتن شش صد افراد را کہ در شافل و فانی فی اللہ جمع شوند و روزگَر شریف مشغول گردند ما امید داریم کہ مالکِ دو جہان جَلَّ و عَلَا از برکت ذکر این جماعت گناہان مایان را بیا مژدہ شمامی بینید کہ ما تمام دن در دروازہ خانقاہ شریف می نشینیم کہ شاید کسے از بندگان خدا برائے اصلاح احوال قلب خود بیاید۔ لیکن بیشتر افراد کہ می آیند بر حاصل کردن اغراض دنیویہ می آیند برائے حصول رضائے پروردگار بسیار کم افرادی آیند۔ روزے خاں صاحب در حلقہ مبارکہ شریک بودند۔ از فیوضات و برکات تکلیف شدہ ستانہ وار بہ آواز بلند این بیت خواندند۔

در کفے جام شریعت در کفے سندانِ عشق  
ہر ہوسنا کے چہ دانند جام و مندان باختم

روزے حضرت ایشان در حلقہ شریف فرمودند "یک ناخن خان صاحب نزد ما از تمام شمایان بہتر است، ایشان بہ حدے نیک و راسخ الایمان و صاحب الایقان اند کہ اگر یک ناخن ایشان در کفن شمایان نہادہ شود ما از پروردگار خود امید داریم کہ از برکت آن پروردگار گناہان شمایان بخشند" از گریبان کار ہادشوار نیست۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

ایشان فرزند اکبر جناب مولانا اسماعیل کاندھلوی بودند کہ عنقریب  
مولانا محمد میان کاندھلوی | در بیان کرامات ذکر وفات ایشان خواہد شد۔ مولانا محمد میان  
در آبادی حضرت نظام الدین در "مسجد بنگلہ" قیام داشتند و بہ تدریس قرآن مجید و کتب ابتدائیہ از علوم دین  
مصروف بودند۔ در اہل میوات جہالت بود۔ ایشان سیمہا فرمودند کہ این قوم را بہ مسائل دین روشناس  
کنند۔ کارے کہ ایشان کردہ انداز عوام کم امورا است۔ از حضرت سیدی الوالد بیعت بودند و معمول ایشان

بود کہ بہ روزِ پنجشنبہ عندالعصر بہ دہلی می آمدند۔ نزد "دروازہ ترکمان" در مسجد سے قیام می کردند و بہ شب جمعہ بعد العشاء الآخرہ در حلقہ شریفہ حضرت ایشان شریک می شدند و تا ساعت دو از شب مصروف ذکر شریف می ماندند۔ حضرت ایشان از احوال مولانا صاحب بسیار خوش بودند در سال سی و شش از ماہ چہارم دہم حضرت ایشان از او کھلہ بہ وقت عصر می آمدند، روزی چون بہ محاذات مسجد بنگلہ رسیدند فرمودند۔ اینجا دوست ما مولانا محمد میان قیام دارند و ایشان علیہ اند۔ پچہا بیاید کہ ایشان را عیادت کنیم چنان چہ حضرت ایشان و ما ہر سہ برادر و یک افتانی نزد ایشان رسیدیم قیام ایشان در حجرہ مسجد شریف بود۔ ایشان شمالاً جنوباً بر سر پیرے دراز بودند و نفر نزد ایشان بودند۔ غالباً از طالبان علم بودہ باشند ضعف تقاہت بر ایشان بسیار غالب بود۔ طاقت نشست و برخاست نہ داشتند۔ چون حضرت ایشان نزد سریر جناب مولانا رسیدند و نظر ایشان بر پیر و بر شد خود افتاد بہ رفقائے خود گفتند مرا بنشانید۔ اگر چہ حضرت ایشان فرمودند مولوی صاحب شمانہ نشینید۔ لیکن شوق و محبت ایشان بر ایشان غالب بود و تکیہ گرفتہ نشستند۔ و حضرت ایشان نزد مولانا صاحب نشستند اولاً استفسار احوال کردند و باز ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند و ہر دو حضرات چشم بند کردہ بہ اندازہ پانزودہ دقیقہ نشستند و باز حضرت ایشان دعا کردہ مراجعت فرمودند۔ چون در عہد نشستند فضائل و کمالات مولانا صاحب را بیان کردند۔ یک ہفتہ یا عشرہ گزشتہ باشد کہ شب جمعہ در نماز وتر چون بہ سجده رفتند روح پاک ایشان را ضیئہ مرضیئہ پر واز کرد کہ ۲۵ ماہ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ ۷ فروری ۱۹۱۵ء بود۔ رحمہ اللہ و قدس سرہ۔ در خاندان خود صرف جناب مولوی صاحب را با حضرت ایشان تعلق بود۔ برادران ایشان و علی الخصوص برادر و وسط را مسلک دیگر بود۔ لہذا کسے بہ خواہش و وصیت جناب مولانا التفات نہ کرد و نماز جنازہ را زود خواندہ سپرد خاک کردند۔ عاجز علم نہ وارد کہ حضرت ایشان جناب مولانا را اجازت و خلافت دادہ بودند یا نہ۔ بیانے کہ از حضرت ایشان عاجز شنیدہ دال بر جلالت قدر ایشان است۔ رحمہ اللہ رحمة واسعة۔

نام ایشان مولوی عبدالحق و مشہور بہ ملا کمال بودہ۔ شش سال می شود کہ فرزند ملا کمال دہلوی

ایشان مولوی عبد الرحیم نزد عاجز آمدند و دو واقعات را بیان کردند کہ از والد خود شنیدہ اند۔ والد ایشان شاگرد مولانا محمد میان کاندھلوی ہستند۔ عاجز آن دو واقعات را می نویسد۔

۱۔ پدر من ہمراہ مولانا محمد میان نزد حضرت ایشان حاضر می شد و اچنانا تنہا می آمد و بیرون دروازہ در کوچہ می نشست۔ از وجہ خوف و سببت حضرت ایشان در خانقاہ شریف داخل نہ می شد۔ یک بار والد من در کوچہ نشستہ بود و حضرت ایشان را اطلاع آمد ایشان شد حضرت ایشان بہ والد من

گفتند: "اے عزیز۔ ما برے اہل دنیا بندش نہادہ ایم۔ برائے تو نیست، تو شاگرد مولوی صاحب من ہستی"۔  
۲۔ روزے والدہ و خدمت حضرت ایشان نشستہ بود کہ ناگاہ حضرت ایشان فرمودند: "ببینید چہ بسے خوش می آید و چہ روح پاک است۔ بروید و زیارتش بکنید" چنان چہ ملا کمال و جمیع اہل حلقہ از خانقاہ شریف از دروازہ غربی برآمدند و دیدند کہ جماعتی یک جنازہ را بردوش برداشتہ روان است۔ چنانچہ ملا کمال و جمیع اہل حلقہ شانہا دادند و قدرے مشایعت کردہ باز گشتند۔

عجب مرد مبارک بود۔ بہ وجہ خوب علم دین خواند و با علم و نبویہ  
**مولانا حبیب الرحمن شروانی** را حاصل کردند۔ و از حضرت مولانا افضل الرحمن گنج مراد آبادی در

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ بیعت شدند۔ جناب مولانا خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی بودند کہ بہ بست دوم ربیع الاول ۱۳۱۳ھ بہ عمر یک صد و پنج سال رحلت فرمودند اند۔ جناب حبیب الرحمن رسماً داخل سلسلہ نشدہ بود؛ بلکہ در کسب سلوک سعیہا نمودہ و حق تعالی ایشان را از اصحاب نسبت کردہ بود۔ امارت و وجاہت و نبوی بہ ایشان وراثتہ رسیدہ بود۔ میر عثمان علی خان نظام حیدرآباد رحمہ اللہ مرد جوہر شناس بود فضائل ایشان را شنیدہ بر منصب "صدر الصدور امور مذہبی" فائز کرد و خطاب "صدر یار جنگ" داد چنان چہ ایشان ساہا سال بران منصب عالی فائز بودند در علوم دینیہ ایشان را دستگاہ کامل بود، کتب نادرہ و گران قدر از جمیع فنون جمع کردہ بودند چندین تالیفات قیمیہ دارند؛ بعد از طلوع شمس بہ روز جمعہ ۲۶ شوال ۱۳۶۹ھ (۱۱ اگست ۱۹۵۰ء) بہ سن ہشتاد و شش رسیدہ رحلت نمودند رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ ایشان را با حضرت ایشان ارتباط زیاد بود و ایماناً بہ خدمت مبارک می رسیدند۔ وقتیکہ حضرت ایشان در خانقاہ شریف بہ تعمیر محجر شریف مصروف بودند۔ ایشان درین کار خیر اشترک مالی نمودہ اند و چون حضرت ایشان از دنیا رحلت فرمودند ایشان قطعہ تاریخ وفات نظم کردہ اند کہ در فصل نہم خواهد آمد۔ دران ایام ایشان در حیدرآباد بودند۔ بہ فرزند کلان خود برادر طریقت عبید الرحمن خان شروانی نوشتہ اند: "از مکتوب حکیم فرید احمد خیر رحلت حضرت مولانا ابوالخیر قدس سرہ العزیز معلوم شد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ برین حادثہ ملال قلبی است۔ درین ایام از ذات گرامی ایشان طریقہ نقشبندیہ مجددیہ را رونق زیاد بود۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ العزیز ارشاد کردہ اند کہ "یک گریہ زندہ بہ از صد شیر مرده" و حضرت ایشان شیر زندہ بودند؛ ایشان را دو پسر بود۔ عبید الرحمن و مسعود الرحمن۔ و ہر دو از حضرت ایشان بیعت بودند۔ پروردگار جناب مولانا را بہ فضائل ظاہر و باطن و کمالات و نبویہ و دینیہ و بہ وجاہت و وزانت متصف کردہ بود۔ جَعَلَهُ اللّٰہُ بِفَضْلِہِ وَجِیہًا فِی الْآخِرَةِ کَمَا جَعَلَهُ وَجِیہًا فِی الدُّنْیَا۔



ایشان از حضرت سیدی الوالد در ۱۳۳۵ھ بمطابق ۱۹۱۶ء بیعت شده اند  
**مولانا عبید الرحمن شروانی** سعادت یاور ایشان بود ہر سال در محفل مبارک میلاد سرور کائنات

علیہ افضل الصلوٰت و ازکی التسلیمات حاشری شدند و لطفہا می برداشتند۔ و در ایام دیگر نیز می آمدند و روز ہا بہ دہلی قیام کردہ در حلقہ مبارکہ شریک می شدند چونکہ با ادب و با اخلاص بودند حضرت ایشان براحوالشان نوازشات می کردند۔ چنانچہ در بیان حلقہ و توجہ و در بیان محفل میلاد از فصل دوم بیان بعض نوازشات گزشتہ۔ با عاجز و الباطن صادقہ و صافیہ دارند۔ احیاناً می آیند و با ایام عہد زرین را تازہ می کنند۔  
 حَفِظَهُ اللهُ وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ الْمُخْلِصِينَ۔

**حکیم محمد مسعود احمد** فرزند مولانا رشید احمد گنگوہی، مرد پاک دل و صاف روش بود۔ بعد از وفات پدر بزرگوار خود برائے زیارت حضرت ایشان بہ دہلی آمد۔ چند کس ہمراہ ایشان بود۔ حضرت ایشان بہ محبت و مودت پیش آمدند۔ چائے با شیر طلب کردہ ہمراہ دادند و تا ساعتی ہمراہ ایشان بہ سخنان محبت آمیز مصروف ماندند، و در آخر فرمودند: مولوی صاحب دوست من بودند و من دوست ایشان، حضرت ایشان بہ این کلام مختصر حقیقت امر را بیان فرمودند۔  
 رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

ایشان در سال ۱۲۹۲ھ برائے حج مع رفقا رفتند۔ در مکہ مکرمہ قیام ایشان  
**مولانا رشید احمد گنگوہی** در قیام گاہ پیر و مرشد خود حضرت حاجی امداد اللہ و در مدینہ منورہ در جائے

استاد خود محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی بودہ۔ ملاقات ایشان با حضرت سیدی الوالد و حضرت جد امجد در مکہ مکرمہ شدہ۔ مولانا رشید احمد در مسائل میلاد شریف و فاتحہ بزرگان دین با پیر و مرشد خود و با استاد خود اختلاف داشتند و اختلاف ایشان ناشی از بیان لفظ بدعت بود۔ بہ نہجی کہ ایشان بیان بدعت می کردند این امور داخل بدعت می شدند۔ حضرت سیدی الوالد را بر این امر اطلاع تام حاصل بود، اما در حقیقت راسخ القدم بودند و در محبت پیر و مرشد خود بے نظیر۔ مفتی محمد منظر اللہ پیش امام جامع فتوی دہلی در بعضی مسائل با مولانا رشید احمد اختلاف داشتند۔ مع ہزار روزے بہ عاجز گفتند کہ یک پیر مرد دوست من بود، وے برائے ملاقات مولوی رشید احمد رفت۔ و نزد ایشان نشستہ بود کہ یک مراسلہ حاجی صاحب نام مولوی صاحب آمد۔ مولوی صاحب آن خط را اولاً بوسہ داد و باز بر چہمان خود نہادہ بر سر نہاد و بہ احترام تمام در صندوق محفوظ کرد، و مولانا فضل الرحمن فریدی صدر مدرس مدرسہ حسین بخش واقع بازار ٹیٹا محل دہلی بہ عاجز بیان کردند کہ مولوی زین الدین قادری مشہور بہ کنج نشین سجادہ بیدر (حیدر آباد دکن) می گفت کہ

عجم من مراد بیت کرد کہ برائے چند وقت نزد مولوی نذیر حسین دہلوی و نزد مولوی رشید احمد گنگوہی بروم۔ چنانچہ من اولاً نزد مولوی نذیر حسین و باز نزد مولوی رشید احمد رقم، وقتے کہ من نزد مولوی رشید احمد رسیدم ایشان از بینائی چشم معذور شدہ بودند۔ بہ خدمت ایشان یک دور روز گزشتہ بود کہ مولوی صاحب سر خود را برداشتہ گفتند "افسوس نذیر حسین مرد" و بعد از لحظہ گفتند "افسوس کہ روئے و سے از قبلہ برگشتہ است و چرا نہ برگردد کہ در شان اہل حق گستاخی کردن ہمین نتیجہ دارد" عاجز گوید کہ مولوی نذیر حسین در دہلی بیریق و ہابیت را برافراشتہ بود۔ چون درس حدیث شریف می داد بر امام عالی مقام سراج الامم حضرت ابوحنیفہ زبان طعن دراز می کرد و کلمات سوویا نہ بر زبان می آورد۔ غالباً مولانا رشید احمد ازین گستاخیہا بہ دوران قیام دہلی شنیدہ باشند یا کہ پیش ایشان بیان کردہ باشد علی کل حال مکاشفہ ایشان آن بود کہ بیان کردہ شد جناب مولانا حضرات امم و مشائخ را احترام می کردند۔ چون کہ نسبت بہ ایشان بعض اقوال نامرضیہ اشتہار یافتہ و خصوصاً از وجہ آل قتادی کہ بہ نام ایشان نسبت دارد۔ مورد قیل و قال اعتراضہا شدہ اند۔ ممکن است بعضی از آن قتادی تحریر کردہ ایشان باشد۔ اما بیشترش الحاقی است این حقیقت را اگرچہ چہل سال قبل از بعض افراد اہل علم شنیدہ بودم اما درین روز ہائیکہ از اجل علماء دیوبند این حقیقت را بروجہ یقین بیان کرد۔ و نزد عاجز در این امر کلامی و شکے نیست۔ آن فتویٰ کہ جناب مولوی صاحب بہ دست خود نوشتہ و امضار دہمہ کردہ بہ حضرت سیدی الوالد ارسال کردہ اند و عاجز آن را در رسالہ خیر المورد بر صفحہ ۲۷ و در کتاب مقامات خیر بر صفحہ ۵۷۹ نقل کردہ و در فصل دوم این کتاب ترجمہ اش را نوشتہ است در فتادی ایشان موجود نیست۔ افراد متعصب و تنگ نظر کہ مولوی صاحب را محاط بودند سبب قیل و قال گشتہ اند۔ حضرت سیدی الوالد را با جناب مولوی صاحب تعلق و ارتباطی بود کہ ما تقدیم فی بیان ابنہ دیبائی فی الفصل الخامس المكتوب الذی کتبہ الی ظہور الحسن کرتپوری۔ وفات جناب مولوی صاحب بہ روز جمعہ ہشتم جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ واقع شدہ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

**مولانا محمد قاسم نانوتوی** | ایشان با مولانا رشید احمد بہ حج رفتہ بودند و در حرم مکہ مکرمہ ملاقات ایشان با حضرت سیدی الوالد شدہ بود، می فرمودند کہ حضرت والد ماجد علیل و صاحب فراش بودند، خدمت حلقہ و توجہ متعلق بہ من بود، روزے چون از حلقہ فارغ شدہ قصد مراجعت بہ خانہ کردم مولوی صاحب آمدند و استفسار از حضرت والد ماجد کردند، گفتم کہ حضرت ایشان صاحب فراش اند۔ ایشان گفتند۔ خواہش دارم کہ عیادت و زیارت ایشان کنم۔ گفتم ہمراہ من بیائید۔ چون بر خاتم یکے از مخلصین سجادہ را برداشت۔ مولوی صاحب گفتند اس خدمت امروز برائے

من بگزارید۔ وایشان اصرار کرده سجاده را برداشتند و با من بیامدند و نزد حضرت ایشان نشسته به محبت اوستی حضرت ایشان را مالیدند و گفتند: در هندوستان دو دجال پیدا شده اند، حضرت شما دعا فرمائید که پروردگار از شر ایشان مسلمانان را محفوظ دارد، مولوی صاحب نام هر دو دجال ظاہر نہ کردند، وفات ایشان بعد از نماز ظہر بہ روز پنجشنبہ چہارم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۶ھ شدہ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

از قصبہ منگور، توابع سہارنپور، و خلیفہ شیخ محمد تھانوی خلیفہ میاں نجی نور محمد قاضی سید محمد اسماعیل چشتی، مرد ذاکر و شاعر و صاحب ارشاد بودند۔ در اوائل دور حضرت

ایشان بہ دہلی آمدہ ملاقات کردند، اثر صلاح و کمال ایشان در مریدان ایشان لایح بود، بہ روز دوشنبہ دوازدهم ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۱۶ھ بہ عمر شصت و سہ سال وفات یافتند، مطابقت با سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم در روز تاریخ و ماہ و عمر یافتند۔ سبحان اللہ چہ سعادت عظمیٰ است۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

ایشان از محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی مجددی بیعت بودند، سید محمد امام جامع دہلی عجب مرد مبارک خصال و مبارک احوال بودند، قرآن مجید را حافظ بودند

و ہمہ وقت بہ تلاوت شریفہ رب اللسان می ماندند۔ چون حضرت ایشان بہ دہلی تشریف آوردند در رمضان برائے استماع قرآن مجید بہ خانقاہ شریف می آمدند و از حقائق صلاۃ و قرآن و کعبہ لطفہا می برداشتند و در حلقہ شریک شدہ از کیفیات توجہات پیر و مرشد خود برومندی شدند، بہ عمر ہفتاد و سہ سال رسیدہ بہ روز جمعہ سوم ربیع الآخر ۱۳۱۶ھ رحلت نمودند و بہ جوار حضرت محدثین دہلیو بیہ قدس اللہ امرار ہم در گورستان مہندیان مدفون شدند رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

بعد از پدرو خود (سید محمد) امام مسجد جامع بودند۔ در اوائل احوال از استماع سید احمد شمس العلماء اقوال مخالفان بر حضرت ایشان چیزے ایرادت می گرفتند۔ اما در اوائل

احوال از جان و دل مخلص حضرت ایشان شدہ بودند بیعت از مولانا فضل رحمان گنج مراد آبادی بودند چون نزد حضرت ایشان می آمدند نزد خود ایشان را جائے می دادند، نظر السیادتہ۔ بعد از وفات حضرت ایشان نگہرانی تعمیر مزار حضرت شاہ گلشن کردند و بہایان برادران بانہایت محبت پیش می آمدند۔ وفات ایشان بہ روز چہارشنبہ ۲۴ شوال ۱۳۶۶ھ (۱۰ ستمبر ۱۹۴۷ء) واقع شد و متصل بہ مسجد جامع در گوشہ شمال غربی مدفون شدند۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

بعض افراد ایشان را سید محمد حسن نیز گویند۔ ایشان حافظ قرآن و امام عیدگاہ سید محمد امام عیدگاہ دہلی بودند۔ عجب مرد پاکیزہ صورت و پاکیزہ سیرت بودند۔ وقتی کہ حضرت

ایشان در تراویح امامت می کردند، ایشان به خانقاہ شریف می آمدند و لطفہا می برداشتند، وفات ایشان بہ ستم ربیع الاول ۱۳۳۴ھ شدہ و در جوار بہت حسن رسول نما مدفون شدند، بہ روز سوم در مدرسہ حسین بخش جلسہ فاتحہ و دستار بندی و جانشینی فرزند ایشان سید طاہر حسن بود، حضرت ایشان تشریف بردند و بر سر طاہر حسن دستار بستند و بر لے پدرش دعائے مغفرت کردند، وے از حضرت ایشان بیعت شد۔ رحمہما اللہ ورضی عنہما۔

**مولانا محمود الحسن** | ایشان صدر مدرس مدرسہ دیوبند بودند۔ در ۱۳۲۹ھ قیام حضرت ایشان بر لے چند ماہ در میرٹھ بود۔ در ان ایام روزے صبا حجاب مولانا برائے ملاقات آمدند حضرت ایشان بہ وجہ احسن با ایشان ملاقات کردند و زائد از یک ساعت مدت ملاقات طول کشید۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

**مولانا مفتی عزیز الرحمن** | ایشان خلیفہ شاہ رفیع الدین دیوبندی بودند و شاہ رفیع الدین از خلفائے حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرہ بودند۔ مولوی حافظ کفایت اللہ در ان روزہا تفسیر منظرہ پیش حضرت ایشان می خواند تا حضرت ایشان آن را تصحیح فرمایند و وے از مفتی صاحب بیعت بود۔ حافظ کفایت اللہ بیان می کرد کہ روزے جناب مفتی صبا برائے ملاقات نزد حضرت ایشان رفتند و من در رفاقت ایشان بودم حضرت ایشان بر لے مفتی صاحب بر جاعے خود ایستادند و بسیار بہ محبت ملاقات کردند چہمان ہر دو حضرات اشکبار بود۔ عاجز گوید جناب مفتی صاحب نسبت مبارکہ را با خود آوردند و حضرت ایشان را بہ خود کشیدند۔ و حافظ کفایت اللہ بیان کرد کہ بعد از چند وقت جناب مولانا محمود الحسن و جناب مفتی عزیز الرحمن بار برائے ملاقات حضرت ایشان رفتند و من در خدمت آنها بودم۔ ہر سہ حضرات بسیار پُر از محبت ملاقات کردند۔ جناب مفتی عتیق الرحمن فرزند جناب مفتی عزیز الرحمن بہ عاجز گفتہ اند کہ در سال سی یاسی و یک حضرت والدہم بہ دہلی تشریف آوردند و با حضرت ایشان ملاقات کردند۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

**مولانا احمد حسین خان امر وہوی** | مؤلف جواہر مجددیہ و جواہر معصومیہ و جامع گران مایہ ثنویات و مترجم حضرات القدس اند شاگرد مولانا سید احمد حسن امر وہوی

و خلفہ والد خود عباس علی خان بودند۔ عجب مرد کامل و فاضل بودند۔ در سال سی و سہ از ماتہ چہار دم در محفل نکاح خواہر کلاں این عاجز شریک شدند۔ از ملاقات ایشان حضرت ایشان بسیار خوشی شدند و بعد از نماز جمعہ در خانقاہ شریف وعظ کردند حضرت ایشان روزانہ نوشتہ از اول تا آخر استماع فرمودند و بسیار خوش شدند۔ عاجز در ان ایام خور سال بود ہر چہ نوشتہ از مخلصین پاک نہاد شنیدہ و نوشتہ، ایشان می گفتند

کہ درو عظمی مولوی صاحب اثرے بود۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

**مولانا عبدالکافی الہ آبادی** | در نکاح ہمیشہ محترمہ شریک شدند وہ مباحث چون قوالان بادی غزل خواندند و بر حاضرین کیفیات مبارکہ ظہور کرد، ایشان نیز شریک بودند۔ عجب مرد مبارک و صالح بود۔ سیمائے رشد و صلاح بر ایشان ظاہر و باہر بود۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

**قاری عبدالرحمن الہ آبادی** | ایشان برادر خورد قاری عبداللہ شیخ القرامکہ مکرّمہ بودند۔ در حلقہ نکاح خواہر کلان آمدند۔ حضرت ایشان از آمد ایشان خوش شدند۔ حضرت ایشان می فرمودند کہ قاری عبداللہ شاگرد من است۔ در مکہ مکرمہ از کتاب ہا خواندہ۔ رحمہما اللہ ورضی عنہما۔

**مولانا نور احمد سپہری** | از امر تسر عجب مرد صالح بود۔ از اعمال صالحہ ایشان کہ ہمیشہ یاد خواہد ماند طبع کردن مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی است در ۳۳۴ھ از طباعت مکتوبات شریفہ فارغ شدہ اند۔ از حضرت سیدی الوالد بیعت بودند۔ از مکتوبات مبارکہ چند نسخہائے قلمی نزد حضرت ایشان بود و مولوی نور احمد در تصحیح مکتوبات آن نسخہا را پیش روئے خود داشتہ بود و در بعض جا ہا از حضرت ایشان استفسار نیز می کرد۔ در نکاح ہمیشہ کلان مولوی صاحب آمدہ بودند۔ بہ صباح آن شب از علما و مشائخ و عمائدین و مخلصین خانقاہ شریف پُر بود و حضرت ایشان با واردین مصروف کلام بودند کہ دوسہ قوال (خوانندگان نعتہا) آمدند و خواہش کردند کہ چیزے بادی بخوانند۔ حضرت ایشان متصل بہ صحن مسجد شریف نشستند و قوالان نعتے خواندند۔ مولوی نور احمد متحیر ماند و قدرے دور تر نشست آن وقت عجب کیفیے بر حاضرین طاری گشت و صدائے آہ و بکا و اللہ و یا ہوا ز چہا راطراف بلند شد۔ ملا عبدالحکیم آخوندزادہ کہ از آنخص خواص بود بہ وجد درآمد بہ آواز بلند گفت۔ سبحان اللہ، حضرت ایشان را چہ پایہ بلند در طریقہ چشتیہ است۔ مولوی نور احمد کہ منقبض الصدر دور تر نشستہ بود مورد نظر فیض اثر حضرت ایشان گشت۔ حضرت ایشان بہ وے فرمودند: "نور احمد بیا۔ امروز دریائے رحمت در جوش است اگر کافر صد سالہ باشد مسلمان گردد" بہ استماع این کلام انقباض وے دور شد و در محفل شریک شد۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔ عاجز یاد نہ دار و نہ از کسے شنید کہ غیب رازیں روز گاہے حضرت ایشان سماع بادی شنیدہ باشند۔

**حکیمان خاندان شریفی** | حکیم شریف خان از اولاد حضرت عبید اللہ احرار قدس سرہ از اہلبائے مشہور بودہ۔ از اولاد ایشان حکیم محمود خان و پسران ایشان

عبدالمجید خان دواصل خان و حافظ محمد اجل خان را شہرت زیاد حاصل است۔ در ایامیکہ حضرت ایشان از عربین شریفین بہ دہلی تشریف آوردند محمود خان کلان سال دسمن بودہ۔ وے از دل و جان معتقد حضرت ایشان شدہ۔ اکثر بہ مردمان می گفت: "ما حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم را نہ دیدہ ایم البتہ احوال مبارک ایشان را شنیدہ ایم و خواندہ ایم۔ اگر کسے خواہش دارد کہ اثرے از ان احوال مبارکہ دریا بد پس بہ خانقاہ شریف برود و بہ چشم سر ببیند" فرزند کلانش عبدالمجید خان را با حضرت ایشان ارتباط و تعلقے بود و تا وقتے کہ بہ قیہ حیات ماند خدمت معالجه دے می کرد۔ بہ دوران این خدمت یک لطیفہ نیز پیش آمدہ و بیانش چنین است کہ حکیم صاحب نسخہ تجویز کردند حضرت ایشان بر رقعہ اطہار اختلاف کردہ بہ ایشان ارسال کردند ایشان تحت تحریر حضرت ایشان این معنی نوشتہ اند: حضرت والا، پروردگار درین فن مرابصیرت عنایت کردہ بہ مثلنے کہ حضرت شمارا در علم باطن عطا کردہ" عاجز این رقعہ را خواندہ است۔ راست است اصحاب کمال را شانے می باشد بر صفحہ ۱۵۵ نیز بیان حکیم صاحب در ذکر فتویٰ کفر شدہ است۔ حضرت ایشان را نیز با افراد این خاندان ارتباط و مودت بود۔ نام بہ یاد عاجز نہ ماندہ کہ دواصل خان بود یا غلام رضا خان یا دیگرے۔ چون وے حج کردہ بہ دہلی رسید حضرت ایشان برائے تقدیم ہدیہ تبریک بہ محطہ قطار آہن (اتاسیون) تشریف بردند، و این گونہ شرف بہ کسے دیگر حاصل نہ شدہ۔ چونکہ دواصل خان بہ امور باطنیہ نیز قدرے مائل بود ہذا حضرت ایشان بیشتر واصل خان را بہ پیرزادہ یادمی کردند۔ بہ روز جمعہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۳ ہجری (۲۰ جنوری ۱۹۲۲ء) حکیم محمد اجل خان با ڈاکٹر مختار احمد انصاری و حاجی عبدالنفار علی جان نزد حضرت ایشان آمدند و حضرت ایشان برائے معاونت مملکت ترکیہ یک ہزار و پنچ صد روپیہ بہ انہا دادند۔ وقتے کہ حکیم محمد اجل خان نکاح اولاد خود کردند حضرت ایشان بہ شریف منزل رفتند و شریک محفل ازدواج شدند۔

رحمہم اللہ و رضی عنہم اجمعین۔

**خاندان خانان** | عبدالرحیم خان فرزند محمد تقی خان و کرم اللہ خان فرزند آغا جان حقیقی ابنہ العم بودند۔ بود و باش ایشان در یک کلان حویلی در علاقہ ٹیما محل بود۔ ماہین ایشان بہ نوعے محبت بود کہ در برادران حقیقی کم دیدہ شدہ کرم اللہ خان مشہور بہ نشی نئے خان از خصوصی مخلصان حضرت ایشان بود، در تعمیر خانقاہ شریف مددگار و معاون حاجی فیض اللہ بود۔ در ۱۳۳۵ء از وجہ علالت نقاہت طاقت حرکت نہ داشت، چون حضرت ایشان قصد کونٹہ کردند خان صاحب در فینس برائے تودیع خود را بہ محطہ قطار آہن رساند چون کہ طاقت نشستن نہ داشت۔ در فینس دراز کشیدہ بود۔ در محطہ حضرت ایشان نزد خان صاحب رفتند۔ ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند خان صاحب دست مبارک را گرفتہ

برچہاں خود نہاد۔ و بوسہ داد۔ وَكَانَ ذَاكَ آخِرَ عَهْدِهِ بِالْمُرْشِدِ۔ از کوڑھ حضرت ایشان در مکتوبے بہ مولوی بخش اللہ نوشتند: از احوال ضعف و نقاہت خان صاحب کہ طاقتِ گفتار ہم نہ ماندہ و تجیدہ شدہم۔ نسبت بہ مزار قبلہ عالم حضرت سید نور محمد بدایونی آن چہ رائے خان صاحب است رائے من نیز ہمان است۔ حاجی عبدالغنی و حافظ عبدالحکیم را خبر کنید۔

وَكُنْ عَلَى الدَّهْرِ وَمَعْوَانًا لِّذِي آمَلٍ يَبْجُودُكَ فَاتَّ الْحَزْرَ وَمَعْوَانًا

اگر کسے مصداق این شعر است، آن خان صاحب است، چون وفات خان صاحب شد بہ مولوی بدرالاسلام دہلوی نوشتند۔ از خبر انتقال خان صاحب ہمہ مایان را رنجے رسید کہ بیانش چہ کنم۔ ایشان را فرزند نیست۔ اہلیہ و خواہر و برادر زادہ دارند۔ شما و عبدالحکیم رفتہ از جانب ما ہمہ تعزیت کنید۔

امروز گرا ز رفتہ عزیزان خبرے نیست  
فرد است درین بزم ز ما ہم اثرے نیست  
اللہ تعالیٰ ایشان را غریقِ رحمت سازد و تمام گناہان ایشان را معاف کند و جاے ایشان در جنت کند  
والسلام پچشنبہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ (۱۷ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

برادرش عبدالرحیم خان اگر چہ بیعت نہ بود لیکن بہ عقیدت و محبت از مریدان گوئے سبقت  
بروہ بود چون وقتِ آخرش رسید بہ ہوشی بروئے غالب شد و چون قدرے بہ ہوش می آمد می گفت: "قلم  
دوات بیار و حساب بدہ" خان صاحب ازین احوال پریشان شدہ بہ درگاہ خیر عالم رجوع کرد و حضرت  
ایشان با خان صاحب بہ خانہ اش رفتند۔ نزد عبدالرحیم خان قدرے مراقب شدند۔ و باز ایشان را بہ  
مبارک دستہائے خود حرکت دادند و سہ بار "خان صاحب" گفتند۔ بہ نوبت سوم خان صاحب بہ ہوش  
آمدند۔ و دست مبارک حضرت ایشان را گرفتہ اظہارِ نیاز مندی و عاجزی کردند۔ حضرت ایشان دست  
عبدالرحیم خان را در دست مبارک خود گرفتہ توبہ اش دادند و استغفار و کلمہ توحید و کلمہ شہادت تلقین  
فرمودند و ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند۔ و چون قصد مراجعت فرمودند، خان صاحب دست مبارک را  
بہ دست خود گرفتہ بر حشیم خود نہاد و بوسہ داد و عرض کرد و حضرت والا، شما عاقبت مراد دست کردید چون  
حضرت ایشان بہ خانقاہ شریف رسیدند یک شعر اردو از غلام امام شہید خواندند، مفہومش بہ این طور  
است: "غلامانِ میجائے مدینہ صلوات اللہ و سلامہ علیہ تا این ایام صدمہ دہائے صد سالہ را در آنے  
حیاتِ طیبہ می بخشند" و باز از اشعار خود سہ شعر اردو خواندند و مفہوم آن بہ این طور است: "اگر از  
دل پروہ غفلت برداشتہ شود، دل را از خود دوام حضور نصیب گردد۔ حبیب حضرت موسیٰ علیہ السلام  
محببت حضرت احمد است۔ برق طور از خود در تلاش جبل احد است۔ این خانہ از فیوض عمر روشن است،"

از خود در سینه خیر نور نیست“ اثرے کہ بر عبد الرحیم خان شد اہل خاندانش را بہ صدقِ دل مخلص و غلامِ حضرت ایشان ساخت۔ دو یا سه روز خان صاحب زندہ ماند۔ درین دوران چون بہ ہوش می آمد می گفت: ” نماز را وقت شدہ۔ جائے نماز و آفتابہ و لگن بیارید“ سُبْحَانَ اللَّهِ الَّذِي يُقَلِّبُ قُلُوبَ الْعِبَادِ كَيْفَ شَاءَ۔ پسرش عبدالمجید خان خواجہ از دل و جان مستقد حضرت ایشان بود، الترمی گفت: ” از یاد ایشان یاد سلف صالح تازہ می شود و دور حضرت صحابہ یادی آید“ و سے جنازہ پدر خود را بہ خانقاہ شریف آورد تا حضرت ایشان امامت فرمایند حضرت ایشان در نماز جنازہ قدرے وقفہ دادند و فرمودند درین تاخیر فائدہ خان صاحب بود و باز امامت فرمودند۔ رحم الله جميع افراد هذه العائلة ورضى عنهم۔

برائے ملاقات و زیارت حضرت ایشان خلق خدا از اطراف و جوانب می آمد عابز  
**زائرین آخرین** نام چند افرادی نوید مولانا عبدالباری فرنگی محلی، خواجہ حسن نظامی (مصور فطرت) مولانا ظفر علی خان مدیر روزنامہ زمیندار۔ ڈپٹی محبوب عالم۔ مصباح الدین حقی۔ پیرزادہ مظفر احمد۔ مولوی عبدالاحد مالک مطبع مجتہائی و شرف الدین سورتی کتبی در سال بست و دو یا بست و سه از ماہ چہار دہم بہ خدمت مبارکہ رسید و بیعت شد و از طریقہ اتباع سنت متاثر شد و فیما بعد بہ نجد و حجاز رفت و در عقائد متبع محمد بن عبدالوہاب شد، و علی رسا زینل کہ فی ما بعد از اکابر تجار شد۔ و سے بیان می کرد کہ در سال بست یا یک دو سال بعد بہ خدمت حضرت ایشان بہ دہلی حاضر شدم۔ دران ایام اموال و دولت نہ داشتم در خانقاہ شریف اختفایے بود۔ من در آخر صفوف نشستم کہ قریب تر بہ جائے جفت کشیدن بود۔ چون محفل اختتام یافت حضرت ایشان بہ مخلص فرمودند۔ در آخر صفوف شخصے نشسته است ویرا بیار چنان چه و سے مرابہ خدمت مبارکہ رساند و من بیعت شدم، و حاجی محمد صدیق بلوچ مستنکی خلیفہ ملائی محمد قندھاری کہ سلسلہ طریقتش بہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ می رسد۔ وغیر ہم۔

در فصل دوم از کتاب الرقاق مشکات از احمد ابن ماجہ نقل است  
**نبذة من الکرامات** کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ خدائے تعالیٰ می گوید، اے فرزند آدم از مہمات و مشاغل دنیویہ فارغ شو برائے عبادت من، پیر کنم سینه ترا بہ عنائے بہ بے نیازی از خلق، و اگر برائے عبادت من خود را فارغ نہ سازی، پیر کنم دست ترا بہ اشغال گوناگون و در نہ بندم فقر و احتیاج ترا، ساحت سینه مبارکہ و خانہ قلب مطہر حضرت ایشان قدس سرہ یکسر از برائے عبادت پروردگار فارغ شدہ بود لہذا کارہائے دنیویہ را کار ساز حقیقی از خود اجرامی داد و دو سال قبل از واقعہ وفات کارے از قوانین حکومتی در پیش آمد۔ عاجز دید کہ مقننہ ازالہ آبا و برائے زیارت آمد۔ و سے از



انگلستان قانون خواندہ آمدہ بود۔ برائے کار حضرت ایشان دو شب حاضر شد و باز دیدہ نہ شد و شبے دونفر از علماء حاضر شد و بیان کردند کہ ما از مولانا عبدالحق خیر آبادی معقولات خواندہ اکیم و ایشان در اظہار علمیت خود مشغول شدند، ہمدران وقت از رامپور مولوی سردار احمد وکیل مجددی رسیدند حضرت ایشان فرمودند: ”بیا سردار احمد و بشنو کہ این دونفر چہ می گویند۔ مولوی سردار احمد رحمہ اللہ از روئے لباس و ہیئت و صورت از زمرہ علماء معلوم نہ می شد۔ صورت ظاہر ایشان را دیدہ آن دونفر مصروف اطراف تعریفیات خود شدند۔ سردار احمد متبسم بود و حضرت ایشان خاموش۔ چون آن دونفر از ادعا ہا فارغ گشتند مولوی سردار احمد بر کلام ایشان بہ نوعی مواخذہا کردند کہ طاقت دم زدن برائے ایشان نہ ماند و واجہ مساکت ماندند۔ مولوی سردار احمد در آخر بہ ایشان گفت شمایان را نسبتے بہ مولانا عبدالحق نیست۔ من بہ خدمت ایشان ساہا ماندہ ام۔ اگر چیزے دارید بیان کنید۔ این شنیدہ آن دونفر بکبیدہ و شرمندہ رخصت شدند و اظہار کفی اللہ المؤمنین القتال شد۔ و عجب تر واقعہ آن بود کہ در میرٹھ حضرت ایشان بیان یک واقعہ کردند۔ یکے از علماء گفت این واقعہ درست نیست۔ بہ ہمان وقت مولوی شمس الدین و حافظ اشفاق الہی بہ خدمت مبارکہ رسیدند۔ ہر دو افراد از شاہدان آن واقعہ بودند و مولوی شمس الدین بیان واقعہ در خدمت شریف کردہ بود و حضرت ایشان رو بہ سوئے ایشان کردہ فرمودند: اے عزیز جواب بدہ۔ مولوی شمس الدین حقیقت را بیان کرد: ”وَ كَانَ عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ“ را اظہار شد۔ و عجب تر واقعہ آن بود کہ معمول حضرت ایشان بود کہ در عمارت دروازہ غزنی خانقاہ شریف بر تخت می نشستند و بہ مطالعہ کتاب یا ذکر شریف مصروف می شدند، چون کہ دروازہ مفتوح می بود دربان بہ جہت شارع نشستہ می بود تا سہ در نیاید، روزے یک پشادری کہ افسر پولیس برتری بود، چیزے استخفاف کردہ در گزشت، حضرت ایشان روئے خود را برگشتانہ لاجول خواندند بہ روز و دم نیز این صورت پیش آمد۔ بہ روز سوم واقعہ عجیبہ روئے داد کہ حضرت ایشان بر تخت نشستہ بودند و آن شقی بید خود را چرخ دادہ بہ شان فرعونیت تمسخر کنان از پیش دروازہ می گزشت کہ از جانب دیگر یک دیوانہ فرزانہ نمودار شد و دست در گریبان پشادری انداخت و در طرفتہ العین ویرا برداشتہ بر روئے زمین زد و بر سینہ و سہ نشستہ چند لگمات شدیدہ زد و بہ آخر بر رویش بُصاق انداخت و متانہ وار بر خاست و ہرفت۔ بعد ازین آن شقی دیدہ نہ شد۔ فَقَطَّعَ دَابِرَ الْقَوْمِ الدِّينِ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

بادشہ کشور افلاک دل      قطب درین کرۂ املاک گل  
پیروں سا گنج دہ ناقصان      زو بہر نور مسہ کالان

راست بود ہر سخن راستان کادمہ از صدق بود داستان

تبعاً لسنن سادۃ المشائخ عاجز چند کراماتِ حضرت ایشان می نویسد۔

**یک پادری وزن سے** حضرت ایشان در باغ روشن آرا بر مصطبه قبلہ روز چہار زانو نشسته مصروف ذکر شریف بودند۔ و ماہرہ برادر در معزار بہ کرہ بازی مشغول بودیم۔ عاجز ملاحظہ کرد کہ یک زن و مرد از انگلیسہا قریب مصطبه رسیدہ کلاہ خود را در دست گرفتہ بہ ادب تمام جانب حضرت ایشان سر ہائے خود را انحنادادند۔ حضرت ایشان را چشم مبارک بند بود۔ انگلیسہا بہ ادب دست بستہ استادہ ماندند۔ این کیفیت را چون عاجز ملاحظہ کرد و دیدہ نزد حضرت ایشان رسید حضرت ایشان بہ آواز قدم این عاجز چشمہا کشادہ فرمودند: "زید چہ شدہ" عاجز عرض کرد: "جنابا یک انگلیسی و یک میم بہ انتظار حضرت شما استادہ اند۔ حضرت ایشان بہ جہت ایشان ملتفت شدند۔ و ایشان سر ہائے خود را انحنادادہ احترام بجا آوردند۔ حضرت ایشان پرسیدند: چہ می گوئید، مرد انگلیزی عرض کرد: آیا مایان نزد شما بیائیم؟ فرمودند: بیائید۔ چنان چہ ہر دو نزد حضرت ایشان رسیدہ اولاً زانو ہائے خود را بر زمین نہادہ و سر ہائے خود را انحنادادہ احترام بہ جا آوردند و باز مرد انگلیزی استفسار کرد: شما چہ کاری کنید حضرت ایشان فرمودند: "بندگانِ خدا را نام خدا نشان می دہم" انگلیزی کلام حضرت ایشان را نہ فہمید و بہ سوئے عاجز نظر کرد۔ اگر چہ عاجز انگلیزی نہ می داند لیکن تعبیر بعض مطالب بہ نوعی می کند۔ چنانچہ عاجز بہ دے گفت کہ حضرت ایشان پیشوائے مذہبی مسلمانان اند۔ چون از عاجز این سخن شنیدند ہر دو احتراماً سر ہائے خود را پست کردہ احترام بہ جا آوردند۔ باز مرد انگلیزی گفت من از فرقہ "بروتانت" یک پادری ام و این زن عیال من است۔ و بعد از چند دقیقہ ہر دو رخصت شدند۔ چون می رفتند تا سر مصطبه بہ رجعت قہقری رفتند و باز استادہ سر ہارا انحنادادہ تہیتہ بہ جا آوردہ بہ ادب باز گشتند۔

**یک انگلیزی** حضرت ایشان سالہا برائے تفریح بہ کوہے می رفتند کہ بہ جہت شمال غربی شہر قدیم دہلی واقع است۔ این کوہ شمالاً جنوباً واقع است و بر سر کوہ شارع است جہت شمالی را "باوٹا" و جہت جنوبی را "فتح گڑھ" می گویند۔ روزے در باوٹہ بر مصطبه حضرت ایشان قبلہ رو مصروف عبادت و ذکر بودند و مایان بہ سیر و تفریح مشغول بودیم، ہمراہ مایان ملا صاحب خان قمبرانی بود۔ مایان دیدیم کہ یک افرنگی در پس درختان خود بہ نوعی استادہ شد کہ اگر حضرت ایشان چشم واکند دے بہ نظر نیاید و باز دے کلاہ خود در دست گرفت و سر خود را بہ جانب حضرت ایشان انحناداد و بہ ادب استادہ شد و از زمین

برگہائے درخت حضرت ایشان را می دید به اندازه ده یا پانزده دقیقه برین کیفیت ماند و باز دوسر بار به جناب حضرت ایشان سر خود را پست کرد و چند قدم رجعت قہقری کرده را خود گرفت، این کیفیت را از اول تا آخر عاجز و ملا صاحب خان دید۔ **وَاللّٰهُ فِيْ عِبَادِهِ شٰوْنٌ**۔

به او آخر محرم ۱۳۹۰ در گھوڑی از توابع اعظم گڑھ در خانہ استادی مولانا محمد عمر، جناب مولانا سید عبد الجلیل درج ذیل واقعہ بیان کردند۔

**منتخرے را تویخ کردن** | در ایامی کہ من بہ کونٹرمی رنتم یک افغانی در کونٹہ بہ خدمت حضرت ایشان رسید، وے بسیار تنگ دست و پریشان حال بود۔ روزے بہ قصد خودکشی بالائے "کوه مُردار" رفت۔ این کوه بسیار بلند است و متصل بہ "کاسیان" جہت شرق واقع است۔ وے ارادہ کرد کہ از بالائے کوه خود را بینگند، ہمینکہ ارادہ جت دن کرد کہے از عقب ویرا محکم گرفت۔ چون بہ جانب گیرندہ نظر کرد جناب حضرت صاحب را قائم یافت حضرت ایشان ویرا بہ قہر فرمودند۔ اے جبیت تو شرم بہ داری و از زن ہم دُون ہمت شدی کہ خود را می کشی، باز چند دراہم بہ وے دادند و فرمودند برویک تیشہ و رسیان بگیری قوتِ حلال بہ فروختن ہمیزم حاصل کن۔ مولوی صاحب گفتند این واقعہ را خود آن شخص بہ من بیان کرد کہ قصداً انتحار کردہ بود۔

حضرت ایشان یک سال ملا صاحب خان را برائے خدمت خواہر کبریٰ بہ قصور فرستادند، بیرون شہر قصور قبرے بود۔ اہالی آن جا ہر سال عرس صاحب قبری کردند ملا صاحب خان برادر رضاعی این عاجز بود۔ وے بیان کرد کہ من نیز برائے میر بہ آن جا رنتم و دیدم کہ ہزاران مردوزن آن جا مجتمع شدہ اند، و جا بہ جا مجالس شرب و رقص برپا است و فسق و فجور را رواج تام حاصل است۔ بہ روز سوم از دہلی مکتوب حضرت ایشان بہ نام من رسید نوشتہ بودند "آیا تر برائے فسق و فجور و خباثت فرستادہ ایم" بہ رسیدن این خط تو بہا کردم و پس ازان روز ہیچ گاہ بہ چنین مجالس نہ رنتم۔

ساکن النوب شہر از توابع بلند شہر بہ عاجز بیان کرد کہ در خدمت حضرت ایشان **سید احمد حسین** | بہ "چراغ دہلی" رنتم، چون حضرت ایشان از مزار پرنوار حضرت نصیر الدین قدس سرہ بازی گشتند، من در پس حضرت ایشان روان بودم بر من احوالے طاری شد و دران احوال من قدرے ازان خاک پاک برداشتم کہ پائے مبارک حضرت ایشان بران نہادہ شدہ بود۔ چون بہ خانہ رسیدم آن مبارک خاک را خوب سائیدہ در یک کحلہ انداختم و با کحل خلط کردم و آمیزش را دم و آن را استعمال می کردم۔ چون بہ سلسلہ خدمتی حکومت بہ شہر پونا رسیدم آن جا یک شخص بہ من گفت کہ بنیانی چشم من

رو بہ زوال است، ہر چند علاج کروم فائدہ نہ شد۔ من آن شخص را قدرے ازان کھل و اوم۔ عجب لطف پروردگار را ظہور شد کہ بینائی دے کا ملا عود کرد۔ عاجز گوید کہ امام نووی در باب الرخصة فی التخلف عن الجماعة از شرح صحیح مسلم در حدیث عثمان بیان فوائد کرده و نوشته۔ ومنها التبرک بالصالحین اثارہم الخ۔ حق تعالی سید احمد حسین را بصیرت عنایت کرو قبض قبضۃ من آخر المرشد الکامل و انتفع بہا، و سید احمد حسین این ہم بیان کرد کہ در پونا نزدیک مولوی صاحب می نشستم و بہ ذکر شریف مشغول می شدم۔ از کونہ حضرت ایشان تحریر فرمودند۔ در وظیفہ تو کدورت بہ نظر درمی آید۔ آیا نزد بد عقیدہ افسردی نشینی۔ من متحیر ماندم کہ کدام شخص بد عقیدہ است و حسب معمول نزد مولوی صاحب رتم، وقتے نہ گزشت کہ شخصے با چیزے از شیرینی نزد مولوی صاحب آمد و گفت، این شیرینی برائے فاتحہ حضرت پیران پیر سیدنا عبدالقادر قدس سرہ آورده ام۔ شما فاتحہ خواندہ ایصال ثواب بکنید۔ مولوی صاحب گفت۔ این ہمہ بیکار است و ما این را نہ می کنیم، وقتیکہ من از مولوی صاحب این سخن شنیدم دانستم کہ شخص بد عقیدہ ہے است و از صحبت دے کنارہ کشیدم و در باطن خود تلاوت و تازگی محسوس کردم۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

### ملاطیب

از قریہ منغل، یاخیل، کٹواڑ مخلص پاک باطن بود۔ وسیعہا کرد کہ بر نہج حضرت ایشان تلاوت قرآن مجید کند۔ روزے حضرت ایشان در حلقہ فرمودند۔ آیا طیب وفات کرده۔ حاضرین اظہار را علمی خود کردند و آن روز و تاریخ را محفوظ کردند و بعد از چند روز خبر وفات طیب رسید و بہ همان روز و تاریخ وفات دے شدہ بود کہ حضرت ایشان بہ آن روز فرمودہ بودند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

### ذکر اضحیہ منی

بر روز نہم ذی الحجہ مولوی عبدالسبحان طالب را فرمودند۔ معلوم می شود کہ امر روز در منی نخر کرده می شود، مولوی عبدالسبحان آن روز را یاد گرفت چون حجاج آمدند معلوم شد کہ آن روز یوم النحر بود۔

### عبداللہ فرکار

بہ قرب خانقاہ شریف، بہت دروازہ ترکمان عبداللہ فرکار سکونت داشت و دے از مخلصین صادقین بود۔ روزے حضرت ایشان در حلقہ فرمودند۔ بینید کہ عبداللہ استادہ است و می گوید کہ جناب شما امامت نماز جنازہ من کنید، و حضرت ایشان بہ بہت غرب اشارہ کردند۔ آن وقت مولوی عبدالسبحان و سلیمان پسر عبدالرحمن و غیرہما نشستہ بودند سلیمان بیان کرد کہ ما یان بہ بہت غرب دیدیم لیکن چیزے بہ نظر ما یان نیامد۔ البتہ مولوی عبدالسبحان طالب گفت کہ من عبداللہ را استادہ یا نتم کہ کفن پوشیدہ بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**روح فتح اللہ** | در اوایل این فصل واقعہ فتح اللہ اندری مذکور شدہ است۔ وقتیکہ روح فتح اللہ از قفسِ جسدِ خاکی آزاد شد بہ خدمت حضرت ایشان بہ صورتِ مثالی رسید۔ حضرت

ایشان در قیام گاہ خود شریف داشتند۔ از زبان مبارک ایشان یکبارگی برآمد: "فتح اللہ بہ خانہ در آمد ویرا بیرون کنید" و بعد از وقفہ ظاہر گشت کہ آن وقت روح فتح اللہ پرواز نمودہ بود۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

**مولانا محمد اسماعیل کاندھلوی** | ایشان والد بزرگوار مولانا محمد میان اند کہ درین فصل بیان ایشان گزشتہ مرد پاک طینت و پاک مشرب بودند۔ در آبادی حضرت

نظام الدین قیام داشتند۔ از انجا بہ شہر دہلی۔ علاقہ "تراہا بہرام خان" در "مسجد شریف خرا" آمدند و بہ چہارم شوال ۱۳۱۵ھ (۲۶ فروری ۱۸۹۵ء) رحلت فرمودند۔ آن وقت حضرت ایشان بہ حلقہ مصروف بودند۔ ناگاہ دست راست را بالا کردہ بہ حاضرین فرمودند۔ ببینید کہ روح مرد نیک پروازی کند۔ اشارہ دست مبارک بہ جہت ہمان مسجد شریف بود۔ مخلصین چون معلومات فراہم آوردند معلوم شد کہ جناب مولانا رحلت کردہ۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

**یک پہلوان شناور** | روزے حضرت ایشان در خانقاہ شریف نشستہ بودند و عبدالرحیم متری

دو دیگر افراد موجود بودند۔ نظر مبارک حضرت ایشان بہ سوے آسمان بلند شد۔ فرمودند۔ روح صالحی را ملائکہ می برند۔ چون مخلصین برخاستند۔ دریافت نمودند کہ یک پہلوان شناور فوت کردہ اگرچہ این شخص چندان از اہل صلاح و اصحابِ قلوب نہ بود اما بہ ایام طغیانِ رُودِ جمنان نزد قلعہ شاہجہانی می استادوغرقی را از آب می کشید و صد ہا افراد را سببِ حیات گشتہ بود و افسوس کہ نام این پاک مرد از یاد عاجز رفتہ، رحمہ اللہ اِنَّا كَانْ وَرَضَى عَنْہ۔

**حکیم نور الدین قادیانی** | در ایامیکہ نور الدین در دائرہ اسلام داخل بود بہ حرمین شریفین ادھما اللہ

شرفا رفته بود و آن جا با حضرت ایشان ملاقات کردہ بود۔ چون نوبت شقاوتش در رسید اتباعِ غلام قادیان اختیار کردہ گمراہ شد۔ در ان ایام وے مکتوبے بہ حضرت ایشان نوشتہ است روزے حضرت ایشان فرمودند: "حکیم نور الدین بہ من مکتوبے ارسال کردہ بود۔ در ان خط آن ایام را ملاقات ہا را کہ در مکہ مکرمہ گزرا نیدہ بود، یاد کردہ بود و نوشتہ بود۔ حضور، مرا خواہند شناخت ان شار اللہ فراموش نہ کردہ باشند۔ چون کہ وے قادیانی شدہ بود ازین وجہ بہ وے جواب نہ نوشتم" و باز حضرت ایشان فرمودند: "پروردگارا از تیر علم محفوظ دارد۔ نور الدین کہ مرد عالم و دانا بود چہ طور گمراہ گشت" در ان ایام حضرت ایشان در مدرسہ مولوی عبدالرب واقع "گندہ نالا" نماز جمعی خواندند و بعد از نماز با استادی

حضرت مولانا عبدالعلی صحبت می داشتند، از اصحاب قلوب مسجد شریف پُرمی شدند نوبتے بعد از نماز جمعہ بہ ساعت دو نیم از زبان مبارک حضرت ایشان بہ آواز بلند برآمد "حالا ہم اگر تائب شوں برایش بہتر است" تمام افراد کہ در مسجد شریف بودند این کلام حضرت ایشان را شنیدند لیکن کہے نہ تو انست کہ وضاحت طلب کند در سامعین مولوی عبدالسبحان طالب، مولوی عبدالعزیز گھنٹوی، شیخ عبدالباری جوہری تو مسلم ہم بودند، بہ جمعہ دیگر چون حضرت ایشان از نماز فارغ شدند و محفل اہل قلوب بیاراست مولوی عبدالسبحان حرکت کردہ قدرے قریب تر شد، حضرت ایشان فرمودند "بگو عبدالسبحان چہ می گوئی" وے عرض کرد بہ جمعہ گزشتہ حضرت شما فرمودہ بودید۔ حالا ہم اگر تائب شوں برایش بہتر است۔ در آن لمخظات حکیم نورالدین بہ احوال سکرات بود۔ تمام اہل محفل و حضرات علماء، مولوی عبدالعلی، مولوی محمد شفیع، مولوی حکیم جی منظر اللہ، مولوی عبدالمالک کہ در ان ایام امام مسجد شریف بود۔ کلام مولوی عبدالسبحان را شنیدہ متحیر ماندند، حضرت ایشان چند دقائق سکوت کردہ فرمودند "خداوند کریم را این تار برقی است" تا زمانہ کہ مولوی عبدالعزیز و شیخ عبدالباری بہ حیات ماندند بیان این واقعہ رامی کردند۔ مولوی عبدالسبحان نیز بیان این واقعہ می کرد و از آن روز در اخلاص و اعتقاد وے پختگی تام پیدا شدہ بود۔ رحمہم اللہ و رضی عنہم۔

### قاری فضل الرحمن

از پانی پت بودند و تلاوت قرآن مجید بہ وجہ خوب می کردند حضرت ایشان اگر بہ محفلے می رفتند بہ ایشان می گفتند کہ تلاوت قرآن مجید کنند۔ وقتیکہ سید محمد امام عید گاہ دہلی رحلت کردند حضرت ایشان بہ مدرسہ حسین بخش در حلقہ تائین ایشان شریک شدند۔ آن شخصے تلاوت قرآن مجید شروع کرد و از وجہ ناواقفیت تجوید نادرست می خواند، حضرت ایشان وے را منع کردہ بہ قاری فضل الرحمن صدا دادند۔ در ان وقت ساعت یازدہ و پانزدہ دقیقہ گزشتہ بود قاری فضل الرحمن آن وقت بہ پانی پت بود می گفت برائے کارے رفتہ بودم و از ان کار فارغ شدہ قدرے بہ پہلوئے خود دراز گشتم و بہ خواب رتم دور حالت خواب صدائے حضرت ایشان شنیدم و فی الفور قصد دہلی کردم۔ بعد العشا بہ برادران طریقت این واقعہ را بیان کرد و از برادران طریقت بہ وے معلوم شد کہ آن وقت حضرت ایشان از مدرسہ حسین بخش اورا صدا دادہ بودند این واقعہ صحیحہ قصہ ثابتہ امام الاعلیٰ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ را یاد داد۔

وَإِنِّي حَفِصٌ وَكَرَامَتِهِ فِي قِصَّةِ سَارِيَةَ الْخُبَيْمِ، وَمَنْ يُشَابِهْ أَبَاهُ فَمَا ظَلَمَ.  
رَحِمَهُ اللَّهُ فَضْلَ الرَّحْمَنِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

مولوی محمد یونس | در ۱۶-۱۹۱۶ھ بیعت شدہ بود و در جامع شاہجہانی اجمیر شریف تا آخر ایام

امام بود۔ دو سال قبل از وفات خود نزد عاجز آمد و بیان کرد، ایک ہندو مسلمان شد و نامش رحیم اللہ بود۔  
وے از حضرت ایشان بیعت شد۔ شبے چون از حلقہ فارغ شدند بہ رحیم اللہ گفتند: تو کیمیا آموختی؟ وے  
یک پیسہ را بہ چیزے سفید کردہ بہ عوض ہشت آنہ صرف کردہ بود۔ و باز حضرت ایشان ویرا چند تپانچہ زدند  
و فرمودند برو اولاً چیزے از مسائل بیاموز و باز نزد من بیا۔ چنان چہ رحیم اللہ ہفت یا ہشت سال بہ  
محنت تمام علم دین خواند و پروردگار ویرا مولوی کرد۔ ۲ حکیم حبیب اللہ و مولوی عزیز اللہ از سکھان پٹیالہ  
بودند کہ اسلام آوردند و بعد از آن نزد سید محمد (حسن) امام عید گاہ دہلی رسیدند تا بہ خدمت حضرت ایشان  
بروہ داخل سلسلہ مبارکہ کنند چنان چہ امام صاحب ایشان را آوردند و ہر دو داخل سلسلہ شدند۔ حبیب اللہ  
و عزیز اللہ می گفتند کہ ما میان درہمان ایام نکاح کردہ بودیم و تا ساعت دو از شب در حلقہ شریفہ ذکر شریف  
می کردیم و بیچ خیال خانہ بہ دل ما میان نہ می گزشت، و مولوی محمد یونس این واقعہ را ہم بیان کرد کہ من  
در حلقہ شریفہ نشستہ بودم در بان از آمد عطا محمد اطلاع داد۔ فرمودند۔ برو و از وے پرسان کن کہ تو بد فعلی  
کے کردہ ئی۔ وے چند روز قبل را بیان کرد۔ فرمودند۔ برو و بروے وے چند تپانچہ بہ شدت بزن و  
باز بہ حلقہ شریفہ مشغول شدند۔ بہ ساعت دو چون از حلقہ فارغ شدند ویرا طلبیدند و از عصائے خود پنج  
یا ہفت بار ویرا بدست خود زدند و فرمودند۔ آن بیعت کہ تو کردہ بودی شکست۔ حالا برو۔ وے بسیار  
گریہ و زاری کرد۔ حضرت ایشان پرسیدند کہ بار دیگر از تکاب فعل شنیع نہ خواہی کرد چون وے اقرار کرد۔  
بیعتش کردند۔ تَجَاوَزَ اللَّهُ مَعَنَ سَيِّئَاتِهِ وَرَحِمَهُ۔

در بلوچستان رواج است کہ بزکاح کنندہ عملے می کنند کہ وے ناکارہ می شود و در اصطلاح  
**ملا سبزل** | آن جا این عمل را "عمل بند کردن" می گویند۔ بر ملا سبزل کسے این عمل کردہ بود و وے  
از چند سال ناکارہ بود۔ روزے بہ آن وقت بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد کہ قاضی لعل محمد حاضر  
بود۔ قاضی صاحب کیفیت سبزل را بیان کرد۔ حضرت ایشان سبزل را رو بہ روے خود نشان زدند و فرمودند  
بہ خانہ برو۔ سبزل می گفت۔ چون بہ خانہ خود کہ از کونرٹہ بہ فاصلہ پنج میل جہت جنوب در سریاب واقع  
است روان شدم در خود حرارتے محسوس کردم و تا وقتے کہ بہ خانہ خود رسیدم اثر بندش بالکلیہ زائل شد  
بود۔ وَ كَمْ لِلَّهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِيٍّ۔

از نواب زادگان پانی پت و برادر خورد فاخر احمد خان از نخلصین  
**شاکر احمد خان انصاری** | صادق الارادۃ و المحبۃ بود۔ روزے ہمراہ حبیب اللہ پانی پتی  
در خدمت حضرت ایشان حاضر شد، حضرت ایشان آن وقت بر تخت خود دو شالہ "زر و عمدہ پوشیدہ

نشسته بودند در دل حبیب اللہ گزشت کہ پیران کے دوشالہ پوشیدہ بر تخت می نشینند، این طریقہ امر است۔ بعد قلیل حضرت ایشان سر مبارک برداشته فرمودند: اگر پیر کے دلچ پوشیدہ بر سر خاکستر بنشینند و خیال کند کہ وے چیزے ہست۔ بدان کہ وے ہیج نیست، و اگر پیر کے دوشالہ پوشیدہ بر تخت بنشینند و خود را ہیج دانند بدان کہ وے چیزے ہست۔ این واقعہ را حبیب اللہ پانی پتی بہ روز جمعہ نہم محرم ۱۳۸۱ھ (۲۳ جون ۱۹۶۱ء) در خانہ محترمہ بمشیرہ وسطی بہ لاہور بیان کرد و گفت کہ مدت پنجاہ سال برین واقعہ گزشتہ من و اما متحرمی مانم کہ حضرت ایشان چہ گوئے دوسو دل را گرفتند۔ و وقتیکہ مایان از حضرت ایشان رخصت گرفتیم۔ در راہ بہ شاکر احمد خان اندیشہ خود را بیان کردم۔ ایشان گفتند لے عزیز این کیفیت از حضرت ایشان گفتی الصبیح ظاہر و باہر است و مایان کہ حاضر می شویم تمام و ساوس را در کردہ می آیم۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

از عاقلہ نواب جانفشان خان است پدرش خان شیرین بود۔ در بلند شہر سکونت داشت در فرخ علی شاہ [سنہ ۱۳۳۰ھ (۱۹۱۲ء) خانہ وے را حضرت ایشان بسایجا گرفتہ در بلند شہر قیام کردہ بودند۔ در ان ایام فرخ شاہ چہار دہ پانزدہ سالہ بود۔ مادرش و خواہرش بیشتر اوقات نزد حضرت والدہ صاحبہ بہ تیمارداری خواہر کلان مصروف می بودند و وے در خدمت حضرت ایشان می رسید۔ اگر چہ صغیر السن بود اما در اعتقاد و محبت راسخ و ثابت بود۔ از دل و جان قائل بزرگی و جلالت شان حضرت ایشان بود۔ از حضرت ایشان بسیار خائف می بود۔ بعد از تقسیم ہند در ۱۳۶۸ھ (۱۹۴۹ء) وے مع فرزند کلان خود بہ خانقاہ شریف آمد و این واقعہ بہ عاجز بیان کرد۔ سالے من در محفل مبارک میلاد شریف شریک شدم و بہ صبح آن مبارک شب برائے ملاقات و دعوت طعام حاضر شدم۔ ہمراہ من یک رفیق نیز بود قبل الحضور بہ وے گفتم ہوش کن کہ در دل خود اعتراضے بر حضرت ایشان نہ کنی ورنہ خود را و مرار سوخواہی کرد۔ بہ صبح چون شرف دستیابی حاصل کردم حضرت ایشان از والدہ من و از خواہر انم، کوکوجان و بوبوجان استفسار فرمودند و خیریت آنہا پرسیدند۔ بہ ہمیں وقت در دل رفیق گزشت۔ عجب پیر اند کہ استفسار از احوال مادر و خواہران می کنند۔ حضرت ایشان ہمان دم روے خود را جانب رفیقم کردہ بہ تہر گفتند: اے حبیب۔ دیگر شناہا ہم بدہ۔ چون از حضرت ایشان اجازت گرفتہ بیرون بر آمدم بہ رفیق طریق گفتم۔ توجہ کردی کہ مورد عتاب گشتی۔ وے بیان خیال فاسد خود کرد و گفت یقینم بر آنچه تو گفتہ بودی نہ بود۔ امتحاناً این خیال فاسد را بہ دل خود راہ دادم و رسوا شدم۔ این چنین پیر کامل بہ نظر ہیج گاہ نیامدہ بود۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

در کونہ معمول حضرت ایشان بود۔ کما تقدم البیان فی الفصل الاول فی ذکر میر اعظم خان کہ بروز جمعہ بمزارات عثمانی و حیدری بہ چوہی می رفتند۔ در راہ چوہی گورستان نصاری واقع است۔

سفید باز



نوبتے چون از ذکر شریف و از مراقبہ عند القبرین فارغ شدہ از احاطہ بیرون برآمدند۔ ملا عبدالرشید، ملا عبدالحمیم، ملا ایاز و دیگر دوسہ نفر را منتظر یافتند۔ آن روز آثار سرد و بر چہرہ حضرت ایشان لایح بود۔ بہ ملا با خطاب کردہ فرمودند۔ چون از گورستان عربہ مامی گزر دو میان صاحب بہ شکل باز سفید بر سر پا پروازی کنند۔ ملا عبدالحمیم عرض کرد۔ آیا مراد از میان صاحب میان فقیر اللہ شکار پوری اند فرمودند۔ بلکہ آن میان عبدالحمیم اند۔ (کہ در تھل مدفون اند) میان فقیر اللہ از وقتے کہ من از خانہ روانہ می شوم بہ شکل باز سفید بر سر پا پروازی کند۔ ملا عبدالحمیم از استماع این بیان بہ وجد اندر آمد۔ اِنَّمَا يَعْرِفُ الْفَضْلَ ذُووہُ۔ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُمْ۔

ذکر احمد اللہ خان بر صفحہ ۱۵۹ گزشتہ۔ فیما بعد معمول وے بود کہ ہر سال برائے چند روز بہ دہلی می آمد و سکون قلب حاصل کردہ بہ خانہ می رفت۔ وے بیان کرد

### احمد اللہ خان

نوبتے چون وقت مراجعت رسید۔ در خدمت حضرت ایشان عرض کردم۔ اجازت سفر می خواهم۔ حضرت ایشان خاموش ماندند۔ چون وقت آن قطار گزشت کہ ازان قصد سفر داشتم۔ اجازت تم بخشیدند۔ و من بہ دیگر قطار سفر کردم و فیما بعد معلوم شد کہ قطار اولین را حادثہ پیش آمد و بسیارے از مسافر ہا زخمی شدند۔ مردند۔ بہ آن وقت محمد صوفی چریا کوٹی حاضر بود وے عرض کرد۔ قربانت شوم۔ مریدان خود را بہ این طور حفاظت می کنید۔

بہ می سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزل ہا

در عرس مبارک حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ از بمبئی جماعتے از مینان

### میمنان بمبئی

بہ سر ہند شریف می رفت۔ بعض افراد عند الذہاب و الاویاب در خدمت خیر جہان نیز می رسیدند۔ یک سال بعد العشار الآخرہ چند نفر بہ خدمت شریف رسیدند و عرض کردند خواہش داریم کہ فردا بین الطہر و العصور "ہوٹل کورونیشن" حضرت شما با مخلصین چائے نوش فرمائید۔ حضرت ایشان دعوت را قبول کردند و مخلصین را کہ بہ اندازہ صد نفر از ہند و افغانستان بودند۔ فرمودند کہ آن وقت نزد فتح پوری بہ این ہوٹل برسند۔ بہ صبح آن شب چون بین العصرین حضرت ایشان بہ ہوٹل رسیدند و بر محل جلوس رونق افروز شدند و مخلصین پاکہ نہاد بہ صورت حلقہ نشستند، حضرت ایشان حسب عادت مبارکہ چشم بند کردہ چند دقیقہ خاموش نشستند و باز بہ حافظ عبدالحمیم دہلوی و بہ حاجی ملا احمد خان مٹاخیل خطاب کردہ فرمودند۔ چہ سبب است کہ این جادو طبعتم انقباض پیدا شدہ۔ حالان کہ از من گناہے سر نہ زدہ۔ و باز حضرت ایشان مینان را طلب کردند و استفسار نمودند کہ از نمایان کدام شخص مصارف دعوت را برداشت کردہ۔ چون وے پیش آمد۔ بہ وے گفتند۔ راست گو

کہ کاروبار سودی کنی ہوے اعتراف کرو۔ آن وقت روئے مبارک از فرطِ مسرت بشگفت و با زارشاد کردند  
 اے عزیز از عذاب خدا خود را محفوظ کن۔ مال تو حرام است و ما آن را استعمال نہ می توانیم کردہ بہ پہلوے داعی  
 میمن دیگر نشسته بود۔ وے عرض کرد حضور اقدس۔ مال من پاک است۔ لہذا این دعوت از جانب  
 من قبول فرمائید، فرمودند اگر داعی جمیع مصارف از تو بگیرد تو در پیش من وے راتمام در ہم بدہی۔  
 می توانم کہ دعوت ترا قبول کنم چنان چہ داعی دو صدر روپیہ از ایجا رہوں و سد صدر روپیہ از چائے و  
 شیرینی و فواکہ و دیگر اشیا از وے در پیش حضرت ایشان قبض کرد۔ و با ز حضرت ایشان بہ شفقت داعی  
 اول را فرمودند۔ با خادمان ما تو ہم در دعوت شریک شو۔ نصیحت و شفقت حضرت ایشان ویرا آن  
 قدر متاثر کرد کہ از چشمان وے سیل اشک جاری شد۔ و بہ عاجزی عرض کرد حضور اقدس مراد غلامی  
 خود قبول فرمائید چنان چہ آن نیک بخت بردست حق پرست حضرت ایشان توبہ کرو و در صنف  
 مریدان خیر جہان در آمد۔ هَنِئِنَّمَا لَهٗ ثَمَرٌ هَنِئِنَّمَا لَهٗ۔ چارسال می شود کہ فرزند پسرش نزد عاجز آمد و گفت  
 فضل پروردگار است کہ ازان روز مبارک از کاروبار سود مایان محفوظ استیم۔ وَ اِحْمَدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ  
 رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ رَضِيَ عَنْهُ۔

بہ ماہ ربیع الآخر ۱۳۷۹ھ برائے ملاقات نزد عاجز آمدند و ذکر

**مولانا حفظ الرحمن سیوہاری**

حضرت سیدی الوالد قدس سرہ کردند۔ گفتند۔ مرا ایام جوانی  
 بود، از مردمان ذکر حضرت ایشان می شنیدم۔ روزے بہ دلم گرفت کہ زیارت ایشان بکنم و بینم کہ چون  
 اندران ایام بہ طلب علم مصروف بودم۔ با دوسہ طالبان علم حاضر شدم۔ حضرت ایشان در عمارت دروازہ  
 نشسته بودند۔ بواب اطلاع داد۔ و حضرت ایشان بایان را طلبیدہ و حاضر شدہ پیش روے حضرت  
 ایشان نشستیم۔ بعد از چند دقیقہ حضرت ایشان فرمودند۔ اے عزیز تو دیدی کہ چونم، حالارخصت ہستی  
 برو پروردگار ترا بخیریت دارد۔ این واقعہ را بیان کردہ مولوی صاحب برائے حضرت ایشان دعا  
 کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

ایشان از واعظان شیرین بیان بودند چون کہ مسلک ایشان یونہی  
**مولانا احمد سعید دہلوی**

بود ازین وجہ با عاجز چندان ارتباط نہ داشتند۔ بہ روز چہار شنبہ ۲ صفر  
 ۱۳۷۶ھ (۳ اکتوبر ۱۹۵۶ء) قبیل الغروب باجماعتے از رفقا بہ خانقاہ شریف آمدند و با عاجز ملاقات  
 کردند۔ اس آمد ایشان بہ خانقاہ شریف اول آمد بود و ملاقات ایشان با عاجز اول ملاقات بود چون کہ  
 عاجز در این آمد و در این ملاقات تصرفے را از حضرت ایشان قدس سرہ می یابد لہذا این فصل ثالث را

براین بیان ختم می کند و کلامی که گفته شده بجنبه نقل می کند۔

بعد از نماز شام این عاجز با مولانا مصروف کلام شد چون که ملاقاتِ اول بود از احوال و اشغال یک دیگر استفسار کرده شد و به همان وقت کتاب "بزم خیر از زید در جواب بزم جمشید"، را دقتی جزو ہاست و درست کرده آورد و در یک کُنجِ غُرفہ آن را نهاد۔ مولانا پرسیدند این چه کتاب است۔ عاجز گفت ع می تراود آنچه در آوند من است

گفتند خواهش مطالعه دارم، گفت، مطالعه را دو نوع است۔ یکے از بہر دید، دیگرے از بہر سنجید۔ اگر مطالعه شما از نوع اول باشد پس شمارا اجازت است، کتابے بگیرید۔ و اگر از نوع دیگر باشد پس عاجز بہت خود تقدیم خواہد کرد، مولانا بعد از تفکرے گفتند۔ مطالعه از نوع دیگر خواہد بود۔ و عاجز بہ ایشان کتاب داد، فی ما بعد عاجز در احوال مولانا انقلابے یافت۔ ایشان را با حضرت سیدی الوالد تعلقے و ارتباطے پیدا شد۔ بعض افراد را برائے بیعت نزد عاجز فرستادند و اکثر نزد عاجز می آمدند و اظهار مسرتہامی کردند۔  
رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**محمد شاہ گفتہ** | محمد شاہ مخلص افغانی بود۔ بہ آواز بلند و سوز دل پیش خانہ حضرت ایشان در کوٹہ از اشعار خود اچاناً می خواند۔ عاجز بعض اشعار را نقل می کند۔

سگ کوچہ اوز شیران خوش است	ز باغ ارم خاک اودل کش است
بنہ سر برین خاک اے خاکار	کہ فردا ز عصیان نہ سوزی بہ ناز
شدہ ضرب او ہچو سوط عمر	کند نقش در دل زایمان اثر
طریقش بود مسلک حق پسند	برو فخر وارد مشہ نقش بند
دلیل ہمہ اہل عرفان از دست	فروغ ہمہ اہل عرفان از دست
دلان را بہ انوار آراستہ	بہ چوب انتقام از لعین خواستہ
دل پیر ما صنع رب جلیل	اگر بیت باشد ز صنع خلیل
یکے صنع خالق یکے از بشر	کداش بود خوب اے خوش سیر
دل عارفان عرش یزوان بود	کجا عرش با فرشتن یکسان بود
چو دوران رقم خیر زد درنگین	شدہ خیر در خیر تا یوم دین
برین خیر ہر کس کہ دل بستہ شد	ز شہر دو عالم ہمان رستہ شد

**نغمہ، سحران** | بہ شب جمعہ ۲۷ ماہ صفر ۱۳۵۳ھم از زلزله ہانکہ تمام شہر کوٹہ مسمار شد و خلق

خدا بہ شہادت رسید۔ درین ہائیکہ عظیمہ و کارشہ الیمہ حضرت والدہ ماجدہ و عزیزان پاک نہادان عزیز از جان ابو بکر عبد الرحمن و عائشہ وزینب اولاد حضرت برادر کلان و از مخلصین احمد نواز سر بریدہ و سلیمان خروٹی رحلت نمودند رحمہم اللہ و رضی عنہم۔ اثرے کہ ازین حادثہ برعاجز شد صورتِ نغمہ ہجران گرفت۔ چونکہ کوثرہ مصیف حضرت ایشان بود ازین جہت ذکر مبارک حضرت ایشان آمدہ عاجز از ان بیان بر رخے رامی نویسید۔

بود شیخ نقشبندان را مصیف  
داشت از گردون محی الدین لقب  
بالکمال و بد عریق اندر کمال  
ہرچہ گویم در کمالش کمتر است  
یک نگاہش زندہ کرے صد قلوب  
چون نہ دارد تاب و صفش را زبان  
طالبان را ہرچہ باشد از کمال  
خادمانِ شان بہ سوز و درد دل  
آہ و زاری بود ایشان را شعار  
از شرابِ معرفت ہمیشہ بُدند  
گریکے از سوز آہے می کشید  
گریکے را چشم بودے اشکبار  
گریکے از شوق و جذبہ می تپید  
چون بہ حلقہ می نشستے پیش پیر  
ہر یکے مہبوت گشتے از جمال  
بے خبر گشتے ز اخبارِ جهان  
گر تو می دیدی جمالِ انجمن  
می گزشت اندر دلت چندین سال  
ایں گروہ انس بنیم یا ملک

کو بہ عرفان بد مجتد را ردیف  
مولدش دہلی و فاروقی نسب  
چون مجتد داشت جد بے مثال  
وز گمان من مقامش بر تراست  
یک دیش از مذنبان شستے ذنوب  
زان نویسم خادانش را بیان  
بر علو کعب استاذاست دال  
ہمچو پروانہ بہ شمع مشتعل  
عشق حق می داشت شان را بقرار  
رُبَّ اشعث را مثالِ خوش بُدند  
دیگرے را مرغ جانش می پرید  
دیگرے را سینہ بودے ہمچو نار  
دیگرے از وجد جامہ می درید  
ہمچو ہالہ گرد آن ماہ منیر  
محو اندر ذاتِ پاکِ ذوالجلال  
با خبر گشتے ز اسرارِ نہسان  
کلکِ حیرت می گزیدی در دہن  
ہر زبانِ حال رفتے این مقال  
یا قمر را بانجوم اندر فلک

لہ در صحیح مسلم از ابو ہریرہ روایت است کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود۔ رَبِّ اشْعَثْ مَذْفُوحًا بِالْأَنْوَابِ  
لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّكَ -

قرن چون رابع عشر شد اولین  
یا منم در قرن اول پیست این  
ہیج گاہے من نہ دیدم مردان  
زین نمط با این صفت اندر جهان  
گفت پیغمبر کہ مردانِ خدا  
دیدن شان یا دحق بخش ترا  
بس ہمین تعریف نیکان آمدہ  
بس ہمین توصیف مردان آمدہ

ختم سازم وصفِ شان بر این کلام  
تا کہ قولِ مصطفیٰ یا بدختام

## زرین اقوال

حضرت ایشان قدس سرہ بر رسالہ عقد اللالی نوشتہ اند۔  
قال عمر رضی اللہ عنہ زلوا انفسکم قبل ان توزنوا وحاسبوا قبل ان تحاسبوا  
فانہ اھون علیکم فی الحساب غدأ۔ ان تحاسبوا انفسکم وتزینوا للعرض الاکبر، یومئذ تعرضون لا تخفی  
منکم خافیة، ویلی وویل امی ان لم یرحمنی ربی۔ وقال عمر اللہم انی اعوذ بک ان تاخذنی علی غرۃ او تذر فی  
فی غفلة او تجعلنی من الغافلین۔ اللہم اعصمنا بمجھلک وثبتنا علی امرک عن حارثۃ بن النعمان رفعہ۔  
مناولۃ المسلمین تقی مینتہ السوء، یا حازم اکثر من لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ فانہا  
کنز من کنوز الجنۃ۔ حازم بن حرملۃ الاسلمی رفعہ عن عمہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم قل۔ اللہم اجعل سریرتی خیرا من علا نبتی واجعل علا نبتی حسنة۔ قال عمر۔  
نظرت فی هذا الامر فجعلت اذا اردت الدنیا اضرب بالآخرۃ، واذا اردت الآخرۃ اضرب بالدنیا،  
فاذا کان الامر هكذا، فاضروا بالفانیۃ، من خلصت نبتہ کفاۃ اللہ عزوجل ما بینہ و بین  
الناس، ومن تزین للناس بغير ما یعلم اللہ من قلبہ شانہ اللہ، وجالسوا لتوابین فانہم ارق شیء  
افتدۃ۔ و صلیت خلف عمر فسمعت حنینہ من وراء ثلاثۃ صفوف۔ قال مسروق کفی  
بالمرء علما ان یحشی اللہ وکفی بالمرء جهلا ان یعجب بعلمہ۔ والمرء لحقیق ان یکون لہ  
محالس یخلو فیہا یتذکر ذنوبہ ولستغفر عنہا۔ لا تعترض فیما لا یعنیک واعتزل عدوک  
واحتفظ من خلیک الامین فان الامین من القوم لا یعاد لہ شیء۔ ولا تصحب  
الفاجر فیعلمک من فجورہ ولا تفش الیہ سرک۔ واستشر فی امرک الذین  
یحشون اللہ عزوجل۔ قال عبد اللہ۔ ما منکم الا ضیف ومالہ عاریۃ فالضیف  
(باقی بر صفحہ ۵۰۷)

لہ ابن ماجہ روایت کردہ کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود۔ اَلَا اَنْبِئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ قَالُوا بَلٰی  
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خِیَارُکُمْ الَّذِیْنَ اِذَا رَاُوْا ذُکِرَ اللّٰهُ۔  
لہ ابن تحسیر مبارک تعلق بہ صفحہ ۴۰۶ دارد۔

## فصل چہارم

در

## ملفوظات حضرت ایشان

چرخوش گفتہ اند و در رہا سفتہ اند

دڑے است کہ از عدن برآید	حرفے کہ ازان دہن برآید
فریاد ز انجمن برآید	بدست چو آن سن برآید
نسرین دمدوسن برآید	در جلوہ گہ فرام نازت
وز دیدہ نفس زتن برآید	در دل نگہ تو مست خواب است
این سبزہ کے از چمن برآید	خط حلقہ بہ گوش روئے یار است
از خاکم بوے عنبر آید	گل کرد عشق خط آخر
دودِ دلم از کفن برآید	مردیم و نہ مرد آتش عشق
خارے کہ ز پائے من برآید	در سینہ ہمین خلد ہمانا
از نیچہ اہر من برآید	در ظل عمر اگر رود خیر

ملا پیر احمد ولد ملا جان محمد ترکی ساکن اولان رباط از مخلصین با اختصاص و صاحب نسبت و اجازت بود، روزے در کونڈ می گفت کہ حضرت ایشان شعرے را از پنج کتاب و گلستان می خوانند و ما محسوس می کنیم کہ نوبت اول آن شعر را شنیدہ ایم۔ حالانکہ صد بار آن شعر از نظر گذشتہ و بر زبان آمدہ و این حلاوت و کیفیت اثر خواندن حضرت ایشان است۔ ملا صاحب رحمہ اللہ درست گفتہ و واقعہ ہمین بود کہ بیانش خود حضرت ایشان در شعر اول " حرفے کہ ازان " الخ۔ کردہ اند۔ برائے اصحاب قلوب در ہر لفظ لذت ہارومی بود بلکہ مصداق " ہر زمان از غیب جانے دیگر است " می بود۔ حضرت انس بن حنظل رضی اللہ عنہ تلاوت قرآن مجید کرد و از آسمان برائے استماع قرآن مجید ملائک نزول فرمود۔ چنانچہ در فصل دوم بیانش گذشتہ، وہمان قرآن مجید و فرقان حمید است کہ برائے کم نصیبان مستوجب لعنت می گردد و " رَبِّ تَالِیْ یُثَلِّوْا الْقُرْآنَ وَالْقُرْآنُ یَلْعَنُ " بروے صادق می آید۔ ع۔ این کار دولت است کنون تا کرارسد۔

ملفوظات حضرت ایشان را شخصے جمع کرده است آن حاجی رضا لیزی بود کہ از ملک دین آخراوہ  
 بودہ۔ وے عاشق و شیدائے حضرت ایشان بود۔ ہر سال شش ماہ خدمت می کرد۔ مردنا خواندہ بود۔ نوشتن  
 الف با آمونخت و برائے خود رسم خطے اختراع نمود، ہر چہ می شنید علی الفور آن را بہ قید کتابت می آورد۔ ہر  
 سال یک دفتر کبیر و ضخیم مہیامی کرد و ارشادات حضرت ایشان را در آن می نگاشت، وہ اوقات فراغ  
 آن رامی خواند و لطفہای برداشت۔ حضرت برادر کلان تحریر آتش را بہ خوب وجہ می خواندند۔ این عاجز نیز  
 قدرے واقفیت پیدا کردہ بود۔ اگر آن دفاتر ملفوظات پیش عاجز بودے فوائد بسیار نقل شدے افسوس  
 صد افسوس نہ آن عاشق و شیدا ماند و نہ وفاتش۔ **بَلَّغِ الْأَمْرَ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ۔** ہر چہ عاجز یاد دارد  
 یاد یادداشتہا قلم بند کردہ بود می نگارو، واللہ ولی التوفیق۔

۱۔ می فرمودند از یک صد سال در ہندوستان ظہور فساد بسیار شدہ، از تالیفات این دور خود را  
 دور وارید۔ و بر مسلک متقدمین ثابت قدم ماند۔ عاجز گوید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہ شاگردان  
 خودی فرمودند۔ **مَنْ كَانَ مُسْتَنَّافًا فليستن بمن قد مات فان المحي لا تو من عليه الفتنه قال الخ۔** کما فی  
 المشکاۃ۔ یعنی ہر کہ می خواہد کہ بر راہ راست رود باید کہ اختیار کند راہ کسانے را کہ از دنیا سفر کردہ اند زیرا کہ  
 زندگان از فتنہ و ابتلا محفوظ نیند۔ الخ

۲۔ در دہلی یکے از ہندیان اجازت خواندن کتاب "مناجات مقبول" طلب کرد۔ فرمودند ما نمیدانیم  
 کہ این کتاب را کدام شخص تالیف کردہ۔ کتاب ہائے را کہ آئمہ مابان جمع کردہ اند بخوانید۔ مثل حصن حصین از  
 امام جزیری و حزب اعظم از ملا علی قاری۔ از صد ہا سال این کتاب ہا مروج اند و علماء دین آن را پسند کردہ اند۔  
 عاجز گوید کہ کتاب حصن حصین عجب جامع کتاب است۔ آن ہمہ از کار مبارکہ را کہ بہ اوقات مخصوصہ  
 تعلق دارند امام محمد جزیری بہ نہج خوب جمع کردہ است۔ اگر کسے آن ادعیہ ماثورہ را یاد کند در بیچ وقت از  
 اوقات بے ذکر نہ ماند و از جمیع آفات و نوائب محفوظ ماند۔ در ہندوستان جناب مولانا فضل رحمن  
 گنج مراد آبادی قدس سرہ از اکابر مشائخ نقشبندیہ بودہ اند۔ یکے از علماء غیر مقلدین بہ خدمت ایشان  
 رسید۔ نامش مولوی ابراہیم بود۔ جناب مولانا بہ وے گفتند۔ مولوی صاحب شما عامل بالحديث ہستید بعض  
 کرد۔ الحمد للہ کہ من از عالمین بالحديث می باشم۔ فرمودند نشانم دید کہ سردار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم  
 بہ وقت خواب کدام دعای خوانند۔ مولوی صاحب گفتند کہ این وقت یاد نہ دارم۔ فرمودند۔ **وقتی کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم از خانہ برمی آمدند کدام دعای خوانند۔ مولوی صاحب گفتند یاد نہ دارم۔ جناب مولانا بعض  
 ادعیہ اخیری را استفسار کردند کہ بہ اوقات مخصوصہ تعلق دارند۔ مولوی صاحب ہمہ را جواب بہ یاد نہ دارم آوند۔**

جناب مولانا بہ آخر فرمود۔ مولوی صاحب۔ شمایان صرف احادیث اختلافی را یاد گرفته اید۔ و احادیثی را کہ تعلق بہ اختلاف نہ دارند بہ طاقِ نسیان گذاشته اید۔ آیا این عمل بالحدیث است۔ این واقعہ را مولانا سید مناظر آسن در کتاب تدوین حدیث بر صفحہ ۳۳۹ نوشتہ اند۔ حضرت مولانا قدس سرہ چہ کلام درست فرمودہ اند۔ جزاہ اللہ خیرا۔ اگر مولوی ابراہیم حصین را مطالعہ کروے این گونہ رسوائہ شدے۔ در ہندوستان اساس غیر مقلدی مولوی اسماعیل پسر عبدالغنی پسر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نہادہ است۔ پدرش اصغر برادرانِ خود بود و اکبر برادرانِ شاہ عبدالعزیز محدث بود و پسر شاہ رفیع الدین، پسر شاہ عبدالقادر پسر وے اعنی عبدالغنی۔ در رسالہ ارواح ثلاثہ بر صفحہ ۴۲ و نوشتہ است۔ کہ چون مولوی اسماعیل ابتدائے رفع یدین فی الصلاۃ کرد در دہلی شورے پیدا شد۔ شاہ عبدالعزیز برادرِ خورد شاہ عبدالقادر گفتند کہ اسماعیل را نصیحت کنید کہ سبب فتنہ نہ گردد۔ شاہ عبدالقادر بہ مولوی محمد یعقوب کہ نواسہ شاہ عبدالعزیز بود گفتند کہ محمد اسماعیل را بگو کہ رفع یدین را بگزارد تا در عوام فتنہ پیدا نہ شود۔ محمد یعقوب کلام ایشان را بہ محمد اسماعیل رساند۔ وے گفت اگر نظر بر فتنہ عوام داشتہ شود، حدیث "مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي يَعْتَدِ قَسَادًا مَعِي" فَلَهُ أَجْرٌ مِائَةٌ شَهِيدٍ" را چہ مفہوم بود۔ محمد یعقوب جواب محمد اسماعیل را بہ شاہ عبدالقادر رساند۔ جناب ایشان فرمودند۔ "بابا۔ ما خیال می کردیم کہ اسماعیل مٹا شدہ است لیکن وے از فہمیدن معنی این یک حدیث ہم قاصر ماندہ۔ این حکم دران وقت است کہ در مقابل سنت خلاف سنت بود در مانحن فیہ مقابل سنت خلاف سنت نیست بلکہ سنت دیگر است۔ اگر رفع یدین سنت است ارسال ہم سنت است" محمد یعقوب بیان کرد کہ من این ارشاد گرامی بہ محمد اسماعیل رساندم و وے ساکت ماند۔ جناب مولانا نے گنج مراد آبادی و شاہ عبدالقادر چہ کلام درست گفتہ اند و حقیقت امر را واضح کردہ اند، جزاہما اللہ خیرا لجزاء و وفقنا لمرضاتہ۔

۳۔ روزے در دہلی پیش حضرت ایشان بعض افراد قباحت فسق و فجور را بیان کردند حضرت ایشان فرمودند۔ شمایان از کوتاہی اعمال نالان ہستید کہ فلانی نماز نہ می خواند و فلانی گرفتار فسق و فجور شدہ، و مرا فکر ایمان و اعتقاد آزرده خاطر ساختہ است، می بینم کہ ایمان یوں مافیومارو بہ انحطاط وارد، بیشتر افراد گناہ را گناہ نہ می دانند۔

۴۔ روزے حافظ منیر الدین عرض کرد۔ درین روز ہا فسق و فجور را رواج تمام شدہ است۔ حضرت ایشان آن وقت سر بہ جیب انداختہ شمال رُویہ نشستہ بودند، بعد از چند دقیقہ سہ مبارک برداشتہ بہ حاضرین حلقہ خطاب کردہ فرمودند۔ "لے عزیزان، منیر الدین از فسق و فجور نالان است، من



ظلمات کفرامی بینم کہ از انق سر بر آورده است " و قتی کہ کلمہ از انق فرمودند ہر دو دست مبارک را برداشتہ بہ جہت شمال اشارہ کردند۔ این واقعہ غالباً در ۳۳۸ھ بودہ۔ بعد از بست و بہشت سال در ۳۶۶ھ خلقِ خدا بہ چشم سر دید کہ از دہلی تا حدود کشمیر در علاقہ صد ہا میل چہ قدر خلقِ خدا کشتہ شد و چہ قدر راہ کفر و ارتداد اختیار کرد۔

بیشلِ هذا یذوبُ القلبُ من یجد ان کان فی القلبِ سلامٌ وایمانٌ

۵۔ روزے فرمودند " از صلحائے امت و اصحابِ قلوبِ زمانہ خالی شدہ است و اہلِ غفلت را اعتنائے بہ دین نہ ماندہ۔ می ترسم کہ احوالِ قلبِ نسیاً منسیاً نہ شود۔ بر ما ظاہر می شود کہ بعد از ما آن افرادِ راوی خواہند پنداشت کہ بہ روز با مسلمانان نماز خواہند گزارشت و بہ شب در تماشا ہا مصروف خواہند بود یعنی چون بہ خلوت می روند آن کار و دیگری کنند۔ مصداقِ حالِ ایشان خواہد بود۔ وَقَدْ ظَهَرَتِ الْاَثَارُ فَلِلَّهِ الْمَفْرَعُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِهِ۔

۶۔ فرمودند۔ دورا نخطاط است۔ ایمان را محفوظ داشتن آچنان دشوار شدہ کہ کسی اخلگر را در دست خود نگاہ دارد۔ سابقین ریافتہا و چلہ کشی ہا می کردند۔ اندرین ایام بر فرضِ خدا قائم شدن و از حرام اجتناب کردن و با خلق معاملہ درست داشتن کارِ عظیم است۔ کسے کہ برین امور پابند باشد راہ نجات را دریافتہ۔

۷۔ می فرمودند از مجالس و اعطان و حلقاتِ پیران خود را دور دارید، و بہ ظہور الحسن نوشتہ اند۔ با بزرگان این زمانہ ملاقات نہ باید کرد۔

۸۔ روزے فرمودند۔ اے عزیزان ملاقات ما با شما یان ان شاء اللہ تعالیٰ در جناتِ عالیہ خواہد شد۔ عاجز گفتم۔

در ریاضِ قدس باشد ذمی وقار

پیرو مرشدشہ ابوالخیر ولی

روز محشر آن شبہ والا تبار

خادمان را دستگیر بہا کتہ

فوج در فوج و قطار اندر قطار

مخلصانش در بہشت آیند کل

داخلِ جنت شود بے انتظار

از مسلمانان الہی ہر یکے

۹۔ روزے شخصے بد عقیدہ پیش روئے حضرت ایشان اتاد، بہ حاجی ملا احمد خان مٹخیل

فرمودند، تکلیفے کہ از قرب بد عقیدہ بہ من می رسد، از قرب بے نمازی نہ می رسد۔ برو، این شخص را از پیشم دور کن۔

۱۰۔ فرمودند، از صحبت بیخ افراد اجتناب کنید، زن، مرد، امیر، بدعتی، فاسق۔

۱۱۔ فرمودند، بر مسلک حضرات قائم باشید و از مجالس و اعطان خود را دور و دروید و از صحبت صوفی

نا تمام پیر بیزید۔

۱۲۔ فرمودند۔ در راہ طریقت، زندہ پیر خود را گزاشتن و بہ دیگرے پیوستن بسیار خطرناک است۔

۱۳۔ فرمودند بہ طورے کہ جامہ چرک رنگ جمیل را قبول نہ می کند، همچنان اصلاح مرید غیر دشوار است۔

روئے تختہ اگر صاف می باشد اصلاح را قبول می کند۔ تختہ سیاہ چہ اصلاح پذیرد۔

۱۴۔ کسانے کہ وابستہ بہ سلسلہ مبارکہ نقشبندیہ می بودند اگر برائے استفادہ حاضر می شدند می

فرمودند۔ بر بیعت خود قائم باشید و مشغول کار شوید۔

۱۵۔ فرمودند۔ شمایان بر اے پیری و مریدی عنوانہا ساختہ آید۔ کسے خود را قادری می گوید کسے

چشتی کسے سہروردی کسے نقشبندی، اگر در خانہ دل یا دیک پروردگار جل شانہ دارید ہر عنوان را شایانید

و اگر خانہ دل از یاد پروردگار خالی است بیخ نیست۔

سعدی بشونی لوح دل از یاد غیر حق علمے کہ رہ بہ حق نہ نماید جہالت است

۱۶۔ فرمودند۔ خوبی وظیفہ آن است کہ بیخ وقت از روز و شب و سوسہ غیر بہ دل راہ نہ یابد۔

۱۷۔ مدارِ صحت جسم بر سہ چیز است کہ غذا لطیف باشد و در جسم مادہ فاسدہ نہ باشد و از اشیائے

ضارہ اجتناب کند۔ همچنان مدارِ صحت قلب ہم بر سہ چیز است۔ اعمال صالحہ کہ بمنزلہ غذائے قلب و روح

است و اجتناب از اخلاق رذیلہ مثل بغض و کبر و غیرہ کہ بمنزلہ مواد فاسدہ اند و اجتناب از گناہان۔

۱۸۔ بہ مولوی امام الدین جالندھری فرمودند۔ تصوف آن است کہ مکروہات شرعیہ بہ منسزلہ

مکروہات طبیعیہ شوند۔

۱۹۔ بہ مناسبتے حکیم حافظ محمد اجل خان طبیب شہیر و ڈاکٹر مختار احمد انصاری نطاسی کبیر و مولانا

شوکت علی و مولانا محمد علی وغیرہم را دعوت طعام فرمودہ بودند کسے تذکرہ امیر حبیب اللہ خان شاہ

افغانستان کرد۔ فرمودند۔ "امیرے کہ مادر بغل خود داریم تا این زمان مُنقاد نہ شدہ است ما امیر کابل را

چہ کنیم"

۲۰۔ مولوی احمد سعید پسر عصمت اللہ سرحدی چیزے عرض کرد۔ فرمودند۔ باواز بلند بگو تا بہ فہم آید۔

عرض کرد۔ از ہیبت شما آواز بلند نہ می شود۔ فرمودند۔ از آن برس کہ مارا و ترا زیروز برکنندہ است۔

۲۱۔ شخصے عرض کرد کہ فلانی ریش خود را حلق می کند۔ اگر حضور والا بہ وے نصیحت فرمایند یقین

دارم کہ دے از این عمل باز آید فرمودند۔ بر ملا گفتن سوے نہ دار و بلکہ کروارے باید کہ دیگرے را تاثر کند۔  
۲۲۔ فرمودند۔ مابندگان خدا را راہِ عمل نشان می دہیم و بہ تدریج ایشان را سوے منزل می بریم۔  
از وجہ تہرین و مداومت ایشان ثابت قدم می شوند و اعمال حسہ برائے ایشان سہل می شوند بلکہ بمنزلہ طبیعت  
ثانیہ می گردند۔ و جماعت و عاظر را گفتار بسیار است نہ کردار۔ دیگران را پرمی گویند و خود تہی می مانند۔ مارا  
قول قلیل است اما سعی کثیر، وَاللّٰهُ الْهَادِي اِلَى سَوَاءِ السَّبِيْلِ۔

۲۳۔ در میرٹھ چند ماہ قیام حضرت ایشان بود۔ روزے در صحن اقامت گاہ نشستہ بودند۔ و پیش  
روئے مبارک رتفص بعض پرندہا بودند۔ و مخلصین همچون ہالہ حضرت ایشان را مخاطب بودند۔ ناگاہ سر  
مبارک برداشتہ فرمودند پیش روے من در قفص پرندہا اندو من آنہارا بہ چشم سرمی بینم و کسانے کہ  
پس پشت من نشستہ اند احوال و وظیفہ ایشان ہم مثل این قفص در نظر من است۔ و ذلک من فضل اللہ علینا  
عاجز در فصل سوم در بیان سید احمد حسین بیان کردہ است کہ دے در شہر لونا چند روز در صحبت  
ملائے بد اعتقاد نشست، حضرت ایشان از کوٹہ بہ دے نشستند۔ در وظیفہ تو کہ درت بہ نظری آید،  
آیا نزد بد عقیدہ افرادی نشینی، مولوی بخش اللہ دہلوی در کتاب خود بر صفحہ ہشتاد نوشتہ: چون حضور بہ  
کوٹہ تشریف می بردند، اینجا اگر در وظیفہ خدام قنورے واقع می شد فوراً تنبیہ می فرمودند و می نوشتند کہ  
در وظیفہ تو قنورے راہ یافتہ۔ راقم الحروف مشاہدہ کردہ کہ برائے ادراک احوال باطن فاصلہ کوٹہ و دہلی برائے  
حضرت ایشان چیزے نہ بود۔

دست پیر از غائبان کوتاہ نیست      قبضہ آش جز قبضہ اللہ نیست

صفائے قلب حضرت ایشان بہ حدے بود کہ عکس افعال خدام بر آئینہ قلب مبارک ظاہری  
شد اگر ذرا غامے در محفل مبارک می شد، ہمان دم احوال اضطراب و پریشانی آن خادم بہ صورت مثالی  
ظاہری شد و اظہار آن می فرمودند:

۲۴۔ نوبتے مولوی بخش اللہ را کمزوری و خشکی دماغ عارض شد۔ فرمودند: و ظائف شریفہ را برائے  
چند وقت ملتوی کن و بہ تفریح خود را مشغول دار، و بعد از شش ماہ مشغول و ظائف کردند۔

۲۵۔ شخصے از لاہور بہ دہلی رسید و بہ خدمت حضرت ایشان عرض کرد کہ من بہ مزار پرنوار حضرت  
علی بن عثمان بھویری معروف و اما گنج بخش قدس سرہ حاضر شدہ این وظیفہ شریفہ می خوانم و بیان آن وظیفہ  
کرد، و وقتے نہ می گزر و کہ صورت مبارک حضرت و اما گنج بخش بر من ظاہری شود۔ و مرا از خودی باید  
واحوال جذب بر من طاری می شود۔ من آثار جذب را در حواس خود مشاہدہ می کنم۔ حضرت ایشان

فرمودند۔ این وظیفہ شریفہ را بگزار و این وظیفہ کہ ما بہ تو نشان می دہیم بخوان (وظیفہ بہ وے تعلیم کردند) ان شارائتہ احوال جذب پیدا نہ خواہد شد، و اگر صورت حضرت داتا گنج بخش ظاہر شود، عرض کن کہ من بہ دہلی نزد خادم شمارتہ بودم وے مرا این وظیفہ تعلیم کردہ است۔ ان شارائتہ حضرت داتا گنج بخش ازین کلام خوش می شوند و احوال درست خواہد شد۔

۲۶۔ نوبتے در محفل میلاد مبارک بعد از بیان کردن احوال مبارکہ استماع کلام الہی می کردند۔ چون از حلاوت کلام پاک سرشار شدند فرمودند: "قوالی چیست۔ حق تعالی می فرماید، وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ۔ و ما دیر اشعر نیا موحتم د نہ سرد خود اور اشعر گفتن، آنچه اومی آورد نیست آن مگر یادے از خداوند و قرآنے آشکارا"

۲۷۔ غلام اکبر معروف بہ اکبر ولد محمد ایاز اناجیل کٹوازی عرض کرد، من بہ پانی پت رنتم و نزد مزار حضرت قلندر مراقب شدم و برائے ترقی مملکت افغانستان عرض کردم۔ حضرت بہ روز دوم فرمودند "ان شارائتہ مملکت افغانستان ترقی خواہد کرد" حضرت ایشان بعد از استماع این مکاشفہ فرمودند۔ "دقتے کہ حضرت امام مہدی ظہور خواہد کرد" و باز بہ غلام اکبر گفتند "آیا حضرت قلندر اضافہ این قید نہ کردہ بود" از استماع این قول بر غلام اکبر کیفیتے رُوداد کہ از خود بے خبر گشت و در اہل حلقہ گرمی و تاثیر ظاہر شد۔

۲۸۔ روزے بہ عاجز گفتند۔ غلام اکبر را بگو کہ بہ مزار پُر انوار حضرت سید السادات (نور محمد بدایونی) رفتہ سلام مرا عرض کند و آنچه حضرت ایشان ارشاد فرمایند آمدہ بما بگوید۔ عاجز بہ غلام اکبر خبر رساند، آن پاک دل و صاحب عزیمت علی الفور روان شد۔ بعد از ساعتے حضرت ایشان عہ بہ طلب کردند و بہ مزار پُر انوار حضرت سید السادات تشریف بردند۔ غلام اکبر آنجا مراقب بود۔ بعد از عرض سلام و قرأت سورہ ملک حضرت ایشان نیز مراقب شدند و تا دیر مراقب ماندند چون از مراقبہ فارغ شدند۔ رُوبہ غلام اکبر آوردہ فرمودند۔ دیدی کہ حضرت ایشان چہ عنایات و نوازشات فرمودند۔ غلام اکبر گفت۔ بلے حضرت دیدم و بہ وجد درآمد و سیل اشک از چہمان وے روان شد۔

۲۹۔ روزے غلام اکبر عرض کرد کہ من بر مزار پُر انوار حضرت یعقوب چرخي در حصار شادمان حاضر شدم حضرت اقدس فرمودند کہ اللہ الصمد را وظیفہ کن۔ حضرت ایشان فرمودند۔ بہ محجر مبارک رفتہ از حضرات کرام دریافت کن۔ غلام اکبر رفتہ مراقبہ کرد و آمدہ عرض کرد کہ حضرات کرام نیز تائید این قول می فرمایند و قتیکہ غلام اکبر بہ محجر مبارک رفتہ بود حضرت ایشان نیز مراقب شدہ بودند چون وے مکاشفہ

خود عرض کرد فرمودند: "نزد من تعبیر این است کہ سورہ اخلاص کالاً بخوانی" عاجز گوید این ارشاد گرامی، الہام حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ را یاد می دهد شاہ عبدالغنی در رسالہ "ہوالغنی" ذیل رسالہ "مقامات منظرہ" بر صفحہ یک صد و پنجاہ و دو نوشتہ اند۔ روزے گفتیم۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شئیئاً باللہ۔ الہام شد گیو۔ یا ارحم الراحمین شئیئاً باللہ۔

۳۰۔ مولانا سیف الرحمن صدر مدرس مدرسہ فتحپوری بہنشی احمد حسین دہلوی گفتند۔ اگر رمضان می پیر کمال حاصل شود، از قلب پیر بر قلب مرید اثرے بلکہ عکسے ظاہری شود و کار با بہ وجہ آسن انجام می یابد۔ احمد حسین این قول را در سویدائے قلب محفوظ کردہ بہ خدمت اقدس رسید حضرت ایشان تبسم کنان ویرا دیدہ فرمودند، احمد حسین محبت صرفہ کار را با انجام نہ می رساند، عمل ہم در کار است۔ پیر کمال برائے مرید متکا است بہ منزله عصا برائے اعلیٰ یعنی اعلیٰ را عمل رفتن است و عصا را آگاہ کردن از مواضع خطر۔

۳۱۔ روزے احمد حسین خیال کرد کہ از ناغہ کردن ذکر قلبی بد مزگی پیدا می شود نہ از ناغہ کردن ذکر لسانی۔ وے این خیال را گرفتہ بہ خدمت مبارک رسید حضرت ایشان ویرا دیدہ بہ محبت فرمودند احمد حسین بیا آیا چیزے از قرآن مجید یاد داری؟ عرض کرد۔ بلے یاد دارم۔ فرمودند۔ بخوان، وے چیزے خواند۔ حضرت ایشان بہ دوران تلاوت چند بار کلمہ "واہ واہ" بر زبان مبارک راندند و بہ این طور ویرا آگاہ کردند کہ ہر عضو را در ذکر پاک پروردگار بل شانہ مصروف باید داشت۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْرًا۔

۳۲۔ ہیبت حضرت ایشان برا احمد حسین مستولی بود، روزے در خانہ خود چون از وظیفہ شریفہ فارغ گشت مناجات کرد۔ الہی پیر مرا بر من مہربان کن۔ و باز بہ خدمت مبارک رسید، چون نظر فیض اثر حضرت ایشان بروے افتاد۔ فرمودند۔ اے عزیز احمد حسین بیا، بیا۔

نزدے محبت بہ شیرین ادا بفرمود وے را عزیزم بیا

۳۳۔ مولوی بخش اللہ دہلوی مرد صادق المجتہ والارادۃ بود حضرت ایشان بروے لطفہامی کردند۔ روزے بروے گفتند: "آیا در دولت آرزوے مانده" عرض کرد البتہ یک آرزو دارم کہ خانہ را مالک شوم۔ فرمودند۔ آرزوے چہا رگز زمین کردن چہ آرزوے ہست کہ سگ ہم درختے بروے بگذرد؟ عاجز گوید وفات مولوی بخش اللہ بہ روز پنجشنبہ ۲۴ صفر ۱۳۶۳ م۔ ۵ نومبر ۱۹۵۳ء۔ واقع شدہ و بعد از وصال حضرت ایشان سی و دو سال زندگانی بہ سر کرد و تا وقت آخر مالک خانہ نشد۔ رحمہ اللہ۔

۳۴۔ حضرت ایشان بروے نوشتہ اند۔ ہر کرا جو ہر قابلیت بہ صحبتہائے فاسدہ خراب شدہ تدبیر کار

اوجز بہ صحبت اہل تدبیر کہ کبریتِ احمر است، دشوار است۔

جز صحبتِ عاشقانِ مستانِ مینند  
در دل ہوسِ قومِ فرومایہ مینند  
ہر طائفہ ات بہ جانبِ خویش کشد  
چغذرتِ سوئے ویرانہ و طوطیِ سوختند

۳۵۔ و نوشتہ اند۔ در افتادگیہائے خلق ازان است کہ خود را دوری اندازند و بہ اختیار بار بار بجز  
زیادت می گردانند و گرنہ قصور در فیضِ الہی نیست۔

۳۶۔ و نوشتہ اند۔ عادتِ انس می شود و انس طبیعتِ سالک را ترکِ نوافلِ عبادات  
گاہ گاہی از برے ترک استیناسِ رواست۔

۳۷۔ و نوشتہ اند۔ شیخ ابو سعید ابوالخیر فرمودہ۔ اغْبَابُ الزَّيَارَةِ مَعَ حُضُورِ الْقَلْبِ خَيْرٌ  
مِنْ دَوَامِهَا بِمَا حُضُورِ حَضْرَتِ رَسَالَتِ مَرَاثُومِ رَافِرِ رَافِرِ رَافِرِ رَافِرِ رَافِرِ رَافِرِ رَافِرِ  
در گشت و گفت یا رسول اللہ بیش ازین طاقت نہ دارم۔ اگرچہ دے اظہارِ کمالِ محبت خود کرد اما اگر  
متابعتِ امر کردے بہتر بودے۔

۳۸۔ فرمودند۔ در ذکر شریف بر دل زور نہ باید داد۔ از زور دادن دل سخت می شود۔

۳۹۔ فرمودند۔ قبل از ذکر شریف بہ عاجزی باید گفت۔ الہی مقصود من توئی و رضائے تو محبت  
و معرفتِ خویش بہ من عطا کن۔

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم  
مقصود من خستہ ز کونین توئی  
خاکے شوم و بہ زیر پائے تو زیم  
از بہر تو میرم و برائے تو زیم

۴۰۔ فرمودند۔ بہ وقتِ گرسنگی و احتباسِ بول و براز و بیجان خواہشِ نفسانی و وظیفہ شریفہ کردن  
بے ادبی است و بہ تجربہ مار سیدہ کہ در چنین احوال وظیفہ کردن سبب نقصان و مفرت می گردد۔ وظیفہ  
شریفہ را بہ سکون و فراغ تمام باید کرد۔

بہ فراغ دل زمانے نظرے بہ ماہ روئے  
بہ ازان کہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے ہوئے

عاجز گوید مشکلات در کتاب التبیح والتحمید از صحیحین روایت کردہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودے  
مردم بر نفوس خود نرمی کنید بہ درستی کہ شما کرد و غائب راندی خوانید بلکہ شما شنوید و بینارامی خوانید و ابا شما است  
دان ذات پاک را کہ شامی خوانید نزدیک تراست بہ یکے از شما یان از گردن شتر دے، این مبارک ارشاد  
در سفرے بودہ کہ صحابہ کرام بر شتر ہا سوار بودند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز بر شترے سوار بودند۔ و از صحیح مسلم  
روایت ام المونین جویریہ رضی اللہ عنہا نوشتہ کہ در بامداد ہنگامیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز بامداد گزار داد

نزدوے برآمدوے درصلائے خود بود و بعد از چاشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراجعت فرمود ہی بسا  
کہ ہنوزوے درصلائے خود نشسته بود۔ پس فرمود آیا تو برہمان حال ہستی کہ من بران حال ترا گزارا شسته بودم۔  
وے گفت آری برہمان حال ہستم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود۔ ہر آئینہ گفتم بعد از تو چہار کلمات راسہ  
بار۔ اگر وزن کردہ شوند با چیزے کہ امروز تو گفتنی ہر آئینہ راجح خواہند شد۔ وآلہ کلمات اسن است۔ بِسْمِ اللّٰهِ  
ذُو الْجَلَالِ وَالْاِزْمِ وَالْحَقِّ ذُو الْوَجْهِ وَالْمَلِكِ ذُو الْكِرَامِ وَالْمَلِكِ ذُو الْكِرَامِ وَالْمَلِكِ ذُو الْكِرَامِ۔

۴۱۔ صحیحے از خواندن درود تاج اسفسار کرد۔ فرمودند، اگر مراد از۔ وَجِبْرِيلَ خَادِمَةً۔ آن است  
کہ حضرت جبریل علیہ السلام کا رآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم می کرد و وحی می رساند پس قباحتے نیست و مثالش  
این است کہ این وقت ما چائے می نوشیم و یک فنجان پیر کردہ بہ تو بدیم۔ ما کار ترا کردیم و ما خدمت کردیم  
و اگر مراد از این لفظ آن است کہ جبریل علیہ السلام نو کرد و چاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است پس قباحت  
دارد۔ ملائکہ عظام مکرم اند ما یان بز جمیع مرسل و جمیع ملائکہ ایمان آوردہ ایم، تو ہین ایشان کفر است و درین  
درود۔ دَافِعُ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْمُرْضِ وَالْأَلْمِ۔ آمدہ۔ اگر مراد از این کلمات آن است کہ جہان تاریک و  
پیر آفات بود و از برکت ولادت با سعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظلمتہا و آفاتہا دور شد پس درست  
است و اگر مراد آن باشد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دور کنندہ این آفات اند پس نادرست است۔  
دافع پروردگار است و سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است۔

۴۲۔ ایما نا ما برادران پیش حضرت ایشان شعر بازی می کردیم، میریک طائفہ حضرت برادر  
کلان و میردگر طائفہ این عاجزی بود۔ از مخلصین بعضے بہ جہت حضرت برادر و بعضے بہ جہت این عاجز  
روزے ملا صاحب خان قبرانی شعرے خواند کہ دران نسبت بعض حضرات انبیار علیہم السلام بہ چاکری  
کردہ شدہ بود حضرت ایشان فرمودند۔ این شعرانہ خوانی، حضرات انبیار علیہم السلام واجب التعظیم اند  
نسبت چاکری کردن سوتے ادب است۔

۴۳۔ روزے فرمودند۔ در محفل میلاد شریف عند ذکر الولادة المبارکة قیام کردن برائے  
اصحاب قلوب و اہل نسبت مستحسن است۔

۴۴۔ یکے از ہندیان نام بعض افراد گرفتہ عرض کرد کہ ایشان در محفل میلاد قیام نہ می کنند فرمودند  
اگر ایشان قیام نہ می کنند بہ توجہ آفت رسیدہ، تو چہر تعرض بہ ایشان می کنی۔

۴۵۔ یکے عرض کرد۔ حضور والا، شما در محفل میلاد قیام می کنید۔ فرمودند۔ در ولادت مبارک  
می شود و دل ما خوش می شود و ما قیام می کنیم و صلاۃ و سلام می خوانیم۔ اگر دل تو خوش نہ شدہ تو بر زمین دراز شو۔  
کے بہ تو نہ می گوید کہ قیام کن۔

لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ الَّذِي كَانَ لِلدِّيَةِ ..... مِنْ سُورَةِ بَيِّنَاتٍ وَأَزْدِهَاءِ  
وَتَوَالَتِ بَشْرَى الْعَرَاتِفِ أَنْ قَدْ وُلِدَ الْمُصْطَفَى وَحَقَّ الْمَنَاءُ

۳۶۔ یکے استفسار کر دیا اور محفل مبارک شریف سردار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم تشریف می آوردند۔  
فرمودند۔ آفتاب برجائے خود است و نور سے بہ ہر جامی رسد۔ سردار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم در مقام  
خواندند، برائے اصحاب قلوب و اہل نسبت محب مرتفع می شوند۔ ایشان بہ چشم باطن زیارت آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم می کنند۔

شَمْسٌ فَضِيلٌ تَحَقَّقَ الظَّنُّ فِيهِ أَنَّهُ الشَّمْسُ رِقْعَةٌ وَالْقِيَاءُ  
فَإِذَا مَا صَحَّاحًا نَوْرُهُ الظِّلُّ ..... لَ وَقَدْ أَثْبَتَ الظَّلَالُ الضَّعَاءُ

۳۷۔ در دہلی یکے از پیر مردان صاف کیش عرض کرد: عجب دور بدعات است۔ بعض افراد  
رامی بینم کہ بعد از سلام دادن نماز دست راست خود را بر سر خود نہادہ و چیزے خواندہ بر روی خود فرو  
می آرند۔ حضرت ایشان فرمودند: ابن جزری در کتاب حصن حصین از بزرگوار و طبرانی و ابن السنی نقل  
کرده کہ چون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از نماز فارغ می شدند دست راست خود را بر سر مبارک نہادہ  
بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ اللَّهُمَّ أَذْهَبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحَزْنَ. خواندہ دست  
مبارک را بر روی مبارک فرود می آوردند۔ آن پیر مرد چون کلام حضرت ایشان شنید عرض کرد۔  
آن شاعر اللہ این مبارک دعا را من ہم عامل می شوم " کلمہ حَزَنَ بہ دو وجہ مروی است۔ بہ ضم حا و سکون  
زا۔ در سورہ یوسف آمدہ۔ اِنَّمَا اَشْكُو بَنِيَّ وَحُزْنِي اِلَى اللّٰهِ۔ بہ فتح حا و زاء، در سورہ فاطر آمدہ،  
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ۔

۳۸۔ روزے مولوی بخش اللہ حاضر شد و بہ دست وے عصا بود۔ حضرت ایشان عصا را  
معائنہ کرده فرمودند۔ عصا خوبصورت و عمدہ است و باز دست مبارک خود را بر دل مولوی بخش اللہ نہادہ  
فرمودند اگر این عصا در درازی تا دل بودے خوب تر بودے چه این مقدار مسنون است و بازار شاد  
کردند، تعلق ذکر شریف بہ دل است و از دل مالک و مولائے خود را یاد کردن بسیار مفید است  
آگاہی۔ عصائے مولوی بخش اللہ بہ یاد آورد کہ حضرت ایشان قدیس سرہ سالہا سال استعمال عصا کرده اند  
و عصائے حضرت ایشان بہ درازی تا قلب مبارک می رسید، البتہ در وہ سالہائے آخر عصا را استعمال  
نہ می کردند۔

خدا نیست آن کہ ذات بے مثالش نہ گردد ہرگز از حالے بہ حالے



۴۹۔ غالباً واقعہ ۳۳۷ھ است کہ حضرت ایشان از وہلی بہ کوئٹہ رسیدند۔ آن جامع عظیم از مخلصین افغانستان منتظر حضرت ایشان بود۔ روزے بعد العصر ہر دو دست مبارک خود برداشتہ بر روی مبارک بہ نوعی فرو آوردند کہ مویہائے ریش مبارک خود را از جانبین حرکت دادند و باز بہ مخلصین فرمودند: اے عزیزان ایام پیری و ضعیفی برس رسیدہ، عمر من از شصت و سہ تجاوز کردہ، در آجہاد کرام ماقدس اللہ اسرار ہم بہ جز حضرت خواجہ محمد معصوم کسے بہ این عمر نہ رسید، وقت سفر من قریب رسیدہ، در ایام جوانی صرف قوتہای کریم، افراد قلیل تاب تو جہات مامی آوردند، این فرمودہ حضرت ایشان ہوئے کردند و اہل حلقہ بہ سان ماہی بے آب بر روی خاک غلطان و بیجان گشت۔ عاجز در ناحیہ استادہ این احوال و اقوال مبارکہ را می دید و می شنید۔ از مخلصین، اصحاب صحو و تمکین را ہم تاب آن توجہ مبارکہ نہ ماند۔ اگرچہ ایشان بر جانے خود ماندند اما اجساد ایشان بہ رنگ بیدی لرزید۔ آن وقت عاجز را این شعر بوستانِ سعدی بہ یاد آمد۔

تم می بلرز و چو یاد آورم      مناجات شوریدہ در حرم

۵۰۔ روزے نماز شام در مسجد جامع قندھاریان خواندند و بعد از نماز قدرے آن جانشینند و باز خرامان خرام بہ خانہ تشریف آوردند، پانزدہ یا بست نفر از مخلصین پاک نہاد و اصحاب نسبت در رفاقت بودند چون بہ مستشفی النساء کہ در وسط طریق بود حضرت ایشان رسیدند پاک نفس محمد علی بشورید و بہ آواز بلند این دو شعر خواند۔

اولیا رہست قدرت از الہ      تیر جستہ باز گرداند ز راہ  
خدا را سوئے مشتاقان نگاہے      پیالے گرنہ باشد گاہے گاہے

حضرت ایشان بہ عجب انداز شفقت و مرحمت فرمودند۔ اے عزیزان کہ در رت اخلاق زویہ عاجز است ورنہ در تو جہات و فیوضات تصور نیست۔ چون لفظ تصور نیست، فرمودند بر تھے از فیوضات الہیہ بر خرمن دلہا افتید و از شور ہو دہائے دل ہر ذرہ در جوشِ اَنَا الشَّرُّی، افتاد۔

از حسن طبع خود شورے بہ جہان کردی      بیچارہ و بسمل را مصروفِ فغان کردی

۵۱۔ چون اتراک خلیفۃ المسلمین سلطان عبد الحمید خان طاب ثراہ را معزول کردند۔ حضرت ایشان بسیار متالم شدند و در خواب سرورِ عالمیان را دیدند صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہ از جہتے بہ جہتے قدم می زنند و آثار طلال بر کبشہ مبارکہ ظاہر است۔ عرض نمودند فِدَاكَ زَوْجِي يَا سَوْوَلِ اللّٰهِ سَبَبِ طَالِ خَا  
اقدس چیست۔ فرمودند۔ امروز عبد الحمید خان از تخت محروم شدہ، ازین جہت طال دارم۔ این خواب

بیان کردہ فرمودند: درین دورہ صد سالہ مثل سلطان عبدالحمیدخان در تقویٰ از شاہان کسے نہ بودہ من می توانم کہ حلفیہ بگویم کہ ایشان خمر را بہ دست خورد نہ گرفتہ اند چہ جائے نوشیدن۔ ایشان ہمدرد قوم و خیر خواہ ملت و متقی و علم دوست بودند۔ استاد من حضرت مولانا رحمت اللہ را از مکہ مکرمہ نزد خود بہ قسطنطنیہ طلب فرمودند، بسیار کرام ایشان کردند، از دست خود برائے ایشان جائے نماز را فرش می کردند و چون بر ماندہ برائے طعام می نشستند بہ حضرت مولانا می گفتند: "بابا این را نوش کنی۔ بابا شما این را دست نہ برید"۔ این خواب و این واقعہ را بیان کردہ فرمودند: "کنون قوم ترک ما مل بہ تباہی است"۔ عاجز گوید، در ردّ نصاریٰ حضرت مولانا را پروردگار مہارت زائدہ دادہ بود، از علمائے نصاریٰ پادری فائدہ بہ وقت خود بسیار مشہور بودہ۔ نصاریٰ ویرا با جماعتے از پادریہا بہ ہند فرستادند تا مذہب عیسائیت فروغ یابد۔ در سنہ ۱۲۳۰ ہ ماہ ربیع الآخر مناظرہ اولیٰ و بہ یازدہم ماہ رجب مناظرہ آخریٰ با فائدہ حضرت مولانا کردند۔ فائدہ کا ملاً مغلوب شد و جاء الحق و زہق الباطل را ظہور شد۔ و بعد از تغلب انگلیسہا بہ ہند حضرت مولانا ہجرت فرمودہ بہ مکہ مکرمہ تشریف بردند۔ بہ او آخر قرن ثالث عشر پادریہا بہ قسطنطنیہ رسیدند و با علمای اترک مناظرہ کردند۔ صدر اعظم ملک ترمک خیر الدین پاشا جناب مولانا را از مکہ مکرمہ طلب کرد۔ چون جناب ایشان آنجا رسیدند بر پادریہا خوف و دہشت غالب آمد و ایشان مغلوب شدہ از انجراہ فرار اختیار کردند۔ فخر الدین پاشا بہ حضرت مولانا گفت کہ در ردّ مکاید نصاریٰ کتابے تحریر فرمایند چنانچہ ایشان از ۱۶ جہ تا آخر ذی الحجہ ۱۲۳۸ ہ در ظرف پنج و نیم ماہ کتاب "انہار الحق" بہ عربی نوشتند کہ از "تایید الحق بر حمتہ اللہ" سال تالیف ظاہر است۔ این کتاب در سنہ ۱۲۳۸ ہ بہ قسطنطنیہ طبع شدہ و بہ اشارہ صدر اعظم ترجمہ این کتاب بہ ترکی ہم کردہ شد کہ بہ طبع رسیدہ و باز بہ اُسنہ متعددہ اُورڈا ترجمہ کردہ شد و حکومت عثمانیہ آن ہمہ را طبع کردہ در اُورڈا با نشر کرد، از طباعت این کتاب لاجواب در اُیوانِ تثلث تزلزل افتاد، و روزنامہ مشہور انگلستان در ان ایام نوشت: "اگر مطالعہ این کتاب جاری ماند، در ترویج عیسائیت بندش خواہد افتاد" الحق کہ در ردّ نصاریٰ ازین بہتر کتاب بہ نظر نیامدہ۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ چون حضرت سلطان عبدالحمیدخان در سنہ ۱۲۹۳ ہ بر تخت خلافت نشست حضرت مولانا را طلب فرمود۔ چنانچہ حضرت مولانا بہ پنجشنبہ دوم رمضان سنہ ۱۲۹۳ ہ دارالخلافہ رسیدند و حضرت سلطان برایشان نوازشات فوق العادہ مبذول داشت۔ مولانا سید مناظر احسن گیلانی در جلد اول از کتاب "نظام تعلیم و تربیت" بر صفحہ دو صد و ہشتاد و دو نوشتہ اند: "مکتوب مولانا رحمت اللہ نزد مولانا سید محمد علی (خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی دہلوی) محفوظ بود، بیان عنایات و نوازشات سلطانی کردہ اند و نوشتہ اند

”چوں از محفل حضرت سلطان زحمت می شدم، حضرت سلطان پاپوشہائے مراد دست کرده می نہادند؛ حضرت مولانا بہ عمر ہفتاد و پنج رسیدہ بہ روز جمعہ ۲۲ ماہ رمضان ۱۳۰۸ھ در مکہ مکرمہ رحلت فرمودند و در مقبرہ مبارکہ معلّاتہ کہ در حجون واقع است مدفون شدند رَحِمَهُ اللهُ وَ تَوَسَّضْ نَحْنُ وَ رَفَعْ مَكَانَتَهُ فِي اَعْلَىٰ عَلِيَيْنِ و وفات حضرت سلطان در ۱۳۲۶ھ واقع شدہ۔ رَحِمَهُ اللهُ وَ رَضِيَ عَنْهُ

۵۲۔ روزے فرمودند۔ فتح باب نصیب ہر کسے نیست ہر کرا خدا خواہدی نوازد۔

این سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشند خدائے بخشندہ

۵۳۔ فضل عمر دہلوی سر کردہ مخلصین ہندوستان بہ او اہل ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ رحلت فرمود۔ اندران ایام حضرت ایشان بہ کوئٹہ بودند چون بہ دہلی تشریف آوردند بر مزاروے رفتند، جمعہ از مخلصین و از خویشان فضل عمر آن جا حاضر بود، حضرت ایشان چون از فاتحہ فارغ شدند بہ حاضرین گفتند۔ ببینید کہ ہر ذرہ خاک از قبر فضل عمر مصروف ذکر پروردگار است۔

۵۴۔ حافظ محمد اسحاق معروف بہ ”رانی کھیت والا“ عجب مرد پاک دل و صادق المحبتہ بودہ۔ بہ دوازدم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ۔ ۵ مارچ ۱۹۱۶ء۔ وفات یافت، حضرت ایشان بر مزارش رفتند۔ ز پنجابیان دہلی جمعہ عظیم آنجا موجود بود۔ حضرت ایشان بہ دعا و فاتحہ مصروف بودند کہ ناگاہ چند قدم پستتر شدہ فرمودند۔ چہ می کنی، چہ می کنی۔ و بعد از فاتحہ از روے انبساط بہ حاضرین گفتند ”راحتے کہ محمد اسحاق رانصیب شدہ، بہ شکرانہ آن تصدیا بوسی کردہ بود“ رَحِمَهُ اللهُ وَ رَضِيَ عَنْهُ۔

۵۵۔ در میرٹھ منشی عزیز الدین والد حافظ حفیظ الدین از مخلصین صادق المحبتہ بود در ۱۳۲۴ھ۔ ۱۹۰۵ء کتاب ہائے حضرت ایشان از مکہ مکرمہ آورد۔ و خدمت تجلید کتب بر ذمہ خود گرفت، بہ روز سہ شنبہ یازدم ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء۔ کہ در دہلی روز دربار انگلیسہا بود وفات یافت، حضرت ایشان ر اقیام در میرٹھ بود۔ روز دوم بر مزارش تشریف بردند۔ وے نیز بہ مثل حافظ محمد اسحاق از وجہ دریافت سعادت برائے قدم بوسی تقدیم کردہ بود۔ رَحِمَهُ اللهُ وَ رَضِيَ عَنْهُ۔

۵۶۔ در محطہ سگتہ الحدید چھاؤنی میرٹھ حضرت ایشان در انتظار قطار بر کرسی نشستہ بودند و حافظ حفیظ الدین بہ پشت حضرت ایشان استادہ بود۔ ناگاہ بہ دلش آمد کہ مرید چنین پیر کاظم آٹا بے نصیبم حضرت ایشان ہمان دم دست ویرا گرفتہ پیش رو آوردہ فرمودند: ”اے عزیز دیگر چہ می خواہی از فضل پروردگار دین ہم یافتی و دنیا ہم“ عاجز گوید۔ پروردگار بر حفیظ الدین کرہا کردہ بود۔ ساحت سینہ دے از دولت شہت آراستہ بود و وجاہت و عزت و ثروت دنیوی ہم می داشت، مَا أَحْسَنَ الدِّينَ وَالذَّنَّ

إِذَا اجْتَمَعَا. رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ.

۵۷- حافظ اشفاق الہی میرٹھی بیان کرد کہ فرزند نہ داشتیم و بہ دلم می گزشت کہ اگر حضرت ایشان دعا فرمایند بہ مُراد رسم۔ اندرین فکر نزد مَجْرِّمبارک استادہ بودم، ناگاہ حضرت ایشان از حرم سرا برآمدند و نزد من رسیدہ فرمودند: "چرا بہ اجمیر شریف نہ میروی و آن جادعانہ می کنی؟" و بعد ازان فرمودند: حضرت والد من بہ اجمیر شریف رفتند و آن جادعا کردند و دعائے ایشان قبول شد و حق تعالی ایشان را پسرداد و آن پسر منم کہ پیش روے تو استادہ ام، حافظ اشفاق الہی حسب الارشاد بہ اجمیر شریف رفتند و پروردگار ایشان را چہار پسر عنایت کرد، صنعتہ اللہ، عبدالرشید، عبدالحمید، اخلاق احمد، مؤخر الذکر و ز خورد سالی فوت کرد و باقی در کراچی بہ عافیت می باشند۔

۵۸- روزے از حرم سرا برآمدند۔ جمعے از مخلصین نزد مَجْرِّمبارک شریف نشستہ بود و بین ایشان شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم ہم بود حضرت ایشان فرمودند: "ما این چنین دل را طالب ستیم کہ عبدالباری دارد؟" عاجز گوید۔ پروردگار درجات عبدالباری را بلند کند عجب مرد پاک باطن و صاحب نسبت بود۔ در اوقات فراغ بہ جز ذکر و فکر کارے نہ داشت۔ بہ روزہ شنبہ نهم رجب ۱۳۸۳ھ۔ ۲۶ نومبر ۱۹۶۳ھ رحلت نمود۔ چون ازین دار فانیہ بہ نعیم باقیہ کوچ می کرد عاجز موجود بود و دے تالفس آخر بفضل اللہ و احسانہ بہ ذکر شریف مصروف بود۔ هَنِئْنَا لَهُ ثَقَّةً هَنِئْنَا لَهُ، عاجز از مولائے کریم و رحیم پر امید است کہ دے با آن بکار افراد خواہد بود کہ در حق آنها پروردگار فرمودہ۔ وَانَّ لَهُ عِنْدَنَا لَازْلَفًا وَحَسَنَ مَأْوٍ۔ در حوا حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ مدفون شد۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۵۹- حضرت ایشان کار تعمیر مَجْرِّمبارک بہ حاجی فیض اللہ و منشی حسین علی سپرد کردہ بودند منشی حسین علی بیان کرد۔ بہ نزد بنیاد قبرے ظاہر شد۔ و سنگے کہ بالائے قبر می نہند و بالائے آن خاک انداختہ می شود از وجہ کنیدن بنیاد قبرے از جائے خود بے جائے شدہ بود، و آن وقت نصف النہار بود۔ لحظہ نہ گزشت کہ حضرت ایشان خلاف عادت از حرم سرا برہنہ سر و برہنہ پا برآمدند و فرمودند بہ چہاشما چہ می کنید۔ عرض کردم۔ مایان بنیاد می کنید یکم کہ ناگاہ قبرے ظاہر شد و سنگ وے قدرے بے جائے شد۔ فرمودند: "بچہا کار بہ آ، سنگی و بہ وجہ خوب کنید۔" ما نشستہ بودیم کہ ایشان (صاحب قبر) آمدہ فرمودند کہ مرا آزاری رسانند؟" و باز بہ حرم سرا شریف بردند۔ منشی حسین علی آن مقام را بہ عاجز نشان دادہ کہ نزد دروازہ مَجْرِّمبارک است۔ پروردگار ایشان را اجراء دہد، خدمات شائستہ کردہ اند و از مخلصین قدما برہنہ۔ بہ روز جمعہ یازدہم ماہ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ۔ ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ھ رحلت نمودند و در قبرستان حضرت خواجہ

باقی باللہ قدس سرہ مدفون شدند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۶۰۔ حافظ عبدالحکیم دہلوی تاجرِ جفت سالے در تجارت خسارہ کشید۔ از وجہ پریشانی در احوال باطنش خلل افتاد۔ روزے چون برائے تفریح می رفتند، پیش دکان وے عربہ را استادہ کردند چون وے بہ دست بوسی مشرف شد بر شائہ وے دست شفقت نہادہ بہ بسیار ملائمت و تلطف فرمودند۔ اے عزیز۔ چرا پریشان می شوی و چرا بہ جزع و فزع اوقات خود را بہ سری بری۔ پروردگار ترا مال و عیال و اولاد و عزت و صحت دادہ است۔ اگر جزوے از مال ضائع شد چه شد۔ اگر پروردگار جل شائہ ما بقی را ہم بگیرد چه خواهی کردی؟ حافظ عبدالحکیم بہ عاجز گفت کہ ہر حرف مبارک ایشان بر لے در دلم دارد و شفا بود۔ عجب سکون و طماننت بہ جانم حاصل شد، چون حضرت ایشان کلام خود را تمام کردند دل من از ہمہ آلائشہا پاک شدہ بود، در فصل دوم ہم واقعہ وے تحریر شدہ است۔ حضرت ایشان صراحتہ فرمودہ اند کہ در تشخیص امراض قلب پروردگار ایشان را بصیرت کاملہ عنایت کردہ بود، حضرت ایشان مخلص پاک باطن را نہ می گذاشتند کہ راہ ہاویہ اختیار کند حتی المقدور بہ قہر و عتاب یا بے لطف و مرحمت، بہ ہر طورے کہ مناسب می دانستند از نارِ جامیہ ویرا محفوظ می کردند، و فضل پروردگار بود کہ ہزاران افراد ہدایت یافتند۔

۶۱۔ فرمودند۔ اے عزیزان "کثرت و قلت را سوال نیست ہر چه گوئید بہ حضور قلب و کمالِ اخلاص گوئید۔ از غفلت و اخلاقِ رذیلہ خود را دور دارید"

رُو عَمْرٍ دَرِ خَدْمَتِ پیرِ سعید      تا نگوگرد رذیلہ خوئے تو

۶۲۔ شیخ عبدالباری نو مسلم کہ ہنوز اسلام را ظاہر نہ کردہ بود علیل شد و ازین خیال اندوہ گین شد کہ اگر درین حال بمیرم کالبدم را ہنود بسوزانند، مولوی بخش اللہ این احوال را بہ خدمت حضرت ایشان رسانید۔ فرمودند "بہ وے بگو۔ جسم ترا دفن کنند یا بسوزانند ہیچ اہمیت نہ دارد۔ مہتمم باشان این امر است کہ از دنیا با دولتِ ایمان بروی"

چشم دارم کز گنہ پاکم کنی      پیش ازان کاندہ لحد خاکم کنی  
اندران دم کز بدن جانم بری      از جہان بانور ایسا نم بری

و فرمودند۔ عبدالباری را بگو کہ فی الحال نہ خواهی مرد و قد عاش بعد ذلک زہاء سیت و ثلاثین سنہ۔

۶۳۔ روزے فرمودند۔ تلاوتِ قرآن مجید را سہ درجات است۔ ادنی درجہ این است کہ با تجوید تلاوت کردہ شود۔ و اوسط درجہ این است کہ با تجوید و فہم معانی تلاوت کردہ شود و اعلیٰ درجہ این است کہ

تلاوت با تجوید و فہم معانی ہو و دل بہ علاوت باطنی لبریز ہو۔

۶۴۔ روزے در وہی شخصے بیانِ روحانیت جوگی کرد حضرت ایشان چند دقیقہ متوجہ بیان شخص شدند۔ آن شخص را احوال عجیبہ روداد۔ بعد ازین فرمودند کہ لے عزیز، روحانیت این را گویند و شان مرد مومن این است کہ این احوال و کیفیات را محفوظ دارد۔

۶۵۔ مولوی بدرالاسلام استفسار کرد کہ وظیفہ شریفہ را قدرے بہ سرعت باید کرد تا تعداد بست و چہار ہزار کامل شود یا بہ طمانیت۔ فرمودند۔ وظیفہ شریفہ با حضور قلب و طمانیت باید کرد۔ و تعداد بست و چہار ہزار از بس مفید است۔

۶۶۔ در وہی بعض عازمین حج را فرمودند صعوباتِ سفر را بہ زوق و شوق برداشت باید کرد۔ کلمہ جزع و فزع بر زبان نہ باید آورد؛ با ابالی آن دیار مبارکہ بہ محبت و احترام معاملہ باید کرد کہ ایشان جبران پروردگار و حیرانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انداگر کہسے راتابِ تحمل شداند نیست وے را اجازتِ سفر دادن بیکار است۔

۶۷۔ بہ مولوی بخش اللہ دہلوی فرمودند۔ در قصیدہ منفرجہ اہم عظیم مخفی است، اگر متواتر چہل روز این قصیدہ مبارکہ را برائے حلِ مشکلی کہسے بخواند۔ ان شاء اللہ مشکل وے حل خواهد شد۔

۶۸۔ در وہی حاجی ظفر الدین مرد نیک دل و سادہ مزاج ہو۔ عرض کرد۔ حضرت والا چہ کنیم؟ پروردگار خواہشاتِ نفسانیہ را در خلقتِ مایان نہادہ۔ فرمودند۔ اریب کہ پیدا کنندہ خواہشاتِ پروردگار است آما او جلّ شأنہ انسان را طاقتِ دفع کردن خواہشاتِ نیز عطا کردہ است۔ انسان آن قوائے کامنہ را بہ کار آرد و بہ طریقِ مشروعہ ازالہ خواہشاتِ کند۔ اسلام دینِ فطرت است۔ شما بر فرض خدا قائم و از حرام خدا محترز باشید۔ ہمین دینداری است۔

۶۹۔ روزے در وہی فرمودند۔ بہ دورانِ قیامِ مدینہ منورہ چون ماہِ صیام رسیدن بہ روضہ مطہرہ رسیدہ، پردہ مبارکہ را کہ بر شبکہ مبارکہ آویزان می بود بر سر خود انداختہ و شبکہ مبارکہ را بہ ہر دو دستِ خود گرفتہ آن مقدار از قرآن مجید تلاوت می کردم کہ بہ شب بہ حرم محترم در تراویح می خواندم۔ سبحان اللہ چہ سعادتہا و برکتہا نصیب حضرت ایشان شدہ ہو۔

۷۰۔ فرمودند۔ در نہاد من جزع و فزع نہ نہادہ اند۔ البتہ از اخبار پریشانی مسلمانان صد مہ بردلم می رسد۔ و ازین صدقاتِ اعضائے ربیہ من متأثر شدہ اند۔

۷۱۔ در او اخیر سال ۱۳۳۴ھ یا در اوائل ۱۳۳۵ھ در کوئٹہ بہ باغ تولہ عند العصر روان بودند

چون از شہر برآمدہ بر شارع سرآب عربہ روان شد، یکے از ما برادران روزنامہ اُردو را پیش کردہ عرض کرد۔ حضور والا، خبر وفات انور پاشا تحریر است و عکس ایشان شائع شدہ۔ حضرت ایشان روزنامہ را گرفتہ سوے عکس نظر کردند۔ بہ مجرود دیدن آن عکس بے قرار شدند و سیل اشک از چشمان مبارک جاری شد، اشکھامی ریختند و دعا ہامی کردند چون بہ دہلی تشریف آوردند، سردار غلام حیدر خان سفیر افغانستان بہ خدمت مبارک رسید حضرت ایشان ازوے استفسار خبر انور پاشا کردند۔ وے عرض کرد کہ انور پاشا شہید شدہ از تصدیق وے رنج و دلال حضرت ایشان تازہ شد، ویدہ مبارک پُر آب شد و دعا ہا کردند، رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ۔ **الذَّعَاءُ لِلْغَائِبِ مُسْتَجَابٌ**۔ عاجز امید ہا دارو کہ دعا ہائے حضرت ایشان مقبول و مستجاب ہ باشند۔

۴۲۔ چون از اولاد حضرت ایشان کسے علیل می شد آثار رنج و دلال بر نشترہ مبارک ظاہر می شد، روزے در دہلی بہ مخلصین گفتند: بہ وقت علالت اولاد بہ ولم خیال می آید کہ دعا کنم، بہ مجرود این خیال از مالک و مولائے خود شرمندہ می شوم، عاجز گوید از مقام رضا کہ اعلیٰ ترین مقامات است حضرت ایشان را نصیبہ کاملہ حاصل بود، در بآساء و ضراء بہ جز صبر و شکر کارے نہ بود۔

۴۳۔ روزے در دہلی فرمودند: از وجہ اخلاص ابواب سعادت کشادہ می شوند از بزرگان ما شخصی ضعیف العمر و اتمی بیعت بود۔ عشق خدا و رسول در تمام جسم وے سرایت کردہ بود۔ قرآن مجید را نہ خواندہ بود اما از روے محبت قبلہ نوشتہ مصحف مبارک را بر رطل نہادہ بر ہر سطر وے انگشت خود را از اول تا آخر می کشید و بہ محبت و اخلاص می گفت: **یا اللہ خوش گفتمی و در صفتی**، بہ یک وقت معین این شغل را ہر روز جاری می داشت۔ مدتے نہ گزشت کہ بروے ظہور احوال سامیہ شد و از کیفیات احوال و جدانیہ سرشار گشت و در انجام کار فائز المرام گردید۔

۴۴۔ فرمودند در مکہ مکرمہ نکاح دختر خواہر زادی شاہ محمد اسحاق محدث بود۔ جناب حاجی امداد اللہ شیخ کبیر سلسلہ چشتیہ ہم موجود بودند و ارادہ داشتند کہ خطبہ نکاح بخوانند، ناگاہ چشم ایشان بر حضرت ایشان افتاد۔ جناب ایشان بہ کمال محبت حضرت ایشان را نزد خود خواستند و گفتند: شما خطبہ بخوانید چنانچہ حضرت ایشان خطبہ خواندند۔ جناب حاجی صاحب از اصدقائے قدیم حضرت جہا مجد شاہ محمد عمر قدس اللہ سرار ہما بودند۔ از خورد سالی احوال حضرت ایشان را دیدہ بودند و ارتباط تام داشتند۔

قدر زر زر گر شناسد قدر جوہر جوہری

۴۵۔ فرمودند۔ بہ ایامے کہ در سر ہند شریف بودم روزے بر مزار پُر انوار حضرت امام تہانی مجد الف ثانی قدس اللہ سرہ مراقب بودم کہ حضرت ایشان فرمودند۔ آن شخصی را کہ بہ زاویہ نشستہ است

دورویہ پردہ، چنانچہ امتثالِ امر کردہ بہ دسے دورویہ دادہ شد۔ دسے گفت۔ از بس حاجت مند بودم و بہ خدمتِ مبارکہ برائے دورویہ عرض کردہ بودم۔

۷۶۔ بہ وقتِ نکاح خواہر کلان حضرت ایشان بہ مخلصین فرمودند۔ مرا معلوماتِ امورِ دنیویہ نسبت لہذا بہ شمایان اجمالاً گفتہ می شود کہ طریقہ شرفائے دہلی را ملحوظ دارید کہ محفل عقدِ نکاح بہ طریقہ خوب سرانجام یابد حافظ عبدالحکیم دہلوی تاجر جفت عرض کرد۔ بعد از عقدِ نکاح از جانبِ زوج چیزے از شیرینی و از جانبِ نئے جہ چیزے از اشیایے خوشبودار و خوش ذائقہ مثل اہیل خورد، شیرین بویہ (بادیان)، بون بریان، جوزہندی وغیرہ تقسیم می کنند۔ حضرت ایشان فرمودند ہر چہ در شرفار مرج است بکنید۔ عبدالحکیم گفت کہ تقسیم کردن اہیل وغیرہ ضروری است فرمودند امرے را کہ از شرع مبارک ثابت نہ باشد و کوشش مباح باشد ضروری واجبی دانستن گناہ است، لہذا این رسم را بگزارید۔ یعنی اہیل و بون تقسیم نہ شود۔ چنانچہ دیگر تمام رسوم بہ جا آورده شدند و این رسم ترک کردہ شد۔

۷۷۔ بہ زمانہ تعمیر مسجد شریف خانقاہِ دہلی حضرت ایشان در گردوغبار بہ جائے می نشستند و توجہ بہ باطن می شدند۔ بعض افراد عرض کردند این جا خاک و گرد است۔ فرمودند۔ بنائیان خشتہارامی تراشدند و آوازے کہ از تراشیدن خشت پیدا می شود۔ مرا ذکر الہی مسومع می شود، اسرار "ذَانِ مَنْ شَتَّىٰ ۙ وَالْاَلَمِیْمِ بِمُحَمَّدٍ" بر حضرت ایشان ظاہر بود۔

۷۸۔ در گلستانِ پشین ملا عبدالحمید آخوندزادہ گفت۔ کسانے کہ در نماز نعرہ می زنند، نماز ایشان نہ می شود۔ بہ مسامح مبارکہ این قول رسید۔ بہ آخوندزادہ فرمودند۔ اے عزیزِ حلاوتِ ایمان نہ چشیدہ "کَمَا تَقَدَّمَا فِي الْفَصْلِ الْاَوَّلِ"۔

۷۹۔ ملا گل ادنخیل در خانقاہ شریفِ دہلی مصروف ذکر بود۔ حضرت ایشان تشریف آوردہ استفسار کردند۔ ملا گل چہ حال داری۔ عرض کرد۔ چون بہ خانقاہ شریف می آیم از دنیا و مافیہا بے خبری گردم۔ فرمودند۔ اے عزیز اگر درین جائے پُر انوار این احوال را دریافتی، چہ کمال است اگر بہ وقت گزشتن از بازار چاؤڑی (بازارِ زنانِ فاحشہ) بہ این حال باشی البتہ کمالے است۔

۸۰۔ فرمودند۔ ولایتِ کبری را ولایتِ انبیا از آن گویند کہ چون آن سروران علیہم الصلاۃ والسلام بہ این مقام می رسیدند، نبوتِ ایشان ظاہری شد۔

۸۱۔ شخصے در کونڈہ استفسار کرد، آیا بدون توجہ ولی کامل کسے بہ مقامِ ولایت می رسد۔ فرمودند البتہ می رسد و واقعہ حاضر شدن خود را بر مزارِ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کردہ گفتند ہر گاہ برائے تکبیر



تحریر دستہائے خود را می بردارم صورت آن شخص پیش رویم می آید۔ اگر آن شخص ولی نہ بودے صورتش چرا پیش رویم آمدے۔ (تفصیل واقعہ را در فصل اول دریا بید)

۸۲۔ حاجی محمد اسماعیل پسر جیون بخش کہ از پنجابیان دہلی بود حزب البحر از حضرت ایشان خواند و اجازت گرفت حضرت ایشان بہ وے گفتند: "این مبارک حزب را حضرت شاذلی قدس سرہ نوشتہ است۔ درین حزب آیات مبارکہ و احادیث شریفہ ہم شامل اند۔ عجب مبارک حزب است۔ اگر این حزب را از برائے رضامندی پروردگار خواندی و بہ ضمن آن از فتوحات بہرہ مند شدی بہتر است۔ ہم دین یافتی و ہم دنیا، و اگر برائے فتوحات دنیویہ خواندی، پس اگر چیزے از فتوحات دنیویہ دریافتی بہتہا و نِعْمَ و اگر نہ یافتی، ہیچ نہ یافتی۔ ثوابِ آخرت در صورت یافتن و نہ یافتن ہیچ نیست" عاجز گوید کہ در "لوائح الانوار القدسیہ" شعرانی از مسند حنبل این حدیث شریف نوشتہ است "مَنْ عَمِلَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَمَلٌ الْآخِرَةَ لِلدُّنْيَا فَلَيْسَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ" غم دین خور کہ غم دین است۔

۸۳۔ مولوی عبدالرشید ساکن بلند شہر بیان کرد۔ من از بلند شہر بہ خانقاہ شریف برائے محفل مبارک میلاد شریف باد و رفیق حاضر شدم۔ وقت طعام رسید۔ بہ رفیقان گفتیم۔ بیائید تا بہ بازار رفتہ چیزے بخوریم۔ مایان در صد در رفتن شدیم کہ حضرت ایشان ملاعل محمد را فرستادہ گفتند کہ بہ ذکر شریف مانید، ان شاء اللہ ان خواهد رسید۔

۸۴۔ پاک دل سید احمد حسین النوپ شہری از حضرت ایشان دلائل الخیرات حرفاً حرفاً از اول تا آخر خواند۔ روزے بعد از فرات دلائل مبارکہ مصروف بہ مالش بدن حضرت ایشان شد و دوش مشغول بہ ذکر پاک رب العالمین گشت، در این احوال مبارکہ اشکہائے محبت از دیدہ ہائیش ریخت اتفاقاً نظر مبارک بر آب دیدہ وے افتاد۔ بہ دست مبارک خود آن قطرات مہر و عقیدت را صاف فرمودند، احمد حسین بہ ہوش خود آمدہ بے ساختہ عرض کرد و حضور مبارک، این چہ می کنید۔ فرمودند نزد من از نماز و طاعات من، کار نا شائستہ سید بہتر است۔ احمد حسین گوید۔ من حیران شدہ عرض کردم حضور و اللہ این چہ ارشاد می فرمائید۔ فرمودند: "اظهار خیال دل خود می کنم۔ بیان مسئلہ شرعی نہ می کنم" عاجز گوید علماء اعلام در تفسیر۔ وَكَانَ أَبُوهُمَا صَادِقًا۔ نوشتہ اند۔ "قیل انہ ابوہما مباشرة و قیل هو الأب السابع و قیل العاشر" پروردگار جل شانہ و عَمَّ اِحْسَانُہ را این لطف و مہربانی با اولادیکے از صلحائے بنی آدم است پس با اولاد حضرت سید الاولین و الآخرین رحمۃ اللہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم چہ معاملہ خواهد بود، محبت اہل بیت الطہار، رضوان اللہ علیہم اجمعین، از بابائے چہلم حضرت عبداللہ و از بابائے

چہل و یکم حضرت عمر رضی اللہ عنہما وراثتہ حضرت ایشان رسیدہ بود۔ امام ابن اثیر جزری در نصف آخر از کتاب "جمع الفوائد" نوشتہ، کہ حضرت عمر برائے اسامہ بن زید سہ و نیم ہزار درہم وظیفہ مقرر کرد و برائے پسر خود عبداللہ سہ ہزار عبداللہ عرض کرد۔ اسامہ را بر من چہر افضیلت دادی، وے در ہیچ شہد از من سبقت نہ کردہ۔ فرمود۔ پدرش زید است کہ وے رسول خدا را از پدر تو احب بود و اسامہ رسول خدا را از تو احب است صلی اللہ علیہ وسلم۔ و ابن اثیر ابن ہم نوشتہ کہ ابن عمر در مسجد شریف نشستہ بود ناگاہ شخصے را دید کہ نینحَب ثیابہ۔ فرمود این کیست۔ عرض کردند محمد بن اسامہ است۔ وے سر خود را بہ سوئے گریبان انگند و باز فرمود۔ لَوْ رَأَى آةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَحَبَّهُ۔ اگر سر و ار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم دیرا دیدے ہر آئینہ محبوب داشتے۔

۸۵۔ روزے بہ نیاز مندی تمام خواندند۔

وَلَيْتَكَ تَخْلُوَ وَالْحَيَاةُ مَسِيرَةٌ  
وَلَيْتَ الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَكَ عَامِرٌ  
وَلَيْتَكَ تَرْضَى وَالْأَنَامُ غَضَابٌ  
وَبَيْنِي وَبَيْنَ الْعَالَمِينَ خَرَابٌ

زندگانی تلخ است، اے کاش تو براہم شیریں باشی۔ وخلق جہان ناخوش بود اما تو از من خوش باشی۔ رشتہ محبت کہ میان من و تو است استوار ماند، اگر چہ تعلق من با عالمیان خراب بود۔

۸۶۔ شاکر احمد خاں انصاری با حبیب اللہ از پانی پت حاضر شد۔ حضرت ایشان بر تخت خود عمدہ دو شالہ کشمیری در بر کردہ نشستہ بودند شاکر احمد مخلص کامل بلکہ عاشق صادق بود، او بہ کار خود مصروف بود، اما رفیقش حبیب اللہ تازہ وارد بود و بہ سلسلہ مبارکہ وابستگی نہ داشت، خیال کرد کہ پیہ طریقت را بہ تخت و دو شالہ چہ کار بلکہ خاک و دلق است برایش سزاوار۔ در سنہ ۱۲۸۰ھ حبیب اللہ در لاہور بہ عاجز گفٹ۔ چون این خیال در دلم گزشت، حضرت ایشان بہ آواز بلند فرمودند: اگر پیہ کسے دلق پوشیدہ بر خاکستر نشیند و پندارد کہ وے چیزے ہست، ہیچ نیست و اگر پیہ کسے دو شالہ پوشیدہ بر تخت نشیند و خود را ہیچ داند، وے چیزے ہست۔ حبیب اللہ می گفٹ کہ پنجاہ سال برین واقعہ گزشتہ و ہر گاہ کہ این واقعہ را یاد می کنم بہ حیرت می روم۔

۸۷۔ حافظ محمد یوسف از چشمہا معذور و حافظ کلام الہی بود۔ نزد خانقاہ شریف دہلی قیام داشت۔ مرد نیک و پاکیزہ اطوار بود۔ از حضرت ایشان بیعت شد۔ مدتے نہ گزشت کہ در احوالش تغیر پیدا شد۔ پیش دروازہ غربی خانقاہ شریف شب روز افتادہ می بود۔ نشست حضرت ایشان غیر از سہ سال آخر در عمارت دروازہ می بود، وے آواز حضرت ایشان را شنیدہ بہ وجد و جذب می آمد، شبے

حضرت ایشان مصروفِ حلقہ و توجہ بودند کہ محمد یوسف در شارع شور و فغان برپا کرد و عصائے خود را بہ زور بر زمین می زد. حضرت ایشان فرمودند: "بہ یوسف گرمی زیادہ رسیدہ" و شبے فرمودند "سفر اتر کردہ" ای شرابِ معرفت ویرانہ ہوش ساختہ، در حیاتِ حضرت ایشان وے از دروازہ خانقاہ شریف بہ جائے نہ رفت، و روزے کہ حضرت ایشان رحلت فرمودند وے از انجا بہ مسجد جامع رفت و از احوالِ خود قطعاً بے خبر گشت۔ در لباسِ عریانی صیفاً و شتاءً نزد جامع گشت می کرد و بہ نامِ مجذوب اشتہار یافت۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۸۸۔ شخصے گفت در فلان شہر تبرکات اند۔ فرمودند۔ اے عزیز خوبی آن است کہ خودت را تبرک سازی۔

۸۹۔ یکے از مخلصین حج کردہ باز آمد و برائے حضرت ایشان آب زمزم آورد۔ چون بہ حضرت ایشان اطلاع کردہ شد، فرمودند، پروردگار از فضلِ خود، خود را زمزم ساختہ است۔

۹۰۔ روزے اہل حلقہ مصروفِ کلام بودند کہ اذانِ مغرب شد۔ و حاضرین قصد نماز کردند۔ فرمودند قدرے متوجہ بہ قلب شدہ بنشینید و سکونِ قلب حاصل کنید تا نماز بہ یک سوئی ادا کردہ شود۔

۹۱۔ روزے بعد از ادائے نمازِ شام چون از دالانِ مسجد شریف بہ صحنِ برآمدند، یک نور وارد افتائی مخلص را دیدند کہ از سجدہ اولی بہ قدر یک وجب سر خود برداشتہ بہ سجدہ ثانیہ رفت۔ قدرے بہ آواز بند نقرأ کتفیر اللہ یک، فرمودہ تشریف بردند۔ آن نور وارد بلکہ بیشتر از حاضرین از وجہ فقدانِ علمِ ہیچ نہ فہمیدند۔ حاجی ملا احمد خان فی ما بعد بہ ایشان مفہوم ارشادِ گرامی را بیان کرد۔

۹۲۔ در صومکہ بہ مولوی عبدالحق الہ آبادی شیخ الدلائل و خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرۃ قدس اللہ اسرارہا فرمودند۔ مولوی صاحب شامہ تالیف "الإکلیل علی مدارک التنزیل" مصروف ہستید و ما می بینیم کہ شما از تفاسیر مبارکہ نقل می کنید و از خود ہیچ بیان نہ می گوئید۔ اگر در مسائل تحقیقات کنید خوب تر باشد۔

۹۳۔ روزے در کوئٹہ بہ عاجز گفتند۔ وائل جوانی ما بود۔ با چند زفقابہ سیر و تفریح می رفتیم و خوب خیز و جست می کردیم۔ و شتر روان می بود و ما عنق و سیرا گرفتہ بروے سواری شدیم و پیمانان از وے پائین می شدیم۔

۹۴۔ حضرت برادرِ کلان را بروت ظاہر شد، و حضرت والدہ محترمہ در شکرانہ آن چیزے بختند و بہ مخلصین تقسیم کردند، حضرت ایشان آثارِ مسرت ظاہر بود، چون برائے تفریح در عربہ روان شدند دست

مبارک خود را بر ہر دستِ حضرت برادر کلان نہادہ فرمودند۔ ”جدِ اکبر شہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ را وقتے کہ قہری آمد ہر دست خود را می پیچیدند“

۹۵۔ در کوئٹہ بہ ما برادران گفتند۔ ما اولادِ پسر را نہ دیدیم، البتہ اولادِ دختر را دریا فتنیم می بینیم کہ باوے قلب را ارتباطے و محبتے فوق العادہ است۔ و خیال داریم کہ این از آثار سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم است“

۹۶۔ در میرٹھ بہ انتظار نماز عید نشستہ بودند و یک پیر مرد از علماء کرام مردم را وعظ و پند می کرد، باز یک جوان آغاز پند کرد۔ حضرت ایشان دوسہ بار لاکھوں کَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ خواندہ فرمودند۔ بیان آن پیر مرد اگرچہ سادہ بود اما با نور ایمان بود و بیانِ این جوان اگرچہ شستہ و منمق است اما پُر از کدورت است“

۹۷۔ اہل ہند بزحلاف حکومتِ آن وقت مصروفِ عمل بودند۔ روزے حضرت ایشان در حلقہ مبارکہ فرمودند شمایان از اہل حکومت میخواہید و طلبکار استقلال ہستید۔ اما امن و راحتیکہ درین ایام بہ شمایان حاصل است آن را از دست نخواہید داد و باز این ایام را یاد خواہید کرد۔ وَکَلَاتِ حَیْنٍ مَّسْذَمٍ۔ عاجز گوید۔

مردانِ خدا خدا نہ باشند لیکن ز خدا جدا نہ باشند

حضرت ایشان در سال سی و ہفت یا سی و ہشت از ما تہ چہار و ہم این سخن فرمودہ بودند۔ در سالِ خصت و شش اہل ہند آزادی یافتند، نزد عاجز ابتداے روزِ آزادی آغاز دورِ برادی ہم شدہ ہزاران ہزار بندگانِ خدا کشتہ و ابوابِ فتن و بلا ہا بر اہل ہند کشادہ شدند۔ حافظ عبد الحکیم دہلوی برائے چند روز از پاکستان بہ دہلی آمدہ بود، روزے نزد عاجز نشستہ اشک ہا ریختہ می گفت۔ ”حضرت ایشان سی سال قبل ازین فتنہ شغواء آگاہ کردہ بودند۔ دران وقت ما یان حقیقتِ کلامِ حضرت ایشان نہدیم و خیال کردیم کہ از تسلطِ نصاریٰ رشتن و ملک خود را آزاد کردن امرے خوب است۔ حالاکہ کار از دست رفتہ صداقتِ قولِ حضرت ایشان مثل آفتابِ ظاہر و روشن است۔“

۹۸۔ می فرمودند در احوالِ مبارکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بہ زبانِ اُردو ”تواریخِ حبیب“ کتاب خوب است و این کتاب را بہ ہم شیرگان این عاجز تعلیم کردہ اند۔

۹۹۔ محمد ہاشم ساکن دوتانہ، نزد کوسی کلان۔ جوان صالح و ذی استعداد بود، حیانا پیشِ حضرت ایشان کلامِ نعتیہ می خواند، روزے شیخ غلام احمد ہانسوی کہ شاعر شیوا بیان و عاشقِ صادق و متدبیر

حضرت ایشان بود حاضر بود کہ ہاشم قصید خواندنِ نعتِ جامی کرد، غلام احمد در مدحِ حضرت ایشان چہیزے گفتہ بود، اجازتِ خواندنِ طلب کرد، حضرت ایشان فرمودند: "ہاشم نعتِ جامی می خواند کہ در مدحِ ہر درہ دوسراست صلی اللہ علیہ وسلم و کلامِ جامی آن کلام است کہ مقبولِ بارگاہِ نبوی است" "عَلَى صَاحِبِهِ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامَاتِ وَالسَّلَامَاتِ".

۱۰۰ کے استفسار از ذکرِ چہرہ کرد۔ فرمودند۔ تلاوتِ قرآن مجید بہ چہرہ مفید تر است از ذکرِ چہرہ کہ مروج است۔ سبحان اللہ چہ جواب شیرین و زیبا است۔

۱۰۱۔ روزے در خانقاہ شریف نزد حضرت ایشان مولوی عبدالسلام فرزند برادرزادہ حضرت شاہ عبدالعزیز آمدند حضرت ایشان مولوی صاحب را آن روز بہ پہلوئے خود بر تخت جائے دادند و باز بہ محبتِ تمام پائے ایشان را مالیدند و فرمودند اگر حضرت شاہ عبدالعزیز بہ حیات بودے فرمودے کہ این ہم شاگرد ما است و آن روز ہر چہ از ہدایا آمدہ بود بہ مولوی صاحب دادند و این ہمہ تعظیم و احترام از وجہ آن بود کہ مولوی صاحب اُستادزادہ از اولاد حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ بودند۔

۱۰۲۔ سید سلیمان اشرف از فضلاء نامدار ہند و از ساداتِ کرام و از اولادِ پیرانِ پیر حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ بودہ اند۔ ایشان با حبیب الرحمن خان شروانی (صدر یار جنگ) برائے زیارت حضرت ایشان آمدند جناب شروانی از راہ تعارف عرض کردند کہ ایشان از ساداتِ کرام و از اولادِ حضرت پیرانِ پیر اند۔ حضرت ایشان بہ جناب سید فرمودند: بیائید و ما بر تخت بنشینید۔ ایشان عرض کردند: این جائے ارشاد است کہ شایانِ شما است حضرت ایشان فرمودند: شما سید مستید احترامِ شما لازم است و شما بہ ما می گوئید لہذا بر قولِ شما عمل می کنیم۔ جناب شروانی بعد از بیان کردنِ این واقعہ می گفتند: سبحان اللہ حضرت ایشان احترامِ سادات بہ چہ اندازہ می کردند۔ اِنَّهَا يَعْرِفُ الْفَضْلَ ذُو وَهٖ۔

۱۰۳۔ روزے بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند۔ منشی احمد حسین بیان کرد کہ بر حضرت ایشان احوال طاری گشت، سر مبارک را بلند کردہ قدرے از احوال بد برداشتند و در حرمِ نبوی علی صلاحہ الصلاۃ والسلام از ایشان بیعت شدہ ام و باز فرمودند کار ولایت بر ایشان تمام شدہ۔ احمد حسین گفت: من بہ دل خود گفتم۔ و آن چہ بقیۃ الباقیہ بود بر حضرت شما تمام شد۔

حیف بیند چشم گیتی منقذ رائے کالیے چون ابوالخیر ولی قطبِ جہان فخر ز من تمام شد ملفوظات والحمد للہ والصلوة والسلام علی سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ۔

## فصل پنجم

در

## بعض تحریرات و مکاتیب شریفہ حضرت ایشان

**مولد سعیدیہ** | جد بزرگوار حضرت ایشان شاہ احمد سعید قدس سرہ کتاب "سعید البیان فی مولد سیدالانس والجان" تحریر فرمودہ اند۔ مولوی ظہور علی ظہور بہر ان ایام میں کتاب را نظم کردہ و نامش "مولد سعیدیہ" نہاد حضرت ایشان بعد از وفات قبلہ گاہ خود دوسہ سال در وہلی قیام داشتند چنانچہ در فصل اول بیانش گزشتہ، در ان ایام فرزند ناظم مولد سعید البیان مولوی ذوالفقار حسین غنی مولد سعیدیہ را نزد حضرت ایشان آورد تا بر کتاب تقریظے بنویسد حضرت ایشان تقریظ نوشتند کہ بر صفحہ شصت و ہشت کتاب مندرج است و این کتاب در سال ۱۳۰۲ھ در مطبع چشمہ رفیض دہلی طبع شدہ، حضرت ایشان نوشتہ اند۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ، اما بعد، عرض دار و خادم درویشان بلکہ خاکِ قدم ایشان فقیر ابو الخیر محی الدین عبداللہ مجددی ابن غوثِ حرمِ محترم، صاحب بقائے اکمل و فنائے اتم میسائے زمان، قبلہ اہل عرفان، نائب سید البشر، مرشدنا و مولانا حضرت شاہ محمد عمر قدس سرہ فرزند خاص و جانشین باختصاص قطب و حید غوث فرید حضرت شاہ احمد سعید نقشبندی مجددی رُوْحِ اللّٰهِ مُبْتَحَانُهُ رُوْحَهُمَا وَاَوْصَلَ الْبِنَاتُ فُوْحَهُمَا کہ رسالہ سعید البیان فی سیرۃ سیدالانس والجان از تصنیفات بابر کا حضرت جد امجدم را جناب مولوی ظہور علی صاحب مرحوم و مغفور در سلکِ نظم کشیدند و بہ کمال فصاحت و بلاغت در رِغْرِ منشورہ را عقد منظوم ساختند جزاؤ اللّٰہ تعالیٰ نحیو، فقیر این رسالہ را بالتام مطالعہ کردہ و صحت بعض غلطیہا بہ ذات خود نمودہ۔ این رسالہ متبرکہ کہ مستغنی عن التوصیف است ذکر محبوب خدا است صلی اللہ علیہ وسلم و بہ وجہ صحت نقل از اکثر موارد ما بہتر است، مؤلفش قطب زمان و ولی کامل است و ہم ناظمش محبتِ نبی و محبتِ اولیا است رحمۃ اللہ علیہ مہر **ابو الخیر احمدی**

**الدرا منظم** | تالیف مولانا عبدالحق الہ آبادی خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی و شیخ الدلائل حرم کی است۔ این کتاب را بہ اشارہ پیر و مرشد خود تحریر نمودہ است چنانچہ بر صفحہ یک صد و سیزدہ

تصریح کردہ و این کتاب بہ ایمائے مولانا حاجی اسد اللہ ہاجر کی در مطبع محمود المطابع دہلی در سنہ ۱۳۵۷ھ بہ طبع رسیدہ چون حضرت ایشان از ہند برائے مدتِ قلیلہ بہ جرین شریفین تشریف بردند و درج ذیل تقریظ نوشتند۔  
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، عبداللہ ابو الخیر احمدی  
 بہ مطالعہ این رسالہ شریفہ مشرف شد۔ جزئی اللہ مولفہ خیرا و اسبغ علیہ نعمہ فی الدنیا و الآخری۔  
 بسیار خوب و زیبا نوشتہ اند و ہرچہ نوشتہ اند صحیح است و معمول صلحائے مومنین است و جناب  
 مؤلف عمدہ اقیائے زمانہ اند و در صلاح و تقویٰ و استقامت و علم و عمل چہ جائے ہند بلکہ در جرین محترمین  
 نظیر خود نہ دارند، مجددی مشرب، حنفی مذہب، صدیقی نسب، بقیہ سلف اند و امید از حق تعالی دارم کہ  
 حجہ مخلف گردند، بَارَكَ اللهُ فِيْهِ وَاِرشَادِهِ آمین۔

ابو الخیر عبداللہ بن عمر  
 الفاروقی النقشبندی

مہر

## حاملِ اعجازِ صنعت

مولوی حکیم غلام محی الدین مشہور بہ "زینتِ رقم" از لاہور بہ نہم ماہ ربیع الاول  
 ۱۳۲۵ھ حاضر شد و از حاملِ اعجازِ صنعت یک نسخہ پیش کرد۔ حضرت  
 ایشان تحریرے در بیان اوقافِ قرآن مجید بہ فارسی و تحریر دیگر در وصفِ حاملِ شریف بہ اردو ایشان  
 را دادند۔ تحریر اول کہ در بیان اوقافِ کلامِ الہی است در فصل اول بر صفحہ صد و بست و شش نقل  
 شدہ، مفہوم تحریر دوم درج ذیل است۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مُحَمَّدٌ وَّ نَصَلَّتْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ۔ سبحان اللہ کلامِ الہی چہ بحرِ خفایت  
 کہ صنائع و بدائع را حد و عدیبت، غواصانِ بحرِ لطائف و نکاتِ غواصیہا نمودہ اند و ہر یک از ایشان  
 در بے مثال بر آوردہ کہ از صفا و لمعان آن در چشم بصیرت خیرہ ماندہ است ہر صنعتِ کلامِ الہی بر  
 اعجاز و بے برہانے است، وَلَا رَیْبَ هٰذَا هُوَ شَانَ کَلَامِ اللّٰهِ، و درین ایام کہ حاملِ اعجازِ صنعت،  
 دیدہ شد، دلیل تازہ بر اعجازِ کلامِ الہی بہ نظر آمدہ۔ و شکے نیست کہ حاملِ شریف بے مثال و بے عدیل است  
 و حکیم صاحب آنچه از ثنا و صنعتِ حاملِ شریف در اشتہار خود بیان کردہ است، ہمہ درست مطابق  
 واقعہ است، صنعتے را کہ حکیم صاحب ظاہر کردہ تا این زمان نہ کسے شنیدہ بود نہ دیدہ بود۔ امرے کہ  
 باعث مسرت گشتہ این است کہ در این چنین زمانہ ادبار ہم پروردگار جل شانہ و عم احسانہ را بندگان  
 اند کہ ایشان را با کلامِ پاک و بے جل شانہ بہ نوعی دلسوزی و محبت است کہ سالہا سال محنتہامی  
 کشند تا اظہار یک صنعت نو نمایند۔ مسلمانان را شاید و باید کہ قدر و منزلت این تحفہ نایاب کنند۔  
 اجازتِ طریقت | بہ مولوی عبداللہ ولد مولوی عبدالحق قوم علی زی درانی قندھاری مرحمت

نرمودند: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِهِ الدِّیْنِ اِصْطَفٰی وَبَعْدُ فَيَقُوْلُ اَبُو الْخَيْرِ  
عَبْدُ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الدِّیْنِ الْعُمَرِيُّ الْاَحْمَدِيُّ اِنَّ الْاَخَ الْاَعَزَّ الْكَاْمِلَ الْعَالِمَ الْعَارِفَ الْفَاضِلَ صَاحِبَ الْاَسْرَارِ  
الْعَلِیَّةِ وَالْاَنْوَارِ الْبَهِیَّةِ الشَّیْخَ عَبْدَ اللّٰهِ الْقُنْدَ هَارِیَ سَلَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی قَدْ اَسْتَفْلَ عِنْدِی بِاشْفَالِ  
الطَّرِیْقَةِ الْاَحْمَدِیَّةِ وَتَاَذَبَ لَدِیْ بِاَدَابِ تِلْكَ السَّادَةِ السَّنِیَّةِ وَدَخَلَ بِوَاسِطَتِیْ فِیْ اَهْلِ  
السَّلْسِلَةِ الْبَهِیَّةِ بِالتَّوَجُّهَاتِ الْخَاصَّةِ فِیْ مُدَّةٍ یَسِیْرَةٍ اِلٰی نِهَایَةِ الطَّرِیْقَةِ الْاَحْمَدِیَّةِ فَصَارَ  
اَهْلًا لِلاْرشَادِ فَاجْزَتْهُ بِاجَازَةٍ مُطْلَقَةٍ یَدُهُ كَیْدِیْ فَهُوَ خَلِیْفَتِیْ بَارَكَ اللّٰهُ فِیْمَا اَعْطَاهُ وَجَعَلَهُ  
لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا، اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِیًا مَّهْدِیًّا وَكُنْ لَهُ حَافِظًا وَنَاصِرًا وَمُعِیْنًا وَكَفِیْلًا بِرَحْمَتِكَ  
یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ بِحَبِیْبِكَ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَاَوْصِیْهِ بِاتِّبَاعِ  
السُّنَّةِ السَّنِیَّةِ، وَالْاجْتِنَابِ عَنِ الْبِدْعَةِ غَیْرِ الْمَرْضِیَّةِ، وَتُحْبَةِ مَشَائِخِنَا الْكِرَامِ وَالْاِقْتِدَاءِ  
بِهَدٰی یَهُمْ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا وَدَوَامِ الْاِسْتِغَاثِ مَعَ اللّٰهِ سُبْحٰنَهُ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی، وَوَصٰی بِهَا اِبْرٰهَیْمَ  
بَنِیْهِ وَیَعْقُوْبَ یَا بَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اِصْطَفٰی لَكُمْ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ، وَصَلَّى  
اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ، رَقْمُهُ بِیْدِهِ اَبُو الْخَيْرِ الْاَحْمَدِیْ، حُرِّرَ بِاَمْرِ الْقُرَى یَوْمَ  
الْجُمُعَةِ سَادِسَ عَشْرٍ مِنْ ذِی الْحِجَّةِ الْحَرَامِ سَنَةِ ۱۳۰۲

ابو الخیر احمدی

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله محمد، عبد الله ابو الخیر فاروقی اجازت  
**اجازت دلائل** دلائل الخیرات از حضرت قبله گاهی ارشاد و هدایت پناهی حضرت شاه محمد عمر  
ذکره الله بالخیر ورحمه ورضی عنه، دارو عن والده القطب الربانی الشیخ احمد سعید عن الشیخ  
عبد الغزیز عن والده الشیخ ولی الله عن الشیخ ابی الطاهر عن الشیخ احمد التخلی عن السید عبد الرحمن الادریسی  
الشهیر بالمحجوب عن ابیه السید احمد عن جده السید محمد عن ابی جده السید احمد عن مؤلفه السید محمد بن سلیمان  
الجزولی، زاد الله فی دمرجاتهم وفاض علینا من بركاتهم. جان محمد جبرانی را اجازت خواندن  
دلائل الخیرات دارم وصلى الله على خير خلقه محمد وآله والحمد لله رب العالمين. چهارشنبه  
۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۹ هجری خاقان شریف مجدوی۔

به ماه ربیع الاول ۱۳۲۵ هجری دبائے طاعون ظاهر شد بعض مخلصین میرٹھ بہت  
**نصیحت نامہ** حضرت ایشان عریضہ ارسال کردند و طالب دعا شدند حضرت ایشان درج  
ذیل نصیحت نامہ نوشته بہ مولوی سید عبد الجلیل دادند تا بہ مخلصین بنویسند۔

پریشانی و جزع کردن بے سود است، اگر کسی را اجل رسیده است۔ بیج کس آن را برائے



یک ساعت نہ می تواند کہ موخر کند، و اگر کسی را وقت نہ رسیدہ است ہرچہ کند نہ خواهد مرد، پروردگار فرمودہ است۔ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَنْقِذُ مَوْتًا۔ این حکم برائے ہر زمان و ہر کس است، کثرت اموات بود یا قلت، ہیچ تفاوت نہ می کند، شمایان را باید کہ بہ استغفار و تلاوت و نماز و خیرات و اعمالِ صالحہ با حضور قلب و خشوع و خضوع خوب مشغول باشید، از منہیات تو بہ کنید، اگر در ادائے زکات تقصیر واقع شدہ بہ صدق دل نیت تکمیلش کنید و کسانے کہ استطاعت دارند، ادا کنند، شمایان را باید کہ یک دیگر را معاونت کنید و ہمدرد یک دیگر باشید۔ اگر کسی وفات یافتہ است و چیزے وصیت کردہ است باید کہ وصیتش را بہ جا آرید، کسی نہ گوید کہ خود من مردنی، ہستم من وصیت دیگر را چہ کنم۔ از چنین خیالات فاسدہ احتراز کنید۔ ہر یک بہ وظیفہ و طاعات مصروف ماند، و در حال صحت وصیت نامہ نوشتہ نگاہ دار، لازم نیست کہ طاعون برائے ہر یک عقوبت باشد، در زمان امیر المؤمنین خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ طاعون بودہ است و جمعے از صحابہ کرام درین مرض وفات یافتہ است رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ برائے نیکو کاران این موت موجب رحمت و شہادت است۔ بر فعل خدا راضی باشید۔ اخیار و امانت کار خدا است، کسی را بارے دم زدن نیست۔ بہ دل و جان راضی بہ حکم دے تعالیٰ باشید۔ والسلام علیکم۔

**نصائح** حضرت ایشان چند افراد را درج ذیل نصائح در مکتوبات خود نوشتہ اند۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ اند کہ می گوید اللہ تعالیٰ لے فرزند آدم از ہمت و مشاغل دنیا برائے عبادت من فارغ و خالی شو۔ من پر کم سیدہ ترا بہ غنا و بے نیازی از خلق و بند کم را و فقر و احتیاج ترا بہ خلق، و اگر فارغ نہ شوی برائے عبادت من پر می کم دست ترا بہ اشغال گوناگون و بر نہ بندم و دور نہ کنم احتیاج ترا، مشکات در کتاب الرقاق از احمد و ابن ماجہ این حدیث را نقل کردہ، برائے نصیحت گرفتن و دستور العمل خود ساختن این حدیث کافی است۔ و در باب استتباب المال و العمر للطاعة از ترمذی و ابن ماجہ نقل کردہ کہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ: "زیرک و فرزاند کسی است کہ محاسبہ کند و زبون گرداند نفس خود را و کار کند برائے ما بعد موت و احمق و نادان کسی است کہ پیر و گرداند نفس خود را ہو اے نفس را یعنی ہرچہ نفس از محرمات طلب کند ویرا بدہد و از عقبی بے خبر ماند و با این نافرمانیہا توقع دارد از اللہ تعالیٰ حَسَنی را یعنی پروردگار ازوے راضی گرد و دو می بخشد" لے عزیز تمینات را بگزار۔ اگر شب در روز خواہش مال و متاع کنی و عمل وسی نہ کنی ہیچ نہ خواہی یافت۔ و ہرچہ کنی ثمرہ آن بانی۔

شب و روز در طلب دنیا مصروف مانی و توقع داری کہ مراتب اہل دین را در یابی۔ ہیئاتِ ہیئات۔  
فلاح عاقبت نہ بر اُمینتہاے شمایان موقوف است و نہ بر اُمینتہاے اہل کتاب، بلکہ موقوف بر عمل  
است، ہر آن کس کہ عمل بد کند جزاے آن دریا بد۔ بہ جز پروردگار کسے را معین و مددگار خود نہ یابد،  
و آن کس کہ کارے نیک کند، مرد باشد یا زن، دوے ایمان ہم آورده باشد، این گونه افراد داخل  
جنت خواہند شد و برایشان قدر ذرّہ عدوان نہ خواہد شد، این بیان آیت شریفہ است کہ برے  
شمایان کردہ شد۔ بزرگان ما گفتہ اند۔ ولے کہ گرفتار غیر است ازو توقع چہ خیر است، شاہ ولی اللہ  
در تالیفے نوشتہ اند کہ بزرگے بہ دیگرے گفت این شعر را از ما یاد گیرید۔

کارے نہ ساختیم و دمیدن گرفت صبح حرفے چراغِ خانہ بہ افسانہ سوختیم

ولو شتر اند | من التفت بین یدی الشیخ یمیناً و شمالاً اولم یحضر ذہنہ فقد نسب الی سوء الأدب،  
اربابُ النفوسِ امواتٌ، واصحابُ القلوبِ احياءٌ، اصحابُ النفوسِ قد انفصلوا، و اربابُ القلوبِ  
قد اتصلوا، لعمری ان الفقراء قطعوا المراحل، وبلغوا المنازل، ووجدوا ما طلبوا، و سکنوا فی مقعد  
الانسِ باللہ، لعمری ان الفقراء اهلُ اللہ۔ التوکلُ ترکُ طلبِ الرزقِ، التوکلُ قطعُ الاسبابِ مع  
اطمینانِ القلبِ بغيرِ الترددِ، التوکلُ کمالُ الدینِ و هو محضُ الایمانِ و امرُ الدینِ و خصلةُ الاقویاءِ  
یا عبد اللہ کُن اضعفَ العبادِ و لا تکن صاحبَ النخوةِ و العنادِ، و طأ طأ رأسک تواضعاً للانامِ عیشُ  
مسکیناً فقیراً و لا تعیش محتشماً امیراً، و اخدم المشائخ و الفقراء و اترك الأغنیاء و الأمراء، من  
ماتت نفسُهُ فی الدنیا فهو لا یموتُ مرّةً اخرى، طوبی لمن قام فی الاسحارِ و اشتغل بالصلاة  
و التلاوة و الاستغفار، ان افضل الاذکار التہلیل۔ (زرین اقوال رابر صفحہ ۳، ملاحظہ کنید)

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تو ازید

جو انان سعادت مند پسند پیر وانا را

مکتوب اول بہ عربی :- بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی  
عبادۃ الذین اصطفی۔ من عبد اللہ ابی الخیر الی اخیه و جیبہ الصالح

مکاتیب مبارکہ

الفاضل زاد اللہ تعالیٰ فی صلاحہ و فضلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، فانی احمد الیک اللہ الذی لا  
الہ الا هو و اصتی و اسلم علی سیدنا و سید الاولین و الآخرین محمد عبیدہ و رسولہ و بعد فقد  
وصلت الہدیۃ مع المکتوب بصعبۃ مٹلاشاة و فرحت بذلك و أتوجه لکم کل یوم و لکن  
اجباناً اری المحب مسدّ ولّة فیتعسر وصول التوجه الیکم و کثیراً اری المحب بحمد اللہ مرفوعۃ

فسری البرکات الیکم بسهولة ومن بعد هذا الملتوب اشروعوا في النفي والاثبات مقدرا جسمائة  
مرة بحبس النفس تدريجا مراعيًا للوتر، وفي المراقبة الأحديّة وهي عبادة عن انتظار الفيض من  
الذات اللتي هي موصوفة بجميع صفات الكمال ومنزهة عن جميع النقائص والزوال وهو مفهوم  
اسم الجلالة، وحين المراقبة لا يقصد الذكر ولا الرابطة بقصد هابل يكون مستغرقا في الانتظار  
المذكور بمقدار ساعة كاملة، وأتوجه لكم بعون الله الوهاب في ذلك، وبلغوا سلامي الى حضرة  
الرسالة، سلام عبد ذليل عاجز الى سيد عزيز كريم، ثم الى ضجيعيه المكرمين، ونسخة صحيح  
البخاري في عشرة اجزاء ارسلوها الينا بيد ابي مسلم او غيره بالحفاظة فقد شرعنا تدريسها  
ونحتاج اليها، يعرفها ملاً صفر وعبد الستار افندي، وبلغوا سلامي اليهما والى المحبين و  
اوصيهم بتقوى الله فان الله يحب المتقين، وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعين  
والحمد لله رب العالمين -

مکتوب سوم به فارسی به حضرت الاستاذ مولانا سيد حبيب الرحمن کاظمی بسم الله الرحمن الرحيم  
جناب مولوی صاحب مخدومنا الاعظم، بعد ادائے ماوجب علينا من التحیات والتسليمات عرض  
آن کہ ”خیر جاری“ به مدینہ منورہ فرستادہ شد و نزد احقر بیچ شرح بخاری به جز قسطا فی نیست  
ونسخہ نفحات شریف کہ از جناب مستعار آورده بودم به صحابت حامل رقمہ مرسل است، والتسليم  
احقر ابوالخیر عبد الرشید بن عمر غفی عنہما

مکتوب سوم به فارسی - بسم الله الرحمن الرحيم - الحمد لله وسلام على عباده الذين  
اصطفى - حق سبحانہ این دوران کار را و آن عزیز ملا عبدالحکیم صلاح آثار را از جمیع مرادات بلکه از صفت  
ارادہ ہم تہی سازد، بیچ ہو سے و آرزو سے بجز اوسجانه در دل نہ ماند، بندہ را بہ ارادہ چہ کار بہ قدر توانند  
وظائف بندگی ادا نمایند، حامل رقعہ عبد الرحيم کولابی خادم مرحومی ملا شاہ است، آرزوئے زیارت و ضہ  
مطہرہ کردہ، باعث تحریر این سطور شد، عرض غلامی ازین امیر ہوا و ہوس بہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بہ ہزاران ادب نمایند و تحیہ صلاۃ و سلام بہ صد تعظیم نمایند  
بس بود جاہ و احترام مرا یک علیک از تو صد سلام مرا  
حضرت قبلہ عالم جناب مرشد م قدس سرہ السامی می فرماید -

شده تی تو مسخ و بیجان بنشین بہ قرب انسان  
بکن اقتباس عرفان کہ شوی تو قابل آن  
کہ روز فیض یزدان بہ تن تو جان ایمان  
توغریق بحر عصیان چہ روی بہ کوئے جانان

سگ ترشده بہ باران بہ حرم چہ کار دارد

بزرگے دیگر می فرماید

بہ زمین چو سجده کردم ز زمین ندا برآمد کہ مرا خراب کردی تو بہ سجده ریائی  
 لِأَنَّ لَهْدِي دَبِي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ - يَا رَسُولَ اللَّهِ حَيْثُمْ رَحِمْتَ بَلْكَاشَا سَوَيْتَ مِنْ أُنْدَا لِنَقْطَرُ  
 سلام علیک و علیٰ ضعیبیک ابی بکر و عمر، و علیٰ خادمیک سعید و عمر، رحمہم اللہ سبحانہ۔ ابو الخیر عبد اللہ  
 مکتوبات چہارم بہ فارسی۔ بہ مولوی عبدالعزیز سرہندی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد  
 للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ حق سبحانہ این دو را از کار و آن عزیز صلاح آثار را از جمیع مرادات  
 بلکہ از وصف ارادت نیز تہی سازد کہ بندگی و صف ارادت را بر نہ تا بد، مراد خود خواستن منع مراد حق سبحانہ  
 کردن است، باید کہ ساحت سینہ از ہمہ مرادات و آرزو ہا خالی بود و ہیچ ہوسے و بایستے جز حق سبحانہ نہ ماند  
 ع در تو یک یک آرزو بلیس تست۔ اہل اللہ برائے دفع مرادات اہتمام تام در زوال صفت ارادت  
 می نمایند و علاج استیصال آن می فرمایند کہ تا صفت ارادہ در بندہ است، وجود مرادات متصور است،  
 چون صفت ارادت منفی شود حضور مرادات متصور نہ باشد۔ ع این کار دولت است کون تا کرار سد۔  
 در ہنگام فنائے لطیفہ ثانیہ پر توے از اشعہ جمال این سخن سایہ می اندازد و حقیقت فہم این معاملہ منوط  
 بہ حصول مقام رضا است، او سبحانہ این پس ماندہ را ہم شربے ازان ازانانی دہد۔ ع با کریمان کار ہا  
 دشوار نیست۔ سلوک طریق اولیا کار ہر بے سر انجام نیست، فرمائش بر خدا کردن ہر کسے می تواند،  
 قیوم عالم، قطب اعظم، امام کبار، مجدد ہزار قدس سرہ بہ فرزندان و خلفائے خود در ہنگام محبوس شدن  
 بہ قلعہ گویا رچہ تاکید ہا کردہ اند و در نفی مرادات چہ قدر مبالغہ فرمودہ، سہ جلد مکتوبات قدسی آیات  
 ملو و مشحون است۔ اِنْ شِئْتَ فَرَا جِعَ إِلَيْهَا۔ مکتوب آن عزیز رسید، حق سبحانہ و تعالیٰ بہ استقامت  
 دارد، از تغیر محفوظ دارد، حقیقت معاملہ ہر چہ بُود وَا نُمُود، وقت ظہور محن و بلا است، زمانہ اخیر است۔  
 ہر قدر تو انند در نفی مرادات کوشند باشد کہ بہ حقیقت فنا مشرف شوند، و برائے این دور افتادہ نیز  
 دعائے کردہ باشند و بہ دوستان طریقہ سلام رسانند والسلام تحریر پنجم صفر ۱۳۰۳ھ از مکہ معظمہ، قریب  
 باب عتیق۔ از اہل حلقہ سلام خوانند، پیر جی حسین شاہ و حافظ امیر اللہ و محبوب بخش و حاجی حسینی حاجی  
 عبد اللہ و محمدی شاہ و پیر محمد و امام بخش و عبدالرحمن و قلی و حملہ برادران بہ دعا مخصوص اند، والسلام  
 علی من اتبع الہدی۔ بہ میان تو کل شاہ، و میان عبدالخالق و حسن محمد و سوندھے شاہ سلام رسانند  
 و صحت و سلامتی ایشان را نویسند۔

**مکتوب پنجم** بہ اُردو، بہ حافظ امیر اللہ، مسجد شریف مولوی امین الدین، محلہ غلزیان، مقام سرہندی، پنجاب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از ابوالخیر عبداللہ برادرانِ طریقت حافظ امیر اللہ و عمر بخش را سلام و دعا رسد۔ دو خط نمایان رسید، احوال معلوم شد، ذکر اسم ذات با حضور دل از ہر لطیفہ بکنید، بہ غفلت ذکر نہ کنید۔ تمام کردنِ مشبوحہ مقصود نیست (تمام نہ اگر بہ غفلت بود مقصود نیست) رابطہ ہر وقت کردہ باشید، قدرے مراقبہٴ احدیت بہ غیر ذکر ہر روز باید کرد۔ وہ نوعی کہ شمارا تعلیم دادہ شدہ است نفی و اثبات با مجلس دم ہر روز ضرور بکنید، جلس دم بہ این اندازہ نہ کنید کہ شمارا تکلیف و زحمت شود۔ در ذکر شریف خواہ از اسم ذات بود، خواہ از نفی و اثبات، بازگشت ضروری است یعنی بعد از وقفات بگوئید۔ الہی مقصود من توتی در رضائے تو، معرفت و محبت خود بہ من عطا کن۔ ذکر شریف بہ وجہ بکنید کہ اثرش ظاہر شود گریہ آید، در ذوق و شوق و محبت خدا اضافہ شود، از مردمان نفرت پیدا شود۔ از جانب من در حضور حضرت امام و حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم) و حضرت سلطان الاولیاء شیخ سیف الدین سلام عرض کنید و بگوئید کہ امیدوارم توجہ و دعائے شامی باشم، جمیع مہمان را سلام برسد، عمر بخش اگر می خواہد ختم مجددی بخواند، اما ہر چہ خوانید بہ حضور دل خوانید والسلام محرمہ دوم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۹ھ از رامپور۔

**مکتوب ششم** بہ اُردو نیز بہ حافظ امیر اللہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از غلام حلقہ بہ گوشِ عمرہ فقیر ابوالخیر عبداللہ احمدی، برادرِ طریقت سعادت مند حافظ امیر اللہ، بہ عافیت باشند۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مطالعہ نمایند، خط شمار رسید و احوال معلوم شد، احوال برادرانِ طریقت خود را چرانہ نوشتید، احوال خود را ہم بہ وجہ خوب نہ نوشتہ آید کہ ذکر شریف چہ قدر و مراقبہ چہ قدر می کنید، در وسوس و خطرات کمی است یا بیشی، مطلع سازید، بر روضہ مبارکہ حضرت رسیدہ از جانب این غلام احترامات و تسلیات عرض کردہ بگوئید کہ این غلام را باز بار دہید کہ برائے چند روز بر آستانہ عالیہ حاضر شود۔ بعد از عرض کردنِ مراقبہ کنید و آن چہ بر شما ظاہر شود تحریر کنید، قصد دارم کہ باز بہ عتبہ بوسی مشرف شوم، مولوی عبدالعزیز چہ حال دارند۔ بار دیگر آمدن ایشان بہ سرہندی شریف شدہ یا نہ۔ پروردگار ما را دخترتے عنایت کردہ بود پنج ماہ پائید و رحلت کرد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ والسلام تحریر روزِ شنبہ دوازدهم ذی القعدہ ۱۲۹۹ھ از رامپور متصل قلعہ نواب صاحب۔

مخفی نہ ماند کہ مولوی عبدالعزیز سکونت در پٹیالہ داشت، وے مرید شاہ امین الدین نانوتوی است کہ خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ بودہ۔ مولوی عبدالعزیز از حضرت ایشان نیز استفادہ کردہ

رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

مکتوبت مفتتم بہ فارسی بہ مولوی عبداللہ علی زئی ڈرانی قندھاری۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔  
الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ۔ مکتوب مرغوب برادر عزیز مولوی عبداللہ قندھاری  
کہ بہ کمال محبت فرستادہ ہو ورسید۔ بَارکَ اللہُ فی عُمُرِکُمْ وَعِلْمِکُمْ دَرُشِدِکُمْ وَاِرشَادِکُمْ وَجَعَلْکُمْ اِمَامًا  
لِلْمُتَّقِیْنَ هَادِیًا مَّهْدِیًّا وَکَثْرًا مِّثَالِکُمْ۔ ہمت بلند دارند و بہ ماتوجہ باشند ان شاء اللہ تعالیٰ ترقی  
کثیرہ خواہند نمود، و بہ تکرار کلمہ طیبہ و تلاوت قرآن مجید و نماز بہ طول قنوت راغب، دل خواہان ترقی  
شما است و بہ شما متوجہ است، مطمئن باشند، در رجب بہ مدینہ منورہ حاضر شدہ ام و بہ عنایات  
بے غایات مشرف، کسے ہم مشرب و ہم جنس نیست الاقلیل، زیادہ طاقت تحریر نیست۔ نیک عالم  
بہ مبہنی رفت، ما را دشنام می دہد و بد می گوید حَسْبُنَا اللہُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلٌ۔ می باید دید و دم باید زد۔  
وَلِیَّتْکَ تَحْلُو وَالْحِیَاةُ مَسْرِیْرَةٌ وَلِیَّتْکَ تَرْضٰی وَالْاِنَامُ غَضَابٌ

بعض برادران ترقی با کرده اند، استقامت و تسلیک در ترقی است، الحمد لله، شیخ  
عبداللہ بن اجازت تعلیم یافته بہ ملک خود "بلغار" رفتند، مولانا مختار مخدوم سمرقندی اجازت یافته مقیم  
مکہ معظمہ اند، شیخ محمد حسن جوان خوش استعداد است، ظاہر البغد چندی مشرف بہ اجازت شود، احوال  
سرگرمی حلقہ و تعلیم باطن و ظاہر نہ نوشتید، پارہ از وقت دران ہم صرف کنید، وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ  
الْهُدٰی۔ تحریر ۱۵ محرم ۱۳۰۴ھ از مدینہ منورہ۔

مکتوبت مشتتم بہ فارسی نیز بہ مولوی عبداللہ قندھاری۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد لله  
وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ۔ انھی اعزّی معارف آگاہی ازین فقیر سلام و دعوات طیبات  
مطالعہ فرمایند و یک دم غفلت را بہ خود راہ نہ دہند، گاہے از گلستان عالم امری گل چینی کنند  
و گاہے در بحر محبت نفس را پاک کنند۔

قدمے ز وجود خویش فانی رفتہ ز حروف در معانی

گاہے عناصر را از انوار باطن مشابہ ملک کنند و گاہے مشت خاک را ہم رتبہ فلک کنند  
ہمت را بلند دارند و سر خود را پست، نماز بہ طول قنوت و تلاوت قرآن مجید لازم است، مکتوب  
مرغوب ایشان رسید، واقعی در عروج سالک را متوسم می شود کہ از مشائخ بلند تر رفتہ ام، تحقیق آن  
در مکتوبات شریفہ موجود است، فقیر ہر وقت متوجہ کمال شما است، برائے شفائے امراض ہم دعا با  
نمودہ شد۔ والسلام علیکم وعلی من لدیکم۔ تحریر ششم صفر ۱۳۰۴ھ از مکہ مشرفہ۔ قریب

باب عتیق۔

مکتوبِ نہم بہ فارسی بہ اسماعیل بن عبدالرحمن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ محبت آثار، سعادت اطوار، اخلاص شعار اسماعیل بن عبدالرحمن ازین حقیر دعوات طیبات مطالعہ فرمایند، مکتوب شمار سید، در وقت مطالعہ اش آثار محبت بلکہ خلوص مودت مفہوم شد۔ اللہ سبحانہ الحمد و المنة علی ذلک کثیراً لانه اعظم النعم و اساس الایمان، حق سبحانہ استقامت بران عنایت کند، بشری لکم۔ و کتاب مستطاب نیز رسید، سبحان اللہ عجیب کتاب است، ساہا است کہ حقیر مشتاق زیارت آن بود، بہ سبب شما بہ سعادت مطالعہ اش سرفراز شد، نسبت غلامی کہ این حقیر را بہ قرآن شریف است، ہر چند نہ می گزارد کہ بہ کلام کسے ذوقین شوم۔

آن را کہ در سرانے نگار بیت فاغ است از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

اما در تصوف قدیم در مدح این کتاب لَمْ یَصْغَفْ مِثْلَهُ گفتن روا است۔ چہار ڈوبہ سکر نیز رسید در استعمال حقیر بہ کار نیامد کہ نفاستش از ابوالمعتین بسیار کم است، شاید بہ کار دیگر صرف شود۔ باقی حاجی ایوب را بگویند کہ نو میدنہ شود و متحیر ہم نہ گردد کہ چہ کنم، ظاہر و باطن را یکسان کند و طالب زیادتی اخلاص و محبت بہ طریق استقامت باش۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ۔ و در گفتار و کردار تقوی را شعار خود سازد۔ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ۔ ایوب ثانی خود را چہر است می کند و قدم استوار بہ راہ حق نہ می گزارد و طیب و یعقوب را ہم تذکرہ کنید اگر ہیچ نہ تواند رشتہ محبت را قوی کند، اے عزیزان، فرصت غنیمت است۔ هَلَاکَ الْمُسُوْخُوْنَ۔ باقی احوال مستوجب حمد کثیر است۔ زیادہ از یک سال است کہ از خانقاہ شریف قدم بیرون نہ نہادہ ام، دروازہ ملاقات مردم بالکل مسدود شدہ است، دوسہ خادم ولایتی، یک نیم ہندی بہ مشقت تمام ماضی می شود، طالب خدانیت الا آثار اللہ۔ از آمدن مردم بے مزگی می شود، بہ دعا یا دوارند کہ عزیز در عالم کسے نیست و چیزے نیست کہ مرادوق دہد، بہ جز خلوت من سلوک ساکنان و جذبہ مجربان را درون حرم دل من بار نیست، خود در فہم عنایتے کہ بر من است قاصر م، بہ دیگران چہ رسد۔ وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ تھذیباً بنعمتہ اللہ بہ شما نوشتم کہ دوست باشید و فہم کنید۔

من اگر زدم و گر شیخ چہ کارم با کس حافظ راز خودم عارف وقت خوشتم  
والسلام علیکم اجمعین۔ روز جمعہ ششم جمادی الآخرہ سال یازدہم از ماہ چہار دہم۔

مکتوب دہم بہ اُردو، بہ عبدالرحیم بن عبدالکریم متوطن ڈیبائی از توابع بلند شہر بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از ابوالخیر احمدی برادر طریقت میان عبدالرحیم منصرم محکمہ پیمائش سلمہ اللہ تعالیٰ را بعد سلام مسنون معلوم باد، ہر دو مکتوب شمار سیدند الحمد للہ سبحانہ کیفیتے کہ در اخیر نوشتہ بودید کہ فیض معیت بہ تمام بدن محیطی شود، بسیار خوب است، اگر شاہ بہرام از فادان حضرت خواجہ احرار قدس سرہ اند، از سلسلہ ماہستند، حربے نیست اگر نزد ایشان نشستہ بہ مراقبہ مشغول شوید۔ از سہ ماہ منشی رفتہ است لہذا در تحریر جواب تاخیر می شود، بعد مغرب متوجہ فیض باشید، ان شاء اللہ تعالیٰ در فیض ترقی خواہد شد۔ بہ دعائے خیر مرا ہم یاد دارید والسلام روز جمعہ ہر دہم ذی القعدہ از ماہ چہار دہم۔

مکتوب یازدہم بہ اُردو نیز بہ عبدالرحیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از عبداللہ ابوالخیر احمدی۔ محبت آثار میان عبدالرحیم بہ عافیت و استقامت باشند، مکتوب مرغوب رسید، از مضامین مندرجہ آن خوش وقت شدیم، وقتی کہ معیت بہ کمال می رسد و از انجا ترقی می شود لطیفہ نفس را تربیت می فرمایند۔ کشف شما درست است۔ مع ہذا ہنوز مدتی بہ معیت مشغول مایند کہ معیت مقام ولایت صغریٰ ہست درین موطن از ظلال اسما و صفات الہیہ حصول فیض می شود، ہر قدر کہ در معیت بختگی آید، همان قدر در سلوک مضبوطی خواہد بود۔ در معیت قلب را فنا حاصل می شود بلکہ اجازت مفیدہ نیز عنایت کردہ می شود، بعد از مغرب بہ ما متوجہ باشید، اثر توجہ خواہد رسید، والسلام تحریر روز شنبہ سیزدہم ذی الحجہ از ماہ چہار دہم۔

مکتوب دوازدهم بہ فارسی نیز بہ عبدالرحیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از فقیر ابوالخیر احمدی کان اللہ برادر عزیز منشی عبدالرحیم سلمہ اللہ تعالیٰ سلام خوانند۔ مکاتیب شما ہمہ رسیدند۔ الحمد للہ۔ اثر توجہات بہ شامی رسد۔ این از نعمتہائے الہی است، اوقات خود را بہ طاعات و اذکار و تلاوت و مراقبات مشغول دارند و غالی نہ باشند۔ در رابطہ بسیار کنند۔ وقائع شما اکثر نیک اند، از فنائے لطائف نوشتہ بودند، الحمد للہ تعالیٰ۔ توجہ بہ شما کردہ می شود، خصوصاً وقتی کہ مکتوب شامی رسد۔ زیادہ تر باعث فیض بہ شامی شود۔ از جواب نہ نوشتن دل تنگ نہ باشند، منشی درین وقت کسے نیست و فقیر را فرصت کم، مجملًا این قدر بدانند کہ دروازہ فیض بمنہ تعالیٰ کشادہ شدہ است، این نعمت الہی است والسلام از مولوی عبدالغنی



دیار محمد خان سلام خوانند، درین شهر از رمضان شریف دبائے ہیضہ سبب ابتلا رشتہ است، دعا کنند کہ اللہ تعالیٰ مسلمانان را توفیق توبہ و عبادت دہد والسلام۔ تحریر روز شنبہ نہم شوال سال نہم از ماہ چہار دہم۔ از خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوبِ اسیر و ہم بہ فارسی بہ سید عبداللہ زواوی کہ فرزند سید محمد صالح بن عبدالرحمن زواوی خلیفہ وجانشین حضرت شاہ محمد مظہر قدس سرہ بودہ و تربیت اولاد پیر و مرشد خود کردہ۔ سید عبداللہ زواوی از پدر بزرگوار خود اخذ نسبت کردہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی، وَاِذَا اخَذَ اللّٰهُ مِیثَاقَ الَّذِیْنَ اٰتَوْا الْکِتَابَ لَتَبْتِیْنَنَّهُ لِنَاسٍ وَّلَا تَکْتُمُوْنَهُ۔ از عبداللہ ابوالخیر احمدی سیادت و شرافت دستگاہ سید عبداللہ سلام خوانند۔ الذین بالنصیحة مکتوب شمار سید آردون احمد (فرزند اکبر حضرت شاہ محمد مظہر) از حرمین شریفین و رسانیدن بہ رامپور از برائے حبیت، اگر برائے علوم ظاہریہ است پس در حرمین ہم میسر است، و اگر برائے اصلاح قلب و تزکیہ نفس و سلوک طریق اولیا، پس برائے این کار آردون فائدہ نہ دارد، بہ دل جان آمدن طالب شرط است۔ اگر در احمد شوق طلب است بہتر، باک نیست، و اگر این مفقود است، صبر کنید کہ حق سبحانہ او را شوق طلب این راہ عنایت کند۔ ولایت کار دنیا نیست کہ بہ عقل و تدبیر راست آید۔

دل اندر زلف لیلے بند و کار از عقل مجنون کن کہ سالک رازیان دارد مقالات خرد مندی دیگر آن کہ مولوی ارشاد حسین صاحب مرد نیک و لائق ہستند (متوفی بہ ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۱۱ھ) لیکن شب و روز ہمراہ احمد لودن نہ می توانند، البتہ با مردم دیگر مصاحبت خواہد شد، و اہل رام پور لائق مصاحبت نیستند، و احمد را ترک حرمین بر دل گران باشد۔ و با وجود گرانی دل، ہیچ کار نہ می تواند شد، نہ دینی و نہ دنیوی، خصوصاً شغل طریقہ، کہ گرانی دل ستم مہلک است درین راہ، شیخ غلام نقشبندیا کہے کہ با فہم باشد یا سید عماد الدین صاحب، شاید این تحریر فقیر را قدر کنند کہ بہ خلوص نیت ہر چہ بہ قدر عقل من بود نوشتم۔ احمد را دعا رسانند۔ این مکتوب کہ نوشتہ ام موافق مشرب خود نوشتہ ام۔ زمانہ سازی بہ من لائق نیست، و ہم با احمد محبت دارم، و مقتضائے محبت آن است کہ۔ یُحِبُّ لِاخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ۔ اگر موافق شما تحریر من باشد بہتر است ورنہ مرا معذور دارند والسلام تحریر بہت و چہارم ربیع الآخر جمعہ۔ از خانقاہ شریف۔

مکتوبِ چہار دہم بہ اردو بہ جناب محترمہ نجم النساء خواہر جد مادی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى۔ از جانب عبداللہ ابوالخیر بہ خدمت جدہ محترمہ منجم النساء سلام با احترامات مسنونہ کرام قبول باد۔ اولاً سوال از احوال مزاج شریف و باز از اشتغال بہ ذکر الہی و تلاوت منزل قرآن مجید و تصور شیخ و حضور دل و اسم ذات از بہر لطیفہ جدا جدا، لطائف عالم امر بہ اسم پاک گویا، استفساری نمایم۔ جدہ محترمہ ہوش دارید و در کار خود و در اعتقاد خود خوب محکم مایند۔ دولتے کہ پروردگار بہ شمار زانی داشته است آن را قلیل تصور نہ کنید۔ قدر این دولت را بزرگان دین می دانند۔ اگر درجات با ملاقات شدن شارا اللہ مزید تعلیم خواہم کرد، ورنہ بر بہین قدر قانع باشید۔ انتہی۔ عاجز ابوالحسن زید خیال دارو کہ این مبارک مکتوب از دہلی بہ مکہ مکرمہ رسیدہ تحریر فرمودہ اند۔

مکتوب ۱۱۱ پانزدہم بہ اردو بہ حفیظ الرحیم (بہ توسط نیاز احمد محمد صدیق ۲۷ پانی گھر۔ پلٹن گورہ۔ چھاؤنی دل کشا، لکھنؤ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب حفیظ الرحیم رسید اثر محبت ما این است کہ از تمام مکروہات و لغویات دل خادم متنفر بہ دینداری و پرہیزگاری راغب شود۔ اگر این کیفیت را حاصل کردہ اید پس فی الواقع شما خادم ما ہستید۔ و شما استفسار از خدمت کردہ اید۔ خدمت پیر و مرشد برائے خادم سعادت کبریٰ است۔ اما شرط آن است کہ مال پاک و نیت نیک داشته باشد۔ برائے خادم ما فرض است کہ بر فرائض قائم و از محرمات مجتنب ماند۔ اگر این دو امر در کسے نیست وے خادم من نیست۔ والدہ خود را نیز این کلام برسانید و تاکید کنید کہ دل را از وساوس پاک کردہ صبح و شام بہ ذکر شریف مشغول ماند۔ والسلام علیکم۔

مکتوب ۱۱۲ شانزدہم بہ اردو بہ مولانا سید امیر نواب بہاری کہ بہ خدمت حضرت شاہ احمد سعید رسیدہ بود و باز از فرزند کلان ایشان حضرت شاہ عبدالرشید قدس اللہ اسرارہما بیعت شدہ بود۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مہربان سید امیر نواب را بعد از سلام علیک معلوم باد کہ مکتوب شمار رسید و احوال معلوم شد۔ مکتوبے کہ پیشتر آمدہ بود جوابش فرستادہ ایم۔ امید است کہ رسیدہ باشد (بعد ازین حدیث شاد بن اوس نوشتہ اند و باز تحریر نمودہ اند) از تبرکات بزرگان ما بعض اوراق بہ دست ما رسیدہ اند۔ ما آن را زیارت کردیم کہ ہمہ پند و نصائح است، ازان جملہ است کہ حضرتے از دوستان خود استفسار کرد کہ کدام کس در راحت و آرام از دیگران بیشتر است۔ کسے گفت۔ آن کس کہ ایماندار است و ہم آسودہ۔ فرمودند اے عزیز۔ آن جسم را بیشتر راحت و آرام است کہ در قبر نہادہ است و از عذاب خدا مامون گشتہ۔ برائے پند گرفتن این دو سخن (حدیث مبارک و ارشاد حضرت)

کافی است۔ برائے برخورداران نصیر الحق والوار الحق زیارت کردن این مکتوب سودمند است و اگر ایشان نقلش برداشته نزد خود محفوظ کنند بہتر است، ممکن است وقتے آن را مطالعہ کنند و راہ درست را اختیار کنند۔

در باب سفر حرمین شریفین باز استفسار کرده اید۔ درین امر جائے شک ریب قطعاً نیست کہ بہ آن مبارک دیار رفتن و آن جا قیام کردن و در آن جا مردن از عمدہ سعادتہا است۔ مع ہذا امرے است کہ بیان کردنش از بس ضروری است۔ قاعدہ عمومیہ است کہ پیش از مردن انسان علیل می شود۔ آن وقت وے بے قراری شود و خواہش می کند کہ معالجے را پیدا کند و دوا بخورد، در آن دیار مقدسہ معالج وادویہ را فقدان است لہذا در صورت ناسازی مزاج خیالات فاسدہ بہ دل راہ می یابند۔ مثلاً من چرا بہ چین جائے آدم کہ نہ طبیب دارد و نہ دوا۔ ما برائے سردار دوا عالم صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ ایم، کسے از بد حالی ما رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم را خبر کند۔ و امثال این خیالات، و افرادے را کہ زندگانی بہ راحت بہ سر کردہ اند و دوا و دارو را عادی شدہ اند۔ این گونه خیالات بیشتر می آیند۔ و از چینین خیالات فاسدہ در ارتباط مع اللہ بے حلاوتی و در قوت ایمان کمزوری پیدا می شود۔ بنا برین من شمارا چہ نو لیم۔ البتہ اگر کسے از اصحاب عزیمت باشد کہ ہرگونہ شدائد و آلام را بہ طیب خاطر و سکون دل برداشت کند برایش بہ آن دیار مقدسہ رفتن و قیام کردن بسیار خوب است آ تا این گونه افراد کجا ہستند۔ انتہی ملخصاً۔

ما جز گوید سیادت پناہ امیر نواب راشوقش بہ آن دیار مقدسہ رسانید آ تا قصد ہجرتش ناتمام ماند و بعد از مدت قلیل بہ وطن مراجعت فرمود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مکتوب ہفدہم بہ اردو بہ مولوی کاظم حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی کاظم حسین را بعد از سلام علیک معلوم باد کہ بعد مدت مکتوب شمار سید خود من خیال داشتہم کہ شمارا مکتوبے ارسال کنم۔ از غفلت و حدیث نفس اگر رشتنگاری حاصل نہ شود تا ہم وظیفہ شریفہ کردن نعمت عظمی است۔ البتہ برائے ازالہ غفلت و حدیث نفس سعیہا باید کرد۔ ہر چہ از مساعی بہ ظہور رسد آن ہمہ داخل در جہاد فی سبیل اللہ است، حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ: ہر کہ تلاوت قرآن مجید بہ مہارت و حذاقت کند وے با فرشتگان عالی قدر است و ہر کہ در تلاوت قرآن مجیدی ماند و زبانش خوب روان نہ می شود و تلاوت بروے دشواری باشد اورا و اجراست۔ یکے اجر قرائت و دوم اجر مشقت۔ کجا مایان و کجا آن زمرہ فرشتگان، اگر مایان از اصحاب دوا جز شویم

زہے قسمت۔ و سبب غفلت و حدیثِ نفس این است کہ در طبیعت ما و شما تبتل و انقطاع الی اللہ نیست۔ با ذکرِ شریفِ پروردگار و فکرِ دنیویہ لاحق می باشد۔ و اے افسوس۔ پروردگاری فرماید۔  
 وَ اذْکُرْ اِسْمَ رَبِّکَ وَ تَبْتَئِلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا۔ و یاد کن نام پروردگار خود را و بہ سوئے او منقطع شو بہ انقطاعِ کامل۔  
 و امام ربانی فرمودہ کہ فائدہ ذکر بعد از اخلاص نیت و تخلیص امنیت حاصل می شود۔ و فرمودہ اند۔ گرسنگی باید تا ذکرِ شریفِ ان خود نماید، سیر آمدن و سیر رفتن فائدہ نہ دارد، و آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ۔ اے فرزند آدم خالی شو برائے عبادت من، پُرکنم سینہ ترا از بے پروائی و محتاجی ترا بندکنم و اگر توبہ این طور نہ کنی پس پُرکنم سینہ ترا بہ کلام فارغ و بے کار و محتاجی ترا بندکنم۔ این حدیث را امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ روایت کرده اند۔ مولوی کرامت حسین را از جانبِ اسلام برسانید۔ اوصافِ حمیدہ ایشان بہ من گفتہ شدہ بود، مثلاً کسے را بہ نگاہ بد نہ دیدن، و بر بندگانِ خدا مہربانی کردن و بر نماز و روزہ قائم بودن۔ ازین وجوہ ماہم از پروردگار برائے ایشان طالبِ حُسنی، ہستیم۔ چون کہ صحبت ایشان بیشتر بابے دینان است (حاکم بود) دعای کنیم کہ پروردگار ایشان را بر دینداری قائم دارد۔ پروردگار بہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام می فرماید۔ فَلَا یَصُدُّکَ عَنْہَا مَنْ لَا یُؤْمِنُ بِہَا وَ اتَّبِعْ ہَا فَتَرَدٰی۔ پس باید کہ باز نہ دارد ترا از بازداشتن آن کسے کہ ایمان نہ دارد بران و پیروی کرد خواهش خود را، آن گاہ ہلاک شوی۔ اگر مناسب خیال کنید این تحریر را بہ ایشان نشان دهید حضرت بلال، حضرت زید، حضرت سالم مع النخیر ہستند، از جانب ایشان بہ شما سلام برسد۔ در خانہ خود از جانبِ اسلام برسانید تا کید و دینداری بکنید و السلام تحریر روز یکشنبہ یازدہم جمادی الآخرہ۔

مکتوب ہشتردہم بہ فارسی بہ نام سید ماجد علی شاہ سر و ہنوی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم بکتوب سعادت آثار سید ماجد علی شاہ رسید۔ سعادت سلوک این حقیر از حضرت قبلہ گاہی، ارشاد پناہی، نائب خیر البشر حضرت شاہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ و رضی اللہ عنہ رسیدہ است، و اجازت و خلافت ہم از حضرت ایشان است۔  
 گر بر تن من زبان شود ہر موئے یک شکر دے از ہزار نہ توانم کرد

جزاہ اللہ سبحانہ عتی و عن المسلمین خیر الجزاء و شرف بیعت از حضرت جد ماجد شاہ احمد سعید قدس اللہ سرہ دارم و جد ماجد بشارت خلافت خاصہ بہ این حقیر عطا فرمودہ، چنانچہ در انساب الطاہرین حضرت والد آن را نقل فرمودہ۔ و جامع ترمذی از عم والد مولانا شاہ عبدالغنی خواندہ ام و اجازت عامہ بجمع مایجوز روایت بہ این حقیر عنایت فرمودہ اند۔ چنانچہ اجازت نامہ خاص و تخطی ایشان نزد فقیر موجود است۔ غرض این کہ واسطہ میان من و میان شاہ احمد سعید، حضرت شاہ محمد عمر اند (مفہوم شعر اردو) این

خانان فیوضاتِ عمر روشن شدہ است، در سینہ خیر از خود نور پیدا نہ شدہ۔ شمارا ذکر اسم ذات بہ کثرت مفید تر است، مقرر کردن تعداد مناسب نیست، ہر قدر تو انید بہ حضورِ دل این شغل شریف کنید یعنی ذکر اسم ذات ویوسف بخاری ہم شغل اسم ذات کند۔ مطالعہ تالیفات امام غزالی بسیار نفع دارد و قرآن شریف با ترجمہ ہم ہر روز قدرے لازم است۔ والسلام علیکم۔ تحریر روز جمعہ ششم شوال ۱۳۱۹ھ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب نوزدہم بہ اردو، نیز بہ نام امجد علی شاہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب سعادت آثار امجد علی شاہ رسید۔ استفسار از دوام کردہ۔ اولاً من در کتاب خواندہ ام کہ چون سالک بہ فنائے لطیفہ اخفی مشرف می شود ویرا محمدی المشرب می گویند۔ آیا این بیان درست است؟ جواب این سوال این است کہ سبق شما صحیح است۔ سالکے کہ از لطیفہ اخفی بہ نسبت دیگر لطائف بیشتر فیض یاب می شود، ویرا محمدی المشرب می گویند۔ و آن چه شما خواہش کرده اید کہ حق تعالی شمارا حافظ لطائف عشرہ بکند، خواہش لغو است۔ کسے لطائف را حافظ و قاری نہ می باشد۔ در کارخانہ باطن چون تجلی فعلی جائے می گیرد۔ یعنی آن چہ ظہورِ افعال در تمام عالم می شود آن ہمہ رافع فاعل حقیقی می انگارو، نہ تقلیداً بلکہ ذوقاً، آنگاہ سالک آدمی المشرب می گویند۔ این بیان از لطیفہ اولی است کہ دل از یاد خدا در بیچ حال غافل نہ می ماند، نہ در خواب نہ در بیداری۔ خیال کنید کہ سبق اول چه قدر دشوار است۔ سوال دوم نیز از قسم سوال اول است، وقتے کہ احوال مردم را قابل سبق اول نہ می یابیم، برائے طباعت کتاب چه گوئیم، برائے کدام افراد آن را طبع کنیم۔ اے عزیز از مسائل طریقت چه می گوئی۔ این مسائل را بالائے طاق بنہ و بن بگو کہ آیا از مسلمانان در یک ہزار افراد یک مسلمان بہ این کیفیت پیدا می شود کہ از روے مذاہب اربعہ وے مسلمان کامل بود۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ۔ تحریر دہم محرم ۱۳۲۵ھ۔ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب ہستم بہ اردو نیز بہ نام امجد علی شاہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امجد علی شاہ را بعد از سلام علیک معلوم باد، مکاتیب شمار رسیدند، بر آن کلام بے جا کہ از شما سرزودہ بود و اظہارِ ندامت کردہ اید، پروردگار کلام بے جا را کہ از ما و شما سرزودہ است بہ فضل و کرم خویش معاف کند ما خطا ہائے شمارا معاف کردیم۔ آئندہ چنین کارے نہ باید کرد کہ دل بزرگ خود را آزرده کنی۔ ہدیہ شما تنبیہ ہا و پس کردہ شد۔ احمد اللہ خان چہرا اظہار این قدر پریشانی کردہ است۔ حالانکہ از وے امرے بیجا سرزودہ است۔ شاید وے خیال کردہ کہ ما اورا بدگفتہ ایم۔ چون او کار بے جا نہ کردہ ما چہرا اورا بدگوتیم۔ و آن چہ شما از

پریشانی ملازمت خود و از ناکام شدنِ فرزندِ خود در امتحان و از نہ رفتنِ وے برائے تعلیم بہ انگلستان نوشتہ  
اید و خیال کردہ اید کہ این ہمہ از بدوعائے ما پیش آمدہ پس این خیال شما درست نیست۔ ما برائے شما این نہ  
بدوعا کردہ ایم و نہ گاہے خواہانِ خرابی و پریشانی شدہ ایم۔ این ہمہ خرابی نتیجہ اعمال شما و ظہورِ تحریرِ ازل  
نوشتہ تقدیر شما است۔ در دل خود بدگمانی را جائے نہ و میدہ نہ من بدخواہ شما ہستم و نہ بدخواہ احمد اللہ خان  
ما از پروردگار برائے خود و برائے شما این طالبِ خشنی می باشیم کہ پروردگار از رسوائی در دنیا و آخرت  
محفوظ دارد، عثرات و زلات مایان را معاف کند و از عذابِ مصون و مامون دارد و توفیق دینداری و مسلمانی  
درست عنایت کند و بہ آن کار ہا موفق شویم کہ او سبحانہ و تعالیٰ از ما راضی شود و ازان کار ہا اجتناب کنیم  
کہ او تعالیٰ آن را خوش نہ دارد۔

چشم دارم کز گنہ پاکم کنی پیش ازان کاندہ لحدِ خاکم کنی

اندران دم کز بدن جانم بری از جہان بانور ایسا نم بری

تحریر روز یکشنبہ ۲۸ جمادی الاولی ۱۳۲۹ھ از کونہ۔ عبداللہ ابوالخیر فاروقی عفی عنہ

یک نقل ازین مکتوب بہ احمد اللہ خان و یک بہ اتفاق الہی ارسال دارید۔

مکتوب<sup>۲۱</sup> بست و حکیم بہ اردو، نیز بہ امجد علی شاہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امجد علی شاہ را  
بعد از دعائے خیر معلوم باد۔ اقبال (پسر امجد علی شاہ) را آوارگی و شمارا افسردگی۔ حَسْبُنَا اللهُ۔ عزیزان  
وے را۔ چہ از جہت پدر و چہ از جہت مادر۔ شاید ہمین حال باشد، پس وے چہ گونہ نجات احوال گردد۔  
ع از کوزہ برون ہمان تراود کہ دروست۔ حالانکہ از علالت نجات یافتید، در جزع و فزع فرزند و بند  
مصرف گشتید کہ وے چہ اسعادت مند نہ شد۔ تمام عمر در کفرانِ نعمت و جزع و فزع بہ سر شد کہ از  
علائماتِ اوبار است، پس بگو کہ آیا پاسداری و شکر نعمت کہ علامتِ فلاح و اقبال است، بعد از مرگ  
خواہی کرد۔ لا اِخْلَافَ لَآ قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ مَنْ يُضِلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ يَجِدَ لَهُ وِلِيًّا مُرْشِدًا۔ بر ما و بر شما نہایت  
ضروری است کہ پاسداری و شکر نعمتہائے پروردگار بہ جا آریم۔ دیگر خیریت است۔ حضرت بلال  
برائے شکار رفتہ اند۔ دیروز بست و ہشت کبکہاے عمدہ از شکار گاہ برائے ما ارسال کردہ اند۔  
والسلام۔ جمعہ سوم محرم ۱۳۳۹ھ۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۲۰ء۔

مکتوب<sup>۲۲</sup> بست و دوم بہ فارسی۔ بہ مخلصین کونہ بلوچستان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاندان  
سعادت آثار مرزا نیاز محمد حسن خان و عبدالرشید و عبدالکلیم و ملا عبید اللہ و یازو لعل احمد مؤذن و منو  
و ملا داد و مارکشی و محبت و ہارون پسران بوتان و احمد جان قندھاری و آقا جان و غیر ہم ہمہ بہ ظائف

طاعات و عبادات بہ جد و جہد سعی می کرده باشند و عمر گران مایہ را مفت ضائع نہ کنند  
 سرمایہ دولت لے برادر بہ کف آرد دین عمر گرامی بہ خسارت مگزار  
 دائم ہمہ جا بہ ہمہ کس در ہمہ حال میدار نہ ہفتہ چشم دل جانب یار

و از غصہ و خشم خود را دور دارند و از غیبت و تحقیر مسلمانان و دروغ زنی بسیار پرہیز کنند۔ این اخلاقِ رفیلا  
 در شمایان بسیار است، ازین جهت تاثیر ذکر شریف و حضور دل در شمایان کم است، ہر قدر ما توجہ بہ  
 حال شما کردیم و نصیحت کردیم، تاثیر در شمایان نہ شد، این ہمہ بہ سبب عادات شما است بہ اخلاقِ رفیلا  
 پس باید کہ در دور کردن این اخلاقِ سنیہ سعی بلیغ کنند۔ وقت روانگی (از کوئٹہ) در مرزا نیاز سستی و  
 پریشانی معلوم می شد، وجہ آن بنویسد کہ چہ بود۔ اگر در ہفتہ یک بار بر زیارت شریف (مزار عثمانی و  
 حیدری، نزد شیخ ماندا) حاضر شدہ و طیفہ بست و پنج ہزار با حضور دل کنند امید است کہ حضور دل نیادہ  
 شود و السلام علیکم پنجشنبہ ہفتم شعبان ۱۳۲۱ھ عبداللہ ابوالخیر فاروقی۔

مکتوب ۲۱ بست و سوم۔ بہ اردو۔ بہ نام ظہور الحسن ساکن نگینہ از توابع بجنور۔ بسم اللہ  
 الرحمن الرحیم۔ مکتوب شمار سید و احوال معلوم گردید، پیداشدن شوق و محبت خوب است، مالا بدینہ  
 رسالہ خوب است بران عامل باشید شغلِ اسم ذات ذکر قلبی بکنید، از طرف ما بہ شما اجازت است  
 ان شاء اللہ ازین شغل برکت خواہد شد و ترجمہ قرآن مجید از شاہ عبدالقادر بخوانید کہ از مضامین کلام الہی  
 قدرے واقفیت پیدا شود و رسوم جہالت و بدعات از دل دور شوند، بابررگان این زمانہ ملاقات  
 نہ باید کرد۔ سہشنبہ نہم رمضان شریف۔ از کار بد و از نام خوب ابوالخیر۔

مکتوب ۲۲ بست و چہارم بہ اردو۔ نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و  
 سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ عزیز من، مکتوب شمار سید و احوال کاتب شامی رسد بہ وقت  
 رسیدن مکتوب خیال شامی آید و طبیعت را یک گونه توجہ بہ جانب شما پیدا می شود و اگر تحریر شما موافق  
 مزاج می باشد برائے شما در اکثر اوقات از دل دعا بر می آید۔ اے عزیز، در خانہ خود بہ آرام نشستنی، نہ  
 در راہ دین محنتی کردہ نی و نہ در طریق سلوک ریاضتے و این نعمت دریافتہ نی۔ آیا این برکت کم است،  
 اے عزیز مشکر حق بہ جا آرد۔ ناپاسی کردہ نعمت رازا نل کن۔ این خدمت بہ طاقت من نیست کہ من  
 جواب ہر مکتوب بہ ہر کس بنویسم۔ این گونه کار شغلِ بے کاران است۔ انسان را باید کہ عقل و تمیز  
 حاصل کند۔ تحریر بست و چہارم جمادی الاولی۔ از خانقاہ شریف دہلی۔ عبداللہ ابوالخیر عفی عنہ۔

مکتوب ۲۳ بست و پنجم بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب شمار سید شما

خود فکرے بلکہ یہ کہ چہ کلام تحریر کردہ آید۔ کجا طرُق کسب دنیا و کجا من بے چارہ و غریب۔ اگر چہ از مزاج من شما را واقفیت کم است۔ زیرا کہ در ایام درسِ خود کہ از حکیم عبدالمجید خان می گرفتید چند بار بے ملاقات من آمدہ بودید۔ تا ہم این قدر عقل داری کہ بسنجی کہ قاعدہ من چہ است و طریقہ من چہ؛ و از من طلبِ کدام امر باید کرد؛ و پیش من نام چہ چیز باید گرفت۔ برائے تحصیلِ مطالبِ دنیویہ نزد من آمدن یا بے من چیزے نوشتن سخت کم عقلی و حماقت است۔ پروردگار کتابِ پاک نازل فرمود و انبیاء علیہم السلام فرستاد نہ برائے این کہ مخلوق خدا را طرُق کسب دنیا نشان دہند۔ بلکہ برائے این امر فرستادہ کہ مخلوق را تعلیم دین فرمایند؛ برائے کسب دنیا حاجتِ کتاب و پیغمبر نیست، بے کتاب و بے پیغمبر ہم کسب دنیا می شود۔ بزرگے اگر بے اوج کمال می رسد مقامِ نیابتِ پیغمبر حاصل می کند۔ چون برائے پیغمبر تعلیم طرُق کسب دنیا لازمی نیست؛ برائے نائبانش چہ گوئی لازم می شود۔ از بیانیے کہ نوشتم معلوم شد کہ بے دعائے پیر کامل مقاصد دنیویہ را حاصل کردن امر بے حاجت بلکہ وَضْعُ الشَّيْءِ فِي غَيْرِ مَجْلَدِهِ است و این ظلم است، اما اہل بدعت و غفلت درین امور مبتلا اند بلکہ حقیقتِ امر و اصلِ کلام این است کہ اگر بندہ نماز و روزہ و وظیفہ قرآن مجید و ذکر شریف باین مقصد می کند کہ ویرافتوح دنیویہ میسر شود؛ وے از اجر و ذخیرہ آخرت محروم است مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ زَيَّنَّا لَهَا تَوَفِّقًا إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَ هُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ، أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَ حَبِطَ مَا صُنَعُوا فِيهَا وَ بَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ ہر کہ زندگانی دنیا و آرائش آن را می خواہد بہ تمام رسانیم بہ ایشان جزائے عمل ایشان در دنیا و ایشان در دنیا نقصان دادہ نہ شوند۔ آن گروہ کسانی اند کہ نیست مرایشان را در آخرت مگر آتش؛ و باطل شد آنچه کردہ بودند در دنیا۔ آنچه می کردند باطل است؛ اَعَاذَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ مِنْ ذَٰلِكَ۔ در دووم رکوع سورہ ہود علیہ السلام، این آیات موجود اند۔ اگر می خواہید کہ فی ما بین خط و کتابت جاری ماند پس ز اینگونه کلام احتراز کنید چہ مقصد از خط و کتابت دیگرے را رنجیدہ ساختن نہ می باشد۔

مکتوب بست و ششم بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عزیز من چند روز شدہ کہ مکتوبے بہ شما ارسال کردہ ام و سبب نوشتن مکتوب ہذا این امر شدہ کہ در شہر شما حافظ نور الحسن فرزند مولوی ظہور الحسن مرحوم قیام دارند۔ ایشان بہ من مکتوبے متضمن استفتاء ارسال کردہ اند۔ و من درین امور سوال و جواب را خوش نہ دارم؛ لہذا ٹکٹ ایشان کہ برائے جواب ارسال کردہ بودند بہ شما می فرستم کہ بہ ایشان برسانید و غدر من بگوئید کہ من در ضروریات مقصر مانده ام (چہ جائے این گونہ سوالات و جوابات) و در شہر شما محمد حسن خان ہستند؛ ایشان مرید مولوی غلام نبی بلہی اند کہ از سلسلہ مامی باشند؛



دیر است کہ مکتوب ایشان نیامده۔ احوال ایشان تحریر کنند و السلام تحریر یوم جمعہ چہارم جمادی الآخرہ  
۱۳۱۶ھ، عبداللہ ابوالخیر عفی عنہ۔

مکتوب بست و ہفتم، بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) مکاتیب مرسلہ  
ظہور الحسن می رسند۔ ابتداءً از خطوط ایشان احساس پریشانی بیشتر می شد و الحمد للہ کہ درین ایام قدرے  
کمی است۔ پریشانی را تا حد امکان کم باید کرد کہ نتیجہ پریشانی خوب نیست۔ پابندی نماز و روزہ و احکام  
شرعیہ لازم است و برائے سلیم القلب شدن و ساوس را زدن دور کردن امر ضروری است بقولہ  
بزرگان ما است و الحق کہ مقولہ خوب است: دلے کہ گرفتار غیر است ازوچہ توقع خیر است، والسلام  
پنجشنبہ سیزدہم ذوالقعدۃ الحرام ۱۳۱۶ھ۔ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب بست و ہشتم، بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب سعادت  
آثار ظہور الحسن رسید۔ احوال معلوم گردید۔ از مدتے مکتوب شما نیامده بود لہذا از جانب ما ہم جوابے نہ  
رفت۔ بروینداری ثابت قدم و بہ اعمال صالحہ مشغول باشید۔ دنیا جائے چند روز است۔ آرامگاہِ مسلم  
آخرت است۔ دنیا جائے زحمت و آخرت جائے راحت است، اَلدُّنْيَا بَيْعُنَ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۔  
مشہور مقولہ است و شما ہم آن را شنیدہ باشید۔ در طول اہل و آرزوئے و راز وقت عزیز راضاع نہ کنید۔  
از افکارِ دنیویہ باطن خود را پاک دارید و شوقِ ذکرِ شریف را زیادہ کنید، از خطرات و وساوسِ دل را پاک  
کنید۔ ہر روز در وقتے بہ تلاوتِ قرآن مجید باہم معنی خود را مشغول دارید۔ طریقہ نیکان ہمین است در  
غم دنیا ماندن و غم ہی وتی (از مال و متاع دنیویہ) خوردن کارِ خردمندان نیست۔ از غم خوردن دنیا بہ  
دست نہ می رسد۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ من بہ اندازہ ہفت ماہ در کونٹہ و گلستان قیام کردہ  
بہ منتصفِ جب بہ دہلی رسیدہ ام۔ والسلام تحریر یکشنبہ دوازدهم شعبان ۱۳۱۹ھ۔ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب بست و نہم، بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ ابوالخیر  
فاروقی ظہور الحسن را بعد از سلام مسنون معلوم باد کہ مکتوب شما در کونٹہ رسیدہ بود۔ ما درین روز بہ دہلی  
رسیدہ ایم و جواب می نویسیم۔ پروردگار را و شمارا توفیق عمل صالح عنایت کند،

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش

ورنہ سزاوارِ خداوندیش

عذر بہ درگاہِ خدا آورد

کس نہ تواند کہ بہ جا آورد

در نیک کار با اوقاتِ عزیزہ را صرف کردن مناسب است۔ بلازمت و تجارت و زراعت

از نیک کار با است و یہ خلوصِ دل یا دالہی کردن نعمتِ عظمیٰ است کہ یقین را می افزاید البقیۃ الخیر

والسلام تحریح چار شنبہ بستم شعبان ۱۳۲۱ھ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوبت سی اُمم بہ اُردو نیز بہ ظہورِ احسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے نیک مرد عزیز۔ چنان شود و چنین شود و آن شود و این شود گفتن و آرزو کردن سودے نہ می رساند۔ نہ دنیا بہ دست می آید و نہ دین۔ البتہ بہ جدوسی چیزے حاصل می شود و آن ہم اگر در تقدیر نوشته است ورنہ با وجود جدوسی چیزے بہ دست نہ می رسد، بہ دست من دولت آید، من مالک باغ شوم، من حکمران گردم، اگر تمام روز در این گونہ خیال خام بہانی، ہیچ نہ خواہی یافت، چرا خبط الحواس شدہ تی۔ ہرچہ خواہی کنی ثمرہ آن خواہی یافت۔ در طلب دنیا شب و روز سرگردان مانی و آرزو ہا داری کہ مراتبہاے اہل دین اصحاب معرفت را دریابی۔ ہیہات ہیہات۔ فلاح عاقبت نہ بر خواہشات شمایان موقوف است و نہ بر خواہشات اہل کتاب بلکہ موقوف بہ عمل است۔ ہر کہ کار بد کند جزاے آن دریا بد و نہ کسے را بہ جز پروردگار معین و مددگار خود یابد۔ و ہر کہ کار نیک کند و ایمان ہم آورده باشد۔ خواہ مرد باشد یا زن۔ پس ایشان داخل بہشت خواہند شد۔ بر ایشان مقدار ذرہ عدوان نہ خواہد شد۔ این ترجمہ آیت شریفہ است کہ برائے ہدایت شما نوشته ام و السلام روز پنجشنبہ سیزدہم رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ خانقاہ شریف دہلی۔ عبداللہ ابوالخیر فاروقی عفی عنہ۔

مکتوبت سی و حکیم، بہ اُردو نیز بہ ظہورِ احسن۔ از عبداللہ ابوالخیر فاروقی سعادت آثار ظہورِ احسن۔ را بعد از سلام مسنون معلوم باد کہ بفضل پروردگار با متعلقین بہ عافیت، ہستم و عافیت شما مطلوب۔ شاہ ولی اللہ در تالیفے از بزرگے نقل کردہ کہ بزرگ دیگر بہ ایشان گفت این شعر را از یاد گیرید۔

کارے نہ ساقیم و میدن گزنت صبح  
حرفے چراغ خانہ با فسانہ ساقیم

مقصود این است کہ اگر چیزے نہ کردیم، رنج آن باید کرد (بیان مفہوم پنج اشعار اُردو کہ حضرت جد مجید گفتہ اند و حضرت ایشان درین جا نقل کردہ اند قَدَّسَ اللہُ اَسْرارہما) ما در این محفل دنیا آندہ چہ کردیم غیر ازین کہ خود را رستوا کردیم۔ تمام عمر درین بازیچہ اطفال بہ گوناگون تماشا، مصروف ماندیم۔ ہمدان ساغر ہا نوشیدہ رفتند و تو در خواب غفلت شب را بہ سر بردی۔ ہم پیالہ و ہم نوالہ تو کجا ہستند کہ مدتی با ایشان ہم مشرب بودی۔ قَدْ كَفَى بِالْمَوْتِ يَا عَمْرُوَ اَعْظَافًا عَتَبًا وَ اَعْظَمًا مَا دُمْتَ حَيًّا  
بَاكِيًّا۔ وَ هُوَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ يُوَفِّقُكَ لِمَا يَجِبُكَ وَيَرْضَاةً۔ چہار شنبہ نہم ربیع الاول ۱۳۲۲ھ کوڑیا بوجلہ۔

مکتوبت سی و دوم بہ اُردو نیز بہ ظہورِ احسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ ابوالخیر فاروقی میان ظہورِ احسن بعد از سلام مطالعہ کند کہ بہ روز دوشنبہ و پنجشنبہ روزہ داشتن موجب اجر جزیل است۔ اَلصُّومُ لِيْ وَ اَنَا اجْزِيْ بِهٖ نَصٌّ مَّبْرُكٌ اسْت۔ اگر بر این اعمال صالحہ ثابت قدم باشید

ان شارا اللہ تعالیٰ عن قریب در اہل فلاح داخل خواہید شد؛ و جمیع نحوستہا از شما دفع خواہند شد۔ نیتِ قیام اللیل کردہ بہ شب در خواب روید۔ وقتے کہ بیدار شوید دو چار رکعت بخوانید و اگر بیدار نہ شدید کلمہ استرجاع بخوانید۔

مکتوب سی و سوم۔ بہ فارسی، نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ ابوالخیر فاروقی میان ظہور الحسن سلام خوانند۔ مکتوب شمار سید بہ سلامتی ایمان شکر الہی بہ جا آرند کہ بزرگترین نعمتہا است۔ از مولفاتِ امام غزالی کیمیائے سعادت و منہاج العابدین مطالعہ کنند بہ صدق و راستی ذکر شریف رب العالمین بر طریقہ مقررہ خواجگان نقشبندیہ، علی الدوام کنند و اگر نتوانند قدرے بہ وقت صبح و قدرے بہ وقت شام بکنند، امیدوار یہا است، و بہترین نعمتہا سلامتی ایمان است۔

گر رشک برد فرشتہ برپائی ما

گر طعنے زند دیو بہ ناپائی ما

ایمان بہ سلامت چو لب گور بریم

اخشنت برین چستی چالاکی ما

مرگ مولوی رشید احمد زخمی است کہ مرہم نہ دارد عالم صالح و دیندار در این وقت حکم عنقا دارد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِہٖ رَاجِعُوْنَ۔ مردن این چنین یک شخص از مردن یک ہزار بردینداران سخت است۔ اَللّٰہُمَّ لَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِی دِیْنِنَا وَا لَا تَجْعَلْ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ہِمَّتِنَا وَا لَا مَبْلَغَ عَلْمِنَا وَا لَا تَسْلُطْ عَلَیْنَا مَن لَّا یَزِہْمُنَا وَا السَّلَامُ۔ شنبہ بست و مفتاح جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ۔

مکتوب سی و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ظہور الحسن را بعد از سلام معلوم باد، بعد مدت مکتوب شمار سید۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی الْعَاقِبَۃِ۔ افسوس کہ عمر گران مایہ بہ بطالت و غفلت بہ سرفت۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔

جہان لے برادر نہ ماند بہ کس

دل اندر جہان آفرین بندوبس

تحریر شنبہ، مفتاح ماہ مبارک رمضان ۱۳۲۵ھ از کونٹہ بلوچستان۔ عبداللہ ابوالخیر فاروقی عنی عنہ۔ مکتوب سی و پنجم بہ اردو بہ احمد یار خان عرف مولوی مدن۔ ساکن محلہ بھیر، ٹونک۔ راجپوتانہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ لفافہ و بطاقہ ہر دو رسیدند۔ احوال معلوم شد۔ اے عزیز، آن سبق اعتبار دارد کہ شاگرد پیش استاد خود بخواند و آن وظیفہ مقبر است کہ مرید در حضور مرشد خود ادا کند۔ از دور سبق خواندن و از دور وظیفہ کردن اعتبار نہ دارد، خواب و خیال شما ہم معلوم شد، اللہ تعالیٰ ما را و شمارا توفیق عمل صالح عنایت کند۔ تحریر یک شنبہ ۲۳ شوال ۱۳۲۴ھ دہلی۔ محلہ چتلی قبر خانقاہ شریف مجددی۔ مکتوب سی و ششم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بعد از سلام علیک

معلوم باد۔ پروردگار جل و علا خطا ہائے ما و شمارا معاف کند و بر راہ مستقیم دین متین گامزن کند، بخشندہ گناہان صرف اللہ تعالیٰ ہست، لہذا پیش وے بہ خلوص دل و بہ عاجزی دعا کردن برائے ما و شما بلکہ برائے ہمہ ضروری است۔

أَعُوذُ بِكَ اللَّهُمَّ مِمَّا جَنَيْتُهُ وَعَمَّا عَصَيْتُ الْأَمْرَ قَوْلًا وَمَفْعَلًا  
وَمِنْ شَرِّ شَيْطَانِي وَنَفْسِي وَمَكْرَهَا وَأَدْعُوكَ رِقَاخًا ضِعَامَةً لَلَا

تحریر روز پنجشنبہ شانزدہم رجب الحرام ۱۳۲۵ھ۔

مکتوب سی و ہفتم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد یار را بعد از سلام معلوم باد۔ از مکتوب شما احوال خوبی نماز و ذوق و طیفہ معلوم شد شکر است اللہ تعالیٰ را۔ عوض ذکر جہر تلاوت قرآن مجید (بہ جہر) با فہم معنی مفید تر است والسلام روز یکشنبہ ہفتم رجب الحرام ۱۳۳۰ھ۔  
مکتوب سی و ہشتم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہمہ خواب خیال شما معلوم شدند۔ اے عزیز ہر قدر کہ تعمیر دیوار کردی۔ اجرت بہان قدر خواہی یافت۔ از سخن رانی نہ در ہم بہ دست می آیند و نہ بزرگی مسلمان را شاید کہ نیک عمل بکند۔ تزکیہ نفس خود کردن ضروری است۔ اگر نمی توانی بہ تعلیم دین مشغول شو و السلام جمع بست و سوم ربیع الآخر ۱۳۳۰ھ۔

مکتوب سی و نہم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ احمد یار را بعد از سلام علیک معلوم باد۔ شما نوشتہ اید کہ در وظیفہ شریفہ ترقی و برکت شدہ۔ الحمد للہ رب العالمین۔ ما کشف نہ داریم و تا وقتہ کہ احوال را مشاہدہ نہ کنیم چیزے حکم نہ می توانیم کرد۔ دیگر خیریت است و عافیت ہر دو جہان برائے خود و برائے اولاد خود و برائے جمع مسلمانان از اللہ تعالیٰ جل جلالہ و عظم نوالہ طلب می کنیم و می خواہیم السلام وَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَالتَّابِعِينَ۔ تحریر روز چہارشنبہ ہر دویم ذوالقعدۃ الحرام ۱۳۳۰ھ۔

مکتوب چہلم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از مکتوب شما احوال معلوم شد۔ برائے حاصل کردن علم دین نزد استاد حاضر بودن نہایت مستحسن بلکہ لازمی است مانہ می دانیم کہ بے صحبت استاد در وظیفہ برکت حاصل شود۔ و اگر شما این خیال دارید کہ بہ ذریعہ توجہات از دور ہم برکات حاصل می شوند۔ بہ گمان من این خیال باطل و آرزوئے غلط است۔ اگر در صورت صحبت ہم چیزے برکت حاصل شود بسیار خوش قسمتی و بزرگ کمال است۔ درین دور بیشتر افراد خواہش دارند کہ از دور اخذ برکات کنند و ترقیہا نمایند۔ حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَكَانَ خَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ۵

وَسُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ بِمُحَمَّدٍ ۝ وَضَانَفْسِهِ مُحَمَّدًا كَثِيرًا مُكْتَمَلًا

وَالسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ - پنجشنبه چہارم ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ

مکتوب چہل و یکم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد یار را بعد از سلام علیک معلوم باد۔ الحمد للہ رب العالمین ماہمہ بخیریت، ستیم۔ اَسَامِی تمام انبیار و مرسلین خوب اند صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین و ہجمنان نامہائے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، بہ ہر نام کہ پسندی پسر خود را موسوم کن و السلام جمعہ دوم رمضان مبارک ۱۳۳۳ھ

مکتوب چہل و دوم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آن بزرگ کہ در خدمت عم ما بودہ و بہ خدمت بسے بزرگان رسیدہ، بیعت از کیت و در کرام خاندان است۔ بہ ایشان بگوئید کہ برائے ما و اولاد ما دعائے نیک نختی و دینداری بکنند۔ ایشان کسے را بیعت می کنند یا نہ و از بزرگے بہ ایشان اجازت ارشاد حاصل است یا نہ۔ در کراچی صد ہا نفر بہ روز سہ شنبہ وقت تمام ہلال رمضان دیدہ اند و در پونہ و بمبئی نیز بہ چہار شنبہ اول رمضان بود و آن روز ہمہ صائم بودند۔ لہذا قضائے یک روزہ ضروری است و السلام شنبہ ۲۵ رمضان ۱۳۳۳ھ

مکتوب چہل و سوم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب احمد یار رسید۔ کیفیت معلوم شد۔ الحمد للہ رب العالمین۔ ماہمہ بہ خیر و عافیت، ستیم۔ پروردگار گناہان مایان را معاف کند۔ و از رسوائی در دنیا و از عذاب در آخرت محفوظ دارو۔ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَ لِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَخْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ إِنَّكَ سَمِيعٌ قَرِيبٌ مُجِيبُ الدَّعَوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَصَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَجَمِيعِ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ وَ الْحَقْنَا بِهِمْ غَيْرَ خَزَائِيَا وَلَا مَقْتُونِينَ، در ذکر شریف بسیار برکت است، این را ترک نہ باید کرد۔ و انخذ للہ رب العالمین۔ عنوان عالیہ ما این است۔ ریاست را میور قلبہ کہنہ۔ بجلی گھر۔ تحریر روز سہ شنبہ ہفتم ربیع الآخر ۱۳۳۲ھ۔ ۲۲ فروری ۱۹۱۶ء

مکتوب چہل و چہارم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر این درست است کہ وظیفہ قلبی می کنید پس امیدوار حضور دل باشید و کسے کہ حضور دل را حاصل کرد در صالحین داخل شد۔ وَأَدْخَلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ۔ و السلام تحریر روز پنجشنبه بست و ششم ذوالقعدۃ المحرم ۱۳۳۳ھ

مکتوب چہل و پنجم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از برائے اولیٰ قرص

دعائے را پر سیدہ نبی حضور مبارک صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم این دعا کرده که در حسن حصین موجود است۔ اللّٰهُمَّ الْفِئْتِي بِمَحَلَّكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَعْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔ بعد از ہر نماز وہ بار و درود شریف در اول و آخر سے بار بخوانید۔ امید است کہ در یک ارعین (چلہ) پروردگار صورتی آسانی پیدا خواهد کرد۔ دیگر آن کہ ماہمہ بہ عافیت ہستیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ او تعالیٰ گناہان مایان را معاف فرماید وہ رضامندی خود مشرف سازد۔ چہار شنبہ بست و دوم شوال ۱۳۳۳ھ کوئٹہ۔ بلوچستان۔ مسجد حضرت بلال۔

مکتوب چہل و ششم بہ اردو نیز بہ احمدیاریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب احمدیاریہ رسید۔ اگرچہ مریدان من ہزار ہا افراد اند۔ لیکن ما دختر کے راجہ نکاح مریدے نہ می دہیم، وقت بسیار نازک است۔ ما در معاملہ کے مداخلت نہ می کنیم۔ ذکر این امور با ما ضروری نیست دیگر بھمدا اللہ مایان بہ عافیت ہستیم۔ ضمان کے مباحث، بہ وصایاے مردم در میا، در قبالہا نام خود منویس، بہ محکمہ قضا حاضر مشو۔ خواجہ جہان عبدالخالق غجدوانی رحمہ اللہ در ضی عنہ بہ فرزند خود این نصیحت فرمودہ اند۔ وصیت نامہ حضرت ایشان را حضرت پیر و مرشد برحق (الوالد الما جد) این ناکارہ را در طفل آموختہ بودند و این ناکارہ آن را حفظ کردہ بود۔ جزاۃ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء و ررضی عنہ و الکرّم نزلة و عفا عنہ ذنوبہ و غفر لہ و لوالدینہ و لاؤلادہ۔ آمین۔ یوم الجمعہ چہار و ہم ذوالحجۃ الحرام سال ہزار و صد و سی و چہار از ہجرت حضور مقدس۔ اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّيَّاتِہٖ وَ اٰهْلِ بَيْتِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اٰجْمَعِیْنَ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

مکتوب چہل و ہفتم بہ اردو۔ نیز بہ احمدیاریہ۔ از امور بے جا بزرگان منع می فرمایند۔ زیرا کہ از وجہ امور بے جا چون کے گرفتار آفات می شود (معاذ اللہ) خلاصی دے متذرمی شود۔ چند بار بہ شمار نوشتہ ایم۔ کہ در ضروریات خود و احوال ضعیفی می باشیم۔ ما خیال لغو افراد نہ می کنیم و نہ از خیال کردن ما مقصود بہ دست می رسد۔ ما را کجا این قدر فرصت است کہ سبق "گاؤ آمد و خرفوت" را یاد کنیم۔ اگر کے موافق باشد یا سخن موافق باشد فیہا، ورنہ "ہم داخل دفتر باید کرد" کلام درست بہ شما نوشتہ شد۔ رَبِّ اغْفِرْ لِي۔ پروردگار گناہان ما و شمار معاف کند برائے دفع پریشانی استغفار بسیار مفید است ائمہ دین برین متفق اند و السلام جمعہ ۲۲ ماہ مبارک ۱۳۳۵ھ

سُكْرَاتِ الْمَمَاتِ وَاللَّحْدِ

وَإِذَا مَا سَأِلْتُ عَنْ لَدَدِ

فِي نَهَارِي وَ لَيْلَتِي وَ غَدِ

حَسْبُنَا اللَّهُ فِي الْحَيَاةِ وَ فِي

وَجَسَابِي وَ وَرَنِ اعْمَالِي

وَهُوَ نِعْمَ الْوَكِيلُ يَكْلُوْنِي

مکتوب چہل و ہشتم بہ اُردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از مکتوب احمد یار۔  
 ماجرائے الم انگیز معلوم شد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پروردگار مہربانی فرماید و گناہان ما و شمار معاف  
 کند۔ در این چنین احوال ختم خواجگان خواندن بسیار نافع است و السلام جمعہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ  
 مکتوب چہل و نہم۔ بہ اُردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد یار را بعد از سلام  
 مسنون معلوم باد۔ بزرگان دین برائے دفع بلیات و مصائب ختم خواجگان می خوانند غالباً مولوی  
 محمد حسین خان نیز می خواند۔ شما شاید نہ می خوانید۔ بعد از ہر نماز فرض وہ بار خواندن سید الاستغفار  
 برائے دفع پریشانی بسیار نافع است۔ و الباقی الحمد للہ رب العالمین ہمہ خیریت است و السلام  
 دوشنبہ یکم شعبان ۱۳۳۶ھ۔

مکتوب پنجاہم۔ بہ اُردو بہ نام مولوی برکت اللہ مختار فاروقی۔ ہاںسی ضلع حصار۔ بسم اللہ  
 الرحمن الرحیم۔ برادر طریقت برکت اللہ حفظنا اللہ وایاہ من الفتن۔ بعد از سلام و دعا معلوم ہوا  
 کہ از ما ہے بیمار بودم۔ پروردگار را حمد است کہ حال اور مرض تخفیف است از مدتے مکتوب شما نیامدہ و  
 احوال معلوم نہ شدہ، بے خیالی مناسب نیست طریقہ و قاعدہ خود را تبدیل نہ دہید کہ نالاش و خیم است۔  
 شغل ذکر و رابطہ را بہ قوت جاری دارید۔ نماز را پنج وقت باجماعت ادا کنید۔ اگر سستی پیدا شدہ  
 است توبہ بکنید و از احوال خود اطلاع دہید۔ منشی رمضان علی و شیخ غلام احمد را سلام و دعا برسانید  
 و السلام تحریر یوم شنبہ ۲۳ ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۳۶ھ، ہجری مقدسہ۔

مکتوب پنجاہ و یکم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہ شرط استقامت  
 فی الواقع خوش نصیبی شما است۔ خوش گفت۔

مور مسکین ہو سے داشت کہ در کعبہ سد دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید  
 بہ بست و یکم صفر، وقت رسیدن این مکتوب شما یک گونہ مناسبت شمارا با وظیفہ شریفہ در خیالم  
 ظاہر شد۔ اگرچہ اثر بد مزگی ہنوز قدرے باقی است۔ باید کہ در امر این بد مزگی فکر بکنی کہ از چہ وجہ آ  
 آیا از بقیہ اثر صحبت ناقص برادر شما است یا از وجہ دیگر۔ بہ ہر حال از دل توبہ و ندامت بکنید تاکہ  
 این بد مزگی زائل شود۔

ترسم کہ یار با مانا آشنا بماند تا دامن قیامت این غم با بماند

رمضان علی را نصیحت بکنید کہ بر راہ آید و السلام یک شنبہ ۲۲ صفر ۱۳۱۴ھ

مکتوب پنجاہ و دوم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دو مکاتیب شما

رسیدند و بروقت رسیدند، الحمد للہ کہ در حالِ شما خوبی بہ نظر آمد۔ در سالہا این کیفیت بہ شما نصیب شد، جلے مسرت و مقامِ شکر است۔ باید کہ قدر این نعمت کجی کہ از تمام نعمتہائے دنیا این نعمت بہتر است۔ غلام احمد و رمضان علی راتا این زمان این دولت نصیب نہ شدہ پروردگار ایشان را نیز توفیق دہد۔  
صد بلا در گردنم بود این اسیری تانہ بود کرد آزاد از جہان یک حلقہ گیسوئے دوست  
در این نسبت چون ترقی واقع می شود سالک بہ مرتبہ فنا فی الشیخ می رسد تا یا کر خواہد و میلش بہ کب باشد۔  
سہ شنبہ ۲۴ ربیع آخر ۱۳۱۴ھ۔ خانقاہ دہلی۔

مکتوب پنجاہ و سوم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ روزے کہ شمار خست شدید در دل ما از جہت شہابے حلاوتی ظاہر شد۔ شمارا طلب کردیم لیکن رفتہ بودید۔ شما سہ روپیہ ہدیہ آورده بودید چون کہ حالت شما مشکوک شد، لہذا بہ ذریعہ ”منی آرڈر“ ہدیہ شما واپس کردہ می شود۔ اگر شما صاف می بودید در دل ما از شہابے حلاوتی پیدا نہ شدے۔ ما ہدیہ ہر شخص را نہ می توانیم گرفت و نہ ہر شخص از ما بہرہ مندی تواند شد۔ برائے شما بہتر است کہ از زیغ باطنی تائب شوید۔ والسلام ۲۴ رجب الحرام شب معراج ۱۳۱۴ھ  
مکتوب پنجاہ و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ در دین و آئین، تہا و ن و بے باکی از علا شقاوت است۔ ہر قدر کہ درس و سال افزونی شود باید کہ در عقل سلیم نچگی و کمال پیدا شود۔ بعد از بیعت کردن در مخالفت و بے باکی غرق ماندن و متنبہ نہ شدن و از نیک و بد بے خبر ماندن و راہ غفلت پویند کہ شما یان اختیار کردہ اید قطعاً خلاف طریقہ اہل دین است۔ کار ما آگاہ کردن است۔ بہ ذریعہ این تحریر شمارا نصیحت کردہ شد۔ قبول و ناقبول کردن کار شما است۔ احوال خود را بسنجید و وضع قہیح را ترک کنید و طریقہ مسلمانی برگزینید۔ والسلام تحریر روز دوشنبہ ۲۲ رجب الحرام ۱۳۱۴ھ از خانقاہ شریف دہلی۔  
رقیمہ عبداللہ ابوالخیر عفی عنہ

مکتوب پنجاہ و پنجم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ درین روزہا از چند وقت مکتوب برکت اللہ نیامدہ۔ ما در ہفتہ عشرہ ان شاہ اللہ بہ کونہ سفر می کنیم۔ پروردگار توفیق توبہ و ایمان درست و اعمال صالحہ و راہ مستقیم عنایت کند و السلام دوشنبہ ۲۱ محرم ۱۳۱۴ھ خانقاہ شریف دہلی۔ عبداللہ ابوالخیر فاروقی  
مکتوب پنجاہ و ششم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ را بعد از سلام معلوم باد۔ مکتوب شمارسید۔ از دور سخن سازی فائدہ نہ دارد۔ وَ یَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ۔ و نا دیدہ می افکنند از جگہ دور۔ اگر نزد ما بیاید احوال و طبقہ شما معلوم خواہد شد کہ در و سادس بہ چه مقدار کی واقع شدہ۔ بنائے طریقہ ما بر صحبت است۔ مرید را باید در سال چہل روز نزد ما



باشد کہ احوال ترقی وے معلوم شود۔ اگر این قدر ہم نہ تواند از سخن، سازی چہ می رسد۔ تحریر روز جمعہ بست  
وہمتم ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ از کوئٹہ۔ بابو محلہ جدید۔

مکتوب پنجاہ و ہفتم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ در دنیا ہر چہ از شر  
و فساد ظاہر است از وجہ نافرمانی پروردگار است۔ علی الخصوص برائے مسلمان نافرمانی کردن سبب آفت عظیم  
است والسلام تحریر روز جمعہ یازدہم شعبان ۱۳۲۵ھ۔

مکتوب پنجاہ و ہشتم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی برکت اللہ  
را بعد از سلام علیک معلوم باد مکتوب شمارید۔ احوال معلوم شد۔ از خوابے کہ دیدہ اید دل خوش شد۔ در وظیفہ شریفہ  
سعیہا کنید۔ از اہل خانہ و اولاد و شاگردان و دوستان ہر کہ خواہش کند تعلیم و وظیفہ شریفہ بہ نوعی بہ کنید کہ این  
جا پیش خدمت تعلیم می دہد۔ و سادس را دور کردہ بہ حضور دل و وظیفہ شریفہ باید کرد و تلاوت مبارکہ بہ لحاظ  
معنی والسلام تحریر یکشنبہ نہم محرم ۱۳۲۸ھ۔

مکتوب پنجاہ و نہم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ را بعد از  
سلام علیک معلوم باد، اولاً بپاقت و باز ملفوف رسید از احوال آگاہی شد۔ شما چند اشعار در حمد الہی گفتہ اید در  
بعض اشعار ایطار است۔ اگر فرصت دست داد اصلاح کردہ فرستادہ خواہد شد، شما در خواب زیارت حضرت  
کلان کردید (حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ) سعادت مندی شما است۔ شکر بہ جا آرید و شکر این سعادت  
آن است کہ بطریقہ ایشان و بردینداری و پرہیزگاری محکم شوید ہر آن امر کہ مخالف طریقہ ایشان باشد  
از ان اجتناب کنید و در معاملات اتباع شریعت کنید والسلام تحریر روز چارشنبہ چہارم شعبان ۱۳۲۸ھ۔

مکتوب شصتم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ مختار را بعد از  
سلام و دعا معلوم باد مکتوب شمارید۔ در خواب پیغمبر را (صلی اللہ علیہ وسلم) یا پیر را زیارت کردن از احوال  
رائی آگاہی کند۔ اگر در عقیدہ رائی چیزے ضعف است، وے پیغمبر یا پیر را بہ کیفیت ضعف صورت  
پیری خواہد دید۔ و اگر در عقیدہ وے تروتازگی و قوت است پس بہ کیفیت قوت و بہ صورت جوانی  
خواہد دید۔ شما در خواب دیدہ اید کہ جسم ما کوتاہ شدہ است۔ آن کوتاہی در جسم ما نیست بلکہ در آن نسبت  
واقع شدہ است کہ از ما بہ شامی رسد۔ شما در عالم مثال آن کوتاہی را دیدہ اید۔ باید کہ تفکر و تفحص کنید کہ  
چرا درین نسبت و فیوضات و برکات کمی واقع شدہ است، و درازاں ضعف سعی نماید والسلام تحریر روز  
شنبہ چارہم شوال ۱۳۲۸ھ۔

مکتوب شصت و یکم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی برکت اللہ

را بعد از سلام معلوم باد مکتوب شمار سید۔ ما بہ فضل پروردگار بہ عافیت مستقیم۔ (و با ز حدیث ابو ہریرہ کہ در نصح "گوشہ" تخریر فرمودہ اند و نوشتہ اند) برائے نصیحت گرفتن و معمول ساختن این یک حدیث کافی است۔ مسموع شدن آواز مخصوص بہ کبرائے کا ملان است (یعنی آواز ذکر قلبی) برائے ما دشما این قدر کافی است کہ نہ آواز مسموع شود نہ چیزے دیگر تا ما داکم خیال بہ سوئے قلب باشد و مقدم ترک کرن آن کار ہا است کہ شب روز دران مصروف می باشیم۔ از زبان مایان کلامے نہ بر آید کہ بران مواخذہ باشد و رسوم و عادات بے جا را باید گزاشت و السلام تخریر و ثنبنہ نوزدہم ربیع الاول ۱۳۲۹ھ از دہلی۔ خانقاہ شریف۔

مکتوب شصت و دوم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم مولوی برکت اللہ را بعد از سلام و دعا معلوم باد مکتوب شمار سید۔ و قبل ازین مکتوب جوابی نہ رسیدہ۔ مایان جا از مخلصین استفساری کردیم کہ برکت اللہ کجا ہست و احوالش چیست۔ و شما درین خط نوشتہ اید۔ بادشاہ کامران بود از گدایان عار داشت۔ من بندہ عاجز پروردگارم از بندگان وے چگونہ عار دارم۔ من طلبکارِ اہم می خواہم کہ بندہ کلاماً بندہ پروردگار باشد۔ مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانَ اللَّهُ لَهُ۔ شمارا در وظیفہ شریفہ ذوق و شوق روئے می دید، جائے بسیار سترت است، و شوق نماز تہجد و خواندن تہجد از بیدار بختی و خوش نصیبی است۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ إِحْسَانِهِ۔ بر شکرگزاری خود شکر را بہ جا آرید۔

اے خدا قربان احسانت شوم این چه احسان است قربانت شوم

در عشرہ اخیرہ رمضان بہ وجہ علالت یکے از بر خور داران بہ میر ٹھ رسیدیم۔ چون از علاج و معالجہ فائدہ نہ شدہ بلند شہر رسیدیم۔ و این جا فائدہ شدہ۔ بعد از چند روز کہ صحت کامل شود بہ دہلی می رویم۔ این جا را نشان این است۔ بلند شہر۔ کوٹھی پھونس والی۔ حضرت صاحب۔ شوال ۱۳۳۰ھ۔

مکتوب شصت و سوم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ را بعد از سلام مسنون معلوم باد و خط شمار سید۔ از علالت دختر خود نوشتہ اید۔ عَافَانَا اللَّهُ تَعَالَىٰ وَإِيَّاكُمْ فِي الدِّينِ وَالْ دُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَعَافَا اللَّهُ تَعَالَىٰ عَمَّا وَعَانَا وَعَنْكُمْ وَرَحْمَتًا وَإِيَّاكُمْ وَرَحْمَةً اللَّهُ مَشَاغِنَا وَآبَاءَنَا وَمَنْ أَحْسَنَ إِلَيْنَا آمِينَ۔ ذکر شریف با حضور دل و تلاوت قرآن مجید یا فہم معنی و خواندن استغفار عمدہ عبادات اند و السلام سہ شنبہ بست و ششم صفر ۱۳۳۱ھ۔ خانقاہ شریف مجددی۔ دہلی

مکتوب شصت و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبد اللہ ابو اخیر فاروقی میان برکت اللہ را بعد از سلام مسنون معلوم باد و خبر انتقال مرحومہ فاطمہ معلوم شد۔ اِنَّا لِلَّهِ

وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ - اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَإِنِّي خَائِبٌ وَرَبِّهَا وَاعْفُ عَنِّي وَعَنْهَا وَتَجَاوَزْ عَن سَيِّئَاتِي وَ  
سَيِّئَاتِهَا وَأَدْخِلْنِي رِايَاتِهَا الْجَنَّةَ وَأَجِرْنِي ذِيَاتِهَا مِنَ النَّارِ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ يَا رَحِيمٌ يَا كَرِيمٌ  
يَا غَفَّارٌ - بعد از نماز فرض این دعا را سه بار بخوانید - امید است که اللہ تعالیٰ بفضل و کرم خود دعا را قبول خواهد  
کرد و بے مغفرت سرفراز خواهد فرمود، صبر کنید و امیدوار ثواب باشید و السلام

امروز گراز رفته عزیزان خبرے نیست فردا ست رین بزم زما ہم اثرے نیست

چهارشنبه پنجم ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

مکتوب شصت و پنجم - بہ اردو نیز بہ برکت اللہ - بسم اللہ الرحمن الرحیم - مولوی برکت اللہ  
را بعد از سلام و دعا معلوم باد مکتوب شمارید - الحمد للہ رب العالمین - مایان بہ خیریت، مستقیم شماروشتہ  
اید کہ وظیفہ شریفی کنید - البتہ این قدر بدانید کہ اصل وظیفہ آن است کہ آمدہ پیش ما بکنید و وظیفہ کراز  
ما بہ دوری باشد فائدہ زیادے نہ دارد -

خواجہ پنڈارو کہ مردِ واصل است حاصل خواجہ بہ جر پنڈار نیست  
و صفائی خود بہ رنم حاسد تا کے ترویج چنین متاع کاسد تا کے  
تو معدومی و خیال ہستی از تو فاسد باشد خیال فاسد تا کے

تحریر پنجم جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ -

مکتوب شصت و ششم - نیز بہ برکت اللہ - بسم اللہ الرحمن الرحیم - ترکیب پنجم شریف  
(از حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم) درود شریف (اللَّهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ  
وَسَلِّمْ) یک صد بار - سورہ فاتحہ ہفت بار - سورہ النور شرح ہفتاد و نہ بار - سورہ اخلاص یک ہزار بار  
سورہ فاتحہ ہفت بار درود شریف یک صد بار - اسمائے حسنی، یا قاضی الحاجات (اے رواکنندہ  
حاجات) یا کافی المهمات (اے کارندہ دشواریہا) یا دافع البلیات (اے دورکنندہ بلاہا) یا رافع  
الدرجات (اے بلندکنندہ مراتب) یا شافی الامراض (اے شفا دہندہ بیماریہا) یا مجیب الدعوات  
(اے قبول کنندہ دعاہا) یا ارحم الراحمین (اے مہربان تر مہربان ہا) مفتی شعبان ۱۳۳۶ھ

مکتوب شصت و ہفتم بہ اردو بہ نام حاجی عبداللہ عمر مبین - تاجرموزہ و بنیان بیتی - بسم اللہ  
الرحمن الرحیم - وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ - و بترسان ایشان  
را از روز پشیمانی (حسرت) چون فیصل می شود کار و حال آن کہ ایشان در غفلت اند و ایمان (و ایقان)  
نہ دارند - مکتوب عبداللہ عمر رسید - بصوتی کہ بہ شمار کردہ بودیم بر آن محکم قائم مانید، کار دینداری بیاموزید و چیز

کہ بعد از مرگ بہ کار آید آن را بہ بسیار شوق حاصل کنید تا کہ در آخرت حسرت نہ برید و ازان روز ترسید کہ اہل غفلت را در ان روز بسیار شرمندگی و ندامت خواہد بود۔ برائے آن روز درین جا عمل نیک بکنید مکتوب حاجی احمد نیر رسیدہ۔ پابندی یاد خدا و تابعداری شریعت بہ وجہ خوب ضروری است۔ در معاملات دنیویہ موافقت شرع اختیار کنید۔ اہالی بمبئی در مصیبت مبتلا اند۔ ایشان را باید کہ این نصیحت را قبول کنند۔ فرمان بردار خدا شوند و توبہ کنند و از دل راغب بہ نصیحت ما شوند تا از غضب خدا نجات یابند۔ بر ایوب این پیام برسانید و نیز بہ جمیع دوستان و بہ طیب و ایوب ثانی و صدیق و غیر ہم۔

ہرچہ بر تو آید از شادی و غم  
آن ز بے باکی و گستاخی است ہم  
بڈ ز گستاخی کسوف آفتاب  
شد عز از بے زجرات ردِ باب  
بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد  
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد  
گویند اسماعیل کھتری بے ادبی کردہ اگر کردہ جان خود را خراب کردہ مارا چہ نقصان رسیدہ۔ ہر دو ایوب را از این مکتوب آگاہ کنید و بگوئید کہ کلامِ درست از پروردگار شما است۔ پس کسے خواہد قبول کند یا ناقبول۔

و در مکتوب بے کہ بہ پنجشنبہ دہم محرم ۱۳۱۸ھ تحریر نمودہ اند نوشتہ اند۔ "در محبت و شوق باطن و یاد الہی اضافہ کنید و از شرک و بدعت عقیدہ را پاک کنید۔" "مَالَا بَدْرَ مَنَّةٍ" مفید رسالہ است۔ آن را بخوانید و اگر فارسی نہ می دانید ترجمہ آن را بخوانید دوستان را سلام رسد۔ خانقاہ شریف دہلی۔ مکتوب شصت و ہشتم۔ بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دو خطوط عبداللہ عمر رسیدند پروردگار مارا و شمارا توفیق نبلی عطا کند و خطا ہا را معاف کند۔ شما نوشتہ اید کہ وظیفہ یاد الہی می کنید و قرآن مجید می خوانید و فیض حاصل می کنید۔ الحمد للہ۔ ازین خبر دل خوش شد۔ از آن بندہ کہ مسلمان باشد و از نافرمانی اجتناب کند و حکم بردار خدا باشد و نماز بخواند و از دل مولائے خود را یاد کند و طلبگار رضائے وے باشد، کدام شخص بہتر خواہد بود۔ پروردگار مرا و شما یان را در این افراد شامل کند۔ مکتوب حاجی ایوب نیز رسید، پریشانہائے مارا و ایشان را پروردگار کم کند و عافیت عطا فرماید۔

توبہ علم ازل مرا دیدی دیدی آن گہ بہ عیب بخریدی

توبہ علم آن و من عیب ہمان روکن آن چہ خود پسندیدی

کسے صفا حاں را این شعار الحق کہ پریشانی و مصیبت کہ بہ میان می رسد از اعمال ما است، پروردگار ہر نعمتے کہ بہ کسے می دہد، از وے تا آن وقت نہ می ستاند کہ بندہ در صلاحیت و نیت خود فتورے پیدانہ کند۔

صدیق را حاجی احمد و نیز شمارا دایوب را و نویسنده خط را سلام برسد۔ این عنوان (برائے خط) کافی است  
شہر کوئٹہ۔ بڑس روڈ۔ حضرت صاحب دہلوی را برسد۔ خانہ محمد علی بوہری است کہ شیعہ است و در کراچی  
می باشد۔ وہ روپیہ کرایہ ماہانہ است۔ این جاموسم معتدل است گرمی نیست۔ تحریر شنبہ دہم ربیع الآخر ۱۳۱۸ھ  
مکتوب شصت و نہم۔ بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام  
علی عبادہ الدین اصطفیٰ۔ مکتوب سعادت آثار عبداللہ بن عمر رسید از ضروریات فرصت کم است ازین  
وجہ توجہ بہ جانب جواب مکتوبات نیست۔ درین روز وظیفہ شریفہ سورہ قمر است و امیدواری برکات این  
سورہ مقدسہ است۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم این سورہ مقدسہ را در رکعت دوم نماز عیدین تلاوت  
می فرمودند۔ عجیبے نیست کہ این سورہ مقدسہ را در ارشاد و ہدایت دغل تمام باشد بنا برین امر وزاند کے توفیق  
تحریر جوابات شدہ است۔ آیا در بمبئی شمایان مائل بہ جہت صلاحیت شدہ اید۔ و در دعوی محبت ما کہ  
شمایان دارید، صادق آمدہ اید، یا براوضاع سابقہ خود کہ غفلت آمیز اند قائم ہستید۔ اگر در محبت ما  
صادق ہستید پس ضروری است کہ صلاحیت پیدا شود و باید کہ غفلت و نافرمانی کم شود۔ ہمہ دوستان  
را سلام و دعا برسد۔ درین روز با این جاختگی زیادہ شدہ۔ در ہفتہ عشرہ قصردہلی داریم۔ چہرہ اگر این قدر  
خنکی را معتاد نیستیم۔ این جائیزی نفر داخل سلسلہ شدہ اند و وظیفہ شریفہ را یاد گرفته اند۔ تحریر روز  
چہار شنبہ یکم جمادی الآخرہ ۱۳۱۸ھ کوئٹہ۔ بڑس روڈ۔

مکتوب ہفتادوم۔ بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت آثار عبداللہ  
عمر را پروردگار نیک کند و از گناہ و بدی محفوظ دارد۔ مکتوب شما و ہدیہ موزہ کہ بہ دست حاجی احمد ارسال  
کردہ اید رسید۔ و نیز رختے کہ برائے شہید عمر و گلزار و نجم الدین فرستادہ بودید وصول شد۔ دیر روز روز اول  
از رمضان مبارک بود ہر سہ افراد را رخت دادہ شد۔ از مکتوب شما شوق و محبت شما خوب معلوم شد۔  
برائے شما توجہ باطنی ہم ہست۔ نماز را قضا نہ کنید و قدرے صباحا و قدرے مسائرا ذکر شریف کردہ باشید  
و ہفت سوراخیر قرآن مجید و سورہ فاتحہ را بہ وجہ صحیح یاد کنید و یک بار صباحا و یک بار مسائرا بخوانید و  
ہر چہ حکم شرع شریف باشد آن را قبول کنید اگر چہ در قبول کردن آن حکم نقصان از جان یا مال بود۔  
حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) را غلامے بود کہ نام ایشان بلال بود (رضی اللہ عنہ) ایشان بسے عالی  
قدر بودند۔ جدما حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) می فرماید۔ اَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَ اَعْتَقَ سَيِّدَنَا۔ یعنی ابو بکر  
آقائے ما ہستند و ایشان آقائے ما را کہ بلال ہستند آزاد کردہ اند۔ بہ نیت تحصیل برکات ما نام فرزند  
خود را بلال نہادہ ایم۔ بر زبان مبارک رسول مقبول بہ اندازہ کہ نام بلال آمدہ شاید نام دیگر کسی نیادہ

باشد۔ ایوب گاہے در روز گاہے در روز یک بار می آید۔ ہم در وظیفہ مست است و ہم در شوق و محبت، حاجی احمد بے چارہ تا این زمان وظیفہ قلبی رانہ می داند بہ زبان چیرے می خواند۔ شہابہ زبان خود وے را طریقہ وظیفہ شریفہ نوشتہ ارسال دارید۔ زبان مانہ می فہم۔ امر و دوم روزہ ما است و سرما شدید است۔ ما نماز صبح در مسجد شریف ادا کردیم۔ سکندر خان و دلاور خان، دو نفر، ہمراہ ما نماز خواندند۔ بہ بہانہ وضو ما در محراب مسجد نشستہ ایم۔ و چند نفر، مولوی سید شرف الدین خراسانی، سراج الدین خان، مرزا خان، سکندر خان، زمورائے خان، گلزار خان، دلاور خان، عبدالمنان خان، اختر خان، در حضور ما وظیفہ می کنند۔ امید است کہ وظیفہ ایشان خوب خواهد شد۔ حال ساعت یازدہ نیم است۔ امید است کہ بہ وضوے صبح نماز پیشین بخوانم۔ بیان این احوال برائے از دیار شوق کردہ شد۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ وَاللَّزَمَ مُتَابِعَةَ الْمُصْطَفَىٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَىٰ آلِهِمْ وَآصْحَابِهِمْ وَاتَّبَاعِهِمْ وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ تحریر روزہ شنبہ دوم ماہ مبارک رمضان ۱۳۱۵ھ

در مکتوبے کہ بہ سوم محرم ۱۳۱۹ھ نوشتہ شدہ تحریر نموده اند۔ کہ مولوی عبدالرشید و مولوی عبدالحکیم کہ از مخلصان اند خانہ محمد علی بوسرہ را کہ نزد "مارکیٹ" واقع است بہ چہل و پنج روپیہ ماہوار بہ ایجا گرفتہ اند و مخلصان این جا وظیفہ می کنند۔ نجم الدین، شہید عمر، غلام اکبر، شیر، حافظ حمید اللہ، معلم، خادمہ ہمراہ ما آمدہ اند۔ پروردگار شمارانیک و دیندار گرداند۔

مکتوبہ ہفتاد و یکم بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت آثار عبداللہ عمر را بعد از سلام معلوم باد، در وہی مکتوب شمار سیدہ بود۔ حاجی ایوب کہ مخلصین ما بود رحلت کردہ۔ اِنَّا لِلَّهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ، غَفَرَ اللَّهُ لَنَا وَاَلَهُ۔ از این خبر متا کم شدم۔ از جانب ما اطفال ایشان را دعا ما رسانید و دست شفقت بر سر ایشان نہید و زوجہ اش را سلام رسانیدہ تلقین صبر کنید و بگوئید کہ قبل از پیدائش کسے زندگی و موت، تندرستی و بیماری، کشاوگی و تنگی مقدر معی شود و باز بیشی و کمی واقع نہ می شود۔ برائے مسلمان ضروری است کہ در مصائب صبر کند، بیعت شدن بہ وظیفہ قلبی انتغال داشتن در اوقات غمیدہ و در مصائب آرام می رساند۔ مسلمان را باید کہ بہ کثرت یاد الہی کند، ہر کہ بہ دنیا آمدہ روزے کوچ خواهد کرد۔ سعادت مند کسے است کہ توبہ کردہ و بہ ذکر الہی مشغول ماندہ بمیرد۔ دوستان را باید کہ بہ اخلاص لہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ خواندہ ثوابش را بہ روح حاجی طیب رسانند و در بارگاہ خداوندی برائے بخشایش وے عرض کنند۔ این تحریر را بہ اہلیہ ایوب نشان دہید و مطالب را بروے واضح کنید۔ محترم مکتوب شما نیز

وفات کرده۔ مکتوب را خوب پاکیزہ می نوشت پروردگار ویرا بیا مرزد۔ مولوی عبدالحلیم حج کرده از راه کراچی مع الراحة والنخیر بہ کوئٹہ رسیدند و بہ عافیت ہستند والسلام تحریر روز پنجشنبہ بستی دہ ششم ربیع الاول ۱۳۲۲ھ۔

دور مکتوبے کہ بہ روز شنبہ یازدہم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ تحریر فرمودہ اند نوشتہ اند، سعادت آتا عبداللہ عمر را بعد از سلام و دعائے سلامتی ایمان و دینداری معلوم باد کہ صبح و شام وظیفہ شریفہ ذکر قلبی و پنجوقت نماز بہ ادب و حضور دل ادا کنید۔ شوق و محبت را زائد و غفلت را دور کنید۔ جمع مریدان و مخلصین را تاکید این امر نماید و در معاملہ دنیوی امر ناجائز و خلاف شرع نہ کنید۔

مکتوب ہفتاد و دوم۔ بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت آثار عبداللہ عمر را بعد از سلام و دعا معلوم باد۔ مکتوب شمارید۔ نوشتہ آید کہ بسیار شوق قدم بوسی دارم۔ لہذا اجازت است بیائید آتا اولاً بہ صدق دل استغفار و توبہ بکنید۔ مکتوب ایوب ایاس کہ بہ عربی نوشتہ نیز رسید۔ وے نکاح کردہ است، بَارَكَ اللهُ فِيهِمَا وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا بَخَيْرٍ قَالَ تَعَالَى. زَيْنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالنَّخِيلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْخِرِّ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ۔ برائے مردم زینت دادہ شدہ از محبت اشیاے مرغوب و از زنان و فرزندان و خزانہ ہائے جمع شدہ و از زر سرخ و زر سفید و اسپان داغ نہادہ شدہ و چارپایان و کشتہا و این چیز ہا سامان زندگانی دنیا است و آن چہ نزد اللہ تعالیٰ است نیکو جائے بازگشت است۔ ایوب را بگوئید کہ از مآب یعنی از بازگشت آخرت غافل نہ ماند بہ محبت دنیا مبتلا نہ شود۔ مرگ قریب است۔ قلب را بہ زوجہ نہ بندد بلکہ بہ پروردگار بندد، (باز اشعار حضرت والد خود قدس اللہ اسرارہا نوشتہ اند کہ در مکتوب سی و یکم گذشتہ) تحریر دو شنبہ ہشردہم ربیع الاول ۱۳۲۱ھ کوئٹہ، بلوچستان، قریب مسجد جامع قندہاریان۔

دور مکتوبے کہ بہ روز چہار شنبہ بستی و سوم جمادی الآخرہ ۱۳۲۱ھ از خانہ کہ نزد مسجد جامع قندہاریان واقع بود نوشتہ شدہ، تحریر فرمودہ اند۔ در تحریر جواب بنا بریں تاخیر واقع شد کہ دختر خورد عثمانی بیگم یک ہفتہ علالت کشیدہ انتقال نمود۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَاَجْعَلْهَا لَنَا ذُخْرًا وَاَجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً آمِينَ۔ ما این وقت نزد مرزا شریفش نشستییم و این خط می نویسیم۔

دور مکتوبے کہ بہ روز شنبہ پانزدہم رمضان مبارک ۱۳۲۱ھ از خانقاہ شریف دہلی نوشتہ شدہ

تحریر فرموده اند۔ "مرزا نیاز محمد خان برائے حج روانہ شدہ اند۔ درجائے حاجی شیر محمد و ملا عبداللہ کہ در بھنڈی بازار واقع است، با ایشان ملاقات کنید و طریقہ احترام مرعی دارید کہ از عمدہ مریدان ماہستند سلام ما بہ ایشان برسانید، درین ہر سہ مکاتیب مبارکہ حضرت ایشان از بسببی کتب نفیسیہ طلب فرمودہ اند (مثل تفسیر خازن بامدارک، جمل بر جلالین، اعراب القرآن، صحیح بخاری، تفسیر امام رازی، تفسیر ابن جریر شرح اجبار العلوم، تاج العروس شرح قاموس، تفسیر فتح البیان، تفسیر روح المعانی) و بہ روز پنجشنبہ چہار دم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ از بابو محلہ کوئٹہ مکتوب خیریت تحریر نمودہ اند و بہ سہ شنبہ یکم ذوالقعدہ ۱۳۲۲ھ برائے طبقات ابن سعد کہ در اروبا طبع شدہ بود، نوشتہ اند و آن کتاب مبارک را خواستہ اند۔

مکتوب ہفتاد و سوم۔ بہ اردو بہ نام مولوی عبدالرحمن فرزند مولوی امام الدین ساکن نکلور۔ ضلع جاندھر پنجاب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبدالرحمن را بعد از سلام مسنون معلوم باد مکتوب شمارید۔ شکر خدا بہ جا آرید کہ انتظام درس شما شدہ و در مدرسہ جاے یافتید۔ استطاعت خرج سفر شمار نیست و از خانہ خود برائے تحصیل علم برآمدہ اید، لہذا بہ ذوق و شوق کسب علم و بہ وجہ خوب مطالعہ کنید۔ ہمہ مساعی خود را در تحصیل علم صرف نہائید۔ حاجت نیست کہ این جا بیایید۔ شامی خواہید کہ وظیفہ شریفہ ہم بکنید و سبق ہم بخوانید۔ لیکن این را صورت نیست طلب اکل فوٹ اکل۔ شمارا باید کہ اولاً علم دین بخوانید۔ ہر چہ خوانید بہ فکر و دل بستگی بخوانید و بر نیکی ثابت قدم مانید از سیر و تماشا اجتناب کنید و السلام ہشتم ذی القعدہ ۱۳۲۴ھ

مکتوب ہفتاد و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ عبدالرحمن نوشتہ شدہ۔ دران ایام ایشان در مدرسہ دیوبند بہ تحصیل علم مشغول بودند۔ ایشان بہ روز پنجشنبہ ہفتم محرم ۱۳۵۴ھ برائے ملاقات ما باروان بہ دہلی آمدند و ہمراہ خود مکاتیب شریفہ نیز آوردند۔ عاجز بر بیاض خود مکاتیب را نقل کرد۔ مولوی عبدالرحمن آن وقت گفتند کہ من از حضرت ایشان استفسار و نسبت مولوی اشرف علی و در مسئلہ جمع کردن تبرعات برائے مدرسہ کردم و حضرت ایشان آن وقت بہ من درج ذیل جواب تحریر فرمودند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبدالرحمن را بعد از سلام معلوم باد مکتوب شمارید۔ شما نوشتہ اید کہ خیالات فاسدہ در دل می آیند۔ دریافت طلب این امر است کہ خیالات از کدام وجہ می آیند۔ آیا از جہت ضرورت نکاح و احتیاج در اہم یا از جہت خرابی در عقائد۔ علاج امراض باطن امر سہل نیست کہ بہ خط و کتابت ازالہ آن شود۔ بلکہ ضروری است کہ یک مدت صحبت شیخ حاصل شود تا ازالہ آن امراض میسر آید۔ علاج این است کہ نوشتیم۔ و سر دست شمارا کہ مشغول بہ تحصیل علم دین ہستید، باید کہ بہ تلاوت



قرآن مجید دل خود را مائل کنید و معانی مبارکہ را فہم کنید و اگر در دل شما محبت بہ جانب ماہست پس دل خود را بہ جانب ما متوجہ کنید و تصور کنید کہ شما در حضور آمدہ اید تا خیالاتِ شیطانہ از شما دور شوند۔ برائے ازالہ جہل بہ خدمتِ اُستاد رسیدن لازمی است و برائے ازالہ امراض باطن بہ خدمتِ شیخ رسیدن ضروری است۔ نزد ما اکتفا بر تحریر مرشد کردن یا بہ وردے مشغول شدن برائے دفعِ این امور کفایت نہ می کند و نہ بہ این طریق کما لے حاصل می شود۔ پیرانِ این زمانہ را، مثل مولوی اشرف علی از تھانہ بھون، ما اعتقاد نہ داریم بسببش این است کہ ایشان در خدمتِ پیر و مرشد خود مدتِ مدید قیام نہ کردہ اند و مدارِ حاصل کردن کمالاتِ دین بر صحبت و خدمت است۔ ہر قدر صحبت بیشتر باشد کمالات ہم بیشتر باشند، و اگر مدتہا صحبت و خدمت نہ کردہ کے بہ این مقام می رسد،

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شہی تاکس نہ گوید بعد ازین من دیگر م تو دیگری

و تا وقتے کہ با پیر خود بہ این مقام نہ رسد با شریعت و با پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بہ این کیفیت می تواند شد، یعنی فَنَافِي الرَّسُولِ چہ گو نہ خواهد شد۔ و شما نوشتہ اید کہ اگر شخصے برائے خدمتِ اسلام طلب گار تبرعات شود یعنی "چندہ" وصول کند۔ آیا شمار این چنین شخص در گداگران خواهد شد۔ این سوال تعلق بہ شمارہ دارد۔ از کار ہائے دیگران شمارا چہ تعلق است و چرا از کار دیگران استفسار می کنید مارا کجا فرصت است کہ این گونه سوالات را جواب دہیم۔ مع ہذا مختصر اُمی نویسیم کہ مدار این گونه اعمال بر نیت است۔ اگر نیت درست است ان شاء اللہ وے مصیب است وَالْأَقْلَاء۔ مولوی حافظ احمد از وجہ ما مراعاتِ شامی کنند و ضروریات شمارا بہ ہم می رسانند۔ خداوند کریم ایشان را جزائے خیر و ہدو نیک فرماید و شمارا لازم است کہ رضامندی والد خود حاصل کنید و طبق امر ایشان باشید و السلام تحریر روز شنبہ سوم شعبان ۱۳۲۸ھ از کونپٹ۔

مکتوب ہفتاد و پنجم۔ بہ اردو نیز بہ عبدالرحمن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت نشان عبدالرحمن را بعد از اسلام معلوم باد۔ اگر از شرائط جمعہ شرطے یقیناً منفقو و باشد، جمعہ مسقطِ فرضِ ظہر نیست و خواندنِ فرضِ ظہر ضروری است۔ از کتب معتبرہ مذہب، ہدایہ، شہرح وقایہ، قدوری، کنز، این مسئلہ ظاہر است، کسانے کہ مذہبِ حنفی را و شرائطِ مرقومہ کتب را معتبر می دانند مسلکِ ایشان، ہمین است و کسانے کہ در حقیقت مذہبِ حنفی، و شرائطِ مرقومہ کتب را حق و معتبر نہ می پندارند، مسلکِ ایشان میلان بہ عدم تقلید دارد و ایشان بر راہِ صواب نیستند۔ شما اولاً علم ضروری را حاصل کنید بعد از ان برائے تکمیلِ علمِ قرأت بہ مصر رفتن بہتر خواهد بود۔ علمِ قرأت بروجہ تمام در ان دیار است، در این جانبست و علمِ قرأت بلا واسطہ

متعلق بہ قرآن مجید است۔ رَفَقْنِي اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَإِيَّاكَ لِمَا يُحِبُّهُ وَيَرْضَاهُ وَالسَّلَامُ، عبد اللہ ابو بخیر فاروقی عفا اللہ تعالیٰ عنہ وَعَنْ وَالِدَيْهِ وَأَخْسَنَ فِي الدَّارَيْنِ إِلَيْنِهِمَا وَاللَّيْلَةَ تَبْنِيهِ كَيْفَ جَاهِي الْأَوْلَى

دور مکتوبے کہ بہ چہار شنبہ، ششم شعبان ۱۳۳۵ھ تحریر نموده اندی نو لیسندہ اگر شہاب بعد از رمضان برائے تحقیق وقوف قرآن مجید یا برائے خواندن شاطبیہ قصد آمدن دارید باید کہ خوب بسجید و باز مارا از قصد خود آگاہ کنید۔ خوراک و کرایہ آمد و رفت را پروردگار صورتے پیدا خواهد کرد۔ شخصی کہ نزد ما می آید باید کہ از مزاج ما واقف باشد کسانے کہ صحبت فاسقان عمر خود بہ سر برودہ اند نزد ما خوش نہ می باشند و نہ می توانند کہ نزد ما قیام کنند بلکہ بر ما اعتراضات می کنند۔ بنا برین دور بودن و موافق ماندن بہتر است۔ ازین کہ نزد ما قیام کنند و مخالف و معترض باشند خوب فکر و جواب با صواب بنویسید و السلام۔

عاجز گوید۔ پدر مولوی عبدالرحمن مولوی امام الدین از خلص یاران و مخلصان حضرت ایشان بود و مولوی عبدالرحمن مرد پاک دل و سادہ طبیعت بود از حضرت ایشان استفسارات می کرد۔ و بہ جوابات سرفرازی شد۔ از دل و جان معتقد حضرت ایشان بود و حضرت ایشان را نیز بر حال وے چشم عنایت بود۔ رحمہ اللہ در ضی عنہ۔

مکتوبت ہفتاد و ششم۔ بہ اردو۔ بہ غلام محی الدین از جہات لاہور۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

غلام محی الدین را بعد از سلام معلوم باد، مکتوب شمار سید طریقہ صلاۃ التبیح دریافت کردہ اید۔ لہذا نوشتہ می آید، در چہار رکعات سے صد بار سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ خواندہ می شود۔ در ہر رکعت این کلمات مبارکہ را ہفتاد و پنج بار بخواند۔ بہ این پنج کہ در قیام قبل از سورہ فاتحہ پانزدہ بار و بعد از سورت دہ بار و در رکوع بعد از تسبیحات دہ بار و در قوسہ بعد از رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ دہ بار و در سجدہ اولی بعد از تسبیحات دہ بار و در جلسہ کہ ما بین دو سجدہ می باشد بعد از اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي دہ بار و در سجدہ ثانیہ بعد از تسبیحات دہ بار و در قعدہ بعد از التَّحِيَّاتِ خواندہ نہ می شود۔ از حضرت ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا کسے پرسید کہ در این نماز از سورہ مبارکہ کدام سورتہا خواندہ شود۔ فرمودند در رکعتِ اُولٰئِین سورہ نکاتر و در رُوٰثِین سورہ عصر و در ثَوٰثِین سورہ کافرون و در چہارمین سورہ اخلاص۔ گمانی رد المحتار لابن عابدین الشامی۔ فی جزء الاول ص ۷۱۔

مکتوبت ہفتاد و ششم۔ بہ اردو بہ محمد حیات۔ مقام نور پور ٹوانہ ضلع شاہ پور۔ پنجاب۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عفا اللہ عننا و عنک، غفر اللہ لنا و لک، رَحِمْنَا اللَّهُ وَإِيَّاكَ۔ از تحریر شما استعداد و لیاقت شما ظاہر شد۔ کم کردن و ساوس از علم ظاہر آحق و مستحق محنت است۔ بہ مطلق سوال

کرون نہ علم ظاہر حاصل می شود و نہ وسوس کم می شوند۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ وَسَاوِسَ قَلْبِيْ خَشِيَّتِكَ وَذِكْرَكَ  
وَاجْعَلْ هِمَّتِيْ وَهَوَايَ فِيمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى وَالسَّلَامُ۔ ہفتم صفر ۱۳۳۷ھ۔

مکتوب ہفتاد و ہشتم۔ بہ اردو بہ حافظ محمد وزیر ساکن حصار۔ راجپوتانہ۔ بسم اللہ الرحمن  
الرحیم۔ بعدت مکتوب حافظ محمد وزیر رسید۔ منقصد از مکتوب خوش کردن مکتوب الیہ می باشد۔ اگر القاب و  
آداب مناسب می باشند دل خوش می شود۔ و از الفاظ تمسخر آمیز دل رنجیدہ می شود۔ مثل مولانا۔ مولوی۔  
حاجی۔ صوفی۔ صاحب۔ از این چنین الفاظ دل رانفت می شود۔ لہذا از استعمال این گونه الفاظ احتراز  
باید کرد۔ و بہ جائے مسجد حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد بلال نوشتن تحقیر حضرت بلال است رضی اللہ عنہ۔  
اگرچہ تحریر عوام و قیستہ نہ دارد۔ امثال شماراچہ نوشتن وچہ نا نوشتن وچہ مدح سرائی وچہ ہرزہ گوئی۔ مع  
ہذا مناسب معلوم شد کہ بہ طریقہ مہذبان و اہل بنش شمارا ہدایت کردہ شود۔ آئندہ این گونه الفاظ نہ نویسید  
بلکہ امثال شمارا کم نوشتن مکتوب بہتر است والسلام دوم ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ۔

عاجز گوید حافظ محمد وزیر حصاری از مخلصین قدما و اصحاب نسبت و پاکیزہ صفت بود مع  
عزہ الأوصاف العالیہ شخصہ سادہ بود، حضرت ایشان قدس سرہ مرقی کامل بودند ہدایت بہ اطوار  
ثالثہ می کردند تا ظاہر و باطن محلی باشد۔ از حافظ محمد وزیر رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ چیزے بے خیالی ظاہر  
شد۔ در نتیجہ اش حضرت ایشان این شعر گفتند۔

نہ جنابم نہ نشہ نہ مولانا	بندہ آستانہ عمرم
گر کنی نسبتم بہ آن در فیض	ہرچہ گفتمی ازان بلندترم
در کنی زین اضافہ فی الجملہ	زشت کردار خیر محتقرم

مکتوب ہفتاد و ہشتم۔ تعزیت بہ نام بابو محمد ہاشم سرسوی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَمَّا  
بَعْدُ فَاَعْظَمَ اللهُ لَكَ الْاَجْرَ وَالْهَمَّكَ الصَّبْرَ وَرَزَقَنَا وَايَاكَ الشُّكْرَ فَاِنَّ اَنْفُسَنَا وَاَمْوَالَنَا وَاَهْلِيْنَا وَاَوْلَادَنَا مِنْ مَوَاهِبِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ الْهَنْيئَةِ وَعَوَارِيهِ الْمُسْتَوْدَعَةِ، نُمْتَعُ بِهَا اِلَى  
اَجَلٍ مَعْدُوْدٍ وَيَقْبِضُهَا لِيَوْمِ مَعْلُوْمٍ، ثُمَّ اَفْتَرَضْ عَلَيْنَا الشُّكْرَ اِذَا اَعْطَى وَالصَّبْرَ اِذَا اُبْتُلَّ،  
فَكَانَ اِبْنُكَ مِنْ مَوَاهِبِ اللهِ الْهَنْيئَةِ، وَعَوَارِيهِ الْمُسْتَوْدَعَةِ مَتَعَكَ بِهٖ فِي غِبْطَةٍ وَسُرُوْرٍ  
وَقَبْضَةٍ مِنْكَ بِاَجْرٍ كَبِيْرٍ الصَّلَاةِ وَالرَّحْمَةِ وَالْهُدَى اِنْ اِحْتَسَبْتَ فَاَصْبِرْ وَلَا يَحْبِطُ اَجْرُكَ  
اَجْرَكَ فَتَنْدَمَ وَاَعْلَمُ اَنَّ الْاَجْرَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَلَا يَدْفَعُ حُرْنَا وَمَا هُوَ نَازِلٌ فَكَأَنَّ قَدْ وَاَسْلَامُ۔  
رَفَاةُ الْحَاكِمِ فِي الْمُسْتَدْرِكِ وَاِبْنُ مَرْدُوِيَهٗ كَمَا فِي الْحَصَنِ الْحَصِيْنِ۔ عاجز گوید این مکتوب مبارک

در عقد سوم از سایہ چہارم نوشتہ شدہ۔ این تعزیت نامہ ہست کہ رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم بہ حضرت معاذ بن جبل نوشتہ وقتے کہ فرزند ایشان وفات یافتہ بود۔ مولوی عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ و رضی عنہ در حاشیہ حصین نوشتہ اند کہ فقیہ ابواللیث سمرقندی نیز در تہنیہ الغافلین این حدیث را روایت کردہ۔ حضرت ایشان ابن مبارک وصیت را بہ پاک دل بابو ہاشم آن وقت تحریر نمودند کہ فرزندوے وفات یافتہ بود۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

مکتوب ہشتادوم۔ بہ اردو بہ نام سید زاہد حسین امرہوی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مارا کشف نیست کہ غائبانہ احوال کسے را دریاہیم۔ لازم است کہ یک مدت کسے نزد ما باشد تا استعداد و صلاح ویرا معلوم کنیم و آن وقت بگوئیم کہ آیا وظیفہ کردن برائے او بہ چہ اندازہ مفید است۔ بناے طریقہ شریفہ بر اکل حلال و صدق مقال و پرہیزگاری است، کہ در این ایام مفقود شدہ شوق دنیا بیش و شوق آخرت کم شدہ است و السلام روزیک شنبہ ہفدہم رجب الحرام ۱۳۲۳ھ از بابو محلہ۔ کوئٹہ بلوچستان۔

عاجز گوید سید زاہد حسین ہفت ہشت سال بہ خدمت حضرت ایشان می رسید۔ پروردگار وے را بہ احوال شائستہ نواخت۔ ایمانا بہ وجد درمی آمد و بہ آہ و بکا مصروف می شد۔ و درین زمان سعی نمود کہ مکاتب شریفہ حضرت ایشان را جمع کند۔ ہر چہ جمع کردہ بود آن را بہ ذوق و شوق با دیدہ گریان می خواند۔ از وے اتفاق بہ دوران قیام میرٹھ کہ در ۱۳۳۰ھ بودہ حضرت ایشان را ملاقات با شخصے شد کہ نوگرتار بعض افکار و ہا بہ شدہ بود بعد از آن روز محفل مبارک میلاد شریف را حضرت ایشان بانہایت تحمل و کرم و منعقد می کردند۔ سید زاہد حسین و استاد وے مولوی محمد اسحاق راشکوک و شہات روادند۔ لہذا رفتہ ہر دو از حضرت ایشان گستہ شد، و کیفیاتے کہ ہر دورا حاصل شدہ بود بہ منزلہ خواب و خیال گشت۔

مکتوب ہشتاد و یکم۔ بہ اردو بہ نام قاضی وزیر حسین ولد قاضی عظیم الدین ساکن سوخت سوڈ۔ راجپوتانہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وزیر حسین را بعد از سلام معلوم باد مکتوب شمار سید، یک بار نزد ما آمدہ اید، خواہشات و مطالب شما دیگر اند و قواعد و ضوابط ما دیگر، بنا برین شمار داخل سلسلہ نہ کردیم۔ ہم چنین احوال برادر شما است کہ ایشان را اوراد و وظائف دیگر اند و ما قواعد دیگر۔ بہ ہر شخص تعلیم دادن سلسلہ ما را پسند نیست کسے کہ بر قواعد ما درست می آید، ویرا تعلیم می کنیم۔ پروردگار ما را و شمارا بر دیناری قائم کند۔ و السلام روزیک شنبہ پنجم شوال ۱۳۳۱ھ بابو محلہ جدید۔ کوئٹہ بلوچستان۔ عبد اللہ ابو خیر فاروقی عفا اللہ عنہ۔

مکتوب ہشتاد و دوم۔ بہ اردو نیز بہ قاضی وزیر حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمَخْلُوْقِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ ترجمہ مولانا شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ درست و صواب است۔ شاید شمار علم نیست کہ در کلام و گفتگو تقدیم تاخیر مفعول بہ جائز است۔ و شمارا باید کہ از عملِ دینی کہ متعلق بہ خود شما باشد استفسار کنید از اعمالِ دیگران شما را چہ کار و از طریقہ جنگا نیدن مرغہا کہ اندرین آیام راجح است با ما کلام نہ کنید۔ بندہ نیک باشد و گناہان را بگزارید والسلام یکشنبہ ہفتم شوال ۱۳۳۲ھ۔ عاجز گوید کہ در محاورہ اردو کلام مرغ جنگا نیدن آن وقت گفتہ می شود کہ کسے کلام شقاق و افتراق را رواج دہد و بے وجہ اختلاف پیدا کند۔

مکتوب ہشتاد و سوم۔ بہ اردو نیز بہ وزیر حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وزیر حسین را بعد از سلام واضح باد ما از احوال شما بہ خوبی واقف نیستیم و بدون واقفیت مرید کردن مناسب نیست۔ و خیالے کہ شما دارید ما از ان خیال خبر داریم۔ پسندیدہ است کہ باعث برکت باشد یا فاسد است کہ آن را دور باید کرد۔ شما نوشتہ اید کہ آن خیال از حضور پوشیدہ نیست۔ مَعَاذَ اللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ۔ مسلمان را از این گونہ خیال باطل توبہ باید کرد۔ و انکسے جمیع راز ہایک ذات پروردگار عَلَّ شَانُہٗ است و کسے اورا شریک نیست، سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ البتہ در حفلہ مبارکہ میلاد کہ بہ یازدہم این ماہ است آمدہ شریک شوید۔ اجازت است والسلام چہار شنبہ ہشتم ماہ مبارک میلاد شریف ۱۳۳۳ھ۔

مکتوب ہشتاد و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ وزیر حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی وزیر حسین را بعد از دُ عَلَیْکُمُ السَّلَامُ واضح باد شما یان ملاقات نہ کردہ برقتید۔ این چنین کردن بے قاعدہ و غیر مناسب است۔ اگر در بان اطلاع نہ کردہ شما یان را انتظار می بالست و تحمل مناسب بود۔ بہ درستی وظیفہ سعی کنید و از بے ادبی اجتناب کنید۔ شما در مکتوب خود از امور دنیویہ نوشتہ اید۔ روزے کہ شما بیعت می شدید اقرار و قول محکم کردہ بودید کہ بہ امور دنیوی چیزے بہ ما نہ خواہید گفت۔ و گفتہ بودید کہ من خالصًا للہ بیعت می شوم۔ آن قول و اقرار خود را یاد کنید و از خیالات فاسدہ توبہ کنید و بہ درستی وظیفہ قلبی مشغول شوید۔ پروردگار بر ما و شما مہربانی فرماید و ما یان را از کلام فارغ محفوظ دارد و والسلام شنبہ یازدہم شعبان ۱۳۳۵ھ۔

و در مکتوبے کہ بہ شنبہ یکم ذوالقعدہ ۱۳۳۵ھ تحریر فرمودہ اند می نویسند۔ " امید است کہ در وظیفہ قلبی خوبی پیدا شدہ باشد یعنی بہ دوران وظیفہ شریفہ خطور و ساوس کم شدہ باشند و زوج شما اگر شوق وظیفہ شریفہ وارد ویرا از طرف ما وظیفہ شریفہ تعلیم کنید۔ صبا حاد مسار یک یک ساعت وظیفہ بکند و بہ

والد خود ہم تا کید کنید کہ بہ وظیفہ شریفہ مشغول باشند۔ و در مکتوبے کہ بہ چہار شنبہ ۲۳ ماہ مبارک رمضان ۱۳۳۶  
 نسیر فرمودہ اندی نویسند۔ الحمد للہ تا این زمان ما ہمہ مع الخیر زندہ ہستیم و از اللہ تعالیٰ طلبگار ہر بانی و بخشاش۔  
 نعمتہائے اوسمانہ و تعالیٰ را کہ بے حد اند اقرار داریم و خطاہے خود را کہ بے حساب اند متقریم۔ و ما از شما خوش ہستیم  
 و برائے شما دعای کنیم، شما مستبغاتِ عشری خوانید بسیار خوب می کنید۔ برائے ما و اولادِ ما دعای کنید۔  
 خوب می کنید پروردگار شمار اجزلے خیر و بہد و السلام۔ و در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ سیزدہم ذوالقعدہ ۱۳۳۶  
 تحریر فرمودہ اندی نویسند۔ کالو خان را وظیفہ قلبی از جانب ما تعلیم کنید یک ساعت صبا و ایک ساعت  
 مسائے ہر روز شغل ہم ذات کند یعنی از دل اللہ اللہ گوید و خیالات ماسوی اللہ را از دل دور کند و السلام۔  
 و در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ ۲۳ شعبان ۱۳۳۶ تحریر فرمودہ اند در آخر نوشتہ اند۔

آن کہ شترش زیادہ از خیر است      خاک پائے عمر ابو الخیر است  
 حَبْبَةُ اللَّهِ رَبُّهُ وَ كَفَى      وَ مَحَا عَنَّهُ ذَنْبَهُ وَ عَفَا

و در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ ششم ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۳۶ تحریر فرمودہ اندی نویسند۔ بسم اللہ  
 الرحمن الرحیم۔ اجازت است بیاید بہ روز شنبہ یازدہم ربیع الاول مسرت محفل میلاد شریف است۔  
 در این محفل مبارک شریک شدن بہتر است۔ زائد از سہ ہزار روپیہ کلداران شامل شد در این مسرت خوشی  
 صرف می کنیم طلباء الرضاء اللہ تعالیٰ والسلام۔

مکتوبہ ہشتاد و پنجم۔ بہ اردو بہ حافظ اشفاق الہی ولد کرم الہی ساکن صدر بازار میرٹھ۔  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب رسید نوشتہ اید کہ وظیفہ شریفہ می کنید و قرآن مجید و الابد منہ می خوانید۔  
 الحمد للہ۔ این تمام امور نشان سعادت مندی است، ہر آن بندہ کہ فرمان بردار مالک خود جلّٰلہ طلبگار  
 رضا مندی اوست تعالیٰ و از قہر و غضب او ترسندہ باشد بے شک آن بندہ، نیک بندہ پروردگار است۔ و در  
 وقت ذکر شریف و ساوس را دور کردن و درین امر سعی کردن بسیار خوب است، پروردگار ما را و شمارا  
 توفیق نیک عنایت فرماید و السلام تحریر روز دو شنبہ ہز دہم رجب الحرام ۱۳۳۳۔ و در مکتوبے کہ بہ سوم  
 جمادی الآخرہ تحریر فرمودہ اند نوشتہ اند۔ شما نوشتہ اید کہ بعد از نماز ہر برائے ما دعای کنید جزا اللہ خیرا۔  
 اگر شما برائے ما دعا خواہید کرد از دل ما برائے شما دعا خواہد شد۔ و در مکتوبے کہ تاریخ نہ دارد تحریر نمودہ  
 اند۔ اے عزیز مولوی شمس الدین و مولوی اسحاق کہ در قرب و حضور ما نشستہ اند تا این زمان اصلاح ایشان  
 ذکر وہ ایم۔ شمارا کہ بر این دوری و بعد نشستہ اید بہ توجہ درست کردن از کجا کلام شما بیان مشابہ است بکلام  
 یہود۔ و مِنْهُمْ اٰمِنُوْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ الْکِتَابَ اِلَّا اٰمَانِیَ وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَعْلَمُوْنَ۔ و بعضے از ایشان ناخواندہ

اند، کتاب رانمی دانند مگر آرزو با (آرزو ہائے دروغ) و ایشان نیستند مگر کہ گمان می کنند سالہا است کہ بہ شامی گوئیم کہ در آئین و مذہب ما آئیہارا گردانیدن است (زحمت کشیدن است) بہ اندازہ کہ محنت خواہید کرد، اجر بہان مقدار خواہید یافت لیکن شمایان بر بہمان خیال فاسد قائم ہستید۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ دور مکتوبے تحریر فرمودہ اند: جناب عبدالکریم (پدر حاجی رشید احمد سوداگر اسلام) بسیار مہربانی فرمودہ کہ رقعہ تبرعات بہ ما فرستادہ۔ سُبْحَانَ اللَّهِ۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ حالا از ایشان استفسار کنید کہ این رقعہ را تعویذ سازیم یا مستحیل کردہ بہ خدمت شریف ایشان ارسال داریم فقط

مکتوبہ ہشتاد و ششم بہ اردو نیز بہ اشفاق الہی۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ حافظ اشفاق الہی را بعد از سلام معلوم باد۔ از دو حال انسان خالی نیست۔ یا شوق دین دارد یا شوق دنیا۔ بہ خیال مادر شما شوق دین کم است و شوق دنیا زیادہ و علی الخصوص از رونے کہ از پدر و برادر خود در تجارت علیحدگی اختیار کردہ آید و بہ زعم خود مردنیک گشتہ آید۔ در احوال باطن شما تغیر پیدا شدہ است۔ شما خود فکر کنید می نویسید کہ در ذکر الہی دل را سکون نہ ماندہ!۔ ذَاذَاذُ كَرَّ اللَّهُ وَحَدَاةُ اَهْمَا زَتْ قُلُوبُ الدِّينِ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ۔ و چون تنہا اللہ یاد کردہ شود متقبض می گردد و دلہائے آنان کہ بہ آخرت ایمان نہ دارند، این ترجمہ را فکر کنید کہ گریختن دل و انقباض وے از یاد الہی از صفت کافران است۔ مَعَاذَ اللَّهِ۔ اندیشہ کنید کہ این گونه قلب چہ قلب است۔ نزد ما این را علاج نیست۔ پروردگار ہر کرامی خواہد شوق می دہد و ہر کرامی خواہد بے شوق می سازد۔ ما بہ شما از سالہای گوئیم کہ احوال شما خراب شدہ است بر احوال خود فکر کنید لیکن شما بے خیالی می کنید حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ بدون شوق و بردل جبر کردہ ذکر شریف نہ باید کرد و بلکہ بہ شوق و دل را راغب کردہ ذکر شریف باید کرد و السلام چہار شنبہ ہشتم محرم الحرام ۱۳۳۱ھ و در مکتوبے کہ بہ روز و شنبہ ۲۳ محرم ۱۳۳۲ھ ارسال فرمودہ اند نوشتہ اند۔ امتہ القیوم خوب نام است اللہ تعالیٰ مبارک فرماید۔ و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ کسے کہ شوق استماع ذکر پاک دارد بہ روز و شنبہ برسد، بہ شب سہ شنبہ ان شام اللہ مولود شریف می خوانیم۔ کسانے کہ منکر مولد شریف اند خبیث دارند و ایشان را اجازت آمدن و شریک شدن نیست و ہم کسانے را کہ در فسق و فجور مبتلا ہستند و در نماز پنجوقتہ کوتاہی می کنند ہم اجازت نیست۔ و در مکتوبے کہ بہ چہار شنبہ یازدہم ربیع الآخر ۱۳۳۲ھ نوشتہ شدہ تحریر فرمودہ اند۔ الحمد للہ رب العالمین ما بہ خیریت، ہستیم۔ امتہ الہی برائے خواہر امتہ القیوم بہتر نام است۔ اللہ تعالیٰ ہر دورا از صالحات فرماید و در عمر ایشان برکت دہد۔ مولوی وحید اللہ خان و مولوی سردار احمد (کیل مجددی) و مولوی نظام الدین مدرس مدرسہ عالیہ بعد از مغرب بہ تحقیق شاطبیہ شریف می خوانند اگر قاری ولی محمد شوق قرأت

دارند بیایند فکرِ نان و جائے سکونت نہ کنند از میرٹھ بہتر انتظام خواهد بود۔ ہم خادم و ہم مسجد موجود است۔ اگر شمار او حفیظ الدین و یاسین را شوق خواندن یا وظیفہ باشد بیاید۔ والسلام از ریاست رامپور قلعہ کہنہ بجلی گھر و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ از خبر خراب شدن استخوان سُرور (افغانی) متاثر شدم و شام سُرور را بہ امر و جہ برائے علاج رسانید بہتر کردید مولوی اختر شاہ خان را پروردگار جزائے خیر دہد۔ ایشان بسیار خوب مشورہ دادہ اند۔ و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ شام قاعدہ خود را کہ با ما داشتید تبدیل کردہ اید و در پریشانی مبتلا گشتہ اید۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔ را بفہمید کہ پروردگار تغیر و تبدل نہ می کند تا وقتے کہ آن قوم رسم و آئین خود را تغیر و تبدل نہ کند۔ حالاً ہم شام بہ ہوش آید تا از مزید پریشانی محفوظ مانید۔ فکر کنید کہ اول چند روز بہ ہر سال نزد ما می ماندید و حالاً چہ حال دارید و چہ مدت می ماند۔ شام ہم احوال خود را تبدیل کردید، یاسین ہم، علیم الدین ہم، عبدالکریم ہم، زید ہم، عمر و ہم، بکر ہم، حسین تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

بگفتا فلانی کہ بد می کند نہ با من کہ بانفس خود می کند

مکتوبہ ہشتاد و ہفتم۔ بہ اردو نیز بہ اشفاق الہی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت آثار۔ مقصد از مرید شدن حضور قلب حاصل کردن است۔ و طریقہ حصول این دولت آن است کہ صبح و شام بہ نیاز مندی و عاجزی ہر روز ذکر شریف بکنید۔ و از پروردگار خائف مانید۔ و وسوسہ را از دل دور کنید۔ برائے دفع وسوسہ محبت شیخ در دل باشد۔ اسے بندہ نیک اگر بہ این پنج چہل روز ذکر شریف کردہ شود۔ ان شاء اللہ در دل اثر پیدا می شود، غفلت و یادِ ماسوی کم می شود۔ و در حضور دل بیشی می شود و بندہ نیک را در عبادت حلاوت رومی نماید۔ بہ افراد را ازین امور وحشت پیدا می شود و ایشان طلبگار آن چیز ہا می شوند کہ در آن فائدہ دنیویہ باشد۔ چون حضور دل قدرے حاصل شود و با بزرگان محبت پیدا شود شجرہ شریفہ طلب کنید۔ دراصل پیری و مریدی ہمین است کہ ما نوشتیم۔ این مکتوبہ ا بہ حفاظت نگاہ دارید و اجبانا مطالعہ کنید۔ شاید کہ توفیق ذکر شریف یا بید۔ یکتنبہ چہار و ہم صفر از بابو محلہ کوٹہ۔

مکتوبہ ہشتاد و ہفتم۔ بہ اردو بہ انعام الہی ساکن صدر بازار میرٹھ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ ابوالخیر فاروقی میان انعام الہی را بعد از سلام و دعای سلامتی ایمان واضح باد شام در مکتوبہ خود حال وظیفہ نہ نوشتہ اید، معلوم نہ شد کہ بہ دوران ذکر شریف بعد از چہ مقدار و سوسہ پیدا می شود۔ خوبی وظیفہ این است کہ بعد از ذکر شریف تا چہار گھڑی (مدت سہ ساعت) و سوسہ پیدا نہ شود و دم بہ دم در یاد الہی



دور محبت و شوق اضافہ شود و دل ہمہ چیز ہا را گزاشتہ بہ تعظیم تمام خیال نام پاک کند پروردگار مارا و شمارا توفیق دہد۔ اے عزیز شائقین و طیفہ شریفہ در دنیا بسیار کم اند۔ گویا لذت یا دالہی از دنیا برخاستہ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ اَلْفُکْمُ الْکَاثِرُ حَتّٰی زُرْتُمْ الْمَقَابِرَ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ۔ شمارا حصہ افزونی مال غافل کرد تا آن کہ قبر ہا دیدید۔ نے نے (یعنی حقا) خواہید دانست و حقا کہ باز خواہید دانست ، سہ شنبہ بست و یکم جمادی الاولی۔ بابو محلہ۔ کونٹ۔

مکتوب ۸۹ ہشتاد و نہم۔ بہ اردو بہ مولوی شمس الدین ساکن صدر بازار میرٹھ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبد اللہ ابوالخیر فاروقی سعادت آثار شمس الدین بعد از سلام و دعائے سلامتی ایمان و ترقی صلاح مطالعہ نمایند، از مکتوب شمارا معلوم شد کہ وظیفہ شریفہ می کنید و در وظیفہ حلاوت می یابید۔ در نماز قدرے حضور دل یافتہ اید و در محبت اضافہ شدہ است۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ دَجَلَالِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔ ازین نعمت ہا ہر نعمت عمدہ و عظیمہ است۔ بزرگان دین قدر این امور دانند شوق پرہیزگاری داشتہ باشید۔ از تالیفات امام غزالی کتابے را مطالعہ کنید۔ مثل ترجمہ احیاء العلوم یا ترجمہ کیمیائے سعادت کہ برائے پاکی و صفائی قلب بسیار مفید است و قدرے تلاوت قرآن مجید با فہم معنی ہر روز ضروری است۔ تا در امورے کہ شمارا نوشتہ اید بچختہ شوید پرہیزگاری و دینداری ہر قدر زائد می شود و در وظیفہ شریفہ ہمان قدر اضافہ می شود و السلام چہار شنبہ چہار دہم ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ۔ و در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ شہردہم ربیع الآخر ۱۳۲۳ھ تحریر فرمودہ اند نوشتہ اند۔ ما غیر از بے دینان از کسے ناراض نیستیم و غیر از پرہیزگاران از کسے خوش ہم نیستیم۔ پروردگار مارا ہم از بے دینی محفوظ دار و پرہیزگار کند و شمایان ہمہ را نیز و السلام

مکتوب ۹۰ نووم۔ بہ اردو بہ حافظ محمد ایوب۔ پدر مولوی محمد عمر۔ ساکن محلہ مداپور۔ گھوسی۔ ضلع اعظم گڑھ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مالک حقیقی الشہل شائہ است ہر چہ خواہی کند۔ پاک است آن پاک پروردگار کہ آسمان و زمین اورا ہست ہر چہ ہست زیر فرمان او است و ادبجانہ بر ہر شے حکمران است۔ بندہ را باید کہ در ہر حال از مالک خود راضی و شاد باشد۔ یازدہم ذی القعدۃ الحرام ۱۳۲۴ھ۔ عاجز گوید کہ استادی مولانا محمد عمر سخت علیل شدہ بود و ایشان از حضرت یتیمی اللہ بیعت شدہ بودند لہذا پدرش عریضہ ارسال کرد تا حضرت ایشان برائے ازالہ مرض توجہات فرمایند۔ و قد شفاه اللہ بمنہ و کریمہ۔

مکتوب ۹۱ نوو و یکم۔ بہ اردو بہ مولوی محمد عمر فرزند محمد ایوب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شیدہ ایم کہ دوست ذی وقار و خادم باعتبار و مرید امانت دار ما شیخ فضل عمر (دہلوی) رحلت نمودہ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا

إِلَيْهِ رَاجِعُونَ دُنْيَا جَائِ قِيَامِ نَيْسْت۔ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَةِ مَا تَطْلَان دُنْيَا رَاخَانَهُ خُودِ وَاخِرَتِ رَا  
 دِيرَانِ سَاخْتَهُ اَيْمِ بِنَابِرِينَ اَز نَامِ مَرگِ مُنْفَرَجِ دِرِيشَانِ فَاطِرِي شُوكِمِ۔ اَكْرَامِيَانِ اَخِرَتِ رَا اَبَاوِ دُنْيَا رَا دِيرَانِ  
 سَاوِيْمِ اَز مَرگِ خُوشِ خَوَاهِيْمِ شُد۔ حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اَللّٰهُمَّ وَفَقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا  
 خَيْرًا مِّنْ اِلٰذَى الْاَلْهَمِّ اجْعَلْ وَسَلْوَسَ قَلْبِيْ نَحِيْتِكَ وَذِكْرَكَ وَاجْعَلْ هَمَّتِيْ وَهَوَايَ فِيمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى۔  
 رُوزِ دُوشنبه ۱۳ ربيع الآخر ۱۳۲۵ هـ۔ دُرِّ مَكْتُوبِ نُوْشْتَهُ اَنْدِ۔ دِرِيَادِ خُدَا غَفْلَتِ نَه كُنِيْدِ۔ وَظِيْفَةُ شَرِيْفَةِ خُودِ رَا دُرِّسْتِ  
 كُنِيْدِ۔ پِرُورِ دِگَارِ رَا هِمْدِ وَتِ حَاضِرِ وَنَاظِرِ وَنِيْدِ وَ اَز اَوْ سَجَانَهُ طَلْبِ كَارِ خَيْرِ وَخُوبِيْ بَاشِيْدِ دُرِّ طَلْبِ عِلْمِ جَارِيْ دَارِيْدِ  
 اَوْقَاتِ فَرَاغِ بِيْ وَظِيْفَةُ شَرِيْفَةِ مُتَوَجِّهٍ بَاشِيْدِ وَالسَّلَامِ۔ دُرِّ مَكْتُوبِ نُوْشْتَهُ اَنْدِ۔

علم دین ہم حاصل کنید و در وظیفہ شریفہ ہم ساسی باشید۔ در وقت آمدن و رفتن و برخواستن و نشستن ہمہ وقت  
 دل را متوجہ بہ پروردگار دارید تا کہ دل را ملکہ حضور دائم حاصل شود۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ سردست شما بہ  
 طلب علم مشغول ہستید لہذا اگر وظیفہ شریفہ قدرے کم می شود حرج نیست۔ تحصیل علم دین ہم کار نیک است  
 و مقدم است۔ تا ہم در روز و شب یک ساعت یا یک نیم ساعت بہ ذکر شریف مشغول مانند۔ و سائس  
 را دور کردہ بہ صدق دل و اخلاص و محبت و وظیفہ شریفہ کنید۔ نیکی را اختیار کنید و در امور شریعت شوق و محبت  
 داشتہ باشید و السلام و در مکتوبے نوشتہ اند۔ قدرے قرآن مجید بالمحافظہ معنی تلاوت کردہ باشید و کثرت استغفار  
 و کثرت لَذْوَلٍ وَّلَا تُؤْتَةُ اِلَّا بِاللّٰهِ بَرَاءے دُرِّ کردن و سائس و دُرِّ کردن گناہان مفید است و در مکتوبے نوشتہ اند۔

یک قدم راہ راست بیدل از تو تا دامنِ خدا  
 بر سرِ مژگان چو اشکِ استادہ ہنسیار باش  
 د مکتوبے بہ این معنی نوشتہ اند۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

امروز گرا ز رفتہ عنزیزان خبرے نیست  
 فر دست درین بزم ز ما ہم اثرے نیست

مکتوب سعادت آثار مولوی محمد عمر رسید۔ الحمد لله رب العالمین ما ہمہ بہ خیریت ہستیم مولوی  
 عبدالحق آبادی مقیم حرم در ماہ شوال، حکیم قیام الدین خاں (دہلوی) دیروز، حاجی محمد عمر سوداگر بہ شب  
 راہی ملک بقا شدند۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ وَاِنَّا اِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ۔ این ہمہ اشخاص از متجنبات  
 زمان و مقتنات دوران و در مسلمانان اہل الحلق و العقد و صلحائے اہل سنت و خدایم طریقہ شریفہ مجتہدویہ  
 بودند، وفات یافتن این اشخاص برائے مسلمانان مصیبت عظمی است۔ حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلٰی اللّٰهِ  
 تَوَكَّلْنَا۔ دُوشنبہ دوازدهم صفر ۱۳۳۳ ہ۔ و در آخر مکتوبے نوشتہ اند۔ والسلام علیک ایوم عاشوراء سال سی و پنجم  
 بعد از ہزار و صد از ہجرت سید الخلق و رسول الحق، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ الْاَلْمَعْمُورِ  
 لِّلْکَاتِبِ اَبِيْ بِلَالٍ۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ دوست ما و مزاج دان ما و خیر خواہ ما مولوی عبدالحلیم صاحب بہ

ہندرم رمضان را ہی ملک بقاشند۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ۔ مارا این گونہ رفیقِ صالح وداناتا امروز کے دیگر بیدارہ شدہ۔ جَزَاءُ اللّٰهِ خَيْرًا۔ والسلام جمعہ نہم شوال ۱۳۳۶ھ

مکتوب ۹۲ نو و دووم۔ بہ فارسی نیز بہ مولوی محمد عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

تَبَارَكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ الَّذِي عَلَا  
عَلَى خَلْقِهِ يُحْيِي وَيُفْنِي لَهُ الْعَلَا  
عَلَى جَدَّةٍ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَحْدَهُ  
وَسُبْحَانَہُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَامِلًا

لفظ علی در آخر مصرع اول فعل است و در اول مصرع ثانی حرف و در آخر مصرع ثانی اسم جعیر تادم تحریر بہ عافیت است لیکن از حقیقت عافیت کہ فرمان برواری مالک است عاری است و محروم است، وقت ضعف و پیری است گسندی غلبہ کردہ است، حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلٰی اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا۔ والسلام دوشنبہ ششم محرم الحرام ۱۳۳۱ھ خانقاہ شریف مجددی۔

مکتوب ۹۳ نو و دو سوم۔ بہ فارسی بہ مولوی عبدالعزیز۔ گونا کر کانی۔ ضلع گھلنا۔ بنگال۔ بسم اللہ الرحمن

الرحیم۔ مولوی عبدالعزیز بعد سلام و دعا مطالعہ نمایند۔ الحمد للہ رب العالمین۔ حقیر با متعلقین و اولاد بہ عافیت است۔ کارڈ ہائے شماریدند و خیریت شما معلوم شد۔ اللہ تعالیٰ عاقبت ما و شما بہ خیر کند و گناہان ما و شما را عفو کند و از غضب خود ما و شما را نگاہ دارد۔ بِاَسْمَائِهِ الْحُسْنٰی وَصِفَاتِهِ الْعُلٰی وَنَبِيِّهِ الْمُصْطَفٰی صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّم عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ۔ بہ جمیع خاندان سلام و دعا و تاکید یا الہی رسانید۔ سبحان اللہ با وجود این قدر پریشانی کہ تمام جہان را گرفتہ اللہ تعالیٰ بہ فضل و کرم این حقیر را بہ امن و امان نگاہ داشتہ۔ اللہ الحمد وَالْمِنَّةُ وَالشُّكْرُ وَالسَّلَام دوشنبہ ششم شوال ۱۳۳۷ھ از کونٹہ

مکتوب ۹۴ نو و دو چہارم۔ بہ فارسی نیز بہ مولوی عبدالعزیز۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ مولوی عبدالعزیز ازین حقیر بعد سلام و دعائے سلامتی ایمان و دیناری مطالعہ نمایند۔ الحمد للہ رب العالمین تادم تحریر سن جمیع الوجوہ ما ہمہ بہ خیریت زندہ ایم۔ حق سبحانہ در وظیفہ باطنی ما و شما بر کتہائے فراوان را نگاہ دارد۔ بفضله و کرمہ آمین۔

چشم دارم کز گتہ پاکم کنی

پیش ازان کاندہ لحد خاکم کنی

اندران دم کز بدن جانم بری

از جہان بانور ایمانم بری

والسلام جمعہ شانزدہم ذوالحجہ الحرام ۱۳۳۷ھ۔ از کونٹہ۔

مکتوب ۹۵ نو و دو پنجم۔ بہ فارسی نیز بہ مولوی عبدالعزیز۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

العَالَمِينَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَذُرِّيَّتِهِ مکتوب مولوی عبدالعزیز

رسید الحمد لله رب العالمین تادم تحریر این حقیر با اولاد و عیال بہ خیریت زندہ است، خادمان دریا و الہی باشند  
و بہ دعائون ما غفر الله لنا و لکم و رحمتنا الله و ایاکم و عفا الله الکریم عننا و عنکم آمین۔ باقی خیریت  
است و السلام شنبہ یازدہم شوال ۱۳۳۹ھ

مکتوب نو و ششم۔ بہ اردو نیز بہ مولوی عبدالعزیز۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ مولوی عبدالعزیز  
را بعد از سلام معلوم باد۔ مکتوب شمار رسید۔ از احوال ترقی و وظیفہ شریفہ نوشتہ اید از این جبر سرت حاصل شد آن  
پہ شما نوشتہ اید کہ از بعض افراد و بعض قبور در وظیفہ شریفہ تنگی پیدامی شود درست و خوب است۔ شوق  
نیکی و دینداری و پرہیزگاری دارید و تمام خادمان را تاکید و وظیفہ شریفہ و نیکی و دینداری بکنید۔ و آن چہ شما از  
خیال حضور مقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نوشتہ اید بہ فکرمانہ رسید۔ چرک تا آن جا رسائی ہنوز دور است۔  
البتہ با حضور مقدس صلی اللہ علیہ وسلم نیاز مندی و محبت داشتن بر ہر مسلمان فرض است۔ شما طالبان سلسلہ  
شریفہ را تعلیم و وظیفہ شریفہ کردہ باشید و خود شما ہم وظیفہ شریفہ کردہ باشید و تلاوت قرآن مجید با فہم معنی  
کردہ باشید۔ از جانب ما بہ جمیع مریدان تاکید دینداری و وظیفہ شریفہ بکنید و السلام چار شنبہ بست و حکم  
محرم۔ و نیز تحریر فرمودہ اند۔ مولوی عبدالعزیز را بعد از سلام علیک معلوم باد مکتوب شمار رسید نوشتہ اید کہ  
در وظیفہ بہتری است و قرآن مجید را تلاوت می کنید و برکت حاصل می کنید۔ از این احوال دل ما خوش شد  
شما سپارہ از کلام الہی ہر روز می خوانید، بسیار خوب می کنید با فہم معنی بخوانید و در وقت تلاوت گریہ و زاری  
کردن سعادت عظمی است۔ و شما نوشتہ اید کہ در احوال مریدان ترقی شدہ است۔ و احوال آن افراد کہ بہ سال  
دوم حاضر شدہ بودند از احوال آن افراد کہ بہ سال اول حاضر شدہ بودند بہتر است و در حضور ایشان ترقی  
است۔ الحمد للہ مریدان را تعلیم و وظیفہ بکنید۔ البتہ بر جسم زن دست خود را مرد نہ نہد۔ شما زن خود را یا دختر  
خود را تعلیم و وظیفہ بکنید۔ تاکہ وے بہ زنہا تعلیم و وظیفہ کند، درین امر نیک احتیاط کردہ باشید۔ و کسانے کہ از  
دل خود اللہ گفتن نہ می توانند بہ ایشان بگویند کہ ایشان بہ دل خود خیال کنند و دل خود را متوجہ بہ  
حق تعالی بدانند۔ دو مولوی چہ مخالفت شما می کنند۔ آیا از این وجہ می کنند کہ بہ دوران وظیفہ شریفہ یا  
بہ دوران نماز از شما بیان آواز گریہ و صدائے اللہ بلند می شود۔ یا مخالفت ایشان از وجہ دیگر است۔ نام  
پاک پروردگار از دل گرفتن و در بارگاہ او تعالی و تقدس عاجزی و زاری کردن و اشک ندامت ریختن  
نہایت عمدہ کار است۔ آن را از علمائے صالح کسے بدنہ می تواند گفت۔ فضل پروردگار است ما بہ عافیت  
ہستیم۔ شما برائے ما دعای کنید خوب می کنید۔ مریدان را از جانب ما سلام و دعائے خیر برسانید۔ آن چہ از  
نیکی خواہید کرد، ثمرہ آن ہم بہ این جہان و ہم بہ آن جہان می یابید و ما غائبانہ برائے شما و علمائے نیک

می کنیم شما ہم برائے ما بکنید والسلام پنجشنبه بست و ششم شعبان۔

دور مکتوبے نوشتہ اند۔ از مکاتیب شما خوش شدیم و برائے شما دعا کردیم۔ طلبگار علم دین را تدریس علم و خواہشمند وظیفہ را تعلیم ذکر شریف کنید از طرف ما اجازت است بہ شرط دینداری و استقامت والسلام سہ شنبہ دوم صفر از خانقاہ شریف مجوی۔ دور مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ الحمد للہ رب العالمین بہ عافیت مستقیم۔ در شمایان شوق و محبت ہست الحمد للہ بنعمتہ تمم الصالحات۔ برائے شمایان دعا کردہ شد۔ و بہ شمایان توجہ دادہ شد۔ پروردگار در شوق و محبت اضافہ کند۔ تمام اجاب را سلام و دعائے سلامتی ایمان برسانید۔ اولاد بہ عافیت است والسلام پنجشنبه شانزدہم رجب الحرام ۱۳۲۹ھ

مکتوب ۹۷ نو دو ہفتہم۔ بہ اردو بہ سید عبدالاعفر۔ چیم گاؤں۔ ضلع پیرہ۔ بنگال نوشتہ اند۔ بہ ذریعہ خط و کتابت نہ جاہل عالم می شود و نہ غافل صاحب حضور و برکت۔ لہذا معذورہ مستقیم۔ البتہ مولوی عبدالحق ال آبادی از دوستان ما بودند و سالہا بوجہ خوب حفاظت کتابہائے ما کردہ اند جزاہ اللہ خیرا و غفر لی ولہ۔ مکتوب ۹۸ نو دو ہفتہم۔ بہ اردو بہ منزل حسین۔ لگور۔ ضلع رنگپور۔ بنگال۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبدالشہابی الخیر فاروقی منزل حسین را بعد از سلام معلوم با د امر و ذکرہ روز دوشنبہ نوزدہم شعبان ۱۳۲۹ھ۔ ہفتہم اپریل ۱۹۲۲ء۔ است جوابی بطاقتہ شمایان جا (بہ کونٹہ بلوچستان) رسید۔ احوال خیریت معلوم شد۔ الحمد للہ رب العالمین۔ تا این زمان با متعلقین بہ عافیت ہستم۔ در دہلی طبیعتم قدرے پریشان بود۔ بہ این وجہ شاید جواب خطوط شما نہ نوشتہ باشم۔ پروردگار بہ مہربانی خود گناہان مایان را بیا مزد و از غضب خود محفوظ دارد و رخصت مندی خود را نصیب مایان گرداند آمین باقی خیریت است والسلام دوشنبہ نوزدہم شعبان ۱۳۲۹ھ۔ مسجد حضرت بلال۔ کونٹہ بلوچستان۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ اشفاق محمد را معلوم باد۔ اللہ الحمد رب السموات و رب الارض و رب العالمین، خیر مع العیال و الاطفال بہ خیریت است۔ دختر را علالت ہست۔ اللہ الشافی اللہ الکافی اللہ المعافی۔ پروردگار گناہان مایان را بیا مزد و بہ عافیت ظاہری و باطنی سرفراز کند۔ آمین

مکتوب ۹۹ نو دو ہفتہم۔ بہ اردو بہ ڈاکٹر اشفاق محمد ہاتھی دروازہ۔ امرتسر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر اشفاق محمد را بعد از سلام مسنون معلوم باد۔ مکتوب شما رسید۔ اے برادر بہ اندازہ محنت فائدہ می شود۔ شمارا باید کہ ہمت کنید و سعی نماید اوقات عزیز خود را ضائع نہ کنید۔ وسوس را از دل خود دور کنید و حضور دل را حاصل کنید۔ چون طفلے سے، چارسال محنت می کند حافظ قرآن می شود، و طالب علم ہفت ہشت سال سعی می کند عالم می شود، بہ تمنیات و خواہشات ہیچ کار بہ انجام نہ می رسد۔ شما نوشتہ اید مرا خبر نیست کہ نیک

۵ این تحریر حصہ آخر مکتوب نو دو ہفتہم است۔

ہستم یا بد۔ البتہ این قدر می دانم کہ بر آستانہ خیر حاضر شدہ ام دو ابستہ آن آستانہ ام۔ اے عزیز! این کلام شما خلاف طریقہ داین ما است خیال کنید کہ اگر نزد حافظ قرآن مجید سپر خود را برید کہ سپر شما ہم قرآن مجید را حفظ کند آیا بہ بردن یک روز آن سپر حافظ می شود۔ از تمنیات ہیچ کار بہ سر نہ می رسد۔ پروردگار در قرآن مجید گفته۔ لَیْسَ بِأَمَانِيْكُمْ وَلَا أَمَانِيْ أَهْلِ الْكِتَابِ یعنی مدار کار نہ بر آرزو ہائے شما است و نہ بر آرزو ہائے اہل کتاب۔ و شما مخالف حکم الہی کلام می نویسید و فکر نہ می کنید کہ دینداری چیست و بیکیت پیغمبر طاقت نہ دارد کہ خلاف حکم خدا کارے کند۔ شما را علم قواعد دین نیست و کلام نادرست بہ ما می نویسید و نہ می دانید کہ ازین عمل بہ جاسے فائدہ، نقصان می شود۔ شما در پئے نقصان خود چرا سر گرم گشتہ اید۔ انوس است شما طبیب جدید (ڈاکٹری) آموختید و در علاج و معالجہ عمر خود را بہ سر بردید۔ گاہے شما توفیق یافتہ اید کہ یک ساعت یا دو ساعت در حضور پیر خود بنشینید۔ شما در دل خود این خیال را محکم کردہ اید کہ پیر من مرا بزرگ خواہند ساخت۔ معاذ اللہ من ہذا الخرافات۔ اے عزیز۔ حقیقت امر این است کہ اگر سالہا خدمت پیرے بکنی و از کمالات چیزے حاصل کنی، خود را خوش نصیب بدان۔ در این زمانہ این گونه پیر ہم بہ نظر نہ می آید۔ آئندہ از این گونه کلام احتراز باید کرد۔ مع از خیر تو امید نیست بدمرسان۔ والسلام یکشنبہ بست دوم ربیع الاول۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ صبح و شام وظیفہ شریفہ قلبی بہ پابندی کنید و در یک ماہ یک بار شجرہ شریفہ بخوانید و السلام و در مکتوبے نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر اشفاق محمد و مولوی نور احمد (طابع مکتوبات شریف) را بعد از سلام معلوم باد کہ بہ روز دوشنبہ یا زوہم ماہ ربیع الاول حاضر شوید تا کہ بہ اطمینان در محفل ذکر شریف شریک شوید و آمدن شما یان بلکہ آمدن نظام الدین ہم مناسب است۔ چہار شنبہ، ہشتم ربیع الاول ۱۳۳۲ھ۔

مکتوبہ صدم بہ ڈاکٹر شوق محمد (برادر کلان ڈاکٹر اشفاق محمد) ساکن دیوڑوال۔ تحصیل ترن تارن ضلع امرتسر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر شوق محمد و ڈاکٹر اشفاق محمد را بعد از سلام سنون معلوم باد۔ وظیفہ شریفہ را بہ آن مقدار کہ ہدایت کردہ شد، بلا تشدد ضرورت ناغہ نہ کنید۔ بہ جان و دل پابند فرائض باشید و از حرام خدا قطعاً خود را دور دارید۔ قدرے کلام پاک الہی با ترجمہ ہر روز بخوانید۔ در شوق دینداری اضافہ کنید خود را عاجز بندہ خدا سازید۔ بر عقائد مسلمانان قائم مانید۔ درین روز ہا کہ اظہار عقائد باطلہ و مسائل جدیدہ پیدا شدہ۔ خود را ازال محفوظ دارید۔ اگر استعداد فارسی باشد رسالہ مالا بہ منہ را بخوانید و آن را در مطالعہ خود دارید۔ و در مکتوبے بہ شوق محمد نوشتہ اند۔ پروردگار گناہان مایان را معاف کند و بر مایان مہربانی کند و از مایان راضی شود و بہ جنت رساند و از دوزخ محفوظ دارد۔ و از عذاب قبر نگاه

دارد و تمام امور ضروریہ مایان را درست فرماید۔ آمین۔ سورہ اخلاص سے بار سورہ فلق سے بار سورہ ناس سے بار بعد از نماز صبح خواندہ دعائے راکہ نوشتہ ایم سے بار بخوانید و باز بہ وظیفہ شریفہ مشغول شوید و بہ ہمین صورت بعد از نماز شام سوتہا و دعا خواندہ بہ ذکر شریف مشغول شوید۔ اگر چہل روز این عمل خواہند کرد۔ انشاء اللہ ناپاکی دل دور شود و السلام روز و شبہ ہشتم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ بابو محلہ۔ کوئٹہ۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔

« اگر جناب برادر بیف اللہ (مجذبی) موضع اوگی تحصیل نکو در ضلع جالندھر) این جا تشریف بیارند و با ملاقات کنند جائے مسرت است۔ و در محفل مولود شریف باید کہ روایات صحیحہ از کتب احادیث شریفہ اخذ نمودہ ترجمہ کردہ بیان کردہ شوند و السلام۔ بستم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ و وظیفہ شریفہ محنت کنید و بینداری حاصل کنید بدون محنت چیزے حاصل نہ می شود۔

مکتوبہٴ صد و یکم۔ بہ اردو بہ مولوی محمد احمد متعلم مدرسہ مصباح العلوم الہ آباد۔ طبیب برائے مریض نسخہ تجویز کرد۔ مریض اگر آن نسخہ را استعمال بکند۔ حالش از دو حال خالی نہ باشد کہ از استعمال نسخہ در مرض زیادتی واقع می شود یا کمی۔ این قدر احوال بہ طبیب باید گفت، دیگر ہمہ فضول است و السلام۔

مکتوبہٴ صد و دوم۔ بہ فارسی بہ حاجی عبد الحکیم ولد خدایے رحم قوم دقتانی۔ از افغانستان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ ابی الخیر فاروقی عبد الحکیم دقتانی سلام خواند۔ مکتوب محبت اسلوب رسید۔ از کثرت ذکر نوشتہ۔ الحمد للہ۔

ذکر کن ذکر تا ترا جان است      پاکی دل ز ذکر رحمان است

و السلام روز شبہ ہشتم رمضان ۱۳۲۲ھ خانقاہ شریف دہلی۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ « عبد الحکیم دقتانی سلام خواند مکتوب شمارید۔ بر بینداری قائم باشید۔ وظیفہ شریفہ بہ شوق و محبت کنید۔ تلاوت قرآن مجید ہم فردی است۔ معاملہ تجارت و داد و ستد را از امور غیر مشروعہ پاک و صاف دارید۔ در ماہ محرم الحرام حاجی ملا گل رحلت فرمودہ۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ۔ ماہمہ بہ عافیت ہستیم و السلام شبہ پانزدہم صفر۔

مکتوبہٴ صد و سوم۔ بہ اردو بہ مولوی حافظ احمد متعلم مدرسہ دیوبند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میان حافظ احمد بعد از سلام مسنون مطالعہ نمایند مکتوب شمارید۔ سعادت مندی و صلاح شماست کہ این خط بہ ما ارسال کردہ اید۔ چون کہ شما از احوال مزاج ما واقفیت نہ دارید بنا برین دعوت نامہ ارسال کردہ اید۔ اگر واقف می بودید ارسال نہ می کردید۔ از وجہ ضعف شرکت در مجتمعات نہ می کنیم و نہ این راہ و رسم را عادت داریم۔ لہذا ما را معذور دارید تعلیم و تعلیم دین از ایمان ما است۔ مسلک و طریقہ حضرت شاہ عبدالغنی را پسند می کنیم۔ اِن تَنْصُرُوْا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يَثْبِطْ اَقْدَامَكُمْ۔ و السلام بست و دوم ربیع الاول۔ عاجز

گوید حضرت ایشان از سورۃ محمد علی صَاحِبِهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، آیت شریفہ، مشتم را تحریر نموده اند پروردگار  
به مومنان خطاب کرده است کہ اگر شمایان اللہ را نصرت دهید یعنی دین او را وسیع فرمایید و او را مدد کنید۔ اللہ تعالیٰ  
نصرت و ہدایت شمایان را وثابت کند قدمہائے شمایان را۔

مکتوبتِ صد و چہارم۔ بہ اردو بہ سردار عدالت خان ولد شرف علی خان ساکن مقام تھوالا۔  
ضلع جہلم پنجاب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عدالت خان را بعد از سلام مسنون معلوم باد۔ بہ دورانِ وظیفہ  
شریفہ خطور و ساوس علامتِ نقصان است۔ خوبی آن است کہ درخانہ دل بہ جز محبتِ الہی چیزے نہ  
باشد۔ بعد از نماز صبح سورۃ اخلاص سہ بار، سورۃ فلق سہ بار، سورۃ ناس سہ بار و پچنان بعد از نماز مغرب  
این سور مبارکہ را سہ بار خواندہ ثوابش را بہ ما برسانید این وظیفہ خاص است کہ بہ اشفاقِ الہی تعلیم کردہ  
ایم۔ امروز بہ مسجد جامع رقتیم و امامت نماز جمعہ کردیم۔ اشفاقِ الہی آمدہ خدمت کرد۔ یاسین ہدیہ ارسال  
کرد و خود نیامد خود آمدن و خدمت کردن بہ درجہا بہتر است از خدمتِ مالی۔ بہ یاسین این سخن بگوئید۔  
مولوی اسحاق نیز آمدہ خدمت کرد و مخلصین را تاکید و وظیفہ کنید والسلام۔ جمعہ دوازدهم جمادی الاولی  
۱۳۲۹ھ و نوشتہ اند۔ عدالت خان را بعد از سلام مسنون معلوم باد از لطف مولی جل شانہ بہ عافیت، ستیم۔  
نویسنده مکاتیب نیست ازین جہت بہ اشفاق و اسحاق و یاسین تا این وقت جوابات ارسال شدہ۔  
اگر بہ ظاہر جواب نوشتہ نہ شدہ است آتا بہ باطن دعا ہا از دل برائے ایشان برآمدہ است۔ و این ہم  
بسیار است۔ یک سال اشفاق را تعلیم سورۃ اخلاص و سورۃ فلق و سورۃ ناس کردہ بودیم۔ شمایان از  
اشفاق آن وظیفہ را آموختید یا نہ؟ اگر نہ آموختہ! ید جلالا بیا موزید۔ اللہ تعالیٰ گناہان ما و شمارا معاف کند و  
توفیقِ اعمالِ صالحہ عنایت کند و دلہائے مایان را در یاد خود مصروف کند و از یاد ما سو آزاد گرداند۔ پنجشنبہ  
سوم جمادی الآخرہ ۱۳۲۹ھ و نوشتہ اند۔ احوال رفقا نہ نوشتید کہ چہ گونہ اند، مہتاب شاہ، بولے  
خان، فضل الہی، شیر احمد و احوال ہر دو ڈاکتران حیوانات معلوم نیست۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ نام پسر عدالت  
خان، ہدایت خان مناسب است والسلام چہار شنبہ ۱۹ صفر ۱۳۳۱ھ۔

مکتوبتِ صد و پنجم۔ بہ فارسی بہ سردار محمد علی خان پسر سردار شیر علی خان محمدزی۔ عقب عید۔  
سکھر۔ سندھ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا اللہ! خدائے مہربان من از تو خیر و خوبی می خواہم۔ ہر چہ  
دران خیر من باشد آن را مقدر کن و آسان کن و بہ من آن را برسان و ہر چہ دران شر من باشد آن را مقدر  
کن و آن را بر من دشوار کن و از من دور کن۔ اے پروردگار من دعائے مرا قبول کن۔ من نادانم و تو دانائی۔  
من عاجزم و تو توانا هستی۔ من بندہ تو ام تو خدا هستی۔ این دعا را بعد از ہر نماز بہ حضور دل سہ بار بخوانید



والسلام۔

خبرے کن لے فلان غنیمت شمار عمر  
 زان بیشتر کہ بانگ بر آید فلان نہ ماند  
 و نیز نوشته اند: مکتوب شمار سید خبر وفات اہلبیتہ شما معلوم شد ہمہ مایان غمگین شدیم۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ  
 امروز گزارز رفتہ عزیزان خبرے نیست  
 فر دست درین بزم زما ہم اثرے نیست  
 اللہ تعالیٰ شمار صبر جمیل و ثواب کثیر عنایت کند اللہم اغفر لہا وارحمہا واعف عنہا و تجاوز عن  
 سیتہما۔ آمین۔ یکشنبہ ۲۳ صفر ۱۳۳۳ھ

مکتوب صد و ششم۔ بہ اردو بہ نشی احمد حسین سبزی فروش۔ چھتہ لال میان تیرا بہرام خان  
 دہلی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد حسین را بعد از سلام معلوم باد مکتوب شمار سید، وظیفہ شریفہ را بالضرور  
 بلا ناغہ بحضور دل کنید و تلاوت قرآن مجید بالمحافظہ معنی والسلام تحریر روز جمعہ دوم رجب الحرام  
 ۱۳۲۶ھ۔ دور مکتوبے نوشته اند: از زیارت حضرت بی بی مریم (در خواب) دل ما خوش شد۔ شمارا باید کہ  
 قرآن مجید خواندہ بہ روح پاکش ثواب رسانید و دوساوس را دور کردہ صباحاً و مساءً وظیفہ شریفہ بکنید  
 پرہیزگاری و دینداری اختیار کنید و بر شریعت محکم قائم شوید۔ بخش اللہ سخنان دور و درازی پرسد۔  
 دیرا باید کہ بہ وظیفہ و نماز مشغول ماند۔ و نیز الدین را نیز اشتغال بہ وظیفہ شریفہ باید کرد۔ این مناسب  
 نیست کہ گاہے می کند و گاہے می گزارد۔ مداومت باید کرد اگرچہ قلیل باشد والسلام و نوشته اند: الحمد  
 للہ سبحانہ بر عافیت ہستیم۔ پروردگار انعامہائے کہ بر مایان کردہ آن را نہایتے نیست و گناہان مایان  
 را ہم حدے نیست۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ بار خدایا، گناہان مایان را بیامرز و مسلمانان راعت  
 عطا کن۔ دشمنان اسلام، مسلمانان را خوار و ذلیل کردہ اند۔ بار الہا، مخالفین را بر باد کن و مایان را در ہر  
 دو جہان بہ راحت دار۔ بعد از ختم شریف این دعا بہ عاجزی و زاری کنید و ختم شریف را بہ بسیار ادب و  
 حضور دل بخوانید و السلام و نوشته اند: ہر کار بہ کردن می شود۔ بہ خواہشات قلبیہ ہیج کار بہ انجام نہ می رسد۔  
 شما و بخش اللہ می خواہید کہ بہ مجر و آرزو ہا از اولیا گردید۔ ہِنِّہَاتَ ہِنِّہَاتَ۔ مقدار و افزا در ہم بود و  
 بنا ہم باشد و خشت و مصالح ہم موجود بود آن وقت امیر خانہ درست است۔

مکتوب صد و ہفتم۔ بہ اردو بہ مولوی بدرالاسلام۔ ساکن زقاق انبیا، کوچہ چیلان۔ دہلی۔  
 "پہ کسانے کہ ختم شریف می خوانند بگوئید کہ بہ صحت الفاظ و فہم معنی و حضور قلب بخوانند۔ ما لاحظہ کردہ ایم  
 کہ از شمایان بعض افراد بہ عجلت تمام الفاظ می خوانند، نہ بہ صحت الفاظ خیال دارند و نہ بہ فہم معنی و نہ  
 بہ حضور قلب و این مناسب نیست و السلام روز مبارک جمعہ دوازدم جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ۔ و نوشته اند۔  
 مکاتیب مولوی بدرالاسلام و مولوی بخش اللہ و عبدالباری و عبدالنور و عبدالستار رسیدند۔ از خبر وفات

اہلیہ مزافرخ شاہ متالم شدم۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ۔ بیماری چہ بود و چہ مدت بیمار شد و پسرش بہ چہ حال است۔ والسلام یکشنبہ ہشتم رجب الحرام ۱۳۳۳ھ  
**مکتوب صد و ہشتم** بہ اردو نیز بہ بدرالاسلام۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ  
 بَارِكْ عَلٰی سَيِّدِ الْخَلْقِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِہِ وَاَهْلِ بَيْتِہِ وَاَتْبَاعِہِ۔ عجیبے نوشتہ کہ تصویر خنزیرے در نماز بہتر است از تصویر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم لعنت خدا بادا بر این گونہ مردودان و جنیثان۔ و شاقول بزرگ خود نوشتہ اید کہ در شرح و بیان اِيَّاكَ نَعْبُدُ این گونہ کلام نوشتہ است۔ اگر با این چنین مردودان شما را اعتقادے است پس از ما تعلق خود منقطع کنید۔ اگر شما مرید ما مستید چرا این گونہ تحریرات را مطالعہ می کنید۔ از تحریرات گمراہان خود را دور دارید والسلام دو شنبہ پنجم رجب الحرام ۱۳۳۳ھ و نوشتہ اند۔  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

بِحِزْبِ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ مُحَمَّدًا  
 سِبْحِی الْہُدٰی عَنَّا بِمَا هُوَ اَهْلُهُ

امام طبرانی والنعیم در حلیۃ الاولیاء و خطیب و ابن النجار از حضرت عبداللہ بن عباس و ایشان از حضور مبارک صلی اللہ علیہ وسلم روایت کردہ اند کہ ہر کہ این دعا را بخواند اجر ہا یا بد تفصیل اجر در کتاب نوشتہ است۔ مابیانش نہ کردہ ایم۔ البتہ لآلِی مَنْشُورَہٗ رَاعِقِدْ مَنْظُومِ سَاخْتِہِ اَیْمِ وَاَلْسَلَامِ سَہْ شَنِبِہِ سِتِّ وَاَشْتَمِ شَوَالِ ۱۳۳۸ھ و در مکتوب دیگر نوشتہ اند۔ مکتوب محمد یوسف و محمد رفیع رسیدہ۔ پروردگار ہر دورا و شمایان را و مایان را مع عافیت و بادینداری و صلاحیت در غلامان نیکوکار خود داخل فرماید و از خشم و غضب خود دورا و درو بہ رضامندی خود مشرف فرماید والسلام۔

عاجز گوید۔ مولوی بدرالاسلام رحمہ اللہ بیان می کرد کہ در آیام طلب علم چند سال در لاہور۔ نزد وہابیان قیام داشتیم و من عملاً و اعتقاداً و ہابی گشتہ بودم۔ چون بہ دہلی مراجعت کردم نظر من بر طلعت نورانی حضرت ایشان افتاد و گرویدہ حضرت ایشان گشتم۔ چون کہ اثر وہابیت و غیر مقلدی در نہاد من متکمن شدہ بود، اچنانا خیالے فاسد بہ دلم راہ می یافت و حضرت ایشان بر آن تنبیہ می فرمودند و اچنانا چیزے بنانی یا تحریری استفار می کردم۔ چنان چہ نوبتے پیش حضرت ایشان بیان تصور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم در شہاد آمد و قول بے اوبے عَلَیْہِ مَا یَسْتَحِقُّہُ مذکور شد و نوبتے من در عریضہ خود بیان یک رسالہ کردم کہ در تفسیر اِيَّاكَ نَعْبُدُ بیان تصور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردہ بود۔ و حضرت ایشان در جواب عریضہ من در ۱۳۳۳ھ این مکتوب مبارک ارسال کردند و پروردگار سینہ مرا از جمیع مفاسد پاک کردہ۔ عاجز گوید۔ پروردگار از جماعت اشقیاء بندگان خود را محفوظ دارد۔ اگر این افراد فصل سوم را از باب چہارم جلد

اول کتاب اجیاء العلوم للامام حجة الاسلام الغزالی قدس اللہ سرہ العالی یا تحریر حضرت مخدوم عبدالاحد قدس اللہ سرہ الامجد یا مکتوب سی ام از دفتر دوم را مطالعہ می کردند ہرگز این گونه کفریات بر لوک قلم نیاوردے۔ حجۃ الاسلام نوشتہ۔ وَأَخْضِرَ فِي قَلْبِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَهُ الْكَرِيمَ وَقُلِّ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، بِبَصْدَقِ أَمَلِكْ فِي آقَاهُ يَبْلُغُهُ وَيُرَدُّ عَلَيْكَ مَا هُوَ آذِيٌّ مِنْهُ۔ الخ۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نوشتہ اند "خواجہ محمد اشرف و زرش نسبت رابطہ را نوشتہ بودند کہ بہ حدی استیلا یافتہ است کہ در صلوات آن را مسجد خودی داندومی بیند؛ و اگر فرضاً نفی می کند منتفی نہ می گردد۔ محبت اطوار این دولت متمنائے طلب است از ہزاران یکے را مگر بدہند۔ صاحب این معاملہ مستعدتاً تم المناہبت است بحتم کہ بہ اندک صحبت شیخ مقتدا جمع کمالات اورا جذب نماید۔ رابطہ را چرانی کنند کہ او مسجد الیہ است نہ مسجد لہ۔ چرامحاریب و مساجد را نفی نہ کنند" الخ۔ حضرت مخدوم الانام را کتاب کنوز الحقائق در سالہ اسرار الشہداء است۔ حضرت خواجہ ہاشم کشمی در کتاب زبدۃ المقات اند کے ازان نقل کردہ اند کہ معراج مومنین نماز است و آخر نماز قعدہ است۔ فینبغی لہم ان یصلوا علیہ و فیہ اشارۃ الی ان منتہی ... معراجہم الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و منتہی معراجہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ سبحانہ و تعالیٰ و تعظّم الاثری انہ علیہ الصلاة والسلام اثنی علی اللہ سبحانہ فی الابداء بقولہ التحيات للہ۔ الخ۔ والمؤمنون امروا بالصلاة علیہ، علیہ التحیات والتسلیمات فی منتہاہم" حضرت عطار چرخ خوش گوشت

تو اورا گریہ راستی تمام است ترا کار دو عالم بر نظام است

پروردگار از شر علم محفوظ دارد و بہ رضا مندی خود مشرف فرماید۔

مکتوب صد و نہم۔ بہ اردو بہ مولوی بخش اللہ ساکن چھتہ لعل میان۔ ترا بہرام خان۔ دہلی۔

مخفی نہ ماند کہ بہ نام مولوی بخش اللہ بنقدا و دو مکاتیب مبارکہ اند۔ چون کہ مولوی بخش اللہ مخلص و خد متکار خصوصاً بودہ ازین جہت این مکاتیب شریفہ متعلقہ بہ امور خانہ و حوائج ضروریہ اند۔ لہذا عاجز انتخاب بعضی جمل کردہ چیزے می نویسد۔ حضرت ایشان تحریر فرمودہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ و علیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ عبید اللہ نام خوب است۔ معنیش بندہ کوچک خدا است۔ فقط ہشتم جمادی الاولی ۱۳۳۲ھ و نوشتہ اند شمایان را مناسب است کہ ختم شریف با حضور دل و صحت الفاظ و فہم معنی بعد مغرب بخوانید۔ این عمل بسیار مبارک است و بعد از ختم شریف برائے مایان و دعائے سلامتی ایمان و دعائے عافیت در ہر دو جہان و دعائے امن و امان برائے جمیع مسلمانان و دعائے مغفرت گناہان کردہ باشید۔ فضل پروردگار است ماین جا پراحت و آسائش می باشیم۔

بہشت آن جا کہ آزارے نہ باشد کسے را با کسے کارے نہ باشد

چہار شنبہ بستم جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ - چون حافظ محمد یعقوب صاحب (مجددی پانی پتی) می فرمایند کہ من مستحق زکات بستم قول ایشان شرعاً معتبر است۔ بہ ایشان زکات دادہ شود شوال ۱۳۳۴ھ خبر وفات مولوی کاظم علی معلوم شد غفر اللہ لنا و ذوالقعدہ ۱۳۳۴ھ - از علالت بخش اللہ رنجیدہ شدم پروردگار بخش اش را صحت دیدہ اسأل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیہ۔ ذوالقعدہ ۱۳۳۴ھ عبدالمنان بسیار غنیمت بود، عالم فاضل، صالح و دیندار بود۔ در بعض خصال حمیدہ از عبدالحلیم بہتر بود و سچے مرد و کفایت برکت شہر شہاشد۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ از وہ ہزار مسلمانان دہلی ذات او بہتر بود۔ تحریر جمودم شوال ۱۳۳۶ھ (وفات ملا عبدالحلیم بہ پنج شنبہ ہفتم رمضان ۱۳۳۶ھ ہووہ کما تقدم)

وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ قَصْرِي حُضْرَةٌ  
فَبَكَتُ بِنَاتِي شَجْوَهُنَّ وَرُوحِي  
وَتَرَكْتُ فِي غَبْرَاءِ يَكْرَهُ وَرَدُّهَا  
غَبْرَاءُ يَحْمِلُنِي إِلَيْهَا شَرْجَعُ  
وَالْأَقْرَبُونَ إِلَيَّ تَمَّ تَصَدَّعُوا  
تَسْفِي عَلَيَّ الرَّيْحُ حِينَ أَوْدَعُ

دکلمہ قصری بہ فتح قاف بہ معنی آخر امری است۔ قائل این اشعار حضرت عبیدہ اند حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اشعار ایشان را پسند می کردند۔ و این شعر نیز از ایشان است۔

بَمَا كَانَ قَيْسٌ هَلَكُهُ هَلَكٌ وَاحِدٍ  
وَلَكِنَّهُ بُنْيَانٌ قَوْمٍ تَهْتَدُ مَا

داین شعرے است کہ تا این زمان کسے مثلش نہ گفتہ و این گونہ شعر را بے نظیر گویند بہ مولوی عبدالعلی صاحب این شعر نشان دہید و سلام ما بہ ایشان بگویند و السلام چہار شنبہ پانزدہم محرم الحرام ۱۳۳۹ھ و در مکتوبے نااہلی بعض افراد را ذکر کردہ تحریر فرمودہ اند۔ اِذَا دُبِدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ۔ یعنی چون کار بہ نااہل سپردہ شود پس انتظار قیامت کن۔

مکتوبہٴ صد و دہم۔ بہ فارسی بہ حاجی عبداللہ خان کشمیری مہر کن مخلص قدیم۔ بسم اللہ

الرحمن الرحیم بخط حاجی عبداللہ رحبری کردہ شدہ رسید۔ الحمد للہ رب العالمین ما تادم تحریر با فرزند ثلاثہ بلال بن عبداللہ بن عمرو زید بن عبداللہ بن عمرو سالم بن عبداللہ بن عمرو والدہ ایشان و ہم شیرگان ایشان و جمیع متعلقین بہ خیر و عافیت زندہ ایم۔ شب یکشنبہ پنجم شعبان از دہلی بہ جانب کوئٹہ بہ راہ لاہور روانہ شدیم و بہ روز شنبہ ہفتم شعبان بعد از ظہر بہ کوئٹہ بلوچستان بہ خانہ خود بہ آرام رسیدیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ امید است کہ انگشتی نگینہ عمرہ و خوب ساختہ باشید۔ ہر قدر توانی بہ تعظیم و ادب یاد الہی در باطن خود کن۔

يَا غِيَاثِي وَخَيْرَ مُلْتَحَدِي  
عَافِيَتِي رَبِّ وَاعْفُ عَنِّي  
وَعَنِ الدِّينِ لَا تُزِلْ قَدَمِي  
وَأَرْضَ عَتِي بِرَضَائِي بِلا سَخِي  
وَأَرْحَمِ ابْنَائِي الثَّلَاثَ بِلا  
أَخَوَاتٍ وَوَالِدَانٍ لَهُمْ  
وَأَلَاكِي أَحْسَنُوا لِي عَلَى  
حَسْبِي اللهُ فِي الْحَيَاتِ وَفِي  
وَحْسَابِي وَوَزْنِ أَعْمَالِي  
وَإِذَا مَا صَحِيفَتِي تُشْرَتُ  
وَهُوَ نِعْمَ الوَكِيلُ يَكْلُومُنِي  
لَيْسَ لِي مَنْ يُغِيثُ مِنْ أَحَدٍ  
رَبِّ وَاعْسِلْ خَطَايَا بِالبَرْدِ  
وَاقِلْ عَاشِرَتِي وَخُدُوبِي  
وَعَنِ الوَالِدَيْنِ وَالْوَالِدِ  
لَا وَزَيْدًا وَسَالِمًا وَوَلَدٍ  
فَاحْفَظِ الكَلَّ رَبِّ مِنْ نَكْدِ  
سُوئِي أَحْسِنِ إِلَيْهِمْ وَوَجِدِ  
سَكَرَاتِ المَعَامَاتِ وَاللَّحْدِ  
وَقِيَامِي لِزَيْتِي الأَحَدِ  
وَإِذَا مَا سُئِلْتُ عَنْ لَدَدٍ  
فِي نَهَائِرِي وَوَلِيَّتِي وَغَدٍ

مکتوب صدویازدہم - بہ اُردو بہ حافظ غلام رضا دہلوی - بسم الله الرحمن الرحيم - حافظ غلام رضا بعد از سلام واضح باد ما بہ روز شنبہ دوازدهم شوال از کوئٹہ روانہ شدہ بہ یکشنبہ سیزدہم ماہ بہ وقت صبح صادق بہ سکر رسیدیم - این شہر از ملک سندھ برب دریا واقع است - بر کنار رود یک بنگلہ خوب بہ چہل روپیہ ایجار ماہانہ گرفتیم - این جا از مرض وہم از خنک محفوظ، ستیم - چون کہ طیب خان را کار در پیش است ازین جہت ما احمد خان (مٹاخیل) را از کوئٹہ بہ دہلی فرستادیم - شما ایشان را طریقہ حفاظت اسباب و دروازہ تعلیم کنید - عنوان ما این است حضرت صاحب دہلوی سکر - سندھ - چہار شنبہ شانزدہم شوال ۱۳۲۶ھ

مکتوب صد و دوازدهم - بہ اُردو بہ حاجی ملا احمد خان مٹاخیل ساکن کٹواڑ - افغانستان - بسم الله الرحمن الرحيم - احمد خان مٹاخیل را بعد از سلام مسنون معلوم باد مکاتیب شامی رسد دل خوش می شود - از وفات ملا گل مٹاخلم شدم، در مخلصین ما دیگر کسی چنین صاحب علم و عمل و ثابت قدم بہ نظر نہ می آید - اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ - بہ طورے کہ عبداللہ (علی زی) از طرف ما بہ طالبان سلسلہ وظیفہ شریفہ تعلیم می داد و تجدید وظیفہ می کرد شمارا باید کہ بہ ہمان طور تعلیم و تجدید وظیفہ از طرف ما بکنید - سید نعمت علی و سید معشوق علی و سرور را وظیفہ تعلیم کنید و بر وظیفہ کردن ایشان نظر دارید والسلام تخریر ماہ شوال ۱۳۲۶ھ از سکر - سندھ -

مکتوب صد و سیزدہم - بہ اُردو بہ فاخر احمد خان انصاری ساکن محلہ قاضیان پانی پت -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - سہ مکاتیب رسیدند و خبر وفات اہلیہ شما معلوم شد۔ و رفاہ ہمہ غمگین شدند۔ بیان صلاح و محبت ایشان و دعائے خیر برائے ایشان می کنند۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِهٰذَا وَاٰثِرَ حَمْنًا وَاِيَّا هَا وَاغْفِرْ عَنَّا وِعَنْهَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ بعد از نماز پنجگانه این دعا بہ حضور دل شما و اولاد ایشان بخوانید والسلام جمعہ بست و یکم رجب الحرام ۱۳۳۶ م۔ عاجز گوید وفات زوجہ فاخر احمد خان بہ روز جمعہ نواخت سہ از ظہر، چہارم رجب ۱۳۳۶ م۔ ۲۶۔ اپریل ۱۹۱۸ء واقع شد۔ رحمہما اللہ۔

**مکتوب ۱۳** صد و چہارم۔ بہ اردو۔ بہ شیخ محمد الیاس پسر حافظ محمد اسحاق رانی کھیت والا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تا این زمان طریقہ ادب شما با ما خوب است و شما بر نیج محمد اسحاق ثابت۔ این سعادت مندی شماست۔ علی الخصوص خدمت و آرائش محفل میلاد شریف کہ سعادت کبریٰ است۔ اظہار مسرت بہ ولادت چنین پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نہایت سعادت است بلکہ عین ایمان داری۔ این خدمت و سعادت را بعد از ما ہم نہ گزارید۔ والسلام دو شنبہ ۲۱ ماہ مبارک رمضان ۱۳۳۶ م۔ پروردگار جل شانہ و عمہ احسانہ شیخ محمد الیاس را فرزند عنایت کرد۔ عربضہ بہ کونستہ ارسال کردند و نامش پر رسیدند حضرت ایشان بہ دست مبارک خود درج ذیل مکتوب از جانب حضرت برادر کلان تحریر فرمودند۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ، مِنْ بِلَالِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَوَالِدِهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمْ وَعَفَا عَنْهُمْ وَعَاقَاهُمْ اِلٰی مُوسٰی بْنِ الْيَاسِ بْنِ اسْحٰقٍ وَوَالِدِهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ فَاِنِّيْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ وَاُصَلِّيْ وَاُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ اَجْمَعِيْنَ وَقَدْ سَمَّيْتُ وَوَلَدَكَ مُوسٰی وَهُوَ اَفْضَلُ مِنْ الْيَاسِ وَاِسْحٰقٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُوسٰی وَعَلٰی الْاَنْبِيَاءِ كُلِّهِمْ۔ بَارِكْ اللّٰهُ تَعَالٰی فِيْكَ وَفِيْ اَوْلَادِكَ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ وَعَلٰی اُمَّتِكَ۔ حُوْرٌ يَوْمَ تَنْبَتِ التَّاسِعَ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ الْحَرَامِ اٰخِرَ سَنَةِ تِسْعٍ وَثَلَاثِيْنَ وَثَلَاثِمِائَةٍ وَالْفِيْهِ حَضْرَتِ اِيْثَانَ بَرَاءِ شَيْخِ مُحَمَّدِ الْيَاسِ دَعَائِے بَرَكْتِ بَرَاءِ اَوْلَادِكَ وَفَاتِ شَيْخِ مُحَمَّدِ الْيَاسِ بِرَوْزِ شَبْنَهٗ مَهْدِيْمِ مُحَرَّمِ الْحَرَامِ ۱۳۸۹ لِهٖ شَدَهٗ۔ عِنْدَ الْوَفَاتِ هِشْتِ پَسْرُ وَهِشْتِ وَخَرَّ كَرَا شَتْتَنْد۔ نَامِ پَسْرَانَ بِاِيْنِ تَرْتِيْبِ اَسْمَاءِ مُحَمَّدِ مُوسٰی، مُحَمَّدِ اَبْرَاهِيْمِ، عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اِقْبَالَ، صَالِحِ، وَاوُدِ، ظَفَرِ، مَحْسَنِ، حَفْظِهِمُ الشُّدْ۔ وَحَضْرَتِ اِيْثَانَ بَرَاءِ مُحَمَّدِ مُوسٰی دَعَا فَرَمُوْدَنْد۔ حَقِّ تَعَالٰی وِيْرَا اَسْأَلُشْ وَرَاحَتِ دِيْنِيَّ بِهٖ وَجِبْ عِنَايَتِ كَرُوْدِ كَسِي رَا خِيَالِ وَگَمَانِ هِمِ نَمِي شَد۔ اَفْسُوسُ كِهٖ چَار رُوْزِ بِهٖ مَرَضِ دِلِ عَلِيْلِ شَدَهٗ بِرَوْزِ چَارِ شَبْنَهٗ نَوَاخْتِ يَزْدَهٗ اَز رُوْزِ مَهْتَمِ ذِي الْحِجَّةِ الْحَرَامِ

۱۳۹۳ھ ازین دنیا سفر کرده رَحْمَةُ اللهِ وَرَحْمَةُ اَبَاةِ الْيَاسِ وَ اَبَا اَبِيهِ اسْحَاقَ وَ غَفَرَ لَهُمْ وَ عَفَا عَنْهُمْ  
محمد موسی سپهر اعجاز و ہارون و راشد و چار و ختر گزاشته۔

مکتوب صد و پانزدہم بہ آرد۔ این مکتوب مبارک، مکتوب واحد نیست بلکہ انتخاب مکاتیب کثیر  
است کہ حضرت ایشان ائماری فرمودند و مولوی بخش اللہ تحریر می کرد و مولوی بخش اللہ بعض جمل را نقل کرده نزد  
خود محفوظ می کرد۔ آن جمل محفوظہ را بہ صورت این مکتوب عاجزی نویسد۔ رحم اللہ جامعہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مالک حقیقی اللہ جل جلالہ است  
ہرچہ خواہی کند "مفہوم شعر حضرت ایشان" پاک است اللہ تعالیٰ کہ مالک زمین و آسمان است، ما  
ہمہ زیر فرمان اوسمانہ، ستیم و اول تعالیٰ حکمران واحد حقیقی است، بندہ را شاید کہ بہ ہر حال از مالک خود رضی  
بود۔ اھ۔ وعلیکم السلام۔ اولاً آن کہ من ضعیف شدہ ام، و ثانیاً آن کہ در طبائع ہندیان و مزاج ما اختلاف  
است و از وجہ اختلاف مناسبت مفقود شدہ، چون مناسبت نہ باشد راہ فیض مسدود می باشد۔ اغراض و  
مقاصد ایشان را با اغراض و مقاصد ما مناسبت نیست بلکہ مباینت ظاہر است۔ ایشان ما را و ایشان  
را ہمہ وقت بہ زبان حال می گوئیم۔

ترسم نہ زری بہ کعبہ اے اعرابی کاین زہ کہ تومی روی بہ ترکستان است

نہ دوچار را بلکہ ہزاران را تجر بہ کردہ ایم۔ حَسْبُنَا اللهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ بنا برین  
مناسب نیست کہ اوقات عزیز خود را و دیگرے را ضائع کنیم۔ اھ۔ (این شخص چند جا بیعت شدہ بود  
احوال پریشانی خود را در عریضہ نوشتہ بود) و بہ یکے نوشتند۔ بعد از سلام علیک معلوم باد مکتوب رسید  
الحمد للہ رب العالمین مع متعلقین بہ عافیت، ستیم۔ حالا ضعیف شدہ ایم۔ تا وقتے کہ کسے دوسہ  
ماہ در خدمت نہ ماند۔ آگاہی بر احوال وے کما حقہ حاصل نہ می شود۔ ما شمارانہ شناختیم و نہ از حال  
شما آگاہ، ستیم۔ اھ۔ مکتوب شمار رسید۔ وظیفہ شریفہ می کنید۔ دل ما از این خبر خوش شد۔ اگر شما نزد ما  
می بودید دُروساوس شما فکر می کردیم و چیزے می گفتیم اکنون کہ شما بہ این دوری می باشد علاج  
وساوس دشوار است۔ ما قولِ نادرست بہ کسے نہ می گوئیم۔ بہ این دوری اثر توجہ کاملًا ظاہر نہ می شود۔  
طالب علم چون در خدمت استاد می ماند علم می آموزد و اگر از استاد دور می باشد از علم محروم می ماند۔  
مکتوب شمار رسید۔ اے عزیز۔ کسانے کہ در حضور ہستند توجہ خاص بر حال ایشان ہم اجبانامی باشد چہ  
جانے کہ برو را فتادگان۔ اھ۔ برائے اداگی قرض نسخہ مجرب نہ داریم۔ درین باب بہ دنیا دارے جمع  
کنید کہ یا فروختن مکانات مناسب است، یا تجارت کردن یا بہ دیگر کار مشغول شدن و بر رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم یک بار درود فرستادن در رتبه العرواجب است و در محفلے کہ ذکر حضور پر نور بار بار شود یک نوبت درود خواندن واجب است و ہر قدر اضافہ کند بہتر است۔ از درود شریف منع کردن کار و ہابی است۔ ازوے خود را در دروید۔ نماز تہجد نفل است۔ و این عمل بسیار مبارک و ذی شان است۔ ہر شخص را توفیق این نماز نیست، بعضے از خوش نصیبان ازین سعادت بہرہ مندی شونند۔ ۱۔ برائے موت وقتے مقرر است و کسے نہ می داند کہ کسے بمیرد و در ضعیفی پروردگار را یاد کردن و بہ وظیفہ شریفہ مشغول بودن و نسبت شریفہ حاصل کردن علامات خوب اند۔ بندہ را شاید کہ بر دین و ایمان قائم ماند و از پروردگار خود امید مغفرت داشته باشد کہ وے تمام گناہان را خواهد بخشید۔ وظیفہ شریفہ را بہ شوق باید کرد و در ازالہ وساوس سعی باید کرد۔ ۱۔ پروردگار شمارا کامیاب کند و ما را و شمارا علم نافع و عمل مقبول عنایت کند۔ ۱۔ دختر شمار حلت کرد۔ غفر اللہ لنا و لہا۔ پروردگار خطا ہائے ما و شمارا معاف کند و زوجہ شمارا صحت دہد۔ شما خوب می کنید کہ بہ وظیفہ شریفہ مشغول می باشید و وظیفہ بہ طورے بکنید کہ اثر آن بر دل شما شود۔ ما شجرہ شریفہ بہ آن شخص می دہیم کہ در وظیفہ وے تاثیرے ظاہر شود۔ ۱۔ مکتوب شمار سید۔ واقفیت با شما نہ داریم۔ لہذا ضرورت نیست کہ شما بیاید و احوال خود با ما گوید بلکہ مناسب این است کہ نزد سید عبد الوہاب بروید و احوال خود را بہ ایشان گوید۔ ایشان بہ عقب مسجد کالے خان قیام دارند۔ البتہ برائے دفع شیاطین خواندن و شنیدن سورہ بقرہ مجرب است۔ ۱۔ شما علم دین می خوانید۔ بسیار خوب می کنید۔ برائے حافظہ ذبّ زدنی علماء یک صد بار صبح و یک صد بار شام۔ اول و آخر یا زودہ یا زودہ بار درود شریف بخوانید۔ پروردگار در علم شما بکرت دہد۔ اگر سعی کردید ان شاء اللہ کامیاب می شوید و بلا سعی ہیچ۔ ۱۔ حضرت قبلہ و کعبہ جناب پیرو مرشد ما رحمۃ اللہ علیہ می فرمودند۔ در مرض باید خوانند۔ یا حلیئم یا کریئم مر اشفاوہ۔ برائے خواندن تعین وقت نیست۔ ۱۔ شخصے از پریشانی و بد حالی خود نوشتہ بود۔ بہ وے تحریر فرمودند۔ بر فرض خدا قائم و از حرام خدا قطعاً دور باش و بہ کثرت استغفار بخوان۔ ان شاء اللہ روئے بہبودی خواہی دید۔ ۱۔ شخصے نوشت کہ بہ ہیچ نوع مرض زائل نہ می شود۔ نوشتند چہل و یک بار سورہ فاتحہ خواندن و بر مریض دیدن برائے شفایابی نزد بزرگان مشہور است و ایشان تعلیم این وظیفہ می کردند۔ ۱۔ بہ صلح محمد خاں۔ بہ میوان پیتال۔ جیسو راجپوتانہ بہ دست مبارک خود نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (و آن عربی اشعار نوشتہ اند کہ در مکتوب صد و نہم گذشتہ و باز نوشتہ اند) وَ صَلَّى اللَّهُ عَلَىٰ خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ ما شمارا نہ شناختیم، اما بعض ادعیہ خاصہ منظومہ متبرکہ را نوشتیم کہ شاید



مسلمانے آن را بہ اخلاص قلب بخواند و کامیاب شود۔ اِنَّهُ قَرِيبٌ مِّنْ حَبِيبٍ وَالسَّلَامُ يَكْتَسِبُهُ جِهَارًا رَّبِيعِ الْاٰخِرِ  
۱۳۳۰ھ۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۱۲ء۔ وہ یکے تحریر فرمودہ اند۔

از گزشتن و ہم کردن کارِ ثواب نیست ممکن جز بہ حکم مالکِ روزِ حساب  
دبر کاغذے تحریر فرمودہ اند۔

ہر کہ خیزد بامداد از خواب و نبود در سرش  
وان کہ شوید دست چون پایے از سر بستر کشد  
جز خیالِ خورد ازو آئینِ بیداری مجوسے  
تا بہ خوان و سفرہ آورد دست از دستِ بشوے  
ہائے افسوس ہائے افسوس حسبنا اللہ و نعم الوکیل

مکتوب ۱۱۶ صد و شانزدهم۔ بہ فارسی بہ عموم مسلمین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہ جمع مریدان و  
دوستان و مسلمانان السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ، ازین حقیر عبد اللہ ابو الخیر فاروقی برائے فتح خان و  
گلے و اختر و ملا محمد نعیم آخوندزادہ و ملا محمد گل و ملا عطا محمد و میا نور و ملا سمندر و ہمہ خادمان نوشتہ می شود کہ برائے  
مجر و حان و یتیمان ترک درین جا چندہ (جمع تبرعات) می شود۔ از ہمہ برادران اسلام می خواہیم کہ در چندہ شریک  
شوند۔ شمار لازم است کہ ہمراہ احمد علیزئی در باب چندہ سعی بلیغ بکنید، عَلٰی الْمَوْسِعِ قَدْرًا وَعَلٰی الْمُقْتَرِدِ قَدْرًا  
وَ اِنْ اسْتَنْصَرُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلٰیْکُمْ النَّصْرُ۔ جَزٰی اللّٰهُ الْمُحْسِنِیْنَ خَیْرًا۔

کارے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر زان پیشتر کہ بانگ بر آید فلان نہ مار۔

والسلام۔ مہر  
ابو الخیر عبد اللہ بن عمر  
الفاروقی النقشبندی  
عَفَى اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ

وہ خوانین قبیلہ شہوانی بہ کاربزرگ غلام پرویز مستونگ۔ بلوچستان تحریر فرمودند۔ بسم اللہ الرحمن  
الرحیم۔ سردار میر احمد خاں شہوانی و حبیب اللہ خاں سلمہما اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون واضح باد مکتوب  
شمارید، حالات معلوم شد۔ مولوی عبد الحلیم کہ کاغذ بہ شما فرستادہ بود بہ امر ما فرستادہ بود، حال بہ خاطر شما بہ  
دست خط خود این کاغذ نوشتیم ہر چہ مبلغ (الدرہم) بفرستید قبول خواہد شد۔ حق تعالیٰ ما و شمارا بہ سعادت  
و دجہان مشرف کند و السلام عبد اللہ ابو الخیر فاروقی بہ قلم خود۔

مکتوب ۱۱۷ صد و ہفدہم۔ بہ اردو از ریاست رامپور بہ نام حضرت برادرِ کلان ارسال  
فرمودہ اند جناب ایشان و این عاجز در درہلی سبق می خواندیم۔ نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم بزورِ  
محمود الخصال حضرت بلال، حفظہ اللہ الکبیر المتعال، عن اتباع النفس والشیطان والہوی والاضلال  
و عن سوء المنقلب فی الاہل و المال و جعلہ رضی الافعال و الأقوال، ذا صلاح و فلاح و فضل و

کمال، مکاتیبِ شامی رسند۔ باید کہ بہ خطِ خوش مکتوب بنویسد تا کہ خوبی شمارا دیدہ دل خوش شود۔ در خواندن این قدر محنت نہ کنید کہ بردماغ بار بود و طبیعت مضحل گردد، علمِ قلیل با سلامتی فکر بہتر است از علمِ کثیر با خرابی فکر، حضرت زید بسیار بہ خطِ بطاقت می نویسد۔ ویرا نوشتن بیاموزانید۔ شامہر و پانزی نماز و وضو کنید۔ نیم ساعت مشق تجوید ہم بکنید و شامہر و سپارہ شریف بہ تجوید خوانید، و یک عت گشت را عادت گیرید۔ ہوا خوری ہر روز باید کرد۔ باخان صاحب (منشی نئے خان) ملاقات کردہ باشید و با برادرزادہ ایشان عبدالمجید خان گفتگو کنید تا از آدابِ تکلم و از طریقہ جواب دادن و خندیدن واقف شوید۔

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دست دروازند جوانان سعادت مند پند پیر و انارا  
والسلام علیکم۔ شنبہ بست و چہارم ربیع الآخر ۱۳۳۳ھ۔ ۲۹۔ فروری ۱۹۱۶ء۔ و تحریر فرمودند اند۔  
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از خطوط حضرت بلال معلوم شد کہ در دہلی گرمی زیادہ است۔ لہذا مناسب است کہ شمایان ہمہ این جا بیایید۔ مبادا کہے را از گرمی تکلیف رسد۔ این جا گرمی از دہلی کمتر بود۔ خانہ وسیع و کشادہ است کہ در ان سکونت داریم۔ ثانیاً آن کہ در تنہائی قدرے پریشانی می باشد۔ ثالثاً در دہلی خاص آسائش و آرام ہم نیست۔ والحمد للہ رب العالمین دیگر ہمہ خیریت است۔ در گرمی ما را رغبت بہ طعام کم می شود بنا برین گفتہ ایم کہ از امشب فرستادن طعام را بند کنید باقی ہمہ را سلام و دعا۔ والسلام شنبہ چہارم جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ۔ ۸۔ اپریل ۱۹۱۶ء۔ و نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین سبحانہ اللہم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد و اہل بیتہ و ازواجہ و ذریاتہ اجمعین۔ مکاتیب حضرت بلال۔ حضرت زید و بخش اللہ رسیدند۔ ما را ہیج تکلیف نیست۔ البتہ در روز قدرے بے آرامی از وجہ گرمی می شود۔ بعد النظر بہ نواخت پنج برائے تفریح می رویم و نماز عصر و مغرب آن جامی خوانیم و بازمی آئیم، قرآن مجید و وظیفہ را ترک نہ کنید و از کارے کہ موجب گناہ باشد دور باشید دیگر خیریت است والسلام۔

بَنُو بِلَالٍ نَحْمُ زَيْدًا وَسَلِّمُ  
وَفِي وَالِدِيهِمْ نَحْمٌ فِي أَخْوَانِهِمْ  
وَلِلدِّينِ وَفَقَهُمُ وَاللِّعْلَمِ وَالتَّقَى  
كَيْارَتِ بَارِكٍ فِيهِمْ مُتَفَضِّلًا  
وَعَافٍ جَمِيعًا دَاعَفَ عَنْهُمْ وَأَفْضَلًا  
وَأَذَرْتَهُمُ الْقُرْآنَ وَالصُّحُفَ الْعُلَا

شنبہ ہفتم جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ۔ ۱۱۔ اپریل ۱۹۱۶ء۔

مکتوب صد و شہزوم۔ بہ فارسی۔ بہ حضرت برادر کلان و این عاجز بہ کونہ ارسال فرمودند۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بر خوردارانِ ارجمند حضرت بلال و حضرت زید عافاها اللہ تعالیٰ و رَقَاهُمَا اِلٰی  
مَدَارِجِ الْکَمَالِ۔ بعد دعواتِ طیبات الحمد لله سبحانہ احوال بہ خیریت است و سلامتی شما  
مطلوب۔ امروز کہ روز جمعہ سیزدہم ماہ است عریضہ شمانہ رسید۔ بہ روز چہار شنبہ عریضہ چرانہ فرستادید۔  
اگر از شما غفلت شدہ بود ولی محمد یا خیر اللہ را می بایست کہ عریضہ ارسال می کرد۔ یک کارڈ بہر روز فرستادن  
لازم است خصوصاً بعد از شنیدن احوالِ مرضِ شما۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ وَالسَّلَامُ۔ جمعہ سیزدہم  
جمادی الآخرہ ۱۳۳۵ھ۔ ۶۔ اپریل ۱۹۱۶ء۔

انتخاب و تلخیص بعض مکاتیبِ مبارکہ کہ نزد عاجز نقل آنها یا اصل مبارک محفوظ است بہ اتمام  
رسید۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ وَ الشُّکْرُ لَہٗ جَلَّ شَانُہٗ وَ عَمَّ اِحْسَانُہٗ وَ عَالَا عَاجِزَانِ مِکَاتِیْبِ  
مبارکہ را اولاً می نویسد کہ بہ حیات قبلہ گاہ خود بہ عزیزان و دوستان تحریر فرمودہ اند و آخراً آن مکتوب  
مبارک را نقل می کند کہ بہ سیادت و شرافت پناہ و معارف و حقائق آگاہ مولا زاید عبدالسلام  
قدس سرہ نوشتہ اند۔ واللہ الموفق والمعین۔

**مکاتیبِ قیمہ** | مکتوبِ اول۔ و این مکتوبی است کہ حضرت شاہ محمد معصوم از دینہ منورہ بہ  
خدمت حضرت جدِّ امجد بہ مکہ مکرمہ بہ چہار شنبہ بست و چہارم رمضان مبارک  
۱۲۸۸ھ ارسال کردہ اند و درین مکتوب قدرے حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرہ ہم تحریر فرمودہ  
اند، شاہ محمد معصوم نوشتہ اند: الحمد للہ کہ درین جا ہمہ خورد و کلاں بہ خیریت ہستند و برادر عزیز حافظ  
ابوالخیر صاحب دو جہتم قرآن مجید بہ خوبی خواندند و نوید صحت و سلامتی ذات و الاصفات از درگاہ الہی  
خواہان۔ الخ۔ در آخرین مکتوب مبارک حضرت سیدی الوالدیک سطر نوشتہ اند: از فدوی حقیر تقریباً  
ابوالخیر عبداللہ آداب و نیاز و شوق عتبہ بوسی معروض است و باقی احوال منحصراً بر قدم بوسی یا خط  
دیگر است۔ اھ

**مکتوبِ دوم۔** بہ حضرت شاہ محمد معصوم بہ ریاست رامپور نوشتہ اند: بہ خدمت شریف  
حضرت اخوی صاحب سلامت۔ از طرف ابوالخیر عبداللہ بن عمر نقشبندی مجددی بعد سلام و نیاز و اشتیاق  
مواصلت کثیر المباحث کہ حدے و نہایتی نہ دارد و معروض می دارد کہ الحمد للہ و المنہ احقر مع حضرتین حضرت  
والد ماجد و حضرت عم مکرم۔ بہ خیریت است و صحت و تندرستی آن جناب مع ہمیشہ مطلوب و مرغوب۔  
غنایت نامہ فیض شامہ بہ دست محبی ابوالبرکات صاحب رسید۔ خوش وقت گردانید حضرت حق سلامت  
دارد۔ بجزمتہ النبی و آلہ الامجد۔ مکاتیب جناب بہ ہر یک رسانیدم، خاطر جمع دارند، حضرت عم مکرم مع مولوی

ابوالبرکات بخیر و عافیت رسیدند و هستند به مرزا شاه رخ بیگ و همشیره باو میان یوسف و همشیره عائشہ تمکیم تسلیم رسانند از طرف حضرت والد به جمع صاحبزادگان سلام و نیاز و دعا به حسب مرتبه قبول باد والسلام علی من اتبع الهدی۔  
مکتوب سوم۔ بہ جناب مرزا عبدالشہ بیگ۔ بہ مدینہ منورہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از فقیر ابو الخیر  
عبداللہ احمدی برادر طریقہ شفیق و مہربان مرزا عبدالشہ بیگ صاحب۔ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند  
اللہ سبحانہ الحمد فقیر تا صین تحریر مع سیدی الوالد بہ خیریت است و صحت و تندرستی آن شفیق از درگاہ  
الہی مستول پیش ازین بہ صحابت علی سقا مبلغ دہ ریال فرانسیسہ ارسال فرستادہ شد  
حالا بقیہ مبلغ کہ بست ریال است ہمراہ حامل رقمہ امان تابع شیخ عبداللطیف جادی فنتیانہ ارسال فرستاد  
کہ مرد مغنہ است و کاغذ وصول ازوے گرفتہ در جواب مکتوب ہذا تحریر فرمایند والسلام علیکم۔

مکتوب چہارم۔ نیز بہ جناب عبدالشہ بیگ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از ابو الخیر عبداللہ بن عمر  
احمدی برادر طریقہ فحشی مشفق مرزا عبدالشہ بیگ صاحب و فقہ اللہ لمرضاۃ سلام مسنون مطالعہ فرمایند۔  
اللہ سبحانہ الحمد فقیر مع سیدی مرشدی بالخیر است و صحت و عافیت ایشان مستول۔ دو قطعہ خط محبت  
نمط ازان مکرر رسیدند و خطوط برادر صاحب نیز رسیدہ و ہمہ احوال مندرجہ معلوم شد، خطوط برادر صاحب  
بہ رامپور و خط عبدالرحیم خان بہ دہلی خواہم فرستاد خاطر جمع دارند۔ بہ خدمت یار جفا جو و ستمگار بد خویمان  
محمد یوسف بعد سلام آن کہ امانت مرسلہ شان رسید لیکن ہیچ خط نہ رسید۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔  
ما زیاران چشم یاری داشتیم خود غلط بود آن چه ما پنداشتیم

والسلام سن ختام تحریر ہفتم شعبان روز چہار شنبہ۔ بہ خدمت جناب ہمشیرہ صاحبہ سلام مسنون برسد۔  
بہ بہت عجلت خط نہ توانستیم نوشت۔ ان شاء اللہ امانت مطلوبہ و خط بعد ازین خواہم فرستاد والسلام  
علی سائر المحبین۔ ۱۔ عاجز گوید، میان محمد یوسف فرزند حافظ غلام مجدد شہید و برادر کلان حافظ محمد  
یعقوب اندکہ از اولاد حضرت صنفۃ اللہ بودند و ذکر حافظ محمد یعقوب در فصل سوم گزشتہ است۔ و مراد  
از ہمشیرہ صاحبہ جناب امہ الجلیل دختر حضرت شاہ محمد مظہر اند۔ محمد یوسف برادر رضاعی ایشان بودند  
قدس اللہ اسرارہما۔

مکتوب پنجم۔ بہ جناب معارف و حقائق آگاہ مولانا سید عبدالسلام ہسوی خلیفہ اجل حضرت  
شاہ احمد سعید قدس سرہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ از ابو الخیر  
عبداللہ بن عمر کان اللہ لہ بہ خدمت حقائق پناہی معارف و ستگاہی مولانا سید عبدالسلام جعلہ اللہ  
للمتقین اماماً و کثراً مثالہ و بارک فی علومہ و معارفہ و عمرہ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

وَبَقْدُ فِی اللَّهِ سُبْحَانَهُ الْمِنَّةُ وَالْحَمْدُ وَالشُّكْرُ عَلَى مَا أَنْعَمَ وَعَلَى مَا أَنْبَلَى. ہر چند این مصیبتِ عظمیٰ، فوتِ چنین ولی و مرشد و شفیق و عاشق و معلمِ مرہے و داروئے نہ دار و می دانم کہ تالپِ گور این داغِ مونسِ من است۔ اما بعد وفاتِ شریفِ عنایتہا و نواز شہا بمیش از ایامِ حیاتِ مشہودانند و دل را بہ تصور صورتِ مبارکِ خورشیدی دارم۔ اِنَّا لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ مَلٰکًا وَّعِبُوْدِیَّةً وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ بعد چندے ان شارائندہ دران عالم قدوسی حاصل خواہد شد رحمہ اللہ سبحانہ واکرم نزلہ فی مقعد صدق عند ملیکِ مُقْتَدِرٍ وَّرِضٰی عَنْہُ وَاَرْضَاہُ وَاَفَاضَ عَلَیْنَا مِنْ فِیوضَاتہٗ وِبَرَکَاتہٗ۔ عنایت نامہ رسید شرفہا بخشید۔ جزا کم اللہ خیرا۔ در حین حیاتِ حضرت قبلہ گاہی ارشاد پناہی قدس سرہ نیز مکتوب گرامی رسید لیکن سبب اشتغال بہ تداوی حضرت ایشان اتفاق تحریر جواب نیفتاد۔ بعد وصول مکتوب سامی، حضرت ایشان رحمہ اللہ فرمودند کہ مولوی صاحب بہ ماگفتہ بودند کہ اگر در ہندوستان آئی بہ خانہ ماہم بیائی، لیکن میان معصوم مارانہ گزارشتند و بہ خطِ مستقیم بہ رامپور آوردند، انتہی کلامہ الشریف۔ عقد نکاح فقیر با دختر جناب مولانا محمد معصوم در منتصفِ ماہ گزشتہ جمادی الاولیٰ شد و وداع در او خیر این ماہ قصد دارند۔ دعا کنند کہ حق سبحانہ مبارک کند و موجب جمعیتہ و اطمینان کند نہ پریشانی۔ باقی احوال مستوفی حمد الہی است ختمہائے صبح و شام خواندہ می شود، و از قصد بہ حرمین ہنوز ہیچ معلوم نیست۔ ہر چه مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ اگر گاہ گاہ بہ مکاتیب خوش می فرمودہ باشند بعد از محبت نیست وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَعَلَیْنَا وَعَلَى جَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ۔ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَالتَّوْبُ اِلَیْکَ۔ حُرِّرَ فِی یَوْمِ الْاَرْبَعَاءِ الثَّانِیِ عَشْرَ مِنْ جُمَادِی الْاٰخِرَةِ سَنَۃً ثَمَانٍ وَتَسْعِیْنَ وَمِائَتَیْنِ بَعْدَ الْاَلْفِ مِنَ الْهِجْرَةِ عَلَی صَاحِبِہَا الصَّلَاةُ وَالتَّحِیَّۃُ۔ از رامپور متصل قلعہ۔

وَهَذَا اِحْرَامُ الْمَكْتُوبَاتِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصّٰلِحَاتُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلَى آلِہٖ وَاصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

## فصل ششم

در

## بیان ذوق شعر و سخن حضرت ایشان

پروردگار جل شانہ و عم احسانہ برائے حضرت ایشان قدس برترہ جمع اسباب کمال مہیا ساختہ بود۔ کما تقدم بیانہ حضرت ایشان از نعمت اطفا حضرت والد بزرگوار خود را دیدند کہ بہ شعر و سخن مائل اند و واردات خود را بہ صورت لابی منظومہ در سلبک اوزان شعریہ می سفند بلکہ جد بزرگوار و برادر جد بزرگوار نیز احیانا چیزے نظم می کنند، لہذا کتبا بکمالات این کمال ہم وارثتہ بہ حضرت ایشان رسید۔ حضرت ایشان بہ بست و ششم جمادی الآخرہ ۱۲۸۳ م کہ سن مبارک بہ یازدہ سال و دو ماہ رسیده بود برائے زیارت اعمام مقدسہ منورہ نبویہ علی صاحبہا الف الف صلوة و تحیة و نیز برائے دیدن حضرت اعمام و اعمام اعمام بہ طابہ طینہ سفر کردند۔ در آن سن و سال حضرت ایشان چار شعر عربی گفتہ اند، و نہ صرف اشعار گفتہ اند بلکہ بہ حساب "اباجاد" تاریخ بے مثل نظم کردہ اند۔ نزو عاجز نسخہ قلمی از کتاب "شرح المنتقی علی منسک متین الملتقی" للسید محمد یاسین المیرغنی کہ در ۱۳۳۳ م نوشتہ شدہ، موجود است در اول ابن مجلد حضرت ایشان درج ذیل عبارت و اشعار نوشتہ اند۔

۲۶ جمادی الآخری قافلہ شیخ العلام و مفتی مکہ شیخ جمال روانہ می شود۔

مَثَلٌ مَخْدُومٌ لَهُ طَابَ التِّجَارُ	أَيُّ شَخْصٍ قَدْ حَوَى كُلَّ الْفَخَارِ
عَمْرَ الْفَارُوقِ مَنْ طَابَ الْجَوَارُ	زَارِطَةٌ وَ كَذَّابٌ جَدًّا لَهُ
طَرَقْنَا الصِّدِّيقَ مَوْفُورًا الْوَقَارُ	وَ إِمَامَ الصُّعْبِ مَنْ يُنْمِي لَهُ
لَنْبِيَّ الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ زَارُ	قَلْتُ لَمَّا طَابَ سَعْيًا أَرْحُوا

از مصراع اخیر "لنبي الخير عبد الله زار" عدد ہزار و دو صد و ہشتاد و سہ می برآید، کہ آن عدد سال سفر حضرت ایشان است۔ ترجمہ این شطر تاریخی این است: "البتہ عبد اللہ زیارت نبی خیر کردہ، نکتہ کہ در لفظ نبی الخیر مضمراست از ذوی الحجی پوشیدہ نیست، حضرت ایشان بہ ابن عمر و سال اظہار چہ خیالات مبارکہ دار چمن کردہ اند۔ امام الاعلیین حضرت عمر رضی اللہ عنہ را ذکر کردہ گفتہ اند

کہ جناب ایشان جدبزرگوار اند و باز سیدالصدیقین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ را ذکر کرده فرمودہ اند کہ سلسلہ عالیہ (نقشبندیہ) را بہ ذات مبارکہ آن جناب نسبت است۔ وَ نِعْمَ الْاِفْتِسَابُ۔ این گونه اشتیاقِ زیارتِ مبارکہ و بیانِ حقائق و معارف و استخراجِ این گونه ماوہ تاریخی درین سن و سال یکے از نوادرِ روزگار است۔ وَالْحَقِيقَةُ كَمَا قَالَ هَاسِدِي الشِّيرَازِي رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى۔

این سعادت بہ زورِ بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

امرے کہ شوقِ حضرت ایشان را تیز تر کرد آن وجود استادِ اکمل و مربیِ افضل حضرت مولانا سید حبیب الرحمن رُوُؤُلُومِي ہابیز رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ بود۔ وقتے کہ آتشِ شوق و محبتِ حضرت مولانا تیزی شد از اَصْدَافِ قَلْبِ مَبَارَكِ دُرِّ مَخْرُومِہ برآمدہ بہ صورتِ اشعارِ آبدار بر صفحاتِ قرطاسِ جلوہ می نمود۔ گفتہ اند۔

إِنِّي لِحَبِيبٍ وَأَرَى الشُّوقَ شَدِيدًا      مَنْ يَدُنْ مِنَ الْحَبِيبِ يَرَى الصَّبْرَ بَعِيدًا  
لَأَسْأَلُوهُ بَلْ أَطْلُبُ فِي الْوَصْلِ مَزِيدًا      أَبْخَوَابٍ سَيُتَسَكِّينَ نَهِيں ہوتی ہے شہیداً

بیداری میں مولانا مجھے دکھلائے مدینہ

و چیزے از کلام ایشان سابقاً گزشتہ است۔ از توجہ استادِ کامل استعدادِ حضرت ایشان جلایاتِ وہ عربی و فارسی دأر و اشعارِ آبدار می گفتند۔ و این شوق تا آن زمان حضرت ایشان را بود کہ کاملاً متوجہ بہ علم باطن نہ شدہ بودند (ای تا اواخرِ عقدِ دوم از عمر مبارک) در سالِ ہزار و دو صد و ہشتاد و نہ از دہلی جناب اشرف علی شرفِ خاں حضرت ایشان بہ مکہ مکرمہ رسید و آن جناب شوقِ شاعری داشت بمصرعِ طرح کرد کہ بہ این وزن و قافیہ و ردیف غزلے بگویند و خود خاں مکرم نیز بر آن مصرع غزلے گفت۔ حضرت ایشان فرمائش حضرت خاں را بہ انجام رسانیدند و غزلے گفتند۔ دران ایام حضرت مولانا حبیب الرحمن بہ دیارِ حبیب صلوات اللہ و سلامہ علیہ رفتہ بودند حضرت ایشان غزل خود را با عریضہ نزد حضرت مولانا بہ طابہ طیبہ برائے اصلاح فرستادند۔ عریضہ حضرت ایشان بہ فارسی است و غزل بہ اردو۔ عاجز آن عریضہ را نقل می کند تا اظہارِ حقیقت شود۔ نوشته اند: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ از ابوالخیر عبداللہ احمدی بہ خدمت شریف جناب مولوی صاحب عمدۃ العلماء العظام و قدوة الفضلار الکرام سیدی و مولانا حضرت شیخ حبیب الرحمن صاحب ممتع اللہ المسلمین بطول بقائکم۔ آداب و تسلیم از رویہ نامہ نگاری می نمایم و عرض ضروری بہ سمع شریف می رسانم۔ مدتے است کہ از احوالِ گرامی اطلاع نہ دارم و بدین سبب از بس پریشان و بے قرارم۔ غالب گویدہ

وعدہ آنے کا وہ کیجیے یہ کیا اندھیر ہے تم نے کیوں سوچی ہے میرے گھر کی درباری مجھے  
(لے ایفائے وعدہ آمدِ خوردکنید این ستم است کہ مرا بزرگہداشت و حفاظت دروازه خودم مقتر کر وہ اید)  
مکران کہ عرصہ چند روزی گزرے کہ جناب مامون (بہ اُردو و خال را گویند) اشرف علی صاحب از دہلی تشریف  
آوردہ اند و بسبب موزونی طبع و اقامت دہلی و اُلفت شعرائے آنجا گاہے بہ فکر شعر ہم می پردازند بسیار  
خوب می گویند پری شب مصرعِ طرح فرمودند و بندہ را ہم از سر نو تحریک شعر گوئی کردند، بہ موجب  
گفتن ایشان غزلے گفتہ ام و بہ خدمتِ سامی بہ جہتِ اصلاح می فرستم۔ مرچو کہ بہ نظر اصلاح دیدہ  
و اصلاح دادہ ہمراہ این عریضہ بہ فقیر ارسال فرمایند و این امر از عنایاتِ آن قبلہ حاجاتِ بعیدیت  
و غزل مامون صاحب کہ فی البدیہہ نوشتہ اند نیز می فرستم زیادہ حدادب۔ از حضرت والدِ روحی فدائے  
بہ خدمتِ سامی سلام مسنون رسیدہ باد۔ تحریر بستم شوال ۱۲۸۹ھ۔

الجنا ب المکرم العزیز الشیخ عبد اللہ ابو الخیر سلمہ اللہ تعالیٰ  
جواب حضرت مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، وقد وصلی منکم کتاب مشعر لصلحتکم و

سلامتکم فالحمد للہ علی ذلک، والاشعار التي انشأتموها، تأملتها وأمعنت النظر فيها فلم أجدها  
ما يلزم تغييره ولا وجدت عندی لفظاً احسن من الفاظکم حتى اضعه مكان الفاظکم غير ان  
لفظة "دم بہ دم" مكان "دن بہ دن" في قولکم "دن بہ دن جوش جنون اور ترثی پر ہے" علی ما یظہر لی  
احسن و انسب، لان الباء لفظہ فارسیہ و ہی حرف، والحرف مع الاسم بمنزلة کلمة واحدة في  
وقوعها بعد التركيب احد طرفی الکلام و عدمہ قبل انضمام الاسم الی الحرف، بخلاف الاسم فانه  
مستقل فتרכبها مع اللفظ الفارسی دون الہندی احسن، و لفظہ "دن" ہندیہ و کلمة "دم"  
فارسیہ۔ والسطر التالی "زنگ لایا ہے عجب قید سلاسل قائل" یحتاج فیہ لفظ "لایا ہے" الی تذکیر لفظہ  
"قید" فما الشاهد فی ذلک هذا و سلموا لنا علی الوالد الماجد و علی کل من یسأل عتاً و قرأوا  
للمکرم العزیز الشیخ اشرف علی جزیل السلام و قد تأملت کلامہ و انشادہ فوجدتہ کلاماً حسناً و  
شعراً مستحسناً یدل علی مصابحہ لشعراء الہند و مجالستہ للفصحاء و الأدباء كما یرشد ذلک الی  
حسن اخلاقہ و تواضعہ، و کل منکم مفتنم فی مثل هذا الزمن و السلام ختام۔

ضمیمہ جواب۔ الجنا ب المکرم العزیز المحترم سیدی الشیخ عبد اللہ ابو الخیر سلمہ  
اللہ تعالیٰ و بعد مزید السلام و التمجیة و الاکرام فقد وصل الینا کتابکم و شرفنا الذین خطابکم  
و قد تأملت الأشعار التي انشدتمونہا من نتائج افکارکم فلم أجدها شیئاً یحتاج الی التفسیر



سوی موضعین او ثلاثة فنبهتکم علیہ فی الورقة التي ستلقونها فی طی هذا الكتاب وقد طلب منی بعض الناس من المحاضرين عند وصول کتابکم نسخة من اشعارکم فاعتذرت الیه وقلت اصبر حتی يرسل لك صاحب الاشعار فان شئتُم فارسلوا الینا بنسخة منها والسلام علیکم وعلى من لدیکم لاسیما محمد یوسف ان کان قد قدم علیکم من المدينة المنورة وسلموا لنا علی جناب الوالد الماجد وکل من یسأل عنا. والسلام. یوم السبت ۷ فی ذی القعدة ۱۲۸۹ھ یعنی جناب مکرم عزیز شیخ عبداللہ ابوالخیر سلمہ اللہ تعالیٰ. سلام ورحمت خدا بر شما باد۔ مکتوب شما کہ مشعر بہ صحت سلامتی شما بود رسید پس حمد است مر خدا را برین امر۔ و در آن اشعار کہ شما گفته اید فکر و نظر دقیق کردم و چیز نہ یافتم کہ تغیر آن لازم باشد و نہ از الفاظ مستعملہ شما لفظی خوب تر یافتم کہ رد و بدل کنم، البتہ شما گفته اید "دن بدون۔ الخ" دن لفظ ہندی است۔ و "به" حرف فارسی است و حرف چون با ہم منضم می شود بہ منزله یک کلمہ می شود۔ بنا برین نزد من "دم بہ دم" گفتن انسب است از دن بہ دن زیرا کہ کلمہ دم فارسیہ است و در سطرے کہ متصل باین سطر واقع است گفته اید "رنگ لایا ہے عجب قید سلاسل قاتل" لفظ قید بہ زبان اردو مونت است۔ شما فعل را کہ "لایا" است مذکر آورده اید باید کہ فعل مونت بود۔ لہذا "لانی ہے" باید گفت، چہ برائے تذکر ضرورت است کہ شاہد بود و شما شاہد نہ دارید، و سلام من بہ والد ماجد و بہ ہر آن کس کہ استفسار از من کند برسانید۔ و بہ مکرم عزیز شیخ اشرف علی سلام فراوان از من برسانید۔ من در اشعار ایشان خوب نظر کردم۔ کلامش خوب و شعرش پسندیدہ است و ظاہری شود کہ ایشان باشعراء و فصحاء و ادبائے ہند صحبتہا داشته اند و نیز دلالت بر حسن اخلاق و تواضع ایشان می کند۔ ہر یک از شما درین زمانہ معتنم است۔ و ختام بر سلام است۔ (ضمیمہ جواب) جناب مکرم عزیز محترم سیدی شیخ عبداللہ ابوالخیر سلمہ اللہ تعالیٰ بعد از فرید سلام و تحیہ و اکرام مطالعہ نمایند مکتوب شما بہ ما رسید و خطاب لذیذ شما ما را اشرف داد۔ اشعارے کہ از نتایج افکار شما است بہ مطالعہ ما درآمد، بہ جز دو یا سه جائے کہ بیانش در ورقہ دیگر شدہ چیزے قابل تغیر نیست۔ و قتیکہ مکتوب شما رسید از حاضرین مجلس بعض افراد نقل اشعار از من طلب کردند۔ من عذر کردم و گفتم کہ صبر کنید تا وقتے کہ صاحب اشعار برائے شما نقل ارسال کند۔ لہذا اگر رضائے شما باشد یک نقل این جا ارسال کنید۔ و بر شما و بر آن کسان کہ نزد شما باشند علی الخصوص بر شیخ محمد یوسف اگر از مدینہ منورہ نزد شما رسیدہ باشد، و بر جناب والد ماجد و بر ہر آن کس کہ از من استفسار کند، سلام باد و السلام چہارم ذی القعدة ۱۲۸۹ھ۔ ۱۔ از مکتوب حضرت ایشان و از جواب حضرت مولانا اظہار چند امور شدہ کہ آن

وقت حضرت ایشان ہفدہ سالہ بودند و شوق شعر گوئی کم شدہ بود۔ لایرضاء الخال المکرم غزلے گفتند۔  
 حضرت ایشان در شعر گوئی از حضرت مولانا اصلاح می گرفتند۔ در اتاد و تلمیذ الفت و محبت تمام بود  
 و مع ہنر یک مراعات احوال دیگر را بہ وجہ تمام می کرد۔ حضرت ایشان کلام خود را بہ ہر کس نہ می دادند و  
 غزلے کہ برائے اصلاح بہ حضرت مولانا ارسال کرده اند۔ بعد الاصلاح طلب کرده اند۔ از مطالعہ اوراق قدیمہ  
 عاجز بہ این نتیجہ رسیدہ است کہ شعر گوئی در اول عقد دوم پیدا شد و تا آخر عقد بہ کمال و اتمام رسید۔ حضرت  
 ایشان بہ امور یقینتہ باقیہ و احوال مبارکہ باطنیہ مصروف شدہ اند۔ بارے در کوئٹہ بلوچستان بہ عاجز گفتند  
 ”روزے از سیر و تفریح چون بہ خانہ بازگشتیم حضرت والد ماجد را نشستیماقتیم چون از تحیہ سلام و تقبیل  
 ایادی فارغ شدیم حضرت ایشان فرمودند، بر خوردار وقت کار ہمین روز ما است باید کہ علم آبار و اجراء  
 خود را حاصل کنی، بعد از آن روز ہمہ تن مشغول بہ امر باطن شدیم حضرت والد ماجد اگر بہ جائے می رفتند  
 مخلصین از ایشان استفسار می کردند کہ صاحبزادہ کجا ہستند حضرت ایشان می فرمودند کہ مصروف بہ  
 کسب علم باطن ہستند“ و معمول حضرت ایشان بود کہ واردات شعریہ خود را بر اوراق سادہ در مجلدات  
 کتب می نوشتند۔ و این تحریرات تا سال ہزار و صد و بست و چہار محفوظ بود۔ در ہمین سال منشی عزیز اللہ  
 ساکن صدر بازار میرٹھ کتاب ہائے حضرت ایشان را از مکہ مکرمہ آورد۔ و حضرت ایشان بہ شیخ غلام احمد  
 ہانسوی و منشی حسین علی دہلوی و مولوی شمس الدین و حافظ اشفاق الہی میرٹھی فرمودند کہ کتاب ہا را ترتیب  
 دہند و بہ حفاظت در کتب خانہ بہنہند منشی حسین علی رحمہ اللہ بہ عاجز بیان کرد کہ از دو اوین و فن ادب  
 و شعر و حکایت بیچ مجلدے از کلام حضرت ایشان خالی نہ بود۔ حضرت ایشان صباحاً نواخت نہ پیرن  
 تشریف می آوردند و من یک کتاب را در حضور ایشان پیش می کردم، ملاحظہ کردہ می فرمودند کہ  
 این مجلد را در فلان فن نہہید۔ و بہ دوران این ملاحظہ ہر جا کہ اشعار خود را می یافتند آن اوراق را از  
 مجلد جدا کردہ پارہ پارہ می کردند اگر آن کلام ضائع نہ شدے، مجلد ضخیم از کلام حضرت ایشان ترتیب  
 یافتے۔ اہ۔ تا یہ کلام منشی حسین علی رحمہ اللہ از عبارت کتاب ”سیر الکاملین“ می شود۔ نوشتہ اند۔ ”در  
 جمیع علوم استعداد خوب حاصل کردہ اند، بسیار ذہین و طباع، شعر عربی و فارسی و ہندی خوب نظم  
 می کنند“ و فرزند حضرت عم اکبر کہ حضرت شاہ محمد معصوم اند در ذکر السعیدین نوشتہ اند (بہ اردو) قرآن  
 مجید حفظ کردہ علوم مروجہ را از مولوی رحمۃ اللہ مہاجر و مولوی سید حبیب الرحمن مہاجر و سید احمد وہان کی  
 وغیرہ خواندہ اند۔ در علوم ظاہری استعداد خوب دارند، فطین و ذہین اند و شعر خوب می گویند۔ الخ۔  
 اتفاق است کہ یک بیاض از حضرت ایشان بہ جائے بماند و آن بہ دست عاجز رسید، این بیاض

مشتمل است بر پنجاه و ہشت غزلِ کامل و یک غزلِ ناقص و در نهمہ از کلامِ اردو و یک غزلِ فارسی حضرت  
ایشان در سال ہزار و دو صد و نو و ہشت سہ قطعہ ہائے تاریخ و فاتِ حضرت والدِ ماجدِ خود پیرِ فارسی  
گفتہ اند و قطعہ را در ان ایام حافظ محمد یعقوب مجددی پانی پتی نوشتہ بود و از ایشان بہ عاجز رسید و یک قطعہ  
بر کاغذے بہ صورتِ مسودہ است و معلوم می شود کہ ناتمام است۔ ابتداءئے آن قطعہ از نور لمعات احمدیآں  
است۔ از اشعار عربی یک شعر ہم یافتہ نہ شد۔ و آن چہ از اشعار عربی یا بعض ابیات فارسی یا سہ شجرات بہ  
اردو نظم کردہ اند، آن ہم از دورِ آخر است کہ بہ طریق مناجات و دعا گفتہ اند۔ در کلامِ دور اول و دورِ آخر  
فرق بین موجود است۔ ناظرین از غزلِ فارسی و قطعات تاریخ حضرت والدِ ماجد و از باقی اشعار دریافت  
خواہند کرد۔ عاجز لِسْرَاقَةِ الْعَرَبِيِّ اَوَّلًا کلامِ عربی را و باز کلامِ فارسی را می نویسد۔

کلامِ عربی

تَبَارَكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ الَّذِي عَلَا	عَلَى خَلْقِهِ يُخَيِّبِي وَيُفْنِي لَهُ الْعَلَا
وَمَا مِنْ إِلَهٍ فِي الْخَلَاءِ وَفِي الْمَلَا	سِوَى اللَّهِ رَبِّي خَالِقِ السَّمَلِ الْعَلَا
وَمَا مِنْ إِلَهٍ الْخَلْقِ إِلَّا الَّذِي عَلَا	عَلَى خَلْقِهِ يَقْضِي بِمَا شَاءَ مُفْضَلَا
وَمَا مِنْ إِلَهٍ قَطُّ إِلَّا الَّذِي عَلَا	عَلَى الْخَلْقِ قَهَّارًا مُمِيتًا لَهُ الْعَلَا
رِقَابِ جَمِيعِ الْخَلْقِ ذَاتِ مَنْ عَلَا	عَلَى خَلْقِهِ يَقْضِي بِمَا شَاءَ ذُو الْعَلَا
لَقَدْ جَعَلَ الصِّغَارَ لِمَنْ عَصَى	وَعِزًّا كَرِيمًا لِلْمُطِيعِ مَوْضَلَا
وَسُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ بِحَمْدِهِ	رِضًا نَفْسِهِ حَمْدًا كَثِيرًا مُكْتَمَلَا
عَلَا جَدُّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَحْدَهُ	سَمَّا فَجَدَّهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ أَوَّلَا
وَسُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبِّ مُحَمَّدٍ	وَعِيسَى وَمُوسَى وَالْحَلِيلِ أَبِي الْمَلَا
سَبَّحْتُ صَلَاةَ اللَّهِ ثُمَّ سَلَامُهُ	عَلَى كُلِّهِمُ وَالصَّالِحِينَ وَمَنْ تَلَا
كَمَا يَرْزُقُ رَبُّنَا وَيُحِبُّهُ	بِمِلْءِ السَّمَاوَاتِ الْمُقَدَّسَةِ الْعَلَا
أَعُوذُ بِكَ اللَّهُمَّ مِمَّا جَنَيْتُهُ	وَأَذْعُوكَ رِقًا خَاضِعًا مَتَدَلَلَا
وَمِنْ شَرِّ شَيْطَانِي وَنَفْسِي وَغَفْلَتِي	وَأَذْعُوكَ رَبِّي خَاضِعًا مَتَدَلَلَا
حَنَانِكَ قَلْبِي عِنْدَ نَزْعِي وَمَقْبَرِي	لَكَ الْآمَنُ عَبْدِي مِنْ عَذَابِي تَفَضَّلَا
أَبُو الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدٍ	سِدِّكَ الْمُذْنِبِ الرَّاجِي مَعَ الْحَلَلِ الْحَلَا
أَبُو الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ وَالِدُهُ عَمْرٌ	هُوَ ابْنُ سَعِيدِ نَيْرِي أَفْقِي الْعَلَا

بنوہ بلال، ثم زید و سالیتم  
 و فی والدیہم ثم فی اخواتہم  
 وللدین و فقیہم وللعلم والتقی  
 و عندک رب اجعل لہم مقعدا رضاً  
 و ثبت قلوب المسلمین جمیعہم

فیا رب بارک فیہموا متفضلاً  
 و عاف جمیعاً و اعف عنہم و فضلاً  
 و اورثہم القرآن و الکتب العلا  
 و حسن ما یرئى و جعل لہم مقعداً  
 علی الدین و اصرف عنہم السوء و البلاء

وقال

یا غیاثی و خیر ملتحد  
 عافنی رب و اعف عن فندی  
 طہر العبد من خطایاہ  
 برضا اللہ عذت من سخطہ  
 و بعفو العفو عذت تقی  
 و بذل اعوذ من سخطہ  
 و من اسخطہ اعوذ بہ  
 بمعافاتہ اعوذ تقی  
 لیس لی من یغیث من احد  
 هل مغیث سواک من احد  
 آمین انی رب روعتی و استر  
 سبقت رحمتی علی غضبی  
 خسی اللہ فی الحیات و فی  
 و حیاتی و ذرین اعمالی  
 و اذا ما صحیفتی نشرت  
 و هو نعم الوکیل یکلونی  
 و عن الدین لا تنزل قدی  
 و ارض عتی رضا بلا سخط  
 و ارحم ابنائی الثلاث بلا

لیس لی من یغیث من احد  
 و خطایای تقی بالبرد  
 و معاصیہ رب بالبرد  
 فاعذنی بلطفک الابد  
 من عقوباتہ الی الابد  
 برضاہ المعین للفندی  
 و عقوباتہ الی الابد  
 من عقوبات ما جنتہ ید  
 الغیاث الغیاث یا احد  
 انت غوثی و خیر ملتحد  
 غورتی یا مؤمن العبد  
 قولک الحق ثابت السند  
 سكرات الممات و اللحد  
 و قیامی لربی الاحد  
 و اذا ما سئلت عن لدا  
 فی نہاری و لیلتی و غد  
 و اقل عثرتی و خذ بید  
 و عن الوالدین و الولد  
 لا و زیداً و سالیماً و لہ

أَخَوَاتُ وَوَالِدَانِ لَهُمْ  
وَالْأَلَى أَحْسَنُوا إِلَيَّ عَلَى  
وَالْأَلَى أَحْسَنُوا إِلَيَّ مِنْ آسَا  
وَقِنَاشَرَّمَا قَضَيْتَ لَنَا  
فَأَحْفَظِ الْكُلَّ رَبِّ مِنْ نَكَدِ  
سُوْنِي أَحْسِنِ إِلَيْهِمْ وَأَجِدْ  
بَارِكْ أَيْ رَبِّ فِيهِمْ وَأَزِدْ  
وَاهْدِنَا فِي مَنِ اهْتَدَى وَهَدِ

## المتفرقات

وَاللَّهِ بِسِتْرِهِ سِتْرَهُ  
هَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ مَغْفِرَةً  
مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُفَرِّجَ اللَّهُ كُرْبَتَهُ وَيُعْطِيَهُ سُؤْلَهُ فَلْيَنْظُرْ مَغْفِرًا وَوَلِيْدًا رَهًا  
رَبِّ خَيْرٍ وَرَحْمَةً ذَكَرَهُ  
وَقِنَا مِنْ عَذَابِكَ الصَّعْدَ

جَزَى اللَّهُ رَبُّ الْخَلْقِ عَنَّا مُحَمَّدًا  
وَصَلَّى عَلَيْهِ بِالسَّلَامِ مُبَارَكًا  
جَزَى اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ مُحَمَّدًا  
وَكُلَّ النَّبِيِّينَ الْكِرَامِ وَرَهْطِهِمْ  
وَصَلَّى عَلَيْهِ وَالنَّبِيِّينَ كُلَّهُمْ  
وَأَمِنْ رَوْعَاتِ الْأَلَى آمَنُوا بِهِمْ  
يَارَبِّ عَافِيَةً رَاحِمَةً بِرَّالِ  
وَبِالْإِسْمِ الْأَعْظَمِ بَلِّ بِكُلِّ سَمِّ إِلَى  
طَهَّ النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ خَيْرَ الْوَرَى  
أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ الْأَرْحَمَ  
حَبُّهُ اللَّهُ رَبُّهُ وَكَفَى  
شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلدَّائِنِ  
إِمَامَ هُدَاةِ الْخَلْقِ مَا هُوَ أَهْلُهُ  
كَذَّ الْأَلَى وَالْأَصْحَابِ طَرًّا وَأَهْلُهُ  
نَبِيِّ الْهُدَى عَنَّا بِمَا هُوَ أَهْلُهُ  
وَنَحَاتِمُهُمْ صَلَّى عَلَيْهِمْ وَأَهْلُهُ  
وَأَتْبَاعُهُمْ صَلَّى عَلَيْهِمْ وَأَهْلُهُ  
وَزَيْدًا عَلَيْهِمْ فَضْلَ رَبِّي وَأَهْلُهُ  
بِمُحَمَّدٍ وَبِصَحْبِهِ وَبِالْأَلَى  
لِلَّهِ فِي تَنْزِيلِهِ الْمُتَعَالِ  
صَلَّى عَلَيْهِ اللَّهُ مَا سَارِ سَرَى  
مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ ضَارِعًا مُسْتَسْلِمًا  
وَمَحَا عَنْهُ ذَنْبَهُ وَعَفَى  
وَعَفَى عَنْهُ ذَنْبَهُ آمِينَ

## کلام فارسی

حرفی که ازان دهن برآید  
بدست چو آن سمن برآید  
در جلوه گه خرام نازت  
در دل نگر تو مست خواب است  
در لیست که از عدن برآید  
فریاد ز انجمن برآید  
نسرین ددوسمن برآید  
وز دیده نفس زتن برآید

خط حلقہ بگوش روئے یار است  
گل کرد عشقِ خطِ آخر  
مردیم و نہ مرد آتشِ عشق  
در سینہ ہمین خلد ہمانا  
در ظلِ عمر اگر رود خیر  
از بختِ اہرمن برآید

## متفرقات

در تولد باغِ کوثر بعد از نماز شام در حالے گفتند

امام اہل دینی یا محمد  
طوافت می کند اہل سادات  
بہ درگاہت نیازِ اہل عالم  
نہ جنابم نہ شہ نہ مولانا  
گر کنی نسبتم بہ آن در فیض  
در کنی زین اضافہ فی الجملہ  
در شجرہ شریفہ منظومہ مولانا خالد کردی اضافہ کردہ اند  
بہ ذوق و شوقِ آن دلدادہ حق  
بہ آن عیسیٰ دم و احمد جمالے  
امام و مرشدِ عالم محمد  
ز عرفان عین و از مقصودیم است  
ابوالنخیر گنہ گارِ محقق  
تو عبداللہ ابوالنخیر حزین را

## مخلصین را باید کہ گویند

بہ حق مرشدم یارب ابوالنخیر عارفِ کامل  
بہ غوثِ زمان ہادیِ راہِ دین  
آن کہ شورش زیادہ از خیر است  
نام ابوالنخیر و کارشتر و بدی  
غلامِ درگاہِ اویم من مسکین بہ جانِ دل  
محمد عمر مرشدِ سالکین  
خاکِ پایے عمر ابوالنخیر است  
سالکِ راہِ کبرد بے خردی

لَيْسَ لِي مَنْ يُفِيثُ مِنْ أَحَدٍ الْغِيَاثِ الْغِيَاثِ يَا صَمْدِي

محتویات مجموعہ و طیفہ را نظم کرده اند

کہف و یاسین و فتح و واقعہ ہم ملک و منزلت است و پارہ عم  
باز کبریٰ احمد و اوراد بردہ و وردِ عصر و چہل ارشاد  
بر مصرعہ "این خانہ تمام آفتاب است" سہ مصاریع گفتہ اند  
۱۔ دیوار و در و بام آفتاب است ۲۔ از نور خدا است کعبہ معمور

۳۔ عکس رخ تست در دل من

تاریخ وفات حضرت شاہ محمد آفاق قدس سرہ

چون جناب شاہ آفاق از جہان کرد رحلت سوئے جنات نعیم  
گفت سال رحلتش خیر حوزین خلد را ماوای او کن اے کریم

ایضاً

نور ملت نور اسلام آفتاب اوج علم نور افزائے جنان گردید با صد احترام  
گفت رضوان از پئے ضبط سنین رحلتش جنت الماویٰ شدہ ماوای آن عالی مقام

تاریخ وفات حضرت شاہ محمد عمر قدس سرہ

جناب شاہ محمد عمر شہ عرفان کہ مرشد حرم و ہادی طلیقت بود  
دوم ز ماہ محرم صباح یکشنبہ وداع خلق و لقائے حق اختیار نمود  
برائے سال وصالش بہ خیر گفت: "عمر مکین مقعد صدقست" ہاتف مسعود

ایضاً

محمد عمر آسمان پانگاہ منور ز خاک درش مہر و ماہ  
مؤدب بہ آداب نختیم رسل مہذب بہ اوصاف مردانِ راہ  
شہ آلف را بود نخت جگر ہم احرار را بود نور نگاہ  
ز فوٹش نہ گرید چرا عالی کہ غوث جہان بود بے اشتباہ  
ز ماہ شہادت محرم لقب دوم بود یکشنبہ و صبح گاہ  
بکن ماتم اے نسبت احمدی کوزین خاکدان مونس رفت آہ

بیا معرفت گریہ کن بر سرش  
 کجائی کجا روح پاک سعید  
 مگر کشتہ شد شمع دین کز غمش  
 گلے بود در گلشن نقش بند  
 خدارا کن اے نور چشم سعید  
 کہ مست نگاه خدا بین تو  
 هَلُمُوا اَجْبَاى نَنْظُرَالى  
 مِنْ اَنْوَارِ اَحْمَدَ خَيْرِ الْوَرَى  
 وَ اَسْرَارِ مَنْ جَدَّ دَالْفِ اِذْ  
 بَنَفْسِى فِدَاكَ مِنْ مَدْفِنِ  
 بگو خیر تاریخ این صدمه ہائے

کہ فرق تو زین مرگ شد بے کلاه  
 کہ فرزند تو رفت نزد الہ  
 ز ماہی است ماتم کنان تا بہ ماہ  
 کہ پڑمرد از صرصر دہر آہ  
 بہ حال من خستہ دل یکنگاہ  
 نہ سجد نگین سلیمان بہ گاہ  
 صَدِیْحِ کَرِیْمِ وَمَا قَدْ حَوَاہ  
 وَ صَدِیقِہِ وَ کَذَّ اِمْرَتَضَاہ  
 بِہِمْمِ وَ بِاَصْحَابِہِم مَنَّتَمَاہ  
 وَ مَنْ حَلَّ فِى الْقَبْرِ رُوْحِی فِدَاہ  
 بمردند شاہ حقیقت پناہ

ایضاً

نورِ لمعاتِ احمدیان  
 بودی چو سمی شاہِ فاروق  
 اے نورِ مجسمِ الہی  
 نورِ نبوی صفائے صدیق  
 پروانہ نمط بہ شمعِ محفل  
 آئینہ فکر شد مکدر  
 صد داغ بہ ہر دلے است مضمحل  
 تاریخ وصال گفت ہاتف

شمعِ مشکاتِ نقش بندان  
 از ظلِ تومی گریخت شیطان  
 مرآتِ جمالِ ذاتِ یزدان  
 عدلِ عمر و جیائے عثمان  
 مردانہ سپردی جان بہ جانان  
 جمعیتِ ذکر شد پریشان  
 صد زخم بہ ہر سرے نمایان  
 افسوس قتاد برجِ عرفان

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸

تاریخ طبع کتاب "خمسة کوکب"

از پے تا پید مذہب طبع شد  
 خمسہ مطبوع کوکب طبع شد

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸

خمسہ چون پنجہ رنگین یار  
 خیر سالش با زبانِ لال گفت

+ ۳۰



## تاریخ ولادت برخوردار محمد یوسف فرزند قدرت اللہ

جناب حق پسرے داد قدرت اللہ را  
چون جلوہ داد ز کتم عدم پس از یعقوب

کہ از بیاض جبینش عیان سعادت اوست  
غلام یوسف علی - سن ولادت اوست  
۱۲۹۷

## تاریخ تعمیر مسجد شریف خالقہ ارشاد پناہ

تعالی اللہ عجب مسجد بنا شد  
رقم زود خیر تاریخ بنایش

کہ شد اسلام راز و رونق تمام  
عبادت خانہ پاکیزہ اسلام  
۱۳۱۰

## تاریخ تولد برخوردار حضرت زید بن عبداللہ بن عمر سلم اللہ

حضرت زید ابن عبداللہ فرزند عمر  
بوالحسن عبدالغنی - سال میلادش بگو  
۱۳۲۳

ایضاً

سال میلاد زید شیخ جهان شد - محمد بشارت الرحمن

تمام شد کلام عربی و فارسی کہ بہ دست عاجز رسیدہ - والحمد للہ اولاد آخراً والصلوة  
والسلام علی سید محمد وآلہ وصحبہ دائماً و سرمداً -

## فصلِ ہفتم

در

## بیانِ سلاسلِ سبغہ مبارکہ

جد امجد بزرگوار حضرت ابوالسعادات شاہ محمد عمر قدس اللہ تبارک و تعالیٰ سلاسلِ سبغہ مبارکہ را نظم فرمودہ اند۔ سلاسلِ ثلاثہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ۔ را ہم بہ تفصیل نظم فرمودہ اند و ہم بہ اختصار عاجز شجراتِ مختصرہ را بعد از نثر ذکر می کند۔ حضرت جد امجد تا بابائے دوم سلاسلِ مبارکہ را ذکر کردہ اند۔ عاجز در شعر آخر از ہر شجرہ مبارکہ تغیر کردہ۔ اسم مبارک حضرت ایشان و اسم مبارک سیدی ابوالذوق قدس اللہ اسرار بہا ذکر کردہ است۔

## ۱۔ شجرہ نقشبندیہ

- ۱۔ الہی بہ حرمتِ رحمتِ عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمتِ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
- ۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت قاسم رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ عبدالخالق عجمدانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ عزیزان علی زاریستنی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ بابا ستماسی رحمہ اللہ و رضی عنہ

- ۱۵۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۶۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ سید بہار الدین نقشبند رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۷۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۸۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ یعقوب چرخمی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۹۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ عبید اللہ آخرار رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ محمد زاہد رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ درویش محمد رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ خواجگی اُمکنگی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ محمد معصوم فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۶۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ شیخ سیف الدین فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۷۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ سید نور محمد بدایونی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۸۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ مرزا جانِ جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۲۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۳۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

شجرہ منظومہ نقشبندیہ

الہی بہ حق شہ خاص و عام	علیہ الصلاۃ وعلیہ السلام
ابو بکر صدیق ظل خدا	بہ سلمان دگر صاحب مصطفیٰ
الہی بہ آن قاسم فیض رب	دگر جعفر صادق ذی نسب
شہ عارفان خواجہ بایزید	دگر ابوالحسن زہیر ہر مرید
بہ آن خواجہ بوعلی رہنما	دگر خواجہ یوسف شہ اتقیا

دگر خواجہ عارف راہبر  
 دگر شد عزیزان علی نامدار  
 دگر بحر عرفان امیر کلاک  
 امامِ نظریقہ شہ نقشبند  
 دگر شاہِ احرار ناصر امام  
 دگر خواجہ درویش بحر عطا  
 دگر باقی باللہ دانائے راز  
 کہ گشت از وجودش جہاں فیضیا  
 دگر سیفِ دین قبلہ خاص و عام  
 دگر جانِ جانان منظر لقب  
 دگر حضرت بو سعید ولی  
 بہ آن لعلِ یکتائے کانِ سرور  
 کہ چشمش سوی اللہ کس راندید  
 ابوالخیر قطبِ جہان سر بہ سر  
 مرا نسبتِ این عزیزان بدہ  
 کہ از حد گزشت است عصیان  
 نہ کردست کارے بغیر از گناہ  
 بہ جامِ محبت تو مدہوش گن  
 کہ ہرگز نہ ماند ز بودم نشان

بہ آن عبد خالق مقلی نظر  
 بہ آن خواجہ محمود سی شتار  
 بہ آن خواجہ بابا شہ با کمال  
 بہ مشکل کشا داروئے درویند  
 الہی بہ یعقوب چرخِ مقام  
 بہ آن خواجہ زاہد با صفا  
 بہ آن حضرت خواجگی بانیاز  
 بہ حق مجددِ مقدس جناب  
 بہ آن شاہ معصوم عالی مقام  
 بہ نورِ محمد شریف النسب  
 بہ قطبِ جہان شہ غلام علی  
 بہ آن درِ شہوارِ دریائے نور  
 جیبِ خدا شاہِ احمد سعید  
 بہ آن آفتابِ حرم شہ عمر  
 الہی بکن رحم و عرفان بدہ  
 بکن عفویار بگناہان من  
 درین دارِ ناپائدار این تباہ  
 ز بارِ گناہان سبک دوش گن  
 چنان اے خدا از خودی وارطان

## ۲۔ شجرۂ قادریہ

- ۱۔ الہی بہ حرمتِ رحمتِ عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمتِ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
- ۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ

- ۵- الہی بہ حرمت حضرت زین العابدین علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۶- الہی بہ حرمت حضرت محمد باقر رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۷- الہی بہ حرمت حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۸- الہی بہ حرمت حضرت موسیٰ کاظم رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۹- الہی بہ حرمت حضرت علی رضا رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۰- الہی بہ حرمت حضرت معروف کرخ رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۱- الہی بہ حرمت حضرت بصری سقطی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۲- الہی بہ حرمت حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۳- الہی بہ حرمت حضرت ابوبکر شبلی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۴- الہی بہ حرمت حضرت عبدالواحد مینی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۵- الہی بہ حرمت حضرت ابوالفتح یوسف طوسی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۶- الہی بہ حرمت حضرت ابوالحسن ہنکاری رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۷- الہی بہ حرمت حضرت ابوسعید مخزومی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۸- الہی بہ حرمت حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۹- الہی بہ حرمت حضرت سید عبدالرزاق رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۰- الہی بہ حرمت حضرت سید شرف الدین قتال رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۱- الہی بہ حرمت حضرت سید عبدالوہاب رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۲- الہی بہ حرمت حضرت سید بہار الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۳- الہی بہ حرمت حضرت سید عقیل رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۴- الہی بہ حرمت حضرت سید شمس الدین صحرائی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۵- الہی بہ حرمت حضرت سید گدار حمن اول رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۶- الہی بہ حرمت حضرت سید شمس الدین عارف رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۷- الہی بہ حرمت حضرت سید گدار حمن ثانی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۸- الہی بہ حرمت حضرت سید شاہ فضیل رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۹- الہی بہ حرمت حضرت شاہ کمال کنتھلی رحمہ اللہ ورضی عنہ

- ۳۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ سکندر رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۲۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۳۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالأحد وحدث فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۴۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد عابد ستامی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۵۔ الہی بہ حرمت حضرت مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۶۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۷۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۸۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۴۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

### شجرہ منظومہ قادریہ

- بہ حق احمد مرسل علی شبیر و آن شہر  
 امام موسیٰ کاظم علی موسیٰ رضا ہادی  
 شہ بوبکر شبلی پس جناب عبد واحد شاہ  
 بہ حق ابوسعید وغوث سبحانی محی الدین  
 بہ سید عبد وہاب و بہار الدین عقیل ارشد  
 بہ شمس الدین عارف پس گدار حمن با توقیر  
 مجدد الف ثانی شیخ احمد مرشد عالم  
 بہ حضرت جان جانان و بہ عبداللہ شہ رہبر  
 بہ آن حضرت عمر پس شہ ابوالخیر رفیع الشان  
 بہ زین العابدین حضرت امام باقر و جعفر  
 بہ معروف و بہ ستری و جنید آن قطب بغدادی  
 بہ خواجہ بوالفرح طوسی و آن بوالحسن آگاہ  
 بہ شاہ عبد رزاق بہ شرف الدین مولیٰ بین  
 بہ شمس الدین گدار حمن پور بوالحسن ازہد  
 فضیل رہبر و شاہ کمال و شہ سکندر پیر  
 سعید عنصر و ہم عبدالأحد پس شیخ عابد ہم  
 بہ شاہ ابوسعید و مرشد ہم احمد سعید انور  
 بہ حق این عزیزان کن دل تاریک روشن

### ۳۔ شجرہ چشتیہ

- ۱۔ الہی بہ حرمت رحمت عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ۲۔ الہی بہ حرمت امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

- ۳- الہی بہ حرمت حضرت حسن بصری رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۴- الہی بہ حرمت حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۵- الہی بہ حرمت حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۶- الہی بہ حرمت حضرت ابراہیم بن آدم رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۷- الہی بہ حرمت حضرت حذیفہ مرعشی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۸- الہی بہ حرمت حضرت ہبیرہ بصری رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۹- الہی بہ حرمت حضرت اسحاق علقو دینوری رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۰- الہی بہ حرمت حضرت ابواسحاق شامی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۱- الہی بہ حرمت حضرت ابوالاحمد ابدال ہشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۲- الہی بہ حرمت حضرت ابو محمد ہشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۳- الہی بہ حرمت حضرت ابویوسف ہشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۴- الہی بہ حرمت حضرت موود ہشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۵- الہی بہ حرمت حضرت حاجی شریف زندانی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۶- الہی بہ حرمت حضرت عثمان ہارونی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۷- الہی بہ حرمت حضرت معین الدین حسن سنجر رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۸- الہی بہ حرمت حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۹- الہی بہ حرمت حضرت فرید الدین گنج شکر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

صابریہ	ازیں جاو و شعبہ شدہ	نظامیہ
۲۰- الہی بہ حرمت حضرت مخدوم علی صابر رحمہ اللہ ورضی عنہ	۲۰- الہی بہ حرمت حضرت سلطان نظام الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ	
۲۱- الہی بہ حرمت حضرت شمس الدین ترک رحمہ اللہ ورضی عنہ	۲۱- الہی بہ حرمت حضرت نصیر الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ	
۲۲- الہی بہ حرمت حضرت جلال الدین پانی پتی رحمہ اللہ ورضی عنہ	۲۲- الہی بہ حرمت حضرت سید جلال الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ	
۲۳- الہی بہ حرمت حضرت عبدالحق رذولوی رحمہ اللہ ورضی عنہ	۲۳- الہی بہ حرمت حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ	
۲۴- الہی بہ حرمت حضرت احمد عارف رحمہ اللہ ورضی عنہ	۲۴- الہی بہ حرمت حضرت سید ابوالحسن بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ	
۲۵- الہی بہ حرمت حضرت محمد عارف رحمہ اللہ ورضی عنہ	۲۵- الہی بہ حرمت حضرت درویش اودھی رحمہ اللہ ورضی عنہ	

## درین جا ہر دو شعبہ مجتمع شدند

- ۲۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۲۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۲۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مخدوم عبدالأحد فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۲۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۳۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۳۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالأحد وحدت فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۳۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد عابد ستامی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۳۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۳۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۳۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۳۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۳۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۳۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ

## شجرہ منظومہ حشتیہ

یا الہی از طفیلِ شافعِ روزِ جزا  
 عبد واحد پور زید و شہ فضل بن عباس  
 پس علی شیر خدا و آن حسن پیر ہدا  
 پس مہیرہ خواجہ مشار و ابواسحاق پیر  
 شیخ ابراہیم اڈہم پس خلیفہ رہنما  
 خواجہ مؤدود زرگر حاجی شریف ندنی  
 ابو محمد حشتی و ابو احمد و یوسف ضیا  
 خواجہ عثمان و معین الدین حسن غوث کرا

صابریہ — دو شعبہ — نظامیہ

۵ خواجہ قطب الدین کاکلی خواجہ گنج شکر  
 حضرت صابر علی و شمس دین با خدا  
 شہ نظام اولیاء آن نصیر اصفا  
 ۶ خواجہ قطب الدین کاکلی خواجہ گنج شکر  
 شہ جلال الدین کبیر و شیخ عبدالحق ولی  
 پس محمد حضرت گیسو دراز و صد دین  
 شیخ احمد عارف و عارف محمد بے ریا  
 بندگی ابن حکیم و شاہ قاسم با خدا



## این جایک شده

- ۷- عبد قُدوس ولی و شاه رکن الدین دگر  
 ۸- خازن الرحمہ سعید و شاہ گل عبدالاحد  
 ۹- شاہ عبداللہ و حضرت بوسعید احمدی  
 ۱۰- حضرت شاہ عمر شاہ ابوالخیر ولی  
 شاہ مخدوم و مجدد قبلہ ہر دوسرا  
 شیخ عابد قبلہ و منظر حبیب کبریا  
 قطب عالم مرشد م احمد سعید حق نما  
 آن چہ داری این بزرگان را بجا جو کن عطا

## ۴- شجرہ سہروردیہ

- ۱- الہی بہ حرمتِ رحمتِ عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ۲- الہی بہ حرمتِ امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ  
 ۳- الہی بہ حرمتِ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۴- الہی بہ حرمتِ حضرت حبیب عمی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۵- الہی بہ حرمتِ حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۶- الہی بہ حرمتِ حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۷- الہی بہ حرمتِ حضرت بستی سقطنی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۸- الہی بہ حرمتِ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۹- الہی بہ حرمتِ حضرت مشاد دینوری رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۱۰- الہی بہ حرمتِ حضرت احمد اسود دینوری رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۱۱- الہی بہ حرمتِ حضرت محمد رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۱۲- الہی بہ حرمتِ حضرت یار محمد رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۱۳- الہی بہ حرمتِ حضرت عبداللہ عمثویہ رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۱۴- الہی بہ حرمتِ حضرت ابو حفص عمر وجیہ الدین رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۱۵- الہی بہ حرمتِ حضرت ابوالنجیب عبدالقاہر ضیاء الدین سہروردی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۱۶- الہی بہ حرمتِ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۱۷- الہی بہ حرمتِ حضرت بہار الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۱۸- الہی بہ حرمتِ حضرت صدر الدین رحمہ اللہ و رضی عنہ

- ۱۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت سید جلال الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت بڈھن بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت درویش اودھی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مخدوم عبدالأحد رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالأحد وحدت فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد عابد ستامی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مرزا جانِ جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

### شجرہ منظومہ شہرِ وردیہ

بہ حق خاتمِ مرسل محمد شافعِ محشر  
 حبیبِ مرشدِ داؤد طائی خواجہ معروف  
 بہ خواجہ احمد اسود دگر شیخ محمد شاہ  
 وجیہ الدین عبدالقاہر حضرت ضیاء الدین  
 بہار الدین ملتانی بہ صدر الدین و رکن الدین  
 بہ بڈھن شاہ و درویش محمد ابن قاسم شاہ  
 جناب مرتضیٰ حضرت حسن بصری شہ رہبر  
 بہ بستی و جنید قبلہ و مشاوتہ موصوف  
 شہ پار محمد بعد آن شد شاہ عبداللہ  
 دگر شیخ جہان حضرت شہاب الدین بامکین  
 بہ مخدوم جہان گشت و بہ سید اجل حق بین  
 شہ قدوس و رکن الدین وہم عبدالأحد آگاہ

شہ عبداللہ اہم شیخ عابد ہادی اُمت  
 بہ شاہ بوسید احمد سعید آن منظر یزدان  
 بہ فضل خود دراز بر وحدت بردلم بکشا

مجدد قطب ربانی سعید خازن رحمت  
 شہید جان جاناں و بہ عبد اللہ شہ دوران  
 عمر غوثِ جہان و شہ ابوالخیر است پیر ما

## ۵۔ شجرہ کبرویہ

- ۱۔ الہی بہ حرمتِ رحمتِ عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمتِ امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
- ۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت زین العابدین علی رحمہ اللہ در رضی عنہ
- ۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد باقر رحمہ اللہ در رضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ در رضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت موسیٰ کاظم رحمہ اللہ در رضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت علی رضا رحمہ اللہ در رضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت معروف کرخ رحمہ اللہ در رضی عنہ
- ۱۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت سہری سقطی رحمہ اللہ در رضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ در رضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوعلی رودباری رحمہ اللہ در رضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابو علی کاتب رحمہ اللہ در رضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابو عثمان مغربی رحمہ اللہ در رضی عنہ
- ۱۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوالقاسم گرگانی رحمہ اللہ در رضی عنہ
- ۱۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوبکر نساخ رحمہ اللہ در رضی عنہ
- ۱۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت احمد غزالی رحمہ اللہ در رضی عنہ
- ۱۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوالنجیب عبدالقاسم ضیاء الدین رحمہ اللہ در رضی عنہ
- ۱۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عمار یاسر رحمہ اللہ در رضی عنہ
- ۲۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوالجناب نجم الدین کبریٰ رحمہ اللہ در رضی عنہ

- ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت بابا کمال رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت احمد رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت عطاء یا خالیدی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت شمس الدین فرغانی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت حمید الدین سمرقندی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۶۔ الہی بہ حرمت حضرت جلال الدین بخاری رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۷۔ الہی بہ حرمت حضرت سید جلال الدین جہان گشت رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۸۔ الہی بہ حرمت حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۹۔ الہی بہ حرمت حضرت مبدھن بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۰۔ الہی بہ حرمت حضرت درویش اودی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۱۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۲۔ الہی بہ حرمت حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۳۔ الہی بہ حرمت حضرت مخدوم عبدالأحد رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۴۔ الہی بہ حرمت حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۵۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۶۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالأحد و حدت فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۷۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد عابد ستنامی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۸۔ الہی بہ حرمت حضرت مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۴۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۴۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۴۲۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۴۳۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 شجرہ منظومہ کبریٰ

بہ حق صاحب لولاک وہم شاہ نجف جید امام دین حسین و شاہ زین العابدین رہبر

محمد باقر ہادی ، امام جعفر صادق  
 شہ معروف کرخی باز بستری مرشد عالم  
 شیخ بوعلی کاتب ابو عثمان شہ مغرب  
 شہ بو بکر شاہ و شہ احمد غزالی نیز  
 شہ عمار و نجم الدین کبریٰ ہادی این راہ  
 بہ شمس الدین فرغانی حمید الدین گرمجوم  
 بہ سید اجل رہبر بہ سید بڈھن آن حق بین  
 شہ عب الاحد دیگر مجدد ہادی امت  
 محمد عابد ہادی و حضرت منظر عالم  
 محمد با عمر پسر شہ ابوالخیر مبارک جان

مخفی نہ ماند کہ درین شجرہ منظومہ و در شجرہ منظومہ مدارتہ و قلندریتہ بعد از حضرت شاہ عبداللہ غلام علی  
 نام حضرت شاہ ابوسعید ذکر نہ شدہ بلکہ نام حضرت شاہ احمد سعید ذکر کردہ شدہ و ہذا للاختصار چون کہ حضرت  
 شاہ احمد سعید کسب سلوک از حضرت شاہ عبداللہ غلام علی کردہ اند و خلافت نیز از آن حضرت یافتہ اند و ذکر  
 حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ اسرار ہم از وجہ برکت است ازین جہت جائز است کہ ذکر حضرت ایشان  
 نہ کردہ شود۔

## ۶۔ شجرہ مدارتہ

- ۱۔ الہی بہ حرمت حضرت رحمت عالمیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمت امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
- ۳۔ الہی بہ حرمت حضرت عبداللہ علم بردار رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمت حضرت عیین الدین شامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۵۔ الہی بہ حرمت حضرت عیین الدین شامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمت حضرت طیفور شامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمت حضرت بدر الدین شاہ مدار رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمت حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمت حضرت بڈھن بہرائچی رحمہ اللہ و رضی عنہ

- ۱۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت دوریش اودھی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مخدوم عبدالأحد رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالأحد وحدث فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد عابد شامی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوالنخیر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

### شجرہ منظومہ مداریہ

بہ حق اشرف المخلوق حضرت احمد آگاہ	شہ صدیق بو بکر و علم بروار عبداللہ
یسین الدین و عین الدین و طیفور این ہمدانی	بدیع وقت بد الدین مدار و مرشد این راہ
باجل شاہ و بدھن شاہ و درویش شہ قدوس	بہ رکن الدین ہم عبدالأحد دیگر مجدد شاہ
سعید عصر ہم عبدالأحد وحدث شہ عابد	بہ حضرت جان جانان و بہ عبداللہ شہ فی جا
بہ شہ احمد سعید و شہ عمر شاہ ابوالنخیر م	دلہم راکن ز سیر خویشتن آگاہ یا اللہ

### ۷۔ شجرہ قلندریہ

- ۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رحمت عالیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالعزیز رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خضر رومی رحمہ اللہ ورضی عنہ

- ۴- الہی بہ حرمتِ حضرت نجم الدین قلندر رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۵- الہی بہ حرمتِ حضرت قطب الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۶- الہی بہ حرمتِ حضرت محمد شاہ رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۷- الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالسلام رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۸- الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۹- الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۰- الہی بہ حرمتِ حضرت مخدوم عبدالآحد رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۱- الہی بہ حرمتِ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۲- الہی بہ حرمتِ حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۳- الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالاحد وحدت فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۴- الہی بہ حرمتِ حضرت محمد عابد ستامی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۵- الہی بہ حرمتِ حضرت مرزا جانِ جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۶- الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ عبدالغلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۷- الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۸- الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۹- الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۰- الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 شجرہ منظومہ قلم دریہ

بہ حق احمد مختار وہم عبدالعزیز آگاہ  
 بہ قطب الدین بینا دل محمد شاہ مولیٰ بین  
 شہ عبدالاحد دیگر مجد و پس سعید انور  
 بہ عبداللہ و شہ احمد سعید و شہ عمر ذی شان  
 پروردگار از نسبت این بزرگواران سرشار فرماید و محبت و معرفت خویش عنایت کند۔  
 زاکرام و انعام و احسان خویش  
 عطا کن بہ عاجز تو عرفان خویش  
 دلش راز عشق خود آباد کن  
 ز دنیا و ما فیہا آزاد کن  
 تَمَّتِ السَّلَاسِلُ السَّبْعَةُ وَ لِلَّهِ الْحَمْدُ وَ الْمِنَّةُ وَ عَلَى رَسُوْلِهِ الصَّلَاةُ وَ التَّحِيَّةُ۔

## فصل ہشتم

در

## بیان علالت و وصال بہ حضرت ذوالجلال

حدیث و فصل آن مخدوم عالم مگر شاید بہ خونِ دل نویسیم

امام ابوالعباس احمد بن محمد شہاب الدین قسطلانی در کتاب المواہب اللدنیۃ بالمعجم المحمّدیۃ علی صاحبہا الصلاۃ والتحمیۃ در اواخر فصل اول از مقصدِ عاشر نوشتہ و فی سنن ابن ماجہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی مرضہ - آیہا الناس ان احداً من الناس اذ من المومنین اُصیب بمصیبۃ فلیتغز بمصیبۃ لی عن المصیبۃ الّتی تصیبہ بغیری فان احداً من امتی لن یصاب — بمصیبۃ بعدی اشد علیہ من مصیبتی - یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مرضِ وفاتِ خود فرمود - اگر از شمایان کسی را مصیبتے رسید پس وے بہ مصیبت من (ای مصیبتِ فراق من) از آن مصیبت کہ بہ وے رسیدہ عزّاً حاصل کند چہ برائے امت من از فراق و جدائی من ہیچ مصیبت بیشتر نیست - حضرت حسن بصری چون روایت حدیثِ اثنینِ حنّانہ می کرد می گریست می گفت - ہذہ خشبۃ تجنّ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانتم احق ان تشتاقوا الیہ - این چوب است و برائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آہ و گریہ می کند - و شمایان احق ہستید کہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشتاق باشید - و این ہم نوشتہ کہ ابوالجوزار اوس بن عبد اللہ الرّبعی المتوفی ۳۳۰ھ می گفتند کہ از اہل مدینہ اگر یکے را مصیبتے می رسید فقائش آمدہ مصافحہ کردہ می گفت اے بندۃ خدا تقوی گزین ، فان فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسوۃً حسنۃً - و نوشتہ و یجبنی قول القائل -

اَضْبِرْ لِكُلِّ مُصِيبَةٍ رَجَلًا  
وَاعْلَمْ يَا نَ الْمَرْءَ غَيْرُهُ مُخَلَّدٌ  
وَاصْبِرْ مَا صَبَرَ الْكِرَامُ فَإِنَّهَا  
نُوبٌ تَنْوِبُ الْيَوْمَ تَكْشِفُ فِي غَدٍ  
وَإِذَا أَنْتَ مُصِيبَةٌ تُشْجِي بِهَا  
فَاذْكُرْ مُصَابِكَ بِالنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

چون مصیبتے رسید، صبر کن و در خود قوت برداشت پیدا کن و بدان کہ کسی ہم پائندہ نیست، و باید کہ بہ رنگ برگزیدگان صبر کنی و پدانی کہ مصیبت بہ نوبت خود ہر یکے را رسیدنی است، و مصیبتے کہ امروز رسیدہ است بہ فردایش نہ خواہد ماند، پس ہر گاہ کہ مصیبت مؤلم بہ تو رسید مصابِ فراقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم را یاد کن،



حضرت سیدی الوالد عند ارتحال والدہ الماجد قدّس اللہُ اسرارہما مکتوبے کہ بہ سیادت پناہ و معارف آگاہ مولانا سید عبدالسلام ہنسوی قدس سرہ نوشتہ اند، چند سطر اولین آن برائے عاجز باعث تقویتِ جنان است لہذا نقل می کند، "اللہ سبحانہ المنّہ والحمد والشکر علی ما انعم و علی ما ابلی، ہر چند این مصیبتِ عظمیٰ فوت چنین ولی و مرشد و شفیع و عاشق و معلم مرہمے و داروئے نہ دارو، می دانم کہ تالیبِ گور این داغِ مونس من است، اما بعد وفات شریف عنایتہا و نوازشہا بیش از ایام حیات مشہور دانند و دل را بہ تصویر صورتِ مبارک خورسندی دارم، اِنَّا لِلّٰہِ سُبْحٰنَہٗ مُلْکًا وَّعُبُوْدَیْہٖہٗ وَاِنَّا اِلَیْہِہٖ رٰجِعُوْنَ۔ بعد چندے ان شارائتہ دران عالم قدسوسی حاصل خواہد شد، والیکم الان بحدیث العلالۃ ثم الارغال۔

**علالت** در فصل اول تحت عنوان "اجازت یک قبر" گزشتہ کہ بہ روز جمعہ بست دوم جمادی الآخرہ نہم ماہ فروری کہ بستم از ماہ دلو بود۔ قبیل العصر برائے تفریح برآمدند و اولاً بہ قیام گاہ امین الاسلام بنگالی رفتند و نماز شام آن جا خواندہ بہ عیادتِ داؤد احمد خان پسر نواب منزل اللہ خان علی گڑھی تشریف بردند و ازان جاتا ساعت ہشت بہ خانقاہ شریف رسیدند و این تفریح از آخرین تفریحات داین روز از ایام علالت اول روز بود۔ چون حضرت ایشان بہ خانقاہ شریف رسیدند، برائے نمازِ خفتن بہ مسجد شریف تشریف بردند۔ حضرت برادرِ کلان امامت کردند۔ و حضرت ایشان از سنن فارغ شدہ بہ حرم سہرا تشریف بردند و جبہ ہندی پنبہ دار را کشیدہ برائے حواج ضروریہ بہ ... "بیت الرّاح" تشریف بردند۔ چون کہ در بیت الرّاح سلک برق نہ رسیدہ بود لہذا حضرت ایشان با چراغ (الکٹین) تشریف بردند۔ گما کانت عادۃ المبارکۃ۔ از روئے اتفاق عاجز در صحن خانہ استادہ بود کہ حضرت ایشان از بیت الرّاح برآمدند۔ و نزد عاجز رسیدہ فرمودند: "زید، ما حرارت داریم تو دست خود بر بدن ما نہادہ بین" عاجز بر پشت مبارک حضرت ایشان بالائے پیرہن دست نہاد تا اندازہ حرارت بکند فرمودند: "بالائے پیرہن دست نہادی۔ باید کہ زیر پیرہن بر جسم دست نہی" چنان چہ عاجز بر جسدِ اطہر ایشان دست نہاد و عرض کرد۔ البتہ قدرے حرارت محسوس می شود۔ و در دست چپ حضرت ایشان چراغ بود۔ دست راست خود را بر شانہ چپ این عاجز نہادہ فرمودند: "بیا کہ بیرون رویم" دران وقت بر تن مبارک حضرت پیرہن بود۔ خلاف معتاد از دروازہ حرم سہرا بیرون تشریف آوردند و از پائین محجر مبارک بہ جہت غرب رسیدہ بہ جہت شمال محجر شریف توقف نمودند۔ و بہ عاجز ارشاد کردند: "زید این قطعہ زمین برائے شش قبور است۔ ما خاک این زمین را کندہ ایم۔ این جا قبرے نیست و برائے خود و اولاد خود این قطعہ زمین را تجویز کردہ ایم۔ قبر ما در این جا ساخته شود" حضرت ایشان

نزد کُنجِ شمالِ غربیِ محجرِ شریفِ استادہ بودند و با عاجز کلام می فرمودند۔ در والانِ مسجدِ شریفِ بہ اندازہٴ پنجہ نفر از افغانستان و از ہندوستان حاضر بودند، ہدایتِ حضرتِ ایشان بود کہ ایشان را دیدہ کسے حرکت نہ کند لہذا ہمہ ساکت و خاموش بہ ادب نشستہ بودند۔ کَانَ عَلٰی رُوْسِيْهِمُ الطَّيْرُ۔ ماہینِ ابنِ جماعتِ شیخِ غلام احمد ہانسوی رحمہ اللہ نیز بودہ۔ کہ مخلصِ قدیم و عاشقِ صادق و خدمتگارِ خصوصیِ حضرتِ ایشان و مزاجِ شناس بود۔ ایشان بہ حضورِ قلب و نہایتِ ادب بسمِ اللہ الرحمن الرحیم خواندہ از والانِ مسجدِ شریفِ بہ جانبِ ایشان بہ آہستگی حرکت کردند، چون دوسہ بار بسمِ اللہ شریف را بہ حضورِ قلب خواندند حضرتِ ایشان فرمودند: "ہاں غلام احمد بیا۔ عاشقِ صادق ارشاد گرامی شنیدہ دست بستر از عقب بہ جہتِ یسار رسیدند۔ حضرتِ ایشان فرمودند۔ ما بہ زیدی گفتیم۔ و اعادہٴ کلامِ ما سبق کردند۔ شیخِ غلام احمد عرض کرد۔ ارشادِ مبارک سراسر درست و صواب است۔ و اگر حضورِ اقدس آن جائے را پسند فرمایند کہ اندرونِ محجرِ شریف است مناسب تر باشد۔ حضرتِ ایشان چون این کلام شنیدند آثارِ بشارت بر روی مبارک ظاہر شد و بہ استعجاب دریافت کردند آیا در محجرِ شریف جائے قبرے ہست۔ بیانید کہ در محجرِ شریف رفتہ آن جائے را بینیم۔ حضرتِ ایشان و این عاجز و شیخِ غلام احمد در محجرِ شریف داخل شدند۔ چون آن جائے را دیدند کہ الحالِ قبرِ حضرتِ ایشان در آن جائے ہست بہ شیخِ غلام احمد فرمودند۔ تو درین جا دراز شو تا کیفیت واضح تر گردد۔ شیخِ غلام احمد دراز شد و حضرتِ ایشان خوش شدہ بہ شیخِ غلام احمد جزاک اللہ گفتہ بہ عاجز فرمودند: "زید این جائے برے قبر بہتر است۔ این جا قبرِ بسازید" و باز با عاجز از راہے کہ بر آمدہ بودند بہ حرم سراسر رفتند و لباسِ گرم پوشیدہ برائے حلقہ و توجہ بیرون تشریف آوردند و ساعتِ دو از شب مخلصین را بہ ذکرِ پاک رب العالمین مصروف داشتند، عاجز گوید۔ حضرتِ ایشان بعد از وفات قبلہ گاہ خود سہ چار سال در خانقاہ شریف قیام کردند و از سنہ ۱۳۰۶ ھ تا آخرِ ایام خانقاہ شریف بودند۔ و از سہ نو تمام خانقاہ شریف را تعمیر کردند۔ مع ہذا کلمہ ازین امر بے خبر بودند کہ در محجرِ شریف جائے یک قبر است۔ در آخرِ وقت شیخِ غلام احمد حضرتِ ایشان را آگاہ کردند و حضرتِ ایشان خوش شدند و آن جائے را برائے قبر مبارک خود تجویز کردند۔ در تمام امور دنیویہ احوالِ مبارک بر ہمین منوال بودند کہ با ہمہ وجہے ہمہ۔

این اول روز بود از علالتِ حضرتِ ایشان۔ از معمولاتِ مبارک کہ در ہیچ معمول فرق ظاہر نہ شد۔ اگر بعد از نماز خفتن حضرتِ ایشان اظہارِ تپ نہ کردے کسے را خبر ہم نہ شدے۔ و زودم کہ یومِ شنبہ بود از قیام گاہ خود بیرون نیامدند۔ نہ برائے نماز بہ مسجد شریف و نہ برائے تفریح۔ صبا چاہمراہ چائے یک دو سگٹ تناول کردند۔ و بہ عصر ہم چائے نوشیدند۔ نہ غذا خوردند و نہ عشاء۔ ماہر سہ برادر بہ

مدرسہ عبدالرب فقیہ و سبق خواندیم۔ چون باز گشتیم حسب معمول استفسار از سبق کردند و دعا ہا دادند۔ بہ شب حلقہ و توجہ در قیام گاہ تا نواخت دواز شب کردند۔ اثر تپ و حرارت بر جسم مبارک ظاہر بود۔ دوا استعمال کردند روز سوم کہ یوم بیکشنبہ بود بہ مثل روز دوم گزشت، اگرچہ

دوا استعمال کردند اما ہیچ اثر ظاہر نہ شد۔ نہ غذا خوردند و نہ عشاء البتہ چای بہ صبح و مسارنوش کردند۔ حلقہ و توجہ تا نواخت دواز شب کردند۔ چون کہ حضرت والدہ صاحبہ در مستشفی بودند ہمیشہ کلان در خدمت ایشان بود ہمیشہ میانہ بہ پانی پت رفتہ بود و در خانہ بہ جز ہمیشہ خورد و عیال حضرت برادر کلان کسے نہ بود ازین جہت حضرت برادر کلان و حاجی ملا احمد طنائیل و ملا جان محمد حسین خیل بہ تیمارداری مصروف بودند و تا آخر وقت این ہر سہ نفوس مبارکہ بہ وجہ احسن و اکمل و از تج خدمت حضرت ایشان کردند۔ روز چہارم کہ یوم دوشنبہ بود این عاجز و برادر خورد بہ مدرسہ فقیہ و حضرت برادر کلان بہ خدمت حضرت ایشان مصروف ماندند۔ بہ جز چای ہیچ غذا تناول نہ فرمودند۔ مع ہذا تا نواخت دواز شب بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند۔ استعمال دوا کردند، اما ہیچ اثر ظاہر نہ شد۔ روز پنجم کہ روز سہ شنبہ بود بہ نیم روز حافظ غلام محمد "باغ والا" مع "گلشہا" حاضر شد کہ از مس سُرخ ساختہ شدہ بود۔ کلمہ ہندی است و استعمالش بر آن منارہ کوچک می باشد کہ بر سر گنبد ہا و منار ہا از جت یا از معدن دیگر ساختہ می نہند۔ در آواخر فصل اول تحت عنوان "بنائے مسجد و ارادہ حج" عاجز بیان کردہ است کہ حضرت ایشان حافظ غلام محمد را بہ رامپور برائے تعمیر مسجد حضرت محمد مرشد فرستادہ بودند۔ با وجود نقاہت و کمزوری حضرت ایشان حافظ غلام محمد را با گلشہا نزد خود طلب کردند و بسیار خوش شدند و دو ہزار دینار بخصر روپیہ بہ ایشان دادند و فرمودند۔ کار بہ وجہ احسن بکنید۔ و فکر در اہم نہ کنید۔ وقتے کہ حضرت ایشان گلشہا را معاینہ می کردند این عاجز حاضر بود۔ روز چہارم و پنجم نیز بہ مدرسہ فقیہ۔ و چون ازان جا برگشتیم برائے عرض نیاز حاضر شدیم حضرت ایشان حسب معمول خلاصہ دروس پرسیدند۔ و این روز امین الاسلام و منزل اللہ خان برائے مزاج پرسی حاضر شدند۔ بہ وقت عصر مولوی بخش اللہ حاضر شدند۔ حضرت ایشان بہ بخش اللہ گفتند۔ اے عزیز، آثار دیگر است۔ بعض افراد را از استماع این ارشاد تعجب روے داد، چہ بہ حسب ظاہر جائے پریشانی نہ بود۔ اما بسیار زود معلوم شد کہ تعجب ایشان غلط بود و آنچه ارشاد کردہ بودند درست بود۔ و این روز، یعنی شب چہار شنبہ کہ شب بست و ہفتم ماہ بود تا نواخت دوازہ بہ حلقہ و توجہ مصروف ماند۔ و این حلقہ مبارکہ آخرین حلقات بود۔ **بِاللّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ۔** در این روز ہم بہ جز چائے و دارو استعمال چیزے نہ کردند۔ از علاج طبیب روز چہارم بود۔ ونپ برائے اندک وقت ہم زائل نہ شدہ بود۔ طبیب خیال کرد کہ از اقبض باید کرد تا کہ تپ زائل شود۔

چنانچہ سنبھل داد۔ بہ نواخت چہار از صبح حضرت ایشان قضائے حاجت کردند۔ چون کہ از چہار روز غزلے نہ خورده بودند، ضعف و نقاہت غلبہ کرد و حضرت ایشان بر سر پیر دراز شدند و باز تا آخر وقت نہ نشستند۔ روز ہشتم کہ روز چہار شنبہ بود استعمال چاہے ہم نہ کردند۔ البتہ از صبح این روز تا نواخت وہ از شب پنجشنبہ پنجاہ یا شصت بار آب قطرہ قطرہ نوشیدند۔ امروز ڈاکٹر مختار احمد انصاری و حکیم محمد احمد خان فرزند حکیم عبدالمجید خان نیز برائے معاینہ آمدند۔ اگرچہ این ہر دو اطباء کمال از زبان خود چیزے نہ گفتند۔ لیکن از کبشرہ و احوال ایشان ظاہر شد کہ آنچه دیر روز عند الاصل حضرت ایشان بہ مولوی بخش اللہ فرمودہ بودند تالے عزیز آثار و دیگر است، اظہار حقیقت بود۔ امروز در جدت تب بیشی بود۔ بیشتر اوقات چشمہاے مبارک را بند داشتہ بودند و چون مبارک چشمان را وامی کردند بہ نہایت شفقت و مرحمت حاضرین رامی دیدند، روز چہار شنبہ در ہمیں احوال گزشت و در شب پنجشنبہ غالباً نواخت نہ نیم بود کہ چشم مبارک کشاوند۔ برادر عزیز و این عاجز را دیدند۔ مایان ہر دو حاضر بودیم و مبارک سا قہار را بہ آہستگی می مابیدیم۔ برادر عزیز آن وقت دستار سفید بستہ بودند حضرت ایشان بہ حاضرین فرمودند کہ حاجی ملا احمد شاخیل و لاجان محمد خلیل و محمد زمان خروٹی سر وضوی بودند۔ بینید کہ سلم ماچہ خوب دستار بستہ و باز برادر خورد را دعا ہا دادند۔ بعد از یک ساعت چشم واکر کردند۔ ما ہر دو تا آن وقت موجود بودیم۔ و حضرت برادر کلان برائے کارے رفتہ بودند حضرت ایشان استفسار از برادر کلان کردند۔ عاجز عرض کرد کہ ایشان حالابہ کارے رفتہ اند۔ حضرت ایشان ہر دو را دعا دادہ فرمودند۔ وقت خواب است شام ہر دو بروید۔ برادر عزیز بعد قلیل رفتند و این عاجز حسب سابق بہ مالش ساق مشغول ماند۔ غالباً نواخت یازدہ بود کہ باز چشم مبارک باز کردند و نام عاجز گرفتہ فرمودند۔ ہنوز نشستہ امی، عاجز بہ اثبات جواب عرض کرد، بعد ازین کیفیت حضرت والدہ مبارک استفسار فرمودند۔ عاجز بعد از نماز دیگر بہ مستشفی رفتہ بود و احوال معلوم کردہ بود۔ لہذا از خیریت ایشان عرض کرد۔ حضرت ایشان اظہار رضامندی کردہ بہ عاجز دعا ہا دادند و بشفقت و محبت تمام ارشاد کردند: «وقت بسیار گزشتہ برائے خواب برو»۔ این دعا و کلام کہ عاجز از حضرت ایشان آن وقت شنیدہ آخر کلام بود۔ و امروز کہ پنجاہ و سہ سال برین واقعہ گزشتہ لذت آن مبارک و شیرین کلام در پردہاے صماخ و در سویدائے قلب محفوظ است و جینا بَعْدَ جین عاجز را مسحور کردہ در طرب می آرد۔ افسوس صد افسوس۔ آن قدر بشکت و آن ساقی نہ ماند۔ بہ پنجشنبہ کہ روز ہفتم علالت بود۔ در خانقاہ شریف آثار حزن و دلال و رنج و الم از در و دیوار بلکہ از ہرزہ خاک ظاہر بود۔ خانقاہ مبارک از مخلصین صادقین پاک نہاد و صاف کیشان مکتنظ بود۔ ہر یک سر افگندہ و ساکت و واہم و خرمین

دکھتیب بود۔ کسے بہ آہ وزاری مشغول بود و کسے بہ درگاہ بے نیاز دعا ہامی کرد و کسے از سر صدق و اخلاص آرزو ہامی کرد کہ جان خود را فدائے آن جانِ جانہا بکنند۔ ولیکن

مَا كَلَّ مَا يَتَمَنَّى الْمَرْءُ يَذَرِكُهُ  
تَجْرِي الرِّيحُ بِمَا لَا تَشْتَهِي الشَّفْعُ

**وصال**

بہ صبح معلوم شد کہ بہ اواخر وقت تہجد حضرت ایتان چیمان مبارک کشادند و بہ عجلت تمام استادند و چارہ پنج قدم بہ پیش رفتند و باز مراجعت فرمودہ بر سر یر دراز شدند بہ کسے بیچ نہ فرمودند۔ کس نہ دانست کہ آن قبلہ مروان بہ استقبال کہ بر خاستہ بودند۔ و بعد ازین واقعتاً دم آخر نہ چشم واکرند و نہ چیزے ارشاد کردند۔ بعد از نماز عصر دیدہ شد کہ لگہائے ابر بر افق ظاہر گردید۔ آفتاب رُخ خود را بہ پردہ شب پوشانید۔ و برائے نجوم ردائے سحاب افراشتہ شد۔ روز پنجشنبہ گزشت و شب جمعہ آغاز کرد۔ مبارک شب رسید و انتظار مبارک اوقات شد۔ چہ حضرت ایشان قدس سرہ نوشتہ اند کہ ما تقدم بہترین اوقات سحر است یعنی رُبُعِ اخير بعد از ان صبح است یعنی وقت نماز فجر، بعد از ان بين العصر والمغرب بعد از ان بين المغرب والعشاء و بعد از ان جملہ اوقات علی السویہ برابر اند۔ قیام حضرت ایشان در دالان شمال رُویہ بود۔ در دالان جنوب رُویہ کہ مقابل آن دالان بود جماعتی از مخلصین بزرگ شریف مشغول بود۔ حاجی ملا احمد خان از بے قراری خود نزد آن مبارک جماعت رسید و سورۃ والتازعات را تلاوت کرد۔ خودش می گریست و برادران طریقتش ہم می گریستند۔ در مسجد شریف مخلصین مصروف خستم خواجگان و تلاوت قرآن مجید بودند۔ چون منتصف اللیل شد آسمان ہم آہ و بجا را آغاز کرد۔ نواخت یک بود کہ حافظ عبد الحکیم۔ و حاجی ملا احمد خان و ملا جان محمد حسین خیل و حضرت برادر کلان سر یر را درست کردند و باز حافظ عبد الحکیم۔ و حاجی ملا احمد خان و مولوی بخش اللہ و مولوی بدرالاسلام تلاوت سورۃ یاسین شروع کردند۔ آن وقت صدائے رعد و برق بہ نوعی شدید بود کہ کم دیدہ شدہ و آب از آسمان بہ نوعی می بارید گویا کہ اقواہِ قَرَبِ راکسے کشادہ است۔ چون بہترین اوقات رسید کہ وقت تہجد است بہ ساعت دو و دقیقہ پنج از شب جمعہ بست و نہیم ماہ جمادی الآخرہ ۱۳۳۱ھ صدائے۔ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔ بہ گوش حق نبوش رسید۔ و روح پاک حضرت ایشان لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ گفتہ۔ سزاوار کرامت فَاذْخُلِي فِي عِبَادِي وَاذْخُلِي جَنَّتِي گشت۔ حدیث مبارک قدسی است۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي اِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَاِنْ شَرًّا فَشَرٌّ۔ دعائے حضرت ایشان دَا اَمَّا از مولائے کریم و رحیم خود ہمین بود۔

اَعُوذُ بِكَ اللَّهُمَّ مِمَّا جَنَيْتُهُ  
وَاذْعُوكَ رِقًا خَاضِعًا مُتَذَلِّلًا

حَنَانِكَ قُلُّ لِي عِنْدَ نَزْعِي وَمَقْبَرِي نَكَ الْأَمْنُ عَبْدِي مِنْ عَذَابِي تَفَضُّلاً

واظہار این خواہش اکثر در مکاتیب مبارکہ خود کرده اند۔ از روے حدیث مبارکہ عاجز یقین دارد کہ حضرت ایشان درین زمرہ مبارکہ داخل اند کہ حق تعالی بیا نش کرده۔ **الْأَلَانُ! ذُلِبَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔** ای۔ آگاہ باش، بر دوستان خدا ہیج ترس نیست و نہ ایشان اندوہ گین شوند۔ برائے ایشان بشارت است در زندگانی دنیا و در آخرت۔ فرمان پروردگار را ہیج تبدیل نیست و این بشارت همانا رنگاری عظیم است؛ عاجز احوال مبارکہ حضرت ایشان را از روز ولادت تا روز وفات بہ تفصیل نوشته است۔ بہ نیک وجه اگر در احوال مبارکہ نظر کرده شود پُر ظاہر است کہ حضرت ایشان را از الَّذِينَ آمَنُوا۔ وَاذْكُرُوا يَتَّقُونَ۔ نصیب کامل بود۔ چہ جائے حرام کہ از شبہات کامل بر کنار بودند۔ مدۃ العمر از ہدیہ آن افراد اجتناب کلی کردند کہ در مال ایشان حرمت یا کرامت را دخلے می بود۔ ہمہ وقت و ہمہ حال متوجہ بہ مولائے خود می بودند۔ و مخلصین را نیز گرویدہ این کاری ساختند از مکاتیب حضرت ایشان معلوم می شود کہ بہ چہ طور تربیت سالکان می کردند۔ از بعض افراد نقل جمیع مکاتیب مبارکہ یا بعینہا مکاتیب مبارکہ بہ عاجز رسیدہ و بیشتر آن مکاتیب مبارکہ را بالترتیب نقل کرده۔ تا معلوم شود کہ حضرت ایشان برائے مخلصان چہ سعیہا می کردند و از شتر نفس و ہوا بہ چہ طور می رہانیدند۔ ہزاران غافلان را از تیر غفلت بہ وادی آگاہی رسانیدند و صد ہا افراد را بہ لطف مولائے کریم داخل دائرہ ولایت کردند۔ و آخر بہ سکون تام و خندہ پیشانی ازین جہان رحلت فرمودند۔ حضرت ایشان را وصال بیشتر آمد و ما عاجزان را حزن و ملال مفارقت۔

وَمَا كَانَ خَيْرٌ مِنْ هَذَا قَوْلِكَ وَاحِدٍ وَلَكِنَّهُ بُنْيَانٌ قَوْمٍ تَهَكَّمَا

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ۔ رَضِينَا بِقَضَاءِ اللَّهِ وَقَدَرِهِ۔ اللَّهُمَّ أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا۔ عجب تر بشنودید کہ چون روح مبارکہ حضرت ایشان پرواز کرد۔ بعد قلیل شور و عذوبرق تمام شد۔ و باران بند شد و غیوم را اثرے نہ ماند۔ **وَاللَّهُ الْعِزَّةُ وَالرَّسُولُ وَاللِّمُؤْمِنِينَ۔** عزت مرخصے راست و پیغمبر اورا، و مومنان را۔ پروردگار مخلصین پاک نہاد را اجرا و ہد کہ خند مبارکہ خیر جہان را تا آخر **تفصیل و تکفین** خیر الاوقات غسل داوہ و کفن پوشانیدہ در والان "تسبیح خانہ" ای عبادت گاہ حضرت شاہ غلام علی و حضرت شاہ ابوسعید و حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ امرار ہم بر سر ریزہ نہادند۔ و مخلصین پاک نہاد و اہالی شہر مصروف تلاوت شریف شدند کہ کفن از جامہ بودہ کہ یک و نیم سال قبل

حاجی اسلم ہارکیشی از مکہ مکرمہ بہ آب زمزم شستہ آورده بود۔ آن وقت حضرت ایشان خوش شدہ فرمودہ بودند کہ این جامہ را برائے کفن ما محفوظ کنید۔ حضرت والدہ ماجدہ یک قطعہ از غلاف بیت اللہ الحرام دادند و فرمودند وقتے کہ این قطعہ را یکے از مخلصین برائے حضرت ایشان آورد۔ حضرت ایشان فرمودند این مبارک قطعہ را بر سینہ ما بنہید۔ چنانچہ حاجی ملا احمد خان آن مبارک قطعہ را کہ کلمہ طیبہ کا بلا در آن بہ صورت بافتگی تحریر بود۔ بر سینہ اقدس بکستہ انید۔ و آن قطعہ بہ طورے درست بر سینہ اقدس آمد کہ گویا کسے اندازہ کردہ آورده باشد۔

بہ وقت اغسال حاجی ملا احمد خان، ملا جان محمد حسین خیل، ملا یاسین جمریانی، حافظ عبد الحکیم، مولوی بخش اللہ، مولوی بدرالاسلام، و حضرت برادر کلان حاضر بودند۔ عاجز دید کہ بعد الاغسال آجے کہ در حلقہ چشم مجتبع بود آن را عاشق صادق حاجی ملا احمد چشید و باز بر پیشانی مبارک بوسہ عقیدت ثبت کرد۔ زہے قسمت کہ بہ این سعادت سرفراز گشت۔ در نصف آخر از تاریخ انجیس فی احوال نفس نفیس بر صفحہ ۱۷۱ نوشتہ است۔ وَفِي شَوَاهِدِ النَّبُوَّةِ سُئِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَبَبَ زِيَادَةِ فَهْمِهِ وَحِفْظِهِ قَالَ لَمَّا غَسَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَمَعَ مَاءٌ فِي جَفُونِهِ فَرَفَعْتُهُ بِلِسَانِي وَازْدَرَدَتْهُ قَارِي قُوَّةَ حِفْظِي مِنْهُ۔ عاجز یقین وارد کہ ملا احمد خان نیز فوائد با برداشتہ باشد۔ رحمہ اللہ۔

**قبر مبارک** | در ہند اجازتِ حکومت نیست کہ بہ حد و شہر غیر از قبرستان قبر ساختہ شود۔ حضرت ایشان را کسے بہ این قانون خبر کردہ بود۔ لہذا از اواخر ماہ رمضان ۱۳۴۲ھ از کونٹہ چند مکاتب بہ مخلصین دہلی نوشتند کہ اجازت یک قبر در خانقاہ شریف از حکومت حاصل کنید۔ عاجز یاد دارد کہ بہ حافظ عبد الحکیم و مولوی بخش اللہ دوسہ خط این عاجز نوشتہ بود۔ لفظ از حضرت ایشان می بود و عاجز آن را می نوشت۔ با وجود مکرر دوسہ کتر نوشتن حضرت ایشان مخلصین دہلی تغافل کردند۔ وَكَانَ ذَلِكَ قَدْرًا مَقْدُومًا۔ بہ روز جمعہ بست و دوم جمادی الآخرہ کہ روز اول از علالت بود حضرت ایشان بہ امین الاسلام عضو مجلس شورائے ہند و نواب منزل اللہ خان رئیس مشہور از علی گڑھ۔ را در خصوص این امر گفتند کہما تقدم البیان فی الفصل الاول۔ حاجی ملا احمد خان چون از تفصیل و تکفین فراغت یافت، امین الاسلام و منزل اللہ خان را از واقعہ ایلمہ آگاہ کرد و گفت کہ اجازت از حکومت حاصل کنند۔

**ارشاد مبارک بہ حاجی ملا احمد** | در سال ہزار و سہ صد و سی نہ چون حضرت ایشان از کونٹہ بہ دہلی رسیدند حاجی ملا احمد خان ملا خیل از افغانستان حسب عادت برائے خدمت حاضر شد۔ چون بہ وقت عصر حضرت ایشان برائے تفریح بیرون دروازہ کشمیری

بجہت شمالی کوه رفتند ملا احمد خان را همراه بردند۔ آن جا ملا احمد خان واقعہ طیارہ انگلیسی بیان کرو کہ در کٹواز پائین شدہ بود۔ و در ان طیارہ یک افسر و یک رفیقش بود۔ ابا بی آن جا ارادہ کردند کہ ہر دورا بکشند۔ انا ملا صاحب آن ہر دورا بہ خانہ خود برد و باز ہر دو افراد را بہ حفاظت تمام بہ کابل بردہ ہا میرا مان اشد خان سپرد۔ آن افسر انگلیسی یک تحریر نوشت و بہ ملا صاحب داد۔ عاجز آن تحریر را دیدہ بود۔ مفہوش این بود۔ حال این تحریر ملا احمد خان سبب حیات من و رفیق من شدہ است۔ لہذا من از ہر افسر بریطانیہ التماس می کنم کہ وہ معاونت ملا صاحب کند و کار ایشان را اجزا نماید۔ عاجز آن وقت حاضر بود کہ حضرت ایشان بہ ملا صاحب گفتند۔ "این مکتوب را بہ حفاظت نگاہ دار بہ کار خواہد آمد" حضرت ایشان یک سال و سہ ماہ قبل گفتہ بودند۔ و برائے اجازت قبر مبارک آن تحریر بہ کار آمد و دیگر بیچ کار از ان گرفته شد۔ چون آغاز دور سقوی در افغانستان شد ملا صاحب آن تحریر را ضائع کردند۔

**بہ کار آمدن تحریر** | امین الاسلام و منزل اللہ خان بہ استماع این خبر بہ خانقاہ شریف آمدند و باز نزد افسر کلان دہلی "سر مالکم ہیلی" بہ دروازہ کشمیری رفتند، آن وقت حاجی ملا احمد خان نیز ہمراہ ایشان رفتند و بہ یاد عاجزی آید کہ حافظ عبدالحکیم دہلوی نیز ہمراہ ایشان بود۔ این افسر بسیار سخت مزاج بود۔ اولاً امین الاسلام نزد افسر رفت و واقعہ بیان کرد۔ وہ گفت "شما فردا برائے شخصے دیگر خواہید آمد" امین الاسلام از انجا برگشتہ بہ نواب صاحب این سخن گفت، چون کہ نواب صاحب با افسران کلان بسیار شناسا بود و حکومت "بریطانیہ" بہ ایشان خطاب "سر" ہم دادہ بود، نزدش رفتند۔ وہ کلام سابق بہ ایشان نیز گفت۔ حاجی ملا احمد خان نیز با نواب صاحب بودند۔ ایشان ہمان مکتوب افسر انگلیسی را از جیب کشیدہ بہ سر مالکم ہیلی نشان دادند۔ وہ چون آن تحریر را خواند تعظیماً استادہ شد۔ و احترام ملا صاحب بہ جا آوردہ ہمان دم اجازت داد۔ نواخت یازدہ از روز بود کہ این جماعت بہ خانقاہ شریف با اجازت نامہ رسید حضرت ایشان پانزدہ ماہ بیشتر فرمودہ بودند۔ بہ حفاظت نگاہ دار بہ کار خواہ آمد، اظہار آن ارشاد گرامی بہ این وقت و بہ این شکل شد، وَ كَيْفَ لَا قَدْ قَالَ الصَّادِقُ الْمُصَدُّوقُ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ، ابْنِ آدَمَ تَضَرَّعْ لِعِبَادَتِي أَمَلْتُ صَدْرَكَ غَنِيٌّ وَأَسَدٌ فَفَرَّكَ وَإِنْ لَا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَكَ شُغْلًا وَ لَمْ أَسَدْ فَفَرَّكَ حضرت ایشان قَدَسَ اللَّهُ سِرَّهُ وَ نَوَسَ صَرِيحَهُ را خواہش پیدا شد کہ در جوار حضرات کرام قَدَسَ اللَّهُ أَسْرَارَهُمْ بیاسایند و یک ہفتہ قبل برائے قبر خود جائے را تجویز کردند مخلصین را خیال بود کہ امین الاسلام و منزل اللہ خان بہ سہولت این کار را خواہند کرد انا کار ساز حقیقی را اظہار کرامت حضرت ایشان منظور بود۔ چنانکہ چہ آن کاغذ بہ کار آمد۔ وَ مِنْ حَيْثُ



لَا يَخْتَسِبُ "صَادِقِ آمِد - اللَّهُ فِي عِبَادِهِ شَتُونَ"

**تحفیر و درستی قبر** پروردگار جل شانہ و عَمَّ اِحْسَانُهُ شیخ غلام احمد ہانسوی، چودھری مولا داو خان خورجوی، حافظ غلام محمد باغ والا، منشی حسین علی دہلوی، حافظ سلطان زردوز را اجراءے بے حساب دہد کہ اینہا چون احوال حضرت ایشان را بعد العشاء الاخرہ متغیر یافتند علی الفو کارگران و بنایان را مہیا کردہ بہ اعداد قبر مبارک مشغول شدند اولاً فرش سنگ مرمر محجر شریف را بہ و جب خوب برداشتند و باز در حفر قبر مبارک مشغول شدند بہ وقت تمام این پاک نہادان تا وقت عصر بلکہ ائی ما بعد صلاۃ العصر ازین کار فارغ شدند۔

**نماز جنازہ** وصال حضرت ایشان بہ نواخت دو و پنج دقیقہ شد و جد مبارک را تا صلاۃ الفجر در تسبیح خانہ شریف بر سریر نہادند۔ خبر ارتحال حضرت ایشان در تمام شہر تا وقت فجر عام شد۔ و خلق خدا دیوانہ و ارا از ہر جہت رو بہ خانقاہ شریف نہاد۔ اگرچہ ہر یک از مخلصین پاک نہاد مہموم و مغموم بود اما پروردگار جلت قدرتہ و عظمت حکمتہ بہ نوعی آن دارفتگان را فہم و شعور داد کہ بہ نظم جمیل از دروازہ خانقاہ شریف تا سریر مبارک را ہے را برائے آمد و رفت ترتیب دادند کہ کافۃ الناس حضرت ایشان را زیارت کردہ برود، و رائے جماعت منتظمین برین امر قرار گرفت کہ جنازہ حضرت ایشان را بہ "میدان پرید" ببرند کہ ما بین مسجد جامع و قلعہ واقع است، دران ایام تمام میدان یک قطعہ بود، (حالانیم میدان موسوم بہ آزاد پارک) تاکہ کسے از نماز جنازہ محروم نہ ماند، و ایشان چہارتیر بار با پایہ ہائے سریر بستند تاکہ خلق خدا بیش از بیش بہ سعادت محل شریف مشرف شود۔ بعد از نواخت یازدہ از خانقاہ شریف این منوکب اجلال با صدر رخ و ملال بہ میدان روان شد و تا نواخت یک بہ میدان رسید۔ حکومت دہلی در تمام دفاتر اعلان کرد کہ از مسلمانان ہر کہ خواہد برود در نماز جنازہ شریک شود و این اعلان در دفاتر نائب ملک (والسرائے) نیز شد، لہذا خلق خدا جوق در جوق بہ سوائے میدان، پیادہ پا و سوار روان و دوان بود۔ از میرٹھ، بلند شہر، خورجہ، مراد آباد، غازی آباد، فرید آباد، مہرولی، نظام الدین سونی پت، پانی پت ہزاران افراد دیوانہ وار رسیدند۔ از دحام خلایق بہ حدتے شد کہ میدان بہ آن بزرگی تنگ آمد۔ عاجز ملاحظہ کرد کہ ہزاران غیر مسلم بہ کنارہ غربی میدان اتادہ بود۔ بعد از نماز جمعہ بہ ساعت دو حضرت ابو الفیض بلال اَدَامَ اللّٰهُ اِزْشَادَہ امامت نماز جنازہ کردند۔ بحومے کہ بعد از نماز جنازہ بر سریر مبارک شد بیانش متعذر است۔ پروردگار مخلصین صادقین را کہ بہ اندازہ چہار صد نفر از افغانان و ہندیان بودند۔ سریر مبارک را احاطہ کردہ بہ منزلہ حصار منع حصین

شدند و یک جماعت بر ماہر سہ برادر محاط شد۔ و بسمِ اللہ و علی بَرَکۃ اللہ جنازہ مبارکہ را از میدان بر گئے خانقاہ شریف برداشتند۔ بر جنازہ مبارکہ دوشالہ نہایت نفیس کہ زرورنگ داشت انداختہ بودند اگر مخلصین بہ آہ و بکا و نعرہ اللہ مصروف بودند، دیگران ہم در اشک ریزی و نعرہ اللہ کہ کتر از ایشان نہ بودند۔ چون سر بر مبارک از جامع مسجد در حدود بازار داخل شد دیدہ شد کہ تمام بالاخانہ ہا و مقوف زائرین وزارت پُر بود، کسے از چشمان خود عقیدہ گوہر غلطان نشاری کرد و کسے از فرط محبت از ہار و ریاحین رامی پاشید۔ در دیوار ہا از نعرہ ہائے اللہ و از آہ و بکا بہ رنگ "بیت الحزن" غمگین و سوگوار بود۔ یا اللہ من خَطِيبِ جَلِيٍّ وَ مِنْ رَزِيْقَةِ عَظْمٰی۔ بعض مدہوشان باوہ محبت راجینًا بَعْدَ حِينٍ از اعماق قلب صدا بلند می شد۔ این جنازہ ولی پرور گاراست۔ ط تونیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائے است۔

بہ وقت تمام جنازہ مبارک راتا نواخت پنج بہ خانقاہ شریف رسانیدند۔ چون کہ قبر مبارک ہنوز تیار نہ شدہ بود سر بر مبارک را در مسجد شریف نہادند۔ خلق خدا را اصرار شد کہ خدا را یک نظر از دیدار مبارک مرحمت کنید۔ منتظرین آن را بند و بست کردند۔ آن وقت عاجز عند راسہ المبارک بود۔ دید کہ چشمان مبارک بستہ اند بہ نوعی کہ در مراقبہ و ذکر شریف بستہ می کردند و اسرار الوجود المبارک کشادہ اند گویا بسم می فرمایند۔ برادرِ کلان حضرت جد بزرگوار چون در مکہ مکرمہ بہ شانزدہم ذی الحجہ ۱۲۸۶ھ رحلت فرمودند حضرت جد امجد آن وقت این رباعی خواندند۔

یاد داری کہ وقت زادنِ تو ہمہ خندان بُدند و تو گریان  
آن چنان زی کہ وقت مردنِ تو ہمہ گریان بوند و تو خندان

حضرت ایشان را ہزاران افراد اتم مصداق این رباعی یافتند و دیدند کہ گویا "نم کنویم العروس" خفتہ اند۔ وقت عصر داخل شد و قبر مبارک تکمیل یافت و این ہفت نفر حضرت ایشان را در آرامگاہ **تدفین** آخرین فرود آوردند۔ ۱۔ یار محمد خروئی سر وضوی از اقدم مخلصین حضرت ایشان و مرید کامل الارادہ و عاشق صادق ۲۔ حاجی ملا احمد خان مُتَاخِیل از قدما مخلصین و خادم و فرتمیز و شیدائے حضرت ایشان ۳۔ ملا یاسین صادق الارادہ و المجتہ ۴۔ و ۵۔ حافظ اشفاق الہی و حافظ حفیظ الدین از میرٹھ ہر دو در ولایت و در محبت از اصحاب کمال ۶۔ امین الاسلام کلکتوی مرد پاک دل و صاف ضمیر و عاشق و شیدائے نواب منزل اللہ خان راسخ المجتہ و الاعتقاد۔ این ہفت افراد بہ نہایت تعظیم و تکریم حضرت ایشان را در قبر مکرم نہادند۔ ماہر سہ برادر و حافظ عبد الحکیم و حافظ غلام محمد باغ والا و شیخ غلام احمد ہانسوی و دو نفر از مخلصین افغانستان آن جا استادہ بودیم۔ بِحُصُولِ الْبَرَکَةِ وَالشُّمُولِ فِي الْخَدَمَةِ

نوبتے مایان ہم عندالوضع دست تباہ حضرت ایشان - روحی فداہ - رساندیم - و باز با صد دزد و الم بر قبر مبارک خاک انداختیم - شیخ غلام احمد انسوی کہ از مخلصین قدما و اصحاب نسبت عاشق صادق و مداح حضرت ایشان بود فی البدیہ این چار شعر خواند -

شہ ابوالخیر بہ صد خیر بہ سیر جنت رفتی و دیدہ پراز خون بہ فراق کردیم  
روح پاک تو طلب کرد خدا در قربت خاک باوا بہ سر ما کہ بہ خاکت کردیم  
ذات پاک تو فنا گشت بہ ذات واحد ما عجب تیرہ درونان کہ بہ خاکت کردیم  
لے دعائے تو سپر بود نہ آفت مارا زین جہت قصد نہایت بہ بدایت کردیم

چوں شعر دوم را بہ سوز و درد و اشکباری خواندند عاشقان صاف کیشان را نعرہ ہائے ہود ہائے دیا اللہ بلند شد - یَا لَهْفَ نَفْسِی لَهْفًا مَا لِلزَّمَانِ وَمَا لِلَّیۃِ -

فَقَدَنَاهُ وَالْأَمَالَ تَرْجُو حَيَاتَهُ وَفِي اللَّیْلَةِ الظُّلَمَاءِ يُفْتَقَدُ الْبَدْرُ

بعد از نماز شام زائرین در محجر شریف شمعہا روشن کردند و گلہا بر مزار شریف انداختند شیخ غلام احمد در احوال جذب و بے خودی نزد محجر مبارک می گشت و در آن حال می گفت ،

بر مزار پیر روشن ہم چراغ ہم گلے ہم پر پروانہ سوز و ہم صدائے بلبلے  
و در همان احوال مستی و سرشاری گفت -

بیاد رگلشن عرفان گلے مازہ دمید این جا مُحیی الدین عبداللہ ابوالخیر آمد این جا

**فاتحہ** | از روز وصال حضرت ایشان مخلصین پاک نہاد از اطراف و جوانب رو بہ کعبتہ الآمال آستان خیر جہان آوردند و شب و روز سلسلہ فاتحہ و ایصال ثواب جاری بود و برائے ایشان انتظامات فطوری و غدا و عشاء کردہ شد مع ہذا منتظین پاک ضمیر ارادہ کردند کہ بہ بست و نہم رجب الحرام فاتحہ کبری کنند و بہ آن وقت مشائخ طرق و علماء اعلام و عمائدین شہر و کبیر اطراف را مدعو کنند تا در حلقہ کبری رسم ستار بندی و جانشینی انجام پذیرد - حافظ عبدالحکیم ابن خیال را پیش حکیم حافظ محمد اجل خان شریفی (حاظق الملک و سیح الملک) بیان کرد - ایشان گفتند - زمانہ از حد پرفتین است و اعدا را قلت نیست - اگر درین عرصہ یک ماہ دشمنی دعوی استحقاق خانقاہ شریف کرد، مشکلات پیدا خواہد شد، لہذا بہ روز سیوم کہ روز کیشنبہ است جلسہ دستار بندی و جانشینی بکنید و باز در آخر ماہ رجب جلسہ کبری منعقد کنید و تمام مشائخ و اکابر را آن وقت دعوت و ہمید دوران اجتماع تصدیق اعلان این جلسہ کردہ شود - چنانچہ منتظین بر مشورہ حکیم حسب عمل کردند - عاجز گوید حکیم صاحب را پروردگار جبر ہا و ہد - اظہار اندیشہ کہ ایشان کردہ بودند بے اساس نہ بود

بلکہ یک سال نگزشت کہ بالفعل آن صورت پیدا شد۔ و جماعتی از بدخواہان و اصحاب اغراض فاسدہ ... کرامت النصار را آکہ کار خود ساختہ در محکمہ دعوی کردند و بلاوجہ تا دو سال برائے مایان اسباب پریشانی پیدا کردند پروردگار چودھری مولاداد خان خوجوی و شیخ غلام احمد ہانسوی و حافظ عبدالحکیم دہلوی و حافظ محمد سلطان زر و زر دہلوی را اجرا و ہد کہ ایشان سعیہا کردند۔ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ۔

منتظمین مخلصین اعلان جلسہ صغریٰ از روز یک شنبہ دوم ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ کردند، از

جلسہ صغریٰ

عمائدین درج ذیل افراد شریک شدند۔ جنرل قونصل سردار غلام حیدر خان برنیابت امیرامان اللہ خان نواب ٹونک، پیرزادہ محمد حسین جج، پیرزادہ ڈپٹی مظفر احمد، نواب سراج الدین خان ساکن، سید وحید الدین احمد بچو، نواب فیض احمد خان، نواب ابوالحسن خان، حکیم حافظ محمد اجل خان، ڈاکٹر مختار احمد انصاری، عبدالعزیز دہلوی، میر انوار احمد، پیر جی حسین مرزا از مشائخ و علماء سید احمد امام مسجد جامع (شمس العلماء) حکیم فرید احمد عباسی امر دہوی، پیر جی عبدالصمد چشتی (کالے صاحب دلے) آخوند جی مختار احمد قادری، پیر جی کرار حسین (صابر بخش دلے)، پیر جی امیر الملک مرزا بلالی آختر، پیر جی عبدالرحمن مودودی، پیر جی عبدالوہاب، سید طاہر حسن امام عید گاہ۔ پیر جی سعید الزبیر مجددی ساکن مغلیہ دہلی، مولوی سردار احمد مجددی رامپوری، جناب سیف الدین ابوالطاہر طاہر مجددی رامپوری، پیر جی مظفر علی سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ، مولانا مفتی مظہر اللہ امام جامع فتحپوری، مولانا حافظ محمد یعقوب مجددی پانی پتی، مولوی عبدالعزیز خلیفہ۔ مولانا کرامت اللہ خان، مولانا عبدالغفار متوتی مسجد حوض قاضی، جناب مولوی مصباح الدین ساکن مفتی والان، مولوی لطف القدیر ساکن سبزی منڈی، مولوی محمد ابراہیم قانی، صاحبزادگان درگاہ قطب الأقطاب و سلطان جی درویش چراغ دہلی، و شاہ کلیم اللہ وغیر ازین از رامپور جناب مولوی اعجاز حسین و مولوی معوان حسین و مولوی ریحان حسین از صاحبزادگان مجددیہ و از میرٹھ شیخ وحید الدین و شیخ بشیر الدین و از پانی پت نواب زادہ فاخر احمد خان و جمیع مخلصین از پانی پت و میرٹھ و بلند شہر و خوجہ و غازی آباد و سرسہ و ہانسوی وغیرہ آمدند خانقاہ شریف از خلانق پربود حضرت محمد صادق مجددی کابلی فرزند اصغر حضرت غلام قیوم قدس سرہ (حضرت صاحب کابل) بہ روز چہار شنبہ کہ روز ششم از علالت حضرت ایشان بود برائے زیارت حضرت ایشان آمدہ بودند۔ چون کہ حضرت ایشان صاحب فراش بودند با ما سہ برادر ملاقات کردہ بہ روز دوم بہ سر ہند شریف رفتند۔ یک شب گزشتہ بود کہ "تلغراف" رسید و از حادثہ ارتحال آگاہ شدند ایشان ہم انوم قصد دہلی کردند و در فاتحہ روز سوم شریک شدند و دستار ہا کہ سجادگان آوردہ بودند بر سر حضرت برادر کلان جناب ایشان

ہستند۔ عاجز از افراد متعدّدہ شنید کہ برائے این کار ضرورت بود کہ از حضرات مجددیہ کسے باشد پروردگار ایشان را فرستاد وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ و درین جلسہ حضرة الشیخ الولی مولانا عبدالعلی محدث دہلوی با وجود مغزوری از مدرسہ عبدالرب تشریف آوردند۔ وقتے کہ جناب ایشان را بر کرسی نشاندہ چارہ افراد نزد حضرت برادر کلان آوردند۔ سیل اشک از چشمان ایشان جاری بود۔ آن وقت حضرت برادر کلان بہ انداز پروردگار و پروردگارین دو دو شعر متنبی خواندند :-

فَلَيْتَ طَالَعَةَ الشَّمْسِينَ غَائِبَةً      وَكَيْتَ غَائِبَةَ الشَّمْسِينَ لَمْ تَغِيبْ  
وَلَيْتَ عَيْنَ الَّتِي آتَى النَّهَارَ بِهَا      فِدَاءَ عَيْنِ الَّتِي زَالَتْ وَلَمْ تَتَوَّعَبْ

یعنی از دو آفتاب ہائے کاش طلوع کنندہ آفتاب غائب بودے و غائب شدہ آفتاب غائب نہ می بودے، و اے کاش آن قرص کہ ویرا روز ظاہر کردہ بر آن قرص قداشدے کہ وے رفتہ و باز نہ گشتہ حضرت برادر کلان چند روز پیشتر این اشعار را از حضرت مولانا خواندہ بودند و از مدرسہ بازگشتہ پیش حضرت ایشان خواندہ بودند و امروز در حلقہ تالین نہایت بر محل خواندند، اہل علم از اجتماع این ہر دو شعر و دیگران از بیان و تشریح کہ حضرت برادر کلان کردند بسار متاثر شدند۔ بہ خیال عاجز چشمے نہ بود کہ اشک نہ می ریخت۔ از کثرت بکا احوال حضرت مولانا دیگرگون شد چنانچہ شیخ غلام احمد و دیگر کارپردازان بہ صد اکرام و احترام مرخص کردند۔ عاجز از آن اجتماع و از آن برکات کہ آن وقت کا مَطَرُ الْهَاطِلِ می ریخت چہ گوید و چہ نوسید۔

مبارک مقام و مبارک جلوس      مبارک بیان و مبارک نفوس

شیخ غلام احمد بالنسوی بہ مشورہ حکیم حافظ محمد اجمل خان دستاویزے نوشت و نام ماہر سہ برادران را تحریر کردہ نوشت کہ ایشان دارثان و جانشینان حضرت خیر جہان اندالبتہ مسند و سجادہ نشین فرزند اکبر اکرم حضرت ابوالفیض بلال ہستند۔ و برین دستاویز تمام اکابر امضا کردند۔

**جلسہ کبریٰ** | خبر ارتحال حضرت خیر جہاں کالبرق در ہندوستان و بلوچستان و افغانستان بہ سرعت تمام منتشر شد، و مخلصان پاک طینت بہ فاتحہ و ایصالِ ثواب مشغول شدند۔ مخلصین افغانستان را پروردگار اجر ہادہد کہ ایشان از دیگران پیشتر و بیشتر بودند۔ یکے ہم از ایشان نہ ماند کہ ایصالِ ثواب از صدقات و اطعامِ طعام نہ کردہ باشد۔ اگر کسے نانے خیرات کردہ دیگرے بیجاہ گو سفند ذبح کردہ۔ عَلٰی الْمَوْسِعِ قَدْرَةٌ وَعَلٰی الْمُقْتِرِ قَدْرَةٌ وَأَنْ چہ از ختمات و دعا ہا بودہ فَلَا یَعْلَمُ مَدَاهَا إِلَّا اللّٰہُ جَلَّ شَانُهُ۔ و کسانے کہ توفیقِ سفر یافتند قصد کعبتہ الامال کردند۔ منتظمین پاک نہاد علماء و مشائخ را از تاریخ انعقاد جلسہ کبریٰ آگاہ کردند کہ روز جمعہ تمام کردہ بہ شب شنبہ و بہ روز شنبہ بست و نہم رجب الحرام

۱۳۲۱ھ مطابق شانزدہ و ہفدہ مارچ ۱۹۲۳ء یعنی بست و ہفتم و بست و ہشتم از ماہ دلو ۱۳۱۰ شمسی ہجری فاتحہ حضرت خیر جہان است۔ دریں احتضال غیر از آن افراد کہ در جلسہ مصغری شرکت کردہ بودند درج ذیل افراد شریک شدند۔ پیر جماعت علی شاہ علی پوری، پیر عبدالحق ہوشیار پوری، پیر سید محمد شاہ قصوری، پیر شاہ سلیمان کنگن پوری، پیر ابوالخیر غازی پوری، مولانا مشتاق احمد امبیٹھوی پیر سید محمد جیلانی بغدادی رفاعی قادری خالدی نقشبندی حیدرآبادی ثم المدنی، مولوی عبدالغفریز کھلنوی مع جماعت مریدان، مولانا نور احمد پوری امرتسری، مولانا سید عبدالجلیل جڑوئی، مولوی محمد عمر گھوسوی مفتی عبید اللہ مفتی کونٹہ و فرزند ایشان مفتی احمد گل، ملا امان اللہ (استاد ماہروران) ملا منظر شاہ ہوانی، ملا عبدالعزیز کاکڑی، ملا صاحب خان قمبرانی، ملا عبدالرؤف پشین، ملا ایاز کاکڑی کچلائی، سید عبدالرحمن از قریہ گل محمد، حاجی محمد اسلم مارکٹی و غیر ہم۔ تمام افراد کہ در فاتحہ شریک بودند برائے حضرت ایشان دعا ہا کردند پیر عبدالحق ہوشیار پوری مزید یک دو شب قیام کردند، ایشان در حدود ہزار و دو صد و نو بدہ حرمین شریفین رفتہ بودند و آنجا در مکہ مکرمہ با حضرت جد امجد و در مدینہ منورہ با حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرہ و حضرت شاہ محمد مظہر قدس اللہ اسرار ہم ملاقات کردہ بودند۔ می گفتند کہ حضرات کرام راسبت بہ حضرت ایشان (حضرت سیدی الولد قدس سرہ) بسیار پرامید یافتہ می گفتند کہ ایشان را شانے خواهد بود پیر ابوالخیر غازی پوری نیز یک دو شب قیام کردند و مثنوی شریف خواندند و ماضین را خوش کردند پیر سید محمد بغدادی فرزند سید عبد الرحیم و ایشان فرزند سید عبد الکریم فرزند سید محمد شیخ الاسلام موصل بہمراہ برادر کلان خود از بغداد بہ حیدرآباد آمدند۔ نظام دکن میر عثمان علی خان بہ تعظیم پیش آمد و برائے معاش مشاہرہ مقرر کرد۔ سید محمد بغدادی از آہار و اجداد خود مرہوط بہ سلسلہ قادریہ بود و از شیخ احمد عراقی در طریقہ خالدیہ مجددیہ بیعت بود، شیخ احمد از والد خود شیخ محمد عثمان سراج الدین و ایشان از مولانا خالد کردی شہروری بیعت بود۔ سید نذیر الدین نیرہ سید محمد بغدادی بہ عاجز میان می کرد کہ جد امجد من اکثر در حیدرآباد بیان فاتحہ می کردند می گفتند کہ از فیوضات و برکات آن جا چہ گویم۔ حضرت صاحبزادہ (حضرت ابوالفیض بلال) در نماز دو رکوع از سورہ مریم خواندند، کیفیتی کہ بہ آن وقت روئے داد از بیانش قاصر م۔ جناب سید محمد در ۱۳۵۳ھ بہ مدینہ منورہ تشریف بردند و در ۱۳۶۲ھ در ان دیار مقدس رحلت نمودند، رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ بعد از فاتحہ حضرت فضل محمد فرزند نخستین حضرت غلام قیوم مجددی کابلی و جانشین ایشان با جماعتی از غلمین و فرزند خود جناب ثنائے معصوم مشہور بہ میاجان تشریف آوردند و دعا ہا کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

حاجی ملا احمد خان، یار محمد خرسٹی سردھوی، محمد زمان خروٹی، حاجی نادر خروٹی، ملا جان محمد حسین خیل  
ملا یاسین جرمانی، ہاشم جرمانی، ملا عمر سلطان خیل، ملا ولی محمد نسوخیل، دزدہلی حافظ عبدالکیم، حاجی شہاب الدین تاجر

کلاہ، محمد رفیع تاجز طرف بلوری و عینی، نور الہی صندوق والا، انیس الرحمن، عبدالحق آپن، عبد الرحمن  
 ٹین والا، حافظ سلطان زر روز، مستری محمد شفیع، مستری عبدالرحیم، حافظ سکندر مدرس در مدرسہ فتحپوری  
 منشی حسین علی، حکیم محمد شفیع ماہر امراض چشم ساکن بہ منتھل باڑی پہاڑ گنج، شیخ محمد الیاس رانی کعبت والا  
 حافظ غلام محمد باغ والا، مولوی بخش اللہ، مولوی بدرالاسلام، منشی احمد حسین، حاجی حافظ منیر الدین  
 منیر، شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم، وازغیر وہلی شیخ غلام احمد ہانسوی، چودھری مولاداد خان خوجوی  
 حافظ حفیظ الدین میرٹھی، حافظ اشفاق الہی میرٹھی تقریباً تا دو ماہ شب و روز بہ خدمت مصروف بودند  
 و حکیم حافظ محمد اجل خان شرفی و سیادت پناہ سید احمد امام مسجد جامع وہلی (شمس العلماء) و حکیم فرید احمد  
 امر وہوی بہ مشورہ شریک بودند۔ افسوس صد افسوس نہ آن میر محفل ماند نہ آن کار پردازان۔ کُل مَنْ  
 عَلَيْهَا قَانِ وَيَنْبَغِي وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

یاد باد آن کہ سر کوی تو ام منزل بود دیدہ راروشنی از خاک درت حاصل بود  
 آہ ازین جور و نظلم کہ درین واگہ است دای زان عیش و تنعم کہ دران منزل بود  
 دردلم بود کہ بے دوست نہ باشم ہرگز چہ توان گفت کہ سعی من بدل باطل بود  
 سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

باقی از صفحہ ۳۷ :- مرتحل و العاریة موداة الی اهلہا، والذی لا الہ الا هو ما علی ظہر  
 الارض شیء احوج الی طول سجن من لسان۔ ان للقلوب شہوة واقبالاوان للقلوب فطرة  
 وادبارا فاغتموها عند شہوتہا واقبالہا ودعوها عند فترتہا وادبارہا۔ قال ابو عبیدة، الہ  
 رَبِّ مَبِیضٌ لَثِیَابٌ مَدَنَسٌ لَدِیْنِہٖ، اَلَا رَبُّ مَلِكٌ لِنَفْسِہٖ وَهَوْلِہَا اَلِہِیْنِ، اَدْرَا وَا السَّیِّئَاتِ  
 الْقَدِیْمَاتِ بِالْحَسَنَاتِ الْحَدِیثَاتِ، فَلَوَانِ اِحَدٌ کَمَعَمَلٍ مِنَ السَّیِّئَاتِ مَا بَدِیْنِہٖ وَبِیْنِ السَّمَاءِ ثُمَّ عَمِلَ  
 حَسَنَةً لَعَلَّتْ فَوْقَ سَیِّئَاتِہٖ حَتّٰی تَقْفُرَہُنَّ بِمِثْلِ قَلْبِ الھِمِّ مِنْ مِثْلِ الْعَصْفُورِ، یَتَقَلَّبُ کُلُّ یَوْمٍ کَذَا وَکَذَا اَمْرًا  
 قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُودٍ مِنْ اسْتِطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یَجْعَلَ کَنْزَہٗ فِی السَّمَاءِ لَا تَاکُلُہُ السُّوسُ وَلَا تَنَالُہُ السَّرَاقُ  
 فَلِیَفْعَلَ فَاِنْ قَلْبًا لِرَجُلٍ مَعَ کَنْزَہٗ، لِیَسْعَکَ بَیْتِکَ وَاکْفَ لِسَانَکَ وَابْکَ عَلٰی ذِکْرِ خَطِیئَتِکَ، اَنْتُمْ اَکْثَرُ صِیَامًا وَاکْثَرَ  
 صَلَاةً وَاکْثَرَ اجْتِهَادًا مِنْ اصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَهَمَّ کَانَ اَخِیْرًا مِنْکُمْ، قَالَ اَلِہِمْ یَا اَبَا  
 عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ هُمْ کَانَ اَزْهَدًا فِی الدُّنْیَا وَارْغَبًا فِی الْاٰخِرَةِ۔ ثَلَاثٌ اَحْلَفَ عَلَیْہُنَّ وَالرَّابِعَةُ لَوْ حَلَفْتَ  
 عَلَیْہَا الْبَرَاتِ، لَا یَجْعَلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ لَہٗ سَہْمًا فِی الْاِسْلَامِ کَمِنْ لَہٗ سَہْمٍ لَہٗ۔ وَلَا یَتَوَلٰی اللّٰہُ عَبْدًا  
 فِی الدُّنْیَا فَوَلَاہٗ غَیْرَ یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ وَلَا یَجِبُ رَجُلٌ قَوْمًا اَلْجَاءَ مَعَهُمْ۔ وَالرَّابِعَةُ الَّتِی لَوْ حَلَفْتَ  
 عَلَیْہَا الْبَرَاتِ، لَا یَسْتَرِ اللّٰہُ عَلٰی عَبْدٍ فِی الدُّنْیَا اِلَّا سَتَرَ عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرَةِ۔

## فصل نہم

در

## بیان بعض قصائد و توارتخ وصال حضرت ایشان

برادر طریقت مولوی علی احمد فرزندِ نخستین حکیم فرید احمد امروہوی بہ روزِ اولِ عرسِ شریفِ حضرت ایشان کہ بہ بست و نہم جمادی الآخرہ ۱۳۳۲ھ بود درج ذیل قصیدہ خواندند۔

## قصیدہ

کہ ابرِ رحمت آید بر آفتق از فضل یزدانی  
معطر شد چمن از نکتہ گلہائے نورانی  
کہ اکنون گشتہ است این محلِ مارِ شاکِ ضوانی  
کہ دورِ بادۂ باشد بہ ساغر ہائے روحانی  
بہ سوائے خانقاہِ آن مسیح و خضر ربانی  
چو طورِ موسوی بہر تجلیہائے عرفانی  
کہ شد اربابِ عرفان را چو بحر آب حیوانی  
کہ عبد اللہ شد نامش پئے تقویمِ ایمانی  
دوان آید سوائے مرقدِ آن غوثِ یزدانی  
حبیبِ حضرتِ حق چشمہ وینبوع فیضانی  
کہ ہست او مہبطِ انوارِ سترِ شیخِ نورانی  
وسیلہ ساختیم اورا پئے درگاہِ رحمانی  
ملک ناز و چو یا بد بر سرش فخر گس رانی  
شہابِ ثاقبِ علمِ علی و نورِ عثمانی  
شہ والا نشانِ سلطانِ محبوبانِ سبحانی

صبا آورد پیغام بہار از سمتِ سبحانی  
عنادِ نغمہ سنجانند و نحو تہنیتِ خوانی  
بجویم رحمتِ پروردگار ہر دو عالم بین  
ملائک پے پے آرند مینا ہا پیر از عرفان  
الائے تشنگانِ بادۂ اُلفتِ دوان آید  
شہ مردانِ دابنِ شاہِ مروان منظرِ جانان  
دوان آید سوائے آستانِ آن شہ والا  
امامِ مقتدایانِ جہانِ آن حضرتِ والا  
اگر خواہید توفیقِ سعادت ہان دوان آید  
بحارِ فضلِ ایزد بوسعیہ قبلہ عالم  
دوان آید سوائے خانقاہِ بقعۂ انوار  
امامِ مرشدِ برحق شہ دنیا و دینِ ما  
شہ لبو الخیر ما قیوم دورانِ قطبِ راہ ما  
ایں سوزِ صدیقی، مثیلِ شانِ فاروقی  
چراغِ چشمِ آن آقلے ما آن سیدِ سرہند



چو باشد ساقی ما قبلہ ارباب عرفانی  
 پیالے دور باید کرد با صہبائے روحانی  
 فضائے مستی و مدہوشی و صد فتنہ سامانی  
 بیاکین در دستدانِ محبت را تو درمانی  
 صدائے ہائے وہو بر خیز و از سوگاہِ پنہانی  
 چہ مشکل ساختی منزلِ بینِ کقطبِ ندانی  
 توئی خضر طریقِ ماتوئی بس آبِ حیوانی  
 بیاؤ حکمرانی کن کہ بر قلم تو سلطانی  
 بیا رشکِ ازم کن این مقامِ سختِ ظلمانی  
 چو بیند شمع رویت در سیاہیہائے عصیانی  
 کہ بر عالم نگاہِ لطف فرما غوثِ ربانی  
 مرا ہم داد مولایم نوا سنجی حسانی  
 نظر سوتے مریدان کن بہ حق نورِ عرفانی  
 بہ حق روحِ روحانی، بہ حق نورِ پیشانی  
 بہ حق حُبِ قلمِ رحم کن آقائے روحانی  
 گدائین در زنجویدانِ غلامتِ تو خود دانی  
 مکن پامالِ خاموشی نوائے سوزِ پنہانی  
 دلم گوید کہ در مرقد تو دانی حالِ حرمانی  
 شنو این مطلعِ دیگر اگر خاطر نہ رنجانی  
 بقانا زو بہ در بانی پئے عشاقِ یزدانی  
 کہ من پنہان ز دنیا گشتہ ام لیکن نیم فانی  
 کہ بینی آن بلالِ من کہ وار د خوائے سلمانی  
 رُخ اشعار گردان سوتے آن مینوعِ فیضانی

چہ ساز آسا شود سوزِ نہانِ ما بہ بدستی  
 الّا اے بادہ نوشانِ محبت باز صف گیرید  
 بیا از حجلہ خود ساقیا وانگہ بکن بر پا  
 شہا بہرِ مذاوا عاجزان جمع انداز یک سر  
 نظر و اکن بین کین عاشقانِ مستِ شیدا را  
 تو رفتی از میانِ ما چہ دلہا راتبہ کردی  
 توئی آرامِ جانِ ماتوئی در مانِ درو ما  
 فراموش کردہ ام از دل بہ جز روائے طبع تو  
 بکن این سینہ تار کیم از نورِ رخت روشن  
 شہا پروانہ سان رقص دلم گرد سویدایت  
 مدد اے قبلہ عالم تمنائے دلی دارم  
 چہ نورانی چراغِ مصطفیٰ، مستی خوشانست  
 امامی مُرشدی قلم فدائے روے تو باردا  
 بہ حق قلبِ نورانی بہ حق سترِ یزدانی  
 بہ حق دستِ خود کورا اگر فتم دستگیری کن  
 بہ آن نسبت کہ من دارم بہ درگاہتِ ترحم کن  
 پئے تسکینِ قلمِ وہ جواب کہ مرشدِ کامل  
 خیال تو بر افروزد ہوا و آرزوئے من  
 الّا اے آن کہ پنداری شدہ شیخم ازین دنیا  
 نہ میرد شیخِ نورانی کہ شد در راہِ حق فانی  
 ہمین آید ندا از قبر آن سلطانِ محبوبان  
 پئے دیدارِ من داری اگر ذوقے ہمین باید  
 دلا از دستگیری ان التماسِ دستگیری کن

۱۰۰ چراغِ مصطفیٰ اشارہ بہ چراغِ نبوی است کہ تاریخِ ولادتِ حضرت ایشان است۔

شہِ بوالفیض آن فرخ نژاد و سرِ شیخ ما  
 شہِ بوالنجیر ار رفتہ شہِ بوالفیض خیر اوست  
 خداوند اعطا شانِ بلالی کن شہِ مارا  
 الہی ما گنہگارِ کیم فیضش آبخارے کن  
 الہی طور گردان سینہارا از تجلیہا  
 الہی حضرتِ مارا بہ قرب خود منفر کن  
 الہی بہر درگاہ تو بگر فتم من این دررا  
 امام و رہنمائے ما پئے اسرارِ پنهانی  
 ہمان نورِ مبین بینم عیان بر فرق و پیشانی  
 خداوند اشہِ بوالفیض را کن جوئے فیضانی  
 کہ شویدا از قلوب ما ہمہ ارجاسِ عصیانی  
 الہی از قلوب ما بکن وسواسِ شیطانی  
 الہی شاہ را کن مرجعِ عشاقِ یزدانی  
 قبولم کن الہی بہر نورِ کوہِ فارانی

علی ہر دم دعائے ما ہمیں باید کہ رَبِّ اٰخِلْفِ

اِمَامِحِیْ فِی اَبْنِہِ الْاَوَّلِ وَ فِی الْاَلِثِّ وَ فِی الْاَلِثِّ

## قصیدہ

متضمن سال وصال امام العارفین سراج التالکین جنید زمان شبلی دوران  
حضرت مولانا شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین الفاروقی قدس اللہ سرہ الاقدس

از

(مولانا) اختر شاہ خان اختر امرہوی مدرسہ امداد الاسلام صدر میرٹھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چون نہ برگردون رسد آہنگ بیا ہائے ما  
این چہ بارانِ حوادث بارواں گرون گزوں  
در فراقِ ساقی وحدت بہ بزم معرفت  
سینہ ہر گل اگر چاک است از خار الم  
روئے غبر آتیرہ وتار است اگر از فرط غم  
ہر زماں نالد بہ باغ از نعرہ زار و زغن  
بلبل ماجز نوائے غم نہ دارد در چمن  
یارب این سوزول ماہست یا سوزِ حچیم  
یاس طبع ما چسان خندو کہ در عالم نہ دید  
آفتابِ حشر باشد بر سر مردم چرا  
رفت ایام وصال و شامِ ہجران شد پدید  
سوزِ عالم چون نہ گردد آفتابِ روزِ حشر  
چون نشیند بلبلِ عرفان نہ در بیتِ الحزن  
اختر برجِ کماں و گوہرِ درجِ جمال  
شبلی دور و جنید وقت و سلمانِ زمن  
قطب ارشادِ زمان و عوثِ اوتادِ اوان  
حافظِ دینِ مبین و حامیِ شرعِ متین

کز سہامِ درد و غم شد ریش سرتاپائے ما  
زعفرانِ روید بہ جائے لالہِ حمرائے ما  
خون چکد ہر دم ز چشم ساغر و مینائے ما  
شد سفید از حزنِ چشمِ زریں شہلائے ما  
نیلگونِ پوستِ بہ ماتم قبۃ خضرائے ما  
عندلیبِ خوش نوار و طوطیِ شیوائے ما  
نیست جز آثارِ حسرت بر گلِ رعنائے ما  
شورِ محشر ہست یا این شورِ وایاوائے ما  
جز سُمومِ یاس و حرمانِ گلشنِ اہولائے ما  
شد درین محشر نہان مہرِ جہان آرائے ما  
تا چہ راند بر سر ما این شبِ یلدائے ما  
صُورِ محشر چون نہ گردد آہ جان فرسائے ما  
زخت بست از گلشنِ عالم چمن پیرائے ما  
نیرِ اوجِ جلال و مرثِ و مولائے ما  
دُرّۃ التاجِ ولایتِ بلجاؤ ماوائے ما  
فخرِ زہادِ جہان و شیخِ بے ہمتائے ما  
بادیِ راہِ یقین و سیدِ یکتائے ما

شہرِ دہلی بود جا بلسا و جا بلقائے ما  
 خرمن آرزو ہولے نفسِ ناپروائے ما  
 بود آنفاسِ نفیسیش گویا صہبائے ما  
 خانقاہش بود در عالم اگر ملجائے ما  
 دل پزیر آشنائے بحر استغنائے ما  
 ہمتِ شاہِ سکندر شوکتِ والائے ما  
 لحنِ او چون آبِ حیوان بود روح افزائے ما  
 نقشِ ہر باطل ز الواح سویدائے ما  
 در قرارت بود قالم سید القرائے ما  
 دستِ موسیٰ ساختے رواجِ بیضائے ما  
 جلوہ فرمودے چو مہر ملتِ غرائے ما  
 رُوبہ رُوبے مُرشدِ روشن دلِ دانائے ما  
 خاطرش بستے چہ در بیضا و در صفرائے ما  
 بود پورشِ راسمی شیخِ ملکِ سیمائے ما  
 ولدِ عبداللہ فرزندِ عمرہ آقائے ما  
 جانشینِ صادقِ مولائے بے ہمائے ما  
 نامِ باشد در کتابِ مُنزَلِ مولائے ما  
 ذاتِ والایش زعیبِ اُلفتِ دنیائے ما  
 ہست فخرِ اُقیات و نازشِ آبا ئے ما  
 لنگِ باشد تو سنِ فکرِ فلکِ پیمائے ما  
 حلقہ اش جُبَلِ متین و عرْوۃ و ثقائے ما  
 یوسفِ مصرِ جمال و شاہِ فقر آرائے ما

حضرت شاہ ابوالخیر آن کہ از فیضانِ او  
 کاٹے کتابِ برقی التفاتش سوختے  
 از دمِ خود بیخودی ما فرودے دمدم  
 گوہرِ او بود دریائے معانی در جہان  
 بود کشتیہائے گوہر کے ز شاہانِ زمان  
 داشتے دارا شکوہانِ زمان را برورش  
 صحبتش گر بود نافع ہچو نافع در جہان  
 نقش بندے حق پسندے کز توجہ می زود  
 در سلوک ار بود ستمس العارفین چون بایزید  
 چون یدِ بیضا نمودے از رُخِ پُر نورِ خود  
 دست بر آبرو گرفتے مہر تابانِ فلک  
 خواجہ گردون زدے دستارِ خود را بر زمین  
 بس کہ بود از طلعتِ اوشانِ فاروقی عیان  
 والدِ او بود اگر فاروقِ عظیمِ راسمی  
 داشت فرزندانِ عالی نیک نام و نامدار  
 اولین حضرت بلالِ دالِ دینِ مبین  
 ثانی شان حضرت زیدِ سہمی زید کش  
 اصغر شان حضرت سالم کہ سالم آمدہ  
 خوش موالیدِ ثلاثہ کز معالی ہر یکے  
 حَبْذًا خواجہ کہ در میدانِ وصفِ شان او  
 بے نظیر بے عدیل و بے بدل شیخے کہ بود  
 حیف بر پیرِ فلک کا فگندہ در چاہِ لُحْد

۱۵ جا بلسا و جا بلقا نامہائے دو شہر اند و بعض گویند کہ این دو شہر از عالمِ مثال اند یعنی جاے امن و امان۔  
 ۱۶ اشارہ بہ قبول نہ کردن ہدایائے نظام دکن دامیر کا بل است۔

خود چو یعقوب است گریبانِ بر شہِ والائے ما  
 ہر دم نوشین او در مانِ استقلائے ما  
 از قضائے رب وصالِ مرشدِ والائے ما  
 ساعتِ گزینی مثالِ ساعتِ مُغرّائے ما  
 کرد ایما بخر اشفاقِ و کرمِ فرمائے ما

نے غلط ماشا و کلا نیست این کارش کہ او  
 ساقی شد در بخوارِ ساقی کوثر کہ بود  
 بود چون بست و نہم شہرِ جمادی الآخرہ  
 گشت واقع در شبِ آدینہ از حکمِ خدا  
 چوں بہ سالِ رحلتِ این قطبِ ارشادین

اخترا کردیم از القائے ربانی رقم  
 حیف شد قطبِ عزیزِ ملتِ زہرائے ما

۱ ۲ ۳ ۱

۱۵ اشارہ بہ آن رعد و برق و مطراست کہ وقتِ وفاتِ ظہور کرد۔

۱۶ اشارہ بہ حافظِ اشفاقِ الہی میرٹھی است رحمہما اللہ۔

## قطعاتِ تاریخِ وفات

مولوی صدرالدین کیفی غازی پوری گفتہ رحمہ اللہ

آفتابِ سمائے رُشد و ہدایا	شاہ ابوالنخبر عارفِ باللہ
عالمِ باعملِ فقیہِ زمان	حاجی و فتاری و خدا آگاہ
زاہدِ پاک باز و پاک نہاد	صوفی باصفاء و الا جاہ
بست و نئے از جمادی الاخری بود	شبِ آدینہ و قریبِ پگاہ
کہ بہ حق داد جان و واصل شد	جَعَلَ اللهُ جَنَّةً مَثْوَاهُ
جائے باشد کہ دیدہ ریزد خون	لَبُّ شُوْدَ اَشْنَاهُ نَالَهُ وَاَه

کیفی بندہ گفت از پئے سال

نَوَّرَ اللهُ قَبْرَهُ وَ شَرَّاهُ ۱۳۳۱ھ

مولانا حبیب الرحمن خان شروانی (صدر یار جنگ) گفتہ رحمہ اللہ	جناب ابوالنخیر خیسر مجتہم
شریعت مآب و طریقت پناہی	چولبیک گفتہ لبش از جعی را
پوشید عالم روانے سیاہی	

ملک گفت از بہر سال وصالش

چراغِ نبی و حبیبِ الہی ۱۳۳۱ھ

مولانا اختر شاہ خان اختر امر و ہومی گفتہ رحمہ اللہ

شاہ ابوالنخیر کہ بورہ شترخ	سال میلادِ چراغِ نبوی
گفت تاریخِ موصلش اختر	آہ جان داد چراغِ نبوی

مولوی محمد ابراہیم فانی گفتہ رحمہ اللہ

بست چون زحمتِ سفر سلطانِ بین	شاہِ عب اللہ عمر خیر زمان
آمد از بالاندا در گوش دل	چشمہ رُشد و ہدایت بود آن

لہ این مادۂ تاریخ را حکیم فرید احمد عباسی امر و ہومی بر آورده اند و ایشان اہلِ دہم الہی را محسوب کردہ اند و جناب شروانی این مادہ را در ساکب نظم پر و ہشتہ - جَزَاهُمَا اللهُ خَيْرًا وَ رَحْمَةً -

وگفتہ

زنیروے دل شد ابوالنجیب کرد  
بگفتم چو رحلت زد دنیا نمود  
جهان را مستحضر بلاگز و سیف  
بشد۔ واصل حق زمان شیخ حیف  
بندۂ عاجز ابوالحسن زید گفتم عنی اللہ عنہ

۱۳۳۱ھ

بسم اللہ الحفیظ الباقی

۱۳۳۱ھ

نالہای زید زالم ابوالنجیر عبدالشہمی الدین

۱۳۳۱ھ

رَضِيَ اللهُ جَلَّ وَعَلَا عَنْهُ

۱۳۳۱ھ

وَلَهُمْ مَسَاكِينٌ طَيِّبَةٌ فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ

۱۳۳۱ھ

إِنْ شَاءَ اللهُ الْخَالِقُ الْمُعْطَى

قطعه

قبلہ ماشہ محی الدین عبداللہ نام  
در طریقت فرد کمال، در شریعت مقتدا  
کنیتش ابوالنجیر و سرتاپا وجودش خیر وجود  
قطبِ اقطابِ زمان و قدوۂ اہل شہود  
دید ہا پر خون شدند و سینہ ہا بریان شدند  
ذاتِ پاکش داعی حق را اجابت چون نمود  
گفت سالش منظر تازنخ و روز و ماہ زید  
یوم جمعہ از جمادی ثانیہ بست نہ بود

وگفتہ

شاہ ابوالنجیر ولی سوتے جنان تشریف بُرد  
سالِ وصالش را چنین زید جزین تحریر کرد  
آباد شد خلد برین ویران شد این خاکدان  
شدا ز جهان با عز و شان مہر زمان سوتے جنان

وگفتہ

چون قبلہ دین شد ابوالنجیر آن امام اصفیا  
تازنخ وصل شاہ را زید جزین فی الفور گفتم  
رحلت سوتے جنات کرد از کلفتِ نیائے ما  
بھر صفا کان سخا نجم ہذا بلجائے ما

تَمَّتِ التَّوَارِيخُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا  
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَاهْلِ بَيْتِهِ أَجْمَعِينَ۔

## خاتمہ

در

## بیان اولادِ معنوی و صلبی حضرت ایشان

## الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ

بازخوان از نجد و از یارانِ نجد تادرو دیوار را آری به وجد

اہل علم و اربابِ بنیش گفته اند "اگر احوالِ کسے بہ وجہ درست معلوم کردن باشد پس در احوالِ ہم نشینان و سے باید نگریست" غالباً از ہمیں جا است کہ چون ذکر اکابر می کنند، بیان شاگردان و مریدان نیز می کنند، تا معلوم گردد کہ این شجر معرفت از چه نوع بودہ و ثمرش چه مزایا داشت۔ لہذا عاجز بیان آن پاک باطنان می کند کہ سالہا سال حضرت ایشان بہ تربیت آنها مصروف بودند و از اخلاقِ روزیلہ پاک کردہ بہ اوصافِ نلیئہ محلی کردند۔ اولاً ذکر آن افرادی کند کہ بہ اجازتِ ارشاد و خلافتِ سرافراز شدہ اند و باز بہ اختصار بیان دیگر مخلصین خواہ شد۔ واللہ الموفق والمعین۔

تازمانے کہ قیام حضرت ایشان در مکہ مکرمہ بود مردمِ ترکیہ و بلغار و فقہاز و بجزارا  
**اولادِ معنوی** وغیرہ از حضرت ایشان مستفید می شدند و چندین افراد بہ دولتِ اکیال و تکمیل  
 دامنِ مُراد پُر کرده و بہ اجازتِ ارشاد فائز شدہ بہ اوطان خود مراجعت کردند۔ از ایشان نامہائے سہ افراد  
 از اوراقِ قدیمہ معلوم شدہ، و نامہائے کہ از افراد افغانستان و بلوچستان و ہندوستان معلوم شدہ۔ نہ  
 از روئے حصر و تحدید است بلکہ از روئے علم این عاجز است۔ چہ حضرت ایشان نامہائے ایشان را  
 نہ می نوشتند و نہ بیان می کردند، دو سہ سال قبل از وفات حضرت ایشان سہ نفر از قوم فرّوٹ آمدند و  
 عرض کردند کہ ما یان از مریدانِ ملا محمد آفاق، مستقیم۔ حضرت ایشان فرمودند: ہاں آفاق مریدِ ما است۔  
 و باز از احوالِ استفسار کردند و خوش شدند آن روز ما یان را علم شد کہ محمد آفاق نیز از مجازین و خلفای  
 باشد و بہ این طور احوال بعضی آخرین ہم معلوم شدہ۔ عاجز اولاً بیان آن افرادی کند کہ غیر از ممالک  
 افغانستان و بلوچستان و ہندوستان بودہ اند۔



۱- شیخ عماد الدین از بلغاریہ بود۔ بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد و کسب سلوک کرد و بہ اجازت و خلافت مشرف شدہ بہ وطن خود مراجعت کرد۔

۲- مولانا محنت اسمقندی از حضرت ایشان بیعت شدند و استعداد خوب حاصل کردند و خلافت یافتہ رخصت شدند۔

۳- شیخ محمد حسن جوان صاحب استعداد بود۔ بیعت شد و سلوک مجددیہ طے کرد و بہ اجازت و خلافت مشرف گشت۔

۴- قاری عبدالغنی انطاکی شامی از ملک خود بہ اشارہ غیبی بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد۔ و مدت چہار سال در دہلی و کوئٹہ بہ استفادہ مصروف ماند حضرت ایشان را براحوال نظر التفات بود و ایشان ہم در کار خود کوشان بودند در نماز چوں اقتدا بہ حضرت ایشان می کردند از خود بے خبر می شدند و از چہمان ایشان اشک روان می بود۔ قاری نیاز احمد و حضرت برادر کلان را حضرت ایشان بہ قاری صاحب سپرد کردند۔ و بہ مساعی ایشان در صحت ادا و مخارج حروف ہر یک از ایشان بہ ذرورہ کمال فائز شد۔ سلیمان فرزند عبدالرحمن مین والادران ایام رفیق حضرت برادر کلان بود، و از قاری صاحب استفادہ کردہ است، چند سال پیشتر روزے آمدہ بود۔ اگرچہ وے بہ امور دنیویہ و کسب حلال مصروف است مع ذلک مخارج حروفش از بیشتر قرا بہ درجہا بہتر است۔ آن وقت عاجز را مقولہ مشہورہ: *التعلیم فی الصغر کالتنقیح فی النجیر* یاد آمد و بہ دل گفت اگر سلیمان بہ تدریس کلام پاک مصروف شدے، از قرا مشہورہ زمانہ بوے، قاری صاحب یک سال قبل از ولادت عاجز آمدہ بودند و مولوی سید عبدالجلیل بہ عاجز گفتند کہ در ۱۳۲۴ھ از کوئٹہ بلوچستان رخصت شدند۔ بہ وقت رخصت حضرت ایشان قاری صاحب را اجازت ارشاد دادند مخلصین افغانستان را با قاری صاحب محبت و ارتباط پیدا شدہ بود و ایشان قاری صاحب را با خود بہ قندھار بردند و تا آخر ایام قیام ایشان در قندھار بود۔ دو سال یا سہ سال بعد از ارتحال حضرت سیدی الوالد قدس سرہ قاری صاحب برائے حج برآمدند۔ چند روز بہ دہلی ہم قیام کردند۔ دوران ایام عاجز ایشان را زیارت کردہ۔ سبحان اللہ چہ پاکیزہ صورت و مبارک احوال بودند از حج فارغ شدہ بہ قندھار مراجعت کردند و بعد از چند سال حلت نمودند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۵- مولوی عبداللہ ولد مولوی عبدالحق علی زئی درانی از زمین داؤد و ساکن قندھار جوان ذی علم و صاحب استعداد بود۔ والدش خلیفہ ملا جان محمد ساکن میر بازار بود کہ از خلفائے حضرت شاہ غلام علی دہلوی بودہ قدس اللہ اسرار ہم۔ والد ایشان تالیفات قیمتیہ دارند۔ منہا نور الساری شرح صحیح بخاری و روح القرآن

تفسیر چہارہ پارہ کلام اللہ مبارک کہ بہ عربی است۔ مولوی عبداللہ بہ ۱۳۰۲ھ پایادہ برائے حج رفت و آنجا چون طلعتِ نورانی حضرت ایشان دید از جان فریفتہ شد و خود را در حلقہ ارادت منسلک کرد۔ استعداد درست داشت و مرشد ہم اکل دریافت لہذا کار سالہا بہ ماہ ہا و کار ماہ ہا بہ روز ہا انجام یافت۔ وہ بہ خلافت سرفراز گشت و بہ وطن خود مراجعت کرد۔ حضرت ایشان بہ عربی خلافت نامہ تحریر کردہ بہ ایشان دادہ اند و فیما بعد بہ فارسی دو مکاتیب نوشتہ اند۔ عاجز علم نہ دارو کہ حضرت ایشان بہ کسے خلافت نامہ نوشتہ دادہ باشند بہ جز مولوی عبداللہ۔ از تحریرات حضرت ایشان احوال استعداد مولوی عبداللہ ظاہر است۔ فرزند ایشان مولوی حافظ عبدالکریم حقانی بہ عاجز گفتہ اند کہ والد بزرگوارم کسے را بیعت نہ کردہ اند۔ اوقات شریفہ خود را بہ ذکر و فکر و بہ درس و تدریس صرف کردہ اند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۶۔ ملا حاجی نور احمد فرزند میر احمد قوم مہمند ساکن مقرر معروف بہ حاجی صاحب کلان، مرد مہتر و مبارک بودند۔ چہل و پنج بار حج کردہ بہ سن یک صد و پانزدہ سال رحلت کردند۔ صاحب ارشاد بودند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۷۔ ملا گل محمد ولد ملا مہر داد قوم ادنخیل، ساکن کٹواں، از مخلصین قدما و اصحاب نسبت بودند۔ از احوال مبارک ایشان حضرت ایشان بسیار خوش بودند۔ سلسلے برائے ایشان و برائے ملا حاجی گل لحاف پنبہ دار ساختند و این خدمت بہ منشی احمد حسین سپرد کردہ بودند۔ منشی احمد حسین لحاف تیار کردہ آوردند و بر فرش سنگی نہادند۔ حضرت ایشان فرمودند۔ احمد حسین ادب ملحوظ دارو، نہ می دانی کہ این لحاف برائے ملا گل ساخته ایم۔ این واقعہ را خود احمد حسین بہ عاجز بیان کرد۔ روزے ملا گل در صحن مسجد شریف مصرف ذکر بود۔ حضرت ایشان از حرم سرا برآمدند۔ چون نظر مبارک بر ملا گل افتاد۔ خوش شدہ فرمودند۔ ملا گل چہ حال داری۔ عرض کرد۔ چون بہ خانقاہ شریف می درآیم محو تجلیات شدہ از دنیا و ما فیہا بے خبر می شوم۔ فرمودند۔ اے عزیز۔ اگر این کیفیت در خانقاہ شریف روے می دہد۔ عجب نیست۔ البتہ اگر در بازار زنان فاحشہ باین کیفیت باشی محل استعجاب است۔ سبحان اللہ چہ کمال مرید و چہ اکل مرشد۔ قدس اللہ اسرارہما۔ در ۱۳۲۶ھ ہجرت بہ دہلی از خانہ برآمدند۔ چون بہ ڈیرہ اسماعیل خان رسیدند۔ بیمار شدہ رحلت کردند۔ دوران ایام قیام حضرت ایشان در سکھر بود۔ حضرت ایشان حاجی ملا احمد خان مٹاخیل را برائے خدمت خانقاہ شریف از سکھر فرستادہ بودند۔ بہ ایشان نوشتہ اند۔ از وفات ملا گل متا لم شدم، در مخلصین ما دیگر کسے چنین صاحب علم و عمل و ثابت قدم بہ نظر نہ می آید۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ و چون از سکھر بہ دہلی رسیدند، کسے بیان ملا گل کرد۔ فرمودند۔ ملا گل قطبِ افغانستان بود۔ و فرمودند۔ بد قسمتی اہل کابل بود کہ گل از میان ایشان رفت۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۸۔ ملا حاجی گل ولد ملا شیخ الدین قوم خدا داخیل ساکن وازخواہ از مخلص مخلصین و سرکردہ مریدین صاحب نسبت و ولایت بود۔ بہ دہلی رسید و بیمار شد و وفات یافت و در جوار حضرات محمد شین دہلویہ در قبرستان مہندیان بیارامید۔

۹۔ ملا جمعہ خان ولد ملا لمر آخوندزادہ قوم خدا داخیل ساکن وازخواہ صاحب علم و فضل و کمال و نسبت و ارشاد بودند۔ حالا فرزند ایشان ملا عبد القدوس جانشین ایشان است جَعَلَهُ اللهُ اَمَامًا لِلْمُتَّقِينَ وَرَحِمَ اللهُ وَالِدَهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۱۰۔ ملا عبد اللہ ولد ملا زردا قوم علی زری از مخلصین با اختصاص و صاحب نسبت معرفت بود۔ سالہا خدمت حضرت ایشان کرد۔ از نام و نمود و دور، مشغول بہ ذکر پاک پروردگار جل شانہ می بود۔ حَتَّى اَتَاهُ الْيَقِينُ۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۱۱۔ یار محمد ولد مرزا قوم خروئی از سرروزہ از متقدمین بود۔ پنج یا شش سال مسلسل خدمت کرد۔ بہ عاجز بیان کردہ کہ چند بار حضرت ایشان بہ من کتابے یا چیز دیگر برائے فروختن دادہ اند و من آن شے را فروختہ قیمتش را پیش کردہ ام۔ عجب خوش قسمت بود کہ در او خیر ایام دو سال باز بہ خدمت حضرت ایشان رسید و در تجہیز و تکفین و تدفین شریک بود۔ روزے نزد حضرت ایشان مکتوبے از کلکتہ آمد۔ فرسندہ نوشتہ بود۔ من از خلیفہ حضرت شما یار محمد خان افغانی بیعت شدہ ام فرمودند: یار محمد صاحب نسبت است۔ آن روز بہ عاجز معلوم شد کہ حضرت ایشان یار محمد را اجازت ارشاد دادہ اند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۱۲۔ غلام اکبر معروف بہ اکرو ولد محمد ایاز قوم اتخیل، ملیزی ساکن کٹوا از قدما مخلصین بود۔ برائے تجارت بہ ہندوستان می آمد۔ چون از حضرت ایشان بیعت شد، بروے سلطان ذکر غالب آمد۔ کار دنیا را گذاشت و کار عقبی را محکم گرفت۔ ذکر شریف چنان بروے استیلا یافت کہ کم کسے بہ این احوال سرفرازی شود و حضرت ایشان را نیز بر احوالش نظر لطف و عنایت بود۔ روزے بہ حلقہ مصروف بودند غلام اکبر دور نشستہ مصروف کار بود حضرت ایشان بہ آواز بلند نامش گرفتند۔ از فرط مسترت کیفیت جذب بروے طاری شد و اوقاتان و خیزان در حضوری رسید فرمودند۔ ببینید در این افراد غفلت طاری شدہ۔ شما متوجہ بہ احوال اینہا شدہ ازالہ غفلت کنید۔ غلام اکبر فوراً بہ تعمیل ارشاد مشغول گشت و مدتے نہ گزشت کہ در اہل حلقہ گرمی پیدا شد و ہر یک مصروف کار گشت۔ در کشف احوال ایشان را ملکہ تامہ بود۔ حضرت ایشان بہ مزارات اولیائے کرام می فرستادند و آن جا ہرچہ بر ایشان ظاہری شد آمدہ عرض می کردند۔ روزے از غلام اکبر استفسار فرمودند آیا کسے را بیعت کردہ ئی۔ عرض کرد۔ از تحمل و برداشت

بارِ خود حیرانم بارِ دیگران را چہ گو نہ برادرم فرمودند۔ پروردگار شمارا استعداد دادہ است لہذا تغافل نہ باید کرد۔ غلام اکبر بعد ازین ارشاد گرامی یکے را داخل سلسلہ کرد و آن را ہم بہ خدمت مبارکہ رسانید، حضرت ایشان بر فخرہ مبارکہ غلام اکبر از مدارج ایشان نوشتہ بودند کہ بہ کلام مدارج رسیدہ اند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۳۔ طلا و دلجان مغل قوم مشوڑی ساکن و از خواہ از مخلصین قدما و اصحاب جذب و نسبت بود، کسے بہ حضرت ایشان گفت کہ طلا بہ زنہائے نامحرم دست خود می رسانند چون طلا بہ خدمت اقدس رسید، حضرت ایشان نہ ہدیہ ویرا قبول کردند نہ شرف ملاقات بخشیدند۔ وے روئے خود را بہ سوئے خانہ حضرت ایشان کردہ نہ ذکر شریف مصروف می گشت و نعرہ اللہ عینا بعد صین می زد کہ کانت عادتہ چون از احوال وے و نیز از بیان بعض دیگر افراد حضرت ایشان را معلوم شد کہ الزام غلط است، طلا را خواستہ نواختند و ہدیہ ویرا قبول فرمودند۔ در علاقہ و از خواہ چاہ بسیار عمیق می باشد۔ روزے طلا نزد چاہے مصروف ذکر شریف بود، حالت جذب و وجد بروے طاری گشت و در چاہ افتاد چون ویرا از چاہ کشیدند ہیچ تکلیف بہ وے نہ رسیدہ بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۴۔ ملاذاکر ولد حسن خان قوم علی خیل ساکن گواشتہ صادق المحبتہ والاخلاص۔ صاحب ذکر و فکر و نسبت بود۔ لذت ذکر شریف را دریافتہ بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۵۔ حاجی عبدالحکیم ولد خدائے رحم قوم ذقانی ساکن شلگر۔ از اصحاب قدما بود بہ کسب حلال و ذکر ذوالجلال مصروف بود و بعد از ارتحال حضرت ایشان بالکلیہ مشغول بہ امور باقیہ شدند۔ بیشتر اوقات رسال حجۃ الاسلام امام غزالی را مطالعہ می کردند۔ وقتیکہ ولادت با سعادت حضرت برادر کلان شد۔ حاجی عبدالحکیم موجود بود۔ حضرت ایشان از حرم سرا برآمدند و حاجی عبدالحکیم را فرمودند کہ پروردگار ما را فرزند عنایت کردہ۔ او عرض کرد۔ عبد الرحمن مبارک نام است۔ فرمودند۔ ما نام حضرت بلال رضی اللہ عنہ را پسند کردہ ایم چہ این مبارک نام بر زبان مبارک آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسیار آمدہ۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۶۔ عبدالقادر ولد غلام رسول خان قوم احمدزی ساکن گردینر۔ از زمرہ رجال لا تہینہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ۔ بود۔ برائے تجارت ہر سال بہ بنگال می رفت۔ وہ وقت رفتن و آمدن بہ خدمت شریف چند روز می ماند۔ لباس خوب می پوشید و قلب خوب در سینہ داشت، از احوال جذب و واردات چشمان منمور غمازی می کردند۔ نوبتے در دہلی بہ وقت ذہاب الی الوطن این شعر شنید۔

در بہاران کے شود سر سبز سنگ خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

در این سال از مخلصین میرٹھ حافظ اشفاق الہی در فقلے ایشان عبدالقادر را برائے یک دو شب

دعوتِ میرٹھ دادہ بودند حافظ اشفاق الہی رحمہ اللہ بہ عاجزی گفتند۔ چون عبدالقادر بہ میرٹھ رسیدند در تمام  
مُریدانِ روحِ تازہ دید۔ ایشان این شعر خواندند و آہ سرد بر آوردند کہ تمام حاضرین متاثر شدند۔  
نازندانِ باغِ راخندانِ کند      صحبتِ نیکانت از نیکان کند  
رحمہ اللہ درضی عنہ۔

۱۷۔ حاجی مُلا احمد خان ولد عبدالکریم قومِ مٹانخیل ساکن کٹوازا از مخلصین صادقِ المجتہ و  
کامل الارادۃ بود۔ از روزے کہ بیعت شد تا روز وفاتِ حضرت پیر و مرشد برحق در ہر سال شش ماہ خدمت  
کرد۔ بست سال بہ کمال استقامت خدمتہا کرد۔ از دل و جان عاشق و مشید لائے پیر و مرشد خود بود۔ در اواخر  
۱۳۵۸ھ چون از وطن آمد۔ غالباً سہ ماہ قیام کرد۔ روزے بہ عاجزی گفت کہ امسال حاضرئ من بہ اشارۃ  
حضرت ایشان شدہ است۔ بہ من ارشاد کردند چہا برائے زیارتہم بہ دہلی نہ می آئی۔ بہ محضرِ استماعِ این ارشادِ  
مبارک قصد دہلی کردم۔ زادراہ پیشیم نہ بود۔ بعض سامان خود را فرو ختم و حاضر شدم۔ بہ دلم می آید کہ این آمد  
من آخرین آمد است و عمر من شاید بہ آخر رسیدہ است۔ آن چہ حاجی صاحب گفت درست بود۔ بہ روز  
چہار شنبہ دوازدهم محرم ۱۳۵۹ھ (۲۱ فروری ۱۹۴۷ء) از دہلی بہ وطن روان شد۔ چون بہ خانہ رسید۔ بیمار شد۔  
چند روز علیل ماندہ در اواسط صفر ۱۳۵۹ھ رحلت نمود۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۱۸۔ مُلا اسلم کبیر ولد مُلا میر عالم قوم اندری ساکن شلگر از اصحابِ علمِ کامل و صاحبِ نسبت و  
معرفت و عاشقِ پیر و مرشد خود بود۔ در بیانِ ترجمہ و نکاتِ کلامِ الہی بہ زبانِ افغانی بے مثل بود۔ در مسجدِ  
شریف درس می داد کہ خبر ارتحالِ پیر و مرشد بہ مسامعش رسید۔ کیفیتے برایشان طاری شد و چند ساعت بیخبر  
از ہمہ برجائے خود ساکت و داجم بماند۔ چوب اسطوانہ مسجدِ شریف پشت ایشان راز نمی کرد و ایشان را ہیچ  
خبر نہ بود۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۱۹۔ مُلا سید محمد سعید از اولانِ رباط، نہایت پاکِ دل و صاف منش و نیکِ خصلت و  
پاکیزہ مشرب بود۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۲۰۔ مُلا پیر احمد ولد مُلا جان محمد قومِ ترکی ساکن ناوہ از افرادِ خصوصی بود چون حضرت ایشان بہ  
موسم بہار بہ کوٹہ می رسیدند مُلا پیر احمد با جمعی از علماء و مخلصین بہ کوٹہ می آمدند۔ از آمدِ مُلا صاحب حضرت  
ایشان خوش می شدند۔ ہیبتِ حضرت ایشان بر مُلا صاحب بسیار غالب بود۔ اگر چیزے عرض می کردند بسیار  
بہ ادب و آوازِ پست می کردند۔ روزے حضرت ایشان مُلا صاحب را و دیگر علماء را کہ موجود بودند برائے  
تحقیق یک مسئلہ امر کردند و ایشان را نزد کتابہا نشانند۔ بہ اندازہ دہ نفر بہ صورتِ حلقہ مشغول کتبِ بینی

شدند چون وقتے گزشت حضرت ایشان تشریف آوردند و دریافت نمودند کہ چه یافتید و چه فهمیدید۔ ملا صاحب عرض کرد تا این زمان مابین در کتاب این مسئلہ نہ یافتہ ایم۔ حضرت ایشان نزد ملا صاحب بر اقدام نشستند و از دست ملا صاحب کتاب گرفتہ بسم اللہ خواندہ کتاب را کشادند۔ آن مسئلہ برہمان صفحہ موجود بود۔ و کتاب را بہ ملا صاحب دادہ تشریف بردند۔ تمام علماء متبحر مانند ملا صاحب بہ ایشان گفت این گونہ کرامت از حضرت ایشان بسیار بہ ظہور رسیدہ۔ و دل من می گوید کہ بہ امر پروردگار تلائیک معاونت حضرت ایشان می کنند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۱۔ ملا سید باز قوم نیازی ساکن ظلمت گردیز عاشق صادق و زنده دل و صاحب نسبت بودند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۲۔ ملا اعلیٰ محمد ولد ابراہیم خلیل قوم جانی خیل کٹواڑ۔ عجب مرد پاک روش و صاف منش بود۔ مدتے خدمت کرد و از گوہر مراد دامن خود را پر کرد۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۳۔ ملا سید رحمت ولد حضرت یوسف قوم نیازی ساکن گیلان مقرر مخلص پاک نہاد و صاحب نسبت و معرفت بود۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۴۔ ملا عبدالحق صاحبزادہ۔ ولد ملا محمد حسن جان قوم ابو بکر خیل ساکن گیلان مقرر از اصحاب خصوصی و صاحب نسبت و برکت بود بہ بستم جمادی الآخرہ ۱۳۵۰ ھ رحلت یافت۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۵۔ ملا احسان اللہ صاحبزادہ ولد ملا محمد صدیق قوم ابو بکر خیل ساکن گیلان مقرر صاف منش، پاک روش، صاحب علم و صاحب نسبت و صاحب ارشاد بود۔ بہ شنبہ ۱۳۵۲ ھ رحلت نمود۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۶۔ ملا غلام احرار صاحبزادہ ولد قلندر شاہ قوم اندری ساکن جامراد، صاحب علم و فہم و قلم و لسان و فضل و کمال بود۔ اولاً از پدر بزرگوار خود در سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ بتوریہ بیعت شدند و باز در سن ۱۳۲۰ ھ بہ خدمت خیر زمان بہ کونٹ رسیدہ فریفتہ جمال باکمال حضرت ایشان شدند۔ ایشان را تا ایفات قیمتہ اند۔ رفعتہ الفواشی شرح تہمتہ الحواشی ۱۔ حواشی بر خیالی ۲۔ حواشی بر بیضاوی ۳۔ ازالۃ الاوام ۴۔ شریعتہ الاظہر شرح فقہ اکبر ازین کتب قیمتہ یکے ہم بہ طبع نہ رسیدہ۔ فیض قلندری و الوار فتح محمدی بہ طبع رسیدہ۔ در شعر و سخن ذوق درست داشتند، بہ فارسی و بہ پشتو اشعار و دیوان دارند۔ در ۱۳۳۳ ھ ثنوی رنگین نوشتہ اند کہ در مطبع بلالی واقع ساڈھورا، پنجاب طبع شدہ۔ در این ثنوی گفتہ اند۔

قابلیے گربایدت در این زمان  
شہ ابوالخیر است فخر خواجگان

قطب عالم پاک دامن پاک باز  
 قاصدے گر این زمان خواہی ضرور  
 قد سقاہ اللہ من بحسب الکرم  
 اے زبا افتادہ دامانش بگیر  
 کشتے گر بایت بہر عبور  
 عروۃ الوثقی است یا جل المتین  
 نور خواہی نور رخشان می دہد  
 جان و دل گوید کہ جانان یاد کن  
 بر جمال شمع جان سوزان شوم  
 در نماز اندر نماز اندر نماز  
 در دل خواجہ ابوالخیر است نور  
 اذ عطاہ اللہ من نور الحرم  
 شہ ابوالخیر است پیر دستگیر  
 ز فہ پیش خواجہ با سور و سرور  
 این طریق پاک شیخ المسلمین  
 سور خواہی سور رحمان می دہد  
 ہمجو بلبس نالہ و نسر یاد کن  
 در ہوائے دلبران رقصان شوم

ثنوی رنگین را قبل از طباعت بہ دہلی آوردہ برائے ملاحظہ بہ خدمت حضرت ایشان پیش کردہ بود  
 و باز دیباچہ بہ عربی نوشتند۔ در دیباچہ می نویسند: "وقدم من نظر شیخ المسلمین مرشدی ومولائی حضرت خواجہ  
 عبداللہ ابی الخیر الفاروقی المجدوی الدہلوی فوجدت قبولا فصارت ذلک عند ارباب العلم والہدی احسن  
 مقیلا وعند اصحاب الحلم والتقی تسمى سلسبیل الخ۔ و در مقدمہ بیان ملاحظہ بسم اللہ و دلزداد  
 قوم اندر ساکن نسلگریہ این الفاظ کردہ اند: "قد کثرت فی زماننا المعترون الکاذبون المتعصبون للقرآن  
 ہم حاملون وممغناہ لا یعلمون مثلہم کمثل الحمار یحمل اسفارا کالحاجی الجاہل العقور المنبع للشرور  
 والمشمز ذیل الفسق والفجور المراد منہ الشیطان الشیطان الشیطان ابن التار داد الشکر الی اندر جزاہ  
 اللہ جزاء الکلاب العاویات فی الدنیا والمخشر واللہ مجزی الخیر والشران خیرا فحیر وان شراف الخ  
 غالباً فصل بہار از سال ہزار و صد و سی و ہفت بود کہ حضرت ایشان در کوٹہ بعد از نماز پیشین بیرون خانہ مصروف  
 حلقہ بودند جماعت کثیرہ از علمائے کرام حضرت ایشان را مثل ہالہ احاطہ کردہ بود۔ ماہر سہ برادر در باغیچہ کہ  
 متصل بہ آن جا بود با جماعتی از مخلصین مصروف کلام بودیم۔ درین اثنا ملا بسم اللہ و دلزداد قوم اندر  
 خلیفہ پیر سید حسن بغدادی حاضر شدہ عرض کرد کہ ملا غلام احرار صاحب جزاہ در دیباچہ ثنوی رنگین نوشتہ است  
 کہ این ثنوی را پیر و مرشد من ملاحظہ فرمودہ و پسند کردہ اند۔ و بہ نسبت من این عبارت نوشتاند۔ و آن  
 عبارت ہمان است کہ نقل شدہ حضرت ایشان فرمودند غلام احرار را بیارید۔ چنانچہ شخصے صاحب جزاہ را  
 بیاورد۔ عاجز نیز رفت تا احوال را ببیند۔ حضرت ایشان فرمودند۔ غلام احرار چہ واقعہ است ایشان گفتند۔  
 این شخص در پے قتل من است۔ در افغانستان کسے را وہابی گفتن مترادف قادیانی گفتن است این شخص

بہ حکومت عرضداشتے پیش کردہ است کہ غلام احرار وہابی است۔ من درو بیاجہ ثنوی زنگین نوشتہ ام کہ من در فقہ مقلد حضرت امام ابوحنیفہ ہستم و مسلک من مسلک اہل سنت و جماعت است و در سلسلہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ منظر یہ خیر یہ داخل ہستم، و باز از شتر جاسد پناہ جتہ ام و نسبت بہ مَلَّا بسم اللہ آن عبارت نوشتہ ام کہ وے نقل کردہ آورده است و نہ می تواند کہ بخواند و باز صاحبزادہ آن عربی عبارت را خواند و عرض کرد ای نجما جماعتے از علمائے نشتہ است۔ از ایشان حقیقت حال حضور اقدس دریافت فرمایند۔ چنانچہ حضرت ایشان از علمائے دریافت فرمودند و ایشان عرض کردند کہ مَلَّا بسم اللہ بہ حکومت مکتوبے نوشتہ بود و حکومت غلام احرار را طلب کردہ استفسار کردہ بود۔ و این ہم درست است کہ جزائے وہابی بسیار سخت است۔ حضرت ایشان بہ مَلَّا بسم اللہ فرمودند "شما غلام احرار را عناداً وہابی می گوئید و حکومت را می نویسد تا کہ حکومت ویرا قتل کند و وے شمار عقور و شمنزار و شنیور و شمخزنہ نویسید" مَلَّا بسم اللہ بعد از شنیدن این ارشاد گرامی برفت و بعد از آن روز صاحبزادہ غلام احرار از شتر وے محفوظ شدند۔ در افغانستان اشہار یافت کہ حضرت صاحب دہلوی مَلَّا بسم اللہ را بر خطا قرار دادہ اند۔ عاجزان روز جرات و زبان دانی صاحبزادہ را دید۔ بہ جرات و فصاحت تمام قضیہ را بیان کرد و در آخر عرض کرد حضور اقدس۔ گلوے من حاضر است اگر حرفے غلط گفتہ باشم جزائے من ذبح است "حق زبان صاحبزادہ را کشاد و بطلان زبان مَلَّا بسم اللہ را بستہ کرد۔ ایشان را در افغانستان و در پنجاب مخلصین بوند در ایام زمستان بہ لدھیانہ می آمدند و برائے چند روز بہ دہلی ہم می آمدند۔ نوبت آخر در ماہ محرم ۱۳۵۴م بہ دہلی رسیدند چون قصد مراجعت کردند بر فراز پرنوار پیر و مرشد خود حاضر شدند و بعد از عرض سلام و قرأت فاتحہ و دعائے اشک ریزان این شعر خواندند۔

جیف در چشم زدن صحبت یا را آخر شد  
روئے گل سیر نہ دیدیم و بہا را آخر شد

چون بہ وطن خود رسیدند بعد از چند روز در مرض وہابی مبتلا شدند و بہ شب چہار شنبہ نیم جمادی الآخرہ ۱۳۵۴م (۳۱ جولائی ۱۹۳۸ء) بہ عمر شصت و پنج سال رحلت کردند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ رَحِمَہُ اللّٰہُ دَرِّضِ عَنّہ۔ ایشان را دو فرزند اند۔ صاحبزادہ مَلَّا غلام احمد ولادت ایشان بہ ۱۳۲۲م بودہ کہ سال بیعت والد ایشان است، از حضرت ایشان غلام احمد نیز بیعت شدہ اند۔ اما کسب سلوک از والد بزرگوار خود کردہ اند، علم درست و فہم خوب دارند۔ خلیفہ والد بزرگوار خود اند۔ افسوس کہ از وجہ درو سہ روز کام و نزل اشتغال بہ کتب بسیار کم شدہ۔ در پنجاب مخلصین دارند۔ رَزَقَہُ اللّٰہُ الصَّحَّةَ وَوَقَّعَہُ لِمَرْضَاتِہِ۔ و فرزند دوم صاحبزادہ فدائے احمد است کہ در ۱۳۳۶م تولد شدہ از والد بزرگوار خود کسب سلوک کردہ و خلافت یافتہ و مشغول بہ کار است وَوَقَّعَہُ اللّٰہُ لِمَرْضَاتِہِ۔

۲۷۔ حسین اللہ صاحبزادہ برادر خورد غلام احرار صاحبزادہ۔ ایشان از برادر خود شانزہ سال خورد



بودند بہ اول ماہ محرم ۱۳۸۵ ولادت ایشان بودہ چوں جوان شدند از حضرت سیدی الوالد بیعت شدند کسب سلوک کردند و اجازت و خلافت یافتند۔ در جذب و شوق و نعرہ و آہ و بکا سرشار می بودند۔ اکثر اوقات اشعار برادر خود را کہ در فارسی و افغانی می بود بہ آواز بلندی خواندند و از ہر سونو نعر ہائے اللہ و ہائے ہو بہر می خاست۔ و در احوال جوش و مستی رو بہ سوتے قیام گاہ حضرت ایشان کردہ بہ صد سوز می خواندند۔

خواجہ نظام است و نظامی منم  
مفتخر از بس بہ غلامی منم

وفات ایشان بہ یازدہم ماہ ربیع الاول ۱۳۸۵ شدہ۔ یک سال یا دو سال قبل در لاہور با عاجز ملاقات کردند۔ گفتند در ایام جوانی بر فرش سنگی خانقاہ شریف در وجد می غلطیدم و ضربہا بہ پائے من می رسید من بے خبر می ماندم حالاکہ پیر شدم از دروآن ضربات راہ رفتن مشکل شدہ۔ عجب پاک دل و صادق الحجۃ و عاشق پیر و مرشد خود بود رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۸۔ خدائے مہر گل صاحبزادہ ولد باز محمد قوم کنڈی ساکن قرہ باغ عجب مرد پاک دل و صاف منش و نیک طینت بود۔ در سال ہزار و سہ صد و چہل نسخہ قلمی از مصحف شریف برائے حضرت ایشان بہ کوٹہ آوردند۔ حضرت ایشان بسیار خوش شدند۔ این ہدیہ مبارکہ را عاجز بہ خدمت حضرت ایشان رسانیدہ بود۔ چون از ملاحظہ فارغ شدند۔ آن نسخہ مبارکہ را بہ عاجز دادند و فرمودند۔ بسیار خوب مصحف مبارک است۔ این را تو بگیر۔ ایشان را سہ فرزند است۔ احمد حسن، عبدالرحمن، عبدالکریم۔ و لصلواتہم یدق علیہم، الولد ستر لایبہ۔ بی بی علیہ دختر احمد حسن صاحبزادہ را حضرت برادر کلان برائے فرزند اصغر خود عزیز گرامی عبد اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ گرفتہ اند۔ سَلَّمَ اللهُ الْاِخْوَةَ الثَّلَاثَةَ وَاَوْلَادَهُمْ وَرَحِمَ اللهُ اَبَاهُمْ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۹۔ ملا سید احمد جان ولد سید اختر ساکن خیر کوٹ۔ کٹواڑ۔ مرد پاک دل و صاف منش صاحب خشوع و خضوع بود۔ بہ عاجز گفت۔ من نوبت اول بہ حج رتعم و تمتع کردم و نوبت دوم قرآن و امسال قصد افرادارم۔ چنانچہ ایشان آن سال رفتند و افراد کردند۔ دوسہ سال ما برادران در تفریح گاہ پیش حضرت ایشان شعر بازی می کردیم۔ از جماعت مخلصین نیمے بہ یک جانب و نیمے بہ دیگر جانب می بود۔ رئیس یک حزب حضرت برادر کلان در رئیس دیگر حزب این عاجز می بود۔ حضرت ایشان اچاننا معاونت حزب کمزوری کردند۔ روزے یک حزب در شعر دال عاجز مانده بود۔ و سید احمد جان در ان حزب بود۔ حضرت ایشان این شعر گفتند۔

دال می خواہم را احمد جان من  
لیک باشد شعر چون در عندن

چون حضرت ایشان بہ احمد جان خطاب کردہ این شعر خواندند گویا کہ در احمد جان روح تازه دیدہ عجب کیفیتے بروے طاری گشت و تا زمانے آن اثر ظاہر و باہر ماند۔

لطیفہ۔ دران ایام از افغانستان قاضی آیاز بہ خدمت شریف آمدہ بود و او ہم در شعر بازی فریق  
یک فریق بود۔ اتفاقاً از حزب عاجز حسین طلب کردہ شد۔ عاجز این شعر "بوستان" خواند۔

سمند سخن تا بہ جائے براند کہ قاضی چو خرد در خلا بے بماند

حضرت ایشان قدس سرہ چون این شعر را شنیدند بہ انبساط تمام فرمودند۔ "اے آیاز بشنو، زید  
چہ می گوید" و باز تبسم شدند۔ حاجی ملا احمد خان نعرہ زود قاضی آیاز بہ وجد درآمد سبحان اللہ چہ کیفیات  
بودند و چہ احوال۔ اگر عاجز گوید "ہر زمان از غیب جانے دیگر است" را ظہور بود خلاف واقع نہ خواهد بود۔  
سید احمد جان در ۱۳۶ھ رحلت نمود۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۳۰۔ ملاخیر اللہ آخوندزادہ فرزند ملا عبداللہ قوم جلالزی اندر ساکن پاچگی از شلگر۔ اولاً از

نجم الدین آخوندزادہ بیعت بود۔ بعد از وصال ایشان بہ در اقدس خیر جہان رسید و فریفتہ جمالِ باکمال  
حضرت ایشان شد۔ ساہا در خدمتِ بابرکت ماند و صفائے وقت را دریافت۔ نوبتے حضرت ایشان  
چوں از دہلی بہ کوئٹہ رسیدند ملاخیر اللہ باجماعت کثیرہ از افغانستان آمدہ بود۔ عاجز دید کہ ملاخیر اللہ قصیدہ  
افغانی بہ ذوق و شوق می خواند کہ در مدح پیر و مرشد خود گفتہ بود۔ مفہوم یک شعر این بودہ۔ کہ اے مقتدائے  
انام خوش بیاید کہ کوہ کوزک از بہر سلامی استادہ است۔ و باز ملاخیر اللہ نعرہ اللہ زد و اشک ریخت۔ بہ  
مستمعین گفت "سوگند بہ خدا، اگر حضرت ایشان در یک ازار و پیرہن خورد و عرق چین تنہا بہ صحرا بر آیند  
ہر کہ ایشان را ببند فریفتہ ایشان شود" بہ خیالِ عاجز ملاخیر اللہ صواب گفتہ۔ بہ روز شنبہ نجم ربیع الآخر  
۱۳۵۹ھ وفات یافت۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔ پسرش ملا احمد اللہ است۔ وَفَقِنِي اللهُ وَايَاہُ مَا يُجِبُّ وَيَرْضَاہُ۔

۳۱۔ شرف الدین ولد ملا خدا داد قوم مہمند ساکن کٹواڑ۔ از مخلصین قدا و عشاقِ حضرت ایشان

بود۔ ہر سال برائے کسب حلال بہ بنگال می رفت۔ عند المراجعہ چند وقت خدمت می کرد۔ نوبتے از بنگال  
بارفقائے خود بازگشت۔ حاجی ملا احمد شاخیل ناہائے واردین و ہدیہ ایشان را بر کاغذے نوشت و عاجز  
را داد تا بہ خدمتِ اقدس برساند حضرت ایشان چون تحریر را ملاحظہ کردند فرمودند زید برو بہ شرف الدین  
بگو کہ در ہدیہ چہ ناقص کردہ۔ عاجز بہ شرف الدین گفت۔ وے تبسم کرد و از کیس خود دو یاسہ روپیہ کشید  
و بہ عاجز داد۔ عاجز آن روپیہ بہ خدمت مبارک رسانید حضرت ایشان آن وقت بہ عاجز فرمودند۔ زید  
بہین۔ حالاً درست آمد چون عاجز برآمد۔ دید کہ حاجی ملا احمد از شرف الدین حقیقت حال دریافت می کرد۔  
شرف الدین گفت۔ وقتے کہ من برائے تجارت بہ بنگال می رفتم در دل خود نذر گرفتہ کہ ہر قدر فائدہ شود،  
یک روپیہ فی صد روپیہ بہ حضرت ایشان دہم۔ و این وقت در بے خیالی دو یاسہ روپیہ کم پیش کردم۔

چون حضرت ایشان استفسار کردند۔ آن نذر بہ یادم آمد وما بقی را از دراہم دادم۔ و این ہم گفت۔ کہ غیر از خدا کے را علم نذر کروں من نہ بود۔ چون عاجز کلام شرف الدین شنید بہ او کلام حضرت ایشان نقل کرد کہ فرمودند۔ زید بین حال اور دست آمد۔ در سال ۱۳۳۶ھ بہ رفاقت حضرت برادر کلان بہ حج رفت و چند سال بعد از دنیا کوچ کرو۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۳۲۔ حاجی کلاخان ولد محمد امین قوم خروٹی، کوچی دنیا بعد در شاہ جوے آباد شد، از مخلصین پاک طینت بود۔ در ۱۳۳۶ھ بہ رفاقت حضرت برادر کلان حج کرد و بعد از چند سال رحلت نمود۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۳۳۔ ملا امیر ولد حاجی بازک قوم میچن خیل، ساکن جامراد عجب مرد پاک دل و شیدائے پیر و مرشد خود بود۔ اگر گفتہ شود کہ او از دل و جان فدائے حضرت ایشان بود صحیح باشد۔ اکثر اوقات بہ مطالعہ ثنوی معنوی مشغول می بود۔ ایشان را دو زوجہ بود۔ زوجہ اولیٰ بی بی لال نام داشت، سی و پنج سال گزشتہ بود و اولاد نہ شدہ بود و زوجہ آخری بو بوجان نام داشت و شانزده سال گزشتہ بود ازوے ہم اولاد نہ شدہ بود۔ در سال ہزار و سہ صد و سی و چہار بہ زمانہ قیام حضرت ایشان در ریاست رامپور۔ ہر دو زوجات خود را ہمراہ خود بہ رامپور آورد و بہ وقت روانہ شدن از خانہ بہ بارگاہ کبریٰ عرض کرد، الہی و مولائی از برکت پیر و مرشدم مرا اولاد عطا کن در رامپور چند ماہ خدمت کرد و باز ہمراہ حضرت ایشان بہ کوٹہ رفت۔ در کوٹہ بعد از چند ماہ بی بی لال را پروردگار دختر عنایت کرد۔ حضرت والدہ ماجدہ آن دختر را جامہا پوشانیدند و نامش صفیہ نہادند۔ چون ملا امیر بہ افغانستان رسیدند بعد از چند ماہ بو بوجان را پروردگار پسر عنایت کرد و نامش طاہر بود ملا امیر سادہ دل و سادہ طبیعت بود۔ در صحبتش اثر سوز و محبت غالب بود بسیار افراد از ایشان استفادہ کردند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۳۴۔ ملا حسن قوم بابی از قندھار بود۔ وہ بہ کوٹہ آمد و بیعت شد۔ عجب مرد مبارک بود۔ حاجی اسلم نورزی دوکاندار ایشان را در خانہ خود جاے داد۔ ہفت یا ہشت سال ملا حسن در جاے ایشان قیام کرو۔ دو راتامے کہ قیام حضرت ایشان در کوٹہ می بود، ہر شب بہ حلقہ مبارکہ می آمد حضرت ایشان ملا صاحب را در والان بہ قرب خود جاے می دادند بعض اوقات صرف ملا صاحب بہ حضور حضرت ایشان می بود۔ از آمد ملا صاحب حضرت ایشان خوش می شدند۔ در سال ہزار و سہ صد و سی و ہشت حسب معمول حضرت ایشان از کوٹہ بہ دہلی تشریف آوردند ملا صاحب بہ قندھار رفت۔ چون حضرت ایشان بہ سال سی و نہ بہ کوٹہ رسیدند ملا صاحب را نہ یافتند بہ حاجی اسلم چند بار فرمودند ملا حسن را بخواہ۔ اگر در خانہ شما ایشان را راحت نیست ما ایشان را حجرہ خوب می دہیم۔ و در سال چہلم کہ سال آخر حضرت ایشان در

کوٹہ بود نیز چند بار این سخن فرمودند۔ برائے ادراکِ جلالتِ قدرِ ملا صاحب برتر ازین چه دلیل خواهد بود۔ ملا قاسم ہزارہ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ بہ عاجز بیان کرد کہ در قندھار یک روز من و ملا باز محمد قندھاری و ملا جلال الدین ہمراہ ملا صاحب بیرونِ شہر برآمدیم۔ در روست ملا صاحب تسبیح بود و بہ ذکر شریف مشغول بودند۔ ما ہر سہ با ہم کلام می کردیم۔ بعد از ساعتی ملا صاحب بہ ما بیان گفتند افسوس صد افسوس، مثل اشتر بے مہار شمایان روان ہستید۔ بہ این جبلِ شامخ کہ پیش روے شمایان است و بہ این قبۃ خضر کہ بر سر شمایان است نظر نہ می کنید کہ بہ چه طور اظہارِ عظمت و کبریائی پروردگاری کند و ببینید کہ ہر ذرۃ خاک بہ ذکر پاک پروردگار گویا است۔ ولے بر شمایان کہ اوقاتِ عزیز خود را بہ غفلت می گزرانید۔ این گفتند و زار و قطار بگریستند۔ عاجز گوید ملا صاحب دائمًا از کلام لغو و لایعنی احترازی می کردند۔ در کتب قبلہ نوشتہ بہ ذکر پاک مولیٰ جل شانہ مشغول می شدند اگر تکلم می کردند بہ آواز پست و نرم می کردند۔ خندہ ایشان بیش از بستم نہ می بود و در اوصافِ حسنہ فرد بودند، رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۳۵۔ ملا محمد آفاق قوم مروت از جہات سرحد بہ خدمت خیر جہان رسید و ہر چہ کہ بہ قسمتش بود حاصل کردہ بہ وطن مراجعت کرد۔ اگر مریدانش در اواخر سال بہا بہ خدمت حضرت ایشان نہ رسیدے، عاجز را از ایشان علم نہ بودے۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

ازین سی و پنج نفر کہ بیان ایشان گزشت، سی و یک نفر از افغانستان بودند۔ حالًا عاجز بیان اصحابِ اجازت بلوچستان می کند۔

۳۶۔ قاضی لعل محمد نورزی از قلات نصیر بہ کوٹہ آمد و از حضرت ایشان بیعت شد و در قریہ خلیل کہ بہ فاصلہ سہ میل از شہر است آباد شد۔ عجب مرد مبارک و صاحب استعداد بود۔ از بلوچان و براہویان اگر کسی برائے بیعت می آمد۔ ویرا حضرت ایشان نزد قاضی لعل محمدی فرستادند کہ بیعت کنند و چند روز نزد خود ویرا مشغول بہ ذکر دارند۔ قاضی صاحب بسیار ضعیف و سن رسیدہ بودند چند سال بعد وفات یافتند۔ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۳۷۔ ملا عبدالحلیم آخوندزادہ فرزند ملا عبداللہ قوم کاکرد ساکن قریہ چوہی کہ از شہر کوٹہ بہ فاصلہ پنج میل بہ جہت غرب واقع است۔ چند ماہ قبل از ولادت حضرت برادر کلان چون نوبت اول حضرت ایشان بہ کوٹہ رسیدند، سی نفر داخل سلسلہ عالیہ شدند (لما کتبہ سیدی الوالدالی عبداللہ عمر مبین) سرگردہ آنها ملا صاحب بودند۔ اگر ملا صاحب عاشق و شیدائے حضرت ایشان بود حضرت ایشان نیز قدر دان ملا صاحب بودند۔ چون بہ سال بستم از قرن چہار و ہم ملا صاحب حج کردہ بہ کوٹہ رسیدند، حضرت ایشان بہ عبداللہ عمر نوشتند

مولوی عبدالحلیم حج کردہ ازراہِ کراچی مع الراحة والنخیر بہ کوئٹہ رسیدند۔ ملا صاحب بیان می کردند، چون بہ مدینہ منورہ رسیدم و برائے عرضِ صلاۃ و سلام حاضر شدم۔ عرض کروم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غلام عاشق و شیدائے شما ابوالنجیم۔ چون این عرض کروم حضرت رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم چنان عنایات و مہربانیاں فرمودند کہ از بیانِ آن زبانم قاصر است۔ در سال سی و پنج چون حضرت ایشان، حضرت برادرِ کلان را بہ وقتِ رفتن ایشان بہ کوئٹہ خلافتِ عنایت کردند و ایشان بہ کوئٹہ رسیدند و ملا عبدالحلیم را علم واقع شد فوراً نزد برادرِ کلان آمدند۔ از فرطِ مسرت اشکهای ریختند و تبرکاً بر دستِ ایشان ہم بیعت شدند۔ و از این واقعہ یک سال بعد در ماہ شعبان ۱۳۳۶ھ بر پشتِ ملا صاحب غدوے ظاہر شد۔ و بہ سرعتِ زیادہ خطرناک گشت۔ چون ملا صاحب از حرکت معذور شدند متصل بہ دیوار مسجد تریف پیش روے دروازہ حرم سربالحاہی دراز شدند۔ نظر ایشان بہ سوئے دروازہ می بود۔ اوائل ماہ مبارک رمضان بود کہ حضرت ایشان وقتِ ضحیٰ بہ عاجز فرمودند۔ ”برو و سلام ماہ ملا عبدالحلیم برسان و از جانب ما بلکہ کہ اینجا شما نا آرام ہستید لہذا شما بہ خانہ خود بروید“ عاجز امثال امر کرد، بر ملا صاحب رقت طاری گشت۔ سیل اشک از چشمان روان شد۔ دستِ عاجز اگر فتمہ بوسہ دادند بر چشمانِ خود نہادند و گفتند کہ بہ خدمتِ مبارک حضرت صاحب عرض کنید، کہ فتمہ آختر شدہ و تمنائے من است کہ پیش دروازہ حضرت شما جان خود بہ جان آفرین سپارم، عاجز بیان ملا صاحب عرض کرد۔ حضرت ایشان چند دقیقہ توقف کردند و بازار شاد کردند۔ بہ ایشان بگو کہ رضائے من در رفتن شما است۔ چون عاجز بہ ایشان این پیام رسانید زار و قطار بگریستند و گفتند۔ رضائے حضرت ایشان رضائے من است، من خلافِ حضرت ایشان کہ می توانم کرد۔ و باز پس خود عبدالحلیم را گفتند۔ بہ جامع مسجد برو و بہ عم خود بگو کہ عربہ بیارند تا بہ خانہ بروم۔ و بہ خانہ رفتند چند روز بہ حیات ماندہ بہ روزِ پنجشنبہ ہفتم رمضان مبارک ۱۳۳۶ھ (۲۴ جون ۱۹۱۵ء) کہ ششم سلطان بود، رحلت نمودند و در حظیرہ عثمانی و حیدری متصل بہ دیوار شرقی مدفون شدند۔ خدا رحمت کند این عاشقانِ پاک طینت را۔ حضرت ایشان بہ جمعہ نہم شوال از ان سال بہ اسنادی مولانا محمد عمر نوشتہ اند۔ ”دوستِ ما و مزاجِ دانِ ما و خیر خواہِ ما مولوی عبدالحلیم صاحب بہ ہفتم رمضان را ہی ملک بقا شدند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ، ما را این گونہ رفیقِ صالح و داناتا امروز کسے دیگر پیدا نہ شدہ۔ جزاہ اللہ خیرا۔ روز فرمودند۔ عبدالحلیم قطب کوئٹہ بودند۔ یک بار ارشاد کردند۔ عبدالحلیم قوتِ بازوے من بود۔ عاجز و نظم ”نغمہ ہجران“ اشارہ بہ این معنی کردہ می گوید۔

آن زچہی دو برادر با کمال  
مخلصانِ با وفا ہر یک سعید  
در ولار و در محبت بے مثال  
پاک دل عبدالحلیم و آن رشید

کا کڑان را مثل تاج و سر بُند بہر مرشد مثل بال و پر بُند

ملا صاحب در محفل عقد کاج ہمیشہ کلان بہ دہلی آمدند حضرت ایشان ملا صاحب را بر مزارات حضرات اولیائے کرام فرستادند چون باز گشتند گفتند کہ ما بہ غفلت بودیم و از مرتبہ و مقام حضرت صاحب بے خبر بودیم۔ امروز کیفیت بر من واضح شد بر ہر مزارے کہ رفتیم۔ صاحب مزار بہ من گفت تو مریدِ ابوالخیر من ہستی لہذا تو از من ہستی۔ ملا صاحب این بیان پیش حضرت ایشان کردند و باز بہ وجد درآمدند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ  
حریفان با دہا خوردند و رفتند تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

۳۸۔ ملا عبدالرشید آخوندزادہ۔ برادرِ کلانِ ملا عبدالحکیم آخوندزادہ از برادرِ خود بست سال کلان بودند مثل مشہور است۔ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔ در کارخانہ باطن پایہ ملا عبدالحکیم ارفع و اعلیٰ بود و در علم ظاہر نیز مقام بلند داشتند و در خطاطی بسیار خوب بودند و ملا عبدالرشید با کمالِ باطن عامل یک تعویذ بودند۔ چون از حضرت ایشان بیعت شدند عرض کردند۔ من این تعویذ بہ خلق خدای دہم و ایشان را فائدہ می شود اگر حضورِ انور اجازت عنایت کنند۔ عمل تعویذ جاری دارم و آلا لا حضرت ایشان اجازت عنایت کردند و ملا صاحب تا آخر وقت تعویذ می دادند۔ تقریباً ہر روز از چوبی بہ کوسٹ می آمدند و آن وقت نزد ایشان از در ہم ہیچ نہ می بود۔ حتی کہ ایجا رہ بہ ہم نہ می بود۔ چون بہ شہر می رسیدند خلق بر ایشان ہجوم می آورد۔ ایشان ہدیہ تعویذ مقرر نہ کردہ بودند۔ ہر چہ کہے پیش می کردی گرفتند۔ در آن ایام ہر روز کتر از بست روپیہ بہ دست ایشان نہ می رسید۔ با وجود این قدر یافت و انما مقروض می بودند۔ در داد و دہش و مہمان نوازی مشہور بودند۔ اگر مہمان بہ خانہ ایشان می رسید۔ یک گوسفند بالضرورت بخ می کردند و قاعدہ ایشان بود چون خدمت حضرت ایشان می رسیدند لا محالہ دست بوسی می کردند و بعد از دستبوسی دو روپیہ ہدیہ پیش می کردند۔ اجیاناً چنین ہم شدہ کہ در یک روز دو بار سعادت دستبوسی بہ ایشان نصیب شدہ و ایشان دو بار ہدیہ پیش کردہ اند۔ نوبتے حضرت ایشان چون از نماز جمعہ فارغ شدند و در جامع نشستند۔ ملا عبدالرشید استادہ شد کہ بیرون رود۔ حضرت ایشان فرمودند۔ عبدالرشید کجا میروی۔ عرض کرد۔ جیب من تہی دست۔ بعد از نصف ساعت مسرور و شادان آمد و دستبوس شد و دو روپیہ ہدیہ پیش کرد و باز دستبوسی ماہر بہ برادر کرد و ہر یک را یک روپیہ ہدیہ داد۔ مردم بلوچستان می گفت کہ تعویذ ملا عبدالرشید بہ حدے اثر دارد کہ ایشان تعویذ می نویسند و اثر بر مریض ہمان دم می شود و خواہ آن مریض بہ مراحل دور باشد۔ چند سال بعد از پیرو مرشد خود بہ عمر ہشتاد و پنج یا قدرے زائد رحلت کردند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۳۹۔ سید عبدالحق از ساداتِ کرام صحیح النسبِ پشین و از خالص یاران حضرت ایشان بودند

درجیات مبارکہ پیر و مرشد خود رحلت کردند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۴۰۔ خدائے رحم کا کڑا ازپشین عجب مرد پاک دل صادق المحبہ بود حضرت ایشان او را رحمت اللہ می گفتند۔ اجازت نامہ آمد کو نطر ایشان بہ را سپور آوروہ بودند۔ از دل و جان فدائے پیر و مرشد بود۔ در خورد سالی خدمت حضرت برادر کلان کردہ بود۔ درجیات پیر و مرشد سفر آخرت اختیار کرد و دعائے حضرت ایشان برایش شمع راہ شدند۔ هَنِئِئَالَهُ ثُمَّ هَنِئِئَالَهُ۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۴۱۔ سید اکرم شاہ ازپشین۔ صاحب دُجدر و دروآہ و سوز و سیخوی و استغراق بود۔ چون نمازی استاد محو انوار و تجلیات شدہ از خود بے خبر می گشت بہ ہر دو دست خود سینہ و جسد خود را بہ شدت می زد و بعد از ختم نماز بہ ہوش آمدے و آثار ضعف و ماندگی بر نشترہ ایشان ظاہر شدے و چون باز بہ نماز تراویح مشغول شدے بہمان جوش و خروش سابق روے می داد۔

ہر چند پیر خستہ تن و ناتوان شدم ہر گز کہ یاد روے تو کردم جان شدم روزے حضرت ایشان بہ عاجز گفتند۔ سید اکرم شاہ صلاحیت دارد کہ در نماز بہ پہلوئے من استادہ شود۔ چون کہ در ایشان قوت برداشت نیست و بہ حرکت می آیند ازین جہت ایشان را متصل بہ خود استادہ نہ می کنیم۔ چند سال بعد از پیر و مرشد خود سفر آخرت اختیار کردند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

ابن شش نفر از بلوچستان بودند و از ایشان ملا عبد الحلیم آخوندزادہ سرکردہ مخلصین افغانستان و بلوچستان و ہندوستان بودند۔ حالا عاجز بیان اصحاب اجازت اہل ہندی کند۔

۴۲۔ مولوی محمد اصحاب الدین فرزند محمد زین العابدین صدق ساکن ٹیک ناف بازار شہر چانگان۔ بنگال۔ خلیفہ اول حضرت ایشان است علی الاطلاق کہ بعد از ارتحال حضرت جد بزرگوار شاہ محمد عمر قدس اللہ سرہ خلافت یافتہ۔ سہ مکاتیب محمد اصحاب الدین پیش نظر عاجزاندا، مکتوب اول از کلکتہ و مکتوب دوم از چانگان بہ بستم رمضان ۱۲۹۹ھ ارسال کردہ اند۔ و نوشتہ اند کہ بیشتر از بست و پنج نفر بیعت شدہ اند۔ دو افسراد احوال ارجمند دارند یکے سی و پنج ہزار بار ذکر اسم ذات و دو ہزار و یک صد بار نفی اثبات و یک ہزار و یک صد بار تہلیل لسانی می کند و دیگرے بست و نہ ہزار بار ذکر اسم ذات و یک ہزار و یک صد بار ذکر نفی اثبات و پنج صد بار تہلیل لسانی می کند۔ و احوال خود را از مراقبہ و ذکر و حلقہ و تدریس بہ تفصیل نوشتہ اند در ان ایام ایشان در مراقبہ حقیقت کعبہ ربانی مصروف بودند و مکتوب سوم در جمادی الاولیٰ ۱۳۰۲ھ نوشتہ اند و از عبد اللہ ارکانی و دیوان علی ارکانی و عبد الحمید سندلیفی تسلیمات نوشتہ اند و حوالہ مکتوب حضرت ایشان ہم تحریر است۔ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۴۳۔ حاجی فیض اللہ ٹھیکہ دار "ازمیرہ" صاحب نسبت و احوال ارجمند بودہ۔ از مخلصین اقدیمین بودہ۔ چون حضرت ایشان از دہلی بہ کوئٹہ و از کوئٹہ بہ دہلی می آمدند ایشان با جمعی از رفقا بر محطہ "بھٹنڈہ" با چائے و شیر و بسکٹ حاضر بودے و صدایے بسم اللہ الرحمن الرحیم از حاضرین ایشان آگاہ می کرد۔ چون آواز حضرت ایشان می شنید و تلاش جان نومی میداد تعمیرات خانقاہ شریف۔ چہ از مسجد شریف و چہ از محجر مبارک و چہ از تسبیح خانہ و چہ از منزل خیر نگرانی کار بہ ایشان مفوض بود و منشی حسین علی معادن و مددگار ایشان عجب مبارک مرد بود۔ رَحِمَةُ اللّٰهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۴۴۔ مولوی برکت اللہ ممتاز ساکن ہانسی ضلع حصار از مخلصین قدما و از اصحابِ احوال مبارک بودند با عاجز ارتباط و محبت زیاد داشتند۔ در آیامِ آخر تمام آن مکاتیب مبارکہ کہ حضرت ایشان قَتَا قَتَا بہ ایشان نوشته بودند بہ عاجز دادند۔ عاجز ترتیب دار از آن مکاتیب بیشتر رانقل کرده است تا ناظرین ملاحظہ کنند کہ حضرت ایشان بہ چہ طور تربیت مریدان می فرمودند۔

سالہا باید کہ تا یک کود کے از فضلِ ب عالمے و اناشود یا شاعرے شیرین سخن

پروردگار بر مولوی برکت اللہ کرہا کردہ بود صدہا افراد از ایشان فیضیاب شدند۔ نوبتِ آخر چون بہ خانقاہ شریف آمدند تا دیر بر مزار شریف مراقب شدند۔ و با عاجز بہ محبت زیاد ملاقات کردند و رَحِمَةُ اللّٰهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۴۵۔ مولوی سید عبد الجلیل فرزند سید ہدایت علی۔ اولاد و واسنہ نزد غازی آباد قیام داشتند و باز بہ جُرُول ضلع بہرائچ مقیم شدند۔ بعد از بیعت چند وقت حاضر خدمت بودند چون حضرت ایشان بہ کوئٹہ رفتند ایشان در صحبتِ صوفی نا تمام نشستند۔ بیان این واقعہ در فصل دوم تحت عنوان اجتناب از صحبتِ صوفی نا تمام "بر صفحہ ۲۵۳ گزشتہ۔ چہار سال بہ خدمت حضرت ایشان مسلسل ماندند۔ حضرت برادر کلان را درس می دادند و مکاتیب حضرت ایشان می نوشتند اگر کہ از عمر ایشان استفساری کردم گفتند ما حاصلِ زندگانی آن چہار سال بود کہ در خدمت حضرت ایشان گزارشتہ ام و بازی گریستند۔ بہ شبِ جمعہ چہار دہم محرم الحرام ۱۲۹۱ھ (۱۱ مارچ ۱۹۱۱ء) بعد مغرب رحلت نمودند و بہ روز جمعہ متصل بہ قیام گاہ ایشان جسد ایشان را سپرد خاک کردند یک سال قبل از وفات ایشان با عاجز در جائے مولانا محمد عمر شد۔ سبحان اللہ چہ مبارک اجتماع بود۔ عمر ایشان یک صد و پنج سال بود۔ رَحِمَةُ اللّٰهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۴۶۔ میر واحد۔ نزد خانقاہ شریف دہلی قیام داشت۔ جوانِ صالح و صاحبِ استعداد بود و افسوس

کہ در عنفوانِ شباب رحلت کرد۔ رَحِمَةُ اللّٰهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔



۲۷۷۔ حضرت استاد مولانا مولوی حافظ محمد عمر فرزند حافظ محمد ایوب ساکن محلہ مداپور گھوسی ضلع اعظم گڑھ بمقدّم جمعہ یکم رمضان ۱۳۱۴ھ (۱۶ نومبر ۱۸۹۳ء) ولادت ایشان شد۔ در خورد سالی قرآن مجید حفظ کردند و از اجلہ علماء ہند علم منقول و معقول خواندند۔ در فہم و حافظہ از اذکیاے روزگار بودند۔ ہنور بہ طلب علم مشغول بودند کہ داعیہ خدا طلبی پیدا شد و در ۱۳۲۲ھ بہ آستانہ خیر جہاں رسیدند و داخل سلسلہ عالیہ شدند حضرت ایشان ہدایت فرمودند کہ علم ظاہر را بہ کمال رسانند چنانچہ ایشان بہ وجہ تمام علوم مروجہ را حاصل کردند، نامہائے چندا سائزہ ایشان بہ عاجز معلوم است می نویسند۔ مولانا فاروق چڑیا کوٹی ۲۔ مولانا ظہور الحسن جونپوری شہ رامپوری ۳۔ مولانا سید ہادی حسن جونپوری ۴۔ مولانا ماجد علی مانک پوری ۵۔ مولانا عبداللطیف بجنوری شہ علی گڑھی۔ وفن تجوید از قاری عبدالرحمن درال آباد خواندند۔ در ۱۳۳۵ھ برائے تعلیم ماہر سہ برادر مقرر شدند و برائے ایشان مواقع فراہم آمدند کہ از حضرت ایشان ظاہر و باطن استفادہ کنند چنانچہ در ماہ رمضان مبارک باقاری نیاز احمد در درس شاطبیہ شریک شدند و نسبت تلمذ ظاہر نیز از حضرت ایشان پیدا کردند در ۱۳۳۶ھ حضرت برادر کلان ایشان را با خود برائے حج بردند۔ در ان مبارک سفر رفاقت ایشان از بس نیک بود جناب ایشان از آن افراد تحصیل علم کردہ بودند کہ بہ حزبے معین تعلق نہ داشتند۔ مثلاً دیوبندیّت و بریلویت وغیرہ۔ لہذا مسلک ایشان مسلک علماء راسخین و جمہور اہمت بود۔ کلام درست از ہر کہ می شنیدند خوش می شدند۔ و کلام نادرست از ہر کہ می شنیدند بہ خوف و استغفار رجوع می کردند۔ عاجز بہ بستم محرم ۱۳۹۰ھ برائے ہشت روز نزد ایشان رفت۔ ایشان مولانا سید عبدالجلیل را از جہرول طلب کردند عجب مبارک اجتماع بود۔ جناب ایشان در محلہ خود در خیرہ فیض عام تاسیس کردہ اند مبارک وجود ایشان در ان جہات مشعلے روشن بود۔ خلقے ازان مستفید شد۔ خلفائے ایشان سہ نفر اند۔ مولوی حافظ محمد منظور احمد فرزند ایشان۔ مولوی حافظ محمد اکرام الحق ابن العم ایشان۔ مولوی عبد الحمید عرف مولوی بکی بناری۔ حَفَظَهُمُ اللهُ وَدَفَعَهُمُ لِمَرْضَاتِهِ۔

۲۷۸۔ مولوی حافظ قاری ولی محمد فرزند شیخ نانو از موضع ابراہیم پور ماجرہ۔ علاقہ میرٹھ۔ ایشان بہ مکہ مکرمہ رفتند و از شیخ القار قاری عبداللہ شاطبیہ خواندند و در قرآت ائمہ سبعہ مہارتے پیدا کردند و در میرٹھ مشغول تدریس شدند۔ قرارت قاری صاحب را حضرت ایشان بسیار خوش داشتند چون بہ محفل میلاد شریف از میرٹھ می آمدند و قرأت تلاوت قرآن مجید می کردند حضرت ایشان می فرمودند۔ قاری ما کجا ہستند۔ روزے حضرت ایشان فرمودند کہ قاری عبداللہ شاگرد ما ہست۔ از ما سبق خواندہ۔ وفات قاری صاحب بہ شب جمعہ شانزدہ صفر ۱۳۵۲ھ شدہ۔ در ان ایام عاجز بہ مصر رفتہ بود۔ چون خبر وفات ایشان رسید۔ بہ زبان اردو قطعہ نظم کردہ و سال وفات از۔ حافظ قاری ولی۔ دریافتہ و بہ عربی نیز قطعہ گفتہ شعر آخرش درج ذیل است۔

قَالَتِ الْأُمُّ وَاحٍ لَمَّا قَابَلْتَهُ  
أَدْخَلُوا جَنَّاتٍ عَدْنٍ بِسَلَامٍ

از شرطِ آخر سال وفات ظاہر است۔ ایشان را بصارت چشم سر نہ ہوئے، حق تعالی بصیرت ایشان را روشن تر کرده بود۔ رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۴۹۔ فتح محمد از اولادِ قاضی محمود شاہ دُرَبانی۔ ساکن موضع دیر پور۔ علاقہ کھنڈ۔ گجرات۔ از حضرت

ایشان بیعت شدند و حسب استعداد خود فوائد برداشتہ بہ وطن خود مراجعت نمودند۔ سہ سال می شود کہ از علاقہ ایشان چند نفر آمدہ بودند و از احوال طیبہ ایشان بیان کردند و گفتند ضعیف شدہ اند۔ بیشتر در خانہ خود می باشند۔ الْحَقُّ اللَّهُ بِعِبَادِهِ الصَّالِحِينَ۔

۵۰۔ حافظ سکندر ولد ناصر خان۔ اصلش از علاقہ سرحد بود اما نشوونما در پنجاب و دہلی یافتہ۔

در مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی درس قرآن مجید می دادند و عجب مرد پاک طینت و ولی صفت بودند۔ ہر وقت ہوش در دم و نظر بر قدم می بود از غفلت دور و بہ دولت حضور و آگاہی متصف بودند۔ چون ہندوستان منقسم شد و دہلی گہوارہ زد و خورد گشت ناچار مع اہل خانہ و ہر دو پسر بہ پنجاب رفتند و بعد از چار یا پنج سال یک مکتوب ارسال کردہ بودند و بعد از آن احوال ایشان معلوم نہ شد۔ رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۵۱۔ مولوی سعید احمد فرزند مولوی خلیل احمد فرزند مولوی سراج احمد ساکن سرانے ہلالی۔ سنبھل۔

بیعت شدند و آن چہ بہ نصیب ایشان بود یافتند و بہ خانہ رفتند و در مدرسہ سراج العلوم بہ خدمت دین مشغول شدند۔ فرزند پسر کلانش مولوی حافظ اسعد بن مولوی حبیب احمد و فرزند خورشید حافظ محمد شاہ چند ماہ قبل آمدہ بودند۔ می گفتند، مولوی سعید احمد در ۱۹۵۲ء رحلت کردہ اند۔ رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۵۲۔ سردار عدالت خان ولد شرف علی خان ساکن تھوآلا علاقہ جہلم پنجاب و ابستہ بوج انجلیزی

در دستہ اسپ سواران پنجابیان بود۔ بہ دہلی آمد و از حضرت ایشان بیعت شد۔ در ۱۳۲۹ھ قیام حضرت ایشان در میرٹھ شد۔ این دستہ اسپ سواران آنجا بود لہذا عدالت خان بیشتر اوقات در خدمت می رسید۔ در حرب عمومی اول انجلیزی ہا این دستہ را بہ فرانسه فرستاد، لمحاربتہ الألمان۔ چونکہ عدالت خان افسر آن دستہ بود، برائے ایشان انتظام مستقل خیمہ بود۔ عدالت خان بیان کردند، موسم خنک بود من برائے نماز عشاء در کنبے وضو می کردم۔ پائے چپ خود را خواستم کہ بشویم ناگاہ یک زن جوان پری پیکر با صد عشوہ و ناز بہ خیمہ درآمد و بہ سونے من دیدہ بتسم نمود۔ درین دوران من پائے خود را شستہ اتادم و تصور حضرت ایشان کردم بہ مجردے کہ صورت مبارکہ در خانہ دلم درآمد بر من کیفیتے طاری شد کہ مرا از خودم ربود۔ نہ می دانم کہ آن کیفیت چہ مدت گرفت۔ اما وقتے کہ بہ ہوش آمدم آن فتنہ بجوالہ از خیمہ رفتہ بود شکر پروردگار بجا آوردم و بہان دم

راہِ خیمہ را از درون بستم، عدالت خان چون از فرانسہ بازگشتند بہ دہلی آمدند و واقعہ بیان کردند حضرت ایشان بسیار خوش شدند و بہ عدالت خان دعا ہا دادند۔

عاجز گوید این ہمہ برکت تصور بود کہ آن را رابطہ گویند۔ بعض مدعیان علم از رابطہ نفرت می کنند۔ دوسہ ماہ می شود کہ یکے از علما رنج گفت کہ رابطہ حرام است در ان محفل غیر از قائل پنج شش دیگر علما ہم بودند۔ عاجز گفت۔ چہ جائے حرمت است۔ اثبات رابطہ از حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بہ طرق صحیحہ ثابت است۔ چندین حضرات از صحابہ چون مدیثے را روایت می کردند می گفتند۔ کَافِيَ أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ این دید ایشان، دید آن مبارک صورت بود کہ در سویدار قلب ایشان محفوظ بود۔ حضرات مشائخ ہمین را تصور و رابطہ می گویند۔ مولائے روم قدس اللہ سرہ در ادائل و فقر دوم چہ خوب فرمودہ۔

آئندہ دل چون شود صافی و پاک	نقشہا بینی برون از آب و خاک
ہم بینی نقش و ہم نقاش را	فرش دولت را و ہم فرآش را
چون خلیل آمد خیال یار من	صورتش بت، معنی او بت شکن
شکر یزدان را کہ چون اُد شد پدید	در خیالش جان خیال خود بدید
خاک در گاہت دلم را می فریفت	خاک بروے کوز خاکت می شکفت

بر عدالت خان پروردگار لطف ہا کردہ بود۔ بسیار غافلان در صحبتش بہ وادی حضور رسیدند۔ بہ روز جمعہ یازدہم رجب ۱۳۵۷ھ (۲۴ فروری ۱۹۵۶ء) رحلت نمودند۔ چند روز گزشتہ بود یک ہندو را دوپیرانش بہ خانقاہ شریف آوردند۔ خانہ این ہندو بہ قرب خانہ عدالت خان بود۔ چون ہندوستان تقسیم شد وے بہ دہلی آمد۔ وازدوسال بینائی چشم وے از وجہ نزول مار ضائع شدہ بود۔ این ہندو از جیب خود یک مکتوب بر آورد کہ در ان از وفات عدالت خان نوشتہ بود، این ہندو زار و قطاری گریست و می گفت این چنین مردی من گلہے نہ دیدہ ام چون کہ این جائے مرشد ایشان است ازین جہت اینجا آمدہ ام تا سکون قلب حاصل کنم فی الواقع عدالت خان یکے از اولیائے پروردگار بود۔ رَحِمَهُ اللَّهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۵۳۔ محمد ہاشم فرزند فضل الرحمن صدیقی باکن دو تانہ، نزد کوسی کلان علاقہ متھرا۔ جد کلانش در عہد مملکت خلجیان درین جا آباد شدہ بود۔ ولادت محمد ہاشم در ۱۳۲۰ھ۔ ۱۹۰۲ء۔ بودہ۔ در ۱۳۳۶ھ بیعت شد و بہ مداومت در حلقہ مبارکہ حاضر می شد، اجیاناً اشعار نعتیہ بہ سوز و درومی خواند و حضرت ایشان خوش می شدند و می فرمودند ہاشم مارا ببینید چہ گونه خوب می خواند، محمد ہاشم یک غزل از دورا بسیار بہ سوز می خواند۔ مطلع آن غزل این است۔

تڑپتا ہے دل جان کو بے کلی ہے یہ دولت تمہاری بہ دولت ملی ہے

یعنی دلم می تپد و جانم بے قرار است و این دولت در دو سوز از جنابِ شما بمن رسیدہ است چون کہ این شعر سب حال ادب و اثرے می داشت و از اصحابِ حلقہ نعرہ ہائے حا و صوبہ برمی خاست۔ نعمتِ آہ و سوز کہ از حضرت ایشان یافتہ بود تا آخر دم حفاظتِ نگاہ داشت وے کرد۔ از خانہ خود بہ دہلی در سال دو بار ضروری آمد، در محفل مبارک میلاد شریف و در حلقہ عرس مبارک، نوبتِ آخر بہ نسبت و، مشتم جمادی الآخرہ ۱۳۸۶ھ آمد و روز دوم مراجعت کرد و بہ یکشنبہ سیزدہم شعبان ۱۳۸۶ھ۔ ۲۷ نومبر ۱۹۶۶ء۔ از دنیا رخت سفر بست و در روز خود مدفون گشت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مخلصانش بفضل اللہ و کرمہ از نسبت مبارکہ عاقل نیند و محلی بہ آداب سلسلہ اند۔ وَفَقَّہُمُ اللّٰہُ لِمَرْضَاتِہِ وَرَحِمَ اللّٰہُ مُحَمَّدًا اٰہَا شَمًا وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۵۴۔ مولوی عبدالعزیز فرزند عبداللطیف، ساکن جوٹا کراچی۔ علاقہ کھلنا۔ بنگال۔ در مدرسہ عبدالرب دہلی، علم دین می خواندند۔ بہ روز جمعہ آنجا حضرت خیر جہان را دیدند۔ و دل خود باختند۔ و در سال ہزار و صد و بست و سبعیت شدند چون کہ با حضرت ایشان ارتباط تام داشتند بہ زودی پیش رفت کردند و بہ اجازت و خلافت مشرف شدند۔ معمول ایشان بود کہ ہر سال برائے چہل روز حاضر می شدند۔ بہ عاجزہ بیان کردند کہ در اوائل احوال یک سال بار دیگر حاضر شدم۔ حضرت ایشان مرا فرمودند مراعات قاعدہ کنید۔ بہتر اعمال آدوم اعمال است۔ بار دیگر چنین نہ کنید۔ چون بہ اجازت و خلافت مشرف شدند۔ ہمراہ خود از مخلصین جامعے رامی آوردند۔ و آنہا خدمت خانقاہ شریف می کردند۔ حضرت ایشان از احوال آنہا خوش می شدند۔ مولوی صاحب در احتفال میلاد شریف شریک می شدند و در آن مبارک محفل بر ایشان احوال طاری می شدند و ایشان مغلوب احوال شدہ آن را بیان می کردند۔ در آن وقت چشمان ایشان مخموری بود و قتی کہ ایشان احوال خود بیان می کردند حضرت ایشان خاموش می شدند۔ چون حضرت ایشان بہ مزار حضرت نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی قدس سرہ تشریف بردند۔ مولوی صاحب ہم در خدمت بودند۔ آنجا بر مولوی صاحب حالت طاری گشت و عنایات حضرت نصیر الدین را بر ملا بہ آواز بلند بیان کردند۔ حضرت ایشان بہ مخلصین فرمودند "ببینید مولوی عبدالعزیز ماچہ می گوید" آن وقت عاجز ملاحظہ کرد کہ حضرت ایشان کلام مولوی صاحب را بہ نیک و جہ استماع می فرمودند۔ روزے عاجز صباحاً بہ نواخت یادہ بہ خدمت حضرت ایشان رسید و بہ ہمان وقت مولوی صاحب با جماعت مخلصین از بنگال رسیدند و نعرہ ہائے ہو و ہا و اللہ کہ در احوال و جہ از ایشان صدومی یافت بہ سامع مبارک رسید حضرت ایشان خوش شدہ بہ عاجز فرمودند۔ بہین کہ مولوی عبدالعزیز ما آمدہ است۔ حضرت ایشان اگر از چیزے یکے خوش می شدند نسبت آن را بہ خود می کردند۔ بہ سال وصال

حضرت ایشان بہ شنبہ نہم ماہ مبارک ربیع الاول از کونہ بہ دہلی آمدند و بہ روز چہار شنبہ دہم ماہ مبارک مولوی صاحب جامعے کثیر از مریدان از بنگال بہ خانقاہ شریف رسیدند۔ از مخلصین ایشان بیشتر افراد برائے یک ہفتہ آمدہ بودند و پانزدہ یابست نفر برائے چہل روز۔ از آمد مولوی صاحب حضرت ایشان مسرور گشتند، کیفیاتے کہ در محفل مہجور و مبارک بہ ظہور رسید، بیانش در فصل دوم بہ تفصیل گزشتہ۔ چون از آمد مولوی صاحب چہل روز گزشت ایشان بہ بستم ماہ ربیع الآخر اجازت مراجعت خواستند حضرت ایشان بہ شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم و مولوی بخش اللہ و مولوی بدرالاسلام فرمودند کہ بہ مولوی صاحب بگوئید کہ از مخلصین خود چار پنج خصوصی افراد را با خود دارید و دیگر ہمہ رخصت کنید و شما مزید چہل روز قیام کنید۔ مولوی صاحب عمل بر ارشاد مبارک کردند۔ چون چہل روز بہ اتمام رسید و ہلال جمادی الآخرہ کہ ماہ ارتحال حضرت ایشان است بر افق ظہور کرد و مولوی صاحب اجازت رفتن طلب کرد۔ حضرت ایشان بہ نام بروہ ہائے سابق گفتند۔ دل مامی خواہد کہ مولوی صاحب چند وقت قیام کنند۔ چون کہ از خانہ مولوی صاحب مکتوبے رسیدہ بود و آنجا کارے پیدا شدہ بود۔ مولوی صاحب بیان آن عذر کردند و حضرت ایشان مولوی صاحب را اجازت سفر دادند۔ عاجز دید کہ بہ صبح روز رفتن مولوی صاحب حضرت ایشان از حرم سر آبر آمدہ، در روز و ازہ بر تخت مبارک نشستند و مولوی صاحب را طلب کردند مولوی صاحب نزد تخت بر زمین نشستند۔ حضرت ایشان مبارک دستہائے خود را بر شانہ ہائے مولوی صاحب نہادہ چشم بند کردہ نشستند۔ روئے مولوی صاحب قدرے میلان بہ جہت شرق داشت۔ عاجز بر چہرہ مولوی صاحب آثار کیفیات می دید۔ بہ اندازہ پانزدہ دقیقہ حضرت ایشان توجہ خاص فرمودند و باز مولوی صاحب رخصت کردند۔ آن وقت مولوی صاحب بہ اختیار خود نہ ماند و از اعماق قلبش نعرہ ہائے ستانہ بر آمدند و مخلصان ایشان کہ بہ پشت ایشان بودند ہمنوائے ایشان شدند۔ مولوی صاحب بہ چہارم یا پنجم جمادی الآخرہ رخصت شدند و بہ آخر این ماہ حضرت ایشان رحلت کردند و مولوی صاحب اشک ریزان بادل بریان از از بنگال آمدند و می گفتند۔ حضرت ایشان قدس سرہ خواستند کہ من نہ روم و من از وجہ کارے رقم۔ این — یک داغ است بر دم کہ تا آخر وقت خواہد ماند۔ مولوی صاحب در عرس مبارک حضرت ایشان سلسل بست و پنج سال آمدند و بت آخر در جمادی الآخرہ ۱۳۶۶ھ آمد ایشان شد و بہ آخر ماہ رمضان ۱۳۶۶ھ دہلی گہوارہ قتل و سفاک دمار گشت و سالہا این کیفیت بہ ماند۔ در سال ۱۳۶۵ھ عاجز بہ ایشان نوشت کہ پروردگار فضل فرمودہ و احوال قدرے خوب شدہ لہذا برائے چند وقت بیائید۔ پروردگار ایشان را اجر ہادہ کہ بہ مطالعہ مکتوب عاجز مع رفقا بہ دہلی آمدند۔ چند روز قیام کردند و بہ عاجز گفتند تا وقتے کہ زندہ ام ان شاکر اللہ می آیم۔ لیکن ما شاء اللہ کان و ما لم نیشأ لم یکن۔ بہ خانہ رفتند۔ چندے بہ عافیت ماندند و باز علیل شدند و

بہ شنبہ یازدہم ماہ مبارک میلاد شریف ربيع الاول ۱۳۴۶ھ (شانزدہم اکتوبر ۱۹۲۶ء) رحلت نمودند رَحِمَهُ اللهُ وَوَضَىٰ عَنْهُ وَقَدَّسَ سِرَّهُ وَتَوَضَّرِيحَهُ۔ مولوی صاحب رابا عاجز و عاجز را با ایشان ارتباط و مودتے بود۔ مافی الضمیر را بہ عاجزی گفتند۔ افسوس صد افسوس ازان مشعلہا کہ حضرت ایشان جا بہ جا فروختہ بودند کیے ہم نہ مانده۔ بَلَّغِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔ عاجز برائے دید دختر سوم عطیہ فاروقیہ بہ چہار شنبہ بست و ہشتم ماہ ربيع الاول ۱۳۴۹ھ (۳ جون ۱۹۲۹ء) بہ چانگام رسیدہ بود۔ آنجا مولوی عبدالرحیم مولوی محمد معصوم و محمد سعید فرزند ان مولوی صاحب و شفیق احمد فرزند مولوی عبدالرحیم رسیدند و بیان کردند کہ بہ چہار دہم ربيع الآخر (۱۸ جون) عقد نکاح محمد زبیر است کہ فرزند آخر و ششم مولوی صاحب است و باز بہ ستم ماہ دعوت ولیمہ است و درین حفلات سترت مشترک شما موجب سترت مایان است۔ عاجز را محبت مولوی صاحب یاد آمد و بہ خوشی دعوت ایشان را منظور کرد، انعقاد نکاح در ڈھاکہ با اختر بیگم دختر سید بابر حسین شد خطبہ نکاح عاجز خواند و باز مولوی محمد اسلام چانگامی مولد عربی خواند۔ جَزَاہُ اللهُ خَيْرَ الْجَزَاءِ۔ و دعوت ولیمہ در "جوناکڑ کائی" (قریہ مولوی صاحب) بود مولوی عبدالرحیم فرزند کلان مولوی صاحب بر مزار مبارک پدر خود عجب گنبد عالی شان ساختہ اند۔ عاجز وہ روز آنجا قیام کرد۔ مولوی عبدالرحیم و برادران و فرزند ان ایشان عاجز را راحتمہا رسانیدند و مولوی عظیم الدین و مولوی محمد اسلام و سید محمود حسن کہ از خلفائے مولوی صاحب اند سرتہا رسانیدند۔ و مزار مولوی صاحب سبب دوستگی عاجز بود۔ مولوی صاحب رانشش پسر و دو دختر است۔ ۱۔ عبدالرحیم ۲۔ محمد یحییٰ ۳۔ محمد معصوم ۴۔ محمد سعید ۵۔ محمد صادق ۶۔ محمد زبیر۔ و خیر النساء و اشرف النساء۔ مولوی عبدالرحیم را سہ فرزند کلان است حجۃ اللہ، صنفۃ اللہ، شفیق احمد و شش دختر ان اند و محمد یحییٰ را یک فرزند بنت اللہ و دو دختر و فرزند ان دیگر را اولاد خورد است۔ و خیر النساء زوجہ ربيع الدین را چہار پسر و چہار دختر است مولوی عبدالرب، عبدالرحمن، سعد اللہ، احمد اللہ۔ و اشرف النساء زوجہ میر محمد شفیع را دو پسر و دو دختر است عتیق اللہ و عبدالودود سَلَّمَ اللهُ الْجَمِيعَ ذُكُوْرًا وَاُنَاثًا وَوَقَّعَهُمْ لِمَرْضَاتٍ۔ مولوی صاحب در قریہ خود مدرسہ خیریہ عزیز تہ بنا کردہ اند۔ بعد از وفات ایشان عمارت پنجتہ برائے مدرسہ ساختہ شدہ و نواسہ مولوی صاحب کہ مولوی عبدالرب نام دارد و صدر مدرس است۔ پروردگار این مدرسہ را قائم و دائم دارد۔

عاجز گوید بہ نوعی کہ مولوی صاحب حضرت ایشان را خوش کردند و بہ آخر وقت توجہ خاص و دعا ہائے نیک از حضرت خیر جہان حاصل کردند آن را اثرے بود اظہر من الشمس۔ پروردگار ایشان را مقبولت داد۔ در بنگال و بہار و برادیلو پی خلق کثیر از ایشان مستفید شد۔ غیر از فرزند کلان شش افراد خلفائے ایشان بودند۔ ۱۔ مولوی عبدالشکور ولد شیخ احمد ولد فرا حسین ساکن تنگ ندو موضع میوکل علاقہ اکیاب ملک برا۔

در سال ۱۳۱۵ھ بہ حیات مولوی صاحب رحلت نمود رحمۃ اللہ ورضی عنہ ۲۔ مولوی نعیم الدین الہ آبادی۔ بعد وفات مولوی صاحب رحلت نمود رحمۃ اللہ ورضی عنہ ۳۔ مولوی علیم الدین ساکن اڑھار ضلع مرشد آباد بہار۔ ۴۔ مولوی محمد اسلام ساکن دھرم پور ڈاک خانہ دکن پاڑہ۔ چالگام۔ ۵۔ سید محمد حسن الہ آبادی ساکن اعجاز کالونی۔ لیبیلہ ہاؤس۔ کراچی۔ ۶۔ مولوی مخلص الرحمن اکیابی۔ خانہ اش نزر خانہ مولوی عبدالشکور رحمۃ اللہ است۔

مولوی عبدالشکور در سال ۱۳۲۱ھ از حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بیعت شدہ بود۔ در فصل دوم تحت عنوان بیعت و ارشاد، احوال بیعت شدن ایشان نوشتہ شدہ است، و سبب تعلق و ارتباط مولوی عبدالشکور با مولوی عبدالعزیز این شد۔ گماکتبہ عند الشکور فی کتابہ «من دو ماہ یاد و نیم ماہ بہ مداومت ہر شب بہ خدمت حضرت ایشان می رسیدم و فیضہا می برداشتم، درین اثنا مکتوب والدہم رسید کہ برادرِ خود را کہ حبیب اللہ نام داشت ہمراہ خود گرفتہ بہ خانہ بیا۔ و برائے خرچ سفر یک صد روپیہ کلدار فرستادند۔ من بہ خدمت حضرت ایشان این واقعہ را عرض کردم۔ قدرے توقف کردہ فرمودند: «مولوی عبدالشکور اگر شش ماہ نزد ما قیام می کردی بہتر بودے» باز فرمودند: «در وظیفہ شریفہ تغافل نہ کنی و احوال خود نوشتہ ارسال داری» افسوس صد افسوس من بر ہدایات حضرت ایشان عمل نہ کردم، و چہارودہ سال بہ امور دنیویہ مشغول ماندم، در سال ۱۳۳۵ھ سہ خواب دیدم و پریشان شدہ بہ وہلی رسیدم۔ در بان خانقاہ شریف عبدالستار (مشوری از و از خواہ) بود۔ او اطلاع من کرد۔ و حضرت ایشان بہ واسطہ عبدالستار احوال من دریافت کردند۔ و اجازت دخول بہ خانقاہ شریف نہ دادند۔ روز ہاگزشت من صبا حاد و مسار حاضر می شدم و بیرون دروازہ نشستہ بہ آہ و بکا مصروف می شدم۔ روزے عبدالستار بہ من گفت۔ حضرت صاحب بہ شمار ز سرخ می داوند لیکن شما آن را در خاک کردید، بنا برین حضرت صاحب از شما خوش نیستند۔ و باز روزے بہ من گفتند کہ عن قریب مولوی عبدالعزیز صاحب از بنگال برائے اشتراک در محفل مبارک میلاد شریف می آیند۔ ایشان خلیفہ حضرت صاحب اند و ہر سال ہمراہ ایشان پانزدہ، بست نفر می آیند۔ دیدم کہ بعد چند روز مولوی صاحب آمدند و مریدان ایشان بہ ہر وقت کہ می خواستند بہ خانقاہ شریف داخل می شدند۔ و عبدالستار بہ من گفت کہ برائے مولوی صاحب و مریدان ایشان اجازت است وقتے کہ خواہند بہ خانقاہ شریف در آیند، چون من این کیفیت را ملاحظہ کردم بہ دل خود گفتم کہ برایم ہمین بہتر است کہ خود را وابستہ بہ مولوی صاحب کنم چنان چہ وابستہ شدم و بہ مبارک شب دوازدم ماہ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ بہ وسیلہ مولوی عبدالعزیز صاحب یاس و نا امید من بہ سعادت و امید تبدیل شد من با مولوی صاحب بہ خانقاہ شریف داخل شدم و برائے نماز شام در صف پہلوئے مولوی صاحب نشستم۔ چون وقت نماز شد حضرت ایشان از پشت صف احوال مقتدیان را

ملاحظہ کر رہے تھے۔ چونکہ تشریف آوردہ استفسار کر دینا کبھی بہرین ہیبت طاری گشت و تمام مجھ میں  
 شل شد و نہ تو انستم کہ چیزے بگویم۔ بعد لفظ حضرت ایشان فرمودند: آیا این بنگالی است من جواب بے دلمہ دام۔  
 حضرت ایشان بر سر دست مبارک نہادند و فرمودند: «خوب» و امانت کردند حضرت ایشان در نماز سورۃ  
 فتح تلاوت کردند مقتدیان در بحر حقیقتِ صلاۃ غواصیہا کردند۔ کسے در سرخاری می جنبید و کسے در آہ و بکا  
 مصروف بود من محسوس کردم کہ آن سنگ گران از ثقلِ عظیم کہ بر سینہ من نہادہ بود یکبارگی دور شد و از کثرت  
 فیوضات و برکات چنان محسوس می شد کہ سینہ من شاید ترقد۔ قرأتِ حضرت ایشان بسیار روان و صاف بود  
 گویا کسے تفسیر آیات می کند۔ سورۃ فتح کا تلاوت کردند۔ و چون از نماز فارغ شدہ تشریف می بردند بہ ملا احمد  
 خان (مٹاخیل) فرمودند۔ در نماز چہارہ نفرخ کرده اند۔ از ایشان چہارہ رو پیہ جہانہ بگیر»

ہذا ما کتبہ عبدالشکور اکیابی۔ آن چہ عبدالستار مشوری رحمہ اللہ بہ او گفتہ درست گفتہ کہ حضرت  
 ایشان شمار نعمت بے کران می دادند لیکن شہما قدر نہ کرید و آن را از دست دادید۔ اگر چہ از وجہ انتساب مولوی  
 عبدالشکور بہ مولوی صاحب دروازہ خانقاہ شریف برائے ایشان منفتح شد۔ لیکن از انعامات و الطاف  
 حضرت ایشان بے بہرہ ماندند۔ نعمتہا کہ در سال ۱۳۲۱ھ یافتہ بودند اثرے از آن باز نہ دیدند۔ نہ آن مخاطبہ مبارکہ  
 و نہ آن خواندن احادیث مبارکہ یا اشعار طیبہ و باز تشریح فرمودن آن۔ بہر حال آن چہ بہ قسمت و نصیب ایشان  
 بود از مولوی صاحب بہ ایشان رسید۔ ذلک تقدیر العزیز العلیم۔

اصحاب اجازت ابن پنجاہ چہار پاک دل افراد ہستند کہ بیان ایشان گزشت و کسانے کہ در فقہت  
 و کمالات امتیازات داشتند بیش از بیش اند۔ نام چند سرستاں کہ بہ عاجز یادماندہ می نویسید۔ بیان فتح اللہ  
 اندر و اکبر توخی و عبداللہ کا کر گزشتہ۔ نسبت بہ عبداللہ حضرت ایشان بہ عاجز فرمودہ بودند کہ من حیث الکمالات  
 صلاحیت اجازت و خلافت دارد۔ اما از دولت علم بے بہرہ بود صلاحیت رہبری نہ داشت لہذا منفتح بہ خلافت  
 نہ شد۔ از پیشین سید بدل شاہ و یعقوب ترین از اصحاب نسبت و وجود در دو آہ و سوز بودند۔ سوز باطن و جوش  
 لطیفہ قلب بہ نوعی غالب بود کہ ہر کہ بہ صحبت ایشان می رسید فوراً متاثر می شد۔ ملا محمد امان قنداری بہ عاجز  
 بیان می کرد کہ بہ ایام طلب علم بہ پیشین رنتم۔ چند روز در قریہ سید بدل شاہ و یعقوب ترین بودم دیدم کہ بعد العشاء  
 الآخرہ بہ یک گوشہ مسجد شریف سید بدل شاہ و بہ دیگر گوشہ یعقوب مصروف ذکر شریف می شدند۔ از سینہ  
 ایشان یک گونہ صدا بر می خاست و من محسوس می کردم کہ ہر ذرہ مسجد شریف در وجد رقصان است۔ رحمۃ  
 اللہ علیہما و رضی عنہما۔ دور کوٹہ رحیم داد بلوچ از مستنگ آمد و پنج شش سال در حجرہ مسجد شریف سکونت  
 کرد۔ عجب پاک دل بود۔ علی الصبح یک پارہ کلام اللہ مبارک را بہ صوت بلند تلاوت می کرد و باز آن



شجرہ منظومہ رامی خواند کہ حافظ غلام رسول ویران نظم کرده و صلوات مبارکہ و ادعیہ مطیبہ می خواند۔ دو ساعت درین وظائف صرف می کرد۔ از اثر ذکر شریف ایشان تمام مسجد شریف متأثر می شد۔ اگر بہ دوران ذکر شریف کسے صدائے بلند می کرد از نہاد ایشان بہ آواز بلند صدایے اللہ بر می خاست و عجب لذتے می داد۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ مَبْهُول قَمْبَرَانِي وَمَلَا مَنظَر شَاهَوَانِي، وَمَلَا اَمَانَ اللّٰهُ عَلَیْیْ، وَمَلَا خَانَ مُحَمَّدٌ وَمَلَا اِيَاكَ كَا كَرْدُ سِرْدَار مُحَمَّد عَلِي خَان مُحَمَّد زِي وَبِيْد شِيْر عَلِي اَزِي شِيْن وَمُحَمَّد اِيْن نُو حَصَارِي اَز اصْحَابِ قَلُوْب وَاہْلِ نَسْبِت بُو دَنَد۔ روزے مُلَا اِيَاكَ دَر نَاحِيَه مَصْرُوف بِيْد ذِكْر شَرِيْف بُو دُو قَدْرے بِيْد فَاصِلَه حَضْرَت اِيْشَان بِيْد حَلَقَه مَشْغُوْل بُو دَنَد۔ آن وقت حَضْرَت اِيْشَان بِيْد اہْلِ حَلَقَه فَر مُو دَنَد "بِيْسِنِيْد اَن گَر گَب كِهِنَه رَا كَا اَز اِنْجَا اسْتَفَادَه فَيُوْض وِبَرَكَات مِي نَمَائِيْد" مُلَا اِيَاكَ بِيْد عَاجُو كَفْتَنَد كِه بَعْد اَزِيْن مَحَبَّت اَمِيْر اَرْشَاد حَضْرَت اِيْشَان هُوئے كَرُوْنَد۔ وِبَر مَن چِنَان نَسْبِت شَرِيْف مَسْتُوْلِي شَد كِه يَار لے ضَبْطَنَه مَانَد۔ اَكْر چِه دُو زَا نُو شَمْتَه بُو دُم اَتَا بِيْد اَحْتِيَار جِسْتَهَامِي زُوْم۔ وِمَرْزَا نِيَا زِ مُحَمَّد خَان قَنْدِهَارِي اَكْر چِه بِنَظَاهِر تِجَارَت مِي كَر دَا تَا بِيْد بَاطِن كَارْخَانَه بَاطِن رَا بِيْد لَحْظَه اَبَاد مِي دَاشْت۔ اَز كَثْرَتِ ذِكْر شَرِيْف وِمَرَا قَبِه نُو عَم اِنْحَاد رِيْشِت اِيْشَان پِيْد اَشْرَه بُو دُو۔ دَا نَمَا نَظَر اِيْشَان بِيْد سَاحَت سِيْنَه مِي بُو دُو۔ اِيْشَان چُوْن قَصْد سَفَرِ جِ كَرُوْنَد حَضْرَت اِيْشَان بِيْد عِبْد اللّٰهُ عَمْر كِه دَر مَبْنِي بُو دُو بِيْد پَانزُو دَهَم رَمَضَان ۱۳۲۱ هـ نُو شَمْتَنَد كِه بِيْد زِيَارَت اِيْشَان بَر جَلئے حَاجِي شِيْر مُحَمَّد وَمَلَا عِبْد اللّٰهُ دَلَال۔ بِيْد بَهْنَدِي بَا زَار بَر سِدُو خَدْمَت اِيْشَان بِيْد جَا آرُو كِه اَز بَر كَزِيْدِيگان سِت وَاكَل خَان قَوْم نَاصِر كُو چِي اَز وَار فَتْكَان وِمَجْزُو بَان بُو دُو۔ بِيْد وِہِي مِي آمَد۔ وِعَاجِز مِي دِيْد كِه رُوئے خُو دَر اَبِه سُوئے قِيَام گَاہ حَضْرَت اِيْشَان كَرُوْدَه اسْتَادَه مِي شَد۔ وِيْدَه رَا اَز عَالَم دُو خْتَه مَشْغُوْل بِيْد كَارْخَانَه بَاطِن مِي شَد۔ يَك سَاعَت بَر اِيْن كَيْفِيَّت مِي كَز شَمْت وِمُوے بَر تَن وِسے حَرَكَت نَه مِي كَرُو۔ اَكْر بِيْد نَمَا زَا اسْتَادَه مِي شَد اُو دَر قِيَام اَوَّل مِي مَانَد وِنَمَا زَخْمَت مِي شَد وِمَسْجِد اَز نَمَا زِيَان خَالِي مِي شَد۔ سَا لِهَا بِيْد اِيْن كَيْفِيَّت بُو دُو۔ اَز بِلَاد اَفْغَانِسْتَان صَد بَا اَفْرَاد بِيْد مَرَاتِب دَلَايَات رَسِيْدَه بُو دَنَد۔ دَر اَفْغَانِسْتَان بِيْد نَاحِيَه مَانَدَه بُو دُو كِه اَز بَرَكَات وَا نُوَار اِيْن بَزُر گُوَار اَن مَمُوْر نَشَدَه بَاشَد۔ اَفْسُوْس كِه نَامِهائے اِيْشَان يَا دَنَد مَانَد۔ اَن چِه دَر حَافِظَه ثَبِت اسْت نُو شَمْتَه مِي شُو دُو خَان فُقِيْر اَحْمَر خِيْل، مُلَا عِبْد الرَّحْمٰن خَضْر خِيْل۔ اَخْتَر، مَرُوْت، نَظَام الدِيْن اَز قَوْم مَر رَت، مُلَا مُحَمَّد شَرِيْف طَيْتِب كُتُوَازِي۔ شِهَاب الدِيْن، شَرَف الدِيْن مِهْمَنْد، عِبْد اللّٰهُ خَان دُقْتَانِي اَخْلَاص بِلِزِي، اَحْمَد الدِيْن صَا جَزَادَه، اَمِيْن تَرَكِي، شِهِيْد عَمْر، شَرَف الدِيْن اَنْدَر، عِبْد الرَّحْمٰن بَار كَزِي، حَضْرَت نُوْر نِيَا زِي، مُلَا غَلَام جَان خَرُوْطِي، مُلَا عَصَام، حَسَن مِثَا خِيْل، عِبْد اَلْسِتَار مَشُوْطَرِي، سِرُوْر مَشُوْطَرِي، مُلَا عَمْر سُلْطَان خِيْل، مُلَا وِلِي مُحَمَّد سُوْخِيْل، تُوْر، مَكَل خَان شِيْخِيْل حَاجِي رِضَا عَلِي زِي، اَحْمَد نُوَاز قَوْم سِر بَرِيْدَه، سِيْد فِضَل حَق آقَا، سِيْد عِبْد اللّٰهُ جَان، حَاجِي نِيَا زَا نَدَر، مَكَل دِيْن خَرُوْطِي، نَظَر اَنْدَرِي، عِبْد الكَرِيْم مَعْدُوْر وِسِيَارے غِيْر اِيْشَان وَا زَا فَرَاد بِيْد وِسْتَان فَا خَر اَحْمَد خَان اَنْصَارِي، شَاكِر اَحْمَد خَان

انصاری، بابو محمد ششم ریواڑی، وزیر خان، چودھری مولاداد خان، عبداللہ بیگ ازبھر تیور، احمد یار خان، شیخ غلام احمد نسوی، حافظ اشفاق الہی از میرٹھ، حافظ حفیظ الدین، شیخ علیم الدین، شیخ عبدالکریم، شیخ انعام الہی، مولوی شمس الدین، حافظ محمد عمر، حافظ محمد عثمان، عبدالغفور سہ از میرٹھ، ڈاکٹر اشفاق محمد، ڈاکٹر شوق محمد، مولوی نور احمد تسری، سید احمد حسین، قاضی وزیر حسین، ازوہلی حافظ عبدالحکیم، شیخ نور الہی، حاجی محمد اسحاق، عبدالحق آٹن، شیخ محمد رفیع، انیس الرحمن، حافظ غلام محمد، حاجی شہاب الدین، مولوی بخش اللہ مولوی بدالاسلام، منشی حسین علی، منشی ننتے خان، محمد شفیع مستری، عبدالرحیم مستری، حافظ منیر الدین تیسر، شیخ عبدالباری جوہری، حافظ محمد اسحاق رانی کھیت والا دپسرش شیخ محمد الیاس وغیر ہم۔ ہر یکے از اینہا حضرت ایشان را خدمتہا کرده درجہ احسان را یافتہ در زمرہ نیک بختان و صالحین شامل شدہ است۔ روزے حضرت ایشان قدس اللہ سرہ الاقدس در دہلی بہ دورانِ حلقہ فرمودند۔ "یک ناخن منشی امیر خان از شمایان ہمہ بہتر است۔ اگر ریزہ ناخن ایشان در کفن شمایان باشد از عذاب قبر محفوظ مانید" منشی امیر خان از مریدان حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ بودند۔ عاجز زیارت ایشان کردہ۔ کسانے را کہ عاجز ذکر کردہ و آن سرشاران باوہ محبت را کہ دیدہ ہمہ را صدق آن قول حضرت ایشان می یابد کہ نسبت بہ امیر خان گفتہ بودند۔ افسوس صد افسوس کہ ازان پاک لسان کس نہ ماندہ۔ رَحْمَتُہُمْ اللّٰهُ تَعَالٰی وَرَضِيَ عَنْہُمْ اَجْمَعِينَ۔

بدان گروہ کہ از ساغر وفا مستند سلام ما برسانید ہر کجا ہستند

### حضرت والدہ ماجدہ قدس اللہ سرہا الاقدس

اسم ایشان بی بی ہاجرہ است پدربزرگوار ایشان شیخ امجد حسین کہ از سلالہ سلطیہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبودہ اند۔ جناب ایشان را وطن شاہجہانپور بودہ از انجا ہجرت کردہ بہ مکہ مکرمہ با برادر خود تشریف بردند غالباً ایشان تجارت شمال می کردند ازین جہت شہرت ایشان در ان دیار مبارکہ بہ "شال والا" شد۔ ارتباط ایشان و برادر ایشان بہ حضرت جد امجد شد۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بیان می کردند چون برادر جناب امجد حسین حاضر می شدند بر دروازہ استادہ بہ آواز بلند می خواندند۔

بر در آمد بندہ بگر نیختہ آبروے خود ز عصیان ریختہ

چون حضرت ایشان در شعبان ۱۳۲۰ھ بہ مکہ مکرمہ از ہندوستان رسیدند۔ از جناب امجد حسین صدیقی طلبگار و دختر ایشان شدند و در اواخر ذی القعدہ یا اوائل ذی الحجہ بہ ہمیں سال نکاح کردند۔ این نکاح برائے حضرت ایشان سر اسر سبب راحت و آسائش و خانہ آبادی گشت۔ بہ نوعی کہ حضرت ایشان از

امورِ نبویہ یکسر ناواقف بودند حضرت والدہ صاحبہ محترمہ بہ امور خانہ داری مہارت تامہ داشتند۔ ومع ذلک حق تعالیٰ حضرت ایشان را عقلِ کامل عطا کرده بود۔ با این کمالاتِ ظاہری در شوقِ عبادت و ذکرِ شریف یکتائے روزگار بودند۔ دلائلِ الخیرات و الحصن الحصین، والحزب الاعظم و اوزارِ فتحیہ را از حضرت ایشان خواندہ بودند و اسبوعہ این کتبِ مبارکہ و یک پارہ قرآن مجید و شجرہ شریفہ منظومہ حضرت ایشان بہ اُردو، و دعائے گنج العرش و سورہ یاسین ہر روز می خواندند۔ حضرت ایشان را دو منسجہ بود یکے یک صدی دیگرے پنج صدی۔ کلماتِ مبارکہ سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ یک یک ہزار بار ہر روز می خواندند۔ وغیر از ماہِ صیام روزہ ہائے نقلی بہ کثرت می داشتند۔ و سلوکِ مجددیہ از اول تا آخر بہ وجہ اتم و اعلیٰ حاصل کردہ بودند۔ در کوئٹہ روزے حضرت ایشان فرمودند: "والدہ شمایان را مقامِ بلند است۔ احوالِ باطن ایشان بسیار خوب است۔" تربیت و تعلیم و ارشادِ نسا را کاملاً متعلق بہ ایشان بود۔ چنان چہ حلقہ می کردند و توجہ می دادند۔ اگر واقعہ بیان می کردند۔ حضرت ایشان تصویب و تحسین می کردند۔ روزے مکاشفہ خود را عرض کردند کہ حضرت کلان را دیدم (حضرت شاہ احمد سعید را حضرت سیدی الوالد حضرت کلان می فرمودند) و بیان صورتِ مبارکہ کردند، حضرت ایشان تصویب فرمودند خوش شدند۔ در اواخر سال چہلم از ماہِ چہار دہم چون طبیعتِ ایشان ناساز شد و در کوئٹہ در مستشفی داخل شدند، طبیبہ برائے دید و ملاقاتِ ایشان روز یکشنبہ مقرر کرد۔ آن روز حضرت ایشان و ماہر سہ برادر برائے زیارتِ ایشان می رفتیم۔ چون کہ حالتِ ایشان بسیار در خطر بود ازین جہت طبیبہ بہ تاکید ہدایت کردہ بود کہ نزد ایشان خلافِ طبعِ ایشان حرفے گفتہ نہ شود۔ جناب ہم شیرگان بہ ہدایتِ حضرت والدہ صاحبہ برائے حضرت ایشان و ماہیان انتظام چائے شیری کردند۔ در آن مرضِ سخت کہ جناب ایشان را طاقتِ تکلم ہم کم بود، از حضرت ایشان استفہار کردند کہ نماز چہ گونه ادا نمایم۔ طاقتِ نشست و حرکت نہ دارم۔ حضرت ایشان فرمودند۔ بہ اشارہ نماز ادا کنید۔ علالتِ ایشان تا روز وصالِ حضرت ایشان طوالت کشید حضرت ایشان از اوائل ماہ شوال از وجہ علالتِ ایشان و اکثراً الخزن و التالم بودند۔ عاجز سابقاً بیان کردہ کہ روزے در دہلی حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند۔ زید۔ اگر رفاقت ما خوش داری صبر کن و با ما در عربہ بہ خانہ مراجعت کنی۔ حضرت ایشان بعد از نواختِ ہشت از مستشفی روانہ می شدند و غرب آفتاب در آن ایام بہ نواخت پنج و نیم بودہ۔ حضرت ایشان بیرون مسکنِ مرضیہ در خمیہ قیام می کردند۔ عاجز از بیکاری و تنہائی گران خاطر شدہ در صحنِ مسکن آہستہ آہستہ قدم می زد و بہ دلِ خود می گفت۔ چہر اتوقف کردی و خود را پریشان ساختی، عاجز درین خیال مصروف بود کہ حضرت ایشان بہ استعجال برہنہ پا از خمیہ بہ مسکن تشریف آوردہ ہر دو

دست مبارک را بر شانہائے عاجز نہادہ بہ ملاحظت تمام فرمودند۔ زید، پریشان مشو والدہ شہادتِ مبارک بہ بسیار کردہ و مای خواہیم کہ قدرے معاوضہ ادا کنیم۔ بہ ساعت ہشت از شب در مرض ایشان شدت می شود۔ در آن وقت عیادت کردن بہتر است۔ حال اوقت بہ ہشت قریب رسیدہ۔ ماعیادت کردہ بہ خانہ می رویم۔ ویک روز قبل از وفات خود از عاجز احوال حضرت والدہ ماجدہ استفسار کردند۔ دُکَانَ ذَاکَ مِنْ اَوْ اٰخِرِ کَلَامِہِ۔

ولادت حضرت والدہ ماجدہ غالباً در ۱۳۸۴ھ بودہ۔ ایشان را دو برادر بودند۔ جناب محمد اسماعیل کہ از ایشان کلان تر بودند و ایشان را اولاد پیدا نہ شد۔ و محمد اسحاق کہ از ایشان خورد بودند۔ دو دختر داشتند۔ رَحْمَتُہُمْ اَللّٰہُ جَمِیْعًا وَرَضِیْ عَنہُمْ وَرَفَعَ مَکَانَہُمْ وَرَزَقَہُمْ مَعِیَّتَہُ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہُمْ مِنَ الْبَیْتِیْنِ وَالْقَصْدِ یَقِیْنِ وَالشَّہَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ۔

عازر و برادر ۶۔ یز حضرت ابوالسعد سالم سلمہ اللہ و حفظہ برکے تحصیل علم قصد مصر کردیم۔ اولاً از جناب ایشان اجازت طلب کردیم۔ پروردگار درجات ایشان را بلند تر فرماید اجازت دادند و ما ہر دو بہ روز شنبہ بست و دوم ذی القعدہ ۱۳۴۹ھ (۱۱ اپریل ۱۹۳۱ء) بہ مصر روانہ شدیم چون آیام مراجعت مابان قریب شد و کوئٹہ بلوچستان بہ شب جمعہ بہ وقت تہجد (افضل اوقات) بست و ہفتم ماہ صفر ۱۳۵۴ھ (۳۱ مئی ۱۹۳۵ء) زلزال عظیم واقع شد۔ ہزاران افراد درین حادثہ شہید شدند، حضرت والدہ ماجدہ نیز درین حادثہ جام شہادت نوشیدند۔ عاجز تاریخ وفات ایشان چنین گفتہ۔

کوئٹہ سردابہ وحشت شدہ	وای بر ننگے کہ از رجفت شدہ
مردمان در ناز و نعمت محو خواب	یک بہ یک نازل چنان آفت شدہ
تیرہ و تار یک شب وین زلزلہ	آہ ظلمت بر سر ظلمت شدہ
گلستان ویران و عمران شد خراب	حال مردم با عیش عبرت شدہ
نے کسے غمخوار و نے پُرساں حال	زندگانی بر بشر زحمت شدہ
نے کسے را مال نافع نے ولہ	ہچو محشر آن زمان حالت شدہ
دشمنان را دشمنی از یاد رفت	دوستی مفقود از خلقت شدہ
ہر نفس از بیم و ترس رست خیز	رُو بہ صحرا مونس وحدت شدہ
و تری الناس سُکاری از عذاب	منطبق بر حال این امت شدہ
چشم گر بینا بود از بہر خلق	بے ثباتی جہان مُثبت شدہ

فَاعْتَبِرْ يَا غَافِلًا عَمَّا تَشْرَى  
اندرین گروابِ رحمتِ مادرم  
تو دہائے خاکِ بر جسمِ نزار  
عبدالرحمان، عائشہ، زینب چنان  
بد نصیبِ شانِ شہادتِ از ازل  
من بہ ملکِ مصر و آمدِ این خبر  
رفت آیامِ خوشی و خرمی  
جنتِ حقِ زیرِ پائے مادران  
زیدگر پرسد کسے سالِ وصال  
اے بسا حسرت کہ از غفلتِ شدہ  
داغِ فرقتِ ماندہ و زخمتِ شدہ  
انتقالِ شان بہ این صورتِ شدہ  
در سفرِ با جدہ بسمِ صحبتِ شدہ  
بہر شانِ زمین زلزله رحمتِ شدہ  
وائے صد گزبت کہ در غربتِ شدہ  
حیف در بختم کنون حسرتِ شدہ  
خدمتِ شان موجبِ عزتِ شدہ  
گو "مقامِ عایش جنت شدہ" ۱۲۵۹

چون از بالائے ایشان چوبِ دشت و خاک را برداشتند دیدند کہ بر سجادہ سر بہ سجود اندک مسجود در دست  
راست ایشان بود، غالباً جناب ایشان تہجد خواندہ بہ ذکر شریفِ مصروف بودند کہ وفاتِ ایشان شد۔ نور  
اللہ تربتہما۔

## اولادِ صلیبی

حق تعالیٰ حضرت ایشان را چہارہ اولاد عنایت کرد، از بطنِ زوجہ اولی سہ دختر و از بطنِ زوجہ آخری  
سہ پسر و ہشت دختر و دو اولاد از یک دختر کہ در حیاتِ حضرت ایشان پیدا شد۔

معمول حضرت ایشان بود کہ بعد ولادتِ طفل در گوشِ راستِ اذان و در چپِ تکبیر می گفتند و بہ روز  
ہفتمِ عقیقہ می کردند برائے فرزند و بزر و برائے دختر یک بزر می کردند و آن روز موئے سر مولودِ نیمی  
تراشیدند و موئے سر را بہ نقرہ وزن کرد و تصدق می کردند و بہ وقتِ زبحِ این دعائے ماثورہ می خواندند  
اللَّهُمَّ هَذِهِ عَقِيقَةُ ابْنِي (و با ز نام مولود می گفتند) دَمُهَا بِدَمِهِ وَالْحَمَامُ بِالْحَمِيمِ وَعَظْمُهَا بِالْعَظْمِ وَجَدُّهَا  
بِجَدِّهِ وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهِ اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا فِدَاءً لِابْنِي (نام مولود) مِنَ النَّارِ۔ در عقیقہ دختر بہ جائے ابنی بنتی  
می گفتند و ضمناً تائید می آوردند۔ و چون حق تعالیٰ حضرت ایشان را دو نواسہ عنایت کرد بہ طریقہ مندرجہ  
بالعقیقہ کردند و فرمودند کہ بعد از تراشیدنِ موئے سر زعفران را در آبِ سائیدہ بر سر مولود بہالند۔

اولادِ زوجہ اولی۔ (۱) بی بی عابدہ، بہ جمادی الاولی ۲۹۹ھ متولد شد و بعد از پنج ماہ در شوال فوت

کرد و در اعطاء حضرت شاہ جمال اللہ قدس سرہ بہ جہتِ جنوب از مزارِ پُرانوارِ جدِ بزرگوارِ خود در رام پور  
مدفون گشت۔ (۲) بی بی صابرہ بہ ماہ ربیع الاول ۳۱۳ھ متولد شد۔ چند ماہ زندہ ماندہ در خانقاہ شریف

دہلی وفات یافت و نژاد دروازہ تبیح خانہ مدفون گشت۔ (۳) بی بی کاملہ در سن ۳۱۳ھ متولد شد و ہفت روزہ روزند ماندہ رحلت کرد و در رامپور و احاطہ شاہ جمال اللہ قدس سرہ بہ پہلوئے خواہر کلان خود مدفون گشت جَعَلَهُنَّ اللهُ اَجْرًا وَاَذْحَرًا لِلْاَبْوَابِ الْكُورِمِيَّيْنِ۔

اولاد زوجہ آخری کہ حضرت والدہ ماجدہ ماہر شش برادر و خواہرند، درج ذیل است :-

(۱) بی بی احمدی (۲) بی بی محمدی (۳) بی بی فاطمہ (۴) بی بی صدیقی (۵) بی بی فاروقی (۶) ابو الفیض بلال (۷) بی بی عثمانی (۸) بی بی حیدری (۹) بی بی امہ اللہ (۱۰) ابوالحسن زید (۱۱) ابوالسعد سالم بی بی احمدی در سن ۳۰۳ھ در مکہ مکرمہ متولد شد و در اواخر سن ۳۰۶ھ در خانقاہ شریف دہلی وفات یافت و بہ پہلوئے خواہر خود بی بی صابرہ در خانقاہ شریف مدفون گشت۔ و بی بی محمدی در ماہ محرم سن ۳۰۸ھ متولد شد و بعد از چار ماہ رحلت کرد و بہ احاطہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ بہ جہت جنوب از مزار پیرانوار مدفون گشت۔ و بی بی فاطمہ در اواخر سن ۳۰۹ھ متولد شد و در اوائل سن ۳۱۱ھ رحلت کرد و بہ پہلوئے خواہر خود در قبرستان حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ مدفون گشت۔ و بی بی عثمانی در سن ۳۳۰ھ در خانقاہ شریف دہلی متولد شد و در اوائل جمادی الآخرہ سن ۳۲۱ھ در کوٹہ وفات یافت و از شہر کوٹہ فاصلہ پنج میل بہ جہت غرب بر راہ چمن در زمینات قریہ چوہی مدفون گشت۔ و بی بی حیدری بہ ماہ شعبان سن ۳۲۱ھ در خانقاہ شریف دہلی متولی شد و بعد از چند ماہ در کوٹہ وفات یافت و بہ پہلوئے خواہر خود عثمانی مدفون گشت جَعَلَهُنَّ اللهُ اَجْرًا وَاَذْحَرًا لِلْاَبْوَابِ الْكُورِمِيَّيْنِ۔

چون حضرت ایشان قدس سرہ از دنیا رحلت فرمودند از اولاد سہ دختر و سہ پسر گزاشتند عاجز اولاد بیان دختران و باز بیان پسران می کند۔ و در پسران بعد از حضرت برادر کلان بیان برادر عزیز خورد خواهد آمد و در آخر بیان این عاجز ناکارہ خواهد بود۔

ولادت ایشان در خانقاہ شریف دہلی در سن ۳۱۳ھ شد و از روز ولادت محترمہ بی بی صدیقی تا روز ارتحال از مرض عالی نہ ماند حضرت ایشان قدس سرہ را شش بنات وفات یافتہ بودند و حضرت والدہ ماجدہ راسہ بنات، لہذا ہر دو حضرات را با ایشان غایت محبت و ارتباط بود و این محبت و ارتباط تا آخر ایام بود۔ از مداومت امراض در مزاج ایشان بسیار نزاکت پیدا شدہ بود کہ طاقت ادنی مخالفت نہ داشت۔ ومع ہذا اشتغال ایشان بہ ذکر شریف و طاعات بیشتر بود و حرارت ذکر شریف نیز اثر کردہ بود۔ مکاح ایشان با سید رؤف احمد شاہ فرزند اکبر سید احمد شاہ قصوری شدہ بود۔ سید رؤف احمد شاہ را تکلیف دماغی دوبار رسیدہ بود و بار اول دوسہ نفر بر سرش چوبہاز دہ بودند۔

خون بسیار آمد مدتی صاحب فراش ماند و بار دیگر از شتر بیفتاد و سرش به شنگی صدره خورد۔ ازین صدمات احوال و اعراض خراب شد۔ لہذا توافق در زوجین پیدا نہ شد۔ دوبار ہمیشہ محترمہ بہ تصور رفت و پروردگار دو دختر عنایت کرد۔ محمدی کہ ولادتش در کونٹہ بہ بست و سوم رمضان ۱۳۳۲ھ (۲۴ جولائی ۱۹۱۶ء) بودہ حضرت ایشان نامش محمدی نہادند۔ و امۃ الرحمٰن بہ ماہ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ (دسمبر ۱۹۲۰ء) بہ خانقاہ شریف دہلی متولد شد و حضرت ایشان این نام نہادند۔ عاجز برائے تحصیل علم بہ مصر رفتہ بود کہ جناب ہمیشہ محترمہ بہ روز جمعہ سیم ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ۔ ۶ مئی ۱۹۳۲ء۔ بہ عمر سی و ہشت سال رحلت فرمود و در خانقاہ شریف بیرون مچہ مبارک بہ جہت شمال مدفون شدند۔ رَحِمَہَا اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْہَا۔ دختران ایشان را حضرت والدہ ماجدہ تربیت کرد و حضرت برادر کلان عقد کاح محمدی بہ روز شنبہ بست و نہم رمضان ۱۳۵۲ھ ہجری۔ ۱۴ جنوری ۱۹۳۲ء۔ در کابل با حافظ قاری عبداللہ کردند۔ پروردگار محمدی را دو پسر عبد اللہ و نجیب اللہ و سہ دختر رضیہ، صالحہ، ثریا عنایت کردہ۔ ہفت سال می شود حافظ قاری عبداللہ رحلت نمودہ رَحِمَہُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْہُ۔ و نکاح امۃ الرحمٰن با عبد الوجید پسر ڈاکٹر اشفاق محمد امیر تسری بہ دو شنبہ بست و ششم شوال ۱۳۵۳ھ۔ ۲ فروری ۱۹۳۵ء۔ شد۔ پروردگار شش پسر و شش دختر عنایت کرد۔ (۱) عبد الرحیم ولادتش بہ جمعہ نجم ذی القعدہ ۱۳۵۵ھ۔ ۱۷ جنوری ۱۹۳۶ء۔ بود۔ و در ربیعان شباب دو پسر و یک دختر یادگار خود گزارشتہ در ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ۔ مارچ ۱۹۶۷ء۔ رحلت نمود۔ رَحِمَہَا اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْہُ۔ (۲) بلقیس زمان کہ بہ شنبہ ۲۳ شوال ۱۳۵۷ھ۔ ۱۴ دسمبر ۱۹۳۸ء۔ متولد شدہ، وَہی صَاحِبَةُ الْاَوْلَادِ۔ (۳) خیر النساء کہ بہ شنبہ بست و سوم صفر ۱۳۵۹ھ۔ ۲ اپریل ۱۹۴۰ء۔ متولد شد و بعد چندے رحلت کرد۔ جَعَلَهَا اللّٰهُ اَجْرًا وَذُخْرًا لِلْوَالِدَيْنِ۔ (۴) نفیس زماں متولدہ سہ شنبہ یکم جمادی الآخرہ ۱۳۶۱ھ۔ ۱۶ جون ۱۹۴۲ء۔ بہ فضل پروردگار اولاد دارد (۵) عبد الواحد متولد پنج شنبہ نوزدہم رجب ۱۳۶۲ھ۔ ۲۲ جولائی ۱۹۴۳ء۔ وَلِ الْاَوْلَادِ (۶) عبد الاحد متولد شنبہ نجم رمضان ۱۳۶۳ھ۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۵ء۔ وَلِ الْاَوْلَادِ (۷) عبد الصمد متولد سہ شنبہ سیزدہم صفر ۱۳۶۶ھ۔ ۷ جنوری ۱۹۴۷ء۔ اولاد دارد (۸) ناہید بانو متولدہ سہ شنبہ بست ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ۔ ۳ اکتوبر ۱۹۵۰ء۔ متزوجہ است (۹) طارق متولد سہ شنبہ بست و نہم شوال ۱۳۷۱ھ۔ ۲۲ جولائی ۱۹۵۲ء۔ (۱۰) خالد متولد چہار شنبہ نوزدہم صفر ۱۳۷۳ھ۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۳ء۔ (۱۱) یاسمین بانو متولدہ یک شنبہ بست و نجم رمضان ۱۳۷۵ھ۔ ۶ مئی ۱۹۵۶ء۔ شاہین بانو متولدہ یک شنبہ بست سوم جمادی الآخرہ ۱۳۷۸ھ۔ ۴ جنوری ۱۹۵۹ء۔ سَلَّمَ اللّٰهُ الْجَمِيعَ وَحَفِظَهُم۔

محترمہ بی بی فاروقی | ولادت ایشان در خانقاہ شریف دہلی در ۱۳۱۵ھ شد و در ۱۳۳۹ھ

نکاح ایشان بانواب زاده لئیق احمدخان فرزند نواب زاده فاخر احمدخان انصاری پانی پتی شد لئیق احمدخان نسبتاً از اولاد حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ است و ادرا ایشان بنت البنت قاضی محفوظ اللہ من احفاد قاضی ثنار اللہ پانی پتی قدس سرہ بودہ۔ لہذا خانہ مسکونہ حضرت قاضی ثنار اللہ وراثتاً بہ لئیق احمدخان رسیدہ بود۔ و در ہمان خانہ قیام ہمیشہ صاحبہ تا تقسیم ہند بود۔ در ۱۳۶۶ھ بم ۱۹۴۶ء پنجاب دہلی وغیر گہوارہ قتل و قتال گشت، نواب زاده را حکومت نظر بند کرد چون شہر پانی پت از مسلمانان خالی شد ہمیشہ صاحبہ تمام مال و دولت و ظروف و ثیاب را گزاشتہ در جامہ ہائے کہ بر تن داشتند با اولاد خود بہ لاہور ہجرت کردند۔ حکومت نواب زادہ را آزاد کرد۔ خانہ ایشان را ہندوان نہیب کردہ بودند۔ زائد از دو ونیم سیر انجلیزی زر سرخ بود۔ و یک تفنگ قیمتی کہ بہ دو ہزار کلدار گرفتہ بودند۔ ایشان پس از بربادی خانہ و شہر خود با صد در دوالم بہ لاہور رسیدند۔ پروردگار لطف خاص فرمود کہ در شارع ایٹٹ یک محل خوب یافتند کہ آن را رقم نہ است۔ از فکر رہایش آزاد شدند و در فکر خوردنوش و باس چند سال رحمتہا کشیدند و بالآخر۔ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ را ظہور شد و آسائش و راحت تمام بہ نصیب آمد۔ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَلِلَّهِ الشُّكْرُ۔ جناب ہمیشہ محترمہ در لاہور بہ دو شنبہ شانزدہم ربیع الاول ۱۳۸۹ھ۔ ۲ جون ۱۹۶۹ء۔ وفات یافتند و در گورستان بی بی مدفون شدند، عاجز از عبارت " بہ روز و شنبہ شانزدہم ربیع الاول " سال وفات دریافتہ است۔ رَحِمَہَا اللہُ وَرَضِيَ عَنْهَا وَتَوَسَّلْ بِحَبِيبِہَا۔ پروردگار ایشان را شش اولاد پسر و سہ دختر عنایت کرد۔ اخی با نوری بانو ۱۳۱۵ھ فاروق احمدخان ۱۳۱۵ھ صادقہ بانو ۱۳۱۵ھ انوار احمدخان ۱۳۱۵ھ نسیم احمدخان۔ ولادت اخی بانو بہ بست و نهم رجب ۱۳۳۱ھ، ولادت انوری بانو بہ ۱۳۳۳ھ و وفات بہ ۱۳۵۰ھ بودہ، ولادت فاروق احمدخان در ۱۳۳۴ھ بودہ، اصغر احمد نام تاریخی است۔ نکاحش بابی بی رابعہ دختر حضرت برادر کلان شدہ۔ حق تعالی بہ یک شنبہ بست و چہارم رمضان ۱۳۸۸ھ۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۶۸ء۔ توأم دو دختر عنایت کرد نام یکے نرہت، و نام دیگرے نکہت است، سَلَّمَہُمَا اللہُ وَسَلَّمَ اَبَوَيْہِمَا۔ ولادت صادقہ بانو در ۱۳۳۸ھ بودہ، ولادت انوار احمد در ۱۳۵۰ھ بودہ، از محمد منظر جان جہان۔ سال ولادت ظاہر است در ۱۳۹۰ھ با طیبہ خاتون نکاح کرد پروردگار سہ دختر عنایت کردہ، ناعمہ در ۱۳۹۱ھ و زینیرہ در ۱۳۹۲ھ و ندیمہ در اوائل ۱۳۹۴ھ۔ سَلَّمَہُنَّ اللہُ وَسَلَّمَ اَبَوَيْہُنَّ۔ ولادت نسیم احمدخان در ۱۳۵۳ھ بودہ، بہ جمعہ بست و چہارم صفر ۱۳۹۳ھ۔ ۶ جولائی ۱۹۶۳ء۔ باغوالہ دختر حمید اللہ خان پسر ڈاکٹر عنایت اللہ خان دہلوی کہ از مخلصین حضرت سیدی الولد



قدس سرہ بودہ نکاح کرد پروردگار درین سال روان (۱۳۹۴ھ) دختر عنایت کرد کہ نامش جمالہ ہست۔  
سَلَّمَهَا اللهُ تَعَالَى وَسَلَّمْ أَبَوَيْهَا۔

ولادتِ ایشان بہ ستم محرم ۱۳۲۳ھ - ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء - بودہ۔  
نکاح ایشان بہ دو شنبہ یازدہم شوال ۱۳۲۵ھ - ۱۸ اپریل ۱۹۲۶ء

### محترمہ بی بی امۃ اللہ

باپیرجی سید محبوب علی شاہ فرزند سید محبت علی شاہ ساکن موضع قادری باغ، از توابع بلند شہر شد، سید محبوب علی شاہ — از سلالہ مطیبہ سیدنا عبدالقادر حیلانی است قدس اللہ سرہ الاقدس۔ و شریبا چشتی صابری است، و ارتباط بہ سلسلہ قادریہ ہم دارد۔ با حضرات مشائخ کرام و اولیائے عظام عقیدت و محبت تام دارد۔ از وہابیت و نزارغات و ہابیت قطعاً برکنار است۔ پروردگار ایشان را دہ اولاد عنایت کردہ: ۱۔ جمیل فاطمہ ۲۔ عزیز فاطمہ ۳۔ آل علی ۴۔ سلیم فاطمہ ۵۔ عظیم القدر ۶۔ عقیل فاطمہ ۷۔ سید حسن ۸۔ سید حسین معروف بہ منظر علی ۹۔ سید جنید علی ۱۰۔ حسین فاطمہ و معروف بہ شکیل فاطمہ۔ ازین جملہ آل علی کہ در ۱۳۵۱ھ متولد شدہ بود و عقیل فاطمہ کہ در ۱۳۵۶ھ متولد شد و سید حسن کہ در ۱۳۵۹ھ متولد شد و زور دسالی بہ دار النعیم شافعیہ جَعَلَهُمُ اللهُ اَجْرًا وَ ذُخْرًا لِلْوَالِدَيْنِ۔ و ولادت جمیل فاطمہ در ۱۳۴۶ھ شدہ۔ نام تاریخی غریب فاطمہ است۔ نکاحش با سید اقبال کہ در ساڈھور قیام داشت کہ در شرقی پنجاب واقع است۔ و بعد از تقسیم ہند ہجرت بہ جہنگ کرد۔ سید اقبال کہ ہم جد پیرجی سید محبوب علی شاہ است شد۔ پروردگار ایشان را سا اولاد عنایت کردہ: ۱۔ حور جناب خاتون معروف بہ روحی کہ در ۱۳۴۵ھ متولد شدہ و نامش تاریخی است، ۲۔ سید فیروز بخت کہ در ۱۳۴۸ھ متولد شدہ و نامش تاریخی است، ۳۔ زکس خاتون کہ در ۱۳۸۶ھ متولد شدہ و نامش تاریخی است۔ ولادت عزیز فاطمہ در ۱۳۴۸ھ بودہ از غریب فاطمہ سال ولادت ظاہر است۔ و نکاحش با سید آصف علی ولد اشرف علی شد کہ در دیوبانی علاقہ بلند شہر قیام داشت و بعد از تقسیم ہند بہ کراچی ہجرت کرد۔ پروردگار چہار اولاد عنایت کردہ: ۱۔ مطیبہ خاتون کہ درین وقت بست و دو سالہ است ۲۔ ضیاء الاسلام کہ درین وقت شانزده سالہ است، ۳۔ توصیف علی کہ درین وقت دوازده سالہ است ۴۔ محی الاسلام کہ درین وقت ہشت سالہ است۔ ولادت سید عظیم القدر بہ پنجشنبہ پنجم شعبان ۱۳۵۵ھ۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۶ء۔ بودہ و عظیم القدر تاریخی نام است۔ نکاحش با بی بی بشرہ دختر پیر ضامن نظامی سجادہ نشین درگاہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین ادبیار قدس سرہ، شدہ و پروردگار سا اولاد عنایت کردہ: ۱۔ سیدہ خاتون کہ درین وقت بیسزودہ سالہ است ۲۔ سعیدہ خاتون کہ یازدہ سالہ است ۳۔ عالی جناب منظر کہ ہفت سالہ است در ۱۳۸۶ھ ولادتش شدہ و نامش تاریخی است۔ ولادت سید حسین معروف بہ منظر علی بہ شنبہ بست و دوم ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ۔ ۱۰ جنوری ۱۹۴۲ء۔ بودہ۔ نام تاریخیش منظر جوید حسین

است۔ ولادت بیتد جنید علی بہ جمعہ بستی و منقتم شوال ۱۳۶۲ھ۔ ۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء۔ بودہ۔ نام تاریخش غلام صابر است۔ ولادت حنین فاطمہ کہوے را تشکیل فاطمہ نیز گویند بہ شنبہ سیم ربیع الآخر ۱۳۶۵ھ۔ یکم ماہ ۱۹۴۹ء۔ بودہ۔ برادر خور و حضرت ابوالسعد سالم دران وقت در قادری باغ بودند از گل قادری باغ۔ سال ولادتش دریافتہ اند چہ تاریخ جمیل است۔ بہ شنبہ نوزدہم ربیع الاول ۱۳۹۳ھ۔ ۱۳ اپریل ۱۹۷۴ء۔ نکاح حسینہ وصی تشکیلہ با خواجہ معین نظامی فرزند پیرضامن نظامی شد و بہ چہار شنبہ منقتم صفر ۱۳۹۵ھ ہجری ۱۹ فروری ۱۹۷۵ء۔ پروردگار پسر عنایت کرد نامش مجیب نظامی است۔ سلمہ اللہ ذابوینہ۔

## برادر محترم حضرت ابوالفیض بلال ادام اللہ ارشادہ

**ولادت و تسمیہ** حضرت ایشان قدس سرہ را از زوجہ اولیٰ سہ دختر و از زوجہ آخریٰ کہ حضرت والدہ ماجدہ این عاجز اند پنج دختر شدہ بود و در دور کہولت داخل شدند و عمر شریف بہ چہل و شش سال رسید کہ دعائے حضرت ایشان **هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا** یرثنی مقرون بہ اجابت گردید و بہ شب جمعہ بستی نہم رجب ۱۳۱۸ھ۔ ۲۳ نومبر ۱۹۰۰ء کہ دوم قوس ۱۲۶۹ شمسی ہجری بود۔ ولادت با سعادت حضرت برادر کلان شد بہ صبح آن شب حضرت ایشان از تسبیح خانہ برآمدند و عبدالحکیم دقتانی را نزد محجر شریف دیدہ فرمودند۔ پروردگار ما را فرزند عنایت کردہ۔ عبدالحکیم عرض کرد۔ اسم گرامی عبدالرحمن تجویز فرمائید۔ غالباً عبدالحکیم نظر بر آیت مبارکہ۔ **قُلْ اَدْعُوا اللّٰهَ اَوْ اَدْعُوا الرَّحْمٰنَ**۔ کردہ تجویز این مبارک نام کردہ باشد چہ اسم گرامی حضرت ایشان عبداللہ بود۔ فرمودند۔ ما این نخت جگر را بہ نام خادم و مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال موسوم کردہ ایم۔ و حضرت ایشان بہ مخلص پاک طینت حاجی عبداللہ عمر مبین بہ بمبئی نوشتہ اند حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ را یک غلام موسوم بہ بلال بود کہ مرتبہ بس عالی داشت۔ جدما حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمودہ اند۔ **ابوبکر سَيِّدُنَا وَاَدْعُوْا الرَّحْمٰنَ**۔ یعنی ابوبکر سردار ما است و او آزاد کردہ سردار ما را کہ آن حضرت بلال است۔ بہ نیت تحصیل برکات نام فرزند خود بلال نہادیم۔ بر زبان مبارک رسول مقبول بہ اندازہ کہ نام بلال آمدہ، شاید نام کسے دیگر نیامدہ باشد و حضرت ایشان بر ورقے این دو شعر عربی نوشتہ اند۔

بِلَالٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِيْ وَمِنْهُ ذِمَّةٌ

بِلَالٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَا سَيِّدَ الصَّغِيْبِ

وَبِرِّ تَفِيْضِ عَلٰی قَلْبِيْ عَلَامَتِ نَسْخِ نِهَادِہ۔ تَنْوِيْرِيْ قَلْبِيْ۔ نوشتہ اند (شعراول) بر بلال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرا یک ذمہ است کہ من در خلائق بہ نام بلند مرتبت او یاد کردہ می شوم۔ (شعر دوم ۳۱)  
 بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولے سردار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین، ہمنام شامی باشم و امیدوارم کہ  
 بروں من فیضان فرمائی، یا۔ کہ برا کیم ولم را منور گردانی“

خبر ولادت ایشان مثل برق در افغانستان دکوٹہ بہ سرعت رسید۔ مخلصین صادقین پروردگار  
 جل شانہ وعم احسانہ را شکر باہ جا آوردند و جا بہ جادنبہ ہاذبح کردہ دوستان رانان و تورہ دادند و برائے حضرت  
 برادر گلان دعا کردند۔ امام مسلم در صحیح خود از حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ روایت کردہ اند۔ دَعْوَةُ الْمُسْلِمِ  
 لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ الْحَمْدُ۔ چہ جائے این لشکر دعا ہائے پاک دل افراد کہ در اقطار اراضی کردند۔  
 ذَلِكَ فَضَّلَ اللَّهُ يُؤْتِيهِ مِنْ تَشَاءُ۔

خورد سال بودند کہ اصلاح الف بابر لوج از جناب امیر خان کہ از حضرت شاہ احمد سعید بیعت  
 بودند گرفتند۔ و برائے تعلیم ایشان مولوی محمد اسحاق میرٹھی و باز مولانا سید عبد الجلیل جرولی مقرر شدند و دوران  
 ایام پروردگار از انطاکیہ (ملک شام) قاری عبد الغنی را فرستاد و مخارج حروف را از ایشان درست  
 کردند۔ روزے حضرت ایشان در خانقاہ شریف دہلی بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند۔ منشی احمد حسین دہلوی  
 آن وقت حاضر بود۔ بہ عاجز بیان کرد کہ حضرت برادر صاحب را گزر شد حضرت ایشان چون ایشان  
 را دیدند بہ اہل حلقہ فرمودند: ”شما یان بہ قوت و محنت و ہائے خود را بہ ذکر شریف مشغول می سازید و  
 دل بلال ما از خود مشغول بہ ذکر شریف است“ عاجز در کتابے دیدہ است، کہ بزرگے مصروف حلقہ و  
 ذکر شریف بود و از اولاد آن بزرگ یک بچہ بہ نزدیکی ایشان مخو خواب بود۔ آن بزرگ بہ اہل حلقہ فرمود:  
 گمان نہ برید کہ این طفل خوابیدہ از فیوضات ربانیہ محروم ماندہ شبنم را اثر عام است، ہر کہ در فضا  
 باشد متاثر می شود، خوابیدہ بود یا بیدار فرق نہ دارد، ہمین حال مجالس ذکر و صحبت اولیا است“  
 حضرت ایشان بہ دوران تشبیہ و تفریح از جناب ایشان استماع کلام الہی می کردند و چند سال این معمول  
 دوام یافت۔ عاجز ملاحظہ کردہ کہ حضرت ایشان را عنایتے خاص بر احوال جناب ایشان بود۔ در مکتوبے  
 نوشتہ اند۔ کما تقدم فی المکاتیب المبارکة۔ ”بر خوردار محمود الخصال حضرت بلال حفظہ اللہ الکبیر  
 المتعال عن اتباع النفس والشيطان والضلال وعن سوء المنقلب في الاهل والمال وجعله رضى الافعال  
 والاقوال ذاصلاح وفلاح وفضل وکمال۔ و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ مدح شاعر عبد اللہ بن عمر  
 وابنه بلال فقال۔ وبلال عبد الله خير بلال۔ فغضب عبد الله بن عمر وقال كذبت، بل بلال  
 رسول الله خير بلال۔ رضى الله عنهم ورحمهم قد عرفوا الحق وادعوا له۔ یعنی شاعرے مدح عبد اللہ

بن عمرو بلال کرد کہ فرزند ایشان است و گفت کہ بلال عبداللہ خیر بلال است۔ ازین قول عبداللہ بن عمر بہ غضب شد و گفت۔ دروغ گفتی بلکہ بلال رسول اللہ خیر بلال است۔ پروردگار راضی شود انانہا در حرم فرماید برآنہا این بزرگواران حق را دانستند و آن را منقاد گشتند۔ در سال سی و ہشت انایہ چہار دہم حضرت ایشان برادر کلان را با جماعتی از مخلصین ذوی الحجی بہ رامپور فرستادند تا جناب ایشان با حضرات صاحبزادگان مجدویہ ملاقات کنند و کسانے را کہ تنگ دست باشند بہ دراہم معاونت کنند۔ قیام نزد حضرت عمہ محترمہ (امتہ الجلیلہ) دختر حضرت شاہ محمد منظر قدس اللہ اسرارہما کنند۔ چون جناب ایشان با جماعت مخلصین بہ رامپور رسیدند درج ذیل مکتوب گرامی بہ ایشان ارسال داشتند۔ حضرت بلال بن عبداللہ العمری مطالعہ نمایند۔ بہ اندازہ کہ خاطر و مراعات اقارب بکنید و آداب احترام مرعی دارید ہمان قدر سرت ما و سعادتندی شماست۔ تمام اقارب را ہفت یا ہشت بار دعوت طعام دہید۔ اگر ضرورت دراہم باشد بنویسید ما بہ ذریعہ برقیۃ ارسال می داریم۔ اِنْفِقْ بِلَا اَوْلَادٍ وَلَا تَحْشُ مِنْ ذِي الْعَرْشِ اِقْلًا لَا۔ و نماز شام و نماز خفتن را اہم کنید۔

بہ می عمارت دل کن کہ این جہان خراب دران سراسر است کہ از خاک ما بسازد خشت

از طرف ما بہ افرادے کہ از ما کلان سال اند احترام و بہ افرادے کہ خورد سال اند دعا برسانید و السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یکشنبہ چہارم ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ۔ حضرت برادر کلان تمام اقارب را کہ بیشتر از یک صد افراد بودند ہشت وقت دعوت طعام دادند و بہ ناداران ذکور اکانوا و اناثا۔ یک ہزار و شش صد ہشتاد و شش روپیہ کلدار تقسیم کردند۔ شیخ غلام احمد ہانسوی رحمہ اللہ در بیاضی تمام حساب را نوشتہ است۔ اتفاقاً آن بیاض بہ دست عاجز رسیدہ است۔ افرادے کہ نامہائے ایشان در بیاض اندراج یافتہ و کسے کہ بیاض را ترتیب دادہ و نوشتہ از جہان زخمت سرفستہ اند۔

آخرین دستم شود مشیت غبار  
بے گنہ بودم ز خاکم آن فرید  
چشم دارم زانکہ خواند این کتاب  
از خدا خواہد نجاستم از عذاب  
یادگارم خط بہ ماند در کتاب  
با گناہان حیف می گردم تراب

حضرت ایشان درین مکتوب گرامی ارشاد نبوی علی صا جبہ الف الف صلاۃ و تحیتہ و نقل کردہ اند۔ و ذلک اِنْفِقْ بِلَا اَوْلَادٍ۔ قَالَ الْعُلَمَاءُ۔ اَصْلُهُ اِنْفِقْ يَا بِلَالِي بِالْاِضَافَةِ اِلَى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ۔ حُذِفَ حَرْفُ التَّوَابِعِ وَابْتَدِلَ الْيَاءُ الْفَاءُ كَمَا فِي مِثْلِ يَا غُلَامًا۔ از الفاظ این مکتوب گرامی در بیاضے ہر و محبت جوش می زند حضرت ایشان در تعلیم و تربیت ایشان سعیہامی کردند۔ می خواستند کہ بہ سرعت تمام ظاہر و باطنانہ رضی الافعال

وَالْأَقْوَالِ ذَا صَلَاحٍ وَفَلَاحٍ وَفَضِيلٍ وَكَمَالٍ ۝ گروند چون کہ داغ جناب ایشان کمزور بود بہ درو شقیقہ وسیلان خون ازین بیبتلا شدند تقریباً دو سال این مرض لاحق بود حکیم حافظ محمد اجل خان شریفی ڈاکٹر مختار احمد انصاری بہ حضرت ایشان گفتند کہ صاحبزادہ را کاملاً مشغول بہ سیر و تفریح دارید تا دو سال ہیچ مطالعہ کتاب نہ کنند ورنہ لَاقَدَّرَ اللهُ خَطَرَ جَنُونِ اسْت۔ لہذا دو سال سلسلہ درس بند شد۔ سید امجد علی شاہ فرزند سید محمد علی شاہ فرزند جانفشان خان سردھنوی برائے ایشان تجویز شکار کردند بلکہ برائے ہفت روزہ بنگوڈر کہ از توابع سہارنپور است ایشان را بردند حضرت ایشان ملا احمد خان مٹاخیل، ملا اولی محمد نسوخیل، ملا صاحب خان قمبرانی را با ایشان فرستادند۔ این عاجز نیز بہ رفاقت ایشان رفتہ بود۔ از سیر و شکار صحت ایشان بسیار خوب شد، بہ دوران آن دو سال در کونپٹہ علیل مشرد و عارضہ تپ لاحق شد۔ ڈاکٹر انگیزی کہ ہالین نام داشت بہ حضرت ایشان گفت کہ برائے پانزدہ بست روز تبدیلی ہوا ضروری است۔ باید کہ بہ واوی ہنہ ایشان را بفری سید۔ چنانچہ حضرت ایشان ملا خیر اللہ، سید احمد جان، ملا عمر، ہاشم جبرانی، محمد میر اندزی را با ایشان بہ ہنہ فرستادند۔ اگرچہ ہر روز یک نفر از احوال ایشان حضرت ایشان را خبر می داد اما تسکین نہ می شد۔ در اسبوع ثانی حضرت ایشان برائے دید ایشان تشریف بردند و ہمان جا اقامت کردند غالباً سہ ماہ قیام حضرت ایشان دران جا بود۔ آن کج تنہائی از قدم حضرت ایشان جائے ہو و ہا و  
إِلَّا اللهُ گشت۔

جناب ایشان علم ظاہر حنیف وقت از مولوی خیر محمد اندزی و باز مدتے از ملا امان اللہ خان غلجی و مولانا احمد علی محرز میرٹھی و در مدرسہ مولوی عبدالرب از مولانا محبوب الہی و مولانا حکیم جی منظر اللہ، و مولانا محمد شفیع و مولانا عبدالعلی محرز و مولانا محمد عمر گھوسوی خواندہ اند و شاطبیہ شریف را بہ معیت قاری نیاز احمد از حضرت ایشان بہ تحقیق و تدقیق تمام درس گرفتہ اند۔ و در خورد سالی از مولوی محمد اسحق و مولانا سید عبدالجلیل و قاری عبدالغنی شامی و جناب امیر خان استفادہ کردہ اند و بیشتر کتابہا را از جناب مولوی محمد عمر خواندہ اند در اوائل ماہ جمادی الاولی ۱۳۳۵ ھ خلعت خلافت در بر کردند و از ماہ رمضان ۱۳۳۵ ھ ہجری امامت فی الصلّٰۃ کہ اشارت بہ خلافت مطلقہ دارد، متعلق بہ جناب ایشان شد۔ عاجزی دید کہ از امامت جناب ایشان حضرت ایشان را انبساط حاصل می شد۔ دران ایام در دہلی حضرت ایشان عرس حضرت سید نور محمد بدایونی قدس سرہ کردند۔ در آنجا وقت نماز رسید جمعے از علما و فضلا موجود بود۔ مولانا کریم اللہ خان و مولانا مفتی محمد منظر اللہ پیش امام مسجد تھپوری نیز موجود بودند، آن وقت حضرت ایشان بہ حاضرین خطاب کردہ فرمودند۔ حالاً ما حضرت بلال را کار امامت سپرد کردہ ایم۔ و باز جناب ایشان

امامت کردند طالبانِ سلسلہ مبارکہ راجناب ایشان داخلِ سلسلہ می کردند بہ بست و چہارم رمضان ۱۳۳۶ھ از دہلی بازو جہ مرحومہ و با بست و چہار افراد از مخلصین افغانستان و با یک طبخ و زوجہ وے برائے حج روانہ شدند جناب مولانا محمد عمر را با خود گرفتند این عاجز نیز با عیال بہ رفاقت ایشان بود۔ دو شنبہ ۲۹ مئی ہشتم جوزا۔ یوم الوقوف بود۔ فی اللہ من شدّة حرّ ذلک الیوم۔ از لفحات حر و بادِ سموم بے شمار افراد بہ ہلاکت رسید۔ ملا عبد الرؤف لپینی و یک خروٹی از سرورہ بہ آنے ہلاک شدند حکومت سمنڈھانے بزرگ کندہ بود۔ اموات را بہ پہلوئے یک دیگر دو صف یا سه صف می نہادند و بالائے اموات قدرے خاک می انداختند و باز صفہائے اموات می چیدند و بہ این نوع تدفین اموات می شد۔ قلت آب مزید سبب کثرت اموات شد۔ مرزا محمد اسلم ساکن کونٹہ آن جا علیل شد و بہ سوم محرم ۱۳۳۶ھ بہ کونٹہ رسید و چند روز زندہ ماند و رحلت کرد۔ جان خان مشوڑی از وازخواہ فی المراجعت در جہاز رحلت نمود۔ و از رفقاد و نفر از منی علیل شدند و بہ خانہ رسیدہ فوت کردند۔ جناب ایشان فی مابعد دو بار برائے عمرہ و زیارت تشریف برہ اند۔

**زواج** | اواخر ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ عقد نکاح جناب ایشان با بی بی آمنہ دختر حضرت نور نیازی در کونٹہ شد حضرت ایشان از وجہ علالت حضرت والدہ در بخوری خواہر گلان کبیدہ خاطر و طول بودند ناگاہ حضرت والدہ خواہش ظاہر کردند کہ نکاح جناب ایشان کردہ شود۔ طبیبہ بہ حضرت ایشان گفت اگر می خواہید کہ مریضہ صحت یاب شود خواہش ایشان را رد نہ کنید۔ جناب والدہ صاحبہ دو سال قبل از حضرت نور دخترش را طلب کردہ بودند۔ و درین روز ہا حضرت نور با عیال خود در کونٹہ مقیم بود۔ حضرت ایشان خواہش حضرت والدہ صاحبہ را مراعات کردہ نکاح ایشان با دختر حضرت نور کردند برائے دو شب حضرت والدہ صاحبہ از مستشفی بہ خانہ تشریف آوردہ بودند و طبیبہ برائے خدمت یک ممرّضہ را ہمراہ کردہ بود۔ برائے اشتراک در حفلہ زواج از دہلی مولوی بخش اللہ و حافظ عبد الحکیم و شیخ عبد الباری جوہری و از میرٹھ حافظ اشفاق الہی و از اچھرہ لاہور میان قمر الدین و برکت علی آمدہ بودند۔ مخلصین کونٹہ ہمہ بودند و میرا عظم خان کہ فی مابعد خان قلات شد مع فرزند ان محمد اکرم و احمد یار دوران محفل شریک بودند۔ اگرچہ شرکات قلیل بودند تا اخیر و برکت بے اندازہ بود۔ حضرت والدہ صاحبہ موافق رسم ہندوستان فرمودند کہ جناب برادر صاحب را در سیارہ سوار کردہ بہ قیام گاہ حضرت نور بزنند۔ چون سیارہ آمد و حضرت ایشان را گفتہ شد کہ جناب ایشان را در سیارہ می بزنند۔ فرمودند خوب است۔ ما ہم با ایشان می رویم۔ مخلصان پاک نہاد چون حضرت ایشان را سرور و ثادان در سیارہ دیدند از و فوراً جذبات در وجد آمدند و برائے مخلوق تماشائے عجیب گشتند۔

خدائست آن کہ ذاتِ بے مثلش      نہ گردد ہرگز از حالے بہ حالے

## زلزالِ کونٹہ

بہ شب جمعہ عند السحر ۲۷ ماہ صفر ۱۳۵۲ھ - ۳۱ ستمبر ۱۹۳۵ء - شہر کونٹہ از حادثہ زلزالِ عظیم تباہ شد۔ بیشتر افراد از ساکنین آن دیار ہلاک شدند حضرت والدہ صاحبہ و جناب ایشان و عیال و اولاد ایشان زیر انقاض نہان گشتند چون کہ آیام تباستان بود و جماعت مخلصین در باغیچہ و صحن مسجد بودند لہذا سعیہا کردند و جناب ایشان و عیال ایشان و بر خوروار عبدالرحمن و عبداللہ زندہ بر آوردند اما حضرت والدہ ماجدہ و بر خوروار ابوالمجد عبدالرحمن و بی بی عائشہ دبی بی زینب جان بر نہ شدند۔ پروردگار جلّت حکمتہ آن وقت حضرت برادر کلان را عجب صبر و قوت برداشت عنایت کرد کہ از بیانش این عاجز قاصر است۔ اگرچہ عاجز در ان وقت بہ مصر بود لیکن از افراد کثیرہ واقعہ را بالتفصیل شنیدہ۔ از مخلصین پاک نہاد و دولفر شہید شدند یکے احمد نواز از قوم سر بریدہ و دیگرے سلیمان خروٹی۔ جناب ایشان در قریہ قمبرانی کہ بہ جہت جنوب بہ فاصلہ سہ میل در سرباب واقع است تا وقت عصر ہمہ را سپرد خاک کردند۔ چون عاجز از مصر آمد و احوال دیدمانی الضمیر خود را در نظمیہ بیان کرد نام آن نظم "نغمہ ہجران" است داین نام تاریخی است کہ دال بر ۱۳۵۲ھ می باشد۔ چون کہ کونٹہ مصیف حضرت خیر زمان بود ازین جہت ذکر خیر حضرت ایشان نیز آمدہ و آن حصہ را عاجز در آخر فصل سوم ذکر کردہ و این جا متعلق بہ زلزلہ نقل کردہ می شود:-

یک زمان بگزار این ناز و خرام  
چشم واکن تا کہ بینی صد عبر  
جانے عبرت گشتہ بہر خاص و عام  
ہم ز لالاش در لطافت بے عدیل  
ہم بہ تہذیب و جمالش مفتخر  
مشل تار عقد را ہا مستوی  
ہمچو عقدے وسط جنید و صد دان  
ہم خزانہش در طراوت چون بہار  
داشت ہم جمعے زار باب ہنر  
تا کہ ماند تذکرہ اندر کتاب  
در ولار و در محبت بے مثال  
پاک دل عبدالحلیم و آن رشید

اے صبا بشنوز محزونے کلام  
تا بہ کے در لہو باشی بے خبر  
رُو بہ سوئے کونٹہ کن کان مقام  
بود شہرے با ہوائے بے مثیل  
بود شہرے با خسلاتق مذوخر  
ہمچو لو لو قصر ہا در عمدگی  
در میان ہندو افغان آن مکان  
داشت از ہار و شمار بے شمار  
عیش و عشرت گرچہ پورہ بیشتر  
می نویسم نام چندے زان صحاب  
آن زچہ ہی دو برادر با کمال  
مخلصان با وفا ہر یک سعید

بہر مرشدِ مشیلِ بال و پیرِ بوند  
 سیدِ عالی نسبِ شیرِ علی  
 بود بے شک غرقِ دریائے یقین  
 کا کڑی پایندہ آن مرو خدا  
 وان نیازی قند ہار تی صمیم  
 خادمِ صدق انتمابے اشتباہ  
 وان امان اللہ نخریر و فقیہ  
 وان رحیم واد مردِ پاکِ دل  
 ہر یکے را با خدایش راز بود  
 رحمت اللہ علیہم اجمعین  
 تا بدانی نیست چیزے را بقا  
 کو شرافت واد مشیتِ خاک را  
 نیست ملکش را خرابی و زوال  
 منکر او کور باطن ہم کراست  
 در براند ہست تو قیغش ثواب  
 فقر و ثروت زیر امر عزتش  
 کبر یار و عظمت اورا در خوراست  
 گاہ ظاہری کند شانِ جلال  
 در میانِ خوف و رحمت ہر زبان  
 در ظہور و در خفا بر خاص و عام  
 باعثِ عبرت بود بہر عباد  
 در بلادے کو بڈے رشکِ جنان  
 ہست لیکن ہر کمالے را زوال  
 شد جلالتش را ظہورے بس عجب  
 چوں بلرزد کوہ و شق گردد زمین

کا کڑان را مثل تاج و سر بوند  
 قاضی نعلِ محمد نوری  
 سیدِ اکرم ز ساداتِ پشین  
 صاف دل عبد اللہ آن کان صفا  
 آن ایازِ کا کڑی یارِ تدیم  
 آن خدائے رحم وے رحم الہ  
 آن عبید اللہ مفتی و نبیہ  
 آن بہا دل صاف از زنگارِ غل  
 ہر یکے را عشق و سوز و ساز بود  
 رحمت حق بود ہر یک بالیقین  
 زوہیں آن ملک را بادِ صبا  
 بس بقائے ہست ذاتِ پاک را  
 ہر چہ خواہدی کند آن ذوالجلال  
 عدل و حکمت در فعالش مضمر است  
 گرنواز دہست اور رحمت مآب  
 عزت و ذلت بہ دستِ قدرتش  
 مانع و معطی خدائے بر تراست  
 گاہ ظاہری کند شانِ جمال  
 تاکہ عالم جملہ ماند بے گمان  
 شکر مولی ہست واجب بر نام  
 خسف و زلزائے کافتد در بلاد  
 ہچنان شد قدرتِ داوریان  
 کو سٹہ بڈ گرچہ یکتا در کماں  
 در شبِ تاریک وقتِ نیم شب  
 کے بدارد تاب انسانِ مہین



طفلہا در مہدِ راحت بے خبر  
 مردوزن بودند جملہ محو خواب  
 بہر مومن گشت رحمت با یقین  
 شد صد لے از زمین یک دم بلند  
 قصر ہا گشتند در آنے خراب  
 پُر فضا گر وید از خاک و غبار  
 چشمِ گردون رانہ بُد چون تاپ دید  
 یا لہوٰی الامر من ذاک العذاب  
 زیرِ خشت و خاک انسان ضعیف  
 دروے گر وید ویران آن بلد  
 سالِ بربادی چہ پُرسی از دم  
 بست و ہفتم بود از ماہ صفر  
 نفسی نفسی بود در ہر بشر  
 اندرین محشرستان افراد چند  
 بُد شہادت در نصیب والدہ  
 عبد رحمان عائشہ زینب چنان  
 ہر سہ اولادِ شقیق اکبر اند  
 مخلصان را ہم شدہ جانہا گزار  
 از جوانان خسروئی بُد یکے  
 داؤد رم ہم زیر خاک بے کران  
 لیک خالق را نگاہے بد عجب  
 ناصر و حافظ خدائے پاک بود  
 ہست احسانِ خدائے ذوالکرم  
 چون ز قبر آمد برون با صد شتاب  
 در ریاضِ قدس سر یابِ جمیل

ہچناں کاندہ صرف مامون گہر  
 ناگہان نازل بروشان شد عذاب  
 بہر کافر صد عذاب و صد مہین  
 خانہا را یک بہ یک از پا فلند  
 جملہ اسبابِ تعیش شد عذاب  
 شد فلک از آہ مردم بے قرار  
 زان رولے خاک را بر رو کشید  
 اِنَّہٗ اَمْرٌ عَظِیْمٌ لَا اَرْتِیَابَ  
 زیرِ پائے فیصل چون مورِ نحیف  
 بہر میت نے کفن بُد نے لُحْد  
 رستخیزے بود آنجا " شد رقم <sup>۱۱۳۵۲</sup>  
 در شبِ آدینہ نزدیک سحر  
 ہر کسے از نیم محشر در خطر  
 از عزیزان نیز رحلت کردہ اند  
 زان "مقامِ عالیش جنت شدہ" <sup>۱۱۳۵۲</sup>  
 جدہ را گشتند مونس در جنان  
 ہر سہ در جنت بہ فضلِ داؤد اند  
 چون سلیمان رفت با احمد نواز  
 پیر مردے سر بُریدہ دیگرے  
 زیر چوب و خشت و آہن بُد نہان  
 زان بہ صحت رست از در و کرب  
 جسم سالم جا مہا صد چاک بود  
 ماند سالم آن شقیق محترم  
 نعشہا را پس بر آورد آن جناب  
 دفن شان را کرد تا وقتِ اُصیل

بر سرش بینی ردائے گرز نور  
 ہست بہر کشتگان پاک دین  
 لیک اچیا اند در خلد برین  
 خوان بہ اخلاص دل و صدق تمام  
 دز امورِ واقعی جاہل مشو  
 از خدائے پاک رب العالمین  
 بے نیازی ہست کامل مرترا  
 تو روئی تو علیمی تو رحیم  
 مالک ہر دو جہانی اے متین  
 جلے شان کن باغ رضوان اے خدا  
 بر فقیر زید مسکین بوالحسن  
 تاکہ او خدمت کند اسلام را  
 باز گرد پر ز جوش مردمان  
 ابر رحمت باز بارد بر خزن  
 باز خیزد آہ و سوز عاشقان  
 بوئے گلہا باز آید در داغ  
 با صدائے دل کش و سخن غریب  
 چشم ز گس و اشود بر خاوران  
 میوہ گسرد باز نخل آرزو  
 از افق طالع شود ماہ امید  
 بین یسرین است غم لاکلام  
 اے رفیقان عزیز و ہم نشین

در خطیرہ گرتو بینی سشش قبور  
 بس بہان آرام گاہِ آخرین  
 گرچہ امواتند در زیر زمین  
 ایستادہ ساعتے آن جا سلام  
 یاد کن مرگِ خودت غافل مشو  
 فاتحہ بر خوان دُعا کن با حنین  
 کاے خدائے پاک وے مولائے ما  
 تو سمیعی تو بصیری تو کریم  
 قادر و خلاق ہستی بالیقین  
 رحم فرما بر شہیدان اے خدا  
 رحم فرما اے خدائے ذوالمنن  
 در صلاحش مثل آبا کن خدا  
 از خدا خواہیم کان رشک جنان  
 باز گرد آن نشاط و آن زمن  
 باز آید ناز و غمزہ از بُتِ شان  
 باز گرد دورِ صہب در آیاغ  
 باز خواند نغمہا راعتد لیب  
 باز جنبد در چین سرورِ روان  
 باز آب رفتہ برگردد بہ جو  
 باز بیند کوسٹہ روز سعید  
 نزد ارباب ہنر قولے ہست عام  
 کوسٹہ محسوم چون ماند ازین

توطن کوسٹہ | در فصل چہارم بہ ملفوظ نود و ہفتم مذکور شدہ کہ حضرت ایشان قدس سرہ بہ اہل ہند  
 فرمودند، "شمایان از اہل این حکومت (افرنگیان) می خواہید و طلبگار استقلال  
 ہستید، اما امن و راحت کہ درین ایام بہ شما یان حاصل است آن را از دست خواہید داد، و باز این

ایامِ رایا و خواہید کرو، و در ملفوظ چہارم گزشتہ کہ فرمودند: "لے عزیزانِ منیر الدین از فسق و فجور نالان است  
 و من ظلماتِ کفرِ رامی بنیم کہ از افق سر بر آورده است" عاجز بست و پنج سال بعد از وفات حضرت  
 ایشان رأی العین دید کہ آن چہ حضرت ایشان فرمودہ بودند حرف بہ حرف درست آمد۔ بہ روز جمعہ  
 بست و ہفتم رمضان ۱۳۶۶ھ۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کہ ۲۴ ماہ ۳۲۶ شمسی ہجری بود۔ ہندیان  
 آزاد شدند۔ و برائے مسلمانان دورِ آلام و فتن شروع شد۔ در ان ایام نہب و قتل و ارتداد اشعار  
 عبدالرحمن مالتی سہیلی کہ در اواخرِ فصلِ دوم ذکر شدہ، بہ یاد عاجز آمد۔ مفہوم آن مبارک اشعار را عاجز بہ  
 نظم گفتہ و دعا کردہ و این مجموعہ را بہ نام "نوائے رنج و غم" موسوم ساختہ کہ نام تاریخی است۔

بشنوی صوتِ خفی از جانِ جان  
 وے کہ باشی در مصائبِ مستعان  
 منتہ کن بر فقیرِ زید بان  
 خاک این فقر است تاجِ قدسیان  
 گرچہ دردستم بود ملکِ جہان  
 کو درے باشد بگرم گرد آن  
 راحتِ دلہا بود لطفِ زبان  
 در گہت باشد ملاذِ عاجزان  
 در رضایت بہر من دوزخِ جان  
 خود تو فرمودی کہ لطفم بے کران  
 فضل و جودت بے حساب بے گمان  
 لیک تا کہ در فشارِ کافران  
 تا بہ کے از خون وے دریا روان  
 چشمہا از سوز تلکے خون نشان  
 عصمتِ زہبا بہ دستِ جابریان  
 صدمہائے جان گدازد دلستان  
 جائے منبر تا بہ کے رقصِ بتان  
 ہچو برگ گل بہ ایامِ خزان

اے کہ دانی حالِ دل را از نہان  
 اے کہ بہر درد در مان ذات تو  
 اے کہ داری گنجہا در قولِ کن  
 نیست مارا چارہ از فقر تو  
 مستمدم بر درت دستک زخم  
 بندہ پرور گر تورانی از درت  
 کومت نام پاک وے برب لہود  
 و شگیر بے کان لطفت بود  
 در عتابت جنتم دوزخ بود  
 نا امید از رحمت کافر بود  
 لطف تو بیش است از فکر و خیال  
 بندگانت را خطا ہا ارچہ بیش  
 تا بہ کے بر بادوی مسلم بود  
 سینہا از درد تا کے چاک چاک  
 بہر طفلان شیر مادر خون شدہ  
 تا بہ کے از دشمنان اسلام را  
 جائے مسجد تا بہ کے بت خانہا  
 تا بہ کے اوراقِ مصحف منتشر

جنگِ اسلام است با کفر و فساد  
 بہر قتل و تہیب یکسر آمدند  
 یا الہی گشتہ افزوں از حساب  
 بندگانت عاجزند و بے کس اند  
 بے کسان در انتظار نصرت اند  
 بار مولیٰ حافظ و ناصر تویی  
 شَئِیتَ اللّٰهُمَّ شَمَلِ الْمُشْرِکِیْنِ  
 تابہ کے این ذلت و خواری بود  
 مدتے بگزشت در دوز و کرب  
 عفو فرما جملہ تقصیرات را  
 بہر لطف بندگانت را مدام  
 یا خفی اللطف اذرن حالتنا  
 دور فرما ظلم و عدوان و ستم  
 دور فرما جسد آلام و محن  
 رحم فرما بر فقیر بے نوا  
 یا مٰلِکَ الْکَوْنِ جَلَّتْ قُدْرَتُکَ  
 ہب لنا باللطف منک المغفرہ  
 با محمد در جہد طاغوتیان  
 با تفنگ و خنجر و تیغ و سنان  
 ظلم و عدوان و جفائے دشمنان  
 انتقامِ شان بگیہ از ظالمان  
 بے کسان را از بلا ہا وارمان  
 بہر مظلومان تویی حرز و امان  
 وَالضَّرِیْا اِسْلَامَ نَصْرًا لِّیٰہَا  
 بارے بنگر سوئے حال زارِ شان  
 مرہے نہ بر دلِ افسردگان  
 یک نگاہ لطف فرما یک زمان  
 دست بر رو چشم سوئے آسمان  
 کُنْ لَنَا عَوْنًا فَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ  
 دور فرما رنج و اندوہ و زیان  
 دور فرما ہر بلائے ناگہان  
 رحم فرما اے خدائے مہربان  
 اَرْفِعِ الْاَوْزَارَ عَنَّا بِالْحَنَانِ  
 وَاَسْتَجِبْ مَتَابِقًا اَنْ الْاَوَانَ

دران ایام روزے عاجز برائے زیارتِ استادِ مولانا محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ بہ مدرسہ  
 مولوی عبدالرب رفت۔ جناب مولوی صاحب نام کیے از اکابر زعمارِ مسلمین بر زبان آورد و فرمود کہ  
 من بہ او گفتم۔ شہایان می گفتید کہ انگلیز ہا از اعدایِ عدلِ مسلمین اند، اگر انگلیز ہا بروند مسلمانان را راحت  
 نصیب شود۔ و من می بینم کہ از روزے کہ انگلیز ہا رفتہ اند از مسلمانان بے شمار افراد کشتہ شدہ اند و بہرچہ  
 اندازہ از خوف جان مرتد شدہ اند۔ آن زعمیم گفت۔ ہرچہ بہ ظہور رسیدہ قطعاً خلافِ توقع ما شدہ، خیالی  
 کنم کہ شاید منظور حق این است کہ در ہندوستان مسلمانی نہ ماند، یقول العاجز، قال اللہ، لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ  
 النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَہُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا، وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَہُمْ مَّوَدَّةً لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ  
 قَالُوْا اِنَّا نَصَارٰی۔ الآیۃ۔ و من اصدقی من اللہ حدیثا۔

مِنْ اسْتَنَامَ إِلَى الْأَشْرَارِ نَامَ وَفِي قَيْصِهِ مِنْهُمْ صِلٌ وَتَعْبَانُ

الصِّلُ حَيَّةٌ خَبِيثَةٌ جَدًّا۔ چون احوالِ دہلی از حد خراب شد و خادمِ خصوصی حضرت برادرِ گلان کرناش عبدالکریم بود (علی خیل از مقر) بہ روز شنبہ یازدہم ذی القعدہ ۱۳۶۶ھ ۲۷ ستمبر ۱۹۴۶ء بہ شہادت رسید جناب ایشان قصدِ کوئٹہ بلوچستان کردند۔ حکومتِ ہند برائے آوردن ہندوانِ بلوچستان طیارہا بہ کوئٹہ می فرستاد۔ جناب ایشان مع اہل و عیال بہ روز پنجشنبہ یکم ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۶ء علی الصباح قبل طلوع الشمس بہ کوئٹہ روانہ شدند۔ و ازان روز آن دیار از وجود جناب ایشان آباد شد۔ تِلْكَ الْآيَاتُ نَدَاؤُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔

در تابستان بہ کوئٹہ و در زمستان بہ رندلی علاقہ ڈھا ڈر قیام دارند۔ و در کوئٹہ بیشتر قیام جناب ایشان در چوہی می باشد۔ آن جا قدرے زمین دارند، مخلصان یک حجرہ ساختہ اند در ان حجرہ بہ مطالعہ مشغول می باشند۔ بیشتر مطالعہ جناب ایشان از کتب احادیث مبارکہ می باشد، سہ سال می شود کہ فہرست کتاب طبقات ابن سعد نوشتہ اند و از دو سال در ترتیب فہرست بخاری مصروف اند جناب ایشان مطالعہ کتاب بالاستیعاب می کنند۔ و فوائد و لطائف را در بیاض نقل می کنند۔ این بیاضہا گنجینہ ہائے علوم و اسرار و معارف اند۔ شوقِ مطالعہ تفاسیر و کتب احادیث از حضرت خیر جہان وراثتہ بہ جناب ایشان رسیدہ است۔ از عشقِ نبوی بہ وجہ اتم سرشار اند۔ بہ دو از دہم ماہ مبارک ربیع الاول بہ خلفا و مخلصین خود ہدایت می فرمایند کہ محافل میلاد شریف منعقد کنند۔ جناب ایشان را در غبرگ علاقہ لورالائی زمین است۔ صاحبزادگان خود را آن جامی فرستند تا بہ وجہ احسن انعقاد محفل مبارک کنند۔ مخلصین بہ ذوق و شوق تمام نعتہا می خوانند، بہ صد ہا نفر نان و قورمہ و چائے دادہ می شود۔ عاجز بہ انفالستان سہ بار رفتہ است۔ از مساعی جناب ایشان صد ہا قلوب را ولدادہ عشقِ نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ یافتہ۔ علامہ اقبال گفتہ وجہ خوب گفتہ رَحِمَهُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

بہ مصطفیٰ برسان خویش را کہ دین ہمہ است اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است  
اولاد | پروردگار جناب ایشان را چہار پسر و شش دختر عنایت کردہ۔

۱۔ بر خوردار ابوالمجد عبدالرحمن۔ در اواخر ۱۳۴۲ھ در کوئٹہ تولد ایشان شدہ۔ از مولوی اختر شاہ خان در میرٹھ می خواند۔ ذی استعداد و فہیم بود۔ دو از وہ سالہ بود کہ در حادثہ زلزله رحلت نمود۔ چون حاجہ از مصر مراجعت کرد، با مولوی اختر شاہ ملاقات کرد۔ ایشان بیان بر خوردار می کردند و از ذہانت و استعداد ایشان چیز ہا می گفتند۔ جَعَلَهُ اللهُ دُخْرًا وَاجْرًا لِلْأَبْوَتَيْنِ۔

۲۔ بی بی خدیجہ در ۱۳۲۳ھ متولد شدہ و در ۱۳۲۵ھ در کوٹہ وفات یافتہ نزد عاتق خود عثمانی و جیدری مدفون شدہ۔ جَعَلَهَا اللهُ ذَخْرًا وَاجْرًا لِلْأَبْوِينِ۔

۳۔ بی بی عائشہ در ۱۳۲۶ھ متولد شدہ جدہ محترمہ اور بسیار دوست می داشت ہشت سالہ بود کہ در حادثہ زلزله بہ رفاقت جدہ بہ رُوح و ریحان و جنتِ نَعِيمِ شتافت جَعَلَهَا اللهُ ذَخْرًا وَاجْرًا لِلْأَبْوِينِ۔

۴۔ برخوردار عبید الرحمن سلمہ اللہ تعالیٰ وَحَفَظَهُ وَجَعَلَهُ لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا۔ ولادت ایشان بہ چہار شنبہ ہر دہم محرم ۱۳۲۵ھ۔ ۲۶ جون ۱۹۲۹ء۔ شدہ، نام تاریخی عبدالمختار است۔ در حادثہ زلزله با برادر کلان خود ابوالمجد عبد الرحمن بریک سریر خوابیدہ بود۔ سر ایشان از سر برادر خود بہ اندازہ چہار یا پنج انگشت پائین بود۔ بازوے دروازہ برآمُ الدِّبَاغِ عبد الرحمن رسید و ہلاکش کرد و پروردگار عبید الرحمن را محفوظ کرد۔ مویہائے سر ایشان با بازوے دروازہ چسبیدہ بود۔ بہ روز پنجشنبہ پانزدہم جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ۔ ۱۶ مئی ۱۹۵۶ء۔ نکاح ایشان با سیدہ ذاکرہ دختر صاحبزادہ سید عبد الحلیم فرزند صاحبزادہ سید میر حسن شد۔ پروردگار ایشان را ہفت اولاد عنایت کردہ۔ بی بی آنسہ کہ بہ شنبہ نہم شعبان ۱۳۷۷ھ۔ یکم مارچ ۱۹۵۸ء۔ متولد شدہ۔ بی بی باہرہ کہ بہ پنجشنبہ ششم ربیع الاول ۱۳۷۹ھ۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۵۹ء۔ متولد شدہ۔ بی بی عالیہ بہ شنبہ نوزدہم ربیع الآخر ۱۳۸۱ھ۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۱ء۔ متولد شدہ۔ بی بی نائے بہ شنبہ بست و ہشتم صفر ۱۳۸۳ھ۔ ۲۰ جولائی ۱۹۶۳ء۔ متولد شدہ۔ بی بی خاتمہ در ماہ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ۔ جولائی ۱۹۶۵ء۔ متولد شدہ۔ بی بی سائرہ در ماہ صفر ۱۳۸۷ھ۔ مئی ۱۹۶۷ء۔ متولد شدہ۔ بی برخوردار زبیر بہ روز شنبہ سوم ربیع الاول ۱۳۸۹ھ۔ ۲۰ مئی ۱۹۶۹ء۔ متولد شدہ، سَلَّمَ اللهُ الْجَمِيعَ وَحَفَظَهُمْ بِمَنَّةٍ وَكَرَمٍ۔

۵۔ بی بی زینب در ۱۳۳۹ھ۔ ۱۹۳۰ء۔ متولد شدہ و در زلزله ہمسفر جدہ شدہ جَعَلَهَا اللهُ ذَخْرًا وَاجْرًا لِلْأَبْوِينِ۔

۶۔ برخوردار عبید اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ وَحَفَظَهُ ولادت ایشان بہ روز و شنبہ چہارم محرم ۱۳۵۳ھ۔ ۸ اپریل ۱۹۳۵ء۔ شدہ۔ در حادثہ زلزله پنجاہ و سہ روزہ بود۔ چون ایشان را از خاک کشیدند دہانش از خاک پُر بود۔ یک مخلصہ دہانش را صاف کرد و بہ شدت در دہانش و میڈ پروردگار لطف فرمود و نفسش جاری شد۔

وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَّهُ آيَةٌ تَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ وَاحِدٌ

بہ روز جمعہ سیزدہم ماہ ربیع الآخر ۱۳۷۹ھ۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۹ء۔ نکاح ایشان با بی بی صفیہ

دختر این عاجز شدہ، بہ شبِ شنبہ وقتِ صلاۃِ عشاءِ بست و منقتمِ رمضان ۱۳۸۰ھ۔ ۳۰ مارچ ۱۹۶۱ء  
تولد بی بی نجمہ شد۔ وہ شنبہ بست و چہارمِ رجب ۱۳۸۲ھ۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۲ء۔ تولد بی بی کوكب شد۔  
سَلَّمَهُمَا اللّٰهُ وَحَفِظَهُمَا۔ مع ہذا چون کہ در طبائعِ زوجین اتفاق نہ بود جدائی واقع شد۔ و بی بی صفیہ باہر  
دو نور ویدہا نزد عاجز مقیم است۔ سَلَّمَهُنَّ اللّٰهُ۔

۷۔ بر خوردار عبید اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ و حفظہ۔ ولادت ایشان بہ شبِ جمعہ بست و نهمِ رمضان  
۱۳۵۶ھ۔ ۲ دسمبر ۱۹۳۶ء۔ شدہ و نکاح ایشان بہ شنبہ یازدہمِ ربیع الآخر ۱۳۸۶ھ۔ ۳۰ جولائی ۱۹۶۶ء۔  
بابی بی علیمہ دختر احمد حسن صاحبزادہ فرزند خدائے مہر گل صاحبزادہ کنڈی قرہ باغی شدہ۔ پرورگار چہار  
اولاد عنایت کردہ۔ ۱۔ محمد عمر بہ شنبہ دہمِ ربیع الآخر ۱۳۸۶ھ۔ ۱۸ جولائی ۱۹۶۶ء۔ متولد شدہ از نور المنفی  
سال ولادت ظاہر است، ۲۔ بی بی حفصہ بہ دو شنبہ یکمِ ذی القعدہ ۱۳۸۸ھ۔ ۲۰ جنوری ۱۹۶۹ء۔ متولد  
شدہ۔ ۳۔ سعد۔ بہ شبِ یکشنبہ یکمِ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ۔ ۷ فروری ۱۹۶۷ء۔ متولد شدہ۔ ۴۔ بی بی رحیمہ  
بہ شنبہ یازدہمِ شوال ۱۳۹۲ھ۔ ۱۸ نومبر ۱۹۶۲ء۔ متولد شدہ۔ سَلَّمَهُ اللّٰهُ الْجَمِيعَ۔

۸۔ بی بی رابعہ بہ شنبہ پانزدہمِ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۹ھ۔ ۲۲ جون ۱۹۴۰ء۔ متولد شدہ۔ چون کہ  
دختر چہارم بود بی بی رابعہ موسوم گشتہ۔ بہ جمعہ سیزدہمِ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ۔ ۱۶ اپریل ۱۹۶۵ء۔ نکاح  
با فاروق احمد خان انصاری فرزند ہمیشہ محترمہ وسطی منعقد شد و حق تعالیٰ توأم دو دختر نرسبت و  
نکہت عنایت کردہ۔ کما تقدم التفصیل۔ سَلَّمَهُنَّ اللّٰهُ۔

۹۔ بی بی ہاجرہ بہ یکشنبہ شانزدہمِ شوال ۱۳۶۲ھ۔ ۷ دسمبر ۱۹۴۳ء۔ متولد شدہ۔  
۱۰۔ بی بی فاطمہ بہ پنجشنبہ بست و یکمِ ذی القعدہ ۱۳۶۵ھ۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۶ء۔ متولد شدہ۔  
این میوہ ہائے نورس بوستانِ خیرِ جہان اند۔ پروردگار ایشان را در زیر سایہ حضرت برادر۔  
کلان تر و تازہ دارد و از جمیع آفات نگہدارو۔

وفاتِ اہلیہ | بہ دو شنبہ دوازدهمِ صفر ۱۳۸۰ھ۔ ۶ اگست ۱۹۶۰ء۔ بی بی آمنہ زوجہ محترمہ حضرت

بیان می کند کہ چہمان ایشان بند بود ناگاہ دست راست خود را قدرے بلند کردہ دوبار اشارہ انتظار کردند  
و باہر اشارہ بہ اردو لفظ "اچھا" کہ بہ معنی خوب است گفتہ "عبدالرحمن میں آرہی ہوں" گفتند یعنی عبدالرحمن  
من می آیم۔ و بعد ازین جان بہ جان آفرین سپردند۔ عبدالرحمن فرزند اکبر ایشان بود کہ بست و شش سال قبل  
در حادثہ زلزله رحلت کردہ بود و درین وقت روح طیب و طاہرش برائے استقبال روح والدہ خواندہ بود۔

صَبَّ اللَّهُ عَلَيْهِمَا شَأْبَيْبَ الْغُفْرَانِ وَأَسْكَنَهُمَا فِي قَرَادِيسِ الْجَنَانِ۔ چون عاجز این خبر مُتَأَلِّمِ مَشْنِيدِ  
برزبانش "يَا حَيُّ غُفْرَانُكَ" آمد۔ چون در اعداد حرفش فکر کرد موافق سالِ وفات یافت۔ لہذا این  
کلمہ دُعائیہ تاریخیہ را در سلکِ نظم سفت و گفت۔

عیالِ آن بلالِ پاک مشرب      مبارک آمنہ در غلدِ آسود  
ز سالِ رحلتش چون زیدِ پرسید      ملک "يَا حَيُّ غُفْرَانُكَ" بفرمود

**خلفا** | مُحَمَّدِ اللَّهِ وَاحْسَانِهِ جناب ایشان را جمع است از خلفاء، اشہر ایشان مُلَا شَیْرِ مُحَمَّدِ أَخُونَدِ از  
ساروان قلعة علاقہ قندھار بودند۔ پروردگاریشان را مقبولیت عطا کرد۔ خلقے از ایشان مستفید گشت  
چند سال می شود کہ رحلت فرمودند۔ عاجز بر مزار ایشان رفتہ۔ بابرکت مقام است رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى وَ  
رَضَى عَنْهُ۔ جناب ایشان مُلَا عَبْدِ الْحَكِيمِ راجائین ایشان مقرر کرده اند جَعَلَهُ اللَّهُ هَادِيًا۔ واحد حسن  
صاحبزادہ فرزند خدای مہر گل صاحبزادہ قوم کندھی ساکن قرہ باغ را در جہاتِ خود مقبولیت است  
وَفَقَّهُ اللَّهُ لِنَشْرِ الطَّرِيقَةِ وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادَةِ الصَّالِحِينَ، پدر ایشان از خلقے حضرت سیدی الولدِ قَدِيسِ  
سرہ بودند پروردگاریشان را نزد جناب ایشان رسانید و فتح باب بِنَصِيبِ اِيْشَانِ شَدَّ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ  
عَلَى ذَلِكَ۔ جناب ایشان را خلفائے دیگر نیز مستند چون کہ ناہمائی ایشان بہ وجہ درست عاجز را  
معلوم نیست ازین وجہ از تحریر قاصر است۔ البتہ این قدر می دانند کہ بر جناب ایشان فضل پروردگارشہ۔  
بہ نوعی کہ جناب ایشان از نام و نمود دور و بہ امور یقینیہ مصروف اند منتسبین ایشان نیز از عاملین  
این کیفیات اند۔ جَعَلَهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا مِنْ عِبَادَةِ الصَّالِحِينَ وَوَفَّقَهُمْ لِمَا فِيهِ صَلَاحٌ دِينِهِمْ وَدُنْيَاهُمْ۔  
از چند سال جناب ایشان کار شیخت را حوالہ بر خورد و سعادت اطوار عبید الرحمن کرده اند جَعَلَهُ  
اللَّهُ اِمَامًا لِلْمُتَّقِينَ۔

### برادر عزیز فاضل حضرت ابوالسعد سالم سلمة الله وحفظه

ولادت ایشان بروز جمعہ دوم صفر ۱۲۲۶ م۔ ۶ مارچ ۱۹۰۸ء ۱۵ حوت ۱۲۸۶ ش۔ در خانقاہ  
شریف دہلی بودہ، حافظ عبد الحکیم دہلوی می گفت کہ من نزد محجر مبارک استادہ بودم کہ حضرت ایشان از  
حرم سرا برآمدند و نزد من آمدہ بہ مسرت فرمودند۔ حق تعالی بہ من فرزند عنایت کردہ و من نام او سالم و  
مُسْلِمِ نِہَادَہِ ام۔ حضرت ایشان بارہا بِنُحْلَصِينَ فرمودہ کہ جدا مجدا حضرت عمر بود و فرزند ایشان عبد اللہ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا۔ و از اولاد ایشان یکے را نام بلال بود و یکے را زید و یکے را سالم۔ و نام قبلہ گاہم عمر است



و نام عبد اللہ و نامہائے فرزند نام بلال و زید و سالم۔ و حضرت ایشان اکثر این شعر خود را می خوانند و در مکاتیب می نوشتند۔

وَأَرْحَمَ ابْنَاتِي الثَّلَاثَ بِلَالًا  
لَا وَزَيْدًا وَسَالِمًا وَوَلَدًا

برادر عزیز خلقه کمزور و نحیف البنیہ بودند۔ روزی برادر عزیز چون از مدرسه عبدالرب بازگشتند عرض کردند کہ مرا استاد گفته کہ فردا کتاب نحو میر با خود بیا۔ این عاجز ہم استادہ بود۔ حضرت ایشان بسیار خوش شدہ فرمودند: واہ واہ۔ اگر مثل زید کہ از من نحو میر را خواندہ، تو ہم بخوانی، ما بہ خوشی یک گوسفند ذبح کنیم: دعائے حضرت ایشان بود۔

بَنُوهُ بِلَالٌ ثُمَّ زَيْدٌ وَسَالِمٌ  
فِيَارِبٍ بَارِكٌ فِيهِمْ مُتَّفَضِلًا  
وَالَّذِينَ دَقَّقْتُمْ وَلِلْعَلْمِ وَالْتَقَى  
وَأَوْرَثْتَهُمُ الْقُرْآنَ وَالصُّحُفَ الْعَلَا

ایں دعا را ظاہر اثر بود۔ در ہندوستان از ملا امان اللہ و مولوی محمد عمر و در مدرسہ مولوی عبدالرزق از بعض اساتذہ کتب ابتدائی خوانند و باز در ۱۳۴۵ھ۔ ۱۹۳۱ء۔ با عاجز بہ مصر رفتند و آن جا چار سال چند ماہ بہ نوعی سعیہا کردند کہ لازمید علیہا۔ در آن ایام در جامع از ہر برائے اغراب سہ شہادت بودند۔ نام شہادت ابتدائی "شہادہ" و نام شہادت ثانوی "اہلیتہ" و نام شہادت عالی "عالیہ" بود۔ ایشان نوبت بہ نوبت ہر سہ شہادت حاصل کردند۔ و از سید احمد الشریف السنوسی و شیخ عبدالحی الکتانی و شیخ بدرالدین الدمشقی اجازت حدیث شریف حاصل کردند۔ در ۱۳۵۰ھ۔ ۱۹۳۲ء۔ از مصر برائے حج و زیارت رفتند و بار دیگر از کوئٹہ ہم رفتہ اند۔ قیام عاجز در وہلی است و قیام ایشان بہ کوئٹہ۔ عاجز خبر نہ دارد کہ ایشان را تا لیفے ہست یا نہ۔ البتہ ایں قدر می داند کہ ذوق علم و شوق مطالعہ بسیار دارند۔ کتب نفیسہ و قیمہ جمع کردہ اند و در اوقات فراغ مصروف بہ آن می باشند۔ جناب شیخ سعدی گفتہ و خوب گفتہ۔  
رَحِمَهُ اللهُ۔

نظر کردم بہ چشم عقل و تدبیر  
نہ گویم لب بند و دیدہ بردوز  
زبانے درس علم و بحث تنزیل  
زبانے شعر و شطرنج و لطائف  
خدائے است آن کہ فات بے مثالش  
نہ دیدم بہ ز خاموشی خصماے  
ولیکن ہر مقامے را مقامے  
کہ باشد نفس انسان را کماے  
کہ خاطر را بود دفع ملاے  
نہ گردد ہرگز از حالے بہ حالے

زواج و اولاد | از خوانین ارفعسان عبدالرحمن فرزند نورالدین خان قوم بارک زی از مخلصین

صادق الاعتقاد والمحبہ بود، سالہا خدمت حضرت ایشان کرده۔ پدرش نیز بہ خدمت اقدس رسیدہ بود۔ احوال عبدالرحمن مقتضای این شعر بود۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دون  
از دنیا اعراض کرد و ہمہ تن بہ کار عقبی مصروف گشت۔ طُوبٰی لہ ثمَّ طُوبٰی لہ۔ بہ ۱۳۲۳ھ در کونہ  
بہ خدمت حضرت والدہ صاحبہ عرض کردہ بود کہ خواہشمندم کہ دختر خود را بہ حضرت صاحبزادہ خُرد بدہم حضرت  
والدہ شریفہ طلب ایشان را قبول فرمودہ بود۔ بعد از شانزدہ سال آن خواہش بہ وقوع پیوست۔ و بہ روز  
پنجمینہ بست و ہفتم شوال ۱۳۵۹ھ۔ ۲۲ نومبر ۱۹۴۰ء کہ یکم قوس ۱۳۱۹ھ ش۔ بود۔ در قندھار نکاح برادر  
خورد بابی بی خوار شد حضرت برادر کلان ادام اللہ ایامہ بہ وجہ احسن و اعلیٰ تمام انتظامات کردند و باز بہ  
روز پنجمینہ پنجم ذی القعدہ در دہلی بہ دعوت ولیمہ صد ہا افراد آمد و کوکروند۔ حق سبحانہ و تعالیٰ جناب  
ایشان را اجرہائے بے شمار عنایت فرماید۔

پروردگار برادر خورد را نہ اولاد، شش پسر و سہ دختر عنایت کردہ۔

۱۔ بر خوردار ابو بکر۔ بہ پنجمینہ بست ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ۔ ۸ جنوری ۱۹۴۲ء۔ متولد شدہ۔ شیخ احمد  
فاروقی تاریخی نام است پروردگار فضل فرمود و اسال در ۱۳۹۳ھ بہ سعادت حج و زیارت مشرف  
گشت جَعَلَهُ اللهُ سَعِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

۲۔ بی بی سعاد۔ بہ چہار شنبہ ششم صفر ۱۳۶۳ھ۔ ۲ فروری ۱۹۴۴ء۔ متولد شدہ۔

۳۔ بر خوردار ابو حفص عمر۔ بہ پنجمینہ بست و یکم محرم ۱۳۶۵ھ۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۵ء۔ متولد شدہ۔  
از "حِفْظُ اِلَٰهٍ عُمَرَ" سال ولادت ظاہر است۔

۴۔ بر خوردار عاصم۔ بہ سہ شنبہ ششم ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۶ء۔ متولد شدہ۔

۵۔ بر خوردار جعفر۔ بہ پنجمینہ دوم رجب ۱۳۶۹ھ۔ ۱۹ اپریل ۱۹۵۰ء۔ متولد شدہ۔

۶۔ بر خوردار عبداللہ الملقب بہ عامر۔ بہ چہار شنبہ ششم محرم ۱۳۷۱ھ۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۱ء۔ متولد شدہ۔

۷۔ بر خوردار عبدالعزیز۔ و نام تاریخی۔ شیخ دوران عبدالعزیز و معروف بہ شیخ۔ بہ یکشنبہ چہارم ذی القعدہ  
۱۳۶۲ھ۔ ۲۶ جولائی ۱۹۵۳ء۔ متولد شد۔

۸۔ بی بی فوزیہ۔ بہ جمعہ بست و ہفتم جمادی الآخرہ ۱۳۶۵ھ۔ ۹ فروری ۱۹۵۶ء۔ متولد شدہ۔

۹۔ بی بی فائزہ۔ بہ یکشنبہ بست و یکم ربیع الاول ۱۳۷۷ھ۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۸ء۔ متولد شدہ۔

پروردگار این گلزار خیرِ جهان را از حوادث و آفات نگہدارد۔ بِمَنِّہِ وَکَرَمِہِ۔

**خلفا** حضرت ایشان قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ از رب العالمین دعا کرده اند۔

تو عبد اللہ ابوالخیر حزمین را مع الاولاد ملحق کن بہ آبا

اثر دعا بفضل اللہ ظاہر است و خلقے از برادر عزیز مستفید و مستفیض است و ایشان را خلفا ہم اند و فقہم اللہ برضائے

بہ اوقات فراغ بہ مطالعہ کتب مشغول می باشند۔ مکتبہ نفیسہ دارند و ہر سال در ان ضافہ

**ذوق مطالعہ**

می کنند۔ حَفِظَهُ اللهُ تَعَالَى وَسَلَّمَهُ۔

## مؤلف کتاب ابوالحسن زید فاروقی مجددی عقی اللہ عنہ

ولادت این عاجز روز شنبہ بست و پنجم رمضان ۱۳۲۳ھ - ۱۳ نومبر ۱۹۰۶ء ۲۲ و ۲۳ قوس ۱۲۸۵ھ

در خانقاہ شریف دہلی بودہ۔ حضرت ایشان دو نام تاریخی در دو شعر نظم فرمود۔

حضرت زید بن عبد اللہ فرزند عمر  
سال میلاد زید شیخ جهان  
"ابوالحسن عبدالغنی" تاریخ میلادش بگو  
شد "محمد بشارت الرحمن"

از ولادت ہمیشہ صغری بی بی امہ اللہ حضرت والدہ صاحبہ را شیر نہ بودہ، لہذا برائے ہمیشہ

صاحبہ و این عاجز و برادر عزیز انتظام مریضعات کردہ شد برائے ہمیشہ صاحبہ در اطراف میرٹھ مریضعات

شد، لیکن برائے عاجز تا اواخر ماہ حمل (مدت شش یا ہفت ماہ) انتظام مریضعات نہ شد۔ و درین مدت

زائد از بست زہابہ عاجز شیر دادہ اند۔ حضرت والدہ صاحبہ ہمیشہ کبری و وسطی و مخلصات قدیمہ بیان

می کردند کہ مولوی شمس الدین میرٹھی و فضل عمر دہلوی از جہت بدر پور یک مریضعات را آوردند۔ لیکن این

عاجز نہ بہ آغوش وے رفت و نہ شیر وے گرفت۔ چون حضرت ایشان را از واقعہ خبر دادند شمس الدین

و فضل عمر فرمودند بروید و معلومات کنید کہ این زن چہ حال دارد۔ چنانچہ ہر دو رفتند و معلوم شد کہ آن

زن عقیفہ نہ بود۔ حضرت ایشان قدس سرہ خوش شدند و فرمودند۔ "ہاں این وجہ است۔" پروردگار از

برکت حضرت ایشان این عاجز را از مشتبہتہ محفوظ داشت۔

بے تو جانان قرار نہ تو انم کرد  
احسان ترا شمار نہ تو انم کرد

گر بر تن من زبان شود ہر موی  
یک شکر تو از ہزار نہ تو انم کرد

چون حضرت ایشان از دہلی بہ کوئٹہ رسیدند۔ پروردگار زربنی بی زوجہ بہاول قمبرانی را فرزند

عنایت کرد۔ حضرت ایشان نام آن فرزند محمد امین نہادند و زربنی بی برائے رضاعت عاجز مقرر شد۔

و تا آخر بہاند۔ زربنی بی چار سال کامل خدمت عاجز کردہ۔ عجب زن پاک باطن بود۔ پنج اولاد داشت۔

ملا صاحب خان، سعیدہ بی بی، غلام محمد، محمد امین، عبدالقدوس بہاول از مخلصین پاک طینت بلکہ از عشاقِ حضرت ایشان بود۔ وزیر بی بی در محبت و اخلاص نظیرے نہ داشت، این ہر دو پاک باطنان و پاک لسان و صاحب خان و سعیدہ سالہا سال شب و روز بہ خدمت عاجز مصروف بودند، عاجز پنج شش سالہ بود کہ بہاول رحلت نمود وزیر بی بی بہ جمعہ نوزدہم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ۔ ۲۶ نومبر ۱۹۲۶ء سفر آخرت اختیار کرد۔ رَحِمَهُمَا اللهُ وَرَحِمَ اَوْلَادَهُمَا وَرَضِيَ عَنْهُم۔

خدمت و حفاظت ماہر سہ برادران بہ علماء و صلحائے افغانستان متعلق بود۔ ہدایت حضرت ایشان بود کہ مایان نہ از کسے چیزے گیریم و نہ بہ خانہ کسے رویم، از خوش طبعی و از سیر و تفریح کردن مانعت نہ بود۔ اکثر اوقات مایان بیرون حرم سرا با مخلصین پاک نہاد صرف می شد۔ بلکہ در کونہ بعض اوقات بہ شب ہم در باغچہ می خوابیدیم۔ صحبت علماء و صلحائے اہل بہ اقوال و افعال نیکان کرد و از محاورات علمیہ روشناس ساخت و این فضل عظیم بود مہر پروردگار را کہ براحوال مایان کردہ بود۔

غالباً عاجز ہفت سالہ بود و در صحن مسجد شریف خانقاہ دہلی با برادر خورد بہ بازی مشغول بود کہ حضرت ایشان برائے نماز دیگر تشریف آوردند۔ چون نزد عاجز رسیدند، فرمودند "ہنوز نماز شروع نہ کردی" ازان روز تلاوی محمد نوسیل تعلیم وضو و نماز و ادعیہ نماز مصروف گشت۔ و عاجز عادت نماز خواندن گرفت۔ قرآن مجید را از قاری نور محمدی خواند، ایشان از علاقہ "میان والی پنجاب" بودند۔ بہ مساعی ایشان شانزدہ پارہ را حفظ کردہ پارہ ہفدہم را شروع کردہ بود کہ ایشان رفتند و عاجز بہ علم ظاہر مشغول گشت و آن یاد ہم نہ یاد گشت۔ افسوس صد افسوس۔

يَا لَهْفَ نَفْسِي لَهْفَهَا مَالِ الزَّمَانِ وَمَالِيَّةِ

روئے حضرت ایشان در کونہ بہ عاجز گفتند از حضرت امام ربانی تا پدر شہاب یک حافظ و قاری و عالم و صاحب نسبت گزشتہ است "اما افسوس کہ از افضل این اوصاف عالیہ کہ حفظ قرآن است مایان متصف نہ شدیم۔ عاجز بہ علم ظاہر چند روز از مولوی خیر محمد اندری و از مولوی محمد عمر گھوسوی و ملا امان اللہ نجفی و در مدرسہ مولوی عبدالرب کہ در دہلی واقع است از مولوی عبدالوہاب و مولوی محبوب الہی و مولوی حکیم جی منظر اللہ و مولانا محمد شفیع و محدث شہیر مولانا عبدالعلی خواندہ۔ نحو میر و برنخے از کافیہ ابن صاحب و برنخے از رقعات عالمگیری از حضرت ایشان خواندہ۔ تدریس حضرت ایشان بہ غایت تحقیق و تدقیق بود۔ اگر در ہر فن صرف یک کتاب کسے از حضرت ایشان می خواندے حاجت خواندن کتاب دیگر ہرگز نہ بودے۔ و درسی رقعات عالمگیری را شانے دیگر بود۔ حضرت ایشان نام سلطان اونگ زیب عالمگیر را بہ غایت

ادب و احترام می گرفتند۔ روزے چون عاجز رقعات را می خواند، فرمودند: "حضرت سلطان عالمگیر از جد شما حضرت شیخ سید الدین بیعت شده بودند و صاحب نسبت بودند" در مکتوبی حضرت سلطان نوشته اند۔

نه رفت از دم قول آن کاسه گر  
که می گفت با کاسه پیر خطر  
نه دانم که سنگ سپهر قضا  
ترا بشکند بیشتر یا مرا

عاجز چون این قطعہ خواند، حضرت ایشان سر مبارک فرو برده دوسہ بار قطعہ را خواندہ خاموش شدند و چند دقیقہ بران حال گذشت و باز برائے حضرت سلطان دعا فرمودند۔ بعد از وصال حضرت ایشان عاجز خود را بہ مدرسہ مولوی عبدالرب وابستہ کرد و در شعبان ۱۳۲۶ھ از دورہ صحاح ستہ فارغ گشت۔ بخاری، مسلم، ابن ماجہ از مولانا عبدالعلی و ترمذی، نسائی، ابو داؤد از مولانا محمد شفیع خواند۔ اگر طالب علم از روئے قواعد عربیہ عبارت را نادرست می خواند، مولانا عبدالعلی بروئے قہری کردند اچنانا نسبتش بہ اہلبی و جمہق می کردند ازین جہت از طالبان علوم کمتر پیش ایشان قرأت می کرد۔ جناب ایشان قبل از شمول عاجز درس بخاری شروع کرده بودند، شش ورق خواندہ شدہ بود، چون عاجز اول روز حاضر شد جناب ایشان برائے قرأت امر کردند۔ چون عاجز قرأت کرد خوش شدند و از ان روز تا آخر یوم درس این عاجز پیش ایشان قرأت می کرد غیر از چند اوراق اول تمام بخاری و تمام مسلم و تمام ابن ماجہ را عاجز حرفاً و خواندہ و در رسہ کتب باقیہ نزد مولانا محمد شفیع نیز بیشتر از ثلث عاجز قرأت کردہ۔ حالانکہ در دورہ حدیث بیشتر از شصت نفر بودند۔ در تمام مدت دورہ حدیث یک روز در دورہ صباح بہ اندازہ وہ دقیقہ عاجز بہ تاخیر رسید و دید کہ مولانا عبدالعلی طالبی را زجر می کنند، نشست گاہ عاجز متصل بہ سریر مولانا بود۔ عاجز برگرسی ہندی می نشست و کتاب بر سر برمی بود و بقیہ افراد در والان مسجد شریف بہ شکل دائرہ مستطیلہ می نشستند۔ چون کہ جناب مولانا از پانزہ سال بل اکثر مصاب بہ مرض فالج بودند از حرکت معذور بودند، بہ وقت تدریس سریر ایشان متصل بہ والان مسجد شریف نہادہ می شد۔ و ایشان تکیہ بر بالش کردہ درس می دادند۔ چون عاجز بہ جائے خود رسید، جناب مولانا فرمودند: "صاحبزادہ چرا این قدر تاخیر کردی۔" عاجز عذر بیان کرد، فرمودند، سبق بخوانید۔ عرض کرد۔ از کدام جا، آن وقت بہ بسیار در زوائف فرمودند۔ یکے ہم از این اہلہان نہ توانست خواند، از جائے بخوانید کہ دیروز گزارشتہ اید، وہی مابعد بہ عاجز معلوم شد کہ دو افراد سعی کردہ بودند کہ کتاب بخوانند لیکن موفق نہ شدند۔ جناب مولانا بے وجہ تقریر نہ می کردند۔ چون کہ مولانا محمد شفیع بیان نہاہب را در درس ترمذی می کردند لہذا جناب مولانا از این بیان فارغ بودند و بر بیان بعض لطائف و نکات اکتفای کردند، عاجز

بیان سے لطائف می کند کہ از جناب ایشان شنیده۔

۱۔ چون حدیث "لا تشد الرجال" خوانده شد فرمودند۔ یک دیہاتی عبد اللہ نام از مخلصین حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بود۔ وہ باجماعت غیر مقلدین برائے حج رفت چون از حج فارغ شدہ قصد سفر بہ مدینہ منورہ کردند جماعت وہابیہ بہ عبد اللہ گفت۔ سفر مدینہ منورہ در پیش است شما قصد مسجد شریف می کنبد یا زیارت مبارکہ۔ عبد اللہ گفت، شما یان از اہل علم ہستید لہذا بفرمائید کہ چہ قصد دارید۔ گفتند ما قصد مسجد می کنیم و چون بہ مدینہ برسیم ضمناً زیارت ہم می کنیم، عبد اللہ گفت۔ من قصد آن مبارک ذات می کنم کہ از طفیلیش این مسجد شرف یافتہ۔ این واقعہ را بیان کردہ حضرت مولانا دوسہ دقیقہ مصروف گریہ ماندند۔

۲۔ چون حدیث۔ لَوْلَا قَوْمُكَ حَدِيثُوا عَهْدًا بِالإِسْلَامِ۔ خوانده شد فرمودند۔ نجدیان گنبد ہائے آثار مقدسہ و مزارات مبارکہ را شمار کردہ اند و از روی این حدیث شریف فعلی ایشان ناجائز است بیت اللہ را کہ کعبہ اہل اسلام است از وجہ دل آزاری نو مسلمان سردار و عالم صلی اللہ علیہ وسلم بر آسائیں ابراہیمی تعمیر نہ کردند و بر سمیت نافسہ گزاشتند، نجدیان دلہائے تمام عالم اسلام را بہ ارتکاب این فعل شنیع مجروح کردہ اند۔

عاجز گوید۔ امام بخاری در صحیح خود از ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کردہ " قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا، قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا، قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا، قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا، فَأُظِنَّةُ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ، هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ " صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ در نجد طلوع قرن شیطان شدہ و آثار آن قرن شیطانی ظہور یافتہ۔ آن مبارک و مقدس مقام کہ ولادت گاہ محبوب رب العالمین بانفسنا ہو و بابائنا صلی اللہ علیہ وسلم بودہ و در سنہ ہجری خیزران والدہ خلیفۃ المسلمین ہارون الرشید عباسی آن مبارک عمارت را خریدہ و وقف کردہ مسجد شریف ساختہ بود و باز سلاطین آل عثمان جزاہم اللہ عنہم الاسلام و المسلمین خیر الجزاء و انار قبورہم عمارت مسجد شریف را شایان آن مقدس مقام ساختہ بودند و در سنہ ۳۳۳ھ از ناب قرن شیطان آن مبارک مسجد را شکستہ موزبکہ ساخت۔ یخستہم اللہ تعالی و دمر بیوتہم۔

بمثل هذا يذوب القلب من كمد  
ان كان في القلب اسلام وديان  
چندین سال آن مقام مقدس کہ رشک غلبہ برین است مطرح قاذورات بماند تا آن کہ جناب

عباسِ قطان کی از رئیسِ جماعتِ نجدیہ دہا بیہ بلک عبدالعزیز اجازت گرفت و آن جا را کتب خانہ وجاے مطالعہ ساخت۔ چون جناب عباس ازین کار فارغ گشت صدرے یا آیتھا النفس المطہنتہ ارجعی الی ربک راضیة مَرْضیة شیند و سزاوار، فاذخلی فی عبادتی و اذخلی بحدیثی گشت۔ رَحِمَ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۳۔ فرمودند کہ در حیاتِ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی من این خواب دیدم کہ رحمتِ عالیانِ صلی اللہ علیہ وسلم بر شترے سوار اندوزام ناقہ بر اکتاف مولانا محمد قاسم است و من در پسِ ناقہ روان ہستم۔ من سر وارو دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم را بر آن کیفیت و صفت دیدم کہ حضراتِ محدثین بیان کرده اند البتہ ریشِ مبارک را دیدم کہ حلق شدہ بود۔ من این خواب را در خدمتِ حضرت مولانا عرض کردم فرمودند شما زیارتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردہ اید و ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ صورتِ حلقِ لجمہ دلالت می کند کہ این سنتِ مبارک ترک خواهد شد۔ عاجز گوید وفاتِ مولانا قاسم نانوتوی بہ روزِ پنجشنبہ چہارم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۶ م بودہ۔ صدسال پیشتر این خواب دیدہ شدہ بود۔ در آن ایام شاید خال خال افرادِ ریش می تراشیدند۔ و حالا خال خال بہ قدر سنون ریش دارند۔ تعبیر خواب مثلِ غازہ فجر صاف در روشن است۔

**سفر مصر** | بہ شنبہ بست و دوم ذی القعدہ ۱۳۲۹ م۔ ۱۱ اپریل ۱۹۱۱ء۔ از دہلی بہ بمبئی و بہ شنبہ سوم ذی الحجہ ۲۱ اپریل از بمبئی بہ مصر این عاجز و برادرِ عزیز روانہ شدیم و بہ جمعہ دوازدهم ذی الحجہ یکم مئی۔ بہ بورسعید مصر رسیدیم۔ و بہ قاہرہ رسیدہ در شارع ازہر در عمارتِ احمد قبانی مسکنے بہ ایجا گرفتیم و در جامع ازہر مبارک بہ طلب علم مشغول شدیم۔ قیامِ مابان تا یکشنبہ بست و ششم رمضان ۱۳۵۲ م۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۵ء۔ در مصر بود۔ و آن چہ بہ نصیب بود در آن مہم علم و فضل و کمال حاصل کردیم، بہ سالے کہ برادرِ عزیز بہ حج رفتہ بودند این عاجز نیز بعد از چند روز برائے حج رفت و آن جا از سید شریف احمد سنوسی قدس اللہ سرہ اجازت حدیث شریف حاصل کرد۔ و از شیخ بدرالدین دمشقی بہ ذریعہ مکتوب اجازت حدیث حاصل کرد و در مکہ مکرمہ از مولانا عبدالستار صدیقی و در مصر از شیخ حبیب اللہ شنقیطی و شیخ محمد بخت الطیبی الحنفی و از محدثِ غرب السید محمد عبدالحی الکتانی الفاسی نیز اجازہ حدیث شریف حاصل نمود، عاجز تمام اسانید را در کتاب "الاسانیدُ العالیة مع صورۃ الشہادۃ" بہ تفصیل نوشتہ است۔

**مراجعت** | از مصر بہ روز یکشنبہ ۲۶ رمضان ۱۳۵۲ م۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۵ء بہ سکتہ الحدید بہ قدس روانہ شدیم و بہ صبح دوشنبہ بہ بیت مقدس رسیدیم۔ اما کن مقدسہ و مشاہد مبارکہ را زیارت کردیم بہ سیدنا خلیل الرحمن علیہ السلام و بحیرہ لوط و یاقا و قتلِ ابیئب شہر یہودان نیز رفتیم۔ و بہ روز پنجشنبہ ۳ رمضان۔

۲۶ دسمبر۔ درسیارہ کلان بہ دمشق روانہ شدیم و عند الغروب بہ دمشق رسیدیم، بہ صبح یوم جمعہ کہ اول شوال و روز عید فطر بود، بہ جامع اموی رفتہ نماز عید خواندیم، بہ روز شنبہ دوم شوال ۲۸ دسمبر۔ برائے یک شب در سیارہ بہ بیروت رفتیم۔ وہ روز شنبہ ۵ شوال۔ ۳۱ دسمبر۔ درسیارہ کلان بہ بغداد روانہ شدیم، در راہ آب سیل حائل شد و یک روز و شب آن جا توقف کردہ شد، بہ روز جمعہ، ہشتم شوال و سوم جنوری ۱۹۳۶ عیسوی بعد الزوال بہ بغداد رسیدیم و بہ یک شنبہ دہم شوال و پنجم جنوری درسیارہ بہ کربلا و نجف رفتیم۔ در بغداد بہ کرخ و کاظمین و اعظیۃ ہم رفتیم۔ مزارات و اماکن مبارکہ را زیارت کردیم۔ اعظیۃ فی الواقع اعظیۃ است کہ حضرت ابوحنیفہ نعمان رحمۃ اللہ و قدّس سرّہ و رضی عنہ و عطر ضریحہ آن جا آرمیدہ اند، امام موفق بن احمد الملکی المتوفی ۵۶۸ھ در کتاب خود کہ موسوم بہ مناقب الامام ابوحنیفہ است بر صفحہ ۱۹۹۔ از جز ثانی قول حضرت امام شافعی رحمہ اللہ روایت کردہ اند کہ: «إِنِّي لَا تَبْرُكُ لِأَبِي حَنِيفَةَ وَأَجِيءُ إِلَى قَبْرِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ يَغْنِي زَائِرًا فَإِذَا عَرَضْتُ لِي حَاجَةٌ صَلَّىتُ رَكَعَتَيْنِ وَجِئْتُ إِلَى قَبْرِهِ وَسَأَلْتُ اللَّهَ تَعَالَى الْحَاجَةَ عِنْدَهُ فَمَا تَبَعْدُ عَنِّي حَتَّى تُقْضَى: نَفَعَنَا اللَّهُ بِعُلُومِهِ وَأَسْرَارِهِ وَعِزِّ قَائِمِهِ»۔ از بغداد عند العصر (۱۵ شوال و ۱۱ جنوری) در قطار آہن روانہ شدیم، بہ صبح شنبہ بہ بصرہ رسیدیم و آن جا در سیارہ بہ زیارت حضرت ابن سیرین و حضرت حسن بصری و حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم رفتیم و تا نصف النہار بہ مینا رسیدیم و در باخرہ جائے خود گرفتیم و بعد از ساعت یک باخرہ حرکت کرد۔ عاجز از حضرت ایشان قدس اللہ سرہ درج ذیل شعر شنیدہ بود۔ آن وقت بہ یاد آمد و خواند۔

درین دریائے بے پایان درین طوفان شوم افرو  
سرافکنندیم بنیم اللہ مجرّبیا و مرساھا

بہ صبح روز پنجم کہ روز پنجشنبہ بست و یکم شوال و شانزدہم جنوری بود، باخرہ بہ کراچی رسید۔ و آن جا با حضرت برادر کلان و فرزند و لبند ایشان عبید الرحمن آقا و جناب نواب زادہ لئیق احمد خان انصاری پانی پتی و محافظ شفاق الہی میرٹھی، حضرت عبداللہ جان معروف بہ شاہ آقا فرزند اکبر فخر خاندان مجتہدویہ حضرت محمد حسن آقا ساکن ٹنڈہ سائیداد متصل ٹنڈہ محمد خان۔ علاقہ حیدرآباد سندھ۔ و حاجی فقیر محمد مع فرزند عبداللہ جان ساکن کوٹہ و باجماعتی از مخلصین ملاقات شد۔ بہ روز دوم مایان بہ ٹنڈہ سائیداد برائے زیارت حضرت محمد حسن آقا رفتیم و یک شب آنجا قیام کردہ با دعا ہائے حضرت ایشان از انجا بہ حیدرآباد رسیدیم و از حیدرآباد بہ دہلی روانہ شدیم و بہ صبح روز دوشنبہ ۲۵ شوال ۱۳۵۴ھ۔ ۲۰ جنوری ۱۹۳۶ھ۔ بہ سقراط راس دہلی رسیدیم۔ حضرت برادر کلان بہ وجہ احسن انتظام استقبال کردہ بودند۔ خلق خدا بہ محظّہ قطار رسیدہ بود، و برائے جمیع افراد انتظام فطوریہ منقحر در خانقاہ شریف کردہ بودند۔ از اعظم ائمہ جناب مولانا



مولوی محمد عمر واز مدرسہ عبدالرب اساتذہ کرام و جمعی از علماء افغانستان و بلوچستان و جزیر قونصل افغانستان صلاح الدین خان سلجوقی و مخلصین قدام از اطراف ہند آمدہ بودند پروردگار حضرت برادر کلان اجر دادید این اجتماع و این انتظام بہ بین مساعی جناب ایشان بود، اَدَامَ اللّٰهُ اِرْشَادَهُ وَ مَتَّعَنَا بِفَضَائِلِهِ وَ مَعَارِفِهِ۔  
**تالیفات** | پروردگار جل شانہ و عم احسانہ بہ فہم و کرم خویش عاجز را شوقی مطالعہ عنایت کردہ است۔ در مصر روزے شخصی برے ملاقات آمد، وے از شناسایان صاحب عمارۃ احمد قیاتی بود۔ چون ویرا علم خدا کہ عاجز مشغول مطالعہ و درس است۔ یک رقعہ بنام عاجز نوشت، بعد از سلام و اشتیاق ملاقات این دو شعر نوشتہ بود۔

سَهْرِي لَتَنْقِيْمِ الْعُلُوْمِ الَّذِي  
 مِنْ وَصْلِ غَائِبِيَةٍ وَ طَيْبِ عَنَاقِ  
 وَالَّذِي مِنْ نَقْرِ الْفَتَاةِ لِذَاتِهَا  
 نَقْرِي لِأَلْفِي الرَّمْلِ عَنْ أَوْزَاقِ

شوق عاجز را دیدہ آن شخص این دو شعر نوشتہ بود۔ پروردگار این شوق را تا آخر اوقات باقی وارو۔ بہ دوران مطالعہ احیانا عاجز بعض فوائد را جمع می کند یا در موضوعے چیزے بہ خیالش می آید، آن را قلم بند می کند و آن صورت تالیفے پیدا می کند۔ تا این زمان عاجز درج ذیل کتاب ہا تالیف نمودہ است۔  
 ۱۔ الأسانید العالیہ مع صورۃ الشہادہ۔ بہ عربی۔ اجازات و اسانید را جمع کردہ است و طبع نہ شدہ است۔

۲۔ النجیر المزید فی اعراب الآیۃ و فہمۃ التوجید، بہ عربی در ۱۳۶۶م تالیف شدہ و تا حال طبع نہ شدہ۔  
 ۳۔ القول السنی فی الذب عن شیخ عبدالغنی۔ بہ فارسی است کہ در ۱۳۶۶م تالیف شدہ حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرہ را رسالۃ ایست شفا را سائل فی اجوبۃ المسائل خدا تا ترسے بران رسالہ اعتراضات کردہ۔ عاجز رد وے کردہ، این ہم طبع نہ شدہ۔

۴۔ الحجۃ فی مسالۃ اللہیۃ و القبضہ بہ فارسی است کہ در ۱۳۶۶م تالیف شدہ۔ جماعتے از علماء مطالعہ آن کردہ اند۔ بیشتر تحسین و بعض ایرادات گرفتہ اند۔ وَلَا عَجَبَ فِي ذَلِكَ فَلَيْتَهُ فِي عِبَادَةِ شَتُونِ،  
 مولوی ضیاء اللہ خان عاصی رامپوری رحمہ اللہ این کتاب را بہ اردو ترجمہ کردہ اند۔

۵۔ بزم خیر از زید در جواب بزم جمشید۔ بہ اردو است کہ در ۱۳۶۳م تالیف و طبع شدہ۔  
 وصل بلگرامی رسالۃ بزم جمشید نوشتہ و بر سیدی و سندی و حجتی و مرشدی قدس اللہ سرہ العزیز ایرادات و اعتراضات کردہ، عاجز رد و اقوال وے درین رسالہ کردہ۔

۶۔ مجموعہ خیر البیان کہ مشتمل بر سہ رسائل است (۱) خیر البیان فی مولد سید الانس و الجان۔

(۲) خیر الموروثی اثبات المولد (۳) نظم شمائل، و این نام تاریخی است۔ در ۱۳۷۳ھ میں مجموعہ مبارک طبع شد۔  
 ۷۔ مناقب الشیخ و مدارج النجفی۔ بہ فارسی است در بیان سلوک مجددیہ در ۱۳۷۶ھ میں طبع رسیدہ۔  
 ۸۔ تقویم خیری در ۱۳۷۶ھ میں بہ اردو تالیف شدہ و این نام تاریخی است۔ طبع نہ شدہ۔  
 ۹۔ رسالہ خیر المقال فی رویۃ الہلال در ۱۳۷۵ھ میں بہ اردو نوشتہ شدہ و بہ طبع رسیدہ۔  
 ۱۰۔ ماذا قال الایمۃ فی ابن تیمیۃ۔ بہ اردو است و نام اردو "ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علماء" است، در حیدرآباد دکن زیر طباعت است۔

۱۱۔ مسئلہ ضبط ولادت۔ تاریخی نام است کہ در ۱۳۸۹ھ میں بہ معرض وجود آمدہ، بہ اردو است و مکرر طبع شدہ۔ کسانے کہ از علم بہرہ تام نہ وارند خواستند کہ این رسالہ را رد کنند و کتابے بنویسند و لیکن "ما کل ما یتمتی المرء یدرکہ" بر حال ایشان صادق آمد، مجبوراً خاموش ماندند۔ ذلک من فضل اللہ علینا۔

۱۲۔ منہجہ الالبتانی السلام علی الانبیاء والرؤساء عن الاولیاء۔ بہ اردو نوشتہ شدہ و طبع شدہ و باز بہ فارسی نوشتہ شدہ و بہ طبع رسیدہ۔

۱۳۔ رسالہ وحدت الوجود۔ در ۱۳۹۰ھ میں بہ اردو نوشتہ شدہ و بہ طبع رسیدہ و باز بہ فارسی نوشتہ شدہ و بہ طبع رسیدہ۔

۱۴۔ التبتقات من الطبقات۔ عاجز مطالعہ طبقات ابن سعد در ۱۳۹۱ھ میں کرومجان اللہ چہ کتاب مبارک است۔ عاجز حضرت ایشان قدس سرہ را دیدہ بود کہ بہ شوق تمام این کتاب مبارک را از او رہا بہ ذریعہ حاجی عبداللہ عمر مبین کہ در بمبئی بود طلب فرمودند و مطالعہ آن می کردند۔ آن نسخہ نزد پرورد عزیز است۔ چون این مبارک کتاب ثانیاً در بیروت طبع شد عاجز آن را حاصل کر دو بہ دوران مطالعہ بعض فوائد را جمع کردہ بہ تبقات موسوم کرد۔ این کتاب بہ عربی است و بہ طبع نہ رسیدہ۔

۱۵۔ مقامات خیر کتاب کبیر است کہ در ۱۳۹۲ھ میں بہ اردو نوشتہ و طبع شدہ و نامش تاریخی است۔

۱۶۔ مقاماتِ اخیر بہ فارسی و این ہم نام تاریخی است و این بسوط کتاب است کہ بفضل اللہ واحسانہ بہ اتمام رسیدہ و در مستقل قریب ان شام اللہ بہ علیہ طبع آراستہ شدہ ہدیہ ناظرین خواہد شد مقصد از این دو کتاب بیان احوال حضرت پیر و مرشد برحق است قدس اللہ سرہ الاقدس پروردگار درجات حضرت ایشان را بلند کند ہر چہ بہ این عاجز ظاہراً و باطناً رسیدہ از یمن توجہات آن خیر جان است۔  
 نیاوردم از خانہ چیزے نخست تو دادی ہمہ چیز و من چیزت

رونے حضرت ایشان تتم فرمودہ حدیث شریف۔ اَنْتَ وَمَالِكَ لَا يَبِيْنُكَ۔ خواندند۔ آن تتم نمودن و خواندن حدیث مبارکہ بہ منزله کفائی اَنْظُرْ اِلَيْهِ وَاسْتَمِعْ مِنْهُ۔ در سوید ابر قلب و حافظہ خیال ثبت است۔ وہر گاہ آن وقت و آن کیفیت بہ یاد می آید لذت تازہ رومی دہدو "ہر زمان از غیب جان دیگر است" صادق می آید۔

و عاجز را تالیفی است در اردو کہ از وجہ اشتغال بہ مقامات خیر و مقامات اخیار بہ اتمام نہ رسیدہ و این تالیف در رد کتاب ایم۔ مجیب صدر جامعہ ملیہ روہی، است کہ نامش "دی اندین مسلمز" است۔ در این کتاب نسبت بہ حضرت امام ربانی مجد و الف ثانی قدس اللہ سرہ الاقدس اکاذیب زیاد نوشتہ، عاجز بہ جناب عابد رضا بیدار گفت کہ ترجمہ آن عبارات بکنند۔ پروردگار ایشان را اجر ہادہد کہ بہ اردو ترجمہ ہدیانات مذکور الصدہ کردہ بہ عاجز دادند۔ ان شار اللہ تعالیٰ بعد از طباعت این کتاب "مقامات اخیار" تکمیل آن تالیف خواہد کرد، وفقہ اللہ تعالیٰ للاکمال۔

و عاجز را دو بیاض اندیکے در عربی و فارسی و نام آن بَجَعَةُ الْاَدِيْبِ وَ سَفْرَةُ اللَّيْبِ است و دیگرے در اردو کہ نامش "تحریرات ابوالحسن" است و این نام تاریخی است کہ از سال آغاز ۱۳۷۷ خجری دہدو بعض تحقیقات خود را عاجز درین ہر دو بیاض نقل می کند۔

غرض نقشے است کہ زیاد ماند کہ ہستی را نہ می بینم بقائے

**شعر و سخن** | رونے حضرت ایشان در روہی برائے تفریح در عربی رفتند، بہ جناب شیخ محمد یوسف مولوی سردار احمد وکیل فرمودند۔ شمایان زید را طریقہ شعر گوئی چرانہ می آموزید؟ این ہر دو افراد از غریبان رامپور بودند و قیام ایشان در خانقاہ شریف بودہ۔ بہ صبح روز دوم ایشان عاجز را نشانندہ چند شعر بہ اردو گفتند و برائے عاجز "ثروت" تخلص پسند کردند چون بہ عصر ہمراہ حضرت ایشان بہ تفریح روان شدند عرض کردند ما برائے زید ثروت تخلص پسند کردہ ایم۔ فرمودند ثروت را چہ حاجت است۔ نامش جائے تخلص می گیرد۔ این ارشاد حضرت ایشان در ۱۳۳۷م بودہ۔ از رونے کہ حضرت ایشان نسبت بہ عاجز این سخن فرمودند، مترقب ظہور این ملکہ شدہ۔ بہ او اہل ذمی الحجہ ۱۳۳۵م از خود چند شعر بہ اردو بر زبان آمد و از ان روز ہر گاہ "آمد" می شود عاجز چہیزے بہ اردو یا بہ فارسی یا بہ عربی می گوید، کار بہ "اورد" نہ دارد۔ "آمد" را حد سے نیست۔ نوبتے آمد شد و صد و چہل شعر بہ اردو نظم شدہ، چون نظم المیہ موسوم بہ "نغمہ ہجران" در ۱۳۵۲م بہ ظہور آمد، حضرت محمد حسین آقاسرہندی ساکن مقام بوٹلہ ڈاک خانہ سامارا۔ علاقہ شہر پارکر۔ سندھ۔ قطعہ تہنیت بہ عاجز نوشتند و در ان قطعہ بعض اشعار حافظ شیراز نیز مندرج کردہ بودند، عاجز بہ ایشان درج ذیل قطعہ نوشت۔

قَدْ اَنْتَ مَالِكَةٌ مَنْظُومَةٌ  
قِطْعَةٌ مَرْذَانَةٌ فَتَانَةٌ  
مِنْ بَلِيغِ ذِي صِفَاتٍ بَاهِرَةٍ  
جَازِبَةٍ كَالْعَيُونِ الشَّاهِرَةِ

كُلُّ لَفْظٍ مِثْلُ دُمِرٍ فَاجِرَةٌ  
 دِقَّةُ التَّعْبِيرِ فِيهَا ظَاهِرَةٌ  
 فِي سَنَاهَا كَالْبُدُورِ الشَّافِرَةِ  
 لَأُكَلِّتُ مِثْلَ الْجُورِ الزَّاهِرَةِ  
 نَشْوَةَ الشِّيرِازِ جَاءَتْ آخِرَهُ  
 ضَارَعَتْ حُسْنَ الْعِيُونِ الشَّاهِرَةِ  
 هَدَّ بِهَا اللُّوْذُ عَنِّي الشَّادِرَةَ  
 كُلِّ عِلْمٍ بِسِهَامٍ وَافِسِرَةَ  
 قَلَّتْهَا فِي ذِكْرِ يَوْمِ الدَّائِرَةِ  
 فَلَهُ مِنِّي مَسَدٌ عَاطِرَةٌ  
 فِي الْهِنَاءِ وَالنَّعِيمِ الْغَامِرَةِ

يَا بَيْتِكَ بِالْخَيْرَاتِ مَا لَمْ تَعْلَمَا  
 أَضْحَى قُرُونًا فِي خِفَاءٍ مُعْجَمَا  
 وَبِنَهْجِهِ الْمُخْتَارِ فَاقِ الْأَقْدَمَا  
 كُلِّ الْفَضَائِلِ مَا أَعَزَّ وَالْكَرَمَا  
 لَا تُحْكَمَنَّ قَبْلَ الْخِتَامِ فَتَنْدَمَا  
 تَسْلُكَ سَبِيلًا غَيْرَهُ لَا تَسْلَمَا  
 وَانْصِفْ هَذَاكَ اللَّهُ مَا لَمْ تَفْهَمَا  
 يَأْتِي الصَّوَابَ فَلَا تُكَنَّ مُتَدَمِمَا  
 أَهْلٌ لِذَلِكَ وَفَضْلُهُ قَدْ عَمَمَا  
 زَالَالٌ وَالصَّحْبِ الْكِرَامِ وَسَلَمَا

كُلُّ شِعْرِ وَرْدَةٌ فِي حُسْنِهِ  
 بِنَهْجَةِ الْأَسْلُوبِ مِنْ مِيزَاتِهَا  
 إِنَّمَا مِنْ حُسْنِ سَبْكٍ أَصْبَحَتْ  
 كَمَنْ مِنَ الْأُمْتَالِ فِي طَيَاتِهَا  
 وَاحْتَوَتْ مِنْ حَافِظِ اشْعَارِهِ  
 يَا لَهَا مِنْ بِنْعَةٍ قِيَا ضَاةٍ  
 كَيْفَ لَا تَسْمُو إِلَى الْمَجْدِ وَقَدْ  
 مِنْ حُسَيْنٍ ذُو دُكَاٍ نَالَ مِنْ  
 قَالَهَا فِي مَدْحِ اشْعَارِ السُّبْحِيِّ  
 رَفَعَ الْمَدْحُ قَيْدِي شَانَهُ  
 وَلِيَرْقُلَهُ الْإِلَهِ دَائِمًا  
 دعا جز چون رساله النخیر المزید تالیف کرد گفتم  
 هَذَا هُوَ النُّخَيْرُ الْمَزِيدُ حَقِيقَةً  
 قَدْ أَعْرَبَ الْأَمْرَ الَّذِي مِنْ قَبْلِهِ  
 وَامْتَّازَ بِالتَّحْقِيقِ عَنِ احْتِرَابِهِ  
 وَازْدَانَ بِالْمَعْنَى الْجَمِيلِ وَنَالَ مِنْ  
 فَاسْمَعِ أُخِي مَقَالَتِي وَاعْمَلْ بِهَا  
 فَالْحُكْمُ فَرَعٌ عَنِ تَصَوُّرِهِ فَإِنْ  
 وَإِذَا أَحْكَمْتَ فَلَا تُكَنَّ مُتَعَدِّتًا  
 وَتَعْلَمُ أَنَّ الْمُرءَ قَدْ يُخْطِئُ كَمَا  
 وَاللَّهُ يَهْدِينَا الصَّوَابَ فَإِنَّهُ  
 صَلَّى الْإِلَهِ عَلَى الْجَبِيْبِ الْمُصْطَفَى

قدرے از شعر فارسی در طی این کتاب نوشته شده، اینجا عاجز از نظم تذکرہ نثر بجز می نویسد۔

اشک ریزی بر کدایین لاله زار  
 کو سحاب لطف گشته آبیار  
 نغمه خوش می سراید چون هزار  
 از دل محزون بر در رخ و غبار  
 اہل وجد از حسن معنی بے قرار

رُوحِ کجاواری تو ای ابر بہار  
 لاله زارِ طبع من را سیر کن  
 مرغِ فکرم جو سیرِ باغ شد  
 از سر تہا زہے شادی کند  
 بہرِ عاقل درسِ عبرت نغمہ اش

تو نصیبِ خود بے برابری بہار  
بر سرش این پسند گوید بار بار  
تا بہ کھے این خوابِ غفلت ہوشیار  
زندگانی را نہ شاید اعتبار  
نفسِ بدخواہت ترا کردہ شکار  
چیتِ پشتِ کیت اندر انتظار  
حفرہٴ تاریکِ پشتِ زینہار  
چون روانی مثلِ اشتر بے مہار  
صاحبش باشد ذلیل و شرمسار  
نشومی اے جان کلامش بار بار  
این بنا ہا گشتہ از بہرِ دیار  
مقتنم دان این حیاتِ مستعار

تا توانی ذکرِ مولیٰ کردہ باش

زید باید نورِ حق شمعِ مزار

دست بردارم بہ عجز و انکسار  
آن کہ لطفش بے حساب و بے شمار  
مومن و کافر، مطیع و زشت کار  
تو رحیمی، تو کریمی کردگار  
مجرم و معطلی، ذلیل و شرمسار  
اُمّتِ عصا صی و ربِ آمرزگار  
از عطایت نیست ویرا صہطار  
رحمتت را بسنگر لے پروردگار  
لطف کن مولیٰ بہ حالِ خستہ زار  
ہر چہ باشد از صفار و از کبار  
در ماتش دور باشد از صفار  
روزِ محشر ہم نہ بیند خزی و عار  
منزلے باید بہ آن دارالقرار  
بہتہج گرو دیش از وصلِ یار

مستفید از فیض دے ہر یک شدہ  
دان کہ مدہوش است در ناز و نعم  
ساکنِ قصرِ مُشید گوش دار  
در جہان مثلِ مسافر آمدی  
مُرکبِ عمرت روان است تیز تیز  
بہج دانی از مالِ این سفر  
منتظر در رہ نشستہ ولے موت  
در چنین احوالِ سخت و مدہم  
از تغافلِ بہج خیرے کس نہوید  
از خرد بشنو کلامِ دل پسند  
این ولادتہا ز بہرِ موت ہست  
توشہٴ بردار بہرِ آخرت

ختم سازم این بیان را بردعا  
در جنابِ بارگاہِ قدسِ حق  
ہر یکے از خوان وے یا بد نصیب  
اے عدلے مہربان رحمان تویی  
بر درت آمد گدائے مستمند  
جرمہا کردہ ولے داند ہمین  
غیر در گاہت نہ دارد تائمنے  
بہج منگر سوے اعمالِ بدش  
چشم دارد بر عمیم فضلِ تو  
عفوگن یارب گناہانش ہمہ  
در جہانش خیر باشد ہمقرین  
در تحد محفوظ ماند از عذاب  
زیر دامن جنابِ مصطفیٰ  
بنگر و چشمش جمالِ دل ربا

۱۵ اشارت است ال مارواہ ال الیہ۔ ائمۃ مذبذبہ و ربّ عفورہ

والدین و اقربا، اہل و عیال  
پیر و مرشد شہ ابوالخیر ولی  
خادمان را دستگیر بہا کند  
مخلصانش در بہشت آیند کل  
از مسلمانان الہی ہر یکے  
یا الہی این دعائے عاجز است  
شادمان ہر یک بود در آن دیار  
در ریاضِ قدس باشد زمی وقار  
روزِ محشر آن شہر والا تبار  
فوج در فوج و قطار اندر قطار  
داخل جنت شود بے انتظار  
نالہ موزون شدہ بے اختیار

فَاسْتَجِبْ مُؤَلَّی مَا قَدَّ قَالَہُ

رحم کن بر حالِ زیدِ دل نگار

**سلسلہ مبارکہ** | رشتہ در گردنم افگندہ دوست  
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست  
بہ او اہل جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ وقتے کہ حضرت برادر کلان را خلافت عطا کردند عاجز را داخل  
سلسلہ مبارکہ کردند رونے در کوٹہ بہ عاجز گفتند۔ ماتر در سلسلہ شریفہ داخل کردہ ایم بہ کار باطن خود را مشغول  
دارے ذکر کن ذکر تا ترا جان است پائی دل ز ذکر رحمان است

تا دو سال معمول حضرت ایشان بود کہ در ہر ہفتہ یک روز بہ او کھلہ برائے تفریح تشریف می بردند۔ بزریرایہ  
درختے برائے حضرت ایشان فرش کردہ می شد آن جا بہ ذکر شریف مشغول می شدند و میان سیر و تفریح می  
کردیم۔ مردمان این جا شکار باہی می کردند ما ہر سہ برادران نیز خیط متین و شخص مہیا کردیم و در آب انہ ختم  
در خیط عاجز ماہی درآمد آن جا یک پیر مرد نشستہ بود، وے ماہی را از آب کشید و بہ خدمت حضرت  
ایشان بردہ گفت۔ این ماہی از قسم اعلیٰ است و نام این قسم "زہو" است۔ بہ وقت مراجعت بہ ہاشم  
جرمانی کہ در آن ایام خدمت حضرت ایشان می کرد فرمودند "بہین ہاشم کہ این ماہی عمدہ را زید شکار کردہ  
است من از پروردگار امید دارم کہ وے نصیبہ خوب خواهد یافت۔ از رونے کہ عاجز این نوید شنید، پرامید است۔

گر میل کند سچے ہلالی عجب نیست شاہان چہ عجب گر بنوازند گدرا

ملا عبد العزیز ولد ملا عبد الحکیم آخوند زاوہ قوم ملازی کا کرا، ساکن قریہ گل محمد، کوٹہ، از مخلصین حضرت  
ایشان بود۔ و کتابہا کہ از تجاربہی طلب کردہ می شد بہ توسط ایشان می شد۔ نوبتے چون از بھمی کتابہا طلب  
کردہ شد ماہر سہ برادر بہ ملا عبد العزیز برائے مجموعہ دلائل الخیرات گفتیم کہ از بھمی طلب کند چون پارسل رسید  
ملا عبد العزیز نزد حضرت ایشان آن پارسل را کشاد و سہ نسخہ مجموعہ دلائل الخیرات را بہ یک سونہا و اتفاقاً  
نظر حضرت ایشان بران نسخہ افتاد فرمودند "آیا فرزندان ما این نسخہ را طلب کردہ اند؟" عبد العزیز بہ  
اثبات جواب داد۔ حضرت ایشان بسیار خوش شدند و فرمودند۔ برو و بہ فرزندان ما بلو کہ ما بہ شما بیان اجاز

گلی می دسیم: امام الطریقہ حضرت سید محمد بہا الدین نقشبند فرمودہ اند۔ رحمت حق بہانہ می جوید، رحمت حق بہانہ می جوید۔ مایان بہ شوقِ قصیدہ منفرجہ کہ دران آیام از حضرت ایشان می خواندیم مجموعہ دلائل الخیرات را طلب کردیم و پروردگار این احسانِ عظیم فرمود۔ **فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَ لَهُ الشُّكْرُ**، در ماہ شوال ۱۳۳۲ م حاجی مُلّا احمد خان مشاخیل یک افغانی را نزد عاجز بہ کوئٹہ بلوچستان آورد و گفت کہ این شخص را در سلسلہ شریفہ داخل کنید و گفت کہ این امر حضرت ایشان است۔ چنانچہ عاجز آن افغانی را بیعت کرد۔ پروردگار جل شانہ حضرت ایشان را در جاتِ کاملہ عنایت فرماید۔ بہ ہر طور سعیہا می فرمودند کہ اصلاح فرمایند، گاہ بہ لطف، گاہ بہ قہر، گاہ بہ ضرب، گاہ بہ طرد سالی تہنہات حضرت ایشان بر احوالِ عاجز بیش بود تا آن کہ در دلِ عاجز خطرہ لاحق شد، کہ حضرت ایشان را با عاجز عناد است۔ چون عاجز از وجہ کارے بہ خدمت سار کہ حاضر شد بہ محبتِ تمام فرمودند: **زید تو چرا عناد می کنی**۔ چون کہ بدولِ عاجز این خیال بہ نسبت حضرت ایشان گزشتہ بود ازین جہت بے ساختہ بزبانش آمد: **جی حضرت، شما با من عناد می کنید**۔ جی کلمہ تعظیم است کہ بہ اُردو استعمال می شود و مایان برادران و خواہران، حضرت ایشان را بہ جی حضرت خطاب می کردیم۔ حضرت ایشان کلامِ عاجز شنیدہ متحیر گشتند و فرمودند: **زید، من بہ قسم می گویم کہ ما را با تو عناد نیست**۔ ہر چہ می کنیم برائے اصلاح تو می کنیم۔ **وَالْاَمْرُ كَمَا قَالَ قَدِيسِ سَيِّدُهُ**، عاجز ہر چہ عرض کرد از نادانی خود کرد۔ و منظور خدا بود کہ آن خیال فاسد با لکلیتہ زائل شود و در راہِ فیض بندشے را اثر نہ ماند۔ پنجاہ و شش سال گزشتہ ہر گاہ خیال آن واقعہ می آید بہ حیرت می ماند، **وَ كَانَ ذٰلِكَ قَدْرًا مَّقْدُوْرًا**۔

وَكَمَرِ اللَّهِ مِنْ لُطْفِ خِيَتِي يَدِي خِفَاهِ عَنِ فَهْمِ التَّرِكِي

**مسلكِ عاجز** | مسلكِ حضرتِ کرامِ قدسِ اللہ اسرارہم مسلكِ این عاجز است حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہ شاگردانِ خودی فرمودند۔ **كَمَا فِي الْفَصْلِ الثَّالِثِ مِنْ بَابِ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ السُّنَّةِ مِنَ الْمُشْكَاةِ مَنْ كَانَ مُسْتَنًا فَلَيْسَتْ بَيْنَ قَدَمَيْهِ اَنْحَى لَا تَوَمَّنْ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ، اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا اَفْضَلَ هِدَاةِ الْاُمَّةِ اَبْرَها قُلُوبًا وَاَعْمَقَهَا عِلْمًا وَاَقْلَهَا تَكْلُفًا، اِخْتَارَهُمُ اللهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وِلِقَامَةِ دِينِهِ فَاعْرِفُوا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوهُمْ عَلٰى اَشْرِهِمْ وَتَمَسَّكُوا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ اَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ فَاَتَمُّهُمْ كَانُوا عَلٰى الْهَدٰى الْمُسْتَقِيمِ**۔ یعنی کسے کہ می خواہد کہ بر راہِ راست رو پس باید کہ اقتدا بہ کسانے کند کہ از دنیا گزشتہ اند، بہ دستھی کہ زندگان از فتنہ و ابتلا مامون نیستند، آن افراد یارانِ محمد اند صلی اللہ علیہ وسلم کہ فضل این امت اند و قلوبِ ایشان نیک ترین قلبہا و علمِ ایشان عمق از روی علم و اقل از روی تکلف و تصنع، پروردگار ایشان را برگزید برائے صحبت پیغمبر خود صلی اللہ علیہ وسلم و برائے اقامتِ دین وے پس بشناسید

برائے ایشان فضل ایشان را پیروی کنید ایشان را بر آثار ایشان، و چنگ درزید بآں چه تو ایند از اخلاق ایشان در روش ایشان به درستی که بودند ایشان بر راه راست در غایت راستی؛ و در فصل دوم از کتاب الفتن مشکات از عبداللہ بن عمرو بن العاص روایت است۔ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ بِكَ اِذَا اَبْقَيْتَ فِي حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ مَرَجَتْ عَنْهُمُ دُهُمُ وَاَمَانَتُهُمْ وَاخْتَلَفُوا فَاَكَا نُوْا هَكَذَا وَاَشْبَكَ بَيْنَ اَصَابِعِهِ قَالَ فِيْهِمْ تَاْمُرْنِيْ، قَالَ عَلَيْنِكَ بِمَا تَعْرِفُ وَاَدَعُ مَا تَنْكُرُ وَاَعَلَيْكَ بِمَخَاصِئِ نَفْسِكَ وَاِيَّاكَ وَاَعُوْا قَوْمَهُمْ وَاِيَّاكَ۔ اَلزُّمُ بَيْتَكَ وَاَمْلِكْ عَلَيْنِكَ لِسَانَكَ وَاَحْذِ مَا تَعْرِفُ وَاَدَعُ مَا تَنْكُرُ وَاَعَلَيْكَ بِمَخَاصِئِ نَفْسِكَ وَاَدَعُ اَمْرَ الْعَامَّةِ۔ یعنی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ عبداللہ بن عمرو بن العاص فرمود، چه حال باشد ترا بہ آن وقت کہ باقی بمانی در پیغمبر مردم کہ مختلط و فاسد گشته عهد ہائے ایشان و امانت ہائے ایشان، میان خود اختلاف کردند و در افتادند در یک دیگر عبداللہ گفت، پس مرا بہ چه چیز امر می فرمائی، فرمود۔ لازم گیر بر خود عمل بہ آنچه کہ می شناسی و بہ گزار آن را کہ نہ می شناسی و لازم گیر خاصہ نفس خود را و در در خود را از عوام الناس۔ و در روایتی این چنین آمدہ کہ لازم گیر بر خود خانہ خود را و محکم بگیری بر خود زبان خود را و بگیر آن چه شناسی و بگذار آن چه شناسی و لازم گیر خاصہ نفس خود را و بگذار امر عوام را؛

از رونے کہ تقسیم ہند شدہ در احوال دہلی تغیر تام آمدہ۔ در ہر مسجد شریف، صغیرا کان اؤ کبیرا۔ آلات مکبر الصوت نصب شدہ اذان در این آلات می دہند، چون کہ اوقات اذان و جماعت در ہر مسجد شریف علیحدہ است لہذا اذان یک مسجد بسبب افساد نماز دیگر مساجد می شود و بعض مساجد قبل از نماز فجر و در بعض دیگر بعد از نماز فجر وعظ و ارشاد کردہ می شود و بعض مساجد قرابت نماز در این آلات می کنند، مؤذن و واعظ و امام مظاہرہ خوش الحانی می کنند حالانکہ جائے لاجل خواندن می باشد عاجز چون وعظ این گروہ می شنود، شعر حافظ شیراز رحمہ اللہ بہ یادش می آید۔

واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر می کنند چون بہ خلوت می روند آن کار دیگر می کنند

حق تعالی می فرماید۔ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُولُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ، ...

واعظان را اجرت و مزد مقرر است۔ این واعظان در رمضان دو وعظ می کنند، دو ساعت در روز و دو ساعت

در شب، از دست ایشان خلق خدا بہ عذاب می باشد، چون کہ مقصد این واعظان حصول در اہم است، لہذا

ایشان را نہ از نماز دیگران غرضی نہ بر احوال رمضان نظرے، در کتاب الفتن مشکات از صحیحین روایت است

عن اسامة بن زيد قال اشرف النبي صلى الله عليه وسلم على اطمم من اطام المدينة فقال هل ترون

ما ارى، قالوا لا قال فاني ارى الفتن تقع خلال بيوتكم كواقع المطر حضرت اسامة بن زيد رضی اللہ عنہما



گوید کہ بالابر آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر حصینے از حصنہائے مدینہ منورہ پس بگفت۔ آیامی بینید شہاچیزے  
لاکہ من می بینم گفتند نہ می بینیم فرمودند بہ درستی کہ من فتنہ ہارامی بینم کہ می افتد در فرجہائے خانہ ہائے شما مانند افتاد  
باران از وجہ این آلات روز و شب وقوع فتن است بزخانہ ہا، عاجزی بیند کہ بعض افراد برائے فاتحہ و مراقبہ می  
آیند و از وجہ شریات فاسقانہ و شور و اعطان پریشان خاطر می شوند۔ خانقاہ شریف کہ کنج عافیت و جانی ذکر  
و فکر بود از وجہ این گونہ شور و شکر سکون و طماننت را گم کردہ۔ اِلٰی اللّٰهِ الْمَفْزَعُ وَاللّٰیہُ الْمَشْتٰکٰی۔

**کتاب مملوکہ** | حضرت ایشان قدس سرہ در حیات مبارکہ خود چند بار بہ حضرت والدہ ماجدہ خواہران  
محترمت فرمودہ بودند کہ سرمایہ کتب از سپران من است۔ چون حضرت ایشان رحلت فرمودند متروکات  
ایشان تقسیم کردہ شد، حضرت والدہ ماجدہ و خواہران بہ تقسیم کنندگان اطلاق گفتند کہ کتابہا در حصہ ہر  
برادران است۔ چنان چہ تقسیم کتاب ہا بر ماسہ برادر شد، حضرت ایشان قدس سرہ از بیشتر کتابہا نسخہ داشتند  
مع ذلک از بعض کتب عاجز محروم ماند تا وقتہ کہ تقسیم ہند نہ شدہ بود، کتاب ہاے حضرات برادران در  
خانقاہ شریف دہلی بود و کسے را وقتہ پیدا نہ شد بعد از تقسیم ہند عاجز را وقت در پیش آمد لہذا بہ اقتناء بعض  
کتب سعی کرد و مثلاً شرح معانی الآثار، بدائع الصنائع از امام کاسانی، تبیین الحقائق از امام زلیعی، فتح القدر  
از امام ابن ہمام، البحر الرائق والاشباہ والنظائر لابن نجیم، احکام القرآن از جصاص، التفسیرات الاحمدیہ از ملا  
جیون، تفسیر الجامع لاحکام القرآن از قرطبی، تفسیر کشف الاسرار وعدۃ الابرار از شیخ الاسلام بہار تفسیر الجواہر  
از طنطاوی جوہری، تفسیر روح البیان از اسماعیل حقی، حاشیہ گازرونی بر تفسیر بیضاوی ضیاء التاویل از علامہ  
نورینی، تفسیر ڈر الاسرار از سید محمود بن سید حمزہ النقیب دمشقی کہ بر پنج سواطع الالہام فیضی بہ حروف مہملہ نوشتہ شدہ،  
تفسیر سواطع الالہام از فیضی تفسیر منظرہی از قاضی ثنار اللہ پانی پتی، طبقات ابن سعد، مقامات المفاتیح از  
از ملا علی قاری، نفع الطیب و تارتخ از مقری، النجوم الزاہرہ از تابکی، اخبار مکہ از زرقی، المنتظم از ابن  
جوہری، الذر الکامنہ از ابن حجر عسقلانی، تارتخ الامم والملوک از طبری، البدایہ والنہایہ از ابن کثیر، منہاج السنہ  
از ابن تیمیہ مجموعہ رسائل ابن تیمیہ القاموس المبیط از فیروز آبادی، لسان العرب از ابن منظور، اقرب الموارید مع  
ذیل از خوری لبنانی، المنجد از اب لوئیس یسوعی، وغیر ازین ہم بعض کتب نفیسہ وقتہ کہ عاجز بہ مصر رفتہ بود کتب  
علم ادب و دواوین و انشاء با خود از ان جا آورده بود۔ اگر بعد از تقسیم ہند صحبت عزیزان و یاران نہ ماندہ فضل  
پروردگار است کہ از مجالس علماء اعلام و اولیائے عظام محروم نہ ماند۔

لَا تَحْمَدُ يَا مَنْ فَضْلُهُ مَشْوَا نَبْرُ  
لَا تَحْمَدُ مَعْنَى قَابِلِ الْحَمْدِ اِسْنَى  
وَيَا مَنْ لَّهُ جُودٌ وَعَمِيمٌ وَغَامِرُ  
لِحُودِكَ وَالْإِحْسَانِ وَالْفَضْلِ ذَا كِرُ

در کتبہ عاجز پنجصد و نو کتبہاے خطی (قلمی) موجود اند ازین جملہ بعضے از نوادرات اند و در تفاسیر و

حدیث و فقہ و تصوف و تاریخ مایحتاج الیہ موجود است از کتاب بشارات منظر یہ یک نسخہ قلمی در کتب خانہ لندن محفوظ است این کتاب از تالیفات حضرت شاہ نعیم اللہ ہرنچی است کہ از زبدۂ خلفائے حضرت مرزا جان جانان منظر شہید اند قدس اللہ اسرارہما۔ دبر ہاشم این نسخہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ جا بہ جا چیزے نوشتہ اند۔ عاجز عکس این کتاب مبارک از لندن طلب کردہ است۔ پیروردگار این کتاب ہمارا محفوظ دارد۔

نوبت اول عاجز با اتم ابی الفضل محمد سہراہ حضرت برادر کلان بہ حج سعادت حج زیارت

زیارت رفتہ بہ روز شنبہ بست و چہارم رمضان ۱۳۴۶ھ ہجریہ مارچ ۱۹۲۵ء۔ از دہلی بہ بمبئی و یکشنبہ دوم شوال از بمبئی در باخرہ تخرود بہ جدہ روانہ شدیم و یکشنبہ پانزدہم شوال ہفتم اپریل۔ بہ جدہ وہمان روز از جدہ در سیارہ بہ مکہ مکرمہ رسیدیم و آن جادرخانہ جناب شیخ ندیم احمد مجددی رحمہ اللہ قیام کردیم و یکشنبہ ہشتم ذی القعدہ (۲۸ اپریل) از مکہ مکرمہ بہ مدینہ منورہ روانہ شدیم و یکشنبہ دوازدهم ذی القعدہ بہ آن دیار مقدس رسیدیم دوم از ماہ مئی بود، موسم بہ غایت گرم بود۔ ہر دم "شَدَّةُ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَعْتَمَ" را یاد می داد۔ یکشنبہ بست و یکم ذی القعدہ ازان مورود حی و دیار سعید مراجعت شد و یکشنبہ ہشتم ذی الحجہ بہ منی و یکشنبہ نہم ذی الحجہ بہ عرفات رفتیم و یکشنبہ دوازدهم ذی الحجہ (اول جون) بہ مکہ مکرمہ مراجعت شد و یکشنبہ ہفدهم ذی الحجہ بہ جدہ و یکشنبہ بست و دوم ذی الحجہ در باخرہ بہ کراچی روانہ شدیم و یکشنبہ سیم ذی الحجہ بہ کراچی رسیدیم و یکشنبہ دوم محرم ۱۹۲۶ء از کراچی بہ کوئٹہ روانہ شدیم و یکشنبہ سوم محرم ۱۳۴۶ھ۔ ۲۷ جون ۱۹۲۸ء۔ بہ کوئٹہ رسیدیم۔

نوبت دوم بہ روز شنبہ بست و نہم ذی القعدہ ۱۳۵۰ھ۔ ۱۵ اپریل ۱۹۳۲ء۔ از قاہرہ بہ سویس و از سویس بہ جدہ روانگی شد بہ روز جمعہ دوم ذی الحجہ بہ جدہ وہمان روز تا عشاء بہ مکہ مکرمہ رسید و بہ صلاح عند اللطاف با برادر عزیز و ملا عمر سلطان خیل خادم و مخلص قدیم ملاقات شد، عاجز نیت قرآن کردہ بود۔ در مکہ مکرمہ با برادر طریقت صاحب نسبت و مودت مولوی سیف الرحمن ملاقات شد۔ سبحان اللہ چہ مبارک احوال داشتند در این نوبت وقوف عرفہ بہ روز جمعہ بود۔ ذَلِكْ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔ در مکہ مکرمہ از مجاہد شہیر ولی کبیر سید احمد سنوسی و از پاک طینت و پاک مشرب مولانا ابوالفیض ابوالاسعاد عبدالستار صدیقی و حلوی ہاجر مکہ اجازت حدیث شریف حاصل کرد۔ تا یکشنبہ پنجم ماہ صفر ۱۳۵۱ھ (دہم جون ۱۹۳۲ء) قیام در مکہ مکرمہ بہ خانہ جناب شیخ احمد مجددی و فرزند ان ایشان جناب محمد صادق و محمد حسن و محمد مدنی رحمہم اللہ و رضی عنہم بودہ، ملا عمر سلطان خیل نیز آن جا مقیم بودند عاجز اکثر بہ جاے حضرت ابوالشرف عبدالقادر مجددی می رفت۔ چہ مبارک ایام و مبارک صحبتہا بودہ۔

لَا يَفْرَقَنَّ بَطْنِي الْعَيْشِ إِنْسَانٌ

لِكُلِّ شَيْءٍ إِذَا مَا تَمَّ نَقْصَانٌ

حضرت خال محترم محمد اسمعیل و عیال ایشان رحلت فرمودہ بودند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُمَا، عاجز بر  
دکانے می رفت کہ جناب ایشان آن جامی نشستند و دعا ہا برائے ایشان می کرد۔ آخر بہ روزِ پنجشنبہ پنجم صفر این عاجز  
با برادر عزیز از مکہ مکرمہ بہ جدہ و بہ شنبہ ہفتم صفر از جدہ بہ سویس روانہ شدیم و بہ شنبہ دہم صفر بہ سویس رسیدیم۔  
وازان جا در تیارہ بہ قاہرہ رفتیم۔

نوبت سوم بہ روزِ دو شنبہ بست و چہارم ذی القعدہ ۱۳۸۶ھ (۶ مارچ ۱۹۶۷ء) از وہلی در قطار بہ  
بمبئی و بہ یکشنبہ یکم ذی الحجہ از بمبئی بہ طیارہ بہ جدہ روانگی شد، نماز صبح بہ اول وقت در مطار بمبئی و نماز پیشین در  
حرم محترم خواندہ شد، رفیق سفر شیخ عبدالباقی نو مسلم برادر زادہ برادرِ طریقت شیخ عبدالباری جوہری رحمہ اللہ بود۔  
قیام در خانہ نور شمیم بی بی سنیہ بود۔ بعد از سی و شش سال زیارت مسجد حرام نصیب شد۔ عجب صورت توسع  
و تعمیر نو پیدا کردہ کہ بے ساختہ از برائے اولی الامور از اول دعای بر آید۔ و افضل ترین کار ہا این شدہ کہ متصل  
بہ حرم محترم کسے راعمارت نیست۔ و تمام منسعی مسطح و مسقف است و بالائے آن بسیار اعلیٰ و فراخ بانی است  
برائے نماز کہ آن ہم مسقف است۔ توسع در مطاف ہم شدہ۔

چون کہ عاجز محتاج ہادی و دلیل نہ بود ارادہ کرد کہ پا پیادہ بہ عرفات رود۔ عبدالباقی رفاقت کرد و یک  
جامہ برائے افراش و یک برائے پوشش ہر یک گرفت و بہ روز یکشنبہ ہشتم ذی الحجہ (۱۹ مارچ) کہ یوم الترویہ  
بود بمبئی روانہ شدیم۔ آن جاسہ نفر دیگر رفیق شدند شب در میدان آرام کردیم و بہ صبح قصد عرفات کردیم۔  
نزد جبلِ رحمت در عرشے قدرے استراحت کردیم و باز بالائے جبل رحمت رفتہ دعا ہا کردیم۔ و بعد غروب الشمس  
اذان جا روانہ شدیم۔ شب در منزل آرام کردہ و سنگریز ہا گرفتہ بہ صبح دہم بمبئی رسیدہ و رمی جمرہ و باز اضحیہ  
کردہ در تیارہ بہ مکہ مکرمہ رفتہ طواف سعی و حلق کردہ و بعد الاستحمام لباس پوشیدہ بمبئی باز گشتیم و بہ روز پنجشنبہ  
دوازدهم ذی الحجہ نماز ظہر خواندہ و رمی جمار کردہ بہ مکہ مکرمہ آمدیم و بہ روز چہار شنبہ بست و پنجم ذی الحجہ (پنجم  
اپریل) نماز پیشین در حرم مبارک خواندہ برائے زیارت روضہ منورہ علی صاحبہا آلف الف صَلَاة وَتَحِيَّةٌ  
در تیارہ بہ مدینہ منورہ روانہ شدیم و نماز دیگر در وقت آخر در حرم مبارک نبوی خواندیم، آن جا در عارۃ الاغوات  
رباط حضرت شاہ محمد مظہر است۔ توسع حرم شریف و تزئین بلدہ مبارکہ را کہ تعلق بہ دیدار دعا جزوہ بیان  
کند۔ از باب النساء بہ جہت جنت بقیع شارع جدید کہ بسیار فراخ است ساختہ شدہ۔ در آخر این شارع رباط  
واقع شدہ است۔ عاجز بہ رباط رفت و ارادہ داشت کہ در طبق ثالث در حجرہ قیام کند۔ لیکن حضرت الاخ محمد  
مظہر بن الشیخ احمد ہامالدین بن حضرت الشیخ محمد مظہر قدس سرہ عاجز را مع رفیق وے بہ خانہ خود بردند کہ در دائرہ  
رباط واقع است و مسکن حضرت محمد مظہر قدس سرہ بود۔ پانزدہ شب آن جا قیام کردیم جناب محمد مظہر  
حفظہ اللہ تعالیٰ بہ نہایت محنت مہانداری کردند۔ جناب ایشان دکان

عظا رہ دارند۔ بہ کسبِ حلال و ذکر و الجلال مصروف اند۔ فَطَوْبِي لَكَ ثُمَّ طَوْبِي لَكَ۔ عاجز بعد الاشراق بہ کتب خانہ رباط می رفت و آن جا الی المزوال بہ مطالعہ کتب مشغول می بود۔ بہ روز پنجشنبہ دہم محرم ۱۳۸۶ م بستم اپریل نماز دیگر در حرم مبارک خواندہ بہ جدہ روانہ شدیم و بین العشاءین بہ جدہ رسیدیم و شب در قیام گاہ حجاج استراحت کردیم۔ بہ صبح کہ روز جمعہ بود عبد الباقی در طیارہ بہ بمبئی روانہ شد چون کہ از وجہ کثرت حجاج توفیق طواف عاجز نہ یافتہ بود لہذا مناسب دانست کہ طیارہ مرحومہ را بگزارد و طواف بیت اللہ را از دست نہ دہد اگرچہ فیما بعد برائے مراجعت تذکرہ جدیدہ گرفتہ شود۔ طَوْبِي لِمَنْ آتَرَ مَا يَنْبَغِي عَلَيَّ مَا يَنْبَغِي لِهَذَا عَاجِزٌ بِمَكْرَمَةٍ مَرَجَعْتُ كَرُوْنَمَازِ جَمْعٍ دَر حَرَمِ شَرِيْفِ خَوَانِدُو اِيْنِ نُوْبَتِ عَاجِزٍ دَر عَمَارَتِ جَنَابِ شَيْخِ مُحَمَّدِنِي مَجْدُوِي قِيَامِ كَرُو۔

محمدنی عجب پاک روش و صاف منش بود، ارتباط عاجز با ایشان بسیار قدیم بود۔ مرد آزاد و بے فکر بودند۔ ہرچہ پیش می آمد بہ صبر و شکر آن را برداشت می کردند چون ایشان را خبر رسید کہ عاجز در احوال حضرت خیر جہان قدس سرہ کتاب مقاماتِ خیر می نویسد، ایشان برائے آن کتاب نام تاریخی «سوانح ہادی کامل شاہ ابوالخیر» تجویز فرمودند چون کتاب بہ طباعت رسید، عاجز یک نسخہ بہ ایشان فرستاد بسیار خوش شدند ایشان برائے مقاماتِ اخیر نام «سوانح حیات ابوالخیر» تجویز کردہ اند۔ این نام ہم تاریخی است۔ برائے ہر دو کتاب نہایت اعلیٰ نامہا تجویز کردہ اند۔ افسوس صد افسوس کہ ایشان را مرض قلب لاحق گشت و کمیاری بہ روز دوشنبہ بست و نہم شعبان ۱۳۹۲ م (۱۶ ستمبر ۱۹۷۳ م) در طائف رحلت نمودند وہمان روز در معلاۃ عند الالب والاخرین مدفون گشتند رَحِمَهُمُ اللهُ وَرَضِيَ عَنْهُمْ — عاجز در عمارت جناب محمدنی رحمہ اللہ تعالیٰ بست و شش روز قیام کرد۔ و صَبَا حَا۔ از ندائے نماز تہجد تا طلوع آفتاب۔ و مَسَا۔ از اذان نماز دیگر تا نماز خفتن۔ بہ طواف بیت اللہ المکرم مشغول می بود۔ و آخر وقت رسید کہ عاجز ازان اماکن مقدسہ بہ وطن مراجعت کند۔ عاجز بہ دور آن قیام مکرمہ چند بار بہ زیارت آن مقام مقدس ہم مشرف شد کہ از صد سال بہ نام مولد النبی اشہار دارد۔ عَمْرَةَ اللهُ تَعَالَى۔ عاجز بہ روز چہار شنبہ ہفتم صفر و ہفتم مئی بعد از نماز پیشین بانور چشم بی بی سنیہ و پسر لومو لو شش حامد سلمہا اللہ از مکرمہ بہ جدہ و عند الغروب از جدہ بہ طیارہ بہ بمبئی روانہ شد۔ عند الفجر بہ بمبئی رسید و سہ روز آن جا قیام کردہ بہ روز یکشنبہ یازدہم صفر و بست و یکم مئی بہ دہلی رسید۔ فَلِلّٰهِ الْمُخَدَّنِي الْاُولٰٓئِي وَفِي الْاٰخِرِي۔

امامتِ عید گاہ دہلی از زمان شاہانِ مغلیہ و البتہ بہ خاندانِ حضراتِ ساداتِ کرام  
**امامتِ عید گاہ دہلی** بود۔ فرد آخرش سید طاہر حسن فرزند سید محمد بود کہ از حضرت خیر جہاں قدس سرہ بیت  
 شدہ بود۔ بہ وقت تقسیم ہند چون در دہلی خونِ مسلم ہڈ شد و سہ بہ پاکستان ہجرت نمود، و اعظ شہرین بیان  
 مولانا احمد سعد دہلوی را پروردگار جابر باد کہ در ان ایام زود خورد بہ خدمت و حفاظت عید گاہ مکرمہ امت

ست وازان روز امامت متعلق بہ ایشان شد۔ وفات ایشان عند العشار الآخرہ بہ شب شنبہ چہارم جمادی الآخرہ ۱۳۶۹ھ چہارم دسمبر ۱۹۵۹ء شد۔ حمد اللہ و بہ جائے ایشان فرزند کلاش مولوی محمد سعید امام عید گاہ شد۔ شش سال امامت کرو بہ روز چہار شنبہ بستم شعبان ۱۳۸۵ھ۔ پانزدہم دسمبر ۱۹۶۵ء رحلت نمود۔ حمد اللہ۔ بعد از وفات ایشان علماء و عمائدین و اعضاء مجلس اوقاف دہلی عاجز را برائے امامت عید گاہ تجویز کردند۔ بنا بر احوال زمانہ اگرچہ عاجز را تر و دو بود اما از وجہ اصرار بعض افراد گرامی قدر خالصا لئلا ینزل علیہم من ربہم ذلک یوم الاثنین السابع عشر من شہر رمضان سنہ ۱۳۸۵ھ من الهجرة، العاشر من ینایر سنہ ۱۹۶۶ھ من المیلاد۔ واز روزے کہ عاجز امام عید گاہ شدہ میلان عباد بہ آن جہت شدہ۔ عاجز در خطبہ و صلاۃ اختصارا بالمحوظ می دارد۔ در ہندوستان عادت است کہ بعد از خطبہ دعای کنند۔ درین امر عاجز را اشکالے پیش آمد کہ اگر دعای کند سنت مبارک را از دست می دہد و اگر دعای نہ کند قلوب العباد را عطشان می ماند۔ پروردگار فضل فرمود و این خیال آمد کہ خطبہ ثانیہ کہ مشتمل بر دعاست بر رخے از دعا خواندہ۔ با واز بلند لفظ دعا نیز گفتہ دست تضرع دراز کردہ شود۔ پروردگار جل شانہ و عم احسانہ بہ نطف و کریم خود این صورت جمع را شامل در طریقہ مسنونہ فرماید۔ با کریمان کار ہا و شوار نیست۔

### خطبہ اولی از عید فطر

اللہ اکبر (تسع مراتب) اللہ اکبر کبیرا والحمد لله کثیرا و سبحان اللہ بکرة واصیلا۔ اللہ اکبر ما اشرقت فی صباح هذا الیوم تشرق الشمس المسررة، وتم شہر الصوم واستعدت و قد الحج والعمرة، ولبس المؤمنون جدید الثیاب اظہارا لجمیل التعمیر، سبحان من اوجب الفطر فی هذا الیوم و حرم الصیام، احمدا و اشکرة علی جمیل الانعام و ائوب الیہ و استغفرہ من الذنوب الاثام و اشهد ان لا اله الا الله و حده لا شریک لہ و اشهد ان سیدنا محمد عبده و رسولہ اللہ صل و سلم علیہ و علی آلہ و اصحابہ، حملة شریعتہ و خزنة اسرارہ اما بعد، یا عباد الله ان من آداب الاسلام المشہورة اخراج زکاة الفطر حسب الشئ الماثورة و اوجب ابو حنیفة علی المکلف عن نفسه و اولادہ الصغار و خادمہ و ولدہ الکبیر اذا کان مجنونا بشرط ان یمیک التصاب زیادة عما اھم و اسقط عنه زوجته و والدیہ الا علی سبیل التبذیر و یجب عند باقی الائمة علی المکلف عن نفسه و عن من یلزمہ الاتفاق علیہ بشرط ان یمیک زیادة عن لوازم من یومئہ و قد رھا نصف صاع من الخنطة و صاع من الشعیر و من غالب قوت اهل البلد و تکفی القیمة عند الامام الاعظم، فعملوا یا خراجہا فھی مطهرة لصلواتکم و استبشروا بنعمہ من الله و رضوان منہ۔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار۔

### خطبہ اولی از عید الاضحی

اللہ اکبر (تسع مراتب) اللہ اکبر کبیرا والحمد لله کثیرا و سبحان الله بکرة واصیلا الحمد لله الذی بسط لنا بساط الانس و المحبة و قبل عملنا حاج بنیتہ فعاملہم معاملة الرجبة، احمدا و اشکرة و اشهد ان لا اله الا الله و حده لا شریک لہ و اشهد ان محمد عبده و رسولہ اللہ صل و سلم و بارک علیہ و علی آلہ و اصحابہ و اهل بیتہ اجمعین۔ و بعد۔ قد اوحی الله فی المناور الی ابراهیم علیہ السلام بذبح ولده، فھم فی مثل هذا الیوم بذبحہ، فنزل الفداء

وَأَسْتَبَشِّرُ اللَّهَ الْكَبْرَ اللَّهُ الْكَبْرُ نَصَارَتِ الْأَصْحَابِ مِنْ ذَلِكَ الْوَقْتِ مَرْغُوبَةٌ وَكُضَيْلَةٌ مَطْلُوبَةٌ، فَاتَّبِعُونِي فِي الشَّيْءِ  
وَأَسْتَوْجِبُوا فِيهَا الْمِنَّةَ فَمَنْ كَانَتْ لَهُ أُضْحِيَّةٌ فَلْيَبْدَأْ بِهَا وَلْيَسْتَقْبِلْ بِهَا الْبِقْلَةَ وَلْيَكْتَبِرِ اللَّهَ وَلْيَقُلْ، اللَّهُمَّ هَذَا  
مِنْكَ وَلَكَ اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ إِبْرَاهِيمَ هَيْمَ حَيْلِيكَ وَ مُحَمَّدٍ حَيْبِيكَ، وَأَوَّلُ وَقْتِهَا مِنْ صَلَاةِ الْعَيْدِ  
لِلْأَهْلِ الْأَمْصَارِ وَالْأَهْلِ الْقُرَى مِنْ فَجْرِ هَذَا النَّهَارِ وَتَمْتَعِي وَقْتَهَا بِغُرُوبِ شَمْسِ الْيَوْمِ الثَّلَاثِ، وَلَا يَبِيعُ مَخْطَأً مِنْ  
مِنْ أُضْحِيَّتِهِ وَلَا يُعْطَى الْجَزَارَ نَيْسَانًا فِي أَجْرَتِهِ، عِبَادَ اللَّهِ عَظِّمُوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَمَنْ يُعَظِّمِ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا  
مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ وَتَقَرُّ لَهَا بِضَحَايَا كَمَا فَإِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ وَكَثِيرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامِ الشُّرَيْقِ عَقَبَ  
الْصَّلَاةِ وَمَنْ جَاءَ مِنْ طَرَفَيْنِ فَلْيَزْجِعْ مِنْ أُخْرَى لِكَثْرَتِكُمْ الْحَسَنَاتِ. رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ  
حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

### خطبہ آخری از عبیدین

اللَّهُ الْكَبْرُ (سَبْعَ مَرَّاتٍ) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ الْكَبْرُ وَ اللَّهِ الْحَمْدُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا  
كَثِيرًا أَدَا الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى حَبِيبِهِ وَصَفِيَّتِهِ وَرَسُولِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى  
آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَبَدًا مُجَدِّدًا. وَبَعْدُ. أَيُّهَا النَّاسُ أَلْعُو اللَّهَ فِي السِّرِّ وَالْعَلَنِ وَذَرُوا الْقَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا  
بَطَنَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ أَمْرَكُمْ بِأَمْرَانَا كَمَا بِهِ شَرَفًا وَتَكْرِيمًا يَقُولُهُ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا. اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ أَبَدًا وَأَزْكَى حَيَاتِيكَ سَرْمَدًا عَلَى سَيِّدِ  
الْمُرْسَلِينَ وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَارْضَ اللَّهُمَّ عَنْ خُلَفَائِهِ الْأَرْبَعَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُمَانَ وَعَلِيٍّ وَعَنْ  
الْبَقِيَّةِ مِنَ الْعَشْرَةِ الْمُبَشَّرَةِ وَعَنْ الَّذِينَ بَالِغُونَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَعَنْ سِبْطِيهِ الشَّهِيدِينَ الْقَمَرِيِّينَ الْمُنِيرِينَ  
الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَعَنْ أَقْبَمِهِمَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَعَنْ عَمِّيهِ الْمُكْرَمِينَ بَيْنَ النَّاسِ الْحَمْرَةَ وَالْقَبَّاسِ وَعَنْ سَائِرِ  
الصَّحَابَةِ وَالْقُرَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ  
وَتُبَّ عَلَيْنَا يَا مَوْلَانَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ. عِبَادَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي  
الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ، أَذْكَرُ اللَّهُ الْعَظِيمَ يَذْكَرُكُمْ وَأَشْكُرُوه عَلَى نِعْمِهِ  
يَزِدْكُمْ وَأَدْعُوهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلِذَكَرِ اللَّهُ أَعَزُّ وَأَجَلُّ وَالْكَبْرُ الدُّعَاءُ. اللَّهُمَّ انصُرِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِينَ  
اللَّهُمَّ انصُرْ جُيُوشَ الْمُؤَدِّينَ اللَّهُمَّ أَهْلِكَ الْكُفْرَةَ وَالْمُشْرِكِينَ اللَّهُمَّ دَمِّرْ أَعْدَاءَ الدِّينِ اللَّهُمَّ قَاتِلِ  
الْكُفْرَةَ أَهْلَ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ يُحَدِّثُونَ آيَاتِكَ وَيَكْفُرُونَ بِرُسُلِكَ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ  
وَيَتَعَدَّدُونَ حُدُودَكَ وَيَقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ اللَّهُمَّ خَالَفَ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ اللَّهُمَّ زَلِّزْ أَقْدَامَهُمْ اللَّهُمَّ  
أَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَفَجْرِي السَّحَابِ وَهَازِمِ الْأَخْزَادِ  
أَهْزِمِ الْكُفَّارَ وَالضُّرَّ الْمُسْلِمِينَ عَلَيْهِمُ اللَّهُمَّ أَنَا بَجَعَلْتَكَ فِي حُجُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ اللَّهُمَّ آمِنَّا  
فِي أَوْطَانِنَا وَلَا تَسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَخَافُكَ وَلَا يَزْعُمُنَا اللَّهُمَّ انصُرْ مَنْ نَصَرَدِينِ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَ  
دِينِ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ أَصْلِحْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ ارْحَمْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ فَرِّجْ عَنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

### زواج

نکاح عاجز با امۃ القیوم و دختر حافظ اشفاق الہی میرٹھی بیکشنبہ چہاروم شوال ۱۳۳۵ھ بمقدم اپریل  
۱۹۱۶ء شد۔ زوجہ حافظ اشفاق الہی بی بی زہرہ بنت العم ایشان بود۔ رونے حضرت والدہ صاحبہ سے  
فرمودند اگر شمارا پروردگار دختر عنایت فرماید من برسائے زید آن رامی گیرم، سے عرض کرو شما دعا فرماید کہ حق  
تعالیٰ دختر عنایت فرماید، من بسیار خوشی آن رامی دہم، پروردگار بہ محرم ۱۳۳۲ھ ایشان را دختر عنایت کرو۔

حافظ اشفاق الہی بہ خدمت حضرت ایشان مکتوب نوشت و نام دریافت کرد۔ حضرت ایشان امتہ القیوم نام نہادند۔ بہ ماہ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ حافظ اشفاق الہی و زوجہ ایشان با دختر خود آمدند، حضرت والدہ ماجدہ دختر رانند حضرت ایشان بڑوند و اطہار خیال خود کردند، حضرت ایشان اتفاق فرمودند و اوعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند حضرت والدہ ماجدہ دستبند ہائے زیر سرخ در دستہائے دختر نہادند و شیرینی تقسیم کردند۔

**اولاد** پروردگار عاجز را سپردشش دختر عنایت کرده۔ ۱۔ ابوالفضل محمد۔ ۲۔ صفیہ۔ ۳۔ ابوتراب حامد۔ ۴۔ ابوالخیر احمد۔ ۵۔ سنیہ۔ ۶۔ عطیہ۔ ۷۔ نقیہ۔ ۸۔ زکیہ۔ ۹۔ خیریہ۔ احوال ایشان مختصراً بیان کردہ می شود۔ بیان ابوالفضل محمد بہ آخر خواهد آمد۔

۲۔ بی بی صفیہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ بہ شب جمعہ بست و چہارم ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ۔ ۲۴ فروری ۱۹۳۸ء در خانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔ نام تاریخی امتہ الخبیر سلیم است، عقد نکاحش بہ روز جمعہ سیزدہم ربیع الآخر ۱۳۶۹ھ با عزیزم عبداللہ آقا فرزند اوسط حضرت برادر کلان شد، بہ ۲۶ رمضان ۱۳۸۰ھ۔ ۱۴ ماہ ۱۹۶۱ء۔ ولادت بی بی نجمہ شد و بہ ۲۵ رجب ۱۳۸۲ھ۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۲ء ولادت بی بی کوب شد۔ چون کہ در طبائع زوجین توافق نہ بود بہ جمعہ پنجم محرم ۱۳۸۵ھ بہ ہفتم مئی ۱۹۶۵ء۔ جدائی واقع شد و ازان روز بی بی صفیہ باہر و بنات نزد عاجز قیام دارد۔ سَلَّمَهُنَّ اللَّهُ وَحَفِظَهُنَّ مِنْ كُلِّ مَكْرُوهٍ۔

۳۔ ابوتراب حامد بہ ۲۳ رمضان ۱۳۵۸ھ۔ ۶ نومبر ۱۹۳۹ء۔ در خانقاہ شریف دہلی تولد نمود وہمان روز اجرو دختر آخرت گردید۔ و در گورستان مسلمین نزد کوئلہ فیروز شاہ پیوند خاک گردید۔ جَعَلَهُ اللَّهُ بِمَنَّةٍ وَّكَرَمٍ اَجْرًا وَّذُخْرًا لِابْوَيْهِ۔

۴۔ ابوالخیر احمد بہ دو شنبہ دوازدهم محرم ۱۳۶۰ھ۔ ۱۰ فروری ۱۹۴۱ء۔ در خانقاہ شریف دہلی تولد نمود و بہ شنبہ بست و ششم صفر ۱۳۶۳ھ۔ ۲۲ فروری ۱۹۴۴ء۔ داغ مفارقت برول نہاد و بہ دارالجنان رخصت شد۔ جَعَلَهُ اللَّهُ بِمَنَّةٍ وَّكَرَمٍ اَجْرًا وَّذُخْرًا لِابْوَيْهِ۔

۵۔ بی بی سنیہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ بہ دہم ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۴۲ء۔ در خانقاہ شریف دہلی تولد نمود و بہ شب شنبہ دوم شوال ۱۳۸۵ھ۔ ۲۴ جنوری ۱۹۶۶ء۔ عقد نکاحش با محمد عابد فرزند نور محمد اللہ والاشد۔ والدہ محمد عابد امتہ الحی بنت حافظ اشفاق الہی است و نامش نیز نہادہ حضرت ایشان است۔ دوکان حافظ نور محمد در صدر بازار دہلی بود بعد از تقسیم ہند بہ کراچی رفت و بعد از مدتی بہ مکہ مکرمہ ہجرت کرد۔ فضل پروردگار است آنجا بہ عافیت و راحت می باشند۔ پروردگار بی بی سنیہ را چہار اولاد عنایت کردہ۔ ۱۔ حامد کہ بہ دو شنبہ چہار دہم رمضان ۱۳۸۶ھ۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۶ء متولد شدہ۔ سَلَّمَهُ اللَّهُ وَحَفِظَهُ۔

۱۔ سلمیٰ بیچشنبہ دوازدہم محرم ۱۳۸۸ھ۔ یازدہ اپریل ۱۹۶۸ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔  
 ۲۔ اسماء بیچشنبہ بست و ہفتم جمادی الآخرہ ۱۳۸۹ھ۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۶۹ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔  
 ۳۔ عادل بیچشنبہ بست و چہارم جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ۔ ۱۸ جولائی ۱۹۷۱ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔  
 ۴۔ بی بی عطیہ سلمہا اللہ تعالیٰ بیچشنبہ پنجم محرم ۱۳۶۵ھ۔ ۱۱ دسمبر ۱۹۴۵ء۔ درخانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔ بیچشنبہ دوم ذی القعدہ ۱۳۸۲ھ۔ ۱۱ مارچ ۱۹۶۵ء۔ عقد نکاحش پامرز محبوب بیگ فرزند مرزا فاضل بیگ شد۔ اولاً قیام محبوب بیگ در چانگام بنگال بود بعد از فتنہ بنگالیہا قیام ایشان در کراچی است۔ پروردگاری بی عطیہ را پنج اولاد عنایت کرده۔

۱۔ غوثیہ بیگم بیچشنبہ ہفتم رمضان ۱۳۸۵ھ۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۶۵ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔  
 ۲۔ منصور بیچشنبہ چہارم رجب ۱۳۸۶ھ۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۸ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔  
 ۳۔ فوزیہ بیگم بیچشنبہ بست و سوم شعبان ۱۳۹۱ھ۔ نومبر ۱۹۶۹ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔  
 ۴۔ سعدیہ بیچشنبہ سیزدہم ربیع الآخر ۱۳۹۱ھ۔ ۸ جون ۱۹۷۱ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔  
 ۵۔ ارشد بیچشنبہ سیزدہم شعبان ۱۳۹۲ھ۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۷۳ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔  
 ۶۔ بی بی نقیہ سلمہا اللہ تعالیٰ بیچشنبہ ہفتم محرم ۱۳۶۸ھ۔ ۱۰ نومبر ۱۹۴۸ء۔ درخانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔

۸۔ بی بی زکیہ سلمہا اللہ تعالیٰ بیچشنبہ چہارم محرم ۱۳۷۰ھ۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۰ء۔ درخانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔

۹۔ بی بی خیرت سلمہا اللہ تعالیٰ بیچشنبہ بست و نہم شعبان ۱۳۷۵ھ۔ ۱۱ اپریل ۱۹۵۶ء۔ درخانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔

۱۔ نور چشم نخت جگرم ابوالفضل محمد سلمہ اللہ وحفظہ۔

ولادت بر خوردار بیچشنبہ سیزدہم شعبان ۱۳۵۵ھ۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۶ء۔ درخانقاہ شریف دہلی شد عاجز درج ذیل تاریخی قطعہ گفتہ۔

منور زوے چشم و جانم قوی	محمد ابوالفضل جلوہ نمود
ابوالخیر جدش شہر دہلوی	جگر گوشہ زید و نور بصر
بہ گلزار احسن گل معنوی	بہ باغ عمر میوہ نور است

۱۵۔ بیجا جزا قدس سرہ۔ ۱۶۔ حضرت مجدد قدس سرہ۔



الہی نگہ دار ویرا مدام  
چو تاریخ میلاد جستم ز دل  
ز آفات دینی و ہم دنیوی  
ملک گفت "خورشید مصطفوی"

عاجز نام ایشان از وجہ مناسبت محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم محمد نہادہ است و کنیت ابو الفضل، جَعَلَهُ اللهُ تَعَالَى بِمِثْلِهِ وَكَرَمِهِ مِنْ أَهْلِ الْفَضْلِ وَالْكَمَالِ۔

در حصول طب جدید سعی کردند و کامیاب شدند، از چار سال در حجاز مقدس موظف اند۔ چون بہ ۱۳۹۱ھ نوبت اول بہ آن ارض مبارکہ رسیدند، عمرہ کردند و معابر اے حصول سعادت و ارین تصدیقات روضہ مقدسہ کردند، عَلَى صَاحِبِهَا أَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَآزَكَى التَّحِيَّاتِ۔ چون عاجز را اطلاع این امر شد از بس مسرور گشت، وَفَقَهُ اللهُ تَعَالَى لِمَرْضَاتِهِ وَجَعَلَهُ مِنْ خَيْرِ عِبَادِهِ، در ۱۳۹۲ھ باز وجہ خود بی بی مسرت حج کردند و امسال در ۱۳۹۳ھ حج دوم بہ نصیب ایشان شد۔ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ سُبْحَانَهُ عَلَى ذَلِكَ۔ در سلسلہ شریفہ داخل شدہ اند پروردگار ایشان را توفیق دہد کہ از لطائف مبارکہ مستفید شوند و علم و ہنر آباو اجداد را حاصل نمایند۔

**زواج و اولاد**  
نکاح ایشان بابی بی خدیجہ دختر حافظ محمد اسحاق بن محمد صدیق ساکن صدر بازار میرٹھ بہ شنبہ بست و دوم شعبان ۱۳۸۶ھ۔ ۲۵ نومبر ۱۹۶۷ھ انعقاد یافتہ۔ ولادت خدیجہ سلمہا اللہ بہ جمعہ بست و یکم محرم ۱۳۸۷ھ۔ ۳ نومبر ۱۹۵۰ھ۔ در میرٹھ شد، والدش بہ عاجز مکتوب ارسال کرد و استفسار نام کرد۔ عاجز خدیجہ تجویز کرد و چون نکاح بر خور و اسلمہ اللہ باوے شد عاجز ویرا بہ مسرت نامید تا در احترام نام حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا تقصیرے نیاید وَجَعَلَهَا اللهُ سَبَبًا لِلْبَهْجَةِ وَالْمَسْرَةِ، حق تعالی ایشان را چہار اولاد عنایت کردہ، سعد، ہدی، انس، ہما۔

۱۔ سعد بہ جمعہ چہارم ماہ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ۔ ۲۰ جون ۱۹۶۹ھ متولد شد و بہ شب یکشنبہ ہشتم ماہ قمری و بست و دوم ماہ شمسی عیسوی بہ جنت شتافت، بہ شب جنازہ اش نہادہ بود کہ بر زبان عاجز این چند شعر آمد۔

جان من جانان من سعد سعید  
روز اول کرو شادم از قدم  
حیف آن پاکیزہ جان نازک بدن  
اِنْتَبِهْ يَا زَيْدُ عَمَّا اَنْتَ فِيْهِ  
روح من ریحان من از من رمید  
روز دوم طائرِ روحش پرید  
چون رولے خاک بر رویش کشید  
بِهْرَكِهْ جَامٍ وَصَلَ مِي نُوْشِدُوْهِي  
یَفْعَلُ اللهُ مَا يَشَاءُ مَا يَرِيْدُ  
جامِ فرقت سالہا خواہد چشید  
رُوْ بِهْ دَرْگَاہِ خَلَا آرَاے حَزِيْنِ  
اِنَّهٗ بَرَزَتْ رُوْفٌ بِالْعَبِيْدِ

ہر کرا خواہد نواز د بے حساب  
ہاں دعائے خیر کن بہر پسر  
آن ابوالفضل محمد صاف کیش  
ہم عطا فرمایدش نعم البدل  
سالِ این ماسات شد از خود رقم

رحمتش را نے نہایت نے عید  
تا نہ بیند مثل این مژن شدید  
بخشدش صبر و دہد اجسر مزید  
روز ہایش جملہ باشد روز عید  
ڈاے زخم سغدی شیرین جدید

۲ ہدی سلمہا اللہ تعالیٰ بدوشنبہ ہفد ہم ربیع الآخر ۱۲۹۰ م۔ ۲۲ جون ۱۹۶۷ء متولد شد پروردگار  
جل شانہ در عرش برکت دہد و خوش نصیب و صالح فرماید۔

۳ انس سلمہ اللہ تعالیٰ۔ ولادت بر خوردار بہ شنبہ ششم رجب ۱۲۹۱ م۔ ۲۸ اگست ۱۹۶۷ء شد، کہ  
ششم سنبہ ۱۳۵۰ شمسی ہجری بود۔ عاجز این نور چشم را بہ نام خدمتگار خاص سردار کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم  
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ موسوم کردہ۔ رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم برائے خدمتگار خود و عاگردند  
اللہم اکثر مآلہ و ولدہ، عاجز از مولائے لطیف و کریم خود پر امید است کہ وے این غلام را کہ ہنہام خادم  
سردار کل جہان است صلی اللہ علیہ وسلم بہ برکت این ہنہامی شامل سعادت دینی و دنیوی فرماید۔ باکریمان  
کار ہا دشوار نیست۔ از خوان کریمان بہ اولش خوران نصیب می باشد۔ وللارض من کائنات الکرام نصیب۔

۴ ہما سلمہا اللہ تعالیٰ، بدوشنبہ بست و شش محرم ۱۳۹۵ م کہ ششم فروری ۱۹۶۵ء و نوزدہم  
دلو ۱۳۵۳ شمسی ہجری بودہ در اُم القری متولد شد۔ پروردگار در عرش برکت دہد و خوش نصیب و صالح فرماید۔  
ہنوز این کتاب طبع نہ شدہ بود کہ حج ہمائے اوج سعادت بہ دام ما افتاد۔ لہذا نام این نور الابصار زیب تحریر یافت۔  
عاجز سلسلہ نسب را از روے آن تحقیق کہ در مقدمہ گزشتہ از نور چشم انس تا امام الاعلیٰ حضرت عمر  
رضی اللہ عنہ کہ دارائے چہل و پنج نام است در ہفت شعر نظم کردہ۔ اتما مالفاذہ می نویسید۔

انس ابوالفضل و پس زید و ابوالخیر و عمر تا بان  
عزیز القدر و عیسیٰ، سیف دین معصوم و شہ احمد  
دگر عبدالحی و شیخ محمد پس حبیب اللہ  
پس اسحاق و عبد اللہ شعیب احمد دگر یوسف  
سیمان و دگر مستعود و عبد اللہ کہین و اعظ  
دگر اسحاق و ابراہیم و ناصر باز عبد اللہ  
ختم این نسب نامہ امام الاعلیٰ امیر

سعید و یوسف و پس صفی القدر و الاشان  
پس عبد الاحد حق بین زین العابدین حق ان  
رفیع الدین نصیر الدین سلیمان یوسف و قدان  
شہاب الدین و نور الدین نصیر الدین و محمود آن  
چو عبد اللہ ہین و اعظ ابوالفتح آن مخرشان  
عمر پس حفص و مہتم پور عبد اللہ صحابی دان  
عمر فاروق بین الحق و الباطل مشہ خوبان

عاجز دعای کند کہ این گلزار خیر جہان از جمیع نقمن و حوادث محفوظ ماند و سعادت دین و دنیا بہ نصیب ہر  
یک شود۔ ذکر آگان او انشی، صغیر آگان او کبیرا۔

در فصل سوم واقعہ یک پادری وزن وے گزشتہ کہ حضرت ایشان بہ آنها گفتند: "بندگان خدا را نام خدا نشان می دهم، اگر چه عاجز و تہہ حال است، اما وراثتہ این شغل بے رسیدہ اگر چه قاصر است اما سائراست کسے گفتہ و خوش گفتہ۔"

فَتَشَبَّهُوا إِيَّاهُ لَمْ يَكُونُوا مِثْلَهُمْ  
إِنَّ التَّشْبِيهَ بِالْكَرَامِ فَلَاحٌ

عاجز نیز طالبان حق را نام پاک وے نشان می دہد۔ و از افغانستان و ہندوستان بعض افراد را اجازت تعلیم نیز دادہ، ازان جملہ بعض پاک ضمائر طلت کردہ اند و بعض دیگر مصروف کار اند۔ پروردگار عاجز را و آن ہمہ را اخلاص نیت و التوفیق لیمای مجتہد و بیرضاء عنایت فرماید۔

اے مدعی کہ می گزری بر کنار آب  
زین در کجا رویم کہ ما را بہ خاک او  
گر سر قدم نہ می کنمش پیش اہل دل  
جز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است  
ما را و گر معاملہ با بیچ کس نہ ماند  
سعدی بشوے لوح دل از نقش غیر دوست

عاجز گوید وقت اختتام این سفر کریم بہ سر رسیدہ، شکر است مر پروردگار را کہ وے توفیق تحریر این کتاب داد، این عاجز مستمند شجرہ حضرات نقشبندیہ را نظم کردہ است و مناسب معلوم می شود کہ بہ ذکر مبارک آن بزرگوران این کتاب را ختم کند۔ لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِي الصَّلَاحَ۔

### شجرہ شریفہ نقشبندیہ

الہی بہ نامت چہ نایست آن	کلید در رحمت بیکران
الہی بہ سردارِ کل کائنات	جناب محمد علیہ الصلوات
الہی بہ آن کان صدق و صفا	ابوبکر صدیق رضی عنہ
الہی بہ سلمان خیر و صفی	کہ شد داخل آل پاک نبی
الہی بہ قاسم امام طریق	منار ہدی نور چشم عتیق
الہی بہ آن جمع زوی نسب	کہ وے راست صادق مبارک لقب
الہی بہ آن مخیر انوار دید	شہ عارفان خواجہ بایزید
الہی بہ شرب شہ بواحسن	کہ سرشار ہد از شراب کہن
الہی بہ دانائے رمزِ مخفی	بہ ملک بقا نیرے بو علی
الہی بہ آن یوسف پُر ضیا	کہ ہمدان از گوشت ملک صفا
الہی بہ آن خواجہ خواجگان	شہ عبد خالق امام جہان
الہی بہ آن عارف بے مثال	گزو ریو گز شد مخط الرمال
الہی بہ محمود عالی مقام	کہ انجیر فتنہ ازو یافت نام

زکویس بخیزد ہزاران ولی  
محمد بہ ستماس بدر منیر  
بہ شوخار سید امیر کلال  
امام الطریقہ شہ نقشبند  
مُعَظَّر ازو گشت بزم صفا  
کزو چرخ شد بر فلک سرفراز  
زہے ناصر دین عبیدال  
محمد بہ درویش گشتہ شہیر  
کہ بد واقف رمز ہائے خفی  
بہ خواجہ کرانکنگ دارو مقام  
کہ باقی است مشہور نزدیک دُور  
مُجَبَّد ز ألف دُوم شد امام  
عجب زیب بخشید آخریہ کار  
طراوت از ویافت شرع متین  
چہ نور محمد ستودہ صفات  
جیب الہ منظر جان جان  
مَلَقَّب بہ شاہ غلام علی  
کہ شد غرق انوار در روز عید  
شدا احمد سعید آن امام حرم  
کہ دے نام دارد محمد عمر  
ابوالخیر عبدالہ محی دین  
کہ بودند از عشق تو سینہ ریش  
زلطفت در فیض بروے کشا  
گناہش بخشا و عذرش پزیر  
بین رحمت را تولے ذوالجلال  
بیامرز یک یک ز عصیان او  
ز جام مئے عشق مخمور کن  
رَسَد تا مجال تجلی ذات  
کہ از بے شعوری نہ ماند شعور

الہی بہ خواجہ عزیزان علی  
الہی بہ بابائے روشن ضمیر  
الہی بہ آن شہسوار کمال  
الہی بہ داروئے ہر درد مند  
الہی بہ عطار دین را علا  
الہی بہ یعقوب دامنے راز  
الہی بہ احرار عرفان پناہ  
الہی بہ آن کامل بے نظیر  
الہی بہ زاہد محمد ولی  
الہی بہ آن مُرشدِ خاص و عام  
الہی بہ آن فانی بحسب نور  
الہی بہ آن شیخ احمد ہمام  
الہی بہ معصوم والا تبار  
الہی بہ آن سیف دنیا و دین  
الہی بہ آن سید پاک ذات  
الہی بہ آن طائر لامکان  
الہی بہ آن عبد اللہ ولی  
الہی بہ اخلاص آن بوسعید  
الہی بہ نیروے عالی رحم  
الہی بہ آسرا رہ صاحب نظر  
الہی بہ غواص بحر یقین  
الہی بہ این پاک مردانِ خویش  
دل بواحسن زید را زہ شنا  
الہی کرم کن برین مستحیر  
ببین سوائے اعمال ناگفتہ حال  
ولائے کہ دارد بہ خاصان تو  
دل تیرہ اش را تو پر نور کن  
بہ یمن ظلال و بہ نور صفات  
چنان مست گرد در آوج حضور

بہ روز جمعہ بست و ششم ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ۔ ۲۴م جنوری ۱۹۷۵ء کہ دوم جدی ۱۳۱۵ھ بودہ۔ عاجز از ایفایین کتاب  
فارغ گشت، انا محمد لله اولاد آخر اذ الصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔











